The Drinched Book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188359
UNIVERSAL
LIBRARY

تاریخ پٹیالہ

مصنفہ

خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر اعظم ریاست موصوف

سنہ ۱۸۷۸ء

مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر

باہتمام بابو جب علی منیجر پروپرائٹر

فہرست مضامین متن تاریخ پٹیالہ بترتیب صفحہ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۳
۲	ریاست پٹیالہ کی اجمالی اور عام کیفیت	۱۰
۳	ذکر راؤ بیم پال کے جیسلمیر سے اس ملک مین آنے اور بیٹھنے سرسہ جھنڈہ وغیرہ پر مسلط ہوجانیکا اور اُسکا انجام کار	۲۵
۴	راؤ جودھ بن شیخنی اور بادشاہ دہلی کی فوج سے اُسکی لڑائی وغیرہ حالات	۲۶
۵	اس خاندان کے قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہونیکا سبب اور ریاست کا زوال اور اُسکا طرز معاشرت اور سردار پھول کی نشوونما جنسے پٹیالہ کا نام خاندان منسوب ہے	۲۹
۶	سردار پھول کی وفات کا عجیب سبب	۳۶
۷	سردار آلا سنگھ عرف نانا کی ولادت اور رفتہ رفتہ اُنکے اقتدار اور ثروت مین ترقی	۳۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸	مہاراج الانگہ صاحب بہادر کا دشمنون سے اپنے والد ماجد کے خون کا انتقام لینا اور انکی ترقی اقبال	۳۹
۹	کنور سردول سنگہہ صاحب بہادر کا حملہ موضع نیمہ پر اور راجپوت سردارون سے لڑائی اور انکی شکست	۴۰
۱۰	مہاراج کے حملے بہٹی راجپوتون پر	۴۵
۱۱	نواب علی محمد خان بہادر کا سرہند کا چکلہ دار مقرر ہوکر آنا اور مہاراج کو نظر بند کرلینا اور انکا قید سے نکلجانا	۴۶
۱۲	موضع ڈھوڈان کی آبادی اور فرید خان راجپوت کا قتل اور اُس علاقہ کا مہاراج کے تصرف مین آنا	۴۸
۱۳	قصبہ سنور پر مہاراج کا تصرف اور پٹیالہ کی آبادی	۴۹
۱۴	عبدالصمد خان چکلہ دار سرہند کا پٹیالہ پر چڑہ آنا اور ڈھوڈان کے مقام اُسکی شکست	۵۰
۱۵	سردار جودہ رئیس بٹھنڈہ پر فوج کشی	۵۱
۱۶	مہاراج کے حملے بہٹی راجپوتون پر	۵۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷	کوٹلہ مالیر کے پٹھانون پر فوج کشی	۵۰
۱۸	احمد شاہ درّانی کی فوج کا حملہ بنالہ پر اور مہاراج کا بادشاہ موصوف کی خدمت مین حاضر ہونا اور سکھونکا مکرّر خروج سرہند کے صوبہ دار زین خان پر اور سرہند کا مہاراج کے قبضہ مین آنا اور شہر پٹیالہ کی آبادی	۵۵
۱۹	زین خان کا قتل اور اس صوبہ کی بے انتظامی عسکر احمد شاہ کا پھر اس ملک مین آنا اور مہاراج کو راجگی کا خطاب دیکر اس ملک کا حاکم مقرر کرنا اور انکی وفات	۶۱
۲۰	مہاراج امر سنگھ بہادر کی نشستینی اور اُسکے متعلق حالات	۶۵
۲۱	احمد شاہ کا اخیر حملہ ہندوستان پر اور مہاراج کو راجہ راجگان کا خطاب دینا	۷۵
۲۲	مہاراج کا دوسرا حملہ کوٹلہ مالیر کے پٹھانون پر	۷۶
۲۳	منی فرزہ کے رئیس غریب داس پر فوج کشی اور راجہ بیرت کا رش بہادر رئیس سرمور کا مہاراج کی ملاقات کو آنا	۷۷
۲۴	کنور ہمت سنگھ بہادر پر فوج کشی	۷۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۵	سرزنش جودہ کوٹ کپورہ والہ پر فوج کشی	۸۰
۴۶	مہاراج کا حملہ بھٹیانہ پر	۸۲
۴۷	بھٹندہ کا محاصرہ اور آخر کار اسکی فتح	۸۴
۴۸	جھنڈا سنگھ اور مرہٹہ کا اسطرف کو آنا اور گنور بہت سنگھ بہادر کی بغاوت	۸۵
۴۹	راجہ بھاگ سنگھ صاحب بہادر رئیس جنید کی امداد بمقابلہ شمروصاحب فرانسیسی کے اور اسکی شکست	۹۰
۵۰	رانی فتو صاحبہ کی وفات اور مہاراج صاحب سنگھ بہادر کی ولادت	۹۲
۵۱	قصبہ سیف آباد پر حملہ اور اسکی فتح	۹۳
۵۲	راجہ بیرت پرکاش صاحب کی وفات اور مہاراج کا ناہن تشریف لیجانا اور انکے بیٹے کو ملکی سرکشی کے فرو کرنیمیں مدد دینا	۹۴
۵۳	مہاراج کا دوسرا حملہ بھٹیانہ پر اور راجہ گج سنگھ صاحب والی پٹیالہ کی ملاقات	۹۴
۵۴	راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر رئیس جنید کی امداد بمقابلہ حاکم بادشاہی	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	متعینہ ہالسہی کے	۹۶
۳۵	قلعہ رانیان کی فتح اور بھینو کی ریاست کا خاتمہ	۹۶
۳۶	نواب بنجف خان وزیر کی فوج کشی بغرض واپس لینے ملک مفتوحہ دیوان ساون مل کے	۹۷
۳۷	مہاراج کا سلوک اپنے اہلکاروں سے	۱۰۰
۳۸	رانی کہیم کنور صاحبہ کا زور شور اور اُنکے بیٹے کنور سردہ سنگھ کا خلاف حق ولیعہد مقرر ہونا	۱۰۱
۳۹	سردار جیندر سنگھ کا کوٹ کپورہ اور ستلج کے اُس پار فتوحات حاصل کرنا	۱۰۲
۴۰	بی بی چند کنور اور صاحب کنور صاحبہ کی شادی	۱۰۳
۴۱	مہاراج کی مکرر فوج کشی غریب داس اور اُسکے دوست سردار ہری سنگھ بسیالہ والہ پر	۱۰۷
۴۲	مرزا فرخندہ بخت شاہزادہ دہلی اور نواب عبداللہ خان کا بعزم ملک گیری دہلی سے آنا اور مہاراج کو مستعد اور آمادہ جنگ	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	دیکھکر مایوس واپس جانا ———	۱۱۳
۴۳	مہاراج کی وفات اور خورد سال مہاراج صاحب سنگھہ بہادر کی نشستینی اور اُسکے نتایج ———	۱۱۸
۴۴	سردار مہا سنگھہ کی سرکشی ———	۱۴۰
۴۵	مسماۃ راجو کا تصرف قلعہ کوٹ سمیر پر اور نانون مل کی اُسپر چڑھائی ———	۱۴۲
۴۶	رانی کیہم کنور صاحبہ کے بھائی سردار آلا سنگھہ کی بغاوت بمقام بہکی اور نانون مل کا وہان جانا اور آلا سنگھہ کو سزا دینا ———	۱۴۴
۴۷	سردول سنگھہ قلعہ دار موضع پور کی بغاوت اور نانون مل کی اُسپر فوج کشی اور رانی حکمان صاحبہ کی وفات اور دیوان کا قید ہونا ———	۱۴۴
۴۸	سردار خوشحال سنگھہ فیض اللہ پور کا تصرف قصبہ بنوڑ پر اور بالی راجندر صاحبہ کا دیوان نانون مل کو اُسکے عہدہ پر بحال کرنا وغیرہ حالات ———	۱۴۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۹	مہاراج کی شادی ——— ——— ———	۱۳۱
۵۰	سردار چوہڑ سنگھ بہادر یہ اور کوٹلہ مالیر کے پٹھانون کی لڑائی	۱۳۶
۵۱	انبار آو مرہٹہ کا اس ملک مین آنا اور اُسکے متعلق حالات	۱۳۶
۵۲	سردار ہری سنگھ سیالبہ والے کی حمایت مین دیوان کی فوج کشی سردار بدھ سنگھ فیض الدلپوریہ پر ——— ——— ———	۱۳۸
۵۳	دیوان کا اقتدار اور سکھ سردارون سے اُسکا طرز سلوک اور اُسکے برخلاف لوگون کا سازش کرنا ——— ———	۱۳۹
۵۴	داداجیا اور علی بہادر مرہٹہ کا اس ملک مین آنا اور ریاست کے برخلاف دیوان کا اُنسے سازش کرنا اور اُسکے متعلق حالات	۱۴۴
۵۵	مہاراج کا سلوک نانون مل کے خاندان سے اور اُسکی تباہی اور بی بی صاحبہ کا متہرا سے واپس آنا اور اُنکی وفات ———	۱۴۶
۵۶	نانون مل کا کوٹلہ مالیر کے پٹھانون کو اُبھار کر مہاراج سے لڑوانا اور اُسکی وفات ——— ——— ———	۱۴۹
۵۷	سردار اللہیل سنگھ وغیرہ کا میر الہی بخش کو قتل کرنا ———	۱۵۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۸	سردار چوہڑ سنگھ کا دغا سے مارا جانا اور اُسکے انتقام مین سوہنی گھنیان باجہ نکیر بادی وغیرہ	۱۵۴
۵۹	بی بی صاحب کنور صاحبہ کا اپنی سسرال سے پٹیالہ مین آنا اور مدار المہام مقرر ہونا	۱۵۵
۶۰	بی بی صاحب کنور صاحبہ کی لڑائی مرہٹون سے	۱۵۷
۶۱	بیدی صاحب سنگھ اونہ والہ کا کوٹلہ مالیر پر حملہ کرنا اور مہاراج کا پٹھانون کو مدد دینا	۱۶۰
۶۲	رئیس ماہن کی رعایا کی سرکشی اور مہاراج کا راجہ صاحب کو مدد دینا	۱۶۲
۶۳	بیدی صاحب سنگھ کا حملہ ریاست رائکوٹ پر	۱۶۳
۶۴	جارج طامس مشہور جہاج صاحب کی لڑائیون کا ذکر	۱۶۵
۶۵	مہاراج اور بی بی صاحب کنور کے باہم سوء مزاجی۔ بی بی صاحب کی وفات	۱۶۹
۶۶	جارج طامس کی عہدہ شکنی اور اُسکا مآل کار	۱۷۰
۶۷	میجر لوئی کا دوبارہ اس ملک مین آنا اور اس ملک سے مرہٹون	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کے تعلقات کا خاتمہ ———	۱۸۴
۶۸	مہاراج اور رانی آسکور صاحب کے باہم سوء مزاجی اور اُسکے متعلق حالات ———	۱۸۵
۶۹	موضع دولدی کی سرحد کا فساد اور بہائی نارائن سنگھ کا ماتحہ والون کے ماتحہ سے مارا جانا اور مہاراج کی فوج کشی راجہ جیونت سنگھ پر اور اُسکے نتایج ———	۱۸۹
۷۰	مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دوبارہ اسملک میں آنا اور اُسکے متعلق حالات ———	۱۹۵
۷۱	مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے خوف سے نابہ جیند کیتھل کے رئیسوں کا آیندہ انتظام کیواسطے مہاراج کے ساتھ مشورہ کرنا اور اُسکے نتایج ———	۱۹۷
۷۲	عہدنامہ جو مہاراج کیطرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کو لکھکر دیا گیا ———	۲۱۵
۷۳	عہدنامہ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لکھکر مہاراج کو دیا ———	۲۱۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۴	مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر کی شادی اور اُسکے متعلق ایک ہولناک واقعہ کا ذکر	۴۳۷
۷۵	ریاست کے انتظام کی ابتری اور سرکار انگریزی کی تجویز سے رانی آسکور صاحب کا منتظم ریاست مقرر ہونا	۴۴۹
۷۶	مہاراج کی وفات اور اُسکی نسبت لوگوں کا اشتباہ	۴۵۵
۷۷	مذکورہ بالا معاملات کی نسبت مولف کی رائے	۴۵۶
۷۸	مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور سرکار انگریزی کا گورکھوں سے لڑنا اور پہاڑ کے مُلک کا ریاست کو ملنا	۴۵۹
۷۹	سردنہ رائے کی وفات اور مہاراج اور اُنکی والدہ رانی آسکور صاحب کے باہم شکر رنجی کا ہونا اور اُسکے متعلق حالات	۴۶۴
۸۰	مہاراج کے چھوٹے بھائی کنور اجیت سنگھ صاحب بہادر کو لوگوں کا بہکا کر دہلی لیجانا اور تقسیم ریاست کی بابت اُنکا وعدہ کرنا اور اُسکا انجام کار	۴۷۳
۸۱	ریاست کے پرانے اور قدیم انتظام اور نئی اصلاحوں اور جدید قاعدوں	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کا ذکر	۲۷۷
۹۲	ریاست کیتھل جیند اور نابہہ کے ساتھ عہدنامہ کا ہونا	۲۹۳
۹۳	راجہ سنگت سنگھ صاحب والی جیند کا لاولد مرنا اور مہاراج کی اعانت سے راجہ سروپ سنگھ صاحب کا ریاست کا ملنا	۲۹۹
۹۴	سرکار انگریزی کی مہم افغانستان پر اور مہاراج کا گورنمنٹ کو پیہ وغیرہ سے مدد دینا	۳۱۴
۹۵	ضلع ہریانہ اور ہنٹیانہ کی سرحد کے تنازعہ معروف مقدمہ نیلی کی ابتدا اور خاتمہ کا ذکر	۳۲۳
۹۶	بھائی اودے سنگھ صاحب والی کیتھل کی وفات اور سرکار انگریزی کا ریاست کو ضبط کرنا	۳۳۳
۹۷	سرکار انگریزی کی لڑائی سپاہ لاہور سے اور مہاراج کا گورنمنٹ کو مدد دینا	۳۴۰
۹۸	مہاراج کی وفات	۳۴۴
۹۹	مہاراج نرائن سنگھ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور لاہور کی	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	لڑائی کا خاتمہ	۳۴۶
۹۰	لارڈ ہارڈنگ صاحب کا پٹیالہ تشریف لانا اور مہاراج کا محصول راہداری معاف کرنا اور اسکے نتایج اور گورنمنٹ کے ساتھ ایک نئے معاہدہ کا ہونا	۳۵۰
۹۱	نقل سند	۳۵۴
۹۲	نقل اقرارنامہ	۳۵۶
۹۳	مذکورہ بالا معاہدہ کی نسبت مولف کی رائے اور ہندوستان کے رئیسوں کی خدمت میں ایک قابل توجہ اور خیرخواہانہ التماس	۳۶۰
۹۴	پنجاب میں بکرمی فساد کا ہونا اور اسکے فرو کرنے میں ریاست کا سرکار انگریزی کو روپیہ سے مدد دینا	۳۶۵
۹۵	مہاراج کا جوالا مکھی اور مہامایا کے درشن کو تشریف لیجانا	۳۶۷
۹۶	چہامی لوگوں کا ریاست سے علحدہ ہوجانا اور اسکا سبب	۳۷۰
۹۷	بی بی بسنت کور صاحبہ کی شادی اور مہاراج کا ہردوار وغیرہ تیرتھوں کے اشنان اور درشن کو تشریف لیجانا	۳۷۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۸	مہاراج مہندر سنگھ بہادر ولیعہد کی ولادت ———	۳۰۹
۹۹	موضع بجواڑہ علاقہ ریاست جیند کی بغاوت اور مہاراج کا راجہ صاحب بہادر کو مدد دینا ———	۳۹۰
۱۰۰	مہاراج کا انگلستان جانیکے ارادہ سے کلکتہ جانا	۳۹۴
۱۰۱	سرکار انگریزی کی فوج پریزیڈنسی بنگالہ کی بغاوت اور مہاراج کا سرکار ممدوح کو مدد دینا ——— ———	۳۹۳
۱۰۲	ریاست دھولپور اور گوالیار میں بغاوت کا ہونا اور مہاراج کا دونوں ریاستوں کو مدد دینا ——— ———	۴۱۲
۱۰۳	صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب اودھ کی درخواست سے فوج کا جھجھار اور لکھنؤ کو بھیجا جانا ——— ———	۴۱۴
۱۰۴	گورنمنٹ کی عملیات اور مہاراج کی قدرشناسی کا ذکر	۴۱۵
۱۰۵	نواب وسیرائے گورنر جنرل بہادر ہند کا انبالہ میں دربار کرنا اور مہاراج کا اسمیں شریک ہونا ———	
۱۰۶	مہاراج کا امرتسر کے اشنان کو تشریف لیجانا اور انند پور میں	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	مہاراج مہندر سنگھ بہادر ولیعہد کو پاہل روانا اور مینا دیوی کا دشمن کرنا	۴۲۱
۱۰۷	مہاراج کا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی ملاقات کیواسطے آگرہ جانا	۴۲۴
۱۰۸	پروگرام	۴۲۵
۱۰۹	پرگنہ کانوڈ کے انتقال کے معاملہ کے تصفیہ کیواسطے راقم اور سردار جگدیس سنگھ صاحب دیوان کا بھیجا جانا	۴۲۸
۱۱۰	سند تملیک ملک بنام فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دھراج راجیشر سر مہاراجہ راجگان ہند رنگھبیر بہادر از طرف بندگان نواب مستطاب معلے القاب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ	۴۳۴
۱۱۱	مضمون فقرہ ہفتم سند کی نسبت ایک اعتراض کا پیدا ہونا اور بعد ایک کامل بحث کے اسکا بدستور قایم رہنا	۴۴۰
۱۱۲	مہاراج کو ستارہ ہند کا خطاب ملنا	۴۴۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۳	مہاراج کا کونسل قانونی گورنمنٹ ہند کا ممبر مقرر ہونا اور گورنمنٹ کی اس تدبیر مملکت کی نسبت مؤلف کی رائے	۴۴۹
۱۱۴	مہاراج کا نواب گورنر جنرل بہادر سے رخصت ہو کر پٹیالہ آنا اور انکی وفات	۴۵۹
۱۱۵	مہاراج کی عادت اور خصلت	۴۶۱
۱۱۶	عمارت	۴۶۴
۱۱۷	قحط	۴۶۶
۱۱۸	دھرم دیجا	۴۶۸
۱۱۹	ڈاک	۴۷۰
۱۲۰	پہاڑ کے ملک کے انتظام کی اصلاح	۴۷۲
۱۲۱	ریاست کے کارخانون اور دیوانی کے دفتر کی اصلاح	
۱۲۲	فوطہ دارونکی موقوفی اور تقسیم تنخواہ کے طریقہ کی اصلاح	۴۸۵
۱۲۳	ملک کے محاصل کا نیا انتظام	۴۸۶
۱۲۴	عدالت کے قاعدے اور قانون	۴۹۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۵	مہاراج ہنہ سنگھ بہادر کا عہد دولت	۵۴۸
۱۲۶	مہاراج کا لاہور تشریف لیجانا اور مہاراجہ صاحب بہادر جموں سے ملاقات کا ہونا	۵۳۵
۱۲۷	مہاراج کا اُس کمیشن مین شریک ہونا جو ناہہ کے مقام ایک مقدمہ قتل کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوئی تہی	۵۴۸
۱۲۸	مہاراج کی شادی	۵۴۸
۱۲۹	ارل میو صاحب اور امیر شیر علیخان والی کابل کی ملاقات اور مہاراج کا اُسمین شریک ہونا	۵۵۰
۱۳۰	مہاراج کا عالیجناب ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کی ملاقات کے لئے لاہور جانا اور مختلف واقعات	۵۵۲
۱۳۱	مہاراج اور نواب صاحب بہاولپور کی ملاقات	۵۵۴
۱۳۲	مہاراج کی بہن بی بی نجما ور کنور صاحب کی وفات	۵۵۵
۱۳۳	کونسل یمنسی کی موقوفی اور مہاراج کو اختیار کا ملنا	۵۵۷
۱۳۴	نذر	۵۵۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۵	مہاراج کا کپورتھلہ جانا اور راجہ رندھیر سنگھ صاحب بہادر والی کپورتھلہ کا پیشوائی آنا	۵۷۲
۱۳۶	مہاراج کا فوجکی تنخواہ میں اضافہ کرنا اور پنجاب یونیورسٹی کالج لاہور کو مدد دینا	۵۷۲
۱۳۷	مہاراج کو ٹار آف انڈیا کا خطاب ملنا اور انکا ادائے شکریہ کے واسطے شملہ تشریف لیجانا وغیرہ	۵۷۳
۱۳۸	مہاراج کا تعزیت کیواسطے دہلی پور تشریف لیجانا اور انبالہ میں سر ڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر سے ملاقات کرنا	۵۷۷
۱۳۹	مہاراجہ دیا گرہم اور آرل نیو صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا	۵۷۷
۱۴۰	مہاراج کا ریلوے کے پل واقع دریائے ستلج کو جاری کرنا	۵۷۹
۱۴۱	ایڈریس	۵۸۰
۱۴۲	سپیچ	۵۹۵
۱۴۳	میعاد لموغ کا پورا ہونا اور مہاراج کا اس تقریب سے دربار کرنا	۵۹۹
۱۴۴	سند	۶۰۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۵	مہاراج کا ملک باگمرا و پرگنات نارنول اودکا نوڈ مین دورہ کرنا	۶۰۲
۱۴۶	ملک کے انتظام مین چند نمایان اور مفید اصلاحون کا ہونا	۶۰۴
۱۴۷	مہاراج کا کلکتہ تشریف لیجانا اور اسکے متعلق حالات	۶۰۹
۱۴۸	فرمان	۶۱۵
۱۴۹	سپیچ	۶۱۸
۱۵۰	ہز ایکسیلنسی ایل مو صاحب بہادر کا مہاراج کو اپنے شکار کو لیجانا اور مہاراج کا ٹون ہال کلکتہ مین امراء و شرفاء انگریزی اور ہندوستانی کی دعوت کرنا	۶۲۵
۱۵۱	راجہ بھگوان سنگھ صاحب بہادر و دانی نامہ کی وفات اور راجہ ہیرا سنگھ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا اور خاندان نامہ کی مختصر تاریخ	۶۲۸
۱۵۲	مہاراج کا ایل مو صاحب بہادر کی ملاقات کیواسطے جانا اور انکے مختلف رفاہ عام کے کارخانون کو دیکھنا	۶۳۹
۱۵۳	مہاراج کا تعلیم انعام اور ہندو کالج کیواسطے دربار کرنا	۶۴۰
۱۵۴	مختلف انتظامی اصلاحین	۶۴۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۵	سرکشی قوم کوکا	۶۴۴
۱۵۶	لارڈ میو صاحب بہادر کا پورٹ بلیر کے مقام ایک قیدی کے ہاتھ سے قتل ہونا اور مہاراج کا انکی یادگار میں ایک فیلو یا سکالرشپ کا قایم کرنا	
۱۵۷	اشتہار	۶۶۹
۱۵۸	تہنیت ختم قران مجید ولیعہد بھوپال کی تقریب سے ہمارے الکاروں کا بھوپال جانا اور وہاں کے الکاروں کا یہاں آنا	۶۷۲
۱۵۹	پیٹا امین تار برقی کا دفتر قایم ہونا	۶۷۳
۱۶۰	جناب معلے القاب ہز ایکسی لنسی سر جارج آف ویلز بہادر کی شفایابی کی خوشی میں مہاراج کا جشن کرنا	۶۸۰
۱۶۱	تقریر	۶۸۳
۱۶۲	سپیچ	۶۸۶
۱۶۳	سپیچ	۶۸۹
۱۶۴	نہر تلیج اور اسکے متعلق حالات	۶۹۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۵	ریاست جے پور کے ساتھ عہدنامہ کی ترمیم کا ہونا	۷۰۹
۱۶۶	شفاخانون اور سررشتہ ویکسی نیشن کا قایم ہونا	۷۱۸
۱۶۷	مہاراج گنھیر راج سنگھہ صاحب والی ریوان کا پٹیالہ آنا	۷۲۱
۱۶۸	مہاراج کا راجہ بکرم سنگھہ صاحب بہادر کی مسند نشینی کی تقریب سے فرید کوٹ تشریف لیجانا	۷۲۷
۱۶۹	نواب صادق محمد خانصاحب بہادر والی بہاولپور کا پٹیالہ آنا	۷۲۹
۱۷۰	مہاراج کا امرتسر کے اضلاع اور ملتان کی سیر کو تشریف لیجانا	۷۳۲
۱۷۱	مہاراج کا شمولیت دربار گورنری کیواسطے وہی تشریف لیجانا اور لارڈ نارتھبروک صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا	۷۳۳
۱۷۲	مہاراج کا ہز ایکسیلنسی برنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ کی ملاقات کے لئے کلکتہ جانا اور راجپورہ مین انکی تشریف آوری کی یادگار کے واسطے ایک گنج کی آبادی کی بنیاد کا رکھنا	۷۳۷
۱۷۳	مہاراج کی وفات اور انکی عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور لارڈ لٹن صاحب بہادر دیسرائے و گورنر جنرل ہند کی رائے	۷۵۷

۱۶۵ مہاراج راجندر سنگھہ بہادر کا قران کرنا اور بی کے کنور کنور سنگھہ کا ولیعہد ہونا صفحہ ۷۰۵ ۱۷۰ حضرت کا منشی کے خطاب سے تقریب فرمانا اور اسکے متعلق حالات ۷۰۷
۱۷۱ مہاراج راجندر سنگھہ بہادر کا قران کرنا اور بی کے کنور کنور سنگھہ کا ولیعہد ہونا ۷۰۵
۱۷۲ حضرت کا منشی کے خطاب سے تقریب فرمانا اور اسکے متعلق حالات ۷۰۷

فہرست مضامین مندرجہ حواشی

مضمون	صفحہ
جارڈینو برونو کا ذکر جو ایک مشہور ہیئت دان تھا	۵
تاریخ طبع ڈاکٹر اولڈہم صاحب بابت دریائے تلج	۲۰
عالمگیری اور انگریزی دنوں کا تفاوت	۲۱
کتاب منہاج کا ذکر جس سے اس کتاب میں بعض روایتیں نقل کی گئی ہیں	۲۵
حاشیہ نمبر (۱) قدیم شہر زور کا بیان	۲۶
حاشیہ نمبر (۲) سرمور کے دارالحکومت ناہن کا ذکر	۲۶
برہمنوں کی رسم خودکشی کا ذکر	۲۸
حاشیہ نمبر (۱) سکھوں کے دسوں گرو صاحبوں کے نام	۳۲
حاشیہ نمبر (۲) شہر پٹیالہ کا تاریخی حال	۳۲
موضع پہول کا ذکر	۳۴
موضع بہدوڑ کا ذکر	۴۰
خاندان مالیر کوٹلہ کی مختصر تاریخ و سن حال تک	۴۱
مولوی سید حب علیخان صاحب مرحوم اور انکے خاندان کا ذکر	۴۳
خاندان رامپور کے مورث اعلیٰ نواب علی محمد خان صاحب کا ذکر	۴۶
حاشیہ نمبر (۱) قدیم شہر سامانہ کا ذکر	۴۹
حاشیہ نمبر (۲) قوم کہوکہر کا ذکر	۴۹
قوم سوڈھی کا ذکر	۵۰
لفظ فل کی تشریح	۵۲
سردار جسا سنگھ صاحب بانی ریاست کپورتھلہ کا ذکر اور ریاست کی مختصر تاریخ و سن حال	۵۸

مضمون	صفحہ
قوم ڈوگر کا ذکر ———	۶۳
مہاراج امرسنگھ صاحب کے زائچہ طالع کا ذکر	۶۴
چادر ڈالنے کی رسم کا ذکر ———	۶۵
سکھان معروف بہنگی کا ذکر اور مختصر تاریخ	۶۷
سکھان معروف رام گڑھیہ کی مثل کا بیان	
اور مختصر تاریخ ———	۶۸
سردار بگھیل سنگھ کا ذکر جو سکھان معروف	
کروڑا سنگھیا کی مثل مین سے تہا۔	۷۴
غریب داس رئیس منی مزرعہ کا ذکر اور خاندان	
منی مزرعہ کی تاریخ ریاست کے خاتمہ تک	۷۷
خاندان کلیہ کا ذکر اور ریاست کی مختصر تاریخ تا	
رئیس حال ———	۷۸
خاندان کوٹ کپورہ یعنی فرید کوٹ کی	
مختصر تاریخ تا رئیس حال ———	۸۰
شمرو صاحب نسیس اور اسکی زوجہ معروف	
بیگم کا ذکر ———	۹۰
موضع کسوہن کا ذکر ———	۹۸
سردار تارا سنگھ ضیبہ کا ذکر جو سکھان معروف	
ڈلہ والے کی مثل مین سے تہا۔	۱۰۳
سکھان معروف کنہیا کی مثل کا ذکر اور مختصر تاریخ	۱۰۴
سردار ہری سنگھ بنگہ کا ذکر ———	۱۰۶
خاندان سکھان معروف شہید کا ذکر۔	۱۰۹
سردار جودھ سنگھ زیر آبادی کا ذکر ———	۱۱۶
لفظ الوس دار کا بیان ———	۱۲۵
نواب کپورتھلہ بانی خاندان فیض اللہ پور	
یا سنگھ پورہ کا ذکر ———	۱۲۶
خاندان شاہ آباد کے بانی سردار کرم سنگھ	
نرلہ کا ذکر ———	۱۲۸

مضمون	صفحہ
لفظ پنتہ کے معنی	۱۲۹
خاندان ملود کا ذکر جو خاندان پٹیالہ کی ایک شاخ ہے	۱۳۰
سردار گنڈا سنگھ معروف بھنگی کا ذکر	۱۳۱
سوما سنگھ معروف والی وال کا ذکر	۱۴۰
علی بہادر پیشوا کا ذکر	۱۴۴
لفظ پٹیل کے معنی	۱۴۶
سردار چڑھت سنگھ معروف لدڑ کا ذکر	۱۵۵
سردار بھگا سنگھ بیس تہا نیسر کا ذکر	۱۵۷
مواضعات اٹھ کیرے کی تحقیق	۱۷۴
خاندان رائے کوٹ کی تاریخ تا اختتام ریاست	۱۹۳
لفظ پتن کے معنی	۱۹۵
توپ معروف کڑکے خان کا ذکر	۱۹۶
مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے ایک اقرار نامہ کا ذکر	۱۹۷

مضمون	صفحہ
لارڈ لیک جنرل اور مہاراجہ ملکر کے باہم عہد نامہ کا ذکر	۲۰۰
سردار گوبند بخش سنگھ رئیس لنبالہ کا ذکر	۲۱۴
موضع کہنور کا ذکر	۲۱۳
لفظ خالصہ جی کی وجہ تسمیہ جو سکھوں کا ایک خطاب یا لقب ہے	۲۱۶
مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مشہور سپہ سالار ہیولا سنگھ اکالی کا ذکر	۲۳۵
بارہ دینے کی رسم کی تشریح	۲۳۶
سردار نند سنگھ جاگیردار چنگو یہاں کا ذکر	۲۵۱
لفظ کاجی کی وجہ تسمیہ	۲۶۰
لفظ شاکتک اور مت کے معنی	۲۶۵
فوجدار کے عہدہ کا ذکر	۲۷۸
مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سرکار انگریزی کی لڑائی کا ذکر	۲۹۱

مضمون	صفحہ
طریقہ اجرائے ڈگری ناظمہ کا ذکر	۲۹۸
مقدمہ معروف مقدمہ نیلی کی وجہ تسمیہ	۳۲۳
ریاست پٹیالہ کے گورنمنٹ اضلاع مغربی و شمالی سے قطع تعلق کا ذکر	۳۳۲
خاندان کنہیل کی تاریخ تا اختتام ریاست	۳۳۳
قلعہ بہادرگڑھ کا ذکر	۳۴۵
ریاست لاڈوہ کی بربادی کا سبب اور مختصر تاریخ	۳۴۸
ریاست ممدوٹ کی تاریخ تا رئیس حال	۳۵۱
ہوڑے اور چینکے کی تشریح جو پہاڑوں میں دریا پر گذر کیواسطے قایم کیا جاتا ہے	۳۷۶
شہر سرہند اور اُسکے متعلق ایک تاریخی واقعہ کا ذکر	۳۷۷
شہر تھہری اور ریاست گڑھ والا کا مختصر ذکر	۳۷۸
خاندان بوڑیہ کا ذکر تا رئیس حال	۳۷۹
صاحبچہ کشمر لاہور کا ایک اسلاف اور پروانہ متعلقہ غدر ۱۸۵۷ء	۴۰۲
جاگیر بہادر کا ذکر جو پٹیالہ کے خاندان کی ایک شاخ ہے	۴۱۵
خطاب کے ایس آئی اور جی سی ایس آئی کے مترادف المعنی ہونے کا ذکر	۴۶۰
نرلہ اور اُداسی فقیروں کے باہم تفاوت کا بیان	۴۶۹
ریاست کے انتظام ڈاک کے متعلق ایک بیان	۴۷۲
سیانہ تھہر وغیرہ پہاڑی علاقے کے عہدوں کی تشریح	۴۷۴
سلطنت کے شخصی وغیر طریقوں کا بیان	۴۸۴
لفظ جانگلی کی تشریح	۴۸۹

مضمون	صفحہ
کچہری معروف دربار کی وجہ تسمیہ	۴۹۴
سزائے قصاص کی بابت خاندان ہائے مختلفہ کی رائے	۴۹۵
تینوں ریاستوں کے حکام مدہ ذکر	۴۹۸
مقدمات دیوانی کی فیصلہ کی نسبت ایک	
بیان	۴۹۹
قاعدہ خون بہا مروجہ ریاست ہذا کا ذکر	۵۰۴
حاشیہ نمبر (۲) لفظ مجلاکی تشریح	
حاشیہ نمبر (۳) ہر سہ شاستر کی رو سے قتل کی تعمیل کے متعلق ایک بیان	۵۰۶
لفظ بنیل کی تشریح	۵۰۸
ٹامپ مروجہ ریاست ہذا کی بابت کا بیان	۵۱۴
منوسمرتی کے موافق تنخواہ کے اختیار کا ذکر	۵۱۹

مضمون	صفحہ
ہندوستان کے ہر فرقہ کے دنیا کے اور ملکوں کے قوانین سے سزائے قصاص کی بابت مختلف رائے ہونیکا ذکر	۵۲۲
باندوں کی نسبت ایک مختصر بیان	۵۲۳
قوم سنوڈی کی تعظیم کی وجہ	۵۲۵
ریاست کنہلور کے دارالحکومت بلاسپور کا ذکر	۵۲۸
ریاست ہذا کے ایک عہدہ کا خلاصہ جو واجب العرض کے نام سے مشہور ہے	۵۲۹
خاندان جال رو سائے جمون کا ذکر	۵۳۶
موضع بنگا کا ذکر	۵۴۱
ریاست بہاولپور کی مختصر تاریخ نادرشاہ	۵۵۴
ریاست دیگر مسمی ونیا گرام کی مختصر تاریخ نادرشاہ	۵۷۷
لفظ انڈس فلوٹلا کی تشریح	۵۸۴

مضمون	صفحہ
نانا راؤ مشہور باغی ۱۸۵۷ء کا ذکر	۶۰۹
لفظ ٹوسٹ کی تشریح	۶۱۸
پٹیالہ اخبار کے متعلق ایک بیان	۶۴۲
سکھوں کے ایک درویش فرقہ معروف اکالی کا ذکر	۶۵۱
نواب علی محمد خانصاحب کا ذکر جو خاندان جھجر میں سے ہیں	۶۵۷
ریاست جوہال کی مختصر تاریخ و حالات	۶۷۳

مضمون	صفحہ
سرسنہ کنال کی وجہ تسمیہ	۶۹۱
لفظ کانفرنس کی تشریح	۷۱۴
ملک عرب میں بعض جگہ کی ابتدا کا ثبوت	
قرآن شریف کی مختلف تفسیروں سے	۷۱۹
ریاست ٹریوان کا مختصر حال	۷۲۷
مکان کی نیو وغیرہ میں بطور یادداشت کسی نوشتہ کے رکھدینے کے متعلق ایک بیان	۷۳۱
ریاست ٹریوان کوڑ کا مختصر حال	۷۵۴

تاریخ پٹیالہ

جسکو خلیف سیّد محمد حسن خان بہادر
وزیر اعظم ریاست موصوف نے ریاست کے دفتر
اور معتبر کتابون اور اپنے چشم دید حالات
کی رُو سے تالیف کیا۔

۱۸۷۵ء

مطبوعہ ہندوستان پریس مترجم

باہتمام پادری رجب علی صاحب پروپرائٹر

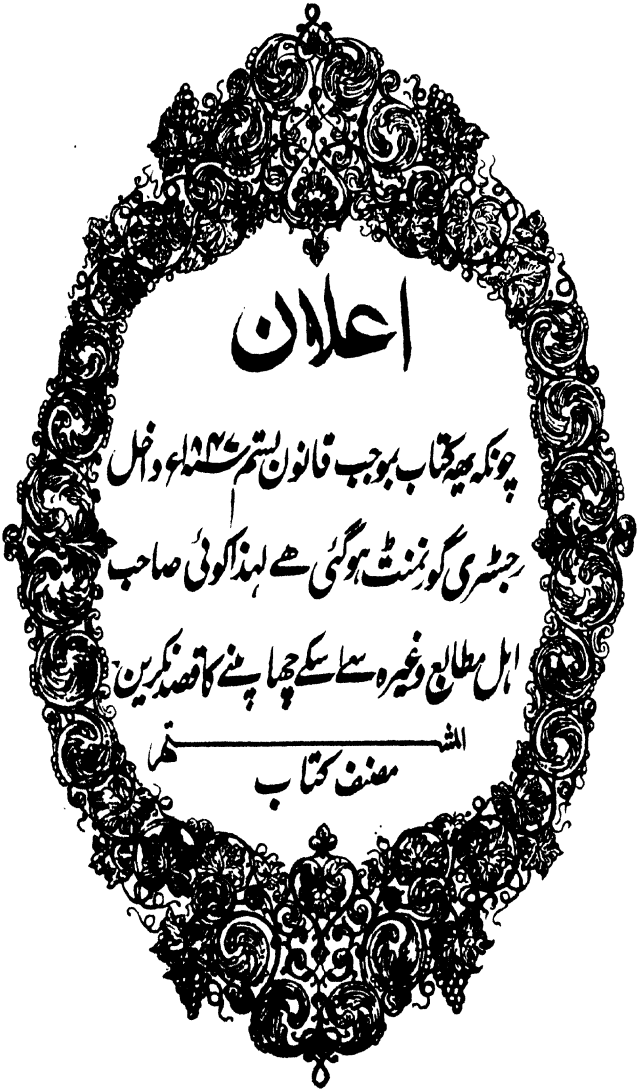
اعلان
چونکہ یہہ کتاب بموجب قانون بستم ۱۸۴۷ء داخل
رجسٹری گورنمنٹ ہوگئی ہے لہذا کوئی صاحب
اہل مطابع وغیرہ سے سکے چھاپنے کا قصد نکریں
المشتہر
مصنف کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کی ہستی پر اگر غور کیجاوے تو اُسمین ایک ایسی صفت پائی جائیگی
جسکے سبب سے وہ اَور حیوانات سے ممتاز ہے اگرچہ بظاہر جیسے ہاتھہ
پاؤن آنکھہ ناک اور اَور سب اعضا خالق کُل نے انسان کو عطا فرمائے
ہین ویسے ہی اَور حیوانات کو بھی دیئے ہین - لیکن وہ خاص قوت جسکے
باعث سے یہہ اَور حیوانات سے برتری کا دعوی کرسکتا ہے صرف
اِسیکو بخشی ہے وہ قوت قوت ممیّزہ یا عقل انسانی سے تعبیر کیجاسکتی
ہے جسکے ذریعہ سے انسان حالت وحشت اور بے تہذیبی سے نکلکر انسانیت
اور شایستگی کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور انسان انسان کہلاتا ہے

برخلاف اور حیوانات کے کہ وہ کسی طرح اپنی حالت کو نہین بدل سکتے
اور نہ کچھہ اُسمین ترقی اور اصلاح کر سکتے ھین - دیکھو بابیل جو کہونسلا
پانچہزار برس پہلے بناتی تھی وہی اب بناتی ہے - اور چوہا جو بل اُسکے
باپ دادا تیار کر کے اُسمین رہتے تھے ویسا ہی یہہ تیار کرتا ہے کبوتر کا
گرم لباس جو سردی مین پہننا چاہیئے وہی گرمی مین بھی اُسکے زیب بدن
ہے - اور فاختہ جو خاکستری لبادہ خالق نے پہلے دن اُسکو بخشا ہے آج
تک وہی لئے ہوئے ہے - غرض تمام چرند و پرند اُسی اپنی ایک حالت پر
قایم ھین جو شروع مین قدرت نے اُنکے واسطے پسند کر کے مقرر کر دی
ھے - مگر انسان اپنی حالت کو بدل سکتا ھے اور قدرت نے یہہ طاقت
اُسکو بخشی ھے کہ جب چاہے اپنی حالت کو بدل ڈالے اور پستی اور تنزل
سے نکلکر ترقی کے اعلے اور بلند مرتبہ پر پہنچ جاوے - کیا تمنے نہین
پڑہا کہ تمہارا باپ آدم کسیوقت انجیر کے پتون سے اپنے بدن کو ڈہانپتا
تہا اور اب تم طرح طرح کے خوبصورت لباس پہنتے ہو - یہ پہاڑ کی کہوہون
اور درختون کے سایہ مین دہوپ اور بارش سے بچنے کے لئے سرا
لیتا تہا اور تم عمدہ عمدہ محل بناتے اور اُنمین رہتے ہو - تم کسیوقت بغیر

چنے ہوئے جو کے آٹے کی روٹی کہاتے تھے اور اب شیرمال بھی تمہارے گلے مین اٹکتی ہے۔ کسیوقت درختون کے پھل پھول اور جنگل کا ساگ پات تمہاری خوراک تھی اور اب مزعفر اور بریانی کو بھی نام دھرتے ہو۔ تم کبھی سمندر کے کنارے کنارے اپنی کشتیان لیجاتے تھے اور رستہ بھول جانیکے خوف سے کبھی دور تک پانی کے اندر نجاتے تھے اب تمہارے جہاز اور کشتیان کنارے سے کوسون دور سمندرون کے اندر بلا خوف و خطر تیرتے پھرتے ہین۔ کبھی تم اپنی کشتیون اور جہازون پر پال چڑہاتے اور موافق ہوا کے منتظر رہتے تھے۔ اب تم انکو پانی کی بھاپ کے زور سے چلاتے ہو اور ہوا کے موافق یا ناموافق ہونیکی پرواہ نہین کرتے۔ کبھی تم چاند گہن کا سبب یہہ بتاتے تھے کہ اُسکو قرضخواہون نے پکڑ لیا ہے اور گویا وہ کوئی زندہ چیز ہے۔ اور اب تم اُن خیالات کو چھوڑکر اُسکا اصلی سبب زمین کے اُسکے اور آفتاب کے درمیان مین آجانے اور اُسکے سایہ کے اُسپر پڑنے اور چاند کی روشنی کے ماند کردینے کو جان گئے ہو۔ کبھی تم سمجھتے تھے کہ زمین مرکز عالم اور عدیم الحرکت ہے اور اُسکی حرکت کے ماننے والے کو ملحد† اور کافر بتاکر آگ مین جلاتے تھے آج

† جارڈینو برونو کی طرف اشارہ ہے جو اٹلی کا رہنے والا تھا اور ۱۶۰۰ء مین زندہ جلادیا گیا تھا یہ شخص یہ

تم ہی اُسکو نظام غیر محدود کا ایک سیارہ کہتے ہو۔ کبھی تمہارے پیغام زبانی لسانی ہوتے تھے پھر خط پتر کی وساطت سے ہونے لگے اب برقی اشارون سے یہہ کام لیتے اور ایک منٹ مین ہزارون کوس کی خبر بھیجتے ہو۔ کبھی تم مطلق لکھنا نہ جانتے تھے پھر لکھنے لگے اور اب چھاپہ کے ذریعہ سے اپنے لکھے کی ہزار نقلین بہت آسانی سے تھوڑی دیر مین کر لیتے ہو۔ کبھی جانورونکی چوڑی ہڈی۔ چوڑی پتہریان۔ لکڑی۔ درختون کی چھال پتے اور چمڑا تمہارے لکھنے کے کام مین آتا تھا اب تم نہایت عمدہ اور صاف طرح طرح کے کاغذ بناتے اور اُنپر لکھتے ہو۔ یہی انگلستان جو آج شائستگی اور علم و عقل کے آسمان کا ستارہ ہے کل کی بات ہے کہ محض جاہل کُندۂ ناتراش وحشیونکا مسکن تھا اسکے باشندے کپڑونکی جگہہ جسم پر رنگ لگاتے اور جنگلی جانورون کیطرح درختون کے پہل پھول کھاکر زندگی بسر کرتے تھے اور ایسے بیرحم اور ناخدا ترس تھے کہ ایک مخالف قوم کے ساتھہ لڑائی مین جو انکی شکست ہوئی۔ اِنہون نے اُسکو اپنے بڑے بُت کی خفگی کے باعث خیال کرکے اُسکے خوش کرنیکو اپنی قوم کے چار سو معصوم بچونکو

لیپلیس کیطرح کوپرنیکس کی تقلید سے نظام غیر محدود شمسی کا معتقد تھا جسکا بڑا سیارہ یہ آفتاب ہے جو عالم ہے اور سب تمام فلکی اسکے گرد پھرتے ہین اور زمین بھی ایک سیارہ ہے۔ ۱۲ مترجم

اُسکے سامنے زندہ جلادیا۔ یہی انگریز جو آج غلامی کی رسم کے دشمن اور انسانیت اور ہمدردی کے جوش سے اسکی موقوفی کی خاطر غیر قومون سے لڑتے پھرتے ہین تھوڑے ہی دن ہوئے کہ یہہ اُسکے موید تھے اور کئی لاکھ غلام انکے پاس تہا جنکو انہون نے کئی کروڑ روپیے اپنی گورنمنٹ سے لیکر آزاد کیا تہا۔ عرب کبھی ایسے بیحیا اور بیرحم اور جاہل تھے کہ حج کے دنون مین ہزارون عورت مرد کعبہ کا طواف ننگے ہوکر کرتے تھے اور ایک دوسرے کی جورو کو آپسمین بدل لیتے تھے۔ لڑکیون کو خسر ہونیکی شرم سے زندہ زمین کا گاڑدیتے یا پہاڑ پر سے لڑھکا دیتے تھے۔ تمام مُلک مین کوئی لکھنا پڑہنا نہ جانتا تہا اور اسیواسطے اُمّی کہلاتے تھے پہر اُنہون نے ہی اس بیحیائی کی رسم کو موقوف کیا۔ جورو ونکے مبادلہ کو مکروہ جانا۔ لڑکیون کے مارنیکو سخت گناہ سمجھا۔ علم کا وہ چرچا پہیلایا کہ اہل یورپ اندلس مین جاکر اُنسے پڑہنے اور علوم سیکھنے لگے اور ابتک بھی وہ اُنکو اپنا اُستاد مانتے ہین۔ پہر ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہی مُسلمان جنکے بڑے بڑے شہر علم و شایستگی کے مرکز اور اُنمین بڑے بڑے مدرسے اور مکتب تھے سب کچھہ بھول بہلا کر قریب قریب اُسی پُرانی حالت پر جارہے اور اُنکے علم و فضل کے آفتاب کی روشنی ایک ٹمٹماتے چراغ کی سی رہگئی

اور اب وہی مسلمان ہین کہ اپنی قوم کی ضرورت کے موافق ہندوستان
مین جہا ایک مدرسۃ العلوم بنانے لگے ہین اور غفلت اور سستی کی گہری
نیند سے ذرا چونکے ہین اور امید ہے کہ اگر اُنہون نے برابر ایسی ہی کوشش
رکہی جس عمدہ چیز کو وہ کہو بیٹہے ہین بہت جلد پا لینگے۔

پس ثابت ہے کہ خالق کُل نے انسان کو بے شبہ ایک ایسی قوت بخشی
ہے جسکے ذریعہ سے وہ وحشت اور ناشایستگی کی پست اور ذلیل حالت
سے نکلکر تہذیب اور ترقی کے اعلےٰ درجہ پر پہنچ سکتا ہے مگر اُسکی اس ترقی
کا بڑا ذریعہ علم تاریخ کا جاننا ہے تاکہ وہ اپنی موجودہ حالت کو اپنے بزرگون کی
حالت سے مقابلہ کر سکے اور اُنکے حالات کو معلوم کر کے اچھے بُرے کام کا تجربہ
اُسکو حاصل ہو اور وہ اُس سے فایدہ اُٹہا سکے اور جو اپنی عمر بہر کی محنتون کا
ثمرہ اور معلومات کا ذخیرہ کالے کالے حرفون اور ٹیڑھی سیدہی لکیرون مین
لکہکر وہ اُسکے واسطے چہوڑ گئے ہین اُسکا وارث ہو کیا کوئی شخص اپنی اتنہی رتی
سی زندگی کے محدود زمانے مین علم تاریخ کے جاننے بغیر اُن تمام مفید باتون
کو معلوم کر سکتا ہے جو صدہا برس مین قدرت نے اُسکے فایدہ کیواسطے انسان
پر ظاہر کی ہین ویا جو مختلف واقعات صدہا ہزارہا برسون مین تقاضاے وقت کے

موافق مختلف لوگون پر گذرے ہین کسی ایک آدمی پر گذر سکتے ہین ہر گز نہین
پس تاریخ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جسکی مدد سے تھوڑی سی مشقت اُٹھاکر ہم
اُن تمام مفید باتون کو معلوم کر لیتے ہین اور جو عمدہ اور بے بہا نتایج مختلف لوگون نے
مختلف وقتون مین اپنے مختلف تجربون سے نکالے ہین تاریخ کو پڑھکر ہم اُنسے
واقف ہو جاتے ہین۔ جب ہم تاریخ مین کسی بہادر اور محب قوم شخص کی بہادرانہ
کوشش اور اُسکو اپنے دشمن کو میدان مین للکارتا دیکھتے ہین تو ہمارے دلمین
بھی بہادری کی اومنگ اور نام آوری کا جوش آجاتا ہے اور ہم چاہتے ہین
کہ ہم بھی اُسیطرح اپنے مُلک اور قوم کی حمایت مین اپنے دشمنون کو مارین
اور دنیا مین بہادر اور جوانمرد کہلائین۔ اسیطرح جب ہم کسی سخی کی سخاوت
کا حال پڑھتے ہین ہمارا دل بھی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھہ پاؤن کی محنت کے
صلہ کو اپنے بنی نوع کے فایدہ کے واسطے خرچ کرین اور جہان مین سخی داتا
مشہور ہون۔ عزیز مصر کی بی بی زلیخا کا تعشق اور حضرت یوسف سے اُسکا
ایک مکان محفوظ مین گناہ کا طالب ہونا اور یوسف کا یہہ کہکر رد کیا مین اپنے
آقا کی ناموس مین خیانت کرون اور بے انصافی کرکے نقصان مین پڑون
اُس سے بچنا اور زلیخا کا اُنکے پیراہن کو پیچھے سے کھینچکر پھاڑنا اور پھر خود ہی

اپنے شوہر کے پاس یوسفؑ کی دست درازی کی شکایت کرنا اور ایک بے زبان
شیر خوار بچہ کا اُنکی پاکدامنی پر گواہی دینا سُنا کر تاریخ ہمکو اپنے شریر اور موہنہ زور نفس
کی ناپاک اور نالایق خواہشون سے بچنا اور یوسفؑ کی سی خالصاً للہ پاکدامنی اختیار
کرنا اور بکارون کی مکّاری اور اُنکی تہمتون سے ڈرنا اور خُدا کی طرف سے
سچّائی کی تائید کو ہمیشہ یقینی جاننا سکھاتی ہے۔ انگلستان کے بادشاہ
ہنری سوم کے ولیعہد کا اپنے ایک دوست کی حمایت کیواسطے عدالت مین
جانا اور خلاف قانون سفارش کے منظور نکرنیسے خفا ہوکر جج پر حملہ کرنا اور اُسکا
اُسکو حوالات مین بھیجدینا اور بادشاہ کا یہہ سُنکر خوش ہونا بتاکر وہ ہمکو اس بات
کی تعلیم کرتی ہے کہ ہم بھی اُس جج کی طرح ایمانداری سے قانون کی تعمیل
اور ولیعہد انگلستان کی مانند قانون کی اطاعت اور بادشاہ ہنری کی مثل
اُسکی حفاظت کرین جسنے قانون کے مقابلہ مین ایسے بڑے شخص کی پروا
نکی اور وہ قانون کے ادب سے بغیر لحاظ اپنے عالی مرتبہ کے سر جھکا کر حوالات
مین چلا گیا اور اُسنے قانون کی عزّت اپنے عزیز فرزند کی عزّت سے زیادہ سمجھی
جب ہم یوسف کے بھائیون کے اپنے بوڑھے باپ یعقوبؑ کو بہلا کر یوسف کو جنگل
مین لیجانے اور کنوئین مین ڈالکر چلے آنے اور ایک مسافر کے اُسکو وہان سے

نکالنے اور مصر کے بادشاہ کے پاس غلام کہکر بیچ ڈالنے اور کچھ عرصہ کے بعد اُسکے
مصر کے بادشاہ ہونے اور اُسکے وطن ملک کنعان مین قحط کے پڑنے اور اُسکے
بھائیون کے غلہ کیواسطے مصر مین جانے اور اُسکے پہچان کر اُنکو ایک بھانیسے انکا
اور اُنسے جوانمردانہ سلوک کرنیکی کیفیت پڑھتے ہین ہمارا دل معاً مختلف نصیحتین حاصل کرتا ہے
اسکو اوّل حسد کی اُس کمینہ خصلت کا خیال آتا ہے جسکے سبب سے کبھی کبھی بھائیون کا
بھی خون سفید ہوجاتا ہے اور جو نکرنا ہو وہ کر بیٹھتے ہین۔ پھر وہ مروّت کی اُس عمدہ
صفت کا دھیان کرتا ہے جو یوسفؑ نے اپنے بھائیون کے بُرے سلوک کے
عوض مین اُنسے برتی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ کی قدرت پر غور کرتا ہے جسنے یوسفؑ کے
دشمنون کو اُسکے بادشاہ ہونیکا ایک سبب بنادیا جو گھر سے بیچا کر اُسکو کنوئین مین ڈالآئے
اور مسافرون نے وہان سے نکالکر اُسکو بادشاہ مصر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور فقر رفتہ رفتہ وہ
بادشاہی کے اعلیٰ مرتبہ کو پہنچگیا اور خدا نے اُسکو اُسکے اُنہین بھائیون پر اختیار بخشا
جنھون نے اُس سے یہہ بدسلوکی کی تھی۔ خدا کے نیک بندہ ایوبؑ کا حال پڑھکر ہمکو مصیبت
کیوقت صبر کرنیکی ہمّت ہوتی ہے اور اپنے اور تمام دنیا کے سچّے ہادی محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بے غرضانہ اور پاک تعلیم کے عوض مین اُنکی قوم کا اُنکو اور اُنکے نیک اور
برگزیدہ اصحاب کو برسون تک طرح طرح کی تکلیفین دینا اور حضرت اور اُن بزرگوارون

کا اُسپر صبر کرنا اور بدستور اُنکی تعلیم اور ہدایت مین مصروف رہنا جب ہم پڑھتے ہین تو ہمکو اپنی قوم کے ساتھہ بلا غرض نیکوئی کرنے اور اُن مصایب اور سختیون کو جو ہمکو اپنے اس نیک کام مین پیش آئین استقلال کے ساتھہ جھیلنے کی ہدایت ہوتی ہے۔ تاریخ کبھی ہمکو واعظ بنکر ڈراتی ہے۔ اور خدا کے پاک کلام مین اُن قومون کا حال پڑھکر جنھون نے نبیونکا کہنا نمانا اور خدا کے قہر مین پڑے ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور ہمارا دل اُسکے پاک فرمانون کی تعمیل کیواسطے نرم ہوجاتا ہے اور کبھی خدا کے نیک اور پاک بندونکا حال سُنکر ہمکو تسلّی ہوتی ہے اور ہم اپنے رحمن اور رحیم خدا کے سچے وعدون پر یقین لاکر اُسکی رحمت اور بیحد فضل کی اُمید پر خوشی خوشی زندگی بسر کرتے ہین کبھی وہ ہمکو کلمبس کیطرح جسنے ملکہ ایسبیل کی مدد سے نئی دنیا (امریکہ) کو تلاش کرکے نکالا تہا کسی عمدہ مقصد کی تلاش کیواسطے گہر سے نکلنے کی ترغیب دیتی اور اُسکے حصول مین دیر ہونیسے گہبرا کر اُسکی پیروی چھوڑ دینیسے روکتی ہے۔

کبھی سقراط حکیم کا حال سُناکر جسنے مرتے وقت اپنے ایک دوست کے اُسکے دیوتا کے مندر پر منّت کی مرغی چڑہانیکی وصیّت کی تہی وہ ہمکو یہ بتاتی ہے کہ رسم کی سخت زنجیرون کا توڑنا کسی بہادر ہی کا کام ہے۔ تیمور اور نادر کے

قتل عام کے قصے سُنا کر وہ ہمکو یہہ سمجھاتی ہے کہ کبھی کبھی انسان بھی قوت غضب کی تحریک سے وحشی جانورون سے بھی زیادہ خونخوار ہوجاتا ہے - وہ کہتی ہے کہ عیش اور سلطنت مین دشمنی ہے اگر یقین نہو تو عیاش بادشاہون کا حال دیکھہ لو کہ کیسے باتون باتون مین سلطنت کھو بیٹھے - وہ پکار کر کہتی ہے کہ حلم تمام برکتون کی جڑ ہے اور اِس سے انسان تمام فضایل اور کمالات کو حاصل کرتا ہی شبہہ ہو تو اہل یورپ کو دیکھہ لو کہ اسیکی بدولت رفتہ رفتہ شایستگی کی معراج پر پہنچگئے ہین - وہ سمجھاتی ہے کہ نفاق اور خود مطلبی سلطنتون کو غارت اور قومون کو بیعزّت کردیتی ہے ہندوستان کا حال تم روز پڑہتے اور سُنتے چلے آئے ہو اور اب تازہ قصہ فرانس والونکا سن لو کہ اسی بدخصلت کے سبب سے جرمنون کے مقابلہ مین ہارگئے اور شہنشاہی کھو بیٹھے وہ کہتی ہے کہ اتفاق اور قومی محبّت سب قوتون سے بڑی ہے اور پرودشیہ کا نمونہ ہمکو دکھاتی ہے - یہہ حال تو اُنکا ہے جو تاریخ کو غور کی نظر سے دیکھتے اور عبرت کی آنکہہ سے پڑہتے ہین مگر نادان اور سادہ لوح شخص بھی اُسکے فواید سے محروم نہین رہتا اور اور کچھہ نہین تو چندے تنہائی کیوقت اُسکا اِس سے دل ہی بہل جاتا ہے نیند ہی آجاتی ہے - غرض جیسا جسکا مذاق ہو یہہ عمدہ اور شریف فن اُسکی موافق اُسکو فایدہ پہنچاتا ہے دیکھو ملک اٹلی کا مشہور

شاعر اور حکیم مٹیرارک جو چودھوین صدی مین گذرا ہے جبکہ اُسکے ایک دوست
نے اُسکے دنیا سے ترک تعلق کرنے اور رات دن کتابون کے مطالعہ مین مصروف
رہنے پر اُسکو ملامت کی تبھی کن پیارے اور ذی اثر لفظون مین علم تاریخ کی کتابون
کے مطالعہ کے فواید سے اپنے دوست کو مطلع کرتا ہے **قولہ** آپ دنیاوی
خوشیون کو سب سے بڑھکر سمجھتے ہین اور اُنکا ترک کرنا آپکے نزدیک مناسب نہین
ہے یہان میرے پاس ایک ایسا گروہ سچے دوستون کا ہے جنکی صحبت مجھے
غایت درجہ پسند ہے وہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے رہنے والے ہین بعض اُنمین
سے جنگ مین بعض انتظام سلطنت مین بعض علمونمین مشہور ہین انسے
ملنا کچھ دشوار نہین ہے وہ ہر وقت میری خدمت کرنیکو مستعد رہتے ہین جب چاہتا
ہون اُنکو بلا لیتا ہون جب چاہتا ہون رخصت کر دیتا ہون وہ کبھی مجھے کسی
قسم کی ایذا نہین پہنچاتے بلکہ میرے کل سوالون کا جواب بڑے تحمل سے دیا
کرتے ہین اُنمین سے بعض مجھسے قدیم زمانہ کا حال اور واقعات بیان کرتے
ہین اور بعض نیچر کے مخفی رازون کو میرے سامنے کہولتے ہین بعض خوشی اور
آرام سے اوقات بسری کی تدبیرین تبلاتے ہین۔ بعض وہی تدبیرین فن نشین
کرتے ہین جنسے ہمارا انجام بخیر ہو اور صلح کے ساتھہ دنیا سے رخصت ہون بعض

اپنی دانشمندی اور حسن بیان سے دل کی کُل کلفتوں کو دور کرتے ہین بعض وہ نیک صلاحین دیتے ہین جنپر عمل کرنیسے مصیبتون کا جھیلنا جو وقتاً فوقتاً انسان پر پڑا کرتی ہین سہل ہو جائے بعض بڑی فصاحت سے یہ سمجھاتے ہین کہ جہانتک ممکن ہو بجز اپنی قوت بازو کے کسی اور پر بھروسہ نکرنا چاہیئے۔ بعض کل ہنر دان اور علمونکی ایک عجیب وغریب نمایشگاہ میری آنکھون کے سامنے کھولدیتے ہین اُنکے قولون پر مجھے پکا بھروسہ ہے۔ اور ان خدمات کے عوض وہ بجز میری چھونپری کے ایک گوشہ کے اور کچھ نہین چاہتے جہان وہ صلح سے آرام کرتے ہین،، یہی سبب ہے کہ دنیا کے اکثر اہل علم اور ذی لیاقت لوگون نے اپنے اور پرائے مُلکون کے حالات اور تاریخین لکھی ہین اور اہل یورپ نے تو اس فن مین بھی وہ کمال بہم پہنچایا ہے جسکی تعریف نہین ہوسکتی پس اگرچہ مجھکو نہ اُنکی سی لیاقت ہی ہے اور نہ اُنکا سا علم کہ جسکی طاقت سے مین کسی بڑے مُلک یا سلطنت کی تاریخ لکھ سکون لیکن تو بھی مینے یہ چاہا کہ اس عمدہ اور شریف فن مین مین بھی کچھ لکھون تاکہ میرے ہمجنسونکو اُس سے فایدہ ہو اور چونکہ ریاست پٹیالہ کی کوئی مفصل تاریخ اِس سے پہلے نہین لکھی گئی جسکا مین پشتون سے نمکخوار اور رعیت ہون۔ پس مناسب معلوم ہوا کہ مین اُسکو لکھون تاکہ پٹیالہ کی رعایا جسکا

حق ہموطنی مجھپر ہے اُس سے فایدہ اُٹھائے - چنانچہ مین اُسکو لکھنا شروع کرتا ہون خدا پورا کرے - آمین -

شبیہ مصنف

ریاست پٹیالہ کی اجمالی اور عام کیفیت

پٹیالہ ملک پنجاب مین ایک مشہور و معروف ریاست ہے جسکا عرض شمالی اُنتیس ۲۹ درجے پندرہ دقیقے سے تیس درجے پینتالیس ۴۵ دقیقے تک اور طول شرقی چوہتر ۷۴ درجے پینتالیس ۴۵ دقیقے سے چہتر درجے پینتالیس ۴۵ دقیقے تک ہے اور جسکا رقبہ بحساب مکسّر پانچ ہزار چار سو بانوے میل اور آبادی قریب سولہ لاکھ آدمی کے ہے - اِس ریاست کا بڑا حصّہ گو ایک صاف اور مسطح میدان ہے لیکن تھوڑا سا پہاڑی ملک بہی اسکے ماتحت ہی جسکا طول قریب پچاس ۵۰ میل اور عرض قریب پندرہ میل کے ہے - ایک حصّہ اسکے ملک کا شیخاوائی علاقہ ریاست جیپور اور لوہارو سے ملحق الحدود ہی جو بعد غدر ۱۸۵۷ء ۱۲۷۴ھ نواب جھجر کے مضبطہ علاقے مین سے سرکار انگریزی سے اسکو خیر خواہی کے عوض مین ملا ہے اور ریاست گاہ سے

تقریباً ایکسوسی میل کے فاصلہ پر ہے۔ تقریباً تمام ملک اچھا آباد اور زرخیز ہے اور
ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے اور ترقی کی بہت گنجایش ہے۔ بالفعل اسکی آمدنی
مع جاگیر و خالصہ قریب پینتالیس ۴۵ لاکھ اسی ہزار روپیہ کے ہے جسمین سے قریب ایک لاکھ
چوراسی ہزار کے وقف اور معافی اور قریب دو لاکھ کے ایسی جاگیرین ہین جنسے فی
روپیہ دو آنہ سرکار جنگی خدمت کے عوض مین لیتی ہے اور اُنکی تبلیغ وراثت کیواسطے
یہہ قاعدہ مقرر ہے کہ ۱۸۰۹ء مین اگر جاگیردار کا مورث اپنی جاگیر پر بطور مستقل قابض
تہا اور اُسکی اولاد ذکور مین سے کوئی باقی نہین رہا تو سرکار جاگیر کو خالصہ کر لیتی ہے
اور اگر قابض مستقل نتھا تو جاگیر اُسکے وارثون مین سے قریب ترواث کو دیدیتی ہے
مثلاً زید اور بکر جو خالد کے بیٹے ہین خالد کی وفات کے بعد ۱۸۰۹ء مین علحدہ علحدہ
اپنے اپنے حصہ جاگیر پر قابض تہے یا قابض ہونیکے مستحق ہو چکے تہے تو اس قاعدہ
کی رو سے قابض مستقل سمجھے جائینگے اور اُنمین سے کسی ایک کی نسل کے منقطع
ہو جانے پر سرکار جاگیر کو ضبط کر لیگی اور اگر ۱۸۰۹ء تک خالد خود قابض جاگیر تہا اور زید
اور بکر اُسکی وفات کے بعد ۱۸۱۰ء مین یا بعد اُسکے کسی وقت قابض ہوے ہون
یا قابض ہونیکے مستحق ہو چکے ہون تو اُنمین سے کسی ایک کے سلسلۂ نسب کے منتہی
ہو جانے پر اُسکے دوسرے بہائی کی اولاد کو شخص لاولد کے حصہ پر قابض کر دیتی

ہے یہہ قاعدہ سرکار انگریزی کا اُسوقت کا اختراع ہے جبکہ جاگیرداران مذکور اُسکے
تحت تھے اور ریاست نے یہی اسکو قایم رکھا ہے باقی خالصہ ہے جسمین سے بعد
وضع اُن رقومات کے جو سرکار مالکان زمین کو بنام نہادنا نکار اور انعام وغیرہ کے
دیتی ہے بالفعل اڑتیس ۳۸ لاکھ روپیہ خزانہ مین داخل ہوتا ہے۔ اسکا دارالحکومت
پٹیالہ تیس ۳۰ درجے چھہ ۶ دقیقے عرض شمالی اور چھتر درجے پچیس ۷۵ دقیقے طول شرقی پر
آباد ہے اور ستر ہزار سے کچھہ زیادہ لوگ اسمین رہتے ہین۔ اسکی قلمرو مین دو
پُرانی عمارتین ایسی ہین جنکا ذکر کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک ہنڈہ کا
مشہور قلعہ جسکو اکثر مورخون نے راجہ جیپال والی لاہور کی دارالسلطنتون مین سے
بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے جب راجہ جیپال کو پشاور
کے مقام پنجم اگست ۱۰۰۱ء کو شکست دیکر گرفتار کر لیا تھا دریاے ستلج سے اس پار اُتر کر
اِس شہر کو بھی لوٹا تھا جو بقول کرنل ٹاڈ صاحب مولف تاریخ راجپوتانہ کے اُسوقت بہت
آباد اور نامی مقام تھا۔ یہہ قلعہ بشکل مربع چودہ ۱۴ ایکڑ کے قریب عرض وطول مین
چونہ اور اینٹ سے بنا ہوا ہے اور سینہ پناہ کی دیوار کے نیچے سے لیکر اُوپر تک
برابر مٹی سے بھر دیا ہے گویا مٹی کا پہاڑ ہے جو چارون طرف پختہ برجون اور
فصیلون سے گھیر لیا گیا ہے اور اسقدر بلند ہے کہ پندرہ ۱۵ میل کے فاصلہ سے بخوبی

نظر آتا ہے۔ اس جگہ کنوئین اکثر قریب ایکسو پینسٹھ فٹ کے گہرے ہین جنکا
پانی دوری کے سبب سے تارے کیطرح نظر آتا ہے اور نہایت محنت کے ساتھ
بیلون کے زور اور چرس کے ذریعہ سے نکالا جاتا ہے اور کوئی دریا یا جھیل بھی
یہان نہین ہے ایسی حالت مین اتنی بڑی عمارت کا بنایا جانا عجیب معلوم ہوتا ہے
مگر یہہ تعجب اس روایت کے سُننے کے بعد موقوف ہو جاتا ہے جو یہان کے
لوگون مین مشہور ہے کہ اگلے وقتون مین دریاے ستلج اس شہر کے قریب بہتا
تہا اور قیاس چاہتا ہے کہ بالضرور یہہ عظیم الشان عمارت اُسی کے پانی سے
بنی ہوگی۔ اِس روایت کی تائید ڈاکٹر اولڈہم[1] صاحب کے بیان سے بھی ہوتی
ہے جو اُنہون نے اپنے رسالہ موسومہ (صحراے ہندوستان کے غایب شدہ
دریا کا بیان) مین لکہا ہے کہ دریاے مذکور کی شاخ نیول اسکے نیچے بہتی
تہی اور وہ غایب شدہ دریا یہی مشہور و معروف دریاے ستلج تہا جو تیرہوین
صدی مسیحی کے اوایل مین اپنا پرانا راستہ چہوڑکر دوسری جگہہ بہنے لگا اور اسی
سے وہ تمام ملک جسمین سے اسکی مختلف شاخین گذرتی اور ملک کو سیراب کرتی تہین
خراب اور برباد ہوگیا جب توپ بنتی تہی اور لوگ تیر تلوار سے لڑتے تہے یہہ قلعہ نہایت

[1] ڈاکٹر اولڈہم صاحب کا یہہ رسالہ جو ۱۸۴۹ء کے ایشیاٹک ریسرچز مین چہپا ہے۔ ۱۲ مولف

کارآمد تہا اور اسکا فتح کرنا بہت مشکل تہا۔ لیکن اس ترقی یافتہ زمانہ مین جسمین قلعہ گیری کے فن مین یورپ کے لوگون نے نہایت درجہ کی ہنرمندی ظاہر کی ہے اور انواع واقسام کی توپین ایجاد ہوئی ہین سوائے نمایش کے اور اس بات کے کہ پچھلے لوگون کے فن تعمیر کی لیاقت کو ظاہر کرتا ہے اور کسی کام کا نہین ہے۔

دوسرا وہ باغ جو دامن کوہ مین نیچور کے مقام نواب فدائی خان نے جو اورنگ زیب کے دربار کے بہت بڑے امیرون مین سے تہا اور یہہ ملک اُسکی جاگیر مین تہا بادشاہ مذکور کے جلوس کے چوتہے برس ۱۰۷۰ ہجری مین زمین کاٹ کر پست و بلند پانچ درجہ کا بنایا تہا جسکی نسبت صاحب خلاصۃ التواریخ یہہ لکہتا ہے کہ بہار کے موسم مین جب مین اسکی سیر کو گیا تہا اُس روز گلاب کے پہول چالیس من عالمگیری وزن[1] سے اُترے تہے اور روز بروز افزایش تہی ہر چند اس باغ کی وہ حالت جو اُسوقت ہوگی اب نہین رہی مگر تو بہی یہہ ایسا عمدہ اور پرفضا مقام ہے کہ ہندوستان مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ اور اگرچہ لاہور کا شالامار بہی بہت اچہا ہے اور اسکی وضع قطع بہی اُسکے قریب قریب ہے لیکن جو فضا

[1] انگریزی من مین سے اگر پانچوان حصہ کم کر دیا جاے تو عالمگیری من کے برابر ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

اِسکی ہے اور جو نہروں اور فوّارون کے پانی کی لطافت اور صفائی اسمین ہے
وہ شالامار مین نہین۔ اُسمین راوی کی نہر پڑتی ہے جسکا پانی ذرا گدلا ہے
اور اس سبب سے اسکا لُطف کم ہوگیا ہے اور اِسمین قدرتی پہاڑی چشمون کا
پانی آتا ہے جو نہایت صاف اور عمدہ ہے اور پہاڑون کے خوشنما منظر اور موقع
کی خوبی نے بھی اِسکا حُسن دوبالا کردیا ہے۔ قریب ایکسو بیس برس سے سلطنت مغلیہ
کے خاتمہ کے قریب یہہ ریاست قایم ہوئی ہے اور اِسکا تمام مُلک یا تو وہ ہے
جو والیان ریاست نے اپنے اپنے وقت مین بزور شمشیر پیدا کیا ہے۔ یا وہ
ہے جو سرکار انگریزی نے وقتاً فوقتاً جنگی خدمات کے عوض مین اِسکو دیا ہے
مثلاً پرگنہ نارنول۔ کانوڑ۔ کہانون۔ بہدوڑ اور اَور متفرق دیہات اور تمام
پہاڑی علاقہ سرکار انگریزی کا بخشیدہ ہے۔ اِسکی حدود جو بالفعل نقشے مین دکھائی
دیتی ہین مہاراج امر سنگھ بہادر کے عہد مین یہہ نہ تھین بلکہ وہ بہت وسیع تھین
جسکے نشان ابتک بھی قایم ہین مثلاً قصبہ توشام متعلقہ تحصیل ہانسی ضلع
حصار عملداری سرکار انگریزی مین دیوان نانون مل کی بنائی ہوئی گڑھی جو ریاست
کا ایک شہر تھا اور موضع گوڑھا ضلع سرسہ مین لالہ دیوی سہائے کی حویلی
جو ریاست کی طرف سے اُس مُلک کا حاکم تھا موجود ہے شاہ شہیم کا مجموعہ

متصل پاک پتن جہان خواجہ فرید الدین شکر گنج کا مزار ہے اُسوقت اسکی قلمرو
مین تہا - فتح آباد - رتیہ - جمال پور وغیرہ جو بالفعل ضلع حصار مین شامل ہین
اُسوقت اسکے ماتحت تہے - مگر انقلاب زمانہ سے یہہ ملک وقتاً فوقتاً اسکے تہہ
سے جاتا رہا اور اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے - یہہ ریاست جسقدر قایم ہوئی
ہے خود مختاری کی حالت مین رہی ہے اور اسنے کبہی کسیکو خراج نہین دیا اور
اسیواسطے سرکار انگریزی نے بہی جب سے اُسکے ساتہہ اُسکو پولیٹکل تعلق ہوا ہے
اسکو خراج وغیرہ سے معاف رکہا ہے اور سند (عہدنامہ) مین یہہ شرط لکہدی ہے
- اسکو موت حیات کا اختیار اپنی رعایا پر حاصل ہے اور سرکار انگریزی کی رعایا
پر بہی اسکو ویسا ہی اختیار ہے بلکہ اُسنے کوئی جرم حدود ریاست کے اندر خلاف
قوانین ریاست سرزد ہوا اور وہ حدود ریاست کے اندر پکڑے ہی جائین
لاولدی کی حالت مین خاندان پہول مین سے (پٹیالہ کا خاندان جسکی فرع ہے)
کیسکو متبنے بنا لینے کا بہی اختیار ہے - سرکار انگریزی نے اسکو یہہ تحریری وعدہ
دیدیا ہے کہ اُسکی رعایا - اُسکے ملازم - اُسکے جاگیردار - اُسکے ذیلدار وغیرہ کی نالشر
اُسکے خلاف کسی حالت مین بہی سماعت نکریگی اور خانگی اور خاندانی امور مین کبہی مداخلت
نکریگی بردہ فروشی اور ستی کی دردناک رسم کے امتناع اور تاج انگلستان کی اطاعت

اور فرمان برداری اور ضرورت کیوقت جنگی مدد کرنے کی وہ ذمہ وار ہے عام شاہراہون اور ریل کی سڑک کیواسطے زمین کا سرکار انگریزی کو بلا قیمت دینا اسکے ذمہ ہے ۱۸۵۷ء کے بعد سے رئیس کا خطاب خطاب سابقہ مین اضافہ ہوکر فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دھراج راجیشوری مہاراجہ راجگان مہندر بہادر سرکار انگریزی کی طرف سے مقرر ہے اور ۱۷ توپ کی سلامی ہوتی ہے۔ سرکار انگریزی سے اس ریاست کا پولیٹکل تعلق مارچ ۱۸۰۳ء سے سمجھا جاتا ہے اور جب سے یہ تعلق قایم ہوا ہے والیان ریاست کی لیاقت اور دانائی سے اُسمین کبھی فرق نہین آیا اور گورنمنٹ موصوف نے ہمیشہ اُسکی عمدہ خدمات اور علی الاتصال اور بلا تزلزل دوستی اور خیر خواہی کی قدر و منزلت کی ہے اور بذریعہ مختلف سندون اور عہدنامونکے اُسکے بہت بڑے اور وسیع اختیارات حکومت کو تسلیم کیا اور بحال رکھا ہے اور پکّے وعدے اُسکی دایمی ترقی اعزاز و احترام اور قیام اختیارات حکومت کے کئے ہین۔ اس خاندان کا مکاس شہر جیسلمیر سے ہے جو راجپوتانہ مین ایک مشہور چند رنبسی خاندان راجپوت کا دارالحکومت اور جیسلمیر ۲۶ درجے بیالیس ۴۲ دقیقے عرض شمالی اور ۷۰ درجے چون ۵۴ دقیقے طول شرقی پر ایک لق و دق ریگستان

مین آباد ہے اور بقول محرر بنساولی[1] یہہ دونون ایک ہی باغ کے پودے اور ایک ہی شاخ کے پھول ہین۔ راول جیسل جسکے نام پر جیسلمیر کا نام رکھا گیا ہے اِنکا مورث اعلےٰ ہے جیسلمیر والے سالباہن کی اولاد مین ہین جو راول جیسل کا بڑا بیٹا تہا اور یہہ راؤ ہیم کی نسل مین سے ہین جو راول موصوف کا تیسرا فرزند اور ہیم ہیل کے لقب سے ملقب تہا۔

ذکر راو ہیم ہیل کے جیسلمیر سے اِس ملک مین آنے اور بہٹنیر سرسہ بٹھنڈہ وغیرہ پر مسلط ہونیکا اور اُسکا انجام کار

راؤ ہیم ہیل ۱۱۴۲ ب مین راے پتھورا کے زمانہ مین اپنے ملک سے نکلکر بہٹیانہ مین آیا جہان بہائی راؤ نامی اُسکا ایک بزرگ حکومت کر چکا تہا اور بہٹنیر اور سرسہ کی نواح مین سکونت اختیار کر کے اُسکے متعلقہ علاقون مین لوٹ مار شروع کی اور رفتہ رفتہ بہٹنیر اور بٹھنڈہ کے قلعہ پر جو بقول محرر بنساولی اُسوقت بکرم گڈہ کے نام سے مشہور تہا قابض ہوگیا جب سلطان شہاب الدین غزنی سے اگر ہندوستان پر مسلط ہوا ۱۱۷۶ ب مین راؤ موصوف دہلی مین طلب کیا گیا

[1] بنساولی سنسکرت زبان مین نسب نامہ کو کہتے ہین اور یہہ کتاب جس سے ہمنے ترجمہ کر کے اپنی کتاب مین لکھا ہے اِس خاندان کے بہاٹون کی مرتب کی ہوئی ہے جو جیسلمیر کے رہنے والے اور بیاس کے لقب سے ملقب ہین اور اِس وجہ سے بہت اعتبار کے لایق ہے۔ ۱۲ مولف

اور اُسکو کہا گیا کہ اپنا مقبوضہ مُلک جبرًا ناجایز طور سے قبضہ کرلیا ہے چھوڑ دیوے لیکن جب اسنے یہہ دلیل پیش کی کہ اُسکا ایک بزرگ پہلے اس مُلک پر قابض ہوچکا ہے اور یہہ بھی ڈراوا سُنایا کہ اگر اُسکا مُلک اُسکے پاس نہ رہیگا تو اپنی روزمرّہ کی لوٹ مار اور دھاوون سے تکلیف دیتا رہیگا۔ پادشاہ نے اُسکی حکومت بٹھنڈہ۔ سرسہ۔ اور اُسکے متصلہ مُلک اور نیز مُلک مابین دریاے شلج و جمن پر قایم رکھی۔ راؤ نے دہلی سے واپس آکر سنہ ۱۱۰۰ مین جسجگہہ اب فیروز شاہ کا آباد کیا ہوا شہر حصار آباد ہے ایک قلعہ تعمیر کیا اور اُنیس ۱۹ برس ریاست کرکے سنہ ۱۱۱۹ مین اسی قلعہ مین اس جہان سے رحلت کرگیا۔

راؤ جوندھر کی نشستینی اور بادشاہ دہلی کی فوج سے اُسکی لڑائی وغیرہ حالات

راؤ جوندھر جو اس قلعہ کے سال تعمیر کے قریب پیدا ہوا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا اور اس تقریب مین راجگان جیسلمیر نرور[۱] اور سرمور[۲] کی طرف

[۱] یہہ قدیم شہر گوالیار سے چالیس میل جنوب مغرب کیطرف کالی سندھ ندی کے داہنے کنارے پہاڑ کے نیچے آباد ہے اور پہاڑ پر قلعہ بنا ہوا ہے اور یا فضل ہمارا جو گوالیار کی عملداری مین ہے ۱۲ مولف

[۲] یہہ ریاست بالفعل ضلع شملہ سے متعلق ہے اسکا دارالحکومت ناہن تیس درجے تیس دقیقہ عرض شمالی اور ستتر درجے پینتالیس دقیقے طول شرقی پر سمندر سے تین ہزار فٹ اونچا واقع ہے یہہ شہر سیل اُسکے بائین کنارے کے جانب آباد ہے ۱۲ مولف

سے تعزیت اور تہنیت کی رسمین ادا ہوئین - راؤ جوندھر کی نشستینی کے بعد
پنوار راجپوت حسد کے مارے بادشاہ دہلی کی فوج چڑھا لائے جسنے قلعہ کو آکر
گھیر لیا - چونکہ بادشاہی فوج بہت تہی اور انمین سر دست اُسکے مقابلہ کی طاقت
نہتی راؤ نے اپنے وزرا پردہت ہنس راج اور بیاس رام ناتہہ کے مشورہ سے
اُسکے سردار کے پاس بظاہر صلح کے پیغام بہیجے اور در پردہ فوج جمع کرنی شروع
کی اور اس تدبیر سے اُسکو غافل بناکر کاتک سدی ششمی ۱۱۴۲ھ کو چالیس ہزار
گوہار اور دس ہزار ملازم فوج کے ساتہہ جو بیاس رام ناتہہ کے زیر حکم تہی دشمن
پر چہاپا مارا جسمین بقول محرر تنبا ولی (جو مبالغہ سے خالی نہین) پچہتر ہزار آدمی بادشاہی
فوج کا مع اُنکے سردار کے مارا گیا اور دس ہزار سپاہ مع پروہت ہنس راج کے
اِنکی کام آئی اور دشمن کو شکست ہوئی - جب لڑائی سے کام نہ نکلا پنواروں نے
صلح اور آشتی کا ڈہنگ ڈالا اور اگرچہ اُسکے دور اندیش وزیر بیاس رام ناتہہ
نے روکا مگر راؤ نے اُنکی بات مان لی اور اُنپر بہروسہ کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
وہ کچہہ عرصہ کے بعد کسی حیلہ سے اُسکو دہلی لیگئے اور شراب خواری مین مشغول
اور غافل کر کے ملک کا بندوبست اپنے ناتہہ مین لیلیا اور اسیہی بس نکے
زہر دیکر اُسکو مارنا چاہا کسیطرح بیاس رام ناتہہ کے بیٹے پرسوتم کو اس منصوبہ کی

خبر ہوگئی اور وہ دوڑا ہوا اسکی ڈیوڑھی پر آیا اور دو پنوار دربانون کو جنھون نے
مزاحمت کی تھی مار کر اندر چلا گیا اور راؤ کو اس دغا کی اطلاع کی - اتنوا سکی ہی
انکھہ کھلی اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے خیر خواہ سردار پرسوتم کے ساتھہ نکل جانیکا
قصد کیا - جوہین باغ کے دروازہ پر پہنچے جسمین رہتے تھے ایک پنوار سپاہی نے
تلوار چلاکر روکنا چاہا مگر راؤ کا ہاتھہ اُسپر پہلے پڑگیا اور وہ مارا گیا اور یہہ چلتے بنے اور
کچھہ دور جاکر جب رات ہوگئی گھوڑے چھوڑ دیئے اور برہم اچاری فقیرون کا
بھیس بناکر وہان سے آگے بڑھے اور جسطرح بنا موضع مان شہر مین جہان انکا
پروہت رتن چند پسر ہنس راج رہتا تھا پہنچے - رتن چند نے انکو برہمن صورت
بناکر اپنے گھر مین رکھا اور جب پنوارون نے جو تلاش کرتے ہوے پیچھے پیچھے
آے تھے راؤ کو پروہت سے طلب کیا اُسنے اُسکے اپنے پاس ہونیسے انکار
کیا اور یہہ ثابت کرنیکے لئے کہ وہ اُسکی طلب مین بیجا اصرار کرتے اور ناحق تکلیف
دیتے ہین دنس برہمنون نے اپنا خون کرلیا[1] پنوار برہمنون کے سراپہ پہنچے

[1] یہہ وحشیانہ رسم ہندو ریاستون مین بہت عرصہ سے چلی آتی ہے اور غریب مبنی برس کے بہت
کم اس ریاست مین ہی برہمن لوگ اسکے مرتکب ہوتے تھے لیکن سنہ ۱۹۱۱ء مین مہاراج نرندر سنگھہ
بہادر نے اقدام خودکشی کو بذریعہ قانون جرم قابل سزا قرار دیا تب سے یہہ رسم موقوف ہوگئی ہے
اور اب کوئی برہمن اسطرح نہین مرتا - ۱۲ مولف

کے خوف سے ڈر گئے اور یہہ یقین کرکے کہ راؤ جوندہر اُنکے پاس نہین ہے
واپس چلے گئے اور موقع پاکر یہہ پھر اپنے ملک پر قابض ہوگیا اور فتح پال
پاٹن کے راجہ کی بیٹی سے شادی جس سمیت چودہ رانیان اسکے ہوگئین
جنسے چودہ بیٹے پیدا ہوئے جنمین سے بقول محرر بنسا ولی اسکا تیسرا بیٹا
بیٹے راؤ تمام شاخون سدھ ہوا اور بیراڑ قوم جاٹ کا مورث اعلی ہے جو رفتہ رفتہ
وفور اولاد کے باعث سے بہت سے ناموں سے مشہور ہوگئی ہین جنکو
ملک کی زبان مین گوت کہتے ہین۔ چنانچہ خاندان پھول (پٹیالہ کا خاندان جسکی
فرع ہے) ایک شاخ خاندان مہراج کی ہے جو خاندان بیراڑ کا ایک شعبہ ہے
اور بیراڑ خاندان سدھو پر پوتے بٹے راؤ کی اولاد ہے۔ اگرچہ ان روایات
کی نسبت جو ہمنے کتاب بنسا ولی سے نقل کی ہین مسٹر گرفن صاحب کا بیان
ہمسے کسیقدر مختلف ہے مگر ہم تاوقتیکہ کوئی معتبر سند اُنکے بیان کے لئے پائین
محرر بنسا ولی کے قول کو نامعتبر نہین ٹھہرا سکتے۔

اِس خاندان کے قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہونیکا سبب
اور ریاست کا زوال اور اُسکا طرز معاشرت اور سردار پھول
کی نشو و نما جن سے پٹیالہ کا نامور خاندان منسوب ہے

راؤ بٹے راؤ کے بیٹے انند راؤ تک اس خاندان کا راجپوت خاندان جیسلمیر سے برادرانہ برتاؤ قایم رہا مگر انند راؤ کے بیٹے کھوٹ نے جب ایک جاٹ قوم کی عورت سے تعشق کے باعث شادی کرلی رسم ملک کے موافق اسکی اولاد کی تمام شاخین قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہوگئین اور شادی بیاہ کا تعلق راجپوتون سے نرہا اور زمانہ کے انقلاب سے وہ ریاست بھی نرہی جو اس سے پہلے اُنکو حاصل تہی۔ تعجب نہین یہہ امر بھی ایک سبب زوال ریاست کا ہوا ہو کیونکہ اکثر ایسے باعثون سے وہ اتفاق باہمی جاتا رہتا ہے جو اکثر حالتون مین ریاست اور حکومت کے قیام کیواسطے ایک عمدہ سبب ہوتا ہے۔ کھوٹ کا بیٹا سندھو کثرت اولاد کے باعث سے مشہور ہے اور جاٹ بہت سے گوت اسکی نسل سے ہین اور اُسکے بڑے بیٹے بھوراکی اولاد مین بیراڑ کثیر الاولاد ہوا ہے جو مہراج کا چھٹی پشت مین دادا تہا۔ اسکی اولاد مین کپورا اور جودہ کوٹ کپورہ والے۔ ڈلا تلونڈی والے اور جودہ کوٹ سمیر والے سلطنت مغلیہ کے ضعف کے زمانہ مین اپنے ہمتومون مین کچھہ کچھہ طاقت ور ہوئے ہین۔ جسوقت مہراج پیدا ہوا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت قوم سندھو اور بیراڑ کو بسبب کثرت اور دفور اُنکی قوم کے لوگون کے بہت زور حاصل ہوگیا تہا اور یہہ لوگ بٹھنڈہ۔ فیروزپور۔ اور

فرید کوٹ کے اُس جانب مین رہتے تھے جو ذرا زیادہ ریگستان کی طرف ہی اور
چونکہ اُس زمانہ مین وہ ملک ویرانی اور بے آبی کے باعث سے غیر قومون
یا بادشاہی فوج کے حملون سے محفوظ تہا اسلئے اِس قوم کے لوگ جنگلی ریاست
اور حکومت انندراؤ کے زمانہ کے بعد سے جاتی رہی تہی اُس محفوظ اور غیر آباد
جنگل مین غارتگری سے اپنی اوقات بسر کرتے تھے اور زراعت اور آبادی کیطرف
مایل نتھے اور جیسا کہ ایسی حالتون مین دستور ہے خانہ بدوشی اِس قوم کا طریق
ہوگیا تہا اور کسی مسکن اور مقام کے زیادہ پابند نتھے چنانچہ پایا جاتا ہے کہ مہراج کے
زمانہ تک وہی خانہ بدوشی اور غارتگری سے اوقات بسر کرنیکا طریق اِس قوم مین
قایم تہا۔ مگر مہراج نے بیدوُ والی کو اپنا مسکن قرار دیا جو بہنڈہ کے متصل ایک
گانون ہے اور اپنی قوم مین ایک طرح کی سرداری کے ساتھہ بسر کی۔ اُسکا بیٹا
اور پوتا سُتّو اور پکّھو بہی اسیجگہہ ہے لیکن پکّھو کے بیٹے موہن نے بیدوُ والی
سے نکلکر بہولر قوم کے جاٹون سے اُس زمین کو جہان اب موضع مہراج آباد ہے
لڑکر چہین لیا اور اس گانون کو اپنے دادا کے نام پر تقریباً عہد شاہ جہان بادشاہ
مین (جو ۱۶۲۸ع سے ۱۶۵۸ع تک ہندوستان کا فرمان روا تہا) آباد کیا جسکی زمین
بہ نسبت اُسکے سابق مسکن کے زیادہ زرخیز تہی اور ایک شخص پرانا نام کے ستہا

جو مہراج کی آبادی مین حاج تہا اور موہن کے مقتدا گرو ہرگوبند[1] صاحب
اور اُنکے مریدون کو تکلیف دیتا تہا ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین پرتاموہن
کے بیٹے کالا کے ہاتہہ سے مارا گیا اور انکی فتح ہوئی پہر بادشاہی فوج سے لڑائی
ہوئی جو گرو ہرگوبند صاحب کے تعاقب مین آئی تہی اور بسبب ملک کی ویرانی
کے جو کوسون آبادی کا نام نتہا پانی اور رسد کے بہم نہ پہنچنے کے باعث سے
ناکامیاب واپس چلی گئی اور اس سبب سے موہن اور اُسکی قوم کی طاقت
کو اور بھی تقویت ہوگئی لیکن موہن ایک سخت قومی لڑائی مین مع
اپنے شجاع بیٹون روپ چند اور کُل چند کے مارا گیا جو اپنے بہائی
کوٹ کپورہ والون کی حمایت مین بہٹی راجپوتون سے جو بہٹنیر[2] کے مالک

[1] یہہ بابا سکہون کے چہٹے گرو تہے جو اپنے باپ گرو ارجن صاحب کے بعد سجادہ نشین ہوے اور اکتیس ۳۱
برس دو مہینے کے بعد چیت سُدی ۱۰ سمت ۱۶۹۶ ب ۱۶۴۴ع کو دنیا سے رحلت کر گئے اِن سے پہلے
گرو ارجن صاحب گرو رام داس صاحب گرو امر داس صاحب گرو انگد صاحب گرو نانک صاحب بہ ترتیب
نام گدی پر رہے ہین - ۱۲ مولف

[2] یہہ شہر بہٹنڈہ سے پچہتر میل کے فاصلہ پر گوشہ جنوب مغرب مین واقع ہے یہان بہی ویسا ہی
قلعہ بنا ہوا ہے جیسا بہٹنڈہ مین ہے اور بالفعل یہان حکومت ریاست جیند کی ہے - آٹہوین صدی
عیسوی کے وسط مین یہہ قلعہ جو یہان راجپوتون کے قبضہ مین تہا اور گیارہوین صدی مین

اور حاکم تھے اُسکو پیش آئی تھی اور اِس سبب سے اس خاندان کا عروج شروع ہوا تھا تھوڑی دیر رک گیا تا انکہ روپ چند خلف موہن کے نامور فرزند سردار پھول جو تقریباً ۱۶۱۹ء/۱۶۷۶ب مین علی اختلاف الاقوال سیدو والی یا مہراج مین پیدا ہوئے تھے اور اپنے باپ کی وفات کیوقت بارہ برس کے تھے جوان ہوئے اور جب کوٹ کپورہ والون نے ہٹیون سے دوبارہ ایک سخت لڑائی لڑنیکا ارادہ کیا دیا چند عرف کالا خلف موہن اور سردار پھول جنکو جدو پدر کے انتقام کے خیال نے بیچین کر رکھا تھا اپنے لوگون کو جمع کر کے اُنکے شریک ہوئے اور بٹھنڈہ کے قریب موضع بہکر سر کے مقام ہٹیون سے لڑائی ہوئی جسمین کالا اور سردار پھول نے سخت حملے کر کے راجپوتون کے سردار حیات خان کے کئی رشتہ دارون کو اپنے ہاتھ سے مارا اور حیات خان کو شکست دیکر بھٹنیر تک اُنکا تعاقب کیا اور سردار

چوہان راجہ اجمیر کا خراج گذار ہونا اسکا تاریخ سے ثابت ہے اُس زمانہ مین دریاے سودرا اسکی فصیل کے نیچے بہتا تھا جو ڈاکٹر اولڈہم صاحب کی تحقیقات کے موافق دریاے شتلج کی ایک دوسری شاخ تھی اب اُسکی جگہ دریاے گھگرا اسکے نیچے بہتا ہے جو پہاڑون کے نزدیک ایک بڑا دریا ہے اور یہان اگر ایک چھوٹا سا نالہ بنگیا ہے جو برسات مین کچھ پانی بہتا ہے اور باقی اور تمام موسمون مین خشک پڑا رہتا ہے۔۱۲۔ مولف

پھول نے کچھ عرصہ کے بعد ایک گانو پھول[1] نامی اپنے نام پر آباد کیا۔ اس گانوں کو آباد ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ عیسیٰ خان راجپوت نے جسنے سلطنت کے ضعف اور سستی اور اپنے بہنوئی نواب حسین خان کی تقویت سے جو قصور کا رہنے والا پٹھان تھا تاخت تاراج کے ذریعہ سے ایک صورت ریاست اور سرداری کی بہم پہنچائی تھی اور این روئے دریائے ستلج متصل فیروزپور ایک موضع بنام کوٹ عیسیٰ خان آباد کر کے رئیس بن بیٹھا تھا بغیر کسی حیلہ اور بہانہ کے اُنپر حملہ کیا۔ سردار پھول جو اسوقت پوری طاقت اُسکے مقابلہ کی نرکھتے تھے وہان سے ٹل کر اپنے مسکن قدیم بیدووالی کو چلے گئے اور عیسیٰ خان نے موضع پھول کو لوٹ لیا اور ایک شخص مولا سنگھ نامی قوم جاٹ کو وہانکا زمیندار بنا کر واپس چلا گیا اور یہ بھی صدمہ اُٹھا کر چند روز بیدووالی مین بیٹھے ہوئے انتقام کی تدبیرین کرتے رہے اور آخر اپنی قوم کے لوگون کی مدد سے مولا سنگھ کو خارج کر کے بدستور موضع پھول پر قابض ہو گئے اور عیسیٰ خان کے علاقہ پر چڑھائی کی اور اُسکے باپ دولت خان سے ایک سخت لڑائی لڑکر فتح پائی جسمین بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا۔ اب ایک اور لڑائی بہٹنیر والون سے پیش آئی

[1] یہ گانو ریاست پٹیالہ کے قبضہ مین ہے اور بالفعل ریاست موصوف کے ضلع جنگل کی نظامت کا دفتر یہان رہتا ہے۔ ۱۲ مولف

جسمین حیات خان حاکم بھٹنیر کے بھتیجے محبّت خان اور محبوب خان مارے
گئے اور کہیت انکے ہاتھہ رہا۔ اس لڑائی کا باعث یہہ ہوا تہا کہ بھٹنیر والونے
ڈلّا بیراڑ ساکن تلونڈی کی روزمرّہ کی لوٹ مار اور تکلیف دہی سے تنگ آکر
یہہ ارادہ کیا تہا کہ ڈلا پر چڑہائی کرین۔ چونکہ ڈلا انکا ہمقوم تہا اُسنے اسنے بدوحامی
اور یہہ اِس خیال سے کہ بیراڑون کی ہاجیت درحقیقت انکی ہاجیت ہے اُسکے
شریک ہوگئے اور بھٹیون کے حملہ کا انتظار نکرکے خود اُنکے ملک پر چڑہ گئے
جسمین فتح کامل انکو نصیب ہوئی اسوقت مین کہ بسبب متواتر فتوحات کے
سردار پھول کی طاقت اور جرات بہت بڑہگئی تہی اور ایسا زمانہ تہا کہ سلطنت
کو کمزور دیکھکر جابجا لوگ سرکش اور آزاد ہوتے جاتے تہے۔ حاکم بادشاہی
متعینہ جگرانون نے ادائے زرخراج کیواسطے اُنپر تقاضا کیا اور جب اُنہون نے
بسبب اپنی طاقت کے اِسکی کچہہ پروا نہ کی حاکم مذکور موضع پھول پر یکایک
چڑہ آیا اور بہت سے مویشی اور گانون کے لوگون کو گرفتار کرکے لیگیا یہہ اتفاق
کہین باہر گئے ہوئے تہے جب گانون مین آئے اور یہہ حال سنا تو نہایت
سرعت اور چستی سے اُسکا تعاقب کیا اور باہم لڑائی ہوکر حاکم مذکور کو شکست
ہوئی اور وہ پکڑا گیا اور یہہ اُسکو پھول مین لے آئے مگر دور اندیشی کرکے

اُسکو نہایت عزّت سے رکھا اور کسی طرح کی تکلیف نہونے دی۔

سردار پھول کی وفات کا عجیب سبب

انکی وفات کی نسبت ایک عجیب روایت کی گئی ہے کہتے ہین کہ انہون نے بابا سمیر پوری جوگی سے حبس دم کا عمل سیکھا تھا جس سے جوگیون کے عقیدہ کے موافق تمام جسم کی روح دماغ کے کسی مقام مین جمع ہوکر آدمی مثل مردہ کے ہوجاتا ہے اور جب چاہتا ہے پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور جوگیو نمین تزکیہ نفس کا یہہ ایک عمدہ طریقہ گنا جاتا ہے اور اس راز سے سوائے اُنکی ایک زوجہ کے کوئی واقف نتھا تقریباً ۱۷۶۴ء مین ستر برس کی عمر مین جو وہ کسی شاہی مطالبہ کے سبب سے سرہند مین بلائے گئے اور حاکم نے اُنکو قید کردیا اور وہان ایک روز حسب عادت حبس دم کا عمل کیا۔ لوگون نے جو اس امر سے واقف نتھے اُنکو مردہ سمجھکر وہان سے لاکر متصل موضع بہاد پور جو پرگنہ دھنولہ علداری ریاست پٹیالہ مین واقع ہے مذہب کی رسم کے موافق آگ مین جلادیا۔ غالباً اِنکو سکتہ کی بیماری ہوئی ہوگی جس سے حس و حرکت باطل ہوکر انسان مردہ سا ہوجاتا ہے کیونکہ ضعیفی اور قید اور مایوسی کے خیالات نے اُنکے دل اور دماغ کو بہت ضعیف کردیا ہوگا جس سے ایسی بیماریان انسان کو لاحق ہوجاتی ہین اور لوگون نے

نادانی سے اسکو نہین سمجھا اور یہہ روایت گھڑلی جو علم طب کے قواعد کے موافق شاید ناممکن الوقوع ہے۔

سردار رامچند عرف راما کی ولادت اور رفتہ رفتہ اُنکے اقتدار اور ثروت مین ترقی

اگرچہ سردار پھول کے دُو بیبیون سے چھہ بیٹے تھے لیکن ہم صرف سردار رامچند عرف راما کا حال لکھتے ہین جو نامور خاندان پٹیالہ کے مورث ہین تقریباً سمت ۱۶۹۶ مین پیدا ہوئے تھے اور اگرچہ ابتداہی سے صاحب ہمّت وجرات اور اپنے بڑے بھائی تلوک چند عرف تلوکا کے گویا داہنا ہاتھہ تھے۔ لیکن جسقدر ثروت تلوک چند کو حاصل تھی شروع مین اُنکو نہ تھی مگر جب ایک روز لٹیرون کا ایک گروہ جو کسی جگہہ سے بہت سا مال اور گھوڑے اور بیل لُوٹ کر لایا تھا اتفاقاً موضع پھول سے قریب ہوکر نکلا انہون نے جرات کرکے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھہ اُس سے وہ سب مال چھین لیا اور اس سے اُنکی جُرات وہمّت کو ایک طرح کی اشتعالک ہوگئی اور انہون نے اپنے بزرگون کی قدیمی شکارگاہ یعنی بیٹھون کے ملک مین دھاوے کرنے شروع کردیئے اور حسن خان مینس بیٹھیر کے ساتھہ ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین اُسکو شکست ہوئی اور وہ بھٹنیر کی طرف بھاگ گیا اور

بہت سے گھوڑے اور اسباب اُسکا اُنکے ہاتہہ آیا۔ اب اُنہون نے عیسی خان سے لڑنیکا ارادہ کیا جو اِن کے باپ کا دشمن تہا اور دونون جانب سے تیاری ہوکر جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اِسمین بہی خوش قسمتی سے اُنہین کی جیت رہی اور بہت سا مال و اسباب ملگیا۔ اس زمانہ مین سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوگیا تہا اور اُسکو دریائے جمن کے اُسطرف کے مُلک پر حکومت قایم رکہنی دشوار تہی۔ پس اُنہون نے اپنی ثروت اور حکومت کو وسعت دینے کیواسطے اِس موقع کو غنیمت سمجہا اور یہہ عمدہ تدبیر اختیار کی کہ حاکم سرہند سے اپنے ایک رشتہ دار چین سنگہہ نامی کے ذریعہ سے جو اُسکے دربار مین ذی رسوخ ہوگیا تہا قرب و جوار کے مُلک کی مالگذاری اپنے ذمہ لیلی اور اسکو بہی اپنے ساتہہ رکہا لیکن یہہ شخص اپنے اُس رسوخ کے گھمنڈ سے اپنے حصّہ پر قناعت نکرکے زیادہ ستانی کرتا تہا اور بالآخر حاکم مذکور کے پاس لگاؤ بجہاؤ کرکے اُنکے معاملات مین خلل انداز ہونے لگا اسواسطے اِنہون نے اپنے بڑے بہائی چودہری تلوک چند کی صلاح سے اسکو مارڈالا اور سلطنت کے ضعف کے سبب سے کسی نے اُسکی بات بہی نپوچہی لیکن یہہ قتل بے انتقام کے نرہا اور تقریباً ۱۱۴۱ھ ۱۷۲۸ء مین جبکہ اُنکی عمر بہتّر برس کی تہی مقتول کے بیٹون نے قابو پاکر کوٹلہ لیر

کے مقام اِنکے خون سے اپنے باپ کے انتقام کی پیاس بجھائی۔

مہاراج آلا سنگھ صاحب بہادر کا دشمنون سے اپنے والد ماجد کے خون کا انتقام لینا اور اُنکی ترقی اقبال

سردار رامّا کے چھ بیٹون مین سے مہاراج[۵] آلا سنگھ بہادر جو تقریباً ۱۶۹۵ء ب
مین موضع پھول مین پیدا ہوئے تھے اور اِس نامور ریاست کے بانی ہین اِس وقت
تیئیس برس کے تھے اور بمقتضاے غیرت اپنے والد کے انتقام کا اُنکو بہت خیال
تھا چنانچہ اِس سے دو برس کے بعد جب خبر ملی کہ چین سنگھ کے تینون بیٹے
اگر سین۔ کمالا۔ اور بیرو موضع گمٹی مین بہ جمعیت قلیل موجود ہین مہاراج
باتفاق اپنے بھائی سبھا کے چنے ہوے سپاہی ہمراہ لیکر اُنپر چڑھگئے اور باہم
مقابلہ ہوکر کمالا اور بیرو مارے گئے اور اگر سین اپنے چند ہمراہیون سمیت بھاگ گیا
مہاراج کی پیشانی پر بھی نیزہ کا ایک ہلکا سا زخم آیا اور انہون نے جاکر انکے مسکن
موضع جیسے کے کو لوٹ کر برباد کر دیا۔ اب موضع سنگھیڑہ کے زمیندارون نے
اپنے حاکم رائے کلھا میس کوٹ وجگرانون کے ظلم سے ناراض ہوکر مہاراج
کا تھانہ اپنے گانون مین بٹھالیا اور اِس سبب سے کئی مرتبہ اُس سے لڑائی ہوئی

[۵] یہ لفظ ہمنے صرف تعظیماً اختیار کیا ہے۔ ۱۲۔ مولف

اور مہاراج نے موضع مذکور کے مقدم تیبر بہان کی تحریک سے ۱۷۷۹ء ب ۱۸۳۳ء مین اسکے قریب برنالہ کو آباد کیا (جواب سرکاری کاغذون مین انا حد گڈھ لکھا جاتا ہے اور جبتک سرہند وغیرہ قبضہ مین نہین آیا تہا اور پٹیالہ آباد نہوا تہا یہی اس ریاست کا دارالحکومت تہا) اور بہدوڑ[1] کا رہنا ترک کرکے اسی جگہہ آرہے۔

کنور سردول سنگہہ صاحب بہادر کا حملہ موضع نیمہ پر اور راجپوت سردارون سے لڑائی اور انکی شکست

سنگہڑہ کا تصرف رئیس کوٹ کے ساتہہ خصومت کا باعث ہوہی چکا تہا اب برنالہ کی آبادی سے سوندہے خان کے ساتہہ جو رئیس کوٹ کا رشتہ دار اور چند دیہات متصلہ کا مقتدر زمیندار تہا عداوت کی بنیاد پڑی اور اگرچہ اُسکی زندگی مین کوئی ایسی لڑائی نہین ہوئی جو ذکر کے قابل ہو لیکن جب وہ مرگیا اور اُسکے لیپالک نگاہی خان اور اُسکی اولاد مین نزاع برپا ہوکر نگاہی خان نے مہاراج کی نوکری اختیار کرلی مہاراج کے بڑے صاحبزادے کنور سردول سنگہہ صاحب بہادر نے باتفاق اُسکے موضع نیمہ پر یورش کی جہان سوندہی خان

[1] یہ برنالہ سے پندرہ میل جنوب مغرب کیطرف چھوٹا سا قصبہ ہے جسکو مہاراج کے چھوٹے بہائی وتا نے جو جاگیرداران بہدوڑ کا موروث ہے مہاراج کی اعانت سے ۱۷۷۹ء مین آباد کیا تہا۔ ۱۲ مولف

رہتا تھا اور اُسکو بعد از جنگ تاخت و تاراج کرکے سوندہے خان
کی اولاد کو وہان سے نکالدیا اور اُسکی زمین موضع برنالہ کے شامل کرلی
اس سبب سے رائے کلہا رئیس کوٹ اور دلیر خان ہلواره والہ اور قطب الدین
خان ملسیہان والہ اور اَور راجپوت ہمقوم سوندہے خان اور جمال خان[1]

[1] خاندان دلیر کوٹلہ کا مورث اعلی شیخ صدرجہان ایک باخدا بزرگ شخص تہا۔ یہ شخص جلال آباد کے قریب کا
رہنے والا سرمونی قوم کا پٹہان تہا جو ۱۴۶۰ء مین عہد سلطان بہلول لودی مین اپنے وطن سے
اسملک مین آیا تہا چونکہ سلطان کو اکثر علما و شیخ کی صحبت پسند تہی اور وہ انکا بہت ادب تعظیم کرتا تہا
اُسنے ہمقوم و بزرگ سمجھکر اپنی بیٹی کا نکاح شیخصاحب سے کردیا اور چند گانون جاگیر مین مقرر کردئیے جنمین سے
ایک گانون جو شیخانی کہلاتی ہے اُنہون نے قصبہ دلیر کو آباد کیا۔ انکے تین بیٹے تہے جنمین سے شیخ حسن شاہزادی کے بیٹے تہا
اور باپکیطرح وہ بہی درویشانہ مسلک رکہتا تہا اور اُسکی اولاد بہی درویشانہ ہی بسر کرتی رہی جو اب شیخصاحب کے
مقبرہ کی مجاور ہے۔ مگر دوسرے لڑکون شیخ موسی اور شیخ عیسی کی نسل نوکری پیشہ ہوئی۔ انمین سے ایک شخص
بایزید خان نامی دلیر کے متصل قصبہ سرونڈ کو تقریباً ۱۵۳۰ء مین آباد کیا جسکے نام سے اب یہ رئیس مشہور ہے
بایزید خان کے پانچ بیٹے تہے جنمین سے فیروز خان کے بیٹے شیر خان نے شیرپور بسایا اور اُسمین تحصیل قلعہ بنایا جسکو مہاراج
آلا سنگہ بہادر نے پٹہانون سے چہین کر پٹیالہ مین شامل کرلیا۔ اسی کا بیٹا جمال خان تہا جسکا متن مین ذکر ہے جمال خان
اور اُسکے بزرگ سلاطین دہلی کے ملازم اور چکلہ سرہند مین معزز عہدون پر ممتاز تہے اور یہ علاقہ جو بالفعل انکی
اولاد کے قبضہ مین ہے مع اُس تمام علاقہ کے جو کچہ مہاراج آلا سنگہ اور امر سنگہ صاحب بہادر نے اور کچہ
مہاراج آلا سنگہ بہادر کے چہوٹے بہائی سردار نجہل اور اُنکے فرزند سردار رحمان سنگہ مورث اعلی خاندان موصوف نے
مختلف اوقات مین دبالیا انکی جاگیر مین تہا۔ جب سلطنت مین ضعف آیا اور چکلہ دار سرہند کا چندان رعب

رئیس کوٹلہ مالیر انتقام کے واسطے جمع ہوئے اور نواب

داب نرالا اسوک کے اور رئیسوں کی طرح یہہ بھی رفتہ رفتہ آزاد اور خود سر رئیس بنگئے جمال خان کے پانچ بیٹے بہکن خان بہادر خان عمر خان اسد اللہ خان اور عطاء اللہ خان یکے بعد دیگرے موافق رسم خاندان رئیس ہوئے مگر بالفعل صرف بہادر خان اور عطاء اللہ خان کی نسل باقی ہے اور اور تمام شاخین وقتاً فوقتاً منقطع ہوگئیں بہادر خان کی اولاد میں انکے پوتے غلام محمد خان صاحب موجود ہیں اور انکے کئی صاحبزادے ہیں عطاء اللہ خان صاحب کی شاخ میں انکے پڑپوتے نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر اور محمد عنایت علیخان صاحب ہیں۔ سو لہٰذا ۱۰ جولائی ۱۸۵۷ء کو جب نواب سکندر علیخان صاحب مرحوم نے جو جمال خان کے بڑے بیٹے بہکن خان کی اولاد میں سے اور بدستور خاندان کے موافق اسوقت رئیس تھے لاولد قضا کی بابت حق نشینی غلام محمد خان اور ابراہیم علیخان صاحب میں جھگڑا ہوا یہہ معاملہ بہت پیچیدہ تھا۔ شرع شریف محمدی کا اسمیں لحاظ رکھنا واجب تھا۔ دعویدار کی حیثیت کا خیال تھا اور رواج خاندان پر توجہ واجب تھی اور ان سب امور کے علاوہ جو سند نواب سکندر علیخان صاحب کو ۱۸۴۸ء میں سرکار انگریزی سے ملی تھی جسمیں یہہ درج ہے کہ اگر کوئی وارث صلبی نہ ہوگا تو سرکار انگریزی اُس شخص کو اُنکے علاقہ کا رئیس مقرر کریگی جو ازروے شرع محمدی حق وراثت کا رکھتا ہوگا اُسکے معنے قایم کرنے تھے اور چونکہ موافق دستور العمل مجوزہ کرنیل میکلیگن صاحب کمشنر و ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے جو ۱۸۴۸ء میں مرتب ہوا تھا ہر ایک رئیس شاخ خاندان مالیر کوٹلہ یعنی شاخ بہکن خان بہادر خان اور عطاء اللہ خان صاحب کو اپنے اپنے علاقہ میں خیلد حاکمانہ حاصل تھے اور شہر مالیر کوٹلہ میں بھی اُنکے اپنے حصوں میں اُنکو اختیارات مذکورہ کے استعمال کا اقتدار تھا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا تھا کہ ہمیشہ طرح طرح کے جھگڑے برپا ہوتے رہتے تھے اور غایت درجہ کی بدانتظامی اور فتور رہتا تھا۔ سرکار نے اسکی اصلاح کا بھی موقع دیکھا اور اگر پہلے سے خاندان سند نشینی غلام محمد خان صاحب کا حق تھا مگر خاصہ صاحب بیجا اخراجات اور سپاہی قوضداری اور بدانتظامی اور نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب کی اچھی تربیت و خبرداری کے

سید اسد علیخان[۵۶] بہادر فوجدار دوآبہ جالندہر کو اپنے ساتھ شریک کرکے

سے ان سب وجوہات پر نظر کرکے ۱۸۰۸ء مین نواب ابراہیم علیخان صاحب بہادر کو جنکی عمر اُسوقت قریب پندرہ سال کے تہی منصب بلند پایہ مرحمت فرمایا اور چالیس لاکھ روپیہ کا علاقہ نواب معزم کے علاقہ مین سے غلام محمد خانصاحب کو دیا اور شہر کوٹلہ پر کامل اختیار نواب صاحب کو عطا ہوا اور یہ لکھا گیا کہ جو انتظامات اب تک غلام محمد خانصاحب کو حاصل تہے وہ صرف اُنکی حیاتک حاصل رہینگے اور بعد ازان اختیار دیوانی و پولیس رئیس کیطرف منتقل ہوگا اور صرف وصول مال کا اختیار اولاد غلام محمد خانصاحب اور نواب صاحب کے چھوٹے بہائی عنایت علیخانصاحب کو رہیگا۔ شہر کوٹلہ لودیانہ سے ٹہائیس میل جنوب کی طرف ہے اور ایکسو تین[۱۰۳] گانون اس علاقہ کے ہین۔ آبادی قریب پچہتر ہزار آدمی کے ہے اور اس کل علاقہ کی آمدنی قریب تین لاکھ روپیہ سال کے اور رقبہ ایکسو پینسٹھ[۱۶۵] میل مربع ہے اور نوعمر نواب رئیس کی سلامی سرکار انگریزی سے مقرر ہے ۱۲۔ مولف۔

۵۶ اِنکے چچیرے بہائی نواب سید فقیر اللہ خان اور نواب سلطان علیخان بہادر بہی تہانہ اور لودیانہ کے فوجدار تہے۔ انکی اولاد و قصبہ جگرانون مین آباد ہے۔ مولوی سید جب علیخان بہادر اسطوجاہ جو ایک مشہور و معروف شخص تہے نواب سید فقیر اللہ خان بہادر کے پرپوتے تہے۔ انہون نے اپنی موروثی جاگیر مین سے قریب تین ہزار روپیہ کی آمدنی کی جاگیر سرکار انگریزی سے دوام کیواسطے حاصل کی اور تیسویں[۳۰] ستمبر ۱۸۶۹ء کو دنیا سے رحلت کرگئے انکے دو بیٹے مولوی سید شریف حسن خان اور مولوی سید شریف حسین خان موجود ہین۔ یہہ دونون بہائی بہت لیق اور صاحب علم و فضل ہین نواب سید سلطان علیخان کی اولاد کو اگرچہ اپنے بزرگون کی سی ثروت حاصل نہین مگر دولت علم سے محروم نہین ہین۔ مولوی سید مقرب علیخان عربی کے نہایت عمدہ ادیب ہین انکی انشا کی تعریف صاحب الجوائب نے کی اور الرائد تونسی نے اپنے پرچون مین کی اور اڈورڈ ہنری پالمر

برنالہ پر چڑھ آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی جسمین فوجدار شاہی مارا گیا جو مخالفون کی تقویت کا باعث تہا اور اُنمین بہاگڑ پڑ گئی اور بہت سی لُوٹ مہاراج کو ملی اور تمام مُلک مین انکا رعب بیٹھہ گیا اور انہون نے بہت سے دیہات مثل اوہہ وال اور شیرون وغیرہ کے جو غیر آباد پڑے تہے آباد کئے اور بہت سے گانون فتح کرکے اپنا قبضہ کرلیا اور انکی جرات وجلادت کی خبر دہلی کے اہل دربار کے کانون تک بہی پہونچگئی اور وہ انکو کچہہ چیز سمجہنے لگے۔ یہہ ایسا وقت تہا کہ محمد شاہ شہنشاہ دہلی کے دربار مین بالکل مسخرے بہرے ہوئے تہے اور بادشاہ کا قلمدان اسکی کوکی بی رحیم النسا کے سپرد تہا اور وہی صاحب دستخط تہی۔ عرایض پر اُسی کے احکام جاری ہوتے تہے۔ نظام الملک آصف جاہ جو منتظم اور دانشمند وزیر تہا جب کچہہ پیش چلی ناراض ہوکر دکن کو چلا گیا تہا اور بادشاہ سلامت کو سوائے

صاحب پروفیسر عربی کیمبرج کالج نے جو عربی فارسی اور اُردو زبان کے خوب ماہر ہین انکی تحریر کو علمائے مصر و شام پر ترجیح دی۔ یہہ پانچ سال تک عربی اخبار النفع العظیم لاہل ہذا الاقلیم کے جو لاہور مین چہپتا تہا اڈیٹر رہے ہین۔ انکے بڑے بہائی مولوی سید فرزند علیخان مرحوم فرخ تخلص فارسی کے نہایت دست شاعر تہے انکی تصنیفات سے کئی مثنویان اور قصاید اور غزلیات وغیرہ فارسی کا بہت بڑا مجموعہ اب تک خاندان مین موجود ہے اور انکے تیسرے بہائی سید داؤد علیخان بہی شاعر ہین۔ ۱۲ مولف۔

بھڑوے بہگیتون اور ڈوم ڈاریون کی باتین اور گانا بجانا سننے کے سلطنت کے کاروبار کیطرف مطلق توجہ نتھی اور سرہند کے گرد و نواح کے ملک اور نالی[۱] کے علاقہ مین ڈیرے پڑتے اور راستے لُٹتے تھے اور وہ بہت غیر آباد تہا چنانچہ ایک فرمان سے جو اکیسوین رمضان ۱۱۳۰ ہجری کو شہنشاہ موصوف نے مہاراج کے نام صادر فرمایا تہا اور نواب میر منو خان اور سمیع یار خان کے ہاتہہ انکے پاس بہیجا تہا اور اُسمین حکم تہا کہ بہدوڑ کا رہنا چھوڑکر سرہند مین سکونت اختیار کرین اور ملک کا انتظام کرین اور یہہ بہی درج تہا کہ تمہارا انتظام دیکہکر راجگی کا خطاب تمکو دیا جائیگا - اِسکی تصدیق ہوتی ہے -

مہاراج کے حملے بہٹی راجپوتون پر

چونکہ بہٹیون سے پرانا عناد چلا آتا تہا اور بادشاہی فرمان کے آجانے سے اِسکی اجازت بہی گویا حاصل ہوگئی تہی مہاراج نے اُنکے ملک پر تصرف کا ارادہ کیا اور اس غرض سے اللہ داد خان بوہا والہ اور عنایت خان اور ریت خان بولاڈہ والے اور باقر خان ہریاؤ والہ پر حملے شروع کئے جو محمد امین خان میر بہٹنیر کے بہائی برادر تہے اور یہہ حملے تقریبا سمت ۱۷۹۰ تک برابر جاری رہے

[۱] مُونک اور فتح آباد وغیرہ کا علاقہ جسمین سے دریائے گھگر گذرتا ہے اُسکو نالی کا علاقہ کہتے ہین ۱۲ منہ

اور اگرچہ اس دس سال کے عرصہ مین مختلف مقامات پر لڑائیان ہوتی ہین لیکن کبھی کوئی ایسی لڑائی نہین ہوئی جسکا حال تاریخ مین لکھنے کے قابل ہو

نواب علی محمد خان بہادر کا سرہند کا چکلہ دار مقرر ہوکر آنا اور مہاراج کو نظر بند کر لینا اور اُنکا قید سے نکلجانا

۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ھ ۱۱۵۶ ہجری مین جب نواب علی محمد خان[1] بہادر اخیر زمانہ محمد شاہ

[1] اس اقبال مند شخص کا حال حبیب السیر اور خیر الدین نے یون لکھا ہے کہ داؤد خان افغان عالمگیر کے عہد مین جب اپنے ملک ہند وستان مین آیا اور نوکری نکلنے کی وجہ سے قزاقی کر کے بسر اوقات کرنے لگا ایکدن اُسنے راہ مین ڈیڑھ برس کا لاوارث لڑکا پڑا پایا۔ چونکہ اُسکے کچھ اولاد نہ تھی اُسنے اسکو لیکر پالا اور علی محمد خان نام رکھا اور مرتے وقت اسکو اپنا وارث کر گیا چند روز بعد یہ خوش نصیب جوان پہاڑ سنگھ خوجہ بریلی کا ملازم ہوا اور اس سبب سے اسکا عروج شروع ہوا اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ نوبت خانہ ڈیوڑھی پر رکھوانے کہلانے لگا اور جب کسیسے کہا کہ یہ باتین کرنی بدون حکم شاہی کے زیبا نہین تو کہا بادشاہ کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے جو شخص خود شمشیر زنی سے ملک حاصل کرے اُسکو ان حکمونکی احتیاج نہین شدہ شدہ جب یہ خبرین دربار دہلی مین پہنچین ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کو سزا دے لڑائی ہوکر ہرنند مارا گیا اور علی محمد خان کی فتح ہوئی بادشاہ کا مدت سے گنگا پار کے ملک کی سیر کرنیکا ارادہ تھا اسلئے وہ خود بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتھ لیکر ادھر کو چلا علی محمد خان اول تو یہ سنکر ڈرا مگر مردانگی کا ارادہ مصمم کر کے لڑائی کے لئے مستعد ہوا اور کئی مہینے بادشاہی لشکر کو جنگل مین حیران رکھا اور آخر کار نواب قمر الدین خان بہادر وزیر کو عرضی عفو تقصیر کے لئے لکھی اُسپر بادشاہ نے اس شرط پر قصور معاف کیا کہ دہلی تک لشکر کے ہمراہ

مین سرہند کا حکمدار مقرر ہوکر آیا۔ اوّل اوّل مہاراج کی اُس سے بہت موافقت رہی چنانچہ جب اُسنے رائے کلہار رئیس کوٹ وجگرانون پر فوج کشی کی مہاراج اس یورش مین اُسکے مددگار رہے اور اسوجہہ سے نواب اُنسے بہت راضی تہا لیکن جب رائے مذکور اپنے بہائی کہہن خان کے لڑائی مین مارے جانیکے بعد بہاگ کر ستلج کے اُس پار پاک پٹن کیطرف (جسکا قدیمی نام اجودہن تہے) چلا گیا اور نواب لوٹ کر سرہند مین آیا اور مہاراج نے یہہ خیال کرکے کہ خود مختار رئیس ہوکر چکلہ دار شاہی کے دربار مین حاضر رہنا اُنکی خود مختاری کیواسطے مُضر ہے رخصت چاہی۔ بہیکن خان رئیس کوٹلہ اور اور ہمسایہ سردارون نے جو رشک اور خوف کے باعث سے دشمنی رکہتے تہے نواب کو کچہہ کہہ سُنکر اُنکی طرف سے بدظن کردیا اور اُسنے اُنکو نظر بند کرلیا لیکن جب وہ کسی تقریب سے سنام کو گیا اور مہاراج کو بہی نظر بند اپنے ساتہہ لیگیا کرامی ایک شخص جو اُسی چین سنگہہ کا قرابتی تہا جسکو مہاراج کے والد ماجد رامانے قتل کروایا تہا اور کچہہ دونونے مہاراج نے اُسکو نوکر رکہہ لیا تہا جانبازی کرکے قلعہ مین پہنچگیا اور اُنکو اپنا لباس پہناکر اُس مکان سے نکالدیا جہان قید تہے اور خود اُنکی جگہہ بیٹہا اور

قیدیون کی طرح جائے یہہ مصلحت قبول کرلیا اور قید سے رہا ہوکر سرہند مین صوبہ دار مقرر ہوا۔ نواب جیتا بہادر والی راجپور اُسی کی اولاد مین ہین ۱۲ مولف

مہاراج برنالہ پہونچکر نواب سے بدلہ لینے کا سامان کرنے لگے مگر اس سبب سے کہ اُنہین
دنون مین نوّاب کی بدلی ہوگئی یہہ لڑائی جو اُسکی بدسلوکی کے باعث ہونے
والی تہی ملتوی رہگئی اور مہاراج رَلّہ جوگہ وغیرہ دیہات کے مطیع کرنے مین
مصروف ہوگئے جو سردار جو وہ رئیس ٹہنڈہ کی تحریک سے باغی ہوگئے
تہے اور پانچ مہینے کے عرصہ مین وہ انسے اطاعت کرانیمین کامیاب ہوئے

موضع ڈہوڈان کی آبادی اور فرید خان راجپوت کا قتل اور اُس علاقہ کا مہاراج کے تصرف مین آنا

چونکہ احمد شاہ ابدالی کے ساتہہ لڑائی مین جو مارچ ۱۷۴۸ع ۱۱۶۱ھ مین ہوئی تہی
سرہند کے قریب مانوپور کے مقام نواب قمرالدین خان بہادر وزیر کے مارے
جانیکے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی بہی مرچکا تہا اور ملک مین بدنظمی اور ابتری پہیل
رہی تہی اور سرہند مین کوئی لایق اور منتظم حاکم نہتا مہاراج نے موقع دیکہکر سرہند
کی طرف قدم بڑہایا اور تقریباً ۱۷۵۱ع مین موضع ڈہوڈان کو آباد کرکے وہان ایک
قلعہ بنانا شروع کیا مگر فرید خان راجپوت جو یہان سے دو میل موضع کاکڑہ مین
رہتا تہا اسمین حارج ہوا اُسکو یہہ خیال تہا کہ اگر اُسکے گانون کے قریب
قلعہ تیار ہوا تو اُسکی آزادی کے واسطے سخت مضر ہوگا اور چونکہ وہ خود

لڑائی کی طاقت نرکھتا تہا اس سبب سے سامانہ کے بادشاہی حاکم سے مدد مانگنے کو گیا جب اسکی خبر مہاراج کی فوج کے ایک افسر امر سنگہہ نامی کو ہوئی اُسنے اُسکو راستہ مین جا گہیر لیا اور طرفین سے گولی چلنے لگی اور فرید خان مارا گیا اور اُسکا تمام علاقہ جو قریب چوتہائی پرگنہ سامانہ[۵۱] کے تہا مہاراج کے قبضہ مین آگیا اور بہت سے دیہات قرب و جوار پر تسلط ہو گیا۔

قصبہ سنور پر مہاراج کا تصرف اور پٹیالہ کی آبادی

یہہ حال دیکہکر محمد صلاح کہوکہر[۵۲] وغیرہ جو سنور کے پرگنہ مین صاحب سوخ زمیندار تہے از خود حاضر ہو گئے اور سنور پر (جو ایک اچہا قصبہ پٹیالہ سے تین میل جنوب مشرق کی طرف ہے) مع اُسکے پرگنہ کے چوراسی دیہات کے قبضہ ہو گیا اور مہاراج کا سالار سردار گوربخش سنگہہ کالیکا ایکہزار سوار کے ساتہہ وہان رہنے لگا اور چونکہ اس نو مقبوضہ علاقہ پر رعب و داب قایم رکہنے کے واسطے یہان ایک

۵۱ یہہ شہر پٹیالہ سے پندرہ میل جنوب کی طرف ہے اور اگرچہ اب اسکی آبادی بارہ تیرہ ہزار آدمی سے زیادہ نہین ہے مگر کسی زمانہ مین یہہ بہت بڑا اور حاکم نشین مقام تہا۔ سلطان جلال الدین فیروز خلجی جو ۶۸۹ھ مین سلطان معز الدین کیقباد کے بعد تخت دہلی پر بیٹہا تہا اسی سامانہ کا نایب ناظم تہا۔ ساتم کا نشو و نما اگرچہ پٹیالہ مین ہوا ہے مگر اصلی وطن یہی بڑا شہر ہے۔ ۱۲۔ مولف

۵۲ ایک قوم کا نام ہے جو اپنے کو راجپوت بیان کرتی ہے۔ ۱۲ مولف

مستحکم مکان بنایا جانا ضرور تھا مہاراج نے پٹیالہ کا مقام اس مقصد کیواسطے پسند کیا جو اسوقت ایک گمنام اور چھوٹا سا موضع پرگنہ سنور کا تھا اور آج خدا کے فضل سے کثرت آبادی اور خوبصورت اور عالیشان مکانوں کے ساتھ اس نامور ریاست کا دارالحکومت اور پنجاب کے نامی شہروں مین ہے۔ اور اگلے برس یعنی ۱۸۱۰ء مین وہان ایک کچی گڑھی بنائی گئی۔ یہہ گڑھی یہان نہتی جہان اب پختہ قلعہ بنا ہوا ہے بلکہ اُس سے تھوڑی دور مشرق کیطرف تھی اور ابتک بھی اُسکے کچھہ کچھہ نشان موجود ہین اور اس سبب سے کہ سوڈھی[1] لوگ وہان رہتے ہین سوڈھیون کی گڑھی کے نام سے مشہور ہے۔

عبدالصمد خان چکلہ دار سرہند کا پٹیالہ پر چڑھ آنا اور ڈھوڈان کے مقام اُسکی شکست

اسوقت لچھمی نراین جو احمد شاہ درانی کے چکلہ دار سرہند عبدالصمد خان مرحوم کا دیوان تھا بھاگ کر سنور مین چلا آیا اور جب گوبخش سنگھہ نے اُسکو چکلہ دار کے نذیادہ خفا ہوکر سنور پر چڑھ آیا یہہ سنکر مہاراج بھی گوبخش سنگھہ کی امداد کے واسطے پٹیالہ مین آگئے اور قصبہ سنور جو لڑائی کی کون کا تھا گوبخش سنگھہ دیوان کو

[1] کہتری قوم کی ایک شاخ کا نام ہے ۱۲۔ مولف

وہان سے پٹیالہ مین ے آیا چندروز یہان لڑائی ہوتی رہی اور آخرکار صاحب اسکو
ڈھوڈان مین لیگئے جو یہان کی نسبت زیادہ مستحکم مقام تہا اور لڑائی کی یہہ عمدہ تدبیر
اختیار کی کہ کسیقدر سپاہ تو قلعہ مین چہوڑدی اور باقی فوج کے ساتہہ وقت بوقت
چکلہ دار کی فوج پر باہر سے حملے کرنے اور سرہند کے قرب وجوار کے علاقون کو
لوٹنے لگے جس سے وہ نہایت دق ہوا اور آخرکار ایک بڑی لڑائی مین شکست
کہاکر سرہند کو واپس چلا گیا۔

سردار جودہ رئیس بٹہنڈہ پر فوج کشی

گینڈا جاہل زمیندار پرگنہ بہیکی کی لڑکی بہائی گوبخش سنگہہ صاحب بانی
ریاست کیتہل سے منسوب تہی سردار جودہ رئیس بٹہنڈہ نے خلاف انسانیت
اسکا کچہہ خیال نکر کے اُس سے اپنی نسبت کرلی۔ یہہ امر بہائی گوبخش سنگہہ کو
سخت ناگوار ہوا اور اُنہون نے اسکی شکایت مہاراج کے پاس کی مہاراج نے
اپنے بہتیجے بگہا سنگہہ خلف دُنا کو جودہ کی فہمایش کیواسطے بہیجا مگر اُسنے اُنکے
کہنے کا کچہہ خیال نکیا اور اُس عورت سے اپنی شادی کرلی اسپر مہاراج کو
بہی طیش آگیا اور بہائی گوبخش سنگہہ صاحب کو ساتہہ لیکر تین چار ہزار سوار کے ساتہہ
اُسپر چڑہگئے جودہ خود کبہی مقابلہ مین نہین آیا مگر اُسکی فوج سے کئی دفعہ لڑائی ہوئی

اتنے مین معلوم ہوا کہ ستلج پار کے سکھون نے دَل[1] باندھا ہے مہاراج نے لوٹ کا لالچ دیکر انکو ادہر آنے کی تحریک کی یہہ تو ایسی لڑائی خدا سے چاہتے تھے جسمین لوٹ معاف ہو پیغام کے پہنچتے ہی فوراً آشامل ہوئے اور دونون فوجون نے ملکر جودہ کے علاقہ کو لوٹنا شروع کیا اور بہت سے گانون اُسکے انکے قبضہ مین آگئے اور آخرکار دَل کے لوگ تو لوٹ کا مال واسباب لیکر چلدیئے اور نومقبوضہ علاقہ مہاراج کے قبضہ مین رہا جسمین سے چند گانون بہائی گوربخش سنگھ صاحب کو بھی دیدیئے گئے جسکی خاطر سے یہہ لڑائی ہوئی تھی۔

مہاراج کے حملے بہٹی راجپوتون پر

اسکے بعد مہاراج نے ہولاڈہ اور ریوناکے راجپوت سردارونکی طرف پھر توجہ کی یہہ دیکھکر اُنہون نے بھی اپنے ہمقوم سردارون حسن خان اور محمد امین خان

[1] دَل ایسے قزاق سکھون کے مسلح کو کہتے تھے جو لوٹ کے لالچ سے ادہر اُدہر سے بھرتی ہوجاتے اور مکر کے مین لوٹ مار کرتے اور جب چاہتے تفرق ہوجاتے اس گروہ کا سب سے بڑا سردار کپور سنگھ فیض اللہ پوریہ تھا جو آخر کو نواب کپور سنگھ مشہور ہوا۔ یہہ خود سر جنگی گروہ فرخ سیر کے زمانہ مین پیدا ہوا تھا جو سلطنت کی کمزوری سے رفتہ رفتہ زور پکڑ گیا اور زبردست نے اُسکو ایسا قوی کردیا تھا کہ بہت بڑی اور منظم فوجون کا مقابلہ کرسکتا تھا۔ اٹھی بارہ جماعتین تھین اور ہر ایک جماعت کو مثل کہتے تھے ۱۲ مولف

سے مدد چاہی مگر وہ کسی وجہ سے نہ آسکے اور بناچاری اُنکو اپنے ہی دست و
بازو پر بھروسہ کرنا پڑا اور آخرکار بڑی مردانگی سے میدان مین لڑکر مارے
گئے اور کئی سو آدمی طرفین کے کام آئے اور اُنکا علاقہ مہاراج کے قبضہ مین
آگیا جسمین سے تین چار برس بعد بہلاڈہ بھائی گوبخش سنگھ صاحب کو
مرحمت دیدیا گیا جو ابتک اُنکی اولاد کے قبضہ مین ہے اِسکے بعد کنور لال سنگھ بہادر
نے قصبہ مُونک کو فتح کیا۔ اتفاق یہہ ہوا کہ جب اُنہون نے ایکدن مہاراج
سے اپنے واسطے ایک علیحدہ جاگیر مانگی اور اُنہون نے یہہ فرمایا کہ تم جوان ہو
اپنی بازو سے اپنے واسطے کوئی جگہہ فتح کرلو تو اُنہون نے سردار خان راجپوت
کے اتفاق سے جو مُونک کا اصل مالک تہا اور بہونہ کے راجپوتون ابوخان اور
سلیم خان نے حصار کے بادشاہی حاکم کو نالایق اور کمزور دیکھکر دس بارہ
برس سے اُسکو وہان سے نکالدیا تہا اور جب ہی سے یہہ کنور صاحب بہادر
کی رفاقت مین بسر کرتا تہا مُونک پر حملہ کرنے کی ٹہرائی۔ اگرچہ وہ جانتا تہا
کہ اس تدبیر سے مُونک اُسکے قبضہ مین نہین آئیگا لیکن یہہ سوچکر کہ دشمنون
سے انتقام لینے کا یہہ اچھا موقع ہے جبکہ ابوخان اور سلیم خان کہین
باہر گئے ہوئے تہے موقع پاکر معہ چند ہمراہیون کے قلعہ مین جاگھسا

اور توپین چلاکر کنور صاحب کو اپنی کامیابی سے مطلع کیا۔ وہ فوراً اپنی سپاہ لیکر
وہان جا پہنچے اور مونک اور اُسکے قرب جوار کے دیہات پر قبضہ کرلیا اسکے بعد
مہاراج نے باتفاق اپنے ان شجاع اور لیئق فرزند کے متواتر حملون مین ٹوہانہ
جال پور۔ وہارسول۔ اور شکرپورہ کو جو بھٹیون کی ریاست کے بڑے بڑے قصبے
اور گانون تھے فتح کرلیا۔ یہہ دیکھکر محمد امین خان نے حصار کے حاکم نواب
نصیر خان سے مدد چاہی اُسنے کچھہ فوج بھیجدی اور مونک کے قریب کھوڑال
کے مقام لڑائی ہوئی جسمین بھٹیونکو شکست ہوئی۔ دوسری لڑائی رامپورہ
مین پھر ہوئی اسمین جب لڑتے لڑتے دو دن گذر گئے تیسرے دن مہاراج
نے رات کیوقت اُنپر چھاپا مارا جس سے اُنکے پانون اُکھڑ گئے اور محمد امین خان حصار
کی طرف بھاگ گیا اور نصیر خان کو اپنی بیٹی کا ڈولہ دیکر پھر ایک بڑی فوج
کے ساتھہ اپنی حمایت کو لایا اور رتیہ کے قریب وہارسول کے مقام
لڑائی ہوئی۔ آٹھہ سات روز تک تو کچھہ چھینا جھپٹی سی ہوتی
رہی اور دونون طرف کا پلہ برابر رہا مگر جب آٹھوین دن ایک
سخت لڑائی ہوکر نصیر خان مارا گیا مہاراج نے حملہ کرکے بھٹیون
کو کھیل کردیا۔ یہہ واقعہ جسکے سبب سے مہاراج کی طاقت کی بڑی شہرت

ہوگئی ۱۷۵۴ء ب مین ہوا تہا۔

کوٹلہ مالیر کے پٹہانون پر فوج کشی

جمال خان کوٹلہ مالیر کے رئیس نے راے کلہا کو برنالہ کی لڑائی مین مدد دی تہی اور اس سبب سے اُسکے ساتہہ اُن بن چلی آتی تہی اب جو بٹہیون کو متواتر شکستین ہوئین اور اُنکا بہت سا علاقہ قبضہ مین آگیا تو مہاراج نے پٹہانون سے بہی بدلہ لینے پر کمر باندہی اور شیر پور اور بہسوڑ کو لڑکر اُنسے چہین لیا اور ہر جمال خان کے بیٹے بہیکن خان اور مہاراج کے پوتے کنور رہمت سنگہ بہادر سے موضع کاکڑہ کے قریب اتفاقاً مُٹہہ بہیڑ ہوگئی اور تقدیر سے پہلے ہی حملہ مین بہیکن خان مارا گیا اور اُسکی کمر کی نہایت عمدہ ولایتی تلوار کنور صاحب کے قبضہ مین آگئی جو بطور یادگار اِس فتح کے ابتک کے ریاست کے سلح خانہ مین موجود ہے

احمد شاہ درانی کی فوج کا حملہ برنالہ پر اور مہاراج کا بادشاہ موصوف کی خدمت مین جا حاضر ہونا اور سکہونکا مکر خروج سرہند کے صوبہ دار زین خان پر اور سرہند کا مہاراج کے قبضہ مین آنا اور شہر پٹیالہ کی آبادی

آغاز ۱۱۷۳ ہجری مین جب احمد شاہ ابدالی پھر ہندوستان مین آیا اور اگلے

برس جمادی الثانی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو اُس سے اور مرہٹون کے مشہور و
معروف سردار سداشیو راؤ عرف بھاؤ سے پانی پت کے مقام آخری لڑائی
ہوکر بھاؤ وغیرہ بڑے بڑے نامی گرامی سردار مرہٹون کے مارے گئے اور اُنکی
تین لاکھہ فوج غارت اور تتر بتر ہوگئی اُنھین دنون مین احمد شاہ کی فوج نے برٹالہ
پر جو اسوقت اس ریاست کا دارالحکومت تہا حملہ کیا وجہہ یہہ تہی کہ لوگون نے
جنمین کوٹلہ مالیر کے پٹھان بہی تہے مہاراج کی طرف سے یہہ شبہہ ڈالدیا تہا کہ اُنکی
مرہٹون سے سازش ہے اور سرہند کی طرف سے یہہ اُنکے تنکہین رسد پہنچاتے ہین
مہاراج اسوقت مُنونک کیطرف گئے ہوئے تہے اور صرف رانی فتو صاحبہ اور مہاراج
کے پوتے کنور امر سنگہ پہلور یہان موجود تہے۔ رانی صاحب نے جو فوج کی آمد سُنی
فوراً اپنے چار اہلکارون بہولا سنگہ کشمیری مل کاہنا مل اور بیرم وغیرہ کو مصالحت
کے واسطے شاہ کے کمپ مین بہیجدیا اور آپ کنور صاحب بہادر کو ساتہہ لیکر مُنونک
کو چلی گئین اگرچہ ان لوگون کے وہان پہنچنے سے پہلے برنالہ کو فوج نے آلوٹ
لیا مگر چار لاکھہ روپیہ نذرانہ دینا کر کے انہون نے بادشاہ کو رضامند کرلیا اور مہاراج
جب اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے تو اُسنے خلعت فاخرہ اُنکو عطا فرمایا اور
بائیسوین شعبان سنہ مذکور مطابق گیارہوین مارچ سنہ ۱۷۶۱ء کو اُسکے وزیر نواب شاہ ولی خان

بہادر کی مہر اور دستخط سے صوبہ دار سرہند کے نام اس مضمون کا شقہ جاری ہوا
کہ وہ انکے مقبوضہ علاقہ کو اپنی حکومت سے علحدہ سمجھے اور ان کے دوست کو
دوست اور دشمن کو دشمن جانے اور جو کوئی انکے ساتھ دشمنی کریگا گویا سرکار
کے ساتھ دشمنی کریگا اور ایک شخص میرزا محمد تقی نامے کا ذمہ خراج مقررہ کے وصول
کرنیکا ہوا۔ اس کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت یہہ ریاست صرف سات
سو چھبیس ۷۲۶ قصبے اور گانوون پر مشتمل تہی جنکی تفصیل یہہ ہے۔ پرگنہ سنام
مع قصبہ دو سو چوبیس ۲۲۴۔ پرگنہ مانہ دو سو چھیاسٹھ ۲۶۶۔ پرگنہ حویلی سرہند باون ۵۲
پرگنہ نور نواسی ۸۹۔ پرگنہ چھت آٹھ ۸۔ پرگنہ منگان ستہرہ پرگنہ گھڑام
چھ ۶۔ پرگنہ بنوڑ سینتیس ۳۷۔ پرگنہ منصور پور تیئیس ۲۳۔ اور چار گانون ایک
اور پرگنہ مین تہے جسکا نام نہین پڑہا گیا مگر خراج کی تعداد اسمین کچھہ
درج نہین ہے۔ اب احمد شاہ توزین خان کو سرہند مین اپنا صوبہ دار
مقرر کر کے ولایت کو چلا گیا اور دل کے سردار جو اکثر ستلج پار کے رہنے
والے تہے مہاراج کے ساتھہ بگاڑ کرنے پر آمادہ ہوئے کیونکہ ان کو
انکا غیر مذہب اور غیر ملک کے بادشاہ سے توسل پیدا کرنا بہت
ناگوار ہوا اور انہون نے چاہا کہ متفق ہوکر انکے ملک پر حملہ کرین

گرمردار جسّا سنگھ صاحب آلہووالیہ کی دوستی جو اُنمین سب سے بڑے سردار تھے
کام آگئی اور یہ قصہ رفع دفع ہوگیا مگر تاہم مہاراج کو یہہ ثابت کرنا ضرور

[1] یہہ سردار صاحب ۱۷۱۸ء مین پیدا ہوے تھے اور آغاز حال مین نواب کپورسنگھ فیض اللہ پوریہ کے
ایک کم رتبہ کے ملازم تھے لیکن چونکہ خدا نے اُنکو ایک بڑی سرداری کی لیاقت دی تھی
شدہ شدہ ایک مشہور سپہ سالار بنگئے اور بسبب اُنکی دینداری کے سکھہ اُنکو اپنا مقتدا سمجھنے لگے
اور اکثر نامی سرداروں نے اُنسے پاہل لی چنانچہ مہاراج امرسنگھہ بہادر نے بھی اُنسے پاہل
لی تھی اُنکی قوم کلال مشہور ہے لیکن اُنکی اولاد اپنے خاندان کو بہی جیسلمیر کے راجپوتون
سے ملاتی ہے یہی سردار صاحب خاندان کپورتہلہ کے بانی تھے۔ انہون نے اپنا سکہہ
بہی چلایا تھا جسمین یہہ بیت کندہ تھی ؎ سکہ زد در جہان بفضل اکال ۞ ملک احمد گرفت
جسّا کلال۔ اُنکے نوکر چاکر اور ہواخواہ اُنکو بادشاہ کہتے تھے مگر عام سکھون نے اس لقب
کو تسلیم نہین کیا۔ انہون نے جب ۱۷۸۳ء مین بمقام امرتسر وفات پائی اُنکے
چہوٹے بہائی سردار بہاگ سنگھہ اُنکے جانشین ہوے اور ۱۸۰۱ء مین اُنکے مرنیکے بعد
اُنکے فرزند سردار فتح سنگھہ صاحب ریاست کے مالک ہوے یہہ بہی اپنے وقت مین بڑے نامور شخص
تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر نے سکہہ مذہب کی مقدس کتاب گرنتہہ صاحب پڑہہ کر
اُنکے ساتہہ ہمیشہ کی دوستی کی قسم کہائی اور پگڑی بدلی تھی یہہ ۱۸۰۸ء مین مہاراج رنجیت سنگھہ
بہادر کے ساتہہ جنوب ستلج کی مہم مین اور ۱۸۰۹ء مین جنگ کی لڑائی مین شریک تھے
اور جب ستمبر ۱۸۰۹ء مین سر چارلس مٹکاف صاحب سفیر انگریزی قصبہ قصور مین وارد
ہوے مہاراجہ نے اُنکو اور اپنے دیوان محکم چند کو دو ہزار سوارون کے ساتہہ پیشوائی

ہوا کہ بادشاہ موصوف کی خدمت مین حاضر ہونا اور اُس سے عزت حاصل
کرنا درحقیقت دفع الوقتی کے سوا کچھ نتیجہ نہ تھا پس جب دسمبر ۱۸۰۵ء مین تلج

کے فاصلہ پر انکی پیشوائی کو بھیجا تھا ۱۸۰۳ء مین جب انہون نے قضا کی انکے ولیعہد سردار
نہال سنگھ صاحب انکے جانشین ہوئے انکے وقت مین سکھون کی پہلی لڑائی کے بعد
بسبب اُن اُمور کے (جو کپورتہلہ کی تاریخ سے علاقہ رکھتے ہین) اِنکا علاقہ جو تلج کے اِدھر واقع تھا سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا ستمبر ۱۸۴۵ء مین انکی وفات کے بعد راجہ رندھیر سنگھ
بہادر جو سب بھائیون مین بڑے تھے راج کے مالک ہوئے اور بموجب وصیت نامہ
اپنے باپ کے کنور سوچیت سنگھ اور سردار بکرم سنگھ بہادر کو ایک ایک لاکھ روپیہ کا علاقہ
مہاراجہ رندھیر سنگھ صاحب اگرچہ بہت عیش پسند تھے لیکن بہادر و استبداد عالی حوصلہ
اور مستقل مزاج تھے - انہون نے ۱۸۱۶ء مین اودے مین سرکار انگریزی کی بہت مدت
کی اور سرکار موصوف سے زمینداری کا ایک بہت بڑا علاقہ اور اوّل درجہ کا خطاب سٹار آف
انڈیا کا اسکے عوض مین پایا ۱۸۳۹ء مین انگلستان کو جاتے ہوے عدن کے مقام
جگر کی بیماری سے جو شراب خوری کی کثرت سے انکو لاحق ہوگئی تھی انکا انتقال ہوا اور
اگرچہ یہ ہندو مذہب کے معتقد نہ تھے اور ایک دفعہ اِن کا عیسائی ہوجانا بھی
مشہور ہوگیا تھا مگر تو بھی انکے ولیعہد راجہ کھڑک سنگھ صاحب بہادر نے وہان سے لاکر
گوداوری کے کنارہ قصبہ ناسک مین ہندوؤن کے مذہب کے موافق انکی لاش
کو جلا دیا اور وہین انکی سمادھ بنوادی افسوس ہے کہ راجہ کھڑک سنگھ صاحب بہادر بھی
گدّی پر بیٹھتے ہی زیادہ شراب خوری کرنے لگے جسکے باعث سے خلل دماغ کے

کے دونون طرف کے رہنے والے سکھون نے متفق ہوکر کر سرہند پر حملہ کی تیاری کی مہاراج بہی مصلحتاً انکے شریک ہوگئے اور سرہند کے قریب منہیڑہ کے مقام زین خان مارا گیا اور سکھون نے لوٹ کہسوٹ کر سرہند کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کچھ سردار تو لوٹ کا مال و اسباب لیکر حسب عادت اوہر اُدہر منتشر ہوگئے اور کچھ اپنی اپنی حیثیت

مرض مین مبتلا ہوکر قریب چار سال کے زندہ رہے اور قریب اٹھائیس کی عمر مین پانچوین ستمبر ۱۸۴۵ء کو جسمین یہ کتاب لکہی جاتی ہے یکایک اُنکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا - اِنکے ولیعہد کنور جگت جیت سنگہہ صاحب بہادر قریب چار سال کے ہین اور انتظام ریاست ایک انگریز عہدہ دار کے متعلق ہے جو گورنمنٹ کیطرف سے بطور سوپرنٹنڈنٹ ریاست مقرر ہے - اِس ریاست کا قبضہ پانسو اٹہانوے میل مربع اور آبادی دو لاکہ تیرہ ہزار اور آمدنی قریب چھ لاکہ روپیہ کے ہے - یہان کے رئیس پہلے مہاراجہ کہلاتے تہے لیکن ۱۸۴۹ء مین سرکار انگریزی نے سردار ہنال سنگہہ صاحب بہادر کو راجہ کا خطاب دیا اور غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے عوض (فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت انخلیشیہ راجہ راجگان بہادر) کا خطاب عطا فرمایا مگر درجہ حکم ہوا کہ راجہ راجگان کا لفظ صرف ملک اودہ سے متعلق سمجہا جائیگا اِسلئے سے نہین اور اُس ملک مین زمینداری تہولی کے علاقہ کی زمینداری نصف جمع پر بطور استمرار اور متبنے کرنے کا رعایت ریاست کو مرحمت ہوا - ۱۲ مولف

کے موافق تھوڑا تھوڑا ملک دبا بیٹھے مگر سرہند اور اُسکے قرب وجوار کا علاقہ اور بادشاہی توپخانہ وغیرہ مہاراج کے قبضہ مین آیا اور اُنہون نے ماگھ سدی دسمی سمت ۱۸۲۱ مطابق ۱۷۶۴ء کو پٹیالہ مین پختہ قلعہ کی بنیاد رکھی اور سرہند کے محصول راہداری کی آمدنی سے اُسکا بنوانا اور شہر پٹیالہ کا آباد کرنا شروع کیا۔ چونکہ سرہند کے ساتھ سکھون کو ایک خاص دشمنی تھی اور وہ اُس راستہ پر واقع تھا جو دہلی سے کابل کو جاتا تھا اور اِس سبب سے ابتک تین دفعہ لُٹ چکا تھا وہان کے لوگ اپنا پُرانا وطن چھوڑکر پٹیالہ مین آکر بسنے لگے اور اس نئے شہر کی آبادی جلد رونق پکڑ گئی۔

زین خان کا قتل اور اس صوبہ کی بے انتظامی سنکر احمد شاہ کا پھر اس ملک مین آنا اور مہاراج کو راجگی کا خطاب دیکر اِس ملک کا حاکم مقرر کرنا اور انکی وفات

زین خان کے قتل اور سکھون کے فساد کا حال سنکر اگلے برس احمد شاہ پھر اس ملک مین آیا چھوٹے چھوٹے سکھ سردار جو زین خان کے قتل کے بعد اِس ملک کے مختلف مقامات پر قابض ہو گئے تھے شاہ کے ادھر آتے ہی اپنی اپنی جگہہ چھوڑکر کافور ہو گئے مگر مہاراج اُسکی خدمت مین حاضر ہوے

احمد شاہ بڑا دانشمند اور مآل اندیش تھا اُسنے دیکھ لیا کہ اب اگر کوئی غیر ملکی حاکم یہان مقرر کیا جائیگا اُسکا حال بھی زین خان کا سا ہوگا پس اُسنے مناسب سمجھکر سرہند کا چکلہ (ضلع) اس شرط پر مہاراج کو دیدیا کہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سال بطور مالگذاری ادا کیا کرین اور خلعت دیکر راجگی کے خطاب سے سرفراز فرماکر اپنے مُلک کو واپس چلا گیا۔ مہاراج لاہور تک اُسکے ساتھ گئے اور وہان سے واپس آکر ستر ہزار روپیہ جو ساڑھے تین لاکھ روپیہ مین سے دینا باقی رہگیا تھا ہنڈیون کے ذریعہ سے کابل بھیجدیا اور دو دن تپ سے بیمار رہکر بھادون بدی چھٹہ روز پنجشنبہ سمت ۱۸۲۳ مطابق بائیسوین اگست ۱۷۶۵ء کو ستر برس کی عمر مین اس دنیا سے سفر کر گئے مہاراج جیسے بہادر اور اولوالعزم تھے ویسے ہی عفیف النفس اور سخی بھی تھے ایکدن کا ذکر ہے کہ موضع نونگووال مین جو اتفاقاً کوٹھے پر چڑھے اور ایک بڑھئی کی نابالغ لڑکی کو جو ہمسایہ مین رہتا تھا اپنے گھر مین نہاتے دیکھ لیا آنکھین بند کرکے فوراً نیچے اُتر آئے اور اُسکے باپ کو بلاکر اس بلاقصد گناہ کی معافی چاہی اور اُس لڑکی کو اپنی لڑکی کہکر اچھے جہیز و سامان کے ساتھ بیاہ دیا۔ اسیطرح ایک دن ایک ضعیفہ برہمنی نے جو بھائی مولچند صاحب کے

پاس جو قصبہ سنام مین ایک شہور خدا پرست درویش تھے اگر یہہ بیان
کیا کہ میری لڑکی جوان ہوگئی ہے اور مجھکو اتنا مقدور نہین ہے کہ اُسکی
شادی کا سرانجام کرسکون للہ آپ مجھکو کچھہ مدد دو اور بہائی صاحب نے
لوگون کیطرف مخاطب ہوکر یہہ کہا کہ جو کوئی اس عورت کو جسقدر روپیہ دیگا
خدا اُسکو اُسیقدر گانون عطا کرے گا۔ مہاراج جسقدر روپیے گھر مین تھے
اُسکے دینیکو اُنکے پاس لیگئے اور اُنکے پوچھنے پر جب کہا کہ جسقدر تھے بغیر
گنے کے لے آیا ہون تو بہائی صاحب نے یہہ دعا دی کہ خدا تمکو گانون
بہی اُن گنے دیوے اور وہ روپیہ اُس عورت کو دیکر لڑکی اُسکے دروازہ
سے اُٹھوادی۔ مہاراج اپنے بزرگان دین کا بہت ادب کرتے تھے اور
اِس خاندان کے رئیسون مین سے پہلے پہل بابل اُنہون ہی نے لی
تھی جو سکہہ مذہب مین اصطباغ کیطرح کی ایک مقدس رسم ہے۔ مگر وہ
نہایت غیر متعصّب اور دل کے وسیع اور طبیعت کے فیاض تھے اور اپنی
رعایا کے ساتہہ خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہون یکسان سلوک کرتے
تھے چنانچہ اُنکا سپہ سالار ڈوگر[1] قوم کا لکھنا نامے ایک مسلمان شخص تھا جو دیر العہد

[1] اسلک مین ایک مشہور قوم ہے جو اکثر موضع بالتی اور دودہ بیجکر اوقات بسر کرتی ہے۔ سٹر گرفن صاحب
نے بھی لکہا ہے کہ ڈیڈ گرا قوم کا راجپوت تہا مگر یہ صحیح نہین ہے اُنکو مشارکت نام کیوجہہ سے دہوکا ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

اُسی معزز عہدہ پر ممتاز رہا۔ مہاراج کی طبیعت مین عیاشی کا مطلق اثر نہتا
اور اُنکے صرف ایک رانی صاحبہ تہین جنکے بطن سے تین صاحبزادے کنور
سردول سنگھ صاحب۔ بہومیان سنگھ صاحب اور لال سنگھ صاحب بہادر
اور ایک صاحبزادی جنکا نام بی بی پردمان تہا پیدا ہوے اور تینون
مہاراج کی زندگی مین ہی انتقال کر گئے اور انمین صرف دو صاحبزادے
صاحب اولاد ہوے ایک کنور بہومیان سنگھ صاحب بہادر مگر انکے صرف
ایک صاحبزادی بی بی راجندر صاحبہ ہوئین جو پہگواڑہ کے رئیس چوہدری
ملوک چند کو بیاہی گئین۔ دوسرے کنور سردول سنگھ صاحب بہادر انکے
دو صاحبزادے ہوئے۔ ایک راجہ راجگان مہاراج امر سنگھ صاحب بہادر
جو رانی حکمان صاحبہ کے بطن سے جو انکی بیاہتا رانی تہین اساڑہ بدی تیجی
روز دوشنبہ سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۸ء کو برلگن یعنی طالع جدی مین پیدا
ہوئے تہے[1]۔ دوسرے کنور ہمت سنگھ بہادر جو رانی ریسان صاحبہ کے پیٹ سے
تہے جنہون کنور سردول سنگھ بہادر نے اپنے چھوٹے بہائی سردار جودہ سنگھ خلف

[1] یہہ سال قت تاریخ مہاراج امر سنگھ بہادر کی ولادت کے زایچہ سے نقل کیا گیا ہے جو بڑی تلاش کے بعد
برہمن کے پاس سے ہاتھ لگا تہا اور بہت پرانا ہونیکی وجہ سے اُسکی صحت مین کسیطرح شک نہین ہو سکتا
پس مسٹر گرفن صاحب نے جو اُنکا سال پیدایش ۱۷۴۵ء لکہا ہے کسی معتبر روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے

چودھری سبھا کے انتقال کے بعد رسم ملک کے موافق چادر[1] ڈال لی تھی۔

مہاراج امر سنگھ بہادر کی نشینی اور اُسکے متعلق حالات

مہاراج آلا سنگھ صاحب بہادر کی وفات کی خبر جب یکایک بزالہ مین اُنکی زوجہ رانی فتو صاحبہ کے پاس پہنچی وہ فوراً کنور امر سنگھ صاحب بہادر کو ساتھ لیکر پٹیالہ مین آئین اور اُنکو گدی پر بٹھا دیا اور بسبب اسکے کہ یہ مہاراج کی رانی کے پیٹ سے تھے (جو علاوہ عمر کی بڑائی کے یہ وجہ

[1] برہمن چھتری اور بنیے لوگون مین عورت بیوہ کا نکاح ثانی جایز نہین سمجھا جاتا مگر اور قومون مین ہو سکتا ہے اور اسلام کی زبان مین اُسکو کریوہ یا چادر ڈال لینا کہتے ہین اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب عورت کریوہ کرنے پر رضامند ہو جاتی ہے تو نکاح اپنے اوڑھنے کی چادر اُسپر ڈال دیتا ہے اور عورت اور مرد اہل برادری یا حاکم کے روبرو اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہین اور بالکل اسی شرط کے موافق عورت مرد کی رضامندی اور چادر ڈالدینے سے عقد صحیح سمجھا جاتا ہے۔ خاندان جمعل مین اسکی بہت سی نظیرین پائی جاتی ہین مگر مہاراج نرائن سنگھ صاحب بہادر سرگباشی نے راجہ پرتھی سنگھ صاحب بہادر والی جیند اور راجہ بہرپور سنگھ صاحب بہادر والی ناہر کی اتفاق سے آپس مین انکو بسنہ ۱۹۶۰ کرکے پٹیالہ جیند اور ناہر کے خاندان کے واسطے اسکو ممنوع قرار دیا اور ایک کاغذ بطور عہدنامہ کے لکھا گیا اور اُسپر معزز معاجون نے اپنی مہرین ثبت کین۔ ۱۲۔ مولف

بہی انکی ترجیح کی کنور ہمت سنگھ بہادر سے تھی) تمام فوج کے سردارون اور ملکی افسرون نے انکو پٹیالہ کا راجہ تسلیم کیا اور نذرین پیش کین۔ یہہ بات صحیح نہین ہے جو مسٹر گرفن صاحب نے اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ کنور ہمت سنگھ بہادر مہاراج امر سنگھ بہادر سے بڑے تھے کیونکہ دو پرانے کاغذون سے جو مہاراج آلا سنگھ اور امر سنگھ بہادر نے نواب شاہ ولی خان بہادر کو لکہے تہے مہاراج امر سنگھ بہادر سے انکا چہوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کنور ہمت سنگھ اسوقت ہڈیایہ مین تھے جہان انکی والدہ رہتی تہی اور چونکہ ایسے کم ہمت تھے کہ ایسی ریاست کو بغیر ہاتہہ پیر ہلائے یونہی بڑے بہائی کے قبضہ مین جانے دیتے وہ بہی ہڈیایہ سے فوراً پٹیالہ کو آئے لیکن قابو نہ پاکر ہوڈان کو چلے گئے اور اسکے متصل دیہات موضع دڑبہہ وغیرہ پر (جو قریب دو سو کے تھے) اپنا تصرف کرلیا۔ ایک بہت پرانے کاغذ سے جو مہاراج آلا سنگھ بہادر نے اپنی وفات سے چند روز پہلے نواب شاہ ولی خان بہادر کو لکہا تہا معلوم ہوتا ہے کہ جب احمد شاہ درانی سرہند کا چکلہ مہاراج کو دیکر ولایت کو چلا گیا مہاراج نے نئی فوج بہرتی کرکے ملک کا بخوبی انتظام کرلیا اور سرہند کی

آبادی بھی کچھ ہوگئی اور بادشاہ کے پیرون کے مقبرون کی بھی جو سرہند مین تھے اور سکھون نے ڈہا دیئے تھے تعمیر اور مرمت ہوگئی لیکن اچانک ہری سنگھ جے سنگھ تارا سنگھ لکھا سنگھ جسا سنگھ آلہووالیہ اور جسا سنگھ رام گڈھیہ وغیرہ دل کے سردارون نے ستلج کے اس پار آکر بڑے زور و شور کے ساتھہ ملک مین پھر لوٹ مار شروع کی اور سرہند کی نواح مین ایک دند مچادی اسلئے مہاراج خود تو پٹیالہ مین رہے اور اپنے دونون پوتون کنور امر سنگھہ اور ہمت سنگھہ بہادر کو برنالہ اور مڈیایہ کی حفاظت کیواسطے بھیجدیا جنکی کوشش سے سکھہ اُسطرف کچھہ فساد نکرسکے اور اپنے سردارون ہمیر سنگھہ بھولا سنگھہ بہادر سنگھہ ہری سنگھہ اور بخشی لکھنا کو جابجا سکھون کی سرنشین کیواسطے متعین کیا۔ دل کا مشہور سردار ہری سنگھہ[1] بھنگی

[1] بھنگیون کی مسل (گروہ) کا بانی بھیا سنگھہ خیال کیا جاتا ہے جو قصور کا رہنے والا تھا یہہ قزاق تھا اور کوئی تین سو آدمی کی بھیڑ بھاڑ اسکے ساتھہ رہتی تھی اسکے بعد اسکا بھتیجا ہری سنگھہ اسکا جانشین ہوا چونکہ اسکو بھنگ پینے کی بڑی لت تھی اس سبب سے اسکی مسل کا نام بھنگی مشہور ہوا یہہ بڑی لیاقت کا شخص تھا اسنے لٹیرون سے سپاہیون کا کام لیا۔ سیال کوٹ بیرووال کریال وغیرہ مقامات پر قابض ہوگیا۔ چنیوٹ۔ جھنگ۔ سیال کوٹ جمون پر حملے کرکے اُنکو اپنا خراج گذار بنایا۔ ملتان پر بھی حملہ کیا مگر ناکامیاب رہا ۱۷۶۷ء مین خواجہ سعید کے کوٹ

اور جسّا سنگھ[۵۲] رام گڈھیہ کا بھتیجا بدھ سنگھ اور تارا سنگھ کا بھائی اور

۵۲ سکھونکی مثلون مین رام گڈھیون کی مسل بھی نہایت طاقت ور تھی۔ اٹھارھوین صدی کے اخیر مین تقریباً آٹھہ ہزار نبرد آزما سپاہی اسمین موجود تھے۔ اسکے سرغنون مین جسا سنگھ بڑا نامی گرامی اسکا دادا ذات کا بڑھئی تھا اور موضع سرسنگ ضلع لاہور مین رہتا تھا اور اپنے پیشہ سے اوقات بسر کرتا تھا مگر اسکا بیٹا بھگوانا یا بال لیکر سکھہ بنا اور قرب وجوار کے مقامات مین پھر کر اسنے بہت سے آدمیونکو اپنے مذہب مین ملایا۔ اسکے جسا سنگھ نامی سنگھ جسے سنگھ خوشحال سنگھ تارا سنگھ پانچ لڑکے تھے۔ انمین سے جیسنگھ کے سوا اور سب نے نام پایا اور فرقہ رام گڑھیون کے سرگروہ ہوئے[۱۲] مین جب یہہ سن بلوغ کو پہنچے تو نواب آدینہ بیگ خان کے ملازم ہوئے جو احمد شاہ دُرّانی کے بیٹے کیطرف سے صوبہ جالندھر کا حاکم تھا جب تیمور شاہ کے بلانے سے آدینہ بیگ لاہور گیا اور اُسنے مراد خان کو دوآبہ مین اُسکی جگہ مقرر کیا۔ آدینہ بیگ خان نے جو بڑا ہوشیار اور چالاک شخص تھا دُوآبیون کے مقابلہ کیواسطے سکھون کو باہر پر رکھا اور خود پہاڑون کو بھاگ گیا سکھون کی مراد خان سے لڑائی ہوئی اور اُنھون نے اُسکو مار کر دوآبہ سے نکالدیا۔ اب جسا سنگھ اور اُسکے بھائی امرت سر چلے گئے اور

پر جو لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر تھا اور جہان احمد شاہ دُرّانی کے صوبہ دار خواجہ عبید کا میگزین رہتا تھا چڑھائی کی اور بہت سا مال متاع اور گولہ بارود وغیرہ لوٹ کر لیگیا۔ ۱۷۷۴ء مین جب احمد شاہ دیا کو لوٹ گیا اور سردار جے سنگھ اور حقیقت سنگھ کنہیا اور سردار جسا سنگھ رام گڈھیہ نے قصور پر جو پٹھانون کا شہر تھا حملہ کیا اور اُسکو لوٹا کھسوٹا یہہ اُنکا شریک تھا مگر اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہی سنگھ کی سردار جے سنگھ کنہیا کے ساتھہ بگڑ گئی اور ایمن آباد کے قریب لڑائی ہوئی مگر بازی برابر رہی۔ ۱۲۔ مؤلف۔

اکثر نامی سردار انکے ہاتھہ سے مارے گئے اور وہ بھاگکر کپھہ جالندہر کیطرف

وہان پہنچتے ہی نند سنگھہ شکھانی کی فوج مین بھرتی ہوگئے - انہین دنون مین جیسنگھہ ڈانیوالے
اُس لڑائی مین جو مجیٹھہ کے قریب ہوئی تھی مارا گیا - اس زمانہ مین امرتسر مین صرف ایک گارنسن
تھا جب افغانون کو شکست ہوئی تب نند سنگھہ اور جیا سنگھہ نے اسکے کسیقدر حصہ کے گرد
بمشکل تمام ایک دیوار بنوائی اور اسکا نام رام رونی رکھا - آوزیہ بیگ نے پہاڑون سے واپس
آکر دیکھا کہ سکھونکی طاقت زور پکڑتی جاتی ہے اسلئے اُسنے مرزا عزیز بخشی کو اس لئے قلعہ کے
فتح کرنیکی غرض سے بھیجا مگر اس قلعہ کی کیا بساط تھی جیا سنگھہ اور اُسکے حامی پہلے تو خوب
لڑے اور قلعہ سے نکلکر کئی دھاوے بھی کئے مگر آخر کار مغلوب ہوے اور اسکے وقت قلعہ چھوڑکر بھاگے
چونکہ غنیم کے لشکر مین ہوکر گذرے اس سبب سے انکی طرف کے بہت سے آدمی ضایع ہوے
اور نقصان عظیم اُٹھانا پڑا - رام رونی بھی مسمار ہوگئی - اس معرکہ کے تھوڑے عرصہ بعد دینبیگ
قضائے الہی سے فوت ہوا اور جیا سنگھہ نے اپنے فرقہ کا سردار بنکر اس قلعہ کا نام جسکے بچانے
مین اسنے بڑی داد شجاعت دی تھی رام گڈھہ اور اپنی نسل کا نام رام گڈھیہ رکھا اور کنہیون
کی امداد سے دینہ نگر - بٹالہ - کلانور - سری ہرگوبندپور - کاویان - کھوجان اور بہت سے مقامات
واقع ضلع امرتسر اور گورداسپورہ جنکی آمدنی سالانہ آٹھہ دس لاکھہ روپیہ تھی اپنے قبضہ مین
کرلئے جیا سنگھہ نے جالندہر دوآبہ مین بھی اکثر دیہات فتح کئے اور اپنے بھائیون کو علحدہ علحدہ
جاگیرین دیدین - اب انکی ناعاقبت اندیشی سے انکے خاندان پر تباہی آئی - اتفاق یہہ ہوا کہ
سردار جیا سنگھہ صاحب الہوالیہ مقام اچل کو جو ہندو نکا بڑا معبد ہے جاتے تھے جب وہ گورداسپور
کے قریب پہونچے تو خوشحال سنگھہ اور مالی سنگھہ اور تارا سنگھہ نے دفعتاً اُن پر حملہ کیا اور اُنکو

چلے گئے کچھ ادھر اودھر منتشر ہو گئے اور ایک بڑا گروہ انکا مالیر اور رائکوٹ کیطرف

گرفتار کرلیا۔ اگرچہ جسا سنگھ کے دل مین یہہی چاہتا تھا کہ اس سردار کو میرے بھائی قتل کر ڈالتے تو خوب ہوتا مگر جب وہ اُسکے روبرو گئے تب اُسنے کچھ نذر نیاز لیکر رہا کر دیا۔ سردار جسا سنگھ آہلووالیہ تمام سکھون کے پیشوا مانے جاتے تھے اور اُنکے متوسل لوگ انکو سکھہ قوم کا بادشاہ کہتے ہے اب جوان نوجوان راگھڈیہون نے جبکی ابہی مسین ہی بہیگی تہین انکو اتنی بڑی کک دی اس سے انکو بڑی غیرت ہوئی اور اُنہون نے یہہ قسم کہائی کہ جبتک مین راگھڈیہون کے کل علاقہ کو اپنے قبضہ مین نہ کرلونگا اسوقت تک پگڑی کا پیچ کہولنا مجھپر حرام ہے۔ انکی امداد کے واسطے بہت سے سکھہ سردار کچھہ انکی ہمدردی کے خیال سے نہین بلکہ لوٹ کی چاٹ اونسے علاقون کے باہتہ آنیکی امید پر مکرین کس کس کر آئے اور اگرچہ رام گڈیہون اور کنہیون مین دیرسے دوستی تہی مگر جیسنگھ اور جسا سنگھ کے باہم قصور کی لوٹ کی بابت کچھہ چپقلش ہوگئی تہی اس باعث سے جیسنگھ بہی اُسکے مخالفون کا شریک ہوا۔ القصہ سردار گنڈا سنگھہ اور جیمل سنگھہ بہنگی اور سردار جیسنگھہ اور حقیقت سنگھہ کنہیا اور مہاراجہ بخیت سنگھہ بہادر کا دادا سردار چڑہت سنگھہ سوکرچکیا اور اور بہت سے سردار اکٹھے جمع ہوئے اور انہون نے جسا سنگھہ پر چارون طرف سے حملہ کیا اور لڑلڑا کر رام گڈیہون کے کل علاقہ پر قابض ہوگئے۔ ادہر تو خوشحال سنگھہ بمقام بیکووال سے سنگھہ کنہیا سے لڑکر سخت مجروح ہوا ادہر تارا سنگھہ کے ہاتھہ سے نکلا جیسنگھہ اور جسا سنگھہ اپنے دونون لڑکون کو مہاراج امر سنگھہ صاحب بہادر کے پاس استمداد کیواسطے بہیجکر خود چند سوارون کے ساتھہ تہرسہ پہنچا اور ۱۸۰۰ء مین ملک کو لوٹتا ہوا اپنی گہی پناہ تک آیا اور ایک دفعہ شہر مین جاکر جابر تہ مین لوٹ لایا۔ نواب ضابطہ خان نے اپنے علاقہ

بھاگ گیا اور چونکہ یہان کی فوج اُنکے تعاقب مین تھی وہ آگے نہ بڑھ سکے

باون محال سہارنپور کو غارتگری سے بچانیکے واسطے جسمین مظفرنگر۔ میرتھہ وغیرہ شامل تھے جسا سنگھہ کو دس ہزار روپیہ سال دینا منظور کیا۔ کہتے ہین کہ ایک روز جسا سنگھہ کے پاس ایک برہمن یہہ فریاد لیکر آیا کہ حاکم حصار اُس شخص کی دو لڑکیون کو جبراً پکڑ لیگیا ہے۔ اِسنے یہہ بات سنتے ہی حصار کیطرف کوچ کیا اور اُسکو لوٹ کر برہمن کو اُسکی لڑکیان دلادین جسا سنگھہ کو ایک دفعہ مفلسی مین دولت ملنے کا ایک قصہ مشہور ہے اور شاید سچ بھی ہو اور وہ یہہ ہے کہ مقام سرسہ مین اسکے کسی ملازم کا لوٹا کنوئین مین گر پڑا جب غوطہ خور اُسکے نکالنے کو اُترا تو کنوئین مین سے چار صندوق اُسکو ملے انمین چار لاکھہ روپیہ کی اشرفیان تھین جسا سنگھہ نے اس دولت کو غنیمت سمجھکر تمام فوج کی تنخواہ بانٹ دی اور نئی فوج بھرتی کرنی شروع کردی ۱۷۸۳ء مین جب سرسہ مین ایک قحط عظیم نمودار ہوا تب جسا سنگھہ وہان سے پنجاب کی طرف چلا آیا ابھی لودیانہ ہی مین تھا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے والد سردار مہا سنگھہ سوکر چکے تھے اور راجہ سنسار چند رئیس کانگڑہ کے ایلچی یہہ پیغام لیکر اُسکے پاس آئے کہ اگر تم جیسنگھہ کنہیا پر دھاوا کرنمین ہماری مدد کرو گے تو ہم تمہارا ساتھہ دیکر تمہارا تمام علاقہ تمکو دلا دینگے۔ جسا سنگھہ فوراً اِس بات پر راضی ہوگیا اور یہہ سب سردار ملکر بٹالہ کو روانہ ہوئے۔ انکے مقابلہ کو جے سنگھہ کنہیا گورجکھہ سنگھہ اٹھہ ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ آیا مگر شکست کھاکر مارا گیا۔ جیسنگھہ نے مجبور ہوکر رام گڈھیہ سنگھہ علاقہ جسا سنگھہ کو اور کانگڑہ کا قلعہ جو چار سال سے اُسکے قبضہ مین تھا راجہ سنسار چند کو دیدیا مگر جسا سنگھہ کی قسمت مین چین لینا لکھا ہی نہ تھا اِسی سبب سے سالہا سال تک کنہیون کے ساتھہ لڑتا رہا ۱۷۹۶ء مین اسکی کنہیون سے اخیر لڑائی بڑے زور شور کی ہوئی اسوقت رانی صاحب کنور

اور لوٹ کر انبالہ اور شاہ آباد کی طرف نکل گئے۔ پس اسوقت کنور امر سنگھ صاحب

گو بخشش سنگھ متوفی کی بیوی اس مسل کی سرگروہ تھی اسنے تمام اپنی اور اپنے خوردسال داماد نجیت سنگھ کی فوج ہمراہ لیکر جیا سنگھ کیسیانی کے قلعہ مین جو ضلع ہوشیارپور مین دریائے بیاس کے قریب ہے جا گھیرا۔ جیا سنگھ تھوڑے عرصہ تک تو قلعہ کو بچاتا رہا مگر جب خوراک وغیرہ کا سامان کم ہوگیا تب بابا صاحب سنگھ بیدی کے پاس بمقام امرتسر یہہ پیغام بھیجا کہ آپ اسمیں ہوکر میرے اور مخالفون کے باہم صلح کرادین۔ جب یہہ پیغام لیکر قاصد امرت سر پہنچا اسوقت وہان نجیت سنگھ کی طرف سے جو وہ سنگھ پوریا باد یہ اور دل سنگھ گل بیدی صاحب کی خدمت مین آئے ہوئے تھے بیدی صاحب نے سدا کنور اور نجیت سنگھ کو کہلا بھیجا کہ کیسیانی کا محاصرہ اٹھا لو مگر سدا کنور ایسی حالت مین کہ دشمن گھرا ہوا تھا اپنے شوہر کے قتل کا انتقام لئے بغیر واپس آنا نہین چاہتی تھی اس سبب سے اسنے بیدی صاحب کے ارشاد پر کچھ توجہ نہ کی جیا سنگھ نے مکرر بیدی صاحب کی خدمت مین اپنا آدمی بھیجا انہون نے جواب دیا کہ وہ میرا کہنا نہین مانتی۔ خدا تمہاری مدد کریگا جبھی یہہ ایلچی واپس آیا اتفاقاً اُسی شب دریائے ستلج ایسی طغیانی پر آیا کہ کنہیون کے لشکر کے بہت سے آدمی اور گھوڑے اور اونٹ بہا کر لیگیا اور سدا کنور اور نجیت سنگھ بمشکل بھاگ کر گوجرانوالہ پہنچے جیا سنگھ ۱۸۰۰ مین مرگیا اور اُسکا بڑا لڑکا جودھ سنگھ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ شخص کچھ صاحب لیاقت نتھا اس سبب سے اسکے چچیرے بھائی دیوان سنگھ نے اِسکا بہت سا علاقہ دبالیا اور نجیت سنگھ کے دل مین بھی یہہ خیال پیدا ہوا کہ بنے تو اس موقع پر راگڈ ہیون کے علاقہ پر قابض ہوجائے چنانچہ اسنے یہہ چال چلی کہ سدا کنور سے ظاہر مین بڑا اختلاط اور ارتباط پیدا کیا اور امرتسر مین بمقام دربار صاحب ایک عہدنامہ اس مضمون کا لکھا کہ مین رام گڈ ہیون کے خاندان سے ہمیشہ دوستی رکھونگا اور اس کا غذ پر اپنے

بہادر اور کنور ہمت سنگھ کے برنالہ اور پٹیالہ مین ہونے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے
مہاراج امر سنگھ بہادر جب مسند نشین ہوئے ملک کی جو کچھ حالت تھی وہ ہم
ابھی لکھ چکے ہین پس اُنہون نے مسند پر بیٹھتے ہی اوّل سکھون کے دل کی

ماتھہ سے زعفران کا چھاپہ لگایا جو قسم کے موکد کرنیکا اس ملک مین ایک طریق ہے اور جودہ سنگھ کو اپنی
دوستی کا یقین دلانیکی خاطر جریدہ رام گڈھ کے قلعہ مین گیا اور وہان جاکر یہہ حکم دیا کہ قلعہ کو بندگڑہ
ہی اسی قطع کا تعمیر ہو۔ رنجیت سنگھ کو قسم کا توڑ دینا خواہ وہ کیسی ہی سخت کیون نہو کچھہ بات نتھا
مگر جودہ سنگھ کا ایسا تابع فرمان اور حاضر باش خدمت رہا کہ رنجیت سنگھ اُسکے علاقہ پر ماتھہ ڈالنے
کے واسطے کوئی حیلہ نہ اُٹھا سکا جودہ سنگھ قصور کی اخیر لڑائی مین جو ۱۸۰۲ء مین قطب الدین خان
کے ساتھہ ہوئی تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہمرکاب تھا ۱۸۱۶ء مین جودہ سنگھ کی آنکھہ بند ہوتے
ہی اس خاندان مین آپا دھاپی پڑ گئی۔ دیوان سنگھہ پیر سنگھہ اور جودہ سنگھہ کی بی بی
یہہ سب اسکے علاقہ پر اپنے اپنے دعوے پیش کرنے لگے۔ رنجیت سنگھ نے یہہ خبر سنکر پیر سنگھہ اور دیوان سنگھہ
اور مہتاب سنگھہ ان تینون کو اپنے پاس دنون مین بُلایا اور یہہ وعدہ کیا کہ مین خالصہ بنکر تمہارے تنازع
کا فیصلہ کرا دونگا۔ جب یہہ تینون سردار وان پہنچے تو رنجیت سنگھ اپنے نہایت خوش خلقی سے پیش
آیا مگر تھوڑی دیر بعد کسی بہانہ سے ملاقات کے خیمہ سے جو چارون طرف فوج سے گھرا ہوا
تھا باہر چلا گیا اور یہہ وہین کے وہین قید ہو گئے۔ ان سردارون کو قید کرکے رنجیت سنگھ نے
امرتسر کی طرف کوچ کرکے رام گڈھ کا قلعہ لڑکر فتح کیا اور وہان سے شمال کیجانب روانہ ہوکر راگم ریسون
کے تمام علاقون پر قابض ہو گیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین اُسکے تمام قطعے جو تعداد مین سو سے زیادہ
تھے اپنے زیر حکم کرلئے۔ غرضکہ اُس عہدہ کا جبہ پر زعفران کا چھاپا تیلی سی لگایا تھا یہہ انجام ہوا۔ ۱۲ مولف

روک تہام شروع کی اور اپنے سرداروں کو ملک کی حفاظت کیواسطے جابجا
مامور کیا- اور چونکہ وہ بہت بلند نظر تھے اور اُسقدر ملک پر جو اُنکو وراثت مین
ملا تہا قناعت کرنا نہین چاہتے تھے اپنی مسند نشینی کے دوسرے سال قصبہ
پایل پر چڑہ گئے اور کوٹلہ مالیر کے پٹہانون سے جو احمد شاہ کو برنالہ پر حملہ کرنے
کی ترغیب دینے مین شریک تھے لڑکر اُسے چہین لیا اور سردار جسّا سنگہہ صاحب
آہلو والیہ کی وساطت سے جو مہاراج آلا سنگہہ بہادر کے دوست اور دل کے
سردارون مین بڑے نامی اور بڑے مقتدر شخص تھے دل کے سردارونکو
اپنا دوست اور خیر خواہ بنالیا اور اُنکے اتفاق سے قصبہ ایسڑو کو کوٹلہ مالیر کے
پٹہانون سے چہین لیا اور اُسکی آمدنی مین سے چہارم سردار جسّا سنگہہ صاحب
کی مقرر کردی اور اِس تدبیر سے وہ تمام لوگ دوست اور مطیع ہوگئے اور
مہاراج اُنکو رخصت کرکے پٹیالہ کو چلے آئے- تہوڑے عرصہ کے بعد دل پہر
اسطرف آیا اور سردار جسّا سنگہہ صاحب بہادر اور بگھیل سنگہہ[1] مہاراج کی ملاقات
کو پٹیالہ مین آئے اور اتفاقاً مہاراج پٹیالہ کے قلعہ سے کہین باہر تشریف لیگئے

[1] یہ شخص کروڑا سنگہیون کی مسل مین سے تہا جو انکے بتہہ کے بانی کروڑا سنگہہ کے نام سے مشہور
ہوئی- زین خان کے مارے جانیکے بعد شمال پنے اور ہمجنسون کے اسنے بہی ایک چہوٹی سی

تھے اور یہہ دونو رانی فتو صاحبہ سے بیٹھے باتین کرتے رہے بگھیل سنگھ جو فریبی اور بدنیت شخص تھا اُسکو یہہ خیال ہوا کہ پٹیالہ پر اپنا تصرف کر لینے کے لیئے یہہ اچھا موقع ہے مگر سردار جسّا سنگھ صاحب نے مہاراج کی دوستی کی وجہہ سے اس سے انکار کیا اور فوراً قلعہ سے باہر چلے گئے۔ مہاراج کو جب اس حال کی خبر ہوئی وہ بہت خوش ہوئے اور تمام وکمال السیر وکا پرگنہ سردار صاحب ہی کو دیدیا اور بگھیل سنگھ نے نادم ہوکر معذرت کی۔

احمد شاہ کا اخیر حملہ ہندوستان پر اور مہاراج کو راجہ راجگان کا خطاب دینا

۱۷۶۴ء کے شروع مین جب احمد شاہ پھر اس مُلک مین آیا اور مہاراج بمقام کڑہ بوانہ (جو اومیلا ندی کے کنارہ انبالہ سے چوبیس میل جنوب مغرب کیطرف ہے) اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے تو شاہ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نقارہ اور نشان وغیرہ جو سرداری اور راجائی کی علامتین

ریاست قایم کرلی تھی۔ اسکا دارالحکومت (چھلونڈی) تھا جو کرنال سے قریب بیس میل جگادھری کی طرف واقع ہے۔ اسکے انتقال کے بعد اُسکی دو عورتین رام کنور اور راج کور کئی سال تک چھلونڈی پر قابض رہین اور چونکہ اسکا کوئی وارث نہ تھا اُنکی وفات کے بعد اُسکا علاقہ ستمبر ۱۸۱۴ء مین سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا۔ مولف

ہین اور راجہ راجگان بہادر کا خطاب جو اپنے معنون کے لحاظ سے مہاراجہ کے خطاب سے بہت بڑا ہے عطا فرمایا اور سکّہ جاری کرنے کی اجازت دی جسمین ایک طرف یہہ عبارت تہی ؎ محکم شد از قادر یچون باحمد بادشاہ سکّہ زن بر سیم وزر از اوج ماہی تا بماہ - اور دوسری طرف (سنہ جلوس یمنت مانوس ضرب شہر ہند) کندہ تہا - مہاراج نے اِس خوشی مین ازراہ رحمدلی و حب الوطنی بہت سا روپیہ جو علی اختلاف الاقوال ایک لاکہہ روپیہ سے کسیطرح کم نہتا بادشاہ کو نذرانہ دیکر اُن قیدیون کو چھوڑا دیا جو اُسکی فوج نے سہارنپور وغیرہ کے نواح سے گرفتار کر لئے تہے اور اِس سبب سے زمانہ مین بندی چہوڑ راجہ کے معزز لقب سے مشہور ہو گئے -

مہاراج کا دوسرا حملہ کوٹلہ مالیر کے پٹہانون پر

احمد شاہ کے ہندوستان سے جاتے ہی مہاراج نے قرب وجوار کے رئیسون پر پہر حملے کرنے شروع کر دیئے - پہلا حملہ کوٹلہ مالیر کے پٹہانون پر ہوا اور موضع ٹبہ اُنسے چہین لیا اور عطاء اللہ خان نے جو جمال خان کی اولاد مین اُسوقت رئیس تہا عہدہ برائی مشکل دیکہکر صلح کی درخواست کی اور اقرار کیا کہ ہم خدمتگذاری اور اطاعت مین کبہی پہلوتہی نکرینگے اور لڑائی کے موقع

مین اپنی فوج کے ساتھہ حاضر ہوجایا کرینگے۔ مہاراج نے یہہ شرط منظور کرلی اور اُنکے علاقہ سے پھر کبھی تعرض نہین کیا۔

منی مزرعہ کے رئیس غریب داس پر فوج کشی اور راجہ کیرت سنگھ کاشی بہادر رئیس سرمور کا مہاراج کی ملاقات کو آنا

اِسکے بعد غریب داس[۵۱] رئیس منی مزرعہ سے لڑائی ہوئی جسنے اُس مدعی کے زمانہ مین جو مہاراج آلا سنگھہ بہادر کی وفات کے بعد چند روز رہی تھی بسبب بیمار ہوکر چلے آنے وہان کے تہانہ دار کے پنجور پر مع اُسکے تمام پرگنہ کے قبضہ کرلیا تہا۔ ملک لکھنا بخشی نے ایک ہزار سوار کے ساتھہ اُسپر حملہ

---

۵۱ غریب داس ریاست منی مزرعہ کا بانی تہا۔ زین خان کے قتل اور سلطنت دہلی کے زوال کے بعد یہہ اُن چوراسی دیہات کو جو اُسکے باپ گنگا رام پرگنہ دار شاہی کے تحت مین تھے دبا بیٹھا ۱۷۰۶ء مین جب یہہ مرگیا اسکے بیٹے گوپال سنگھہ اور پرکاش چند ریاست کے مالک ہوئے۔ گوپال سنگھہ نے اوّل ۱۷۱۸ء مین اور بعد ۱۷۱۴ء مین گوکہلون کی لڑائی مین سرکار انگریزی کی بہت خدمتین کی تہین اسواسطے سرکار موصوف سے اُسکو راجہ کا لقب دیا گیا ۱۸۱۶ء مین اسکا انتقال ہوا اور ہمیر سنگھہ اُسکا جانشین ہوا جب چند سال کے بعد وہ بہی مرگیا اوسکا بیٹا گوردہن سنگھہ مالک ریاست ہوا اور اسکے مرنیکے بعد ۱۸۴۲ء مین گوبند سنگھہ گدی پر بیٹہا ۱۸۶۶ء مین جب وہ لاولد مرگیا اُسکا چچیرا بہائی راجہ بہگوان سنگھہ جو گوردہن سنگھہ کے چہوٹے

کیا اور ڈیڑھ مہینے تک اُسکو متواتر شکستین دیکر نجور پر پھر اپنا قبضہ کرلیا اور اُسکی پاداش مین اُسکے علاقہ کو نہایت تاخت وتاراج کیا۔ اِس لڑائی مین غریب داس کا باپ گنگارام مارا گیا اِسوقت سرمور کے قدیمی رئیس راجہ کیرت پرکاش صاحب جنکی غریب داس سے ہمیشہ لڑائی رہتی تھی اپنے ملک سے مہاراج کی ملاقات کیواسطے آئے اور قصبہ بنوڑ مین ملاقات ہوکر رسم ملک کے موافق باہم پگڑی بدلی گئی جس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ گویا پگڑی بدلنے والون کی عزت ایک ہے اور ایک دوسرے پر اُسکی حفاظت لازم ہے اور مہاراج نے نجور کا پرگنہ انکو بخشدیا اور چیت سنگھ اور حکومت سنگھ اپنے دو سردارون کو اُنکی امداد کیواسطے مقرر کرکے حکم دیا کہ اہرپور کو سردار کلیہ[۵] سے چھڑاکر راجہ صاحب کا قبضہ کرادین۔

---

[۵] خاندان کلیسہ کا بانی ایک شخص گوبخش سنگھ نامی موضع کلسی کا رہنے والا تہا جو لاہور کے علاقہ مین
* بہائی امر سنگھ کا بیٹا تہا جکو سرکار انگریزی ملک ریاست ہوا ۱۸۰۹ء مین اُسکے لاولد رہنیسے خاندان
سنی مزرعہ کا خاتمہ ہوگیا اور شش تہ دیہات اُسکی جاگیر کے ضبط سرکار انگریزی ہوگئے جو دامن
کوہ مین اُس مقام کے قریب تہے جہان دریائے گہگر جو ایک برساتی دریا ہے پہاڑون سے
جدا ہوتا ہے یہہ ریس قوم کا جاٹ تہا اور خاندان نابہ اور پٹیالہ سے اسکا رشتہ تہا اور
راجہ کرپال سنگھ صاحب سے لیکر اب تک اِنکو راجا لکہا جاتا تہا۔ ۱۲ مولف

کنور ہمّت سنگھہ بہادر پر فوج کشی

جب اِن بیرونی جھگڑون سے فراغت ہوگئی کنور ہمت سنگھہ کی تنبیہ کے

ایک کانون ہے۔ یہہ کچھہ یادہ ذی قدرت شخص نتھا مگر اسکا بیٹا جودہ سنگھہ جو ۱۷۵۱ء مین پیدا ہوا تھا ایک نامور سردار ہوا اور شجاعت اور بہادری مین مشہور تھا ۱۸۰۰ء مین جب مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر والی لاہور نے راجہ ناہن کے قلعہ نراین گڑھہ پر جو ضلع انبالہ مین بالفعل ایک تحصیلدار کے رہنے کا مقام ہے حملہ کیا یہہ اُسکی طرف سے خوب لڑا تھا اور اسی سبب سے جب ۱۸۰۹ء مین سرکار انگریزی نے این روے تنبل کے رئیسون کی حفاظت کا اعلان کیا اور رئیسون کیطرح اسکے پاس اشتہار کی نقل نہین بھیجی گئی تھی کیونکہ اسکا میلان کونسل انگریزی کی نسبت مشتبہ تھا اور یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اگر وہ حفاظت انگریزی کی پروا کرے اور رنجیت سنگھہ کے ساتھہ ملا رہے تو وہ دشمن قرار دیا جائیگا اور اُسکا علاقہ ضبط ہوگا مگر بعد جب اُسنے درخواست کی اُسکو بھی وعدہ حفاظت دیا گیا ۱۸۱۰ء مین جب اسنے بمقابلہ پٹیالہ قصبہ کی ریاست اسکے دونون بیٹون سردار سوبھا سنگھہ اور ہری سنگھہ مین برابر تقسیم ہوئی ہری سنگھہ کی شادی ۱۸۰۸ء مین مہاراج کرم سنگھہ صاحب بہادر کی ہمشیر بی بی کرم کور سے ہوئی تھی مگر یہہ شاخ سردار امراؤ سنگھہ کے مرنے سے ختم ہوگئی جو سردار دیوا سنگھہ کے بیٹے اور سردار ہری سنگھہ کے پوتے تھے اور اُنکا علاقہ بھی سردار سوبھا سنگھہ صاحب کو ملگیا جو مہاراجہ شمشیر سنگھہ صاحب مرحوم کے سالے تھے۔ سردار بشن سنگھہ کے والد کا نام سردار کہنا سنگھہ تھا جو اوایل ۱۸۵۵ء مین اپنے باپ کے جانشین ہوئے تھے اور شروع ۱۸۶۹ء مین قضا کر گئے۔ سردار صاحب کے رہنے کی دو جگہہ ہین ایک قصبہ جیجہہ ولی جو انبالہ سے شمال مشرق کیطرف قریب پینتیس ۳۵ میل کے

واسطے سپاہ مامور ہوئی جسنے جاکر قلعہ ڈھوڈان (جسمین کنور صاحب رہتے تھے) اور اُنکے تمام مقبوضہ علاقہ پر اپنا قبضہ کرلیا مگر رانی فتو صاحبہ نے ڈھوڈان اور چند اور گانون کنور صاحب کو مہاراج سے پھروا دیئے اور دونون بھائیون کی صلح کرادی کیونکہ ایسے وقت مین اس خانگی لڑائی کو طول دینا خلاف مصلحت تھا۔

سردار جودہ کوٹ کپورہ والہ پر فوج کشی

پٹیالہ سے نو میل مغرب کیطرف قلعہ کوٹ کپورہ[۱۵] بیراڑ قوم کے ایک سردار

[۱۵] خاندان کوٹ کپورہ بھی قوم کا بیراجات ہی۔ اس خاندان کا بانی ایک شخص بہلن نامی تھا جو شہنشاہ اکبر کے وقت مین اسنے قوم بیراڑ کی چودھرات کی سند حاصل کی۔ اسکے بیٹے کپورا نے کوٹ کپورہ کو آباد کیا ۱۱۰۰ھ مین اُسکے مرنیکے بعد اُسکا بیٹا سکھیا اُسکا جانشین ہوا۔ جب یہ مرگیا جودہ جسکا ذکر ہم ابھی کرچکے ہین بڑا ہونیکے سبب سے کوٹ کپورہ کا مالک ہوا۔ خاندان راجگان فرید کوٹ اسکے چھوٹے بھائی ہمیر سنگھ کی اولاد مین سے ہے ۱۱۷۶ھ کی لڑائی سے پہلے یہ خاندان کچھ ماموزہ تھا مگر مذکورہ بالا لڑائی مین سردار بہاڑ سنگھ نے سرکار انگریزی کی خدمت کی اور راجائی کا خطاب پایا اور کوٹ کپورہ کا علاقہ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر نے ۱۸۰۹ء مین چھین کر اپنے قبضہ مین

ہے۔ دوسرا ایسی جو انبالہ سے اٹھارہ میل شمال کی جانب ہے۔ اس ریاست کا رقبہ ایکسو پچیس ۱۲۵ میل مربع اور آبادی باسٹھ ہزار اور آمدنی مع جاگیر و مضافہ قریب ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کے ہے اور سوا قصاص کے اپنی رعایا کے سب طرح کے دیوانی فوجداری جھگڑون کے فیصلہ کا اختیار ہے۔ ۱۲ مولف

جودہ نامی کی ملکیت سے تہا جسکو اُسکے دادا کپور نے جسنے ۱۷۱۲ء مین وفات پائی تہی بنوایا تہا۔ اِن دنون مین کہین سے جودہ کے پاس جو ایک گہوڑا اور گہوڑی آئے خدا جانے سچ کہ جہوٹ مہاراج کو کسی نے یہہ کہدیا کہ اُسنے گستاخی سے اُنکا نام آپکے دادا اور دادی صاحبہ کے نام پر رکہا ہے مہاراج یہہ سُنکر بہت ناراض ہوئے اور اُس گہوڑے اور گہوڑی کے جہین لانے اور جودہ کو سزا دینے کیواسطے سردار جہنڈو سنگہہ کو مامور فرمایا۔ جب یہہ وہان پہنچے جودہ مختصر لوگون کے ساتہہ شکار کہیلتا پہرتا تہا اُنہون نے اُسکو وہان گہیر کر مارڈالا مگر مرتے مرتے اُسنے بہی بہتون کو تیرون سے ہلاک کیا اور اُسکا بڑا بیٹا جیت سنگہہ بہی سخت زخمی ہوا جو تین دن کے بعد وہ بہی مرگیا اور اُسکا سنگہہ اُسکا چہوٹا بیٹا بہاگ کر کوٹ کپورہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا اور فوج پٹیالہ کو واپس چلی آئی مہاراج نے جب اُسکے مرنیکی خبر سُنی بہت افسوس کیا کیونکہ وہ اُسکو برادری

کرلیا تہا اُنکو دیگر راجہ ہیڈ سنگہہ کے بعد راجہ ویر سنگہہ صاحب فرید کوٹ کے راجہ ہوئے ۱۸۰۸ء کے شروع مین جب اُنہون نے قضا کی اُنکے وقت سے اُنکے ولیعہد راجہ بکرم سنگہہ صاحب بہادر فرید کوٹ کے راجہ ہین یہہ راجہ صاحب کچہہ انگریزی اور فارسی بہی جانتے ہین اس ریاست کا رقبہ چہیہتر مربع میل مربع اور آبادی قریب پچاس ہزار آدمی کے ہے گیارہ توپ کی سلامی سرکار انگریزی سے مقرر ہے اور بتنے کرنے کا بہی اختیار ہے ۱۲ مولف

کی وجہہ سے قتل کرانا نہین چاہتے تھے۔

مہاراج کا حملہ بہٹیانہ پر

اسکے بعد مہاراج نے بہٹیون پر چڑہائی کی اور آہرہا اور سنگہا جو دو بڑے گانون تھے فتح کرلیے بہٹی یہہ دیکہکر فتح آباد مین جمع ہوے اور دس بارہ ہزار آدمی نے رات کیوقت چہاپا مارا اور تمام لشکر مین کہلبلی ڈالدی اور بہت سے آدمی اسطرف کے ضایع ہوے مگر آخر کو انکو شکست ہوئی اور مہاراج انکا ملک فتح کرتے ہوے روڑی کے مقام سے جو سرسہ کے قریب ایک چہوٹا سا قصبہ ہے کنور ہمت سنگہہ بہادر اور چودہری ہمیر سنگہہ صاحب نابہہ والہ کو وہان چہوڑکر پٹیالہ کو واپس چلے آئے

بٹھنڈہ کا محاصرہ اور آخر کار اُسکی فتح

اِسوقت بٹھنڈہ کا قلعہ ایک شخص سُکہ چین سنگہہ نامی کے قبضہ مین تہا جو سابو گوت کا جاٹ تہا اُسنے ایک عورت گوری نام کا سر کسی وجہہ سے تلوار سے کٹوا دیا تہا جب مہاراج روڑی مین تہے اُس عورت کے رشتہ دار گوجر سنگہہ اور جیت سنگہہ نے آکر مہاراج کے پاس فریاد کی اور عرض کیا کہ اگر آپ ہماری مدد کرین تو ہم اُس سے انتقام

لیلین مہاراج تو ایسے موقع کی تلاش مین ہی رہتے تھے پس فوراً بھٹنڈہ
کے فتح کرنے کو فوج بھیجدی اور چند روز بعد آپ بھی وہان تشریف لیگئے
اور شہر کو فتح کرلیا مگر سکھ چین سنگھ قلعہ مین بیٹھکر لڑنے لگا مگر اسوجہہ سے کہ اُس
زمانہ کی حالت اور تدبیر جنگ کے لحاظ سے اس عظیم الشان اور مضبوط
قلعہ کا فتح کرلینا آسان نہ تہا مصلحت سمجھکر مہاراج نے اوّل اُس کچی گڑہی
پر قبضہ کیا جو قلعہ کے متصل امر سنگھہ بابو کا کے نام سے مشہور تہی اور اُسکی
دیوارین بخیتہ بنواکر ایک ہزار سپاہی اُسمین چھوڑ دیئے اور ایک بہاری
فوج زیر حکم سردار سکھہ داس سنگھہ کالیکا اور ہزاری بخت سنگھہ کے جو پوربا
رہنے والا راجپوت تہا قلعہ کی فتح کے واسطے مامور کرکے پٹیالہ کو واپس
چلے آئے اور اگرچہ پٹیالہ سے تھوڑی بہت فوج برابر کمک کیواسطے جاتی
رہی اور ایک برس تک روزمرّہ لڑائیان ہوتی رہین مگر قلعہ فتح نہوا
اسلئے مہاراج دوبارہ وہان تشریف لیگئے اور بڑی شدّت اور سختی محاصرہ
مین کی گئی جس سے تنگ آکر قلعہ والون نے جی چھوڑ دیا اور سکھہ چین سنگھہ نے
یہہ پیغام بھیجا کہ اگر آپ پٹیالہ کو کوچ کرجائین تو آپکے جانیکے بعد مین قلعہ کو
فوراً خالی کردونگا۔ مہاراج کو چونکہ یہہ بات پسند تھی کہ زیادہ خونریزی ہو اُسکی

قلعہ کے داخلہ مین باقی تھے کہ پنڈتون نے ایک اور وقت وقت مجوّزہ سابق سے بہتر اس مقصد کیواسطے بیان کیا اور چونکہ اُسمین کچھ عرصہ تھا یہہ صلاح ٹھہری کہ اُس وقت تک بھٹیون کے مُلک کے تاخت وتاراج کرنیمین ایّام گذاری کیجاوے اب ادہر تو یہہ ہو رہا تھا اودہر یارلوگون نے یہہ شوشہ چھوڑا کہ کچھ کہہ سُنکر مہاراج کا مزاج سردار سُکھدیو سنگھ کیطرف سے برگشتہ کردیا اور وہ ناراض ہوکر اور یہہ کہکر کہ بھٹیون کی لڑائی کیواسطے فوج جمع کرنے جاتا ہون باصرار رخصت لیکر پٹیالہ کو چلا آیا اور رانی فتو صاحبہ کو جو پہلے ہی سے ناراض تھین بہسلا کر اپنے ساتھہ شریک کرلیا اور کنور ہمّت سنگھہ کو ڈھوڈان سے لاکر ۱۲۱۸ ہجری مطابق ۱۸۰۳ عیسوی مین پٹیالہ پر قابض کردیا اُسوقت مہاراج مُونک کیطرف جانے اور بھٹیون پر حملہ کرنیکے ارادہ سے سُنّام مین پہونچگئے تھے کہ یکایک یہہ خبر معلوم ہوئی اور وہ مُونک کی طرف جانا موقوف کرکے ساناما مین آئے اور قبل اسکے کہ کنور صاحب کو دم لینے اور لڑائی کیواسطے سامان کافی جمع کرنے دین پٹیالہ پر چڑھہ آئے اور شہر کی دیوار کے نیچے لڑائی ہونے لگی لیکن اب اسکا فتح کرلینا آسان نہ تھا نا چار موضع لہل مین آئے (جو پٹیالہ سے شمال مغرب کی طرف ایک میل کے قریب ہے) راجہ کیرت پرکاش صاحب

والی ناہن اسوقت جوالا مکھی کے جانیکے ارادہ سے زاین گڈھ مین پہنچے
تھے جب اُنہون نے یہہ خبر سنی جوالا مکھی کا جانا ملتوی کرکے جیت اور جوڑ کے
راستہ سے بن بلائے پٹیالہ کو چلے آئے اور وہان کے قلعہ دارون کو بہی جو
باغی ہو گئے تھے سمجہا کر ساتہہ لیتے آئے۔ راجہ صاحب کے
آنیکے بعد ایکطرف سے مہاراج نے اور دوسری طرف سے اُنہون
نے شہر پر حملہ کیا اور فوج شہر پناہ کو توڑ کر اندر گہس گئی اور ایک سخت
لڑائی ہوئی اور شہر کو فوج نے لوٹ لیا۔ اب شہر پر انکا قبضہ اور قلعہ پر نور
ہمت سنگہہ کا قبضہ تہا۔ ہر روز لڑائی ہوتی تہی۔ طرفین سے تیر گولی چلتی تہی
اس عرصہ مین راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر والی جیند اور چودہری ہمیر سنگہہ صاحب
رئیس ناہر بہی مہاراج کی مدد کیواسطے آگئے اور بہائی ویسو سنگہہ صاحب والی کنہیل
اپنے بہائی تخت سنگہہ اور سکہا سنگہہ کو ساتہہ لیکر اپنے ایک گانون مین پٹیالہ
سے تین کوس پر آن اوترے لیکن سمجہانے بجہانے کے سوا طرفین مین سے
کسی طرف شریک نہین ہوئے۔ دو ہزار منجمیل سکہہ انبالہ اور شاہ آباد سے
کنور صاحب کی حمایت کو چلے آئے اور پٹیالہ کے گرد نواح مین لوٹ مار شروع
کردی۔ مہاراج نے بہائی بدہا سنگہہ اور بخشی لکہنا اور نانون سنگہہ کو اُنکے مقابلہ

کیواسطے امور کیا لیکن سامنا ہوتے ہی انکو شکست ہوئی سبب یہہ ہوا کہ
دانون کے کہیت مین انکے گھوڑے گڑ گئے اور بہائی بڈھا سنگھہ پکڑا گیا جو آخر کا
بہائی ویسو سنگھہ کی سفارش سے دشمنون نے اُسکو چھوڑ دیا اس سبب سے
مہاراج نے خود اُنپر حملہ کا ارادہ کیا یہہ دیکھکر وہ طرح دیگئے اور فریب کے ساتھہ صلح
بہنکہر کی گڑہی کو جو پٹیالہ سے سات میل مشرق کیطرف ایک بڑا گانون ہے
فتح کرلیا۔ مہاراج نے بہائی ویسو سنگھہ کو جنکی طرف سے شبہہ تہا کہ وہ کنور صاحب
سے سازش رکھتے ہین رخصت کردیا اور بہیکن خان کے بیٹے وزیر خان صاحب
کوٹلہ والہ اور راجہ کیرت پرکاش صاحب کو سکہون سے لڑنیکے واسطے بہیجا
اور ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اگرچہ راجہ کیرت پرکاش صاحب نے بہی اس معرکہ
مین بہت کوشش کی مگر وزیر خان صاحب نے بڑی بہادری دکہلائی اور
آخر اس بات پر صلح ٹہہر گئی کہ جتنا روپیہ کنور صاحب نے دینا کرکے اُنکو اپنی
حمایت کیواسطے بلایا تہا وہ اُنکو دیکر رخصت کیا جاوے۔ مہاراج نے زر مقرر
سکہون کو دیدیا اور وزیر خان صاحب کو کسیقدر فوج ساتہہ دیکر اس غرض
سے اُنکے ہمراہ بہیجدیا کہ وہ سرحد تک مُلک مین کچہہ فساد نکرنے پائین اور
خود پٹیالہ کو لوٹ آئے۔ اب عمر خان رئیس کوٹلہ اور رائے احمد صاحب رئیس

کوٹ وجگرانون بھی چار پانچ ہزار سوار و پیادہ کی بھیڑ بھاڑ سے مہاراج کی مدد کو آگئے تھے اور یہہ سب فوجین ملکر ایک ٹڈی دل جمع ہوگیا تہا۔ رائے احمد صاحب نے جو کنور صاحب کے پکڑی بدل یار تھے اُنکو اور سردار سکھدیو سنگھ کو سمجھا بجھا کر اپنے ڈیرہ مین بُلالیا اور مہاراج سرسواری عمر خان اور رائے صاحب کے خیمہ مین چلے آئے اور اُنسے ملکر اور اُن دونون کو ساتھہ لیکر راجہ کیرت کنور صاحب سے ملاقات کرائی اور اگلے روز رائے صاحب کی سفارش سے سکھدیو سنگھ کا قصور معاف کردیا اور کنور صاحب کو بھی اُنھون نے مہاراج سے ملادیا اور ایک مہینہ دو روز کے بعد یہہ فساد جسکے سبب سے تمام مُلک مین ایک آفت بپا ہوگئی تہی موقوف ہوگیا۔ مہاراج نے علاوہ جان بخشی کے اس خیال سے کنور صاحب آیندہ فساد نکرین پرگنہ وڑہیہ کے پچیس گانون اور سامانہ کا قلعہ اُنکی جاگیر مین اور دیدیئے کنور صاحب کے دلمین یہہ خیال سمایا ہوا تہا کہ گو ہم راجائی کے لقب سے محروم رہے تاہم ایک باپ کے دو بیٹون مین ترکہ کا برابر تقسیم ہونا تو رواج عام ہی ہے پس جسقدر علاقہ اُنکے دادا صاحب نے اپنی قوت بازو سے پیدا کیا ہے اُسکے نصف حصّہ کے حقدار ہین کنور صاحب کے اِن خیالات سے یہہ اُمید ہرگز نہین ہوسکتی تہی کہ وہ کبھی راہ راست پر آئینگے مگر

ریاست کی کچھہ قسمت اچھی تھی کہ پٹیالہ پر حملہ کرنیکے دو برس بعد انکا پیمانۂ عمر شراب خوری کی کثرت سے لبریز ہوگیا اور چونکہ اُنکے کوئی لڑکا نہتا اُنکی جاگیر خالصہ ہوگئی اور اُنکی زوجہ رانی دیسو صاحبہ کو مطابق رواج قوم کے مہاراج نے اپنی زوجیت مین لیلیا۔

راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر رئیس جیند کی امداد بمقابلہ شمرو صاحب فرانسیسی کے اور اُسکی شکست

اس سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد پانچہزار سپاہ کے ساتھہ سردار سکھدیو سنگھہ کو راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر رئیس جیند کی امداد کیواسطے بھیجا گیا جسنے شمرو صاحب[1]

[1] اسکا صحیح نام سومبر ڈالیس تھا جو نواب بیرقاسم علیخان عالیجاہ ناظم بنگالہ کا سرکار انگریزی سے بگاڑ ہوا یہ اُسکا نوکر تھا مگر یہ بڑا وفا شخص تھا۔ جب عالیجاہ سپاہ انگریزی سے شکست کھاکر شجاع الدولہ کے پاس آیا تب اُسنے اُسکے اشارہ سے عالیجاہ کا خیمہ گہیر کر اپنی تنخواہ وصول کی اور جب اُسنے حکم دیا کہ زیادہ فوج کے رکھنے کی گنجایش نہین صرف دو پلٹنین رکھہ لو اور توپین اور بندوقین حوالہ کردو یہ بگڑکر شجاع الدولہ کے پاس چلا آیا اور عالیجاہ کو گیا ہوا توپخانہ ۱۱۷۳ھ ہجری کو گرفتار کرادیا۔ چندے شجاع الدولہ کے پاس رہا اور جب سرکار انگریزی سنے ۱۱۷۴ھ سولہوین اگست ۱۷۶۰ء کے صلحنامہ کی دفعہ سویم مین شجاع الدولہ سے یہہ شرط لکھوالی کہ وہ اُسکو اپنے پاس نہ رکھے تب یہہ ایک پلٹن ہندوستانی اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپین

کو جو دہلی سے جیند کے فتح کرنے کو آتا تہا پانی پت کے متصل لڑکر شکست دی اور وہ پچھلے پانون دہلی کو بہاگ گیا۔

سپاہیون کے ساتہہ مہاراجہ سورج مل والی بہرتپور کے پاس آنوکر ہوا اور ۱۸۰۴ء عیسوی مین وہ
یہہ اُس لڑائی مین شریک تہا جو امیر الامرا نجف خان بہادر اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ سے
سنہ مذکور مین بسانہ کے مقام ہوئی تہی پر یہہ مرزا کے پاس چلا آیا کیونکہ اسکا یہہ عہدہ تہا کہ
جسکو زبردست دیکہتا اُسی کے ساتہہ اپنی پلٹنون سمیت ہولیتا۔ امیر الامرا نجف خان نے جب
نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ پر فوج کشی اور اُسکے قلعہ خوشگڈہ کو جا گہیرا لیا اور نہایت
سخت لڑائی ہوئی تمرو اس موقع پر خوب لڑا اور اُسکے صلہ مین ظفریاب خان بہادر نے جلگانو
اور جہہ لاکہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ ضابطہ خان کے ملک سے ملا ہوا اسکو جاگیر مین دیا۔ اسکا
مقام شردہنہ مقرر کیا۔ چوتہی مئی ۱۸۰۴ء کو جب یہہ آگرہ کے مقام مر گیا امیر الامرا نجف خان
نے اسکی ریاست اسکی بیگم کو عنایت کی۔ یہہ ایک عرب کی بیٹی کسبی کے پیٹ سے تہی جو ۱۷۵۲ء
مین پیدا ہوئی اور کوٹانہ مین رہتی تہی جب باپ مر گیا اپنے سوتیلے بہائی کے ہاتہہ سے عاجز
ہو کر یہہ اور اسکی ماں ۱۷۷۴ء مین دہلی جا رہی۔ یہان اسکی شادی تمرو سے ہو گئی۔ یہہ
عورت بڑی عقلمند مستقل مزاج اور عالی حوصلہ تہی ہمیشہ لڑائیون مین اپنی فوج کے ساتہہ
خود جاتی تہی چنانچہ اپریل ۱۷۸۰ء مین جب نجف قلیخان اور شاہ عالم بادشاہ دہلی سے روانہ ہوئے
کے مقام لڑائی ہوئی یہہ پالکی مین بیٹہی ہوئی اپنی فوج کو لڑاتی تہی اور اگرچہ توپ کے گولے سے
اسکا مقعد بردا اوڑ گیا مگر اسنے تیور پر نہ ڈالے آیا اور اسی طرح اپنی فوج کو بڑہاتے چلی گئی اور نجف قلیخان
کو شکست دیکر اپنی معرفت اُسکا قصور بادشاہ سے معاف کرایا جسکے صلہ مین بادشاہ نے اُسکو زیب النساء

رانی فتو صاحبہ کی وفات اور مہاراج صاحب سنگھہ بہادر کی ولادت

اگلے برس رانی فتو صاحبہ نے قضا کی اور اس تقریب مین رسم ملک کے موافق مہاراج نے دو لاکھہ روپیہ خیرات کیا - یہہ رانی صاحبہ چودھری کہانا کی بیٹی تھین جو موضع کالیکا رہنے والا اہیر انوگوت کا زمیندار تہا - انکے باب مین یہہ روایت مشہور ہے کہ جب یہہ پیدا ہوئی تہین انکی والدہ نے جو بیٹے کے پیدا ہونے کی امیدوار تہین ناخوش ہوکر بموجب وحشیانہ اور بیرحم رسم دختر کشی کے جو اُس زمانہ مین اِس قوم مین جاری تھی انکو ایک مٹی کی ٹہلیا مین رکھکر زندہ زمین مین گاڑ دیا اور چونکہ خدا تعالےٰ کو منظور یہہ تہا کہ انکے پیٹ سے بہت سے صاحب اقبال اور نامور شخص پیدا ہون بہائی دیال داس نام جو اپنے زمانہ مین ایک مشہور درویش تھے اتفاقاً کہانا کے گہر آئے اور اُنکی زوجہ کو مغموم دیکھکر سبب پوچہا اور فوراً لڑکی کے زمین سے نکال لینے کیواسطے ارشاد کیا - کیا خدا کی شان ہے جب یہہ زمین سے نکالی گئین تو زندہ تہین - سچ ہے جسکو خدا رکھے اُسکو کون مار سکتا ہے - یہہ رانی صاحب بڑی

کا خطاب یا ۱۸۵۸ء مین معلوم نہین انسے کس سن سے مہندر بہائی اختیار کرلیا تہا جو کہ عیسائی نام نما رکھا گیا مرتب

خوش نیت اور نیک نہاد اور صاحب عقل تہین۔ اسی سال رانی راج کنور صاحبہ کے بطن سے مہاراج صاحب سنگھہ بہادر پیدا ہوے۔

قصبہ سیف آباد پر حملہ اور اُسکی فتح

پٹیالہ سے چار میل شمال مشرق کیطرف سیف آباد ایک قصبہ تہا جسکو نواب فدائی خان کے بہائی نواب سیف خان نے اپنے نام پر ۱۱۶۷ھ ہجری مین آباد کیا تہا اور اُسکی آبادی کی تاریخ شیخ ناصر علی سرہندی نے جو ایک مشہور شاعر تہا (آباد نمود سیف خان سیف آباد) کہی تہی۔ اسوقت یہہ قصبہ مع چند دیہات کے سیف خان کی اولاد کے قبضہ مین تہا اور اُنکی نابالغی کی وجہہ سے ایک شخص گل بیگ خان نامی اُنکی طرف سے اُسپر متصرف تہا اور پٹیالہ کی قرب کیوجہہ سے مہاراج کی نظر مین ہمیشہ کھٹکتا تہا۔ اسلئے راجہ کیرت پرکاش صاحب کی تحریک سے مہاراج نے اُسپر فوج کشی کی اور سات ہزار سپاہ مع توپخانہ زیر حکم دیوان نانون مل کے جو بڑا بہادر شخص تہا اس کام کیواسطے مامور فرمائی۔ گل بیگ خان قلعہ نشین ہوکر چھہ روز تک لڑتا رہا لیکن ساتوین دن نانون مل نے موضع روڑ کی معروف قصبہ پر قابض ہوکر جب سیف آباد پر گولے مارنے شروع کئے تو گل بیگ خان نے مجبور ہوکر شہر کو خالی کر دیا مہاراج

نے ایک گانو جو چھوٹے رسول پور کے نام سے مشہور ہے سیف خان کی اولاد کی جاگیر مین مقرر کر دیا جو اب تک اُنکے قبضہ مین ہے اور گل بیگ خان کے واسطے سات روپیہ روز پنشن مقرر کر دی جسکو وہ اپنے جیتے جی پاتا رہا۔

راجہ کیرت پرکاش صاحب کی وفات اور مہاراج کا ناہن تشریف لیجانا اور اُنکے بیٹے کو مُلکی سرکشی کے فرو کرنے مین مدد دینا۔

جب اس لڑائی سے فارغ ہو کر راجہ کیرت پرکاش صاحب اپنی دارالریاست ناہن مین جاکر مر گئے اور اُنکے ولیعہد راجہ جگت پرکاش صاحب اُنکے جانشین ہوئے اُنسے اپنے علاقہ کا انتظام نہو سکا اور رعایا باغی ہو کر مقابلہ پر کھڑی ہو گئی اسلئے مہاراج ناہن تشریف لیگئے اور راجہ صاحب کو مدد دیکر سرکشی موقوف کرادی۔

مہاراج کا دوسرا حملہ بھٹیانہ پر اور راجہ گج سنگھ حصار والی بیکانیر کی مُلاقات

سمت ۱۸۳۳ کے پوس کے مہینہ مین مہاراج نے بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ بھٹیانہ کی فتح کے ارادہ سے کوچ کیا اس حال سے واقف ہو کر بھٹی بھی کثرت سے جمع ہوئے اور موضع بگیڑان کے متصل جو بالفعل ضلع حصار سے متعلق ہے

لڑائی ہوئی جسمین طرفین کے سپاہی خوب جان توڑ کر لڑے اور قریب شام تمام سنگھ داس سنگھ نے مہاراج کے حکم سے حملہ کیا اور ایک گھمسان لڑائی ہوئی اور موضع بگیڑان قبضہ مین آگیا۔ اس لڑائی مین پٹھیون کا چودہ سو آدمی مارا گیا اور اسطرف کے سو سپاہی مع سردار تہانہ سنگھ کالیکا کے کام آئے اور چار سو آدمی زخمی ہوے اس فتح کے بعد سرسہ فتح آباد وغیرہ بھی تصرف مین آگئے۔ بخشی لکھنا ڈوگر فتح آباد کا تہانہ دار اور موتی رام راجپوت قلعہ دار مقرر ہوا اور سرسہ کی تہانہ داری سردار ہمیر سنگھ کالیکا اور قلعہ داری بہوانی اس راجپوت کو جو وہ بھی پورب کی طرف کا تہا سپرد ہوئی اور مہاراج نے قلعہ رانیان پر مورچے جا لگائے جہان پٹھیون کا سردار نواب محمد امین خان بھاگ کر جا چھپا تہا مہاراج اس قلعہ کے محاصرہ مین ابھی مصروف ہی تہے کہ راجہ گج سنگھ صاحب والی بیکانیر نے جنکی سرحد سرسہ اور رانیان سے ملتی تہی بیکانیر سے آکر مہاراج سے ملاقات کی اور تبدیل دستار کی رسم عمل مین آئی۔ یہہ دوستی آجتک دونون ریاستون مین قایم ہے اور غم و شادی کے موقعون مین برادرانہ سب رسمین ادا ہوتی ہین۔

راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر رئیس جیند

کی امداد بمقابلہ حاکم بادشاہی متعینہ ہانسی کے

ابھی قلعہ رانیان کا محاصرہ ہوہی رہا تھا کہ راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر رئیس جیند کے وکیل پہنچے اور یہہ ظاہر کیا کہ ہانسی کے حاکم ملا رحیم داد خان نے جیند کو آکر گیر لیا ہے ہماری مدد کیجئے یہہ حال سنکر مہاراج سردار سکھدا س سنگھ کو رانیان کے محاصرہ پر چھوڑکر خود فتح آباد مین تشریف لے آئے اور وہان سے دیوان نانون مل کو پانچہزار فوج کے ساتھہ راجہ صاحب بہادر کی مدد کیواسطے روانہ کیا۔ نانون مل نے جیند کی سپاہ کے ساتھہ ملکر غنیم پر دھاوا کیا اور اسکو بڑے قتل اور خون ریزی کے ساتھہ شکست دی اور ملا گولی سے میدان مین مارا گیا اور بہت سا اسباب اور گھوڑے اور ہاتھی لوٹ مین دیوان کے ہاتھہ آئے (یہہ واقعہ سمت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۴ کا ہے) اور اسنے برفاقت راجہ صاحب بہادر جیند کے ہانسی حصار۔ رہتک۔ توشام اور فہم وغیرہ پر بھی تصرف کرلیا اور راجہ صاحب بہادر اضلاع گوہانہ اور رہتک پر قابض ہوے۔ جب اس فتح کی خبر مہاراج نے سُنی فتح آباد سے ہانسی کیطرف کوچ کیا اور وہان کا انتظام کرکے اور زر خطیر بابت مالگذاری وصول کرکے پٹیالہ کو تشریف لے آئے۔

قلعہ رانیان کی فتح اور بہٹیونکی ریاست کا خاتمہ

چار مہینے کے بعد رانیان کا قلعہ بھی فتح ہوگیا اور بھٹیون کے ساتھ یہ بات پر صلح ہوگئی کہ محمد حسینخان اور محمد امین خان قلعہ رانیان کو خالی کردین اور قلعہ بھٹنیر مع بارہ گانو دنکے اُنکے قبضہ مین رہے چنانچہ وہ رانیان سے نکلکر بھٹنیر مین جارہے اور وہ تمام علاقہ جو اب ضلع سرسہ کہلاتا ہے مہاراج کے قبضہ مین آگیا۔

نواب نجف خان وزیر کی فوج کشی بغرض واپس لینے ملک مفتوحہ دیوان نانون مل کے

اُس زمانہ مین سلطنت دہلی کا کوئی فرمان روا ایسا لایق نتہا جو اُسکو زوال سے بچاتا اور سب پُرزے اُسکے ڈھیلے ہوگئے تھے اور امیرون مین پرے سرے کی پھوٹ اور نااتفاقی تھی اور کوئی پوچھنے والا نہ تھا صرف ایک امیرالامرا مرزا نجف خان بہادر ایسا شخص تھا جسکی عقلمندی اور شجاعت سے سلطنت دہلی کی کچھ ہوا بندہ جانیکی پھر اُمید ہوسکتی تھی پس اُسنے جب یہہ حال سُنا اُن مقامات کے واپس لینے کا ارادہ کیا جو رحیم داد خان کے مارے جانیکے بعد دیوان نانون مل نے فتح کرلئے تھے اور نواب نجف قلیخان کو جسپر اُسکو بڑا اعتماد تھا اور وہ اُس ملک کا حاکم تھا جو سرہند سے راجپوتانہ تک پھیلتا ہے

ایک بڑی سپاہ کے ساتھہ روانہ کیا - دیوان نے خبر پاکر نواب ضابطہ خان بہادر سے جو اُسکا حریف تہا سازش کرنی مناسب سمجھی اور فوج کو گوہانہ مین چھوڑکر جمنا کے کنارے جا ٹہہرا - اودہر سے ضابطہ خان فریدپور کے کہاٹ اوہر اُتر آیا اور باہم گفتگو ہوکر نواب نے اپنے بیٹے غلام قادر خان کو ایکہزار پیدل اور پانسو سوار کے ساتھہ دیوان کی مدد کیواسطے چھوڑدیا - دیوان غلام قادر خان کو ہمراہ لیکر گوہانہ مین آیا اور وہانسے کوچ کرکے موضع چڑی چاندی مین جا اُترا - اب اگرچہ شاہ عالم کی سلطنت کا یہہ زمانہ اس قابل نتھا کہ اُسکو واقعی طور پر سلطنت کا زمانہ کہا جائے لیکن پہر بھی اُسوقت تک بلکہ اُس سے کسیقدر مدّت بعد تک بھی زمانہ کی کچھہ ایسی حالت تہی کہ ہندوستان کے بڑے بڑے خود مختار اور صاحب طاقت لوگ دہلی کے تخت کا بہت ادب کرتے تہے اسواسطے باہم لکہا پڑہی ہوکر ایک صورت صُلح کی ہوگئی اور مہاراج مونک سے سوا ہوکر موضع کسوہن[1] مین جا اُترے جہان راجہ بہگونت سنگہہ اور بیرسین نواب نجف قلیخان کے دو معزز سردارون نے اُنکا استقبال کیا اور وہان سے جیند مین پہنچگئے اور نواب ضابطہ خان کو بہی بُلا لیا اور نجف قلیخان نے بہی جیند مین آکر ملاقات کرنا منظور کیا اور یہہ قرار پایا کہ

[1] یہہ آٹہہ کہیڑے کے پرگنہ کا ایک گانون ہے جسکا ذکر آئین اکبری مین بہی ہے - ۱۲ مولف

بھٹیون کا تمام مُلک اور کسوہن وغیرہ ملک بانگر اور پرگنہ برّوالہ اور پرگنہ بال سمند مہاراج کے قبضہ مین رہے اور بانسی حصار تک ہانسی وغیرہ متعلق سلطنت دہلی تصوّر ہوکر چھوڑ دیئے جائین لیکن گوہانہ وغیرہ سات گانون جو نانون مل کی مدد سے راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر کے قبضہ مین آگئے تھے بدستور راجہ صاحب بہادر کے پاس رہین - اسموقع پر مہاراج نے واسطہ ہوکر نواب ضابطہ خان اور نواب نجف قلیخان کی بھی صفائی کرادی اور وہ دونون دہلی کو چلے گئے اور مہاراج پٹیالہ کو تشریف لے آئے - یہہ فیصلہ اگرچہ پٹیالہ کے لئے موجب فخر تہا مگر سلطنت دہلی کی شان کے لایق نہا اس سبب سے لوگون نے یہہ کہنا شروع کیا کہ نجف قلیخان نے رشوت لیکر یہہ معاملہ کرلیا ہے لیکن دراصل یہہ محض تہمت تہی جو مرزا نجف خان کے دشمنون نے اُسکے بدنام کرنیکے واسطے یہہ بات مشہور کردی تھی اور یہہ کچھہ تعجب کی بات نتھی کیونکہ جب نواب ضابطہ خان مجدالدولہ عبدالاحد خان کے بہکانیسے بادشاہ سے باغی ہوگیا اور مرزا نجف خان نے حملہ کرکے اُسکے لشکر کو تباہ کیا اور اس سبب سے کہ اُسکو مرہٹون اور مہاراجہ سورج مل رئیس بہرت پور کے خاندان سے اعانت کی اُمید نرہی تھی اُسنے سکہون سے ملاپ کرلیا اُسکے دشمنون نے مشہور کردیا تہا کہ ضابطہ خان سکہہ

ہوگیا حالانکہ کسی مسلمان کے سکھ ہوجانیکا کوئی شخص بھی گمان نہین کرسکتا

مہاراج کا سلوک اپنے اہلکارون سے

اس معاملہ سے فارغ ہوکر جب مہاراج پٹیالہ مین آئے رانی کہیم کور صاحبہ کی تحریک سے نانون مل وغیرہ اہلکارون کو کچھہ کچھہ بہانہ کرکے قید کرلیا اور قریب بیس لاکھہ روپیے کے بطور ڈنڈ اُن سے وصول کیا۔ ایسے ڈنڈون کا لینا اکثر سکھہ ریاستون مین ایک عام دستور تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے ہان بھی ایسے معاملات ہمیشہ ہوتے رہتے تھے اور لاکھون روپیہ امیرون اور سردارون سے بنام ڈنڈ (جسکو چٹی بھی کہتے تھے) وصول کیا جاتا تھا اور اُسوقت کا یہہ مقولہ مشہور ہے کہ اگر گناہ نہین کیا تو کیا سرکار چٹی بھی نہین لیگی اس ناپسندیدہ دستور کا نتیجہ اہلکارون کے ہی حق مین غیر مفید ہوتا تھا بلکہ ریاست کے واسطے زیادہ مضر تھا کیونکہ اہلکار لوگ اس یقینی تاوان کے ڈر سے خیانت اور بددیانتی کرنے پر مجبور ہوتے تھے اور اپنی اہلکاری کے زمانہ کو غنیمت سمجھکر جایز و ناجایز کا لحاظ نکرکے روپیہ کے جمع کرنے مین کوشش کرتے تھے تاکہ اُس سے بقدر امکان خود بھی فایدہ اُٹھائین اور وقت معین پر ڈنڈ کے ادا کرنیکے بھی قابل ہون جسکا نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ خزانہ خالی اور رعیت تباہ ہتی تھی اور

سرکار اور اہلکار دونون کے باہم بدگمانی رہتی تہی اہلکار یہہ سمجھتے تہے کہ جسقدر لوٹا جائے لوٹین اور سرکار یہہ خیال کرتی تہی کہ خیر لوٹین آخر مال ہمارا ہے اور اس سبب سے نہایت خراب نتیجے پیدا ہوتے تہے۔

رانی کہیم کنور صاحبہ کا زور شور اور اُنکے بیٹے کنور سُدہ سنگہہ کا خلاف حق ولیعہد مقرر ہونا

اسوقت رانی کہیم کنور صاحبہ کا بڑا زور شور رہتا اور یہان تک مہاراج کے مزاج پر وہ حاوی تہین کہ اُنکی خاطر سے مہاراج نے اُنکے بیٹے کنور سُدہ سنگہہ کو (جو ساونن بدی پنچمی روز شنبہ سمت ۱۸۳۳ مطابق انیسوین جمادی الاولی ۱۲۸۱ ہجری کو کُنبہ لگن مین پیدا ہوا اور اسوقت دو ڈہائی برس کا تہا) راج ملک دیکر اپنا ولیعہد مقرر کرنا چاہا۔ جب دربار کی تیاری ہوئی اور سب امیر اور سردار جمع ہوئے اور قریب تہا کہ وقت معہود پر سُدہ سنگہہ کو راج تلک دیا جائے مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کو اُنکا فدمختار سوتان سنگہہ معلوم اراداتاً یا کسطرح دربار مین لے آیا اور یہہ اُسکی گود سے اُتر کر سیدہے اُس مسند پر جو سُدہ سنگہہ کے بیٹھنے کیواسطے بچھائی گئی تہی جا بیٹھے۔ مہاراج یہہ دیکھکر نہایت منغص ہوئے اور ہرچند یہہ بات بے انصافی کی تہی مگر تاہم اپنی بات کی پچ سے سُدہ سنگہہ کو راج تک دیدیا اور

رانی صاحب نے اُسکو ساتھہ لیکر ملک مین دورہ کیا اور رعایا سے نذرین دلوائین لیکن جب یہہ لڑکا تین برس کا ہوکر گذر گیا رانی صاحب کی بہی بات پہیکی پڑ گئی اور مہاراج صاحب سنگہہ بہادر جنکا حق اُنہون نے چہینا چاہا تہا بستور ولیعہد سمجہے گئے

سردار جہنڈا سنگہہ کا کوٹ کپورہ اور ستلج کے اُس پار فتوحات حاصل کرنا

۱۸۲۴ء / ۱۷۴۱ب مین سردار جہنڈا سنگہہ کوٹ کپورہ اور فرید کوٹ کی تسخیر کیواسطے مامور ہوا اسنے اکثر دیہات اُس علاقہ کو مطیع کیا اور ستلج کے اُس پار اُترکر پاک پٹن اور حجرہ شاہ مقیم تک اپنا تصرف کرلیا لیکن قحط کی سختی نے جو اُسوقت اِس تمام ملک مین پہیل رہا تہا اُسکے وہان پانوں جمنے نہ دیئے اور وہ وہان زیادہ ٹہہر نہ سکا اور جب وہ اپنی فوج کو واپس لیکر آیا موضع جیئونہ کے زمینداروں نے جو سر راہ واقع تہا مقابلہ کیا چونکہ اُسوقت ان اضلاع کی باشندے وحشی اور نہایت سرکش تہے اور خراج اور مالگذاری کو بالکل بہولے ہوئے تہے اور مُلک کی بدانتظامی اور امن کے نہونیکے باعث سے اُنہون نے اپنے اپنے دیہات کو خوب مضبوط اور مستحکم بنا رکہا تہا اور اِس سبب سے اُنکے سر کرنیمین بہت عرصہ لگتا تہا اور فتح ہونیکے بعد فایدہ کچہہ نہین ہوتا تہا اسواسطے وہ مہینے کے محاصرہ کے بعد بہائی دیسو سنگہہ

صاحب والی کیتھل کی سفارش سے مہاراج نے اس فوج کو وہان سے چلے آنیکو فرمایا بھیجا۔

بی بی چند کنور اور صاحب کنور صاحبہ کی شادی

اس برس کے منگھر مہینے مین کنور ہمت سنگھ صاحب بہادر کی بیٹی بی بی چند کنور صاحبہ کی شادی رچائی گئی جو سردار تارا سنگھ[۱] غیبہ رئیس راہون کے بیٹے سردار دسونڈا سنگھ سے منسوب تہین اور ماہ ماگھ مین مہاراج کی دختر نیک اختر بی بی صاحب کنور صاحبہ کی شادی ہوئی جنکا رشتہ دار جیمل سنگھ خلف سردار

[۱] یہ شخص ڈلہ والون کی شاخ کا ایک بڑا سردار تہا جو ڈلہ نامی ایک کانون کے نام پر جو دریاے راوی کے کنارے آباد تہا مشہور ہوئی تہی جسکے سات ہزار پانسو سوار تہے تارا سنگھ نے اپنے ہمراہیون کی مدد سے سلطنت کے ضعف اور مدبلی کے زمانہ مین بہت سا حصہ دوآبہ جالندہر کا اور شمالی حصہ اضلاع انبالہ اور لودہیانہ کا اپنے قبضہ مین کرلیا تہا اور ضلع فیروزپور مین دہرم کوٹ اور فتح آباد بہی اسکے قبضہ مین تہا۔ راہون جو ستلج کے اُس پار دریا کنارے ایک اچہا قصبہ ہے اسکا مقر و مسکن تہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر والی لاہور نے جب شروع مین ملک این روے ستلج پر دوبارہ مہم کی یہ اُسکی رفاقت مین تہا۔ اُس غیرین اسکے مرنیکے بعد رنجیت سنگھ نے اسکے بیٹے گوجر سنگھ کو قید کرلیا اور اسکی ریاست ضبط کرکے اپنے سپہ سالارون مین تقسیم کردی جسمین سے دہرم کوٹ کا علاقہ دیوان محکم چند کو ملا۔ ۱۲۔ مولف۔

حقیقت سنگھ کنہیا ئیس فتحگڑھ سے ہوا تھا پہلی شادی مین پانچ لاکھ روپیہ اور

ع اپنے زمانہ مین ستلج کے شمال کیطرف سکھون کے گروہون مین کنہیّون کا گروہ سب سے زیادہ طاقتور تھا اسکا بانی سردار جیسنگھ ہوا جو موضع کاہنا کا رہنے والا سندھو گوت کا جاٹ تھا۔ یہہ کاہنا لاہور سے بندرہ میل پر آباد ہے اور اسکے نام پر اُس گروہ کا کنہیّا نام پڑا۔ اِس گروہ کا دوسرا سردار حقیقت سنگھ پنگ پور تھا جو وہ بھی اسی قوم کا تھا اور موضع کاہنا کے قریب موضع جلکہ مین رہتا تھا۔ یہہ دونون نواب کپور سنگھ سنگھ پوریہ کے خیمون مین تھے اور اُسکی وفات کے بعد خود مختار بنے۔ سنہ ۱۷۶۱ء مین سردار حقیقت سنگھ نے موضع چڑیان والہ کی جگہہ سنگت پورہ آباد کیا اور ایک قلعہ تعمیر کرایا جسکا نام اپنے بیٹے فتح سنگھ کے نام پر فتحگڑھ رکھا۔ حقیقت سنگھ اگرچہ جیسنگھ کا ہمسر تھا مگر اکثر معاملون مین اُسکا دوست اور شریک حال تھا۔ احمد شاہ کے ہندوستان سے چلے جانیکے بعد سنہ ۱۷۶۳ء مین انہون نے باتفاق سردار جسّا سنگھ اہلووالیہ اور ہری سنگھ بھنگی اور جسّا سنگھ رامگڑھیہ کے قصور پر حملہ کیا اور اسکو خوب لوٹا۔ اسکے تھوڑے عرصہ بعد جیسنگھ کی ہری سنگھ کے ساتھہ ایمن آباد کے قریب لڑائی ہوئی مگر کوئی مغلوب نہوا۔ یہان سے جیسنگھ ہر مندر کی طرف لوٹ مار کتا ہوا گیا اور اس معرکہ مین شریک ہوا جسمین زین خان مارا گیا سنہ ۱۷۶۳ء مین یہہ دونون راجہ رنجیت دیو ریس جموں کے بیٹے برج راج دیو کی مدد کیواسطے گئے جسکو اُسکا باپ اپنی عہدی سے خارج کرکے چھوٹے لڑکے میان دلیل سنگھہ کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اور ہر مندر سنگھہ اور تمام بھنگی سردار اپنے باج گذار رنجیت دیو کی مدد کیواسطے آگئے تھے۔ کئی مہینے تک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی اور سردار چڑھت سنگھہ سوکرچکیا کے مرنیسے بھنگی غالب معلوم ہونے لگے جسکا تدارک کنہیون نے یہہ کیا کہ سردار جیسنگھ نے سنگھہ بھنگی کو ایک مذہبی سکھہ کے ہاتھہ سے مروا ڈالا جسکے

دوسری مین سات لاکھ روپیہ صرف مین آیا جسمین سردار تارا سنگھہ بارہ ہزار اور

مرتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا اور ریاست جمون سردار حقیقت سنگھہ کی باجگذار ہو گئی اسکے بعد
انہون نے امرتسر مین ایک بانڈہ بنوایا جو اب تک کنہیون کے کٹرہ کے نام سے مشہور ہے سنہ ۱۸۱۶ء
مین جیسنگھہ کے بیٹے گورمکھ سنگھ نے قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا اس سے پہلے بعض پہاڑی ریاستین حقیقت سنگھہ
کی باجگذار تھین مگر جیسنگھہ کا زور زیادہ ہونیسے تمام پہاڑی راجے اسکی دوستی کا دم بھرنے
لگے۔ جب سردار جسّا سنگھہ آلہوالیہ نے جسّا سنگھہ رام گڈیہ پر حملہ کر کے اسکو پنجاب سے نکالا یہ
دونون سردار انکے شریک تھے اور جب راجہ رنجیت دیو سنہ ۱۸۱۸ء مین مر گیا اور برج راج دیو اسکا جانشین
ہوا اور اُسنے اپنا وہ علاقہ جو ہنگیون نے دبا لیا تھا چھڑانا چاہا اور ان سے مدد مانگی۔ اگرچہ
ہنگیون کی دوستی کے سبب سے یہ چاہتے تو تھے مگر کریان والہ کی طرف گئے جہان
برج راج دیو کنہیون سے لڑ رہا تھا اس مقام کو راجہ نے بہت جلد فتح کر لیا مگر اب یہ دونون
سردار اسکا ساتھ چھوڑ کر اپنے پرانے دوستون سے جا ملے اور حقیقت سنگھہ نے سردار گوربخش سنگھہ
ہنگی اور جیسنگھہ کے خسر سہاک سنگھہ آلہوالیہ کی مدد سے کریان والہ کو جہین کر جمون پر
حملہ کیا۔ یہہ خبر سنکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کا باپ سردار مہا سنگھہ رام گڑھ سے جہان وہ چھاؤنی
کے ساتھہ لڑ رہا تھا اپنے پگڑی بدل دوست برج راج دیو کی مدد کو آیا اور حقیقت سنگھہ کے لشکر
پر حملہ کیا مگر بڑے نقصان کے ساتھہ پس پا ہوا اب اسنے جیسنگھہ اور سردار جسّا سنگھہ آلہوالیہ کو
اپنی مدد کیلئے بلایا اُنہون نے اگرچہ بچاؤ کرنا چاہا مگر جب دیکھا کہ صلح ہونی ناممکن ہے
تو وہ امرتسر کو چلے گئے ناچار مہا سنگھہ کو اطاعت قبول کرنی پڑی اور راجہ نے تیس ہزار روپیہ
بابت خراج حقیقت سنگھہ کو دینا منظور کیا مگر جب چھہ مہینے گزر گئے اور تیس ہزار مین سے

سردار حقیقت سنگھ بیس ہزار آدمیوں کی بہیر بہاڑ کے ساتھ بیاہنے کو آئے ہے

راجہ نے ایک کوڑی ہی ادا نہ کی تو حقیقت سنگھ نے مہا سنگھ کے پاس یہہ پیغام بھیجا کہ میں جموں پر حملہ کرتا ہوں اگر تم میرے شریک ہوگے تو ہم دونوں وہاں کی لوٹ آپسمیں بانٹ لینگے اسبات پر سردار مہا سنگھ راجہ کی دوستی اور پگڑی بدلنے پر خاک ڈالکر فوراً راضی ہوگیا اور دونوں نے مختلف رستوں سے جموں کیطرف کوچ کیا مگر مہا سنگھ عجیب شخص تھا جب اسنے دیکھا کہ راجہ شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اور میں اکیلا ہی سب کچھ کر سکتا ہوں تب اسنے جموں کو لوٹ کر آگ لگادی حقیقت سنگھ اس دغابازی کا انتقام لینا چاہتا تھا مگر قضا نے فرصت نہ دی اور بیمار ہو کر دنیا سے رخصت ہوا جیسنگھ نے جب یہہ حال سنا اسکو نہایت رنج ہوا اور مہا سنگھ کو انتقام لینے کی دھمکی دی اور ۱۸۰۰ء میں جنڈیالہ پر چڑھائی کی اور رسول پور اور مندیالہ کو لوٹ کر وزیر سنگھ اور بھاگ سنگھ کو جو مہا سنگھ کے متوسل تھے اپنا مطیع بنایا اور اُنکے علاقے جیسے لئے اگلے برس دیوالی کے موقعہ پر مہا سنگھ نے امرتسر گیا اور جیسنگھ کے ساتھ صلح کرنیمیں بہت سی کوشش کی مگر وہ ایسی کج خلقی سے پیش آیا کہ وہ بدلہ لینے پر کمر بندہ کر امرتسر سے چلا گیا اور راجہ سنسار چند والی نادون اور جسا سنگھ اہلووالیہ اور بہت سے سردارون کو جو جیسنگھ پر حملہ کرنیکو اوسکے پاس بیٹھے تھے ساتھ لیکر بٹالہ کیطرف روانہ ہوا یہان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر انکا جیسنگھ کے بیٹے گورنجش سنگھ سے مقابلہ ہوا جہ گھنٹے تک لڑائی ہوتی رہی مگر گورنجش سنگھ تیر سے مارا گیا اور کنہیا کی شکست ہوئی۔ گورنجش سنگھ کے مرنیسے جیسنگھ ایسا پریشان خاطر اور مغموم ہوا کہ اُسنے جنگجوئی کی عادت کو یکقلم چھوڑ دیا فقط اگر وہ سنسار چند کے حوالہ کر دیا جسا سنگھ اہلووالیہ علاقے اسکو واپس دیئے اور مہا سنگھ کو دوست بنانے کی خاطر اپنی پوتی مہتاب کور کی نسبت مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر

اور دس دس دن برات پٹیالہ مین رہی تہی۔

مہاراج کی مکرر فوج کشی غریب داس اور اُسکے دوست سردار ہری سنگھہ سیالبہ والہ پر

مہاراج اُس گستاخی کو نہین بہولے تہے جو غریب داس رئیس منی مرزہ نے بامداد اپنے دوست سردار ہری سنگھ[1] سیالبہ والہ کے کی تہی اور اُنکہونپر

[1] سردار ہری سنگھہ لنگہ (لنگڑا) ڈلہ والونکی مسل (گروہ) مین سے تہا۔ اسنے ۱۷۶۲ء کے قریب جبکہ سکہہ بہت طاقت ور ہو گئے تہے اکثر مقامات پر جنمین سے بعض ایزدے تلج اور بعض آنروے تلج واقع تہے قبضہ کر لیا۔ انمین سے بڑے بڑے مقامات یہہ تہے۔ روپڑ سیالبہ خیر آباد۔ کرالی۔ اسکے دو لڑکے چڑہت سنگہ اور دیوا سنگہ تہے۔ چڑہت سنگہ کو اُسنے علاقہ روپڑ دیا جسکی آمدنی قریب اسی ہزار روپیہ کے تہی اور دیوا سنگہ کو سیالبہ اور دیہات دولالکیہ کی آمدنی کے دیئے۔ یہہ تقسیم اُسنے اپنی وفات سے ایک برس پہلے ۱۸۰۸ء مین کر دی تہی روپڑ کا علاقہ تلج کی ترائی کے بعد سرکار انگریزی نے چڑہت سنگہہ کے بیٹے سردار بھوپ سنگہہ سے سرکار لاہور کی سازش کے برم مین ضبط کر لیا اور اُسکو سہارنپور مین رہنے کا حکم ہوا۔ سردار دیوا سنگہہ کا علاقہ اُسکے مرنیکے بعد ۱۸۱۰ء مین اُسکے فرزند سردار نراین سنگہہ صاحب کے قبضہ مین آیا۔ مہاراج نرائن سنگہہ صاحب بہادر کی منجھلی صاحبزادی بی بی بہگوان کور صاحبہ کی شادی اسنے فروری ۱۸۵۴ء مین ہوئی تہی لیکن افسوس ہے کہ اکتوبر ۱۸۶۱ء مین بی بی صاحبہ کا انتقال

کے ساتہہ جو اسوقت خورد سال تہے کر دی ۱۸۷۹ء مین مر کر دنیا کے دہندون سے چہوٹ گیا۔ منہ

ٹہیکری رکھکر پنجور کے علاقہ پر تصرف کرلیا تہا۔ پس ان شادیون سے فراغت پاتے ہی مہاراج نے اُسکی کامل سرکوبی کا ارادہ کیا اور اپنے سالے سردار مہاسنگہ اور پاکہر سنگہ کو اس کام پر مامور فرمایا۔ ان سردارون نے اپنے متواتر حملون مین اُسکا تمام علاقہ چہین لیا اور وہ مجبور ہوکر منی مزرعہ کے قلعہ مین گہس بیٹہا اور چند روز بعد اطاعت کے پیغام بہیجنے لگا لیکن مہاراج نے حکم دیا کہ اگر پٹیالہ مین حاضر ہونا قبول نکرے تو منی مزرعہ ہی چہین لینا چاہیئے اس حصین میں تین مہینے تک قلعہ پر مورچے لگے رہے۔ آخرکار وہ نذر کا گہوڑا لیکر پٹیالہ مین حاضر ہوا اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور مہاراج نے براہ مہربانی اُسکا ملک پہر اُسکو بخشدیا اور فوج کو جو منی مزرعہ کی لڑائی سے فارغ ہوچکی تہی ہری سنگہ کے علاقہ پر دہاوا کرنیکا حکم ہوا اور اُسنے جاکر پہلے ہی حملہ مین سیالبہ کا قلعہ اُس سے چہین لیا۔ چونکہ وہ مانجہہ کے علاقہ کا رہنے والا تہا اور جان چکا تہا کہ منی مزرعہ سے فراغت پاکر پٹیالہ کی سپاہ اُسکی بہی خبر لیگی پس اتنے مین جو اُسکے ہموطن سردار جتا سنگہ[1] رام گڈیہ

[1] ہوگیا۔ یہ سردار صاحب ہی اٹہارہ برس کی عمر مین مئی ۱۷۶۶ء مین لاوارث قضا کرگئے اور اُنکا علاقہ جو قریب قریب تین لاکہ روپیہ سال کی آمدنی کا تہا ضبط سرکار انگریزی ہوگیا۔ ۱۲ مولف۔

اور کرم سنگھہ شہید[1] شہزادپوریہ اور گوربخش سنگھہ انبالہ والہ اور گوردت سنگھہ اور دیوان سنگھہ لاڈوہ والہ اور اور چھوٹے چھوٹے سکھہ رئیس جنکے علاقے ستلج کے اسطرف تھے جمنا پار کے ملک مین حسب عادت تاخت و تاراج کرکے واپس آئے ہری سنگھہ انکو اپنی حمایت کیواسطے لے آیا اس طرف کے

[1] گوردوارہ دمدمہ صاحب واقع موضع تلونڈی کا بڑا مہنت جب سکھہ مغلیہ فوج کے ساتھہ لڑائی مین مارا گیا اور جب اسکا چیلہ سدا سنگھہ اسکی جگہہ مہنتی کی گدی پر بیٹھا - یہہ بھی اسیطرح لڑائی مین مارا گیا اس وجہہ سے سکھون نے اسکو شہید کا لقب دیا - کرم سنگھہ جسکا ذکر متن مین ہے سدا سنگھہ کا جانشین ہوا - اسنے کچھہ علاقہ اپنے زور و ہمت سے پیدا کیا اور کچھہ گانون اسکو اور سکھہ رئیسون نے گوردوارہ کا متولی سمجھکر بطور مدد معاش کے دیئے - چنانچہ موضع سنگھہ پورہ جو بالفعل ضلع سرسہ کے متعلق ہے مہاراج امر سنگھہ صاحب بہادر نے عطا فرمایا تھا ۱۸۳۸ء مین جب اسنے وفات پائی تب اسکا بڑا بیٹا گلاب سنگھہ اسکا جانشین ہوا - یہہ اچھا ذی مروّت اور عالی حوصلہ شخص تھا ۱۸۴۴ء مین جب یہہ مراسو وقت اسکا بیٹا شیر کرپال سنگھہ چھہ برس کا تھا اگرچہ سرکار انگریزی کی زیر نگرانی اسکی تعلیم و تربیت ہوئی مگر یہہ ایسا شرابی نکلا کہ جوان ہوئے پر ہی اسکا علاقہ سرکار انگریزی ہی کی زیر نگرانی رہا اور آخر اسی علت مین اسنے اپنی جان کھوئی - اب اسکا بیٹا سردار جیون سنگھہ موجود ہے اور شہزادپور مین (جو ایک بہت چھوٹا سا قصبہ انبالہ سے قریب پچیس ۲۵ میل شمال کیطرف ہے اور یہہ ہی رئیس کے رہنے کی جگہہ ہے) رہتا ہے - اسکے علاقہ کی آمدنی قریب تیس ہزار روپیہ سال کے ہے - ۱۲ مولف -

سرداروں کو یہہ گمان بھی نتھا کہ ایسے بڑے ابنوہ سے مقابلہ کرنا پیگا جو پہلے سے اسکی کچھہ فکر کرتے مگر اب لڑائی کے سوا چارہ نتھا پس سیالبہ کے مقام ایک معرکہ ہوا جسمین تین سو آدمی اس طرف کے مارے گئے اور بخشی لکھنا بھی کام آیا اور دیوان نانومل زخمی ہوا اور سردار جہنڈو سنگھہ اور مہا سنگھہ پکڑے گئے اور سردار گوربخش سنگھہ ڈلون جو قلعہ دار مقرر ہوا تھا وہین گھر گیا اور تمام فوج تتر بتر ہوگئی - نانومل نے نندپور کلوڑ کے مقام جب مہاراج کو اگریہہ خبر دی وہ اگرچہ بہت پریشان خاطر ہوئے مگر استقلال کو ہاتھہ سے نہ دیا اور جلد جلد اسکی تلافی اور تدارک کا سامان کرنے لگے اور اپنے دوستون اور قرابت دار راجے اور سردارون کو بلا بھیجا - راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر جیند سے - چودھری ہمیر سنگھہ صاحب ناہہ سے - راجے احمد صاحب کوٹ سے - عمر خان - اسد اللہ خان - عطاء اللہ خان صاحب کوٹلہ مالیر سے - بھائی دھنا سنگھہ و سکھا سنگھہ کیتھل سے - سردار کھیم سنگھہ بھدوڑ سے - سردار دلیل سنگھہ لودھ سے - میان کشن سنگھہ ناہن سے - سردار تارا سنگھہ اہون سے وغیرہ سرداران کہ جنکا نام لکھنا طوالت سے خالی نہین ہے اپنی اپنی فوج کے ساتھہ فوراً آموجود ہوئے - پھگواڑہ

سے جہان وہ بیاھی ہوئی تہین مہاراج کی بہن بی بی راجندر صاحبہ بھی جو
اپنے خاندان کے مرد رئیسون سے ہمت و شجاعت مین کم نہ تہین تین ہزار
فوج کے ساتھہ روانہ ہوئین اور ہری سنگھہ کے ستلج کے پار کے علاقہ پر قبضہ
کرتی ہوئین بہلول پور کے گہاٹ ستلج سے عبور کرکے اپنی فوج کو سردار جودہ سنگھہ
اپنے نواسہ کے ساتھہ مہاراج کے پاس چہوڑکر پٹیالہ مین آگئین غرض یہہ سب بندوبست
دس روز کے عرصہ مین ہوگیا اور قریب چالیس ہزار سوار و پیادہ کے مہاراج
کے لشکر مین جمع ہوگئے۔ مہاراج نے سردار چوہڑ سنگھہ بہدوڑیہ کو سپہ سالار
بناکر بارہ ہزار سوار پانچہزار پیدل جمعہ توپین دو سو زنبورک ملازمان خاص
مین سے اور قریب بیس ہزار مذکورہ بالا سردارون کی فوج مین سے اُسکو دیکر
سیالبہ کیطرف روانہ کیا۔ جب یہہ لشکر سیالبہ کے قریب پہنچا دل کے لوگون
سے ایک ہلکی سی لڑائی ہوئی اور وہ بہاگ کر سیالبہ مین چلے گئے اور
اُس بڑی شکست کے بعد جو ایسی جلدی پھر ایسا بڑا لشکر جمع ہوگیا یہہ
دیکھکر ہری سنگھہ اور اُسکے رفیقون کے چھکے چہوٹ گئے۔ سردار چوہڑ سنگھہ
نے مخفی تدبیرون سے بہی غفلت نہین کی اور دل کے سردارون سے جوڑ
توڑ لگانے شروع کئے اور روپیہ کا منتر اُنکے کان مین پہونکا اور یہہ جادو

اُسکا چل گیا - یہہ لوگ جو گویا اُجرت پر صرف لوٹ کی خاطر لڑتے تھے اور
اِسکی اُنکو کبھی پروا نہوتی تہی کہ ایک شخص کا ساتھہ چہوڑکر دوسرے کے مددگار
ہونیسے کچہہ شرم کرین بہت سے اینمین سے مثل سردار کرم سنگہہ اور
دہرم سنگہہ شہید اور رائے سنگہہ اور بہاگ سنگہہ بوڑیہ والے وغیرہ ہری سنگہہ
کی رفاقت چہوڑکر سوا پیچہے ایک روپیہ یومیہ لیناکر کے چوہڑ سنگہہ کے پاس
چلے آئے اور جنسے شروع مین ایک خفیف سا مقابلہ ہوا تہا اپنے ساتھیونکا
نفاق دیکہکر ادہر ادہر چلدیئے اور مہا سنگہہ وغیرہ مہاراج کی فوج کے سردار
جو کرفتار ہوگئے تہے صحیح وسالم اپنے لشکر مین آگئے - ہری سنگہہ یہہ دیکہکر
ہکا بکا رہگیا اور ہر چند وہ اپنے رفیقون کے پاس بہت گڑگڑایا مگر کسینے
اُسکی نہسنی اور بالآخر اُسکو یہہ صلاح دی کہ وہ مہاراج کے پاس حاضر
ہوکر اپنے قصور معاف کرائے اور اُسکو ہمراہ لیکر مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوے
اور اُسنے نذر کا گہوڑا پیش کرکے عفو تقصیر کی التجا کی چونکہ قریب دس
لاکہہ روپیہ کے اِس کہیڑے مین صرف ہوچکا تہا اور ایک گروہ کثیر سکہونکا
جوہری سنگہہ کا مددگار بنگیا تہا اِس معاملہ سے درگذر کے واسطے منتجی
تہا مہاراج نے اُسکی معذرت اور دل کے سردارونکی سفارش کو قبول

کرلینا ہی مصلحت سمجھا اور پٹیالہ کو واپس تشریف لے آئے اور چونکہ بہائی دیسو سنگھ رئیس کیتھل رشتہ داری کے سبب سے ہری سنگھ کا دم بھرتا تھا اور مہاراج کے دل مین یہہ بات کھٹکتی تھی اس سے تھوڑے ہی دنون کے بعد سردار باگھر سنگھ اُسکی سزا دہی کیواسطے مامور ہوا اور اُسنے ایک مہینے کے عرصہ مین متواتر حملے کرکے اُسکا مُلک چھین لیا اور صرف کیتھل اُسکے قبضہ مین رہگیا مگر دہنا سنگھ اور سکھا سنگھ اور تخت سنگھ اُسکے بھائی جو ہری سنگھ کے ساتھہ لڑائی مین مہاراج کے طرفدار تھے بمقتضای برادری دیسو سنگھ کو لیکر پٹیالہ مین حاضر ہوئے اور اُسکے اس قصور کی معافی چاہی چونکہ سکھون مین یہہ لوگ واجب الاحترام تھے مہاراج نے اُنکی سفارش منظور کرلی اور بھائی دیسو سنگھ کا قصور معاف کرکے اُسکا ملک پھر اُسکو بخشدیا۔

مرزا فرخندہ بخت شاہزادۂ دہلی اور نواب عبدالاحد خان کا بعزم ملک گیری دہلی سے آنا اور مہاراج کو مستعد اور آمادۂ جنگ دیکھکر مایوس واپس جانا

عبدالاحد خان کشمیری نے جسکو الہ آباد سے اگست ۱۷۷۲ء مین شاہ عالم بادشاہ دہلی نے مجدالدولہ کا خطاب دیکر اپنا مدارالمہام بنایا تھا یہہ سوچکر کہ مین سکھونکو مطیع

کرکے امیر الامرا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاوے گا اس مہم کا بیڑا اُٹھایا اور نومبر ۱۷۷۹ء
مین نئی پرانی ملا کر ۱۵ ہزار فوج ساتھ لیکر روانہ ہوا ایک توپخانہ بھی ساتھ تھا اور مرزا
فرخندہ بخت شاہزادہ کو بھی ساتھ لیا۔ کرنال تک اس لشکر کا کسی سے مقابلہ نہین ہوا
۔ یہان گجپت سنگھ کروڑا سنگھیہ اور صاحب سنگھ کنہیہ والا اور کرم سنگھ
شہید اس سے آکر ملے بھائی دیسو سنگھ کنہیہ والے کے وکیل تو دہلی ہی سے اُسکے ساتھ
تھے اور اس سبب سے دیسو سنگھ کو یقین تھا کہ اب اُسکا رسوخ بڑھ جاویگا اور جمنا شلیج
کے رئیسون مین وہی سب سے بڑا رئیس ہوگا مگر یہ سب اُسکا خیالی پلاؤ نکلا
جب عبد الاحد خان پنیالہ مین جو کیتھل کے قریب ایک گانون ہے پہنچا
اور بھائی دیسو سنگھ کے وکیل اُسکو وہان اُسکی ملاقات کیواسطے لیگئے۔ چونکہ
شاہان دہلی کے ابا کا زمانہ تھا اور اُنکے سب امرا اور وزرا کی عقلین برگشتہ
ہو رہی تھین اور اُنکے پاس ٹکہ پیسہ بھی کچھ ایسا ہی تھا اور اس سبب سے انکی نیت ہمیشہ
یہہ رہتی تھی کہ جہان سے اور جس طرح ممکن ہو روپیہ حاصل کرین خواہ نتیجہ اُسکا
بُرا ہو یا بھلا نواب نے بغیر اس بات کے لحاظ کے کہ سکھ سردارون کی طبیعتون
پر اس سے کیا اثر ہوگا بھائی دیسو سنگھ کو اس نامعقول بہانہ سے قید کر لیا
کہ وہ دہلی سے بغیر اُسکی اجازت کے کیون چلا آیا تھا اور اس قصور کے عوض

مین چار لاکھہ روپیہ مانگا جو آخر مین لاکھہ روپیہ پیشکر دیسو سنگھہ کو تو چھوڑ دیا اور اُسکے بیٹے بھائی لال سنگھہ صاحب کو باقی روپیہ کے واسطے ضمانت کے طور پر نظر بند کہا اور چونکہ اُسکو یہہ یقین تہا کہ مجھسے سکہہ مقابلہ نکرینگے سیدہا کرک بڑہا چلا آیا اور گہوڑام مین آن پہنچا جو پٹیالہ سے پندرہ میل شرق کیطرف ایک نہایت قدیم قصبہ ہے۔ مہاراج بہی غافل تھے اُنہون نے جب سے یہہ سنا تہا کہ عبدالاحد خان اس ملک کے فتح کرنیکو آتا ہے تب ہی سے اپنے تمام دوستون اور قرابتیون اور فیلدار سردارون کو پیام بہیج دیئے تھے کہ اپنی اپنی فوج لیکر پٹیالہ چلے آئین چنانچہ نواب کے گہوڑام تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑی بہاری سپاہ یہان جمع ہوگئی تہی اور روز مرہ چلی آتی تہی پس اگرچہ مہاراج نے گہوڑام کے مقام اپنے دیوان نانون مل اور لالہ رام دیال میر منشی کو نواب اور شاہزادہ کی مدارات کیواسطے بہیجدیا مگر عبدالاحد خان سے یہہ سنکر کہ پٹیالہ مین کثرت سے فوج موجود ہے اور غفیر اور آجاویگی ہاتہہ پانون ڈہیلے ہوگئے اور سب ارادے چہوڑ چہاڑ کر دہلی کو واپس جانے پر تیار ہوا اور سردار بگیل سنگہہ سے جو بظاہر اُسکا صلاح کار اور رفیق بنگیا تہا یہہ خواہش کی کہ ذرا تک اُسکے ساتہہ رہے بگیل سنگہہ نے موقع دیکہکر اُس سے یہہ کہا کہ جبتک مین بعض سردارون کو کچہ دے دلاکر اسبات کا اطمینان نکرلون کہ وہ آپ کا

بیچہانکر ین کوچ کرنا مناسب نہین اور اس بہانہ سے جو روپیہ اُسنے بہائی دیسا سنگھ سے حاصل کیا تہا اُسمین سے بہت سا لیلیا اور کچہہ تو آپ رکہہ لیا اور کچہہ اور سرداروں کو دیکر اُنکا مونہہ میٹہا کرایا اور اپنے وعدہ کے موافق اُسکو کرنال پنجابہ دیا اور اگرچہ سردار جسا سنگھ آلہووالیہ اور جسا سنگھ رام گڈہیہ اور تارا سنگھ غیبہ اور جودہ سنگھ[1] وزیرآبادیہ وغیرہ سرداروں نے اُسکے تعاقب کیواسطے اصرار

[1] سردار جودہ سنگھ کا باپ گوبخش سنگھ اور اُسکا چچیرا بہائی دیسا سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے دادا سردار چڑہت سنگھ کے رفیقون مین تہے جب سردار چڑہت سنگھ نے ضلع گوجرانوالہ کے شمالی حصہ کو فتح کیا تب وزیرآباد کا علاقہ دیسا سنگھ اور گوبخش سنگھ کے ہاتہہ آیا اور اُنہون نے اُسکو آپسمین تقسیم کرلیا گوبخش سنگھ نے اپنی لڑکی دیسان کی شادی سردار چڑہت سنگھ کے ساتہہ کردی اور اسکے سبب سے اسکے اقتدار کو بڑی ترقی حاصل ہوئی احمد شاہ دُرانی کے حملہ کیوقت ۱۷۶۲ء مین گوبخش سنگھ اور دیسا سنگھ اپنا وطن چہوڑکر بہاگ گئے تہے مگر جب دُرانی کا طوفان فرو ہوگیا تب پہر اپنے وطن مین چلے آئے ۱۷۶۴ء مین گوبخش سنگھ نے قضا کی اور اُسکا بیٹا جودہ سنگھ اُسکے علاقہ کا مالک ہوا جسکی آمدنی اُسوقت ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سال تہی اسکے اور سردار مہا سنگھ کے باہم بڑی محبت تہی اور یہہ دونون سردار صاحب سنگھ بہنگی سُرمکہ گجرات کے ساتہہ جو سردار مہا سنگھ کا بہنوئی تہا ہمیشہ لڑتے رہتے تہے اس لڑائی کی وجہہ یہہ تہی کہ ایک دن مہا سنگھ اور جودہ سنگھ جو اُس سے ملنے کو گئے تو وہ بظاہر اُنسے بڑے اخلاق سے پیش آیا مگر جب یہہ دونون قلعہ مین پہنچے تو اُنکو قید کرلیا اور اس خوشی مین

کیا گر مہاراج نے اسوجہ سے کہ اُس بے سروپا سکھوں کے گروہ کا کچھ اعتماد نتھا
اور اُسنے یہہ اندیشہ تھا کہ سب دا کام کیوقت بچل جائین اور یہہ مہم کی فتح ہاتھ سے
جاتی رہے اسبات کو مناسب نہ سمجھا اور انکو اِس قصد سے روک تھام کرخصت کیا

کہانا کہانے کو جا بیٹھا ابھی وہ کہانا کہا ہی رہا تھا کہ ان نوجوان سردارون نے دفعتہً حملہ کرکے
اُن سپاہیونکو جنکی یہہ حراست مین تھے تہ تیغ کیا اور بھاگ کر اپنے لشکر مین چلے آئے اسکے
بعد بڑی لڑائی ہوئی اور سردار مہاسنگھ وزیرآباد اور صاحب سنگھ کے علاقہ کا بڑا حصہ اُنکے
قبضہ مین آگیا کہتے ہین کہ قصبہ سودھرہ کے محاصرے کے موقع پر جودھ سنگھ نے نہا سنگھ کو بڑی
دغا دی یعنی جبکہ صاحب سنگھ قلعہ مین محصور تھا اُسکے پاس گوا یا رہوت نہین رہا تھا کہ جودھ سنگھ
نے اس خیال سے کہ اگر صاحب مارا گیا تو مہا سنگھ بڑا طاقتور ہو جائیگا اُسکے پاس گوا یا رہوت
بھجوادیا اس لڑائی کے بعد ۱۷۹۶ء مین ہوئی تھی مہا سنگھ مرگیا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ
اسکے جانشین ہوئے۔ جودھ سنگھ اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کی آنکھ مین مدت سے
کھٹکتا تھا مگر رنجیت سنگھ یہہ جانتا تھا کہ اسکو گرفتار کرنا بھی مناسب نہین اسلئے آپنے ملاقات
کیواسطے اُسکو لاہور بلایا یہہ ایک سپاہ جرار اپنے ہمراہ لیکر آیا رنجیت سنگھ کہلا بھیجا کہ سپاہ کے
لانیکی کیا ضرورت ہے اسے واپس بھیجدو جودھ سنگھ نے اپنی سرداری کے خیال سے رنجیت سنگھ
کے کہنے پر عمل کیا اور صرف دو سو برچھی برداروں کے ساتھ لاہور پہنچا دوسرے روز پچیس
آدمی ہمراہ لیکر دربار مین گیا مگر اُنکو بھی باہر چھوڑ گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر اوّل تو بہت خوش
خلقی سے پیش آئے۔ شوخیہ باتین کرتے رہے مگر بعد ازان دفعتہً کھڑے ہوگئے اور اشارہ کیا
اسکو گرفتار کرلو یہہ دیکھکر جودھ سنگھ نے تلوار میان سے کھینچکر للکارکر کہا کہ مین بھاگنا نہین جانتا

مہاراج کی وفات اور خورد سال مہاراج صاحب سنگھ بہادر کی مسند نشینی اور اسکے نتایج

اِسکے بعد دو برس تک کسی سے لڑائی بھڑائی نہین ہوئی اور نہ کوئی نیا ملک فتح ہوا سبب یہہ تہا کہ اگرچہ کمبخت شراب دیر سے مہاراج کے مونہہ لگ گئی تہی لیکن اب اوسی اسکا ہوکا ہوگیا تہا اور بہت کثرت سے پینے لگے تہے آخر جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ استسقا کے مرض سے بیمار ہوکر پہاگن بدی اٹہمی سمت ۱۸۴۵ کو چوتیس ۳۴ برس کی عمر مین اس جہان سے رحلت کی اور اپنی فتوحات اور نام وری کا خوفناک ورثہ جسکو ابہی وہ بخوبی استحکام نہ دیسکے تہے اپنے نابالغ جانشین

جسمین ہمت ہوا گے بڑہے اور مجمہ پر وار کرے۔ سنگھ جی سنگہ دل چلا آدمی کی بڑی قدر کرتا تہا جب سنگھ کی شجاعت کو دیکہکر بڑا خوش ہوا اور بڑا بہاری خلعت دیکر بڑے اعزاز کے ساتہہ اسکو رخصت کیا اور علاقہ مہدی آباد بہی عطا فرمایا۔ ۱۸۱۴ء مین جودہ سنگہ کا انتقال ہوا اوسوقت اسکے بیٹے امر سنگہ اور گنڈا سنگہ دونون خورد سال تہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے موقع دیکہکر دیدار سنگہ پر حملہ کیا مگر گنڈا سنگہ نے اسکو ایک رقم کثیر نذر کی اسواسطے اُسنے اپنے ارادہ کو اوسوقت تو ملتوی کر دیا اور گنڈا سنگہ کو خلعت دیکر چلا گیا مگر اسکے تہوڑے عرصہ بعد فوج بہیجکر اُسکے علاقہ کو چہین لیا اور دس ہزار روپیہ کی جاگیر ان دونون بہائیون کو دیدی اگرچہ اسوقت رنجیت سنگہ نے یہہ اقرار کیا تہا کہ جب یہہ بالغ ہوجائینگے تب یہ علاقہ انکو واپس دیدیا جائیگا مگر یہہ صرف ایک بات ہی بات تہی۔ ۱۲ مولف

کے واسطے چھوڑ گئے جس زمانہ مین مہاراج پیدا ہوے تھے اور جسوقت مین
انہون نے نشو ونما پایا تھا تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ہندوستان شمالی
مین نہایت تاریک اور خراب زمانہ تھا لیکن صاحب ہمت اور عالی حوصلہ
لوگون کے لئے بیشبہہ ایک بہت بڑی جنگی تعلیم گاہ کی حیثیت رکھتا تھا
پس اگرچہ اُنہون نے کچھ تعلیم و تربیت پائی تھی لیکن روزمرّہ کی مار دھاڑ اور
رات دن کے لڑنے بھڑنے سے اُنکو ملک گیری اور طاقت آزمائی کا ایسا
ملکہ حاصل ہو گیا تھا کہ جسکے سبب سے یہ کہنا مبالغہ نہین ہے کہ اگر وہ چندے اور
بھی جیتے رہتے تو این روے شلج مین ایک ایسی خود مختار ریاست قایم کر لیتے جسکے
اقبال اور طاقت کے اعتراف سے ہمسایہ سلطنتون مین سے کسیکو بھی انکار نہ ہوتا اور
اُس نازک اور پُر آشوب وقت مین جبکہ ایکطرف سکھونکی جمہوری اور جنگجو گروہ نے
پشاور سے لیکر دریاے جمن کے پار انوپ شہر وغیرہ تک اودھم
مچا رکھا تھا اور دوسری جانب مرہٹون کے جفاکش اور دُور دُور گھوڑون نے
دکھن سے لیکر دہلی کے اِس طرف تک ملک کو اپنی ٹاپون سے روندڈالا تھا
جو فتوحات اُنہون نے حاصل کین اور جس زور اور حکمت سے انہون نے
اپنی ریاست جمائی بیشک انہین کا کام تھا۔ مہاراج امر سنگھہ کی وفات کے بعد

مہاراج صاحب سنگھ بہادر جنکی پیدایش بہادون بدی پندرس سمت ۱۸۳۰ کو مکر لگن مین ہوئی تہی سات برس کے سن مین اُنکے جانشین ہوئے سب راجون اور ذیلدارون اور سردارون نے تحایف اور نذرانے پیش کئے اور حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی کیطرف سے بہی خلعت آیا اور مہاراجہ مہندر کا لفظ خطاب مین بڑہایا گیا اور مہاراج کی دادی رانی حکمان صاحبہ کی تجویز سے دیوان نانومل جسنے مہاراج امر سنگھہ بہادر کے روبرو دہلی اور جنگی دونون طرح کی خدمتین کی تہین مدار المہام اور نایب ریاست مقرر ہوا۔ دیوان اگرچہ بہت لایق اور منتظم تہا لیکن چونکہ یہہ وقت بہت نازک اور ایک نہایت شجاع اور اولوالعزم اور ذی رعب رئیس کے وجود کا محتاج تہا مہاراج امر سنگھہ بہادر کی ناوقت وفات سے ریاست کو بڑا نقصان پہنچا اور جیسا کہ شخصی سلطنتون کو لازم ہے فوراً اُنکے رعب و داب مین فتور آگیا جو مہاراج ممدوح کے عہد دولت مین اس ریاست کو حاصل تہا اور ملکی بغاوتین اور خانگی فتنہ و فساد شروع ہوگئے۔

سردار مہا سنگھہ کی سرکشی

سب سے پہلے رانی دیسو صاحبہ کا بہائی سردار مہا سنگھہ جسکو اپنی بہن کی حمایت کا بہروسہ تہا قلعہ ڈیہوڑان مین جہان کی حکومت اُسکے سپرد تہی جاکر

باغی ہوگیا دیوان ناتون مل نے جاکر قلعہ کو گھیر لیا اور تین مہینے تک برابر لڑائی ہوتی رہی اور جب دیوان نے سردار تارا سنگھ رئیس راہون کی جو نہا سنگھ کو خفیہ مدد دیتا تھا سردار جیمنگھ کنہیا رئیس فتحگڈھ کی معرفت دھمکایا تو اُسنے باتفاق سردار جیمنگھ کا شفیع بنکر نہا سنگھ کو دیوان کی خدمت مین حاضر کردیا دیوان نے ان دونون سردارون کی سفارش کے لحاظ سے اگرچہ اُسکو کچھ اور سزا دی مگر قلعہ ڈھوڈان اور اُسکے متعلقہ علاقہ کی حکومت چھین لی اور نہا سنگھ اپنے گھر مُدکی کو چلا گیا جہان کمیسونر سنہ ۱۸۴۶ء کو سرکار انگریزی اور مہاراجہ دلیپ سنگھ نابالغ والی سابق لاہور کی فوج سے ایک سخت لڑائی ہوئی تھی جسکی یادگار کے طور پر سرکار انگریزی نے وہان ایک بڑا مینار بنا دیا ہے۔ جو طبیعت انسانی کے ہولناک جذبون اور خونخوار اُمیدون کی گویا تصویر ہے جنکے جوش سے آدمی آدمی کا دشمن ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے کے مارنے اور جان لینے پر فخر کرتا اور اُسکے مُلک اور دولت کے چھین لینے کو اپنا حق سمجھتا ہے اور پھر ایک دن یہ سب فخر اور حوصلے خاک مین ملجاتے ہین اور مُلک و دولت سب یہین پڑے رہجاتے ہین اور یہ جسطرح سے آیا تھا اُسیطرح خالی ہاتھ دنیا سے چلا جاتا ہے اور تاریخ کی کتابون مین اسکا ذکر کہانی کی طرح لکھا رہ جاتا ہے۔

مسماۃ راجو کا تصرف قلعہ کوٹ سمیر اور نانون مل کی اسپر چڑھائی

ابھی یہہ سرکشی ہو کر ہٹی ہی تھی کہ یہہ خبر لگی کہ بخشو سنگھہ کی زوجہ مسماۃ راجو نے جو سکھہ چین سنگھہ سابق مالک بہنڈہ کی اولاد مین سے تہا کوٹ سمیر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ دیوان خود اُوہان پہنچا اور لڑائی شروع کی اور دو مہینے تک وہان رہکر اُس ملک کا انتظام کرتا رہا اور راجو کی سرزنش کیواسطے کوٹ سمیر کے متصل ایک کچی گڑہی بنا کر کسیقدر فوج اُسمین چہوڑ دی اور خود پٹیالہ کو چلا آیا

رانی کہیم کور صاحبہ کے بہائی سردار اُلا سنگھہ کی بغاوت بمقام بہیکی اور نانون مل کا وہان جانا اور اُلا سنگھہ کو سزا دینا

نانون مل یہان پہنچا ہی تہا کہ مہاراج امر سنگھہ بہادر کی رانی کہیم کور صاحبہ کے بہائی اُلا سنگھہ نے اپنے بہائی سردار پاکہر سنگھہ اور موضع بہیکی کے زمیندارون کی سازش سے سردار تہہ سنگھہ وہان کے قلعہ دار اور تہانہ دار پر اچانک حملہ کر کے اُسکے گہر کو لوٹ لیا اور اُسکو قلعہ سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت مہاراج امر سنگھہ بہادر کی رانیون کے بہائی براورون کا بہت زور تہا اور اُنکی والدہ رانی مکان صاحبہ کے سوا سب رانیان نانون مل کے انتظام سے ناراض تہین نانون مل

نے رانی حکمان صاحبہ سے جو اسکی تقویت کا بڑا سبب تہین اس معاملہ مین مشورہ کیا اور اسوجہ سے کہ پٹیالہ کے خزانہ کا روپیہ مہاراج امر سنگھہ بہادر کی وفات اور مہاراج صاحب سنگھہ بہادر کی رسم نشینی کی رسمون مین خرچ ہوچکا تہا اور ملک کا محاصل بہت وقت سے بغیر کسی مقررہ اور مساوی قاعدہ کے وصول ہوتا تہا - دوسرے سمت ۱۸۴۱ کے اُس ہولناک قحط کے سبب سے جسمین ہزارون آدمی بہوکے مرگئے اور ملک تباہ اور برباد ہوگیا تہا اور اپنی شدّت اور سختی کے سبب سے ابتک بھی وہ ضرب المثل ہے - روپیے کی آمدنی کے راستے اکثر بند تہے - بہنڈہ کے خزانہ سے جہان احتیاطاً کسیقدر روپیہ رکہا جاتا تہا بقدر ضرورت منگاکر اپنی فوج کو مرتب کیا اور رفیق اور ذیلدار راجے اور سردارون کو بہی بلا بہیجا اور رانی حکمان صاحبہ کو ساتہہ لیکر قلعہ بہیکی کو جا گہیرا - اگرچہ اللہ چند روز لڑتا رہا مگر آخر مایوس ہوکر ایکدن رات کو سُرنگ کے راستہ قلعہ سے نکلکر اپنے مسکن تلونڈی مین جا رہا - دیوان نے بہی اُسکے تعاقب مین کوچ کیا اور آلا سنگھہ بنا چاری چودہری ہمیر سنگھہ صاحب رئیس نابہہ کے ذریعہ سے رانی صاحبہ کی خدمتمین حاضر ہوکر طالب عفو ہوا - لیکن دیوان اُسکو قید کرکے پٹیالہ مین لے آیا اور سردار مہراج سنگھہ کو اُسکی جگہہ فوج کافی دیکر اُس ضلع کا

حاکم مقرر کیا اور آخر کار جب سوڈھی ناہر سنگھ رئیس آنندپور نے سفارش کی تحکم وعدہ نمک حلالی اور خیر خواہی کا لیکر رانی صاحب نے دیوان کو بہت سا کہہ سنکر اور بہاری جرمانہ لیکر اُسکو قید سے چھڑا دیا اور چند دیہات بعوض نوکری اُسکی جاگیر مین مقرر کر دیئے۔

سردول سنگھ قلعہ دار موے پور کی بغاوت اور نانون مل کی اُسپر فوج کشی اور رانی حکمان صاحبہ کی وفات اور دیوان کا قید ہونا

چونکہ ان فسادون کے باعث سے ریاست کے خزانون کا روپیہ بہت کچھ خرچ ہو چکا تہا اور باقی ماندہ کی نسبت ہی لوگون کو یہی توقع تہی۔ رانی کہیم کنور صاحبہ نے غالباً اس خیال سے کہ نانون مل کہین اُسکو بہی خرچ کیوا لے نہ لے اُنکے پاس جو روپیہ تہا چپکے چپکے سردول سنگھ قلعہ دار موے پور کے پاس جو اُنکا دور کا رشتہ دار اور اُنکی جاگیر کا جو موے پور کے پرگنہ مین ہی مہالج امر سنگھ بہادر کی حیات مین سربراہ کار تہا بہیجنا شروع کیا اسطرح سے جب قریب دس لاکھ کے مال وزر اُسکے پاس جمع ہو گیا اُسکی بہی عقل چکرائی اور قلعہ مین بگڑ بیٹھا۔ دیوان کو اب اِس نئے جہگڑے کی فکر ہوئی اور چونکہ

غالب ہے کہ اُس زمانہ مین مرہٹون کی فوج کے حالات سن سنکر جسکو فرانسیس لوگون نے مرتب کیا تہا ہمارے ملک کے لوگ بہی قواعد دان فوج اور توپخانہ کے فوایدسے کسیقدر واقف ہوگئے تہے اسلئے دیوان نے ایک شخص گاجربیگ نامی کو نوکر رکہکر جو غالبًا پوربی کا رہنے والا تہا اور نمازی بیگ شاید نام تہا جسکو بے علمی کے سبب سے لوگون نے بگاڑکر گاجربیگ بنالیا اُسکے اہتمام سے ایک پلٹن تیار کی اور توپخانہ کو بہی درست کیا جسکے چلانے والے اوّل اوّل لکہنؤ۔ جونپور وغیرہ سے آئے تہے اور خاص اپنی اور فیلدار سردارون کی فوج ساتہہ لیکر مولے پر مورچے جالگائے اور بیس دن تک توپ بندوق چلتی رہی اس عرصہ مین سردول سنگہ نے پلٹن مذکور کے ایک الوسدار[۱] خرم بیگ نامی کو لالچ دیکر دیوان کے قتل پر آمادہ کیا اور جب ایک روز دیوان نے اُسکو حملہ کا حکم دیا اُسنے گستاخانہ طور پر انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنی تنخواہ اسیوقت لینگے دیوان نے اس گستاخی اور بے محل سوال سے ناراض ہوکر اُسکے گرفتار کرلینے کا اشارہ کیا لیکن اُسنے جالاکی کرکے دیوان کو تلوار سے زخمی کیا اور بہاگنا چاہا مگر لوگون

[۱] کمیدان کے ماتحت ایسے عہدہ دار ہوتے تہے جنکے آدہی آدہی پلٹن سپرد ہوتی تہی اور دونونکو الوسدار کہتے تہے جو انگریزی یا فرانسیسی زبان کا بگاڑا ہوا کوئی لفظ ہے ۱۲۔ مولف

نے مار کر اُسکا وہین ڈھیر کر دیا۔ اس شورش سے لشکر مین بڑی کھلبلی مچی اور لوگ دیوان کو اُٹھا کر خیمہ مین لے آئے۔ جب یہہ سُنکر رانی حکمان صاحبہ عیادت کو آئین دیوان کو گھایل اور لہولہان دیکھکر بیہوش ہوگئین اور چونکہ عمر کی ضعیف تہین اُسی غشی کی حالت مین ایک دن کے بعد گذر گئین اب سوے پورنے تو کیا فتح ہونا تہا اسپر طرہ یہہ ہوا کہ سومان سنگہہ ہمیر سنگہہ تہمن سنگہہ وغیرہ سردارون اور مہاراج امر سنگہہ بہادر کی بیوہی بی بی پردمان صاحبہ اور رانی کہیم کور صاحبہ نے جو دیوان سے ناراض تہین مرہم پٹی کی جگہہ اُلٹا اُسکو پٹیا مین لاکر قید کر دیا اور لالہ کوماکو جو پہلے ہی ایک دفعہ دیوان ہوچکا تہا نایب ریاست مقرر کیا

سردار خوشحال سنگہہ فیض الصد پوریہ کا تصرف قصبہ بنوڑ پر اور بی بی راجندر صاحبہ کا دیوان نانون مل کو اُسکے عہدہ پر بحال کرنا وغیرہ حالات

سردار خوشحال سنگہہ[۱۵] فیض الصد پوریہ قصبہ بنوڑ مین چوتہائی کا حصہ دار تہا اب ریاست مین بدانتظامی تو پہیل ہی رہی تہی موقع دیکہکر اُسنے سرکاری تہانہ دار کو بنوڑ سے نکالدیا اور قصبہ اور قلعہ پر قبضہ کرلیا یہہ خرابیان دیکہکر بی بی راجندر صاحبہ

[۱۵] اپنے زمانہ مین فیض الصد پوریہ ہی جسکو سنگہہ پوریہ بہی کہتے ہین ایک بڑا طائفہ اور خاندان

پہگواڑہ سے پٹیالہ مین آئین اور نانون مل کو جس سے یہہ توقع ہوسکتی تھی کہ پھر انتظام کو درست کریگا اُسکے عہدہ پر بحال کیا۔ اتنے مین مرہٹون کا ایک سردار دمارا راؤ نامی کو چھیتر کے نہان کو آیا چونکہ لوگون کے نفاق اور اتفاقی کیوجہہ سے نانون مل کو توقع نہ تہی کہ بغیر امداد کسی غیر شخص کے وہ ان بغاوتون کے دبانیمین کامیاب ہوگا اُسنے دمارا راؤ کے ساتہہ سازباز کرنا اور اُس سے مدد لینا مناسب سمجہا اور سردار چین سنگہہ اور منشی رام دیال کو اُسکے پاس بہیجا اور اُنہون نے سردار بگھیل سنگہہ کروڑا سنگہیہ کی معرفت جسکا یہہ وتیرہ تہا کہ جو زبردست شخص اسطرف کا قصد کرتا یہہ کسی کسی بہانہ سے اُسکا پشت دست اور اُسکی کامیابی

ے تہا اسکا بانی سردار کپور سنگہہ تہا جسنے فیض اللہ پور جو امرتسر کے قریب ایک کانون ہی اُسکے بانی فیض اللہ خان سے فتح کرکے سنگہہ پورہ نام رکہا اور اسکے نام پر یہہ خاندان مشہور ہوا کپور سنگہیہ سکہہ نکی جمعوری سپاہ کا سب سے بڑا سردار تہا اور اسنے نواب کا لقب اختیار کیا تہا جب ۱۷۵۶ء مین اُسکا انتقال ہوگیا اُسکا بیٹا سردار خوشحال سنگہہ جسنے یہہ سنگامہ برپا کیا تہا اُسکے علاقہ کا مالک ہوا جو چار لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا تہا اور قصبہ جالندہر اُسمین شامل تہا۔ ستلج پار کا علاقہ اسکے بیٹے بدہ سنگہہ کے وقت مین جو خوشحال سنگہہ کے مرنیکے بعد ۱۷۹۵ء مین اس جاگیر کا مالک ہوا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہہ لاہور والی نے چہین لیا اور صرف وہ علاقہ اسکے پاس رہگیا جو ضلع انبالہ کے گوشہ شمال و مغرب مین دریائے ستلج کے موڑ پر کیرت پور کے قریب سے بہی دور تک تہا اور اب بہی اُسکی اولاد کے قبضہ مین ہے مہاراج اگر سنگہہ صاحب بہادر نے بابل سے لی تہی اور نواب نین خان

کے لئے اوزا بھیجا تا۔ تین لاکھ روپیے دینا کر کے اپنی مدد پر آمادہ کر لیا۔ جب مہاراجہ تھانیسر مین پہنچا بی بی راجندر صاحبہ اور دیوان نانون مل نے سوبھان سنگھ کو خوشحال سنگھ کی سازش کے شبہ یا حیلہ سے قید کر لیا اور راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر اور اُور سرداروں اور ذیلداروں کو ہمراہ لیکر اُس سے وہان جا کر ملے اور اُسکو تھانیسر لیکر رئیس کیتھل کے علاقہ کے دیہات سارسہ اور گمتھلہ سے نذرانہ لیکر سونپتہ اسمٰعیل پور کی راہ سے ملاتے ہوتے انبالہ آئے۔ راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر تو بیمار ہو کر راستہ مین سے اپنے علاقہ سفیدون کو چلے گئے وہان جا کر اخیر ۱۸۰۸ء مین اُنکا انتقال ہو گیا اور بی بی راجندر صاحبہ انبالہ سے پٹیالہ کو چلی آئین انبالہ والے سکھ جنھون نے ریاست کے بعض دیہات پر قبضہ کر لیا تھا اور بڑا فساد کر رکھا تھا خود بخود بھاگ گئے اور دیوان نے اُنمین بدستور اپنا تھانہ بٹھلا دیا اور بنوڑ کیطرف کوچ کیا جو انبالہ سے بارہ میل شمال مغرب کی طرف ہے۔ خوشحال سنگھ کو اگرچہ مکرر کہا گیا کہ قلعہ کو بغیر لڑائی کے چھوڑ دے مگر اُسنے سردار کرم سنگھ شاہ آبادی[۱]

[۱] سردار کرم سنگھ ۱۷۹۹ء مین علاقہ بنجہیڑہ اس ملک مین آیا اور علاقہ شاہ آباد مین سے جسکو نشانون والی مثل (گروہ) نے فتح کیا تھا اس گروہ مین کے ایک شخص ہمت سنگھ نامی کی بیوہ نے پانچ کانون اسکو دیئے پر یہ اپنی تدبیر اور ہمت سے اُس سارے علاقہ پر قابض ہو گیا جو پچیس تیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کا

[۲] صوبہ دار ہر سند اسیکو ایک سوار کی گولی سے مارا گیا تھا۔ ۱۲ مولف

اور اور سکھ سرداروں کی حمایت سے جنکو کرم سنگھ نے پنتھ[ع] کی عزت بجانیکے حیلے سے اپنا شریک کرلیا تھا صلح سے قلعہ خالی نکیا اور بناچاری دیوان نے حملہ کرکے دو گھنٹہ کی لڑائی مین قلعہ فتح کرلیا - اور سکھ تو حسب عادت ادہر ادہر بھاگ گئے مگر کرم سنگھ مولے پور کے باغیون کی حمایت کو گیا اب اُنکی کیفیت سنیئے کہ سردول سنگھ اور ہمیر سنگھ نے ایک روز حسب عادت خوب شراب اور بھانگ اور نشہ کی ترنگ مین کسی بات پر بگڑ کر ہمیر سنگھ نے سردول سنگھ کو جام اجل سے سیراب کیا کرم سنگھ شکست کہاکر تو آیا ہی تھا یہ دیکھکر اُسکا اور ہی نشہ کرکرا ہوگیا اور آخر یہی سوجھی کہ مال وزر جو کچھ ہاتھ لگا لیکر قلعہ چھوڑ دونون بھین کو رفوچکر ہوئے اور دیوان بے روک ٹوک جاکر قلعہ پر قابض ہوگیا جب ان

ع پنتھ عربی لفظ طریق کا ترجمہ ہے سکھ اپنے مذہب کو پنتھ خالصہ کہتے ہے - ۱۲ مولف -

---

تہا سنہ ۱۸۱۰ مین اسکے مرنیکے بعد اسکا علاقہ اسکے چارون بیٹون نجیت سنگھ فتیہ سنگھ کانہہ سنگھ گربخش کور مین باہم برابر تقسیم ہوا - سردار گربخش سنگھ کی شادی ۱۸۰۸ مین مہاراج کرم سنگھ بہادر کی بہن بی بی صاحب کور سے ہوئی تھی سردار گربخش سنگھ کے ۱۸۳۱ مین لاولد مرنیسے اُسکا حصہ سردار ہمیر سنگھ کو ملگیا یہ ہمیر سنگھ مرا اور اُسکا بیٹا کیسر سنگھ ہوا اسکے ڈیڑھ برس بعد لاولد مرگیا اُسکا علاقہ جو اُسوقت گیارہ ہزار سے کچھ زیادہ آمدنی کا تہا گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ مین آیا - نجیت سنگھ کے بیٹے دھرم سنگھ اور گربخش سنگھ بقید حیات موجود ہین دھرم سنگھ کی زیادہ آمدنی اور گربخش کے حصہ مین کانہہ سنگھ کا بیٹا نارائن سنگھ بھی زندہ ہے اور کوئی ساڑھے تین ہزار روپیہ کی آمدنی اُنکو ملتی ہے باقی حصے مولف

جھگڑوں سے فراغت ہوگئی دیوان نے کچھ اپنے اور کچھ اور سکھ سردارون کے علاقہ سے حسبطرح بنا روپیہ تحصیل کرکے دمارا راؤ کو دیکر رخصت کردیا اور گھیبل سنگھ کو ساتھ لیکر مُلک مین دورہ شروع کیا اور دھینگا دھینگی جس جگہ سے جو کچھ ملگیا اور مُہر سنگھ وغیرہ سکھون کو جو چہارمی کہلاتے تھے اور نیم باغی سے تھے خوب بچوڑا اور پایل کے علاقہ موضع کٹانہ مین ایک کچا قلعہ بنایا مگر سرائے دوراہہ کے سکھون نے سرکشی کی دیوان اُنکی سزادہی کیواسطے کسیقدر فوج دھان چھور کوٹ کپورہ کیطرف روانہ ہوا راستہ مین سردار دلیل سنگھ[1] ملودیہ نے جو ریاست کا ذیلدار

[1] خاندان ملود مہاراج آلا سنگھ صاحب بہادر کے چھوٹے بھائی بخت مل کی اولاد ہے جنہون نے ۱۱۱۲ھ مین موضع کوٹ بخت مل حروف سہنا اپنے نام پر آباد کیا تھا۔ بخت مل کا بیٹا سردار مان سنگھ ہوا اسکے دو بیٹے سردار دلیل سنگھ اور باگھ سنگھ پیدا ہوے جنکا متن مین ذکر ہے۔ سردار دلیل سنگھ کے دو بیٹے سردار فتح سنگھ اور سردار مت سنگھ ہوے۔ سردار فتح سنگھ نے سنہ ۱۹۰۶ مین قضا کی اور جب اسکا بڑا بیٹا سردار حضور اسنگھ سنہ ۱۹۱۱ مین ولد مگیا فتح سنگھ کا تمام حصہ سردار اتم سنگھ کے قبضہ مین آگیا جو اب بقید حیات موجود ہے۔ سردار دلیل سنگھ کا چھوٹا بیٹا سردار مت سنگھ بھی ابتک زندہ ہے۔ اس شاخ کی جاگیر قریب چوبیس ہزار روپیہ کے ہے جسمین سے موضع سہنا اور بالگڑہ وغیرہ جمی تینتیس ہزار چار سو پچپن روپیہ سردار اتم سنگھ اور قصبہ ملود (جسکے نام پر یہہ خان مشہور ہے) اور پکھو وغیرہ جمی بیس ہزار اکتالیس روپیہ قبضہ سردار مت سنگھ ہے۔ باگھ سنگھ کی اولاد مین سردار رنجیت سنگھ اور حقیقت سنگھ ہوے۔ رنجیت سنگھ کے سنہ ۱۹۱۱ مین لاولد مرنے سے اُسکا حصہ بھی حقیقت سنگھ

تہا اپنے چھوٹے بہائی باگھہ سنگھہ کی شکایت کی جو موضع سہنا معروف کوٹ بخت پر زبردستی قابض ہوگیا تہا دیوان نے آٹھہ دن تک لڑکر یہہ مقام باگھہ سنگھہ سے چھین کر پرولیل سنگھہ کو دیدیا اور اسکے عوض مین بیس ہزار روپیہ نقد اور ایک توپ بطور نذر اُس سے لی اور کوٹ کپورہ کی سرحد پر اس سے دو کوس کے فاصلہ پر موضع ڈہلون کے مقام ایک گڑہی بناکر کچھہ فوج اُسمین چھوڑدی اور باغی دیہات کو لُوٹ کہسوٹ کر نذرانے اور معاملے وصول کیئے اور جو نذرانہ ادا کرسکے وہان کے لوگون کو ضمانت کے طور پر اپنے ساتہہ لے آیا اور بہٹیانہ مین جاکر موضع سنگہا اور جہنڈہ کو مطیع کرکے تین برس کا محاصل جو باقی تہا وصول کیا اور موضع ہیونہ کے لوگون نے جو مقابلہ کیا اُنکو بہی لڑکر منکوب کیا اور تہانہ دار کے رہنے کیواسطے ایک گڑہی وہان بناکر اور ملک کا انتظام کرکے پٹیالہ کو واپس چلا آیا اور بگہیل سنگھہ کو بہی زر موعودہ دیکر رخصت کیا

مہاراج کی شادی

سردار گنڈا سنگھہ[1] بہنگی رئیس امرت سر کی بیٹی رانی رتن کنور صاحبہ مہاراج

[1] سردار جہنڈا سنگھہ اور گنڈا سنگھہ یہہ دونون ہری سنگھہ کے رفیقون مین تہے جب ہری سنگھہ کی قبضہ مین آیا حقیقت سنگھہ نے چونسٹھہ ۶۴ برس کی عمر مین ۱۸۰۲ء قضا کی اُسکا نابالغ بیٹا بلونت سنگھہ قابض مقبوضہ گیرہے اور قصبہ پیرو دہا وغیرہ جملہ چودہ ہزار روپیہ سالانہ کا اُسکے پاس ہین اور یہہ علاقہ ضلع لودیانہ کے ماتحت ہے ۱۲ مؤلف

سے منسوب تہین سردار گنڈا سنگہہ تو کبھی سے مرچکا تہا لیکن اب اُسکے پوتے سردار

۱۷۶۶ء مین پٹیالہ کی سپاہ کے ہاتہہ سے مارا گیا تو یہہ دونون بہنگیون کے ایک فرقہ کے افسر تہے یہہ سردار جٹہون قوم کے جاٹ اور ترن تارن کے قریب کے رہنے والے تہے اُنکے زمانہ مین اس گروہ کو بڑی طاقت اور ثروت حاصل ہوئی - اُنکے ساتہہ بہاگ سنگہہ مالووالیہ اور تارا سنگہہ اور شیر سنگہہ وسیاست بوڑیہ کا مورث اعلے سردار ہری سنگہہ اور سدا سنگہہ ودویہ اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کا پہوپہا سردار صاحب سنگہہ سیالکوٹیہ اور دھان سنگہہ اٹوا اور گوجر سنگہہ اور لہنا سنگہہ تہے ۱۷۶۶ء مین جہنڈا سنگہہ اور گنڈا سنگہہ نے ایک بڑی فوج کے ساتہہ ملتان پر چڑہائی کی مگر طرفین مین سے کوئی غالب نہوا اور باہم یہہ عہد ہوگیا کہ سکہون اور افغانون کے علاقہ کے مابین مقام پاک پٹن سرحد گنا جائے - یہان سے لوٹ کر جہنڈا سنگہہ امرتسر آیا اور اُس قلعہ کے تعمیر کرانیمین مصروف ہوا جسکی ہری سنگہہ نے بنیاد ڈالی تہی - اس قلعہ کے کچہہ نشان لوہا منڈی کے پیچہے تک نظر آتے ہین - جہنڈا سنگہہ نے بدعہدی کرکے ۱۷۶۷ء مین پہر ملتان پر حملہ کیا ڈیڑہ مہینے تک قلعہ کا محاصرہ کئے پڑا رہا مگر اُسکو سر نکر سکا اور آخر کار جب پٹہانون کی فوج جہان خان کے ماتحت قلعہ والون کی مدد کیواسطے قریب پہنچگئی تب محاصرہ اُٹہا کر چلا گیا - اگلے برس اُسکے اقبال نے پہر کچہہ زور کیا - ملتان کے حاکم شجاع خان اور شریف بیگ کلو (ترکونکی ایک قوم ہے) کے باہم جہگڑے برپا ہوے اور شریف بیگ نے جہنڈا سنگہہ اور گنڈا سنگہہ کو اپنی مدد کیواسطے بلایا انہون نے فوراً سپاہ لیکر جنوب کی طرف کوچ کیا اور شجاع خان اور اُسکے رفیق بہاول پور والون کو شکست دیکر ملتان پر قبضہ کرلیا اور اپنے ایک رفیق دیوان گنگا رام کو وہان چہوڑکر شمال کیطرف لوٹ آیا اور راستہ مین مرگیا اور چٹہون سے اُس توپ کو جسکا

گلاب سنگھ نے شادی کا پیغام بھیجا اور شروع سمت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۷ء میں مہاراج

نام نرمزہ تھا جمین کر اپنے رفیق اور خواجگذار راجہ رنجیت دیو والی جموں کی امداد کیواسطے گیا جو اپنے بڑے لڑکے برج راج دیو سے ناراض ہو کر رہا چاہتا تھا کہ اسکو خارج کر کے چھوٹے لڑکے میان ولیل سنگھ کو ریاست کا مالک بنائے اور برج راج دیو نے سردار جیمگھ اور حقیقت سنگھ کنہیا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے دادا سردار چڑھت سنگھ سوکر چکیا کو اپنی مدد کیواسطے بلایا تھا۔ کئے مہینے تک یہ سردار باہم لڑتے رہے مگر جب چڑھت سنگھ بندوق پہنکر بے موت مر گیا اور بنگی غالب معلوم ہونے لگے کنہیوں کی تحریک سے ایک خاکروب جھنڈا سنگھ کے جبکہ وہ گھوڑے پر سوار اپنے لشکر کو جاتا تھا گولی ماری اور اُسکے مرتے ہی اس لڑائی کا خاتمہ ہو گیا اور ریاست جموں حقیقت سنگھ کی ہاتھ آئی یہ واقعہ ۱۸۰۷ء کا ہے۔ اب گنڈا سنگھ میں مسل کا سردار بنا اسکو اپنے بھائی کے انتقام لینے کی دھن لگی ہوئی تھی اور یہ موقع کا منتظر تھا اب جو جھنڈا سنگھ کے ایک فیق نند سنگھ نامی کی بیوہ نے جبکا انتقال انہین دنون ہوا تھا جب جھنڈا سنگھ مارا گیا تھا اپنی لڑکی کی شادی حقیقت سنگھ کنہیا کے ایک رشتہ دار لہنا سنگھ کے ساتھ کر دی اور لڑکی کے ساتھ پٹھان کوٹ کا علاقہ بھی جو جھنڈا سنگھ نے نند سنگھ کو دیا تھا داماد کو دیدیا اس بات پر گنڈا سنگھ نہایت افروختہ ہوا اور تارا سنگھ کو اس جاگیر کے چھوڑ دینیکے واسطے کہہ بھیجا مگر اُسنے نہ مانا اسلئے گنڈا سنگھ نے نیز مہ توپ اور سردار بنا سنگھ بہرام گڑھیہ کو ساتھ لیکر پٹھان کوٹ کی طرف کوچ کیا۔ راستہ مین سردار حقیقت سنگھ اور تارا سنگھ اور سردار لہنا سنگھ کے بیٹے گوربخش سنگھ کنہیا سے مقابلہ ہوا مگر دو تک لڑائی نہین ہوئی اور گنڈا سنگھ جبکہ وہ دینا نگر مین مقیم تھا اجل نے آن گھیرا اور بیمار ہو کر مر گیا اسکا لڑکا دیسو سنگھ بہت خورد سال تھا اسلئے اسکی سپاہ نے اسکے ایک رشتہ دار چڑھت سنگھ کو اسکا جانشین کیا مگر چڑھت سنگھ

بڑی دھوم دھام سے وہان تشریف لیگئے اور شادی کرکے واپس آئے اس

ہی میدان مین جو کنہیون کے ساتہہ ہوا مدا گیا اور فوج بے سری ہوکر واپس امرت سر چلے آئے زمزمہ توپ کا حال ہی کسیقدر قابل ذکر ہے اسکو ۱۱۷۶ ہجری مین ایک اور توپ کے ساتہہ جسکا نام دمدمہ تہا احمد شاہ نے بنوایا تہا اسکے بننے کی تاریخ یعنی ۱۱۷۴ ہجری اس مصرعہ سے جو اُسپر کندہ ہے نکلتی ہے ؎ پیکر اژدہائے آتش بار - یہہ دونون توپین جو ساتہہ ڈہالی گئی تہین پیتل اور تانبے کی مرکب دہات سے بنائی گئی تہین اور انکے بنانے کے واسطے لاہور کے رہنے والون سے گہر پیچھے ایک دات کا برتن بطور جزیہ لیا گیا تہا - جب احمد شاہ نے پانی پت کی مشہور معروف لڑائی فتح کے بعد کابل کیطرف معاودت کی تب زمزمہ کو جسکے چلنے کا سامان تیار نہ تہا لاہور مین اپنے صوبہ دار خواجہ عبید کے پاس چہوڑ گیا اور دمدمہ کو اپنے ساتہہ لیگیا جو دریا چناب کی نذر ہوئی کہتے ہین کہ جب ہری سنگہیہ بہنگی نے خواجہ عبید کا سیکڑین لوٹا تب اس توپ کو امرت سر لیگیا مگر یہہ روایت صحیح نہین کیونکہ یہہ بات تحقیق ہے کہ یہہ توپ خواجہ عبید کے زمانہ یعنی ۱۱۷۶ھ مین لاہور کے شاہ برج مین ناکمل پڑی رہی اور ۱۱۸۴ھ مین جب لہنا سنگہہ اور گوجر سنگہہ بہنگی نے لاہور کو فتح کیا تب اُنکے ہاتہہ آئی اس فتح کے دو روز بعد مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا دادا سردار چڑہت سنگہہ بہنگیون کو مبارکباد دینے آیا اور یہہ کہا کہ لوٹ کا کچہہ حصہ مجہکو بہی ملنا چاہیئے - بہنگی اس بات کو جانتے تہے کہ چڑہت سنگہہ مبارکباد دینے نہین آیا ہے بلکہ جسطرح ایک مردہ جانور کی لاش کی بو سونگہتے ہی گدہ جہپٹ کر آتا ہے اسی طرح یہہ یہان آیا ہے مگر وہ اب ایسے زبردست شخص کو اپنا دشمن بنانا نہین چاہتے تہے اور ساتہہ ہی یہہ بہی چاہتے تہے کہ اُسکو کچہہ ندین اسلئے انہون نے اس سے نہایت خوش خلقی کے ساتہہ کہا کہ اس مقام کی لوٹ مین سب سے عمدہ زمزمہ توپ ہے

شادی پر پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

جو ہمارے اتہ آئی اگر اسکا لینا منظور ہے تو اسکو بیجائے۔ انکو یہ یقین تہا کہ وہ اس اجکر کو کسی طرح نہ لیجا سکیگا مگر چڑہت سنگہ یہہ دیکہکر کہ اسکے سوا اور کچہ ہاتہ نہین آسکتا اسکو اپنے آدمیون سے کہچوا کر بمشکل تمام اپنے لشکر مین لیگیا اور یہان سے لیجا کر اپنے قلعہ واقعہ گوجرانوالہ مین کہا جہانے احمد خان چڑہا اسکو احمد نگر لیگیا۔ اسبات پر اسکا بہائی پیر محمد جو اس توپ پر کچہ اپنا ہی حق سمجہتا تہا بہت ناراض ہوا اور ونون بہائیون مین اس توپ کی خاطر لڑائیان ہوئین جن مین ایک لڑائی پیر محمد کا مارا گیا اور دولڑکے احمد خان کے کام آئے۔ آخر کار پیر محمد نے گوجر سنگہ بہنگی کو اپنی مدد کے لئے بلایا اسنے آتے ہی احمد خان کو قید کر لیا اور ایسا تنگ کیا کہ ایک دن رات پانی تک پینے نہ دیا آخر کار احمد خان نے توپ کے دینے کا اقرار کیا اور گوجر سنگہ اپنے دوست پیر محمد کو جل دیکر اسکو اپنی ریاست گاہ گجرات مین لے آیا۔ یہان یہہ دو برس تک رہی بعدہ جو سردار چڑہت سنگہ کے ساتہہ لڑائی ہوئی اسمین بہنگیونکو شکست ہوئی پیر چڑہت سنگہ کے قبضہ مین آگئی ۱۸۰۷ء مین چڑہتون نے جو آئے دن چڑہت سنگہ سے لڑتے رہتے تہے زر زمہ کو اس سے چہین کر تہوڑے عرصہ تک مہار کے قلعہ مین رکہا پہر سوال نگر مین جواب رام نگر کہلاتا ہے بہجوادیا اسکے دو سال سردار جہنڈا سنگہ بہنگی نے ملتان سے واپس آئے ہوئے اسکو وان سے لیکر لاہور مین بہجوادیا۔ یہان وہ ۱۸۱۱ء تک بہنگیون کے قلعہ مین رہی اور اس سال مہاراجہ رنجیت سنگہ نے جسکو اسکے لینے کی بڑی تمنا تہی بہنگیونکو شکست دیکر لیلیا۔ رنجیت سنگہ کے عہد مین بڑی دہوم دہام کے ساتہہ اسکا قصور سجان پور وزیر آباد اور ملتان کی مہم مین گئی ۱۸۱۸ء مین ملتان کی مہم کے موقع پر اسکو بڑا صدمہ پہنچا اور چونکہ اب کام کے لائق خیال نہین کیجاتی تہی اس سبب

سردار چوہڑ سنگھ بہدوڑیہ اور کوٹلہ مالیر کے پٹھانون کی لڑائی

انہین دونون مین جب دیوان رانی رسیان صاحبہ والدہ کنور ہمت سنگھ صاحب بہادر کی وفات کے سبب سے ہڈیایہ کی طرف گیا ہوا تھا جہان وہ بیمار تہین سردار چوہڑ سنگھ بہدوڑیہ نے کوٹلہ مالیر کے پٹھانون سے لڑائی شروع کر رکھی تہی اور کئی گانون لنکے چہین لئے تہے چونکہ کوٹلہ والے سرکار کے خیرخواہ اور ذیلدار تہے اور چوہڑ سنگھ بھی ذیلدار تہا عطاء اللہ خان رئیس کوٹلہ نے نانون مل کے پاس اسکی شکایت کی اور وہ ٹیپر پورے چڑہکر کنگنوال مین جا اترا جہان چوہڑ سنگھ پٹھانون سے لڑ رہا تہا اور اُسکو اس زیادتی سے روکا اور پٹھانون کے گانون اُس سے واپس دلا دیئے اور اس سبب سے کہ چوہڑ سنگھ کی بہی دال تکنی مناسب نہ تہی بہگہ چنکوئیان کے بعض دیہات مین رعایتاً اُسکی چوتہائی مقرر کردی اور دونون کو اسطرح پر راضی کر دیا۔

انبا راؤ مرہٹہ کا اس مُلک مین آنا اور اُسکے متعلق حالات

دیبا راؤ کی کامیابی سے جو اُسکو اپنی اسطرف کی مہم مین حاصل ہوئی تہی

---

* دہلی در آنجا اورچڑہا دی گئی۔ یہانسے آنا کہ ۱۲۱۸ھ مین عجایب خانہ کرسا میں زنگی گئی جہان بانک موجود ہے ۱۲ منہ

اور مرہٹے سردارون کو بھی جمنا ستلج کے دوآبہ مین قسمت آزمائی کرنے کی تحریک ہوئی چنانچہ اسی برس کے گرمی کے موسم مین اُنکا ایک اور سردار انبا راؤ نامی اسطرف کو آیا۔ جب وہ بریٹ مین پہنچا جو کرنال کے قریب جمنا کے کنارے ایک قصبہ ہے سردار گجپت سنگھ کرورا سنگھیہ نے حسب عادت اُسکو خیر مقدم کہا اور جسطرح شیر کے پیچھے پیچھے گیدڑ رکا کیواسطے ہولیتا ہے اُسکے ساتھ ہولیا اور نواب غلام قادر خان روہیلہ بھی اُسکے آشامل ہوا۔ جب یہ لوگ ریاست کیتھل کی عملداری کے ایک گانون موضع بہاگل مین پہنچے نانون مل نے بھی اُنسے آکر ملاقات کی۔ مرہٹون نے رئیس کیتھل کے بھائی بحال سنگھ سے یہہ گانون جسکی جاگیر مین تہا سات ہزار روپیہ نذرانہ مانگا جو اُس سے ادا نہو سکا اور نانون مل نے وہ روپیہ مرہٹون کو دیکر بہاگل وغیرہ کیتھل والون کے سات گانون گرو کر لئے اور چونکہ غلام قادر خان کا اتفاق ہر طرح سے ساتھ اُنکی زیادہ تقویت کا باعث تہا نانون مل نے مناسب سمجھکر کچھ ایسی حکمت کی کہ وہ انبا راؤ اُسّے جُدا ہو کر دہلی کو چلا گیا۔ غلام قادر خان کے چلے جانے سے انبا راو کا سکھون پر سے دباؤ جاتا رہا اور اسلئے اگرچہ اُسنے چند روز تہہ پاون مارے مگر کچھہ حاصل نہوا۔ اور مایوس ہوکر آخر وہ بھی لوٹ گیا۔

سردار ہری سنگھ سیالبہ والہ کی حمایت مین دیوان کی فوج کشی سردار بُدھ سنگھ فیض اللہ پوریہ پر

سردار خوشحال سنگھ فیض اللہ پوریہ نے اوان کوٹ وغیرہ کو سردار ہری سنگھ سیالبہ والہ سے چھین کر اپنے ماتحت کرلیا تہا اور اس سبب سے ان دونون خاندانون کے باہم دیر سے ان بن تہی اور سردار ہری سنگھ اگرچہ بنوڑ کی لڑائی مین خوشحال سنگھ کا مددگار تہا لیکن اُسکے فتح ہونیکے بعد وہ نانون مل سے ملگیا تہا اب جو خوشحال سنگھ نے قضا کی جسکا سکھون کو بہت لحاظ تہا ہری سنگھ کو اپنے مذکورہ بالا دیہات کے واپس لینے کی ہوس ہوئی اور اسلئے پٹیالہ مین آکر نانون مل سے امداد کا خواہان ہوا - دیوان نے اُسکی درخواست منظور کی اور پانچ چھ ہزار فوج کے ساتھ سرہند مین جا اُترا اور اُس علاقہ کے سکھ سردارون سے نذرانے اور پیشکش لیکر کوٹلہ کی گڑہی کو جا گھیرا جسپر خوشحال سنگھ کا داماد مان سنگھ قابض تہا - دونون کی لڑائی کے بعد گڑہی فتح ہوگئی اور مان سنگھ پکڑا گیا اور اُنہون نے اوان کوٹ پر مورچے جالگائے - اتنے مین اتفاقاً سردار تارا سنگھ رئیس رامہون وَل کو لیکر ستلج کے اِس پار اُتر آیا اور سردار کرم سنگھ شاہ آبادی اور اُسکے ہمجنس اور ہموطن سکھ سردار اُس سے جا شامل ہوئے اور خوشحال سنگھ کا بیٹا بدھ سنگھ انکو اپنی مدد کیلئے

چڑھا لایا ادہر نانون مل نے بھی کمک منگائی اور عطاء اللہ خان صاحب رئیس کوٹلہ
مالیر اور راے احمد صاحب رئیس کوٹ اور راجہ جسونت سنگھ صاحب والی نابہہ اور
روسائے کیتھل و جیند اپنی اپنی فوج کے ساتھہ آگئے اب کئی دن تک تو جو لڑائیان
ہوتی رہین وہ چھینٹا چھانٹی سی ہی تہین مگر آخر کو ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین مخالفون
کے تین سو چار سو آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے اور وہ بھاگ کر تلیج
کے اُس پار چلے گئے اور جن جن سرداروں کے علاقے تلیج کے اسطرف تہے
اُن سے نانون مل نے مستحکم وعدہ لیلیا کہ وہ ہر دل باندھنے کا قصد نکرینگے اور
پٹیالہ مین آکر اس فتح کے انعام اور شکریہ مین سب راجے اور سرداروں کو خلعت
وغیرہ دیکر رخصت کیا اور سرکاری ملازمون کو سونے کے کڑے اور گھوڑے
اور دوشالے عطا کئے۔

دیوان کا اقتدار اور سکھہ سرداروں سے اُسکا طرز سلوک اور اُسکے برخلاف لوگون کا سازش کرنا

یہہ زمانہ نانون مل کے بڑے عروج کا تہا اور اگرچہ وہ خود بہی بڑا مدبر اور صاحب
ہمت اور جری تہا لیکن اُسکے آٹھہ سات بیٹون اور تین چار بہائیون سے بہی
اُسکو بڑی مدد ملتی تہی اور اُسنے اپنی شجاعت اپنی جانفشانی مستقل مزاجی اور اندیشی

کے کاموں سے ثابت کردیا تہا کہ وہ ایک نہایت لایق اور خیر خواہ اور ریاست کے لئے کارآمد ملازم ہے اور چونکہ اُسکو اپنی عقل و تدبیر اور ہمت و شجاعت پر بہروسہ تہا وہ کسی سکہہ سردار کو خیال مین نہ لاتا تہا اور اُسکو کبہی اِسکی پروا نتھی کہ کوئی اُس سے ناراض ہوجائیگا اور غرور کا ایسا دُہوان اُسکے مغز مین بہرا تہا کہ دربار مین بیٹہکر حقہ پیتا اور سکہہ سردار جو اُس سے ملنے کو آتے اُنکا سلام اپنے پیچوان حقہ کی نے سے لیتا اور اِس سبب سے لوگ اُس سے بہت جلتے تہے۔ اب چونکہ مہاراج بہی جوان ہوچلے تہے جیساکہ بدقسمتی سے تمام ایشیائی خصوص ہندوستانی ریاستونمین عام رسم پڑی ہوئی ہے سو[1] ان سنگہہ دہالی وال وغیرہ خود مطلب لوگون نے جنکو یہہ مدنظر تہا کہ ریاست کا انتظام بگڑے یا رہے مگر ہمارے رات دن کلغیون سے اوڑا کرین اور ناچ رنگ کہیل تماشے اور میر و شکار سی رئیس کو امور ریاست کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نملے یہہ کہکر کہ آپ تو صرف نام کے راجہ ہین راج ریاست کا مالک و حقیقت دیوان ہے اور وہ آپ کو کچہہ نہین سمجہتا مہاراج کو نانون مل کی طرف سے بہڑکانا شروع کیا اور بسبب نوعمری اور ناتجربہ کاری کے اُنکے دل مین بہی اِن باتون کا

[1] یہہ وہی سوان سنگہہ ہے جسکا ذکر ہم پہلے کرچکے ہین۔ اِسکی زوجہ نے مہاراج کو دودہ پلایا تہا اور اِس سبب سے اُنکے مزاج مین دخیل ہونیکا اُسکو زیادہ موقع حاصل تہا۔ ۱۲۔ مولف

کچھ کچھ اثر ہونے لگا۔ ادہر دیوان جو اپنی تجربہ کاری اور عمدہ خدمات پر نازان تہا اس سے بیخبر کہ لوگ اُسکے حق مین کیا کانٹے بو رہے ہین صاف دلی اور نمک حلالی سے بغیر اسکے کہ مہاراج کے میلان خاطر کا لحاظ کرے مقتضائے وقت اور مصلحت ملکی کے موافق آزادانہ طور پر کام کئے جاتا تہا۔ اگرچہ آغاز حال مین دیوان کی رفتار اور طرز کارروائی گرفت کے لایق نتھی اور وہ جو کرتا تہا نمک حلالی اور خیرخواہی کے جوش سے کرتا تہا مگر آخر کو دانائی اور تجربہ کاری کے گھمنڈ اور خیرخواہی اور خدمتگذاری کے ناز نے اُسکی عقل ماردی اور وہ گمراہ ہونیسے بچ سکا اور اپنی مقتضیات طبع کو مہاراج کی واجبی خواہشون پر بہی ترجیح دینے لگا مثلاً اُسکے بیٹے نونده رائے نے جو ایک گہوڑا خریدا اور وہ اتفاقاً مہاراج کی پسند آگیا اور انہون نے یہہ چاہا کہ قیمت لیکر وہ اُسکو مہاراج کو دیدے اور اُسنے اپنے باپ کی مختاری کے گھمنڈ سے صاف انکار کردیا نانون مل نے خبر ہونے پر بہی اپنے بیٹے کی اس نامناسب بات پر کچہہ توجہ نہ کی اور اسپر طرّہ یہہ کیا کہ بسبب اسکے قلعہ دار مروان پور کو جسپر مہاراج اور اُنکی بہوبہی بی بی راجندر صاحبہ بہت مہربان تہین اپنی ذاتی بخش سے جسکے واسطے وہ موقع ڈہونڈہتا تہا اس نامعقول بہانہ سے کہ اُسپر ایک شخص نے پانسو روپیہ قرض کی نالش کردی قید کرلیا اور اکیس ہزار روپیہ

جرمانہ اُسکا گھر ضبط کر کے وصول کیا اور ایسی ہی اور چند باتین کین جنکے سبب سے مہاراج کو نہایت ملال ہوا اور اُنمین اور دیوان مین بگاڑ بڑھ گیا

دادا جیا اور علی بہادر مرہٹہ کا اس مُلک مین آنا اور ریاست کے برخلاف دیوان کا اُنسے سازش کرنا اور اُسکے متعلق حالات

ادہر تو یہہ کیفیت تہی ادہر یہہ اتفاق ہوا کہ جب غلام قادر خان روہیلہ کو شاہ عالم بادشاہ کے اندہا کرنیکے انتقام مین میرٹھہ کے قریب مرہٹون نے لڑکر پکڑ لیا اور متھرا مین لیجا کر بہت عذاب کے ساتھہ مار ڈالا اور اُنکو اپنے اس زبردست حریف کے خلش سے اطمینان ہوگیا رانی خان اور دادا جیا اور علی بہادر[1] پیشوا مُلک گیری کے ارادہ سے فوج لیکر اسطرف کو آئے چونکہ تہانیسر کے قریب اُنھون نے بیس مقام کیئے اِس سے نانون مل کو خیال تہا کہ شاید وہ آگے نہ بڑہینگے اسلئے وہ دل برداشتہ بہی تہا اسلئے اُسنے پہلے سے اُسکا کچھہ تدارک نکیا۔ لیکن جب سردار سنگھہ تہانیسری نے اُنکی رسد وغیرہ لوٹ کر اُنکو نہایت دق کیا اور وہ تہانیسر سے ڈیرہ اُٹھا کر اجراونہ مین آگئے جو تہانیسر سے پٹیالہ کے رخ ایک کوس ہے تو اُسنے بی بی راجندر صاحبہ کو یہہ کہلا بہیجا کہ اسوقت آپکا پٹیالہ مین رہنا مناسب

[1] یہہ شخص باجے راؤ پیشوا کا بیٹا تہا جو ایک مسلمان کسبی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا تہا اور نوراب کہلاتا تہا۔ اِسکی اولاد بانڈہ مین بستی ہی جو بغاوت ۱۸۵۷ء کی علت مین اپنی نوابی کھو بیٹہے اور

نہین بٹھنڈہ یا مُونگ کو چلے جانا چاہیئے ورنہ مرہٹون کے نذرانہ کی فکر کرنی چاہیئے جس سے اُسکا یہہ مطلب تہا کہ یہہ ڈر کر اُس سے ملتجی ہون اور انکی اور مہاراج کی ناراضگی کے سبب سے جو ذرا اُسکی ہوا بگڑ چلی تہی پھر بندہ جائے مگر بی صاحبہ جو مہاراج آلا سنگہ بہادر سے شخص کی پوتی اور مہاراج امر سنگہ سے شیر کی بہن تہین اس گیدڑ بہبکی مین کب آتی تہین نذرانہ کا لفظ جو ریاست کی عزّت کے برخلاف تہا سنکر بہت ناراض ہوئین اور اُنہون نے بٹھنڈہ وغیرہ کے جانیسے انکار کرکے اُسکو یہہ جواب دیا کہ ہمسے کیا پوچہتا ہے جو مقتضاے نمک حلالی ہو وہ کر اور اگر خود غرضی سے مطلب ہے تو ویسا اختیار ہے دیوان یہہ سنکر بہت متفکر ہوا اور اُسنے اپنے مشیرون سے یہہ کہا کہ مہاراج اور اُن کے خاندان کے لوگ مجہسے ناراض ہین اور خزانہ مین بہی صرف خدا کا نام ہے پس بہتر ہے کہ کام چہوڑکر مین علیحدہ ہوجاؤن چونکہ ایسے وقت مین اُسکا یہہ ارادہ نمک حلالی سے بعید تہا لوگون نے اُسکو منع کیا اور یہہ صلاح دی کہ تمام ملک کے پٹواریون سے جنہون نے کبہی ضرورت کیوقت مین کچہہ نہین دیا بطور ڈنڈ روپیہ لیکر رفع الوقتی کرنی چاہیئے۔ انکے سمجہانیسے دیوان اپنے اس ارادہ سے باز آیا اور مرہٹے سردارون کے پاس اپنے وکیل روانہ کیے اور

فوج جمع کرکے اور سب زمیدار سردارون کو ساتھہ لیکر بمقام اجرانہ رانی خان
سے جا ملا اور ملک کے اکثر سردارون کی ملاقات اپنی معرفت کرا اور انسے
خاطرخواہ نذرانے دلا کر اسکو اپنا رفیق شفیق بنالیا لیکن جب وہ اس ریاست سے
نذرانہ کا طالب ہوا تو اسنے اسکی اطلاع بی بی راجندر صاحبہ کے پاس بھیجی اور
یہہ بھی کہہ بھیجا کہ اگر نذرانہ نہ دیا جائیگا تو مرہٹون کی فوج پٹیالہ پر چڑھہ آئیگی اگرچہ
معلوم نہین کہ یہہ سوال رانی خان نے از خود کیا تھا یا نانون مل نے اسکو
ترغیب دی تھی مگر بی بی صاحبہ نے اسکو دیوان ہی کی کارسازی سمجھکر یہہ جواب
دے بھیجا کہ ہمکو کیا ڈراتا ہے اگر وہ نذرانہ مانگتا ہے تو تو اپنے پاس سے دیدے
اور مہاراج کو جو ابھی نوعمر تھے احتیاطاً جنگل کے ملک کی طرف بھیجدیا اور نانون مل
کے بیٹے دیوی دتّامل کو قید کرلیا تاکہ نانون مل کچھہ بدی نکر سکے مگر اسکا نتیجہ الٹا
ہوا اور نانون مل بی بی صاحبہ کی صفائی مزاج سے ناامید ہوکر کھلم کھلا مخالف ہوگیا
اور اس امید سے کہ مرہٹون کی حمایت سے اسکو ریاست مین پھر وہی اقتدار حاصل
ہوسکیگا انکو بھکا کر تیس ہزار فوج کے ساتھہ پٹیالہ چڑھا لایا اور یہہ فوج پٹیالہ سے دو میل
سولہہ کے مقام اگراوتر پڑی اور دادا جیانے بی بی راجندر صاحبہ کے پاس
دیوی دتّامل کی رہائی کیواسطے پیغام بھیجا کیونکہ نانون مل نے اُن سے وعدہ

کیا تھا کہ اگر وہ اُسکے بیٹے کو قید سے چھڑا دینگے تو وہ نذرانہ کا بندوبست کردیگا
- اگرچہ بی بی صاحبہ مرہٹون کے ساتھ مقابلہ کرنے پر آمادہ تھین مگر سردار چین سنگھہ
اور منشی رام دیال کی صلاح سے خواہی نخواہی بات کا بڑہانا خلاف مصلحت سمجھکر بیوی
کو قید سے چھوڑ دیا اور اگرچہ سردار بگھیل سنگھہ کرڑ سنگھیہ وغیرہ مرہٹون کے ساتھہ
معاملہ کرانیمین ساعی ہوئے اور بی بی راجندر صاحبہ راجہ جسونت سنگھہ صاحب بہادر
رئیس ناہہ کی والدہ رانی دیسو صاحبہ کی تقلید سے مرہٹون کے لشکر مین ایکدو دفعہ
آئین گئین مگر آپس کے فساد کے باعث سے کچھہ تصفیہ نہوا کیونکہ بی بی صاحبہ اس
بات پر جمی ہوئی تھین کہ نانون مل نذرانہ دیوے اور وہ یہہ کہتا تھا کہ نذرانہ بی بی
صاحبہ دیوین آخرش مرہٹون نے تنگ آکر یہہ سوال پیش کیا کہ جبتک معاملہ
یکسو نہو ہمارے ٹہرنے کے لئے قلعہ سیف آباد خالی کردیا جاوے اور سولہر سے چڑھکر
سیف آباد پر ڈیرے آڈلے اور مورچے باندہ کر لڑائی شروع کی بی بی صاحبہ نے
بہی سردار ٹلو سنگھہ جید اور سومان سنگھہ مہتہ کا کو قلعہ کی حفاظت کیواسطے بھیجدیا
تہا پس اگرچہ دونون طرف کی فوج کے سردار سینہ بسینہ ہوکر لڑنا نہین چاہتے
تھے لیکن توبہی ڈیرہ مہینے تک اکثر چہیڑ چہاڑ ہوتی رہی اب سردار بگھیل سنگھہ
اور اور سردارون نے مرہٹون کا دیرتک اس ملک مین ٹہہرنا مناسب جانکر حیلہ

اور تدبیر سے اُنکو واپس چلے جانے پر آمادہ کیا اور بی بی راجندر صاحبہ نے اُنکو کہہ بھیجا کہ اگر نذرانہ ہی لینا ہے تو دیوان سے لیلو اور اگر خاص ہمسے نذرانہ لینے پر تمکو اصرار ہے تو ہم تا وقتیکہ پیشوا[1] بہادر سے خود ملکر اسکا تصفیہ نکرلین تمکو نذرانہ نہین دینگے چنانچہ بعد اس تکرار و مدار کے مرہٹون نے سیف آباد پر سے مورچے اُٹھا لئے اور متہرا کی طرف کوچ کردیا اور بی بی صاحبہ بھی اپنی فوج کا ایک معقول حصہ ساتھ لیکر ماہ اسوج سمت ۱۸۲۶ مین متہرا کو چل پڑین مرہٹون نے نانون مل کو بھی جبراً ساتھ لیلیا مگر وہ منت سماجت کرکے اپنے بیٹے دیوی دتا مل کو ضمانت کے طور پر اُنکے پاس چھوڑکر کرنال سے واپس چلا آیا۔

مہاراج کا سلوک نانون مل کے خاندان سے اور اُسکی تباہی اور بی بی صاحبہ کا متہرا سے واپس آنا اور اُنکی وفات

جب مرہٹے یہان سے چلے گئے مہاراج نے ڈہوڈان مین اگر اول نانون مل کے گہوڑون کا طویلہ ضبط کیا اور پہر اُسکے بیٹے نوندہ رائے کو جو ضلع برنالہ کا تہانہ دار اور تحصیلدار تہا قید کرکے تمام مال و اسباب اُسکا ضبط کرلیا اور مائی دتا مل کی گرفتاری کے

[1] دکن کے ملک مین جاگیر داران وغیرہ کو جنکو کوئی ملک یا اُسکا کسیقدر حصہ انتظام کے واسطے بذریعہ پٹہ اور سند کے دیا جائے پٹیل کہتے ہین چونکہ مرہٹون کے رئیس اعظم پیشوا کی طرف سے صوبہ دار ہوکر سنہ ۱۷۵۸ء مین دہلی کا صوبہ دار اور حاکم تہا اسواسطے مرہٹے اُسکو پٹیل کہتے تہے ۱۲ موف

ارادہ سے جو اُسکا تیسرا بیٹا تھا مُونگ کی طرف کوچ کیا اور اگرچہ وہ باغی ہوکر قلعہ مین
اکڑ بیٹھا مگر مہاراج کا حکم پہنچتے ہی قلعہ کی فوج نے اُسکو پکڑ کر حاضر کردیا اور قریب چالیس لکھہ
روپیہ کے اُسکا ضبط سرکار ہوا اور کہوڑے اور اونٹ اور ڈیرے خیمے وغیرہ مال واسباب
بطور الغنام اور لوٹ کے لشکر کے تصرف مین آیا اور مہاراج نے پٹیالہ آکر قلعہ کنہیر پر
چڑھائی کی جہان نانون مل کے بھتیجے دیوان سنگھہ اور ذوقی مل حاکم تھے نانون مل
نے کرنال سے پٹیالہ کو واپس آتے وقت جب یہہ خبر سنی سردار دیوان سنگھہ اور
گوردت سنگھہ لاڈوہ والہ سے ملکر اُنکو اپنے ساتھہ شاہ آباد مین لایا اور وہان کے
رئیس سردار کرم سنگھہ بزرگ سے امداد کا طالب ہوا۔ کرم سنگھہ نے بظاہر اُسکو امداد کا
متوقع کیا اور خفیہ اُسکے آنیکی خبر مہاراج کے پاس بھیجدی اور کہہ بھیجا کہ جسطرح ممکن ہو
اُسکے پہنچنے سے پہلے قلعہ فتح کرلینا چاہیئے ورنہ دقت ہوگی۔ مہاراج نے یہہ سنتے
ہی ایک سخت حملہ کرکے قلعہ فتح کرلیا اور دیوان سنگھہ اور ذوقی مل وغیرہ تیس
آدمی اُسکے کنبہ کے قید ہوئے اور نقد و جنس اور توپ و زنبورک وغیرہ سامان جنگ
جو کچھہ قلعہ مین تھا سرکار کے قبضہ مین آگیا جب یہہ خبر نانون مل اور اُسکے رفیقون کو پہنچی
اسکو اکیلا چھوڑکر سب اپنے اپنے چلدیئے اور یہہ ناامیدی کی حالت مین موضع بھیکہ
مین جو ایک کانون رئیس کیتھل کی عملداری مین تھا وہان کے زمیندارون کی خوشامد

کرکے مقیم ہوا مہاراج قلعہ کنہور پر اپنا عمل دخل کرکے پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور اُسکی
ہوا بگڑی دیکھکر جہان کہین کوئی اُسکا آدمی تہا تہانہ داروں نے پکڑ کر اُسکو پٹیالہ بہیجدیا
اور اگرچہ یہہ وقت بڑی خبرداری کا تہا مگر مہاراج جو حد سے زیادہ بے پروا اور سیر و تماشے
کے شایق اور اکثر کوتہ اندیش اور خود غرض لوگ اُنکے پیشدست تہے اکثر پٹیالہ سے
باہر سیر و شکار مین مصروف رہتے تہے چنانچہ بی بی راجندر صاحبہ جب مادھوجی سندہیا
سے جو پٹیل بہادر کے لقب سے مشہور تہا ملکر اور اپنے معاملہ کی درستی حسب دلخواہ کرکر
واپس آئین مہاراج حسب عادت جنگل کے ملک مین سیر و شکار مین مصروف تہے اسلئے
بی بی صاحبہ نے پٹیالہ سے اُسطرف کو کوچ کیا اور نانون مل جو چہبکہ مین بیٹہا ہوا اپنے
کام کی درستی کیواسطے رات دن کاغذون کے گہوڑے دوڑاتا تہا بی بی صاحبہ
کی خدمت مین عرضی پرچے بہیجکر اُنکی مہربانی کا مستوقع ہوا اور مہاراج کے مصاحبون کو
جو دیوان کو نکالکر اُنکی نہایت بے آزار اور مسرف اور سیدہی سادی حکومت
کے زمانہ مین مزے کر رہے تہے اور گیرو گرفت کے خوف سے جو اچہے انتظام کے
لوازم مین سے ہے آزاد تہے بی بی صاحبہ کے آنیسے اپنے ہاتہ سے مانڈے کے جاتے
رہنے کا اندیشہ ہوا اور اُنہون نے مہاراج کے دل مین یہہ بات بٹہادی کہ نانون مل
بی بی صاحبہ [illegible] ریاست کے تمام کاروبار

مین اُنکا دخل ہو جائے - اسلئے تعجب نہین کہ وہ نانو مل کی تقصیر معاف کردین اور بی بی صاحبہ کا حکم تمام ملک پر جاری ہو کر آپ ویسے کے ویسے ہی رہجائین - یہہ چلتا ہوا فقرہ اپنا کام کر گیا اور مہاراج بی بی صاحبہ سے ناراض اور اُنکی صورت سے بیزار ہو گئے اور یہہ حالت ہو گئی کہ جب وہ یہہ سُنکر کہ مہاراج فلان جگہہ مقیم ہین ملاقات کیواسطے وہان پہنچین تو مہاراج فوراً کسی دوسری جگہہ چلے گئے - کچھہ عرصہ تک یہی حالت رہی اور وہ لشکر کے پیچھے پھرتی پھرتی حیران ہو گئین اور مہاراج نے ایکدن بھی اُنکو اسبات کا موقع نہ دیا کہ وہ اگر اپنے پیارے بیٹے کو دیکھین - پس اس باعث سے وہ ناراض ہو کر نہایت غمناکی کی حالت مین پٹیالہ کو واپس تشریف لے آئین اور مہاراج کی اس موجبہ رنجش اور اپنی محنت اور تکلیفات کی ناقدردانی کے افسوس سے جو اُنہون نے صرف محبت کے سبب سے اختیار کی تھین غم مین گھُٹ گھُٹ کر مر گئین یہہ بی بی صاحبہ بھی اپنے زمانہ مین ایک تھین جرأت - استقلال اور دوراندیشی یہہ تمام اوصاف جنکا مرد فخر کی راہ سے دعوی کیا کرتے ہین سب اُنکی ذات مین موجود تھے اور عورتون کی سی ضعیف العقلی اور بزدلی اُنمین نام کو بھی نتھی -

نانو مل کا کوٹلہ مالیر کے پٹھانون کو اُبھار کر مہاراج سے لڑوانا اور اُنکا وفات

ناتون مل اگرچہ بظاہر بلی بنا بیٹھا تھا مگر ادہر اُدہر چوہے دوڑانے اور توڑ جوڑ لگانیسے غافل نتھا اُسکو اُمید تھی کہ کسی نہ کسی ڈھب سے ایکدن اُسکو پٹیالہ مین پھر وہی عزت اور اقتدار حاصل ہوجائیگا جو پہلے تھا اور اسلئے رات دن اِس فکر مین رہتا تھا کہ کوئی چھوٹا بڑا رئیس قابو چڑھ جائے تو اُسکو اُبھار کر اپنی مدد پر کھڑا کرے عطاء اللہ خان رئیس کوٹلہ مالیر آخر اُسکی باتو نمین آگیا اور اُسنے اُسکو یہہ پٹی پڑھائی کہ پٹیالہ مین نہ اب روپیہ ہے اور نہ پہلی سی فوج ہے اور کوئی سردار بھی ایسا نہین ہے جو کسی نازک موقع پر کچھ کام دیسکے۔ پس جو علاقہ تمہارا پٹیالہ نے مختلف اوقات مین دبالیا ہے اُسکے چھوڑا لینے کا اب وقت ہے۔ یہہ باتین اگرچہ کسیقدر صحیح تھین مگر اُسکی یہہ توقع محض لغو تھی کہ پٹیالہ مین اب بھی اسکا کچھ رعب و داب باقی ہے اور موقع ہوا تو لوگ اُسکے حامی بنجائینگے۔ الغرض عطاء اللہ خان لڑائی کے لئے تیار ہوکر خان پور مین آن اُترا جو پٹیالہ سے قریب بیس میل کے کوٹلہ کی نواح مین ایک گانون ہے اور آنکھون پر ٹہیکری رکھکر ناتون مل بھی آموجود ہوا۔ یہہ خبر سنکر مہاراج بھی آٹھ سات ہزار فوج کے ساتھہ اُسکی سرزنش کیواسطے جا پہونچے اور کئی لڑائیان ہوئین اور ہر دفعہ کوٹلہ والون ہی کو شکست ہوئی اور مجبور ہوکر عطاء اللہ خان کوٹلہ کو بھاگ گیا اور اِس گستاخی اور عہد شکنی کے جرم مین اُسکے

بہت سے گانون مہاراج نے چھین لئے اور یہہ کلنک کا ٹیکا لیکر نانون مل جو اپنے نئے دوست بلہانون کی نظرون سے بہی اُتر گیا تہا چند روز کے بعد کاتک بدی دسمی سمت ۱۸۴۳ کو وہین مر گیا - اور عطار محمد خان ایک ہتنی جو نانون مل چہوڑ مرا تہا اور کچہہ اور نقد و جنس بطور نذر لاکر معافی قصور کا طالب ہوا اور پکا وعدہ کیا کہ پہر کبہی اطاعت اور خدمتگاری سے انحراف نکریگا اور مہاراج نے جو نہایت بے کینہ اور رحم دل تہے اسکی خوشامد اور ندامت دیکہکر ہر علاقہ اُسکا اس لڑائی مین چہین لیا تہا اُسکو پہر بخشدیا

سردار الہیل سنگہہ وغیرہ کا میر الہی بخش کو قتل کرنا

جب نانون مل کی مدار المہامی کا زمانہ ختم ہو گیا - مہاراج نے لالا کیسر مل کو دیوان بنایا اور میر منشی کا عہدہ منشی کشن چند کہتری باشندہ قصبہ پایل کو دیا اور اگرچہ منشی کشن چند پر بہی مہاراج بہت مہربان تہے مگر سب سے زیادہ سید الہی بخش پر جو سامانہ کے رہنے والے سادات مضویہ مین سے تہے مہربانی فرماتے تہے اور اُنکا بہت رسوخ تہا - اب سکہہ سردار اُنکو بہی اُنہین آنکہون سے دیکہنے لگے جنسے نانون مل کو دیکہتے تہے کو دیکہتے تہے اور سردار الہیل سنگہہ کالیکا اور سردار فتح سنگہہ بہرمیہ اور منشی رام دیال جنکی بات اب ذرا پہیکی پڑ گئی تہی اُنکے در پے قتل ہوئے اور بارہوین صفر ۱۲۱۱ مطابق پچیسوین اکتوبر ۱۷۹۶ء کو جب مہاراج شکار کی تقریب سے

موضع گہنگہ مین جو پٹیالہ سے قریب پچیس ۲۵ میل کے جنوب کی طرف ایک گانون ہے تشریف رکھتے تھے البیل سنگھہ اور فتح سنگھہ وغیرہ نے سُکھا سنگھہ ڈلّون اور دیال سنگھہ وڑئچ کے ساتھہ سازش کرکے اُنکو میر الٰہی بخش کے قتل پر آمادہ کیا اور جب سب لوگ دربار مین حاضر تھے دیال سنگھہ نے اچانک میر الٰہی بخش پر بندوق چلائی اور سکھا سنگھہ نے چھاتی مین نیزہ مارا اور ہر چند بندوق اور نیزہ کے زخم نے اُنکا کام تمام کردیا تھا مگر اسپر بھی اس بہادر شخص نے فتح سنگھہ پر میہ اپنے حریف کو کٹار سے زخمی کیا اور وہین مہاراج کی مسند کے پاس جان دیدی اور میر الٰہی بخش کے بھائی میر امام بخش اور اُنکے رشتہ دار میر جلال الدین اور اُنکے بارہ نوکر چاکر وں کو بھی مفسدون نے وہین تہ تیغ کیا اور سامانہ مین اگر اُنکے اور اُنکے پاس پڑوس لوگون کے گھرون کو لوٹ لیا۔ اس فساد مین منشی کشن چند بھی کسیقدر زخمی ہوا اور مہاراج گھبراکر دربار سے اوٹھگئے اور مجبور ریاست کی دیوانی کا عہدہ رام دیال کو دیا اور البیل سنگھہ کو مدار المہام بناکر سب کام کاج اُنکی اور اُنکے دوست فتح سنگھہ وغیرہ کی مرضی پر چھوڑ دیا اور خود پہلے سے زیادہ سیر و شکار مین رہنے لگے۔

سردار چوہڑ سنگھہ کا دغا سے مارا جانا اور اُسکے انتقام مین موضع گہنیان باجہ کی بربادی وغیرہ

پہندوڑ کے قریب کہنیان باجہ ایک گاؤن ہے وہان کے زمیندار فراہم سنگھ
جاگیردار پہندوڑ سے دشمنی رکھتے تہے اب اُنکو بیٹھے بیٹھے یہہ سوجہی کہ شروع ماہ
بیساکہ سمت ۱۸۵ امین چوہڑ سنگھ کو یہہ وہم دیکر کہ اُسکا تہانہ اپنے گاؤن مین بٹہا لینگے آنے
ہان لیگئے اور ایک بالاخانہ مین اُتار کر اُسکی ضیافت کی اور اُسکو اور اُسکے سوتیلے بہائی
دل سنگھ اور نوکر چاکرون کو خوب شراب پلائی اور جب وہ مدہوش ہوکر سوگئے
اپنے ہمقوم ہیڑار زمیندارون کو جمع کرکے اُنکے قتل کے ارادہ سے اُس مکان کا
محاصرہ کرلیا دشمنون کا شور وغل سُنکر چوہڑ سنگھ کی بہی آنکہہ کہلی اور اجل سر پر کہڑی
دیکہائی دی لیکن اب جان دینے کے سوا اور کیا ہوسکتا تہا تقدیر اپنا کام کرچکی
تہی ناچار تلوار پکڑ لڑنے لگا اور بہتون کو تیر اور گولی سے مارا اور جو کوئی دل چلا
حوصلہ کرکے نزدیک آیا اُسکو تلوار کے گہاٹ اُتارا دشمنون نے یہہ جرات و ہمت
دیکہکر لڑنے سے تو ہاتہہ کہینچ لیا مگر یہہ حکمت کی کہ جس مکان مین وہ تہے اُسکی نیچے
کے مکان کو لکڑیون سے بہرکر آگ دیدی اور اس ترکیب سے اپنے بدنصیب مہمانونکو
آگ مین جلاکر اپنے دل کے پہپولے پہوڑے مہاراج اسوقت برنالہ مین تہے جب
یہہ خبر سُنی تین ہزار فوج کے ساتہہ اپنے خیرخواہ اور بہادر ذیلدار کے انتقام لینے
کو چڑہگئے قریب ساڑہہ کے مفسد مارے گئے اور کہنیان باجمع چنداور دیہات کے جو اس

مفسدہ مین شریک تھے جلاکر خاک سیاہ کر دیا گیا اور وہان سے بہدوڑ جاکر چوہڑ سنگھ کے
بیٹے دیپ سنگھ اور بیر سنگھ کو اُنکے باپ کا پرسہ دیا اور بمشورہ سردار الیل سنگھ
پرگنہ ٹوہانا اور رتیہ وغیرہ کیطرف جنہون نے کچھ عرصہ سے محاصل ادا نہین کیا تھا کوچ
کیا ٹوہانا کے زمینداروں بہر تو لڑتے رہے مگر رات کو گانو کو خالی چھوڑکر بھاگ گئے
اور الیل سنگھ نے سرکاری تہانہ وہان بٹہا دیا اور موضع گاڈران کے چالیس آدمیونکو
قتل کرکے گانون کو لوٹ لیا رتیہ کا قلعہ از سر نو تعمیر کیا گیا اور موضع جوڑاوہ
اور کالون اور گورکھپور بہونہ وغیرہ سے باقیماندہ محاصل لیکر براہ شنام پایل
کے علاقہ مین پہنچے یہان ملک روشن خان گوجر مدار المہام رئیس کوٹ وجگرانون
کی عرضی آئی جسمین لکھا تھا کہ اگر حضور تو دیانہ مین تشریف لائین تو بہت خوب ہے
ورنہ مجھکو اجازت ہو کہ حاضر ہوکر خدمت بجالاؤن اور سردار سدا سنگھ عرف کالکا
پہلوروالے نے بہی عرضی بہیجی اور درخواست کی کہ اُسکو اُسکے چچا کپور سنگھ کے
ظلم سے بچایا جاوے اسلئے مہاراج تو دیانہ مین تشریف فرما ہوئے۔ روشن خان
نے گہوڑا نذر کیا اور اپنے آقا کی جانب سے اخلاص اور دوستی کا اظہار کیا سدا سنگھ
بہی آکر قدمبوس ہوا اور اُسکے چچا کو سمجہاکر نزاع دور کرائی گئی اور چونکہ کرم سنگھ
سوڈہی ساکن باجہی واڑہ نے براہ شرارت راجگڈہ کے سرکاری قلعہ کو لوٹا دیا تہا

اسلئے وہان تشریف لیگئی اور سوڈہی کے نام یہہ حکم بہیجا گیا کہ قلعہ کو ویسا ہی بنادے ورنہ سزا دیجائیگی اور تعمیر کا خرچہ لیا جائیگا سوڈہی حاضر ہوا اور اپنے قصور کا معترف ہوکر یہہ عرض کیا کہ مجہکو سوڈہی اور دعا کو سمجہکر معاف کیجے مہاراج نے جو رحم مجسم تہے سوڈہی کی خطا معاف کردی اور سردار النبیل سنگہہ کو حکم دیا کہ بصرف سرکار قلعہ تعمیر کیا جاے۔ سوڈہی تو اسطرح بچگیا مگر قرب وجوار کے زمیندار جو قلعہ کا مصالحہ اُٹہا لیگئے تہے خوب ڈانڈے گئے اور کچے قلعہ کی جگہہ پختہ برج بنایا گیا اور یہان سے کوچ کرکر چڑہت سنگہہ[۵۱] لدہر سے گہوڑا اور نذرانہ لیکر سرہند مین آئے۔

بی بی صاحبؔ لو صاحبہ کا اپنی سسرال سے پٹیالہ مین آنا اور مدار المہام مقرر ہونا

جب لوگون نے میر الہی بخش کو عین دربار مین مہاراج کی سند کے سامنے قتل کرڈالا اور گستاخی اور بے ادبی کی ذرا پروا نکی مہاراج کو یہہ خیال ہوگیا کہ یہہ لوگ ایکدن

[۵۱] چڑہت سنگہہ کا باپ جی سنگہہ علاقہ بانگہہ کا رہنے والا تہا اسنے ۱۷۶۱ء کے قریب نشانون والی مثل کے سردارون سے ملکر قریب تیس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ اپنے قبضہ مین کرلیا۔ احمد شاہ درانی کے حملہ کیوقت اور سکہون کی طرح یہہ بہی پہاڑون کو بہاگ گیا تہا اور اسکے علاقہ مین کے سناگاؤن مہاراج آمر سنگہہ صاحب بہاونے دبالئے تہے مگر جب یہہ واپس آیا تو اُنہین سے چار گانون پہر اُسکو واپس دیدئے ۱۸۱۳ء مین اسکی وفات کے بعد چڑہت سنگہہ جسکا متن مین ذکر ہے اس علاقہ کا

ہمسے بھی وہی سلوک کرینگے جو اُنکے خیر خواہ میر الٰہی بخش کے ساتھ کیا ہے اسلئے
اُنکو کسی پر اعتبار نہ رہا اور اگرچہ مصلحتاً سب کاروبار اُنہین لوگونکی سپرد کر دیا تھا جنہون
نے میر الٰہی بخش کو قتل کیا تھا اور آپ سیر و شکار مین جی بہلاتے تھے مگر وہ پردہ اپنی
چھوٹی بہن بی بی صاحب کور صاحبہ کو جو بڑی عاقلہ اور صاحب ہمت تھین اُنکی
سسرال سے بلوا بھیجا تھا تاکہ اُنکی صلاح سے کچھ انتظام کرین - اب سرہند مین اُنکی
تحریر پہنچی جس سے معلوم ہوا کہ وہ پٹیالہ کو آتی ہین پس مہاراج الیسل سنگھ وغیرہ کو
سرہند مین چھوڑ کر جریدہ پٹیالہ کو چلے آئے اور بی بی صاحبہ کو مختار اور مدار المہام اور
اُنکے ایک ذی اعتبار ملازم بہائی تارا سنگھ نامی کو اُنکا نایب مقرر کیا اور نانون مل کا
بھتیجا دیوان سنگھ پر مورد عنایت ہو کر دیوان اور منشی کشن چند بدستور میر منشی
کے عہدہ پر ممتاز ہوا - بی بی صاحبہ کو پٹیالہ مین آئے کچھ عرصہ نہین ہوا تھا کہ اُنکے پاس
یہہ خبر آئی کہ اُنکے شوہر سردار جیمل سنگھ کو اُسکے چچیرے بھائی سردار فتح سنگھ نے قید
کر لیا ہے اسلئے بخشی کیما ڈوگرا اور سردار جودھ سنگھ کالیکا اور ملک شیر اڈوگر وغیرہ
سرداروں کو ساتھ لیکر فتحگڈھ پہنچین اور فتح سنگھ سے لڑکر سردار جیمل سنگھ کو چھوڑا لیا

مالک ہے - یہہ علاقہ اب بہت چھوٹے چھوٹے حصونمین تقسیم ہو گیا ہے صرف ایک سردار بدھ سنگھ کے پاس سب
پانچ لاکھ روپیہ کی آمدنی کے دیہات ہین - اس تمام علاقہ کی آمدنی بالفعل قریب چھ بیس لاکھ
روپیہ سالانہ کے ہے اور ضلع لدھیانہ کے متعلق ہے ۱۲ مولف

اور جب وہان کا انتظام بخوبی ہوگیا یہہ پٹیالہ کو چلی آئین اور مہاراج کے ساتھہ جمادا پور ٹوہانہ وغیرہ کا دورہ کیا۔

بی بی صاحب کنور صاحبہ کی لڑائی مرہٹون سے

اب سنہ ۱۸۰۵ شروع ہوا اور مرہٹون کی ایک بڑی بہاری فوج لچھمن راؤ اور انٹاراؤ کے ساتھہ اس مُلک کو آئی اور تمام چھوٹے چھوٹے سردارون نے اُنکی اطاعت قبول کرلی اور بڑے رئیسون مین سے بھی راجہ بھاگ سنگھہ صاحب رئیس جیند اور بھائی لال سنگھہ صاحب رئیس کتیہل نے اپنے وکیلون کو خوشامدانہ پیغام دیکر اُنکے پاس بھیجا مگر بی بی صاحب کنور صاحبہ نے بے جدال و قتال مرہٹون کی اطاعت قبول کرنی پسند نکی اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر کے مشورہ سے جو اُسوقت پٹیالہ مین تشریف فرما تھے لڑائی کی تیاری کی اور سب فریق اور ذیلدار سردارون کو بلا بھیجا۔ سردار بھگا سنگھہ[۵] اور مہتاب سنگھہ ہتانیری۔ سردار جودھ سنگھہ کلیہ اور سردار

[۵] سردار بھگا سنگھہ کا ایک قلعہ دار مسمّا سنگھہ نامی علاقہ بھٹنہ کا رہنے والا سردار تارا سنگھہ فیض آبادی کا خونخوار تھا سنہ ۱۷۹۶ء مین وہ کسی بات پر اپنے آقا سے ناراض ہوگیا اور بھگا بہلا کر اُسنے اسکے دو سو سوارون کو اپنے ساتھہ شامل کرلیا اور قسمت آزمائی کیواسطے ستلج کے اس پار اترآیا۔ بھگا سنگھہ بھاگ سنگھہ نونہ سنگھہ جو تینون حقیقی بھائی تھے یہہ بھی اسکے ساتھہ تھے اب انہون نے ملک کو لوٹنا شروع کیا اور اِدہر اُدہر اپنا قدم جمانے لگے چنانچہ اوّل سرہند کے متصل موضع کھیڑی معروف بسنت سنگھہ والی

دیب سنگھ و بیر سنگھ بھدوڑ والے آموجود ہوئے اور کسیقدر فوج سردار سنگھ کی بھی راہون سے آگئی - جب مرہٹے مردان پور مین پہنچے جو پٹیالہ سے قریب پندرہ میل کے شرق کی طرف ایک گانون ہے - بی بی صاحبہ سرداران مذکورۃ الصدر کو ساتھ لیکر

اور اُسکے متصلہ دیہات پر قبضہ کیا پھر بھائی دیسو سنگھ کے تھانہ دار کو نکال کر تھانہ نیسر پر قابض ہوگئے اور قریب ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ اوہر اُدہر سے دبالیا ست سنگھ کے مرنیکے بعد کہٹیڑی کا علاقہ نودھ سنگھ کو ملا اور تھانیسر کا علاقہ بھنگا سنگھ نے بھاگ سنگھ نے بانٹ لیا - بھنگا سنگھ ایک بانک اور تندخو اور مشہور شخص تھا اور اُسکو لوٹ کا ایسا چسکا تھا کہ حتیٰ کہ اُسکی بیٹی رانی روپ کور صاحبہ کی نسبت مہاراج کرم سنگھ بہادر سے نہین ہوئی تھی پٹیالہ کی دھرتی گھاٹ کو اکثر اگر لوٹ لیجاتا تھا ۱۸۱۵ء مین اسکے انتقال کے بعد سردار فتح سنگھ باپ کا جانشین ہوا لیکن بس سے چار برس بعد اُسنے لاولد قضا کی اور اُسکے علاقہ پر اُسکی والدہ سردار فی جیوان اور پھر ۱۸۳۶ء مین اُسکے مرنیکے بعد سردار فتح سنگھ کی زوجہ چند کور ۱۸۴۸ء تک قابض رہی اُسکے مرنیسے یہہ علاقہ ضبط سرکار انگریزی ہوگیا - سردار بھنگا سنگھ کا ایک لڑکا صاحب سنگھ مامی لونڈی کے پیٹ سے بھی تھا جسکا نام رام دیوی تھا اور تھوڑا سا علاقہ سردار بھنگا سنگھ نے اُسکو بھی دے رکھا تھا جو اب تک اُسکے بیٹے بشن سنگھ کے قبضہ مین ہے - سردار بھاگ سنگھ کے چار بیٹے سردار مہتاب سنگھ گلاب سنگھ پنجاب سنگھ باج سنگھ تھے سردار مہتاب سنگھ بس فرانس مین مارا گیا جو ۱۸۰۶ء مین پٹیالہ اور نابہ کے باہم مہاراج صاحب سنگھ بہادر کے عہد مین بمقام نروانہ ہوئی تھی اور اُسکے بعد گلاب سنگھ پنجاب سنگھ باج سنگھ نوبت بنوبت قابض جاگیر ہوے اور باج سنگھ کے بیٹے جیمل سنگھ کے ۱۸۴۸ء مین لاولد مرنیسے یہہ علاقہ بھی سرکار انگریزی کی انیکسیشن پالیسی کی نذر ہوا - ۱۲ مولف

ساتھ ہزار فوج کی جمعیت سے اُنکے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوئین بہرآور اور راجگڈہ کے
میدان مین مخالفونکا سامنا ہوا اور دو گھنٹے تک لڑائی ہوتی رہی اچونکہ مرہٹونکی
فوج بہت تہی اِس سے ہماری سپاہ کا دل چھوٹ گیا اور قریب تہا کہ پاون اُکھڑجائین پس فوج
کی بُزدلی اور ہل چل دیکھکر یہہ شیر دل رانی صاحبہ تلوار ہاتھہ مین لیکر اپنے رتھہ سے نیچے اُترین اور فوج
کے سردارون کو یہہ کہکر للکارا کہ عورت کو جو تمہارے رئیس کی بہن بہی ہے میدان
مین اکیلا چہوڑکر جہان کو کیا مونہہ دکہاؤگے اور مین تو یہان سے ایک قدم بہی
پیچہے نہ ہٹونگی یہہ تو فوج کے لوگون کو بہی بڑی غیرت آئی اور خوب جی توڑکر لڑے
اور قریب شام دونون طرف کا لشکر تہک کر اپنی اپنی جگہہ اُتر پڑا چونکہ اسطرف کی
فوج مرہٹون کی فوج سے بہت کم تہی اور دن کی لڑائی سے نقصان بہی بہت ہوچکا
تہا سردارون مین یہہ مشورہ ہوا کہ پٹیالہ کو کوچ کرنا چاہئے لیکن بی بی صاحب اسپر
راضی نہوئین اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اور سردار بہگا سنگہہ اور سردار جودہ سنگہہ
کو بلاکر یہہ کہا کہ جس حالت مین اپنی فوج بہت کم ہے اور لڑائی سے تہک بہی گئی
ہے پٹیالہ جاکر اس سے کچہہ کام نہوسکیگا اور دشمن دلیر ہوکر صبح ہوتے ضرور پٹیالہ پر
دہاوا کرینگے پس مناسب یہہ ہے کہ دل مضبوط کرکے رات کو اُنپر جہاپا مارا جائے
یہہ صلاح ٹہہر گئی اور جب مرہٹے غافل ہوکر سو گئے یہہ تلوارین پکڑ اندہیرے مین اُنپر

لوٹ پڑے۔ اگرچہ اس لڑائی سے مرہٹون کی سپاہ کے کچھ بہت آدمی ضایع نہین ہوئے لیکن اُنکے دلونمین ایک خوف سا بیٹھگیا اور یہہ خبر سنتے ہی (جو محض اُنکے ڈرانے کو مشہور کی گئی تہی) کہ اور فوج پٹیالہ کی مدد کو عنقریب آنیوالی ہے بغیر اسکی کہ کچھہ تحقیق کرین پچھلے پانون کرنال کو بہاگ گئے اور بی بی صاحب نے پٹیالہ آکر سب سرداروں کو فتح کے شکریہ مین خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔

بیدی صاحب سنگھہ اونہ والہ کا کوٹلہ مالیر پر حملہ کرنا اور مہاراج کا پٹھانون کو مدد دینا

اِس سے کچھہ عرصہ کے بعد بیدی صاحب سنگھہ اونہ والہ نے ستلج کے اِس پار آکر کوٹلہ مالیر پر حملہ کیا یہہ شخص بابا نانک صاحب کی اولاد مین تہا جو سکھون کے سب سے پہلے گرو اور بیدی قوم کے کہتری تہے۔ اسکا باپ ہمیت سنگھہ بڑا مسکین اور حلیم الطبع شخص تہا اور کبھی اونہ سے باہر نہین گیا تہا اور اُس تھوڑی سی زمین کی آمدنی پر قانع تہا جو اُسکے باپ کلادہر کو اسکے کسی سکھہ (مرید) نے دی تہی مگر برخلاف اپنے باپ کے صاحب سنگھہ ایک صاحب عزم شخص تہا اور اسکے دماغ مین سپہ سالاری اور ملک گیری کے خیالات سمائے ہوئے تہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے عروج سے پہلے پنجاب مین یہہ ہی اپنی ہمت و جرات سی

ایک ذی قدرت شخص بنگیا تہا مگر اسکا عروج اور اقتدار جو کچھہ تہا وہ سب ستلج کے اُسپار تہا۔ اب اسکو ستلج کے اِس جانب بہی اپنا اقتدار قایم کرنیکا خیال آیا اور اُسنے یہہ سوچکر کہ مخالفت مذہب کے سبب سے سکھہ رئیس پٹہانون کی حمایت نکرینگے سب سے پہلے کوٹلہ مالیر کی ریاست کو تاک لیا اور سکھون کے غصہ دلانیکے واسطے پٹہانون پر گاؤکشی کا الزام لگاکر جہاد کی شہرت دی اب ایک تو اِس شخص کا بابا نانک صاحب کے خاندان مین سے ہونا۔ دوسرے اُسکا یہہ شہرت دینا کہ مذہب کیواسطے لڑائی ہے کام کرگیا اور جہاد کی صدا کان مین پہنچتے ہی سردار تارا سنگہہ غیبہ اور بگھیل سنگہہ کروڑ سنگہیہ اور سردار بہگا سنگہہ تہانیسری اور اور کئی سکہہ سردار لڑنے مرنے پر تیار ہوبیدی صاحب کے ساتہہ کوٹلہ مالیر پر چڑہ آئے۔ عطاء اللہ خان اور اُسکے بہتیجون وزیر خان۔ فتح خان۔ ہمت خان اور دلیر خان نے تہوڑی دیر مقابلہ کیا مگر آخرکار شکست کہاکر کوٹلہ کو بہاگے اور مالیر بیدی صاحب کا قبضہ ہوگیا اور سکہون نے کوٹلہ کا محاصرہ کرلیا۔ اتفاقاً اوقت مہاراج یہان سے سات میل پر امرگڈہ مین تشریف رکہتے تہے۔ عطاء اللہ خان نے جو کوٹلہ کے محفوظ رہنے سے بہی مایوس ہوچکا تہا بہاگ

لہ ۱۸۰۷ء مین کوکا فرقہ کے لوگون نے بہی جب اُنہون نے کوٹلہ مالیر پر حملہ کیا تہا ہندؤن کی طبیعت کے بہڑکانیکے لئے یہی بہانہ بنایا تہا جسکا ذکر ہم مہاراج رنجیت سنگہہ صاحب بہادر کے عہد کے حال مین کرینگے۔ ۱۲۔ مولف

ہر اس کے ساتھ اپنے بھتیجے وزیر خان کو یہہ پیغام دیکر مہاراج کی خدمت مین بھیجا کہ اُنکے قبایل کو کوٹلہ سے نکالکر اپنی حفاظت مین لیلین - چونکہ کوٹلہ والے اس سرکار سے ذیلدارانہ توسل رکھتے تھے مہاراج نے فوراً بخشی سیداوٹوکر کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اُنکی مدد کیواسطے بھیجدیا اور اپنے اہلکار سردار چین سنگھہ کی زبانی سردار بگھیل سنگھہ وغیرہ کو یہہ کہہ بھیجا کہ یہہ لڑائی کوٹلہ سے نہین ہے بلکہ ہمسے ہے پس سمجھہ لینا چاہیئے کہ اسکا انجام کیا ہوگا اور بیدی صاحب کو بھی سمجھا بوجھا کر بیچارے پٹھانون کی عزت بچائی اور بیدی صاحب اپنے ملک کو واپس چلے گئے -

رئیس ناہن کی رعایا کی سرکشی اور مہاراج کا راجہ صاحب کو مدد دینا

اسوقت ناہن کے رئیس راجہ دھرم پرکاش صاحب کا انتقال ہوچکا تھا اُنکے چھوٹے بھائی راجہ کرم پرکاش صاحب ناہن کی گدی پر بیٹھے تھے لیکن اُنکے مقابلہ مین موجی رام مہتا - پہاڑ سنگھہ خواص - بلاقی داس بخشی وغیرہ اہلکارون اور رعایاے سرمور نے شورش کر رکھی تھی - اسلئے وہ قصبہ بنوڑ مین مہاراج کے پاس آکر اپنی مدد کیواسطے ملتجی ہوے - چونکہ راجہ کیرت پرکاش صاحب کے وقت سے ناہن والون کا اس ریاست سے دوستانہ تعلق ہوگیا تھا - مہاراج نے بی بی صاحب کنور صاحب کو سردار کوالا سنگھہ سردار چین سنگھہ بھائی تارا سنگھہ

دیوان کیسرمل اور کسیقدر فوج کے ساتھہ اُنکی مدد کیواسطے بھیجدیا - یہہ اُنکو ناہن مین لے گئین اور چار مہینے تک وہان رہکر بخوبی انتظام کردیا - راجہ صاحب نے رخصت کے وقت علاوہ اور تحفہ تحایف کے بی بی صاحب کو ایک بہت عمدہ ہتنی نذر کی

بیدی صاحب سنگھہ کا حملہ ریاست رائے کوٹ پر

سمت ۱۸۵۴ مین بیدی صاحب سنگھہ وہی بہانہ بناکر اور سکھون کو ساتھہ لیکر پہراس ملک مین آئے اور آٹھہ سات ہزار فوج کے ساتھہ رائے الیاس صاحب کے علاقہ پر جسمین قصبہ رائے کوٹ - جگراؤن اور لودیانہ وغیرہ شامل تہے دست درازی شروع کی اور چند گانوون کے زمینداروں کو اپنا مُرید اور سکھہ بناکر اپنے تہانے بٹہا دیئے رائے صاحب کا مدار المہام روشن خان جودہ کے مقام اُنکے مقابلہ مین خوب جی توڑکر لڑا اور اگر زندہ رہتا تو عجب نہا کہ مخالفون کو پس پا کردیتا مگر قضا سے اُسکے ایک گولی آلگی اور وہ اپنے آقا کی نمکحلالی مین جان دیکر اپنا نام روشن کرگیا اور اُسکی فوج جو بیدی صاحب کی سپاہ سے قریب چوتہائی کے تہی اپنے سردار کے مارے جانے سے بیدل ہوکر تتر بتر ہوگئی - رائے الیاس اسوقت پندرہ برس کا لڑکا تہا اُسنے سنام کے مقام آکر مدد کی استدعا کی - مہاراج نے فوراً بہائی لال سنگھہ صاحب مین کتہیل راجہ بہاگ سنگھہ صاحب والی جیند اور سردار جودہ سنگھہ کلسیہ وغیرہ

کو بلالیا اور پنج ہزار فوج کے ساتھ رائے الیاس صاحب کی امداد کیواسطے چڑھ گئے اور جہاں جہان بیدی صاحب نے اپنے تہانے بٹھادیئے تھے مار کر اُٹھا دیئے اور این روئے تلج کے سرداروں کے نام جو اُنکے شریک ہوگئے تھے عتاب آمیز تحریر بھیجیں اور بیدی صاحب کو بھی لکھا کہ وہ رائے صاحب کے ملک مین مداخلت کرنیسے دست کش ہون سردار کرم سنگھ شاہ آبادی اور سردار بدھ سنگھ فیض اللہ پوریہ فوراً اسطرف آئے اور اور حسب عادت بیدی صاحب کو اکیلا چھوڑکر چمپت ہوے اور وہ مایوس ہوکر بدووال کے قلعہ سے جو اُسوقت اُنکا جائے قیام تھا نکل گئے اور مہاراج نے رائے صاحب کی خواہش کے موافق بدووال وغیرہ چار مقامات مین چندروز کیواسطے اپنے تہانے بٹھادیئے تاکہ دشمن کو پھر گنجایش دخل کی نرہے۔ جب بیدی صاحب کے ہاتھ سے یہہ مقامات نکل گئے تب اُنہون نے اور اور گانوون پر قبضہ کرلیا۔ موضع منصور کے زمینداروں نے شیر خان تحصیلدار کے ظلم سے تنگ ہوکر بیدی صاحب کو بلایا اُنہون نے موضع دودگری مین ایک نیا قلعہ تعمیر کیا پراس شہر کی سازش سے رات کیوقت لودیانہ پر حملہ کیا اور اُس مقام پر جہان اب شہر کی دھرم سالا بنی ہوئی ہے ایک کچی گڑھی بناکر قلعہ لودیانہ پر حملہ کی تیاری کی۔ رائے الیاس نے اپنے ہمسایہ سردار سنگھ اور کپور سنگھ اہلوریہ کے رئیسون سے

مدد چاہی مگر وہ خود اس قابل نتھے پس ناچار اُنسے جارج طامس صاحب سے
جو اُسوقت بڑا زبردست اور ہانسی حصار کے ضلع پر حکمران تہا التجا کی جارج
تو چاہتا ہی تہا کہ اس مُلک کی ریاستونمین مداخلت کرینکا اُسکو موقع ملے پس
وہ فوراً ایک قوی سپاہ کے ساتہہ رائے صاحب کی مدد کو ہانسی سے روانہ
ہوا۔ بیدی صاحب نے یہہ خبر سنکر تو وہیانہ پر سے فوراً فوج اُٹہالی اور تلج پار چلے گئے
اور جارج بہی جسکو اس مُلک مین اب دست اندازی کا کوئی بہانہ نرہا تہا راستہین سے اُلٹا پہر گیا

جارج طامس مشہور بہ جہاج صاحب کی لڑائیونکا ذکر

قبل اسکے کہ ہم اُن واقعات کو لکہین جو اس ریاست کو جارج طامس کے ساتہہ
پیش آئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچہہ مختصر حال اُسکے ہندوستان مین آنے اور رفتہ
رفتہ عروج اور اقتدار پانے کا بیان کرین۔ یہہ ایک انگریز قوم کا آدمی تہا جو اوّل
ایک یورپین جہاز مین کسی چہوٹے عہدہ پر نوکر ہوکر ۱۷۸۱ء مین ہندوستان کو آیا
اور مدراس مین جہاز سے اُترا اور جیسا کہ اُس زمانہ مین فرنچ اور ڈچ اور انگریز وغیرہ
فرنگی لوگون نے مال و دولت کے حصول کی امید مین اپنی ادنی درجہ کی نوکریان
اور پیشے چہوڑکر رہٹون وغیرہ ہندوستانی رئیسونکی فوجی نوکریان اختیار کرلی تہین
اسیطرح جارج بہی ۱۷۸۳ء مین زیب النسا معروف شمرو کی بیگم رئیس سردہنہ کی

سرکار مین اگر نوکر ہوگیا اور فرفتہ رفتہ عروج پاگیا مگر جب ۱۷۹۱ء مین بیگم نے کسی وجہ سے
اُسکا تنزل کردیا اُسکی نوکری چھوڑکر آیا کہانڈے راؤ مرہٹے کے پاس جو مادھوجی
سیندیا کی طرف سے جھجر - دادری - کانوڑ اور نارنول کا حاکم تہا جا نوکر ہوا اور
خدمتین کرکر اُسکو ایسا خوش کیا کہ اُسنے جھجر وغیرہ کا علاقہ جو اوّل اُسکی فوج کی
نوکری مین تہا بطور جاگیر اُسکو معاف کردیا اسوجہ سے اسنے جھجر کے متصل ایک آبادی
کرکے وہان ایک قلعہ بنالیا اور اپنے نام پر جاج گڈہ اُسکا نام رکہا جو عوام مین
جہاج گڈہ کے نام سے مشہور ہوا مگر جب کہانڈے راؤ کے مرنیکے بعد ۱۷۹۵ء
مین اُسکا بیٹا باون راؤ اُسکا جانشین ہوا جاج اُسکی ذیلداری چھوڑکر خود سرکش بیٹھا
اور ہانسی حصار وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ہانسی کے پُرانے قلعہ کو مستحکم کرکے اپنا دارالحکومت
بنایا اِسکے پاس ایک ایک ہزار سپاہی کی آٹھ پلٹنین اور ایکہزار سوار اور ساڑہے
تین ہزار متفرق سپاہی اور چھوٹی بڑی پچاس توپین تہین - اب اسنے آگے
قدم بڑہانا چاہا اور دوستانہ طور سے این روئے ستلج کے رئیسون کو اپنے ساتہ ملکر
مرہٹون سے لڑنے اور اُنکے مقبوضہ ممالک کی فتح مین شریک ہونیکی ترغیب دی
چونکہ اِسکی باتون سے خودغرضی کی بو آتی تہی - بہائی لال سنگہ صاحب رئیس
کیتہل جنکا علاقہ جاج کی عملداری کے قریب تہا اور سردار گوردت سنگہ لاڈوہ والے

وغیرہ سرداروں نے فوراً تاڑ لیا کہ اُس کا اِس سے کیا مطلب ہے اور جب جارج نے دیکھا کہ اِس ترکیب سے کام نہیں نکلتا اور سکھ رئیس دم میں نہیں آتے تب اُسنے بزور شمشیر انکے مطیع کرنیکا ارادہ کیا اور جیند کے قرب وجوار کے دیہات کو لوٹنا شروع کر دیا اور جب مگسر ۱۸۵۴ بکرمی نومبر ۱۷۹۷ عیسوی مین شاہ زمان بادشاہ کابل لاہور مین آیا اور اُس مُلک کے سکھ سردار اُس سے لڑنیکے لئے امرتسر مین جمع ہوئے اور اِس باعث سے راجگان و سرداران این رُوے ستلج کو بھی کسیقدر فکر و تردد تھا جارج نے یہہ سوچکر کہ اسوقت کوئی اور رئیس اُنکی مدد نکر سکیگا جیند پر مورچے آلگائے مگر اُسکا یہہ خیال غلط نکلا اور اِس خبر کے سُنتے ہی سب سے پہلے ریاست کیتھل کی سپاہ جو جیند سے قریب تر تھی راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند کی مدد کو پُہنچی اور سردار گوردت سنگھہ لاڈوہ والہ اور سردار بھاگ سنگھہ اور مہتاب سنگھہ تھانیسر والے اور راجہ جسونت سنگھہ صاحب بہادر والی نابہہ اور اور چھوٹے چھوٹے سردار نوبت بنوبت پُہنچتے گئے مہاراج اور بی بی صاحب کنور صاحبہ بھی جا شامل ہوئے اور قریب تیس ۳۰ ہزار کے فوج جمع ہوگئی - پندرہ ۱۵ دن تک لڑائی ہوتی رہی اور اگرچہ شروع مین جارج جرات سے لڑتا رہا مگر اُسنے یہہ دیکھکر کہ مخالف تعداد مین زیادہ ہین جیند سے اپنی فوج ہٹالی اور جمہم کو چلا گیا اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر وغیرہ سرداروں

نے ولیہ ہوکر اُسکا نارنوند تک پیچھا کیا جو جیند سے سات کوس کے فاصلہ پر جنوب کیطرف ایک گانوں ہے اور اُسکے علاقہ کے گانوون کو لوٹ لیا مگر جارج کا یہہ بھاگنا واصل بھاگنا نہ تھا بلکہ ایک دھوکا تھا چنانچہ وہ اسوج سدی پنچمی سمت ۱۸۵۵ مطابق ۱۶- اکتوبر ۱۷۹۸ء کو دو پلٹن اور ستّرہ ہلکی توپون کے ساتھہ نارنوند کے مقام رات کو یکایک انپر آن پڑا یہان پہرہ چوکی کچھہ نتھا اور سکھہ سردار خیالی فتح کے گھمنڈ مین بالکل غافل اور بیخبر تھے پس یہہ ناگہانی آفت دیکھکر ایسی بھاگڑ پڑی کہ ایک کو ایک کی خبر نرہی اور دو سو آدمی اِسطرف کے مارے گئے اور سب ڈیرے خیمے لٹ گئے مگر راجہ جسونت سنگھہ صاحب والی ناہہ کے لشکر کو ذرا بھی آنچ نہین آئی - اس شکست کا باعث بظاہر تو فوج کی بے ترتیبی اور سردارون کی غفلت ہی تھی مگر مشہور یہہ ہوا کہ ایکدفعہ راجہ جسونت سنگھہ صاحب والی ناہہ کی فوج کو جو ہنسی کے طور پر بی بی صاحب کہو صاحب نے یہہ کہدیا تھا کہ ہمارے ناں کے چمار بھی اُس سے اچھے ہین - اِس بات کا غبار راجہ صاحب کے دل مین بھرا ہوا تھا اور اُنہون نے اسکا عوض لینے کو جارج سے ملکر اپنے رفیقون کی بیخبری مین رات کو حملہ کرادیا اور اسی سبب سے اُنکے کسی آدمی کا بال بیکا نہین ہوا اور راجہ صاحب نے ازراہ تفاخر یہہ پکارنا شروع کیا کہ دیکھو میرے سپاہی جنکو چارون سے بھی

کہتے بتایا جاتا تہا دشمن کے حملہ کیوقت کیسے ثابت قدم رہے اور اسکی یہی شہرت ہوئی کہ سردار کرم سنگھ شاہ آبادی پانچہزار روپیہ کی کہوٹی اشرفیان لیکر دشمن سے ملگیا تہا اور اُسنے یہہ اقرار کرلیا تہا کہ حملہ کیوقت ہاتہہ پانوں ہلائے بغیر بہاگ جاؤنگا تاکہ اُسکی دیکہا دیکہی اور لشکر مین بہی بہاگڑ پڑجائے اور ایسا ہی اُسنے کیا بہی مگر ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ باتین کہان تک سچ ہین کیونکہ تعجب نہین کہ شکست کی ندامت مٹانیکو گہڑلی گئی ہون - القصہ اس فتح سے اگرچہ جارج کا پلہ بہاری ہوگیا تہا مگر وہ جانتا تہا کہ اس جم غفیر سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے پس اُسنے اس موقع پر اپنی بات رہجانے ہی کو غنیمت سمجہا اور ہانسی سے اپنے دیوان اودے چند کو صلح کا پیغام دیکر مہاراج کی خدمت مین بہیجدیا چونکہ فریقین اپنی اپنی طاقت کو خوب جانچ چکے تہے بس سب کی صلاح سے صلح ہوگئی کچہہ یہہ سمجہے کچہہ وہ سمجہے اور مہاراج برائے چندے احتیاطاً بی بی صاحب کو جیند مین چہوڑکر پٹیالہ کو چلے آئے اور صاحب کرم سنگھ بہادر ولیعہد کی ولادت کا بڑے چاؤ اور خوشی سے جشن کیا جو اُس رات کو بمقام پٹیالہ پیدا ہوئے تہے جسمین جارج نے چہاپا مارا تہا -

مہاراج اور بی بی صاحبکور کے باہم سوء مزاجی اور بی بی صاحب کی وفات

اب چونکہ کسی بیرونی دشمن کا اندیشہ نہین رہا تہا اسلئے خانگی جہگڑے پہر چھڑے
اور مذکورہ بالا ضرورت کی وجہہ سے جو بی بی صاحب کو کچہہ عرصہ جیند مین رہنے کا اتفاق
ہوا موقع پاکر مہاراج کے مصاحب اور اکثر حاضر باش لوگ جو بی بی صاحب کی خوشنودی
اور رعب و داب کے باعث سے اپنی بیجا خواہشون پر حسب دلخواہ کامیاب نہیں ہو سکتے تہے
اُنکی طرف سے مہاراج کے پاس لگاؤ بجہاؤ کرنے لگے اور رانی آسکور صاحب جو بالطبع
معاملات ریاست مین دخیل ہونے کی خواہشمند تہین اور بی بی صاحب کی حکومت اور معاملات
ریاست مین اُنکی مداخلت اُنکو پہلے سے ناگوار تہی اب جو ولیعہد کی ماں ہوگئین اپنے
سے بڑہکر بی بی صاحب کے فخر و عزت کا ہونا اُنکو اور بہی ناگوار ہوا اسلئے وہ بہی اُس
گروہ کی مؤید ہوگئین اور مہاراج کو چونکہ ہاتہیون کے جمع کرنیکا نہایت شوق تہا لوگون
نے یہہ کہا کہ دیکہئے وہ ہتنی جو راجہ صاحب ثانی نے دی تہی بی بی صاحب نے خود ہی
رکہہ لی آپکو نہ دی اور سمت ۱۸۵ مین جو بی بی صاحب نے اپنی جاگیر کے ایک گانون موضع
بہریان مین کچا قلعہ بناکر اُسکا نام ادبہہ آل بدلدیا تہا اُسکو اُنکی خودسری کی دلیل بنایا
اور ایسی ہی اور چند باتین کہہ سنکر مہاراج کو اُنسے ناراض کردیا اور بی بی صاحب جو
یہہ معلوم کرکے کہ مہاراج کے دل پر اُنکی خدمات کی نسبت غمازون کی بات کا اثر زیادہ
ہوتا ہے ناخوش ہوکر جیند سے سیدہی اپنی جاگیر کو چلی گئین اس سبب سے لوگون

ھمارے اصحاب صاحب صاحب صاح

بی بی صاحب کچھ عرصہ یہان رہین اور ایکدن یہہ حیلہ بناکر کہ انکی ایک لونڈی کسی ضرورت سے ہریان کو جائیگی قلعہ دار سے سواری طلب کرکر ہریان کو چلی گئین اور اس سبب سے کہ یہہ نزاع محض ایک خانگی تکرار بنجی تہی کچھ واقعی دشمنی نتہی مہاراج نے بہی پہر کچھ تعرض نکیا اور ۱۸۰۵ء تک وہ وہین رہین اور جب مرض الموت سے بیمار ہوکر بتقاضائے محبت پٹیالہ مین اگر چار پانچ روز کے بعد اس جہان سے گذر گئین بہائی کو بہن کی وفات کا بڑا رنج وغم ہوا۔

جارج طامس کی عہد شکنی اور اسکا مآل کار

جارج کو ملک گیری اور لوٹ کا چسکا کب چلا بیٹہنے دیتا تہا پس وہ عہد و پیمان پر خاک ڈالکر ۱۸۰۵ء مین ہریانہ اپنی جگہہ سے اٹہا اور جیند اور کیتہل کے بعض دیہات کو جو ہانسی کے علاقہ سے ملحق تہے دبالیا اور جب وہ اٹہہ کہیڑے[1] مین پہنچگیا مہاراج نے جو اسوقت نابھہ مین تہے بہائی لال سنگہہ صاحب راجہ بہاگ سنگہہ صاحب سردار مہتاب سنگہہ تہانیسری اور سردار گوردت سنگہہ لاڈوہ والہ وغیرہ کو بلایا اور تو سب اپنی اپنی فوج کو لیکر آگئے مگر رائے الیاس صاحب جنکا بیدی صاحب سنگہہ

[1] بموجب تصریح مندرجہ صفحہ (۱۱) کتاب رپورٹ بندوبست وتاریخ ضلع حصار مرتبہ منشی امین چند صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر اجمیر مطبوعہ ۱۸۶۶ء مطبع کوہ نور لاہور کسوہن وغیرہ آٹہہ دیہات واقع پرگنہ نروانہ عملداری سرکار پٹیالہ کا وہ قدیم نام ہے جو کتاب آئین اکبری مین مندرج ہے ۱۲ مولف

کے حملہ کے وقت سے جاج سے ملاپ ہوگیا تھا نہین آئے اور یہہ معلوم کرکے
کہ جاج نے ڈیرہ کیطرف کوچ کیا ہے جو پٹیالہ سے قریب تیس ۳۰ میل کے جنوب
کی طرف ایک گانون ہے مہاراج نے اپنے بخشی ملک شیر اڈوگر اور بھائی
تارا سنگھہ اور سردار دیپ سنگھہ اور بیر سنگھہ بہدوڑیون کو دو ہزار سوارون کے
ساتھہ اُسکے مقابلہ کو بھیجا - یہان ایک ہلکی سی لڑائی ہوئی اور جاج نے شمال
کیطرف جاکر بالدہ کو جو دھوڈان کے قریب ایک گانون ہے لوٹ لیا اور وہان
کے بہت سے زمینداروں کو قتل کرکر کنہوری کی طرف لوٹ گیا جو بالدہ سے
مغرب کی طرف دریاے گھگر کے کنارے ایک گانون ہے - یہان دیوان سنگھہ
دیوان ایگھہ ہزار سوار کے ساتھہ پہلے سے موجود تھا اُسکے ساتھہ مٹھہ بھیڑ ہوئی مگر وہ
وہان بھی نہ ٹھہرا اور لڑتا بھڑتا نارنگوال جا نکلا - یہان اُسکو بھائی تارا سنگھہ اور راجہ
بھاگ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند اور سردار کرم سنگھہ شاہ آبادی نے پانچہزار
سوارون کے ساتھہ آلیا اور اگرچہ وہ تھکا ماندہ اور بیخبر تھا مگر دو گھنٹے تک خوب لڑتا
رہا اور آخر شکست کھاکر کھنڈوہ کو بھاگ گیا اور جب یہہ اُسکا پیچھا دبائے موضع
جودہ منصوہین پہنچے تو اُنھے یہہ فطرت کی کہ صلح کا خواہان ہوا اور پیام سلام مین
چھہ دن گذار دئے اور اس حکمت سے جب اُسکی فوج نے ذرا دم لے لیا عہد و پیمان

کو جو محض ایک حیلہ تہا بالائے طاق رکہکر یکایک یہانسے غایب ہوگیا اور موضع راجوانہ
کو جالوٹا جو رائے الیاس کی عملداری مین تہا - مہاراج جو اسوقت گہنگرانہ مین تہے
کوچ کرکے موضع برونڈی مین اُس سے دو کوس کے فاصلہ پر آن اُترے اور
ایک ہفتہ سے زیادہ ہر روز لڑائی ہوتی رہی - اب یہان سے بہاگ کر اُسنے پہر
اس ریاست کے قلمرو مین قدم رکہا اور ککڑوال مین اُس سے اور یہان کی سپاہ
سے مقابلہ ہوا جسمین اُسیکو شکست ہوئی اور اس عملداری سے نکلکر کیتہل کیطرف
متوجہ ہوا - اس سبب سے مہاراج نے بہائی لال سنگہہ صاحب کو تو ککڑوال سے کیتہل
کو بہیجدیا اور خود مونک مین تشریف لے آئے تاکہ بوقت ضرورت بہائی صاحب
کی مدد کرسکین اور جب اُسنے موضع کہردوی کو جالوٹا مہاراج کیتہل مین تشریف
لیگئے - جاج گہگر سے عبور کرکے موضع کٹہیانہ کو جو سر راہ تہا لوٹتا ہوا جنوب کی سمت
ہولیا اور سفیدون پر جو کرنال کے قریب ریاست جیند کی عملداری مین ایک پرانا
قصبہ ہے حملہ کیا یہان قلعہ کی سپاہ مین اُسکے مقابلہ کا دم نتہا راجہ بہاگ سنگہہ
صاحب مدد کو گئے مگر اُنکے پہنچنے سے پہلے یہہ پرانا قلعہ جو شکستہ بستہ پڑا تہا اُسکے قبضہ
مین آچکا تہا - جاج کا قلعہ مین بیٹہا رہنا عبث تہا پس وہ شہر پناہ کے نیچے راجہ
صاحب سے صف آرا ہوا اور ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین تین سو کے قریب راجہ صاحب

کے سپاہی مجروح اور مقتول ہوئے اور پانسو آدمی جارج کے کمیت رہے اور
اُسکے لشکر کا بہت سامال واسباب لُٹ گیا اور وہ یہہ نقصان اُٹھاکر پہ کتہل کے علاقہ
مین جاگھسا۔ چونکہ وہ کہین جم کر نہ لڑتا تہا اور اس دواد وش مین فوجین بہت
دق ہوگئین تہین اور رعایا کا بہی بہت نقصان ہوا تہا اسلئے یہہ مشورہ ہوا کہ بالفعل
اُسکو صُلح اور دار مدار کرکے اِس مُلک سے نکالدیا جائے اور فرصت مین جنرل پیرون
فرانسیس سے جو مرہٹون کی طرف سے صوبہ دہلی کا حاکم اور جارج کا مخالف تہا جوڑ
توڑ لگاکر اُسکو جارج سے لڑوادیا جائے یہہ منصوبہ قرار پاکر مہاراج نے اپنے اہلکار سردار
چین سنگہہ کو جارج کا منشا دریافت کرنیکو بہیجدیا۔ اگرچہ اس بکہیڑے مین مخالفون کے
چند دیہات اُسکے قبضہ مین لگئے تہے اور لوٹ کہسوٹ کے ذریعہ سے روپیہ پیسہ بہی
خوب ملگیا تہا لیکن راجدان کی مارو ہاڑ سے وہ بہی بہت تنگ آگیا تہا اور چاہتا تہا کہ
کسیطرح صُلح ہوجائے پس اُسنے اسکو غنیمت سمجہا اور صلح صفائی کی باتین اور پیام سلام ہوکر
اوایل سنہ ۱۸۰۴ء مین ہانسی کو چلاگیا اور مہاراج بہائی لال سنگہہ صاحب اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب
اور اپنے اہلکار سردار چین سنگہہ اور ہمیر سنگہہ کو دہلی کو بہیجکر اور فوج کو اپنے بخشی
ملک شیر اڈوگر کے ساتہہ احتیاطاً کیتہل مین چہوڑکر پٹیالہ کو چلے آئے۔ جب یہہ
دہلی مین پہنچے جنرل پیرون وہان موجود نہ تہا کول گیا ہوا تہا اسلئے سردار چین سنگہہ

اور ہمیر سنگھ راجہ بہاگ سنگھ صاحب اور بھائی لال سنگھ صاحب کو یہان چھوڑکر
وہان چلے گئے اور بات چیت کرکے اُسکو اپنے ساتھہ دہلی مین لائے اور راجہ
بہاگ سنگھ صاحب اور بھائی لال سنگھ صاحب نے اُس سے ملاقات کی اور
تیسوین ۳۰ ربیع الثانی ۱۲۱۵ مطابق دسوین ۱۰ ستمبر ۱۸۰۰ء کو مفصلہ ذیل سات سوال
لکھکر اُسکے روبرو پیش کئے۔

اوّل ۱ - یہہ کہ فوج کافی اِنکی امداد کیواسطے مامور کیجائے۔

دوسرے ۲ - فوج کا کوچ اور مقام اُنکے مشورہ سے ہوتا رہے۔

تیسرے ۳ - جاج ہانسی سے خارج کیا جائے۔

چوتھے ۴ - جو جو گانون اُنکے جاج نے اپنے قبضہ مین کرلئے ہین وہ چھڑا
دیئے جائین۔

پانچوین ۵ - جاج کے خاص متصوضہ مُلک مین سے جو کچھہ بطور مہربانی دینا
منظور ہو لکھدیا جائے اور خرچہ جنگ کی جو قسطین تمسک مین
لکھی گئی ہین اُنکے سوا اِنکو کچھہ سروکار نہو گا خواہ ہنگامہ جاری ہی ہے

چھٹے ۶ - رائے الیاس و افغانان مالیر کوٹلہ و راجہ جسونت سنگھہ صاحب
وغیرہ برادران و چہارمیان و تعلقداران مہاراجہ راجگان اگر

انکی اس قرارداد کے موافق روپیہ ادا کرین تو اُنکے علاقہ پر ان کا
قبضہ کرادیا جاے اور اس صورت مین اُنکے حصہ کے روپیہ کے علاوہ
اُس مکان کی حیثیت کے موافق یہہ نذرانہ دینگے۔

ساتوین سوا ے برادران وچہار میان مہاراجگان کے اور سکہہ سرداروں کے
معاملہ (خراج) مین کمی بیشی انکی صلاح سے کیجاے اور اُسمین
سے اِس خدمت کے عوض مین جو کچھہ انکو دینا منظور ہو وہ لکھدیا جاے
— اور چار لاکھہ روپیہ اس امداد کے معاوضہ مین بتفصیل ذیل دینا کرکے تسلیم لکھدیا

	معاملہ	نذرانہ	میزان
	یک لاکھہ		یک لاکھہ
پٹیالہ معہ ذیلداران	۷۵۰۰۰	۲۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
کیتھل معہ ذیلداران	۷۵۰۰۰	۲۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰
جیند ...	۱۷۵۰۰۰	۲۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰
نابہہ	۱۷۵۰۰۰	۲۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰
رائے کوٹ ...	۱۲۵۰۰۰	۷۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰
رائے پور گوجروال	۱۲۵۰۰۰	۷۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰
کوٹلہ مالیر ...	۱۲۵۰۰۰	۷۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰
	سے لاکھہ	یک لاکھہ	لاکھ لاکھہ

میل

یہہ تفصیل ہمنے سردار چین سنگھہ کے خانگی حساب کی ایک ایسی پُرانی بہی سے نقل کی ہے جسمین سمت ۱۸۵۵ سے سمت ۱۸۶۵ تک ریاست کے بہی اکثر وہ حسابات صیغہ جنگ و پولیٹکل درج ہین جو اُنکی معرفت ہوئے تھے اور اسکی طرز تحریر سے ہمکو ثابت ہوا کہ نذرانہ کی رقم جنرل پیرون اور اُسکے نائب جیرلوی بورکوئین کو اور وہ رقم جو بنام معاملہ درج ہے سرکار گوالیار کو جسکے وہ نوکر رہتے دی گئی تہی اور اِن دونو رقمون کے ملانے اور مرہٹون کے خراج لینے کے اُس قاعدہ پر خیال کرنے سے جسکو اُنکی اصطلاح مین چوتہہ کہتے ہے یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر اِن ریاستون کی آمدنی حسب تفصیل ذیل تھی۔

پٹیالہ۔	چھہ لاکہہ بارہ ہزار	۶۱۲۰۰۰
کیتہل۔	دو لاکہہ چالیس ہزار	۲۴۰۰۰۰
جیند۔	ایک لاکہہ سولہ ہزار	۱۱۶۰۰۰
نابہہ۔	ایک لاکہہ باون ہزار	۱۵۲۰۰۰
رائے کوٹ۔	تین لاکہہ بیس ہزار	۳۲۰۰۰۰
رائے پور گوجروال۔	اسی ہزار	۸۰۰۰۰

کوٹلہ مالیر اسّی ہزار ۸۰۰۰۰

پس مسٹر گرفن صاحب نے جو معاملہ کی رقم کو ریاستونکی آمدنی اور نذرانہ کو خراج خیال فرمایا ہے اور اس سے انکی اُسوقت کی طاقت اور مقدرت کا اندازہ کیا ہے صحیح نہین ہے - معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف کو معاملہ کے لفظ سے یہہ دہوکا ہوا ہے جو اکثر ملک کی آمدنی کے معنون مین بہی بولا جاتا ہے - چونکہ پیرون کو خود بہی جارج کیطرف سے کہٹکا لگا رہتا تہا اور اسلئے یہہ دل سے اُسکا استیصال چاہتا تہا موقع مناسب دیکہکر اُسنے خوشی خوشی انکی درخواست منظور کرلی اور پہلے اور دوسرے اور تیسرے اور پانچوین اور چہٹے سوال کو منظور کرکے چوتہے کے جواب مین یہہ لکہا کہ نواب نجف قلیخان اور مہاراجہ سیندہیا کی حکومت کے زمانہ مین جس جسجگہہ پر انکا قبضہ تہا اُس پر اپنا قبضہ کرین اور ساتوین سوال کی بابت یہہ ٹہہرایا کہ ایسے لوگون کے ساتہہ جو معاملہ ٹہہرے اُسمین سے دو حصّے اُسکے اور ایک حصہ انکا ہوگا اور یہہ قرار دیا کہ پانچہزار سوار انکا بالفعل اس قضیہ کے یکسو ہونے تک اُسکی فوج کے ساتہہ رہے - الغرض اس قرارداد کے بعد جنرل موصوف بہادرگڈہ مین جو دہلی سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے کیطرف ایک قصبہ ہے جا اُترا اور جارج کو لکہکر جہجر سے اپنی

پاس بلالیا اور اُسکو یہہ کہا کہ وہ ہانسی اور حصار وغیرہ مُلک کو چھوڑ دے اور
پچاس ہزار روپیہ نقد ماہوار بطور تنخواہ اپنی فوج کے مہاراجہ سیندہیا سے لیلیا
کرے اور یہہ بھی کہا کہ اگر وہ اسکو کم سمجھتا ہو تو وہ اور پچاس ہزار روپیہ ماہوار
کے واسطے سفارش کرنیکو تیار ہے مگر جارج نے بدعہدی کے شبہ سے اسکو
منظور نہ کیا اور بلا اجازت رات کو ہانسی کے جانیکے ارادہ سے پانی پت کو
چلا گیا اور اُس علاقہ کو لوٹنا شروع کردیا ناچار جنرل موصوف نے کپتان سمتھ
کو تین پلٹنیں اور پندرہ توپوں کے ساتھہ جہاج گڈھ پر قبضہ کرلینے کو بھیجدیا اور
اُدھر اپنے نایب میجر لوئی بورگوئین کو اپنی فوج کا بڑا حصہ ساتھہ دیکر ہانسی کیطرف
روانہ کیا اور خود دہلی کو لوٹ گیا۔ جارج کپتان سمتھ سے جا لڑا اور اُسکے ایسے
دانت کھٹے کئے کہ وہ جہاج گڈھ کو چھوڑکر جھجر کو چلا گیا میجر لوئی نے جب یہہ
خبر سُنی ہانسی کا جانا موقوف رکھا اور موضع کہٹکر سے چلکر اپنی اور پٹیالہ اور
کیتھل اور جیندہ کی فوج کے ساتھہ جہاج گڈھ کو جا گھیر لیا اور دو مہینے تک خوب
لڑائیاں ہوتی رہیں اور جارج بڑی جرات سے مقابلہ کرتا رہا لیکن اس سبب سے
کہ پٹیالہ سے برابر کمک پہنچتی رہی اور جنرل پیرون نے مدد کیواسطے اور
فوج بھیجدی اور رسد کے نہ پہنچنے کے باعث سے جارج کی فوج بھوکوں مرنے

اور اُونٹ گھوڑے کاٹ کاٹ کر کھانے لگی ناچار ہوکر وہ جہاج گڈہ سے
نکلکر ٹانسی کو بہاگ گیا میجر نے جہاج گڈہ پر قبضہ کرلیا اور جہاج کا توپخانہ وغیرہ
جو کچھ وہان تہا اُسکے قبضہ مین آگیا اور اُسنے قلعہ ٹانسی پر مورچے جا لگائے چونکہ
جارج کے چیدہ اور عمدہ سپاہی کچھ مارے گئے اور کچھ جہاج گڈہ کی فتح کے بعد
میجر لوئی کے نوکر ہوگئے تہے اور ایسے قوی دشمنون کے مقابلہ کی سکت اب
اُسمین باقی نہین رہی تہی پانچ روز کے بعد اُسنے میجر کے پاس صلح کا پیغام بہیجدیا
اور توپ خانہ وغیرہ آلات حرب و ضرب کے سوا جو کچھ نقد و جنس اُسکا قلعہ مین تہا
ساتہہ لیکر قلعہ کو خالی کردیا اور میجر سے تہوڑی سی فوج بطور بدرقہ ہمراہ لیکر
سنہ ۱۸۰۱ء کے شروع مین دہلی کو چلا گیا اور میجر نے اُسکے تمام مقبوضہ ملک پر
اپنا قبضہ کرلیا اور قلعہ کیتھل نروانہ کہنوری جن پر جارج نے تسلط کرلیا
تہا بدستور پٹیالہ کے قبضہ مین آگئے۔ جبکہ جارج کے قصہ کا اسطرح سے خاتمہ
ہوگیا مہاراج کا ارادہ ہوا کہ ریاست کے بعض علاقے جو اس افراتفری مین
سرکش ہوگئے تہے اُنکو مطیع کیا جائے تاکہ جو روپیہ جنرل پیرون کو دینا ٹہرا
تہا ادا کیا جاسکے اُسلئے اُنہون نے اپنے دیوان دیوان سنگہہ کو میجر کے پاس
روانہ کیا اور اُنسے باتفاق سردار جین سنگہہ و ہمیر سنگہہ کے میجر سے یہہ درخواست کی

کہ اُسکے لشکر کا کوچ و مقام اُنکی صلاح سے ہوتا رہے چونکہ یہہ بات بجز پیرون
کی اجازت پر موقوف تہی انکے درخواست کرنے پر جنرل نے میجر کو اسکی اجازت
دیدی اور اُسنے اوّل ہانسی - سرسہ - رانیان - بھٹنیر وغیرہ ملک مقبوضہ مرہٹہ
سے خراج تحصیل کیا اور پھر باتفاق دیوان دیوان سنگھہ وغیرہ پرگنہ اٹھہ کہیڑہ مین آن اُترا
دیوان نے پرگنہ گوہر کپور - بہونہ - اور پایل وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور سردار بیر سنگھہ
نوگو والیہ دوسو سوار کے ساتھہ وہان ٹھہر گیا اور میجر موافق مشورہ سردار چین سنگھہ
اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب اور بھائی لال سنگھہ صاحب کے چھوٹے چھوٹے
سکھہ سردارون کے علاقون مین پھرتا ہوا پہبات مین پہنچا اور وہان سے
بنوڑ ہوتا ہوا مہاراج کی ملاقات کیواسطے پٹیالہ آیا اور جنرل پیرون کی طرف
سے پیغام دوستی مہاراج کی خدمت مین بیان کئے اور اکیسوین رمضان
۱۲۱۶ ہجری کو ایک عہدنامہ دوستی بہ لفظ (قولنامہ) مابین جنرل مذکور
اور اس سرکار کے لکھا گیا جسمین طرفین کے دوست دوست اور دشمن دشمن
قرار پائے اور درج ہوا کہ ضرورت کیوقت مہاراجہ سیندہیا کی فوج فوراً پٹیالہ
کی مدد کرے اور اسیطرح پٹیالہ اور بھائی لال سنگھہ صاحب اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب
سیندہیا کو مدد دین اور ایک دو مہینے کے عرصہ تک فوج کشی کے خرچہ کا ہی

سوال نکیا جائے اور کسی دراندار شخص کی بات جو مخل دوستی ہو نہ سنی جائے
اور جنرل پیرون نے جو عیسائی تہا اس اقرار کو حضرت عیسیٰ مسیح کی قسم کے
ساتھہ مؤکد کیا۔ مہاراج نے رخصت کیوقت میجر کو ایک بہاری خلعت عطا
کیا اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب بہادر اور سردار چین سنگھہ کو ہمراہ کر دیا جب میجر
رخصت ہوکر قلعہ سے باہر آیا تو اُسنے امرائے ہند کے اُسوقت کے دستور کے
موافق جو کسی خوشی کے موقع پر ایسا کیا کرتے تہے کسیقدر روپیہ فقیرون کو لٹایا
اور یہان سے کوچ کر کے لسی کہنہ وغیرہ مین ہوتا ہوا لودہیانہ پہنچا۔
اثنار راہ مین سب چہارمی سکھون سے ہمارے اہلکارون نے خراج وصول
کیا اور قلعہ ایسٹرواں اور سہاورین بہی دخل کر لیا جو سردار فتحسنگھہ صاحب آلووالیہ
کا تہا اور رائے پور۔ گوجروال مین بہی تہانہ بٹہا دیا۔ لیکن جب سردار فتحسنگھہ نے
سردار جسّا سنگھہ صاحب اور مہاراج امر سنگھہ صاحب بہادر کی باہم دوستی
یاد دلائی مہاراج نے اُنکا قلعہ چہوڑ دیا اور بہای لال سنگھہ صاحب کی
سفارش سے چہہ مہینے کے بعد رائے پور مین سے بہی تہانہ اُٹہا لیا جب
میجر لوئی منی مزرعہ سے پٹیالہ کو آتا تہا سردار چین سنگھہ نے اُس کچی گڑہی کو
جو سنگھہ پوریون نے بغیر اجازت کے بنوڑ مین تعمیر کرلی تہی مسمار کرا دیا اور

دل سنگھ بہریلی والہ جو سرکار کا چہارمی تہا اور باغی ہوگیا تہا اُسکے دیہات کو
بہی ضبط کرلیا جو آخر اُسکے رشتہ دار سردار جودہ سنگھ کلسیہ کی سفارش سے مہاراج
نے پہر اُسکو بخشدیے - جو روپیہ ان سکہ سردارون سے وصول ہوا تہا اُس
مین سے دو حصے عہدنامہ کے موافق میجر کو دیئے گئے اور ایک حصہ مہاراج
کی سرکار مین رہا جسمین سے ایک ثلث رکہا جاکر دو ثلث بہائی لال سنگھ صاحب اور راجہ
بہاگ سنگھ صاحب اور راجہ جسونت سنگھ صاحب نابہہ والہ کو دیئے گئے اور میجر ہانسی کو لوٹ گیا

میجر لوئی کا دوبارہ اس مُلک مین آنا اور اس مُلک سے مرہٹون کے تعلقات کا خاتمہ

اِس سے کچہہ عرصہ کے بعد میجر لوئی بوڈیہ کے گہاٹ جمنا کے اُس پار اُترآیا
اور راجہ بہاگ سنگھ صاحب بہادر اور بہائی لال سنگھ صاحب بوڈیہ مین اور سردار چین سنگھ
شہزادپور مین اُس سے جاملے اور آپس کے مشورہ سے کوچ و مقام کرتا ہوا انبالہ مین
پہنچا - بہائی لال سنگھ صاحب کے چچا بہائی تخت سنگھ کی جاگیر کے پینسٹھ گانون جو سوہر
کے پرگنہ کے نام سے مشہور تہے اور سکہون نے دبالئے تہے بہائی لال سنگھ
نے میجر کی مدد سے اُنپر قبضہ کرلیا اور انبالہ کے نواح کے سکہون سے معرفت
سردار چین سنگھ نذرانہ لیتا ہوا میجر سمی مزرعہ مین پہنچا اور راجہ کرم پرکاش

صاحب والی ناہن کیطرف سے جو ملاقات اور خراج دینے مین تامل ہوا نجوہ کے پرگنہ پر جو مہاراج امر سنگھہ صاحب بہادر نے راجہ کیرت پرکاش صاحب کو بخشدیا تہا اُسکے عوض کا روپیہ دیکر ریاست کے اہلکارون نے اپنا قبضہ کرلیا۔ اِس دفعہ مین بہی چہوٹے سکہہ سردارون سے اُسیقدر خراج وصول کیا گیا جتنا پہلے لیا گیا تہا اور اُسی شرح سے باہم تقسیم ہوا جیسا ہم پہلے لکہہ چکے ہین۔ اِسکے بعد میجر یکایک کرنال کے راستہ سے دہلی کو کوچ کرگیا۔ ہرچند ریاست کے دفتر سے کچہہ معلوم نہین ہوسکا لیکن غالبًا اسکا سبب یہہ تہا کہ لارڈ لیک صاحب بہادر انگریزی سپہ سالار مرہٹون کو دباتے ہوئے کول کے قریب پہونچ گئے تہے اور آگرہ وغیرہ اور علیگڈہ کے قرب وجوار کا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا تہا اور قریب تہا کہ صوبہ دہلی پر بہی اُنکا تصرف ہوجائے پس میجر کے پاس اِس معاملہ کے متعلق کوئی ضروری خبر آئی ہوگی جس سے اُسکو دہلی کیطرف بہت جلد لوٹنا پڑا۔

مہاراج اور رانی اسکوٗر صاحبہ کے باہم سوء مزاجی اور اُسکے متعلق حالات

تہوڑے عرصہ سے ملک کے کاروبار مین مہاراج اپنی سوتیلی ماں رانی کہم کوٗر

صاحب سے مشورہ لیتے اور اُنکی بات کو مانتے تھے اور یہہ امر رانی اسکو صاحب
کو جو بڑی بلند نظر اور امور ملکی مین مداخلت کی خواہشمند تہین ناگوار ہوتا تہا اس سبب سے
مہاراج کبہی اُنکی راے سے اور کبہی اُنکی مرضی سے معاملات ملکی کو طے کرتے تہے
لیکن دراصل رانی صاحب کی مداخلت مہاراج کو پسند نہ تہی پس رفتہ رفتہ باہم ایسی
سوء مزاجی ہوئی کہ مہاراج پٹیالہ سے شام کو چلے گئے اور وہان سے چیرانگہہ
پوربیہ کو یہہ پیغام دیکر رانی صاحب کے پاس بہیجدیا کہ پٹیالہ سے اپنی جاگیر امرگڈہ کو
چلی جائین۔ رانی صاحب اگرچہ وہان چلی گئین لیکن نہتا سنگہہ پوربیہ کی سازش
سے جو وہان کا قلعہ دار تہا امرگڈہ کے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ یہہ سنکر مہاراج بہت ناخوش
ہوئے اور منصورپور مین اگر رانی صاحب کو کہلا بہیجا کہ قلعہ سے باہر کسی اور مکان
مین رہین لیکن رانی صاحب نے کچہہ نہ سُنا اور اُلٹا قلعہ کو اپنی مرضی کے موافق
مستحکم کرلیا اور سردار بہنگا سنگہہ تہانیسری کو جو اُندنون اپنی فوج سمیت کوٹلہ مالیر
کے قرب وجوار مین پڑا ہوا تہا اور اُسکی بیٹی رانی روپ کنور صاحب مہاراج کرنیل سہم
صاحب بہادر سے منسوب تہین اپنی حمایت کو بُلالیا اور لوگون سے ایسی چاپلوسی
اور حسن سلوک اختیار کیا کہ جو کوئی اہلکارون یا سردارون مین سے مہاراج کیطرف
سے کچہہ پیام لیکر آتا اُنہین کا ہوجاتا اور اُنہین کا دم بہرنے لگتا یہان تک

کہ سردار چیرا سنگھ پوربیہ جو غایت درجہ مہاراج کا معتمد علیہ اور پٹیالہ کا قلعہ دار تہا
وہ بہی رانی صاحب سے ملگیا اور اُسنے اپنے بیٹے جوالا سنگھ کو بہیجکر رانی
صاحب کو پٹیالہ آنیکی تحریک کی اور وہ اچانک امرگڈہ سے پٹیالہ مین چلی آئین
اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ مہاراج یہہ سُنکر منصور پور سے سنور مین آئے اور
ملک محمود خان کو جو سامانہ کا رہنے والا بڑہیچ قوم کا پٹہان اور بڑا معزز سردار
تہا سنور کے قلعہ کی حفاظت کیواسطے چہوڑکر خود سیف آباد مین جا رہے اور
پٹیالہ کو رانی صاحب کے قبضہ سے چہوڑانیکی تدبیرین کرنے لگے اور راجہ بہاگ سنگہ
صاحب والی جیند اور بہائی لال سنگہ صاحب والی کیتہل اور سردار جودہ سنگہ
کلسیہ اور کرم سنگہ شاہ آبادی کو اپنی مدد کیواسطے بُلالیا اُدہر رانی صاحب کے ملازم
اور سردار بہگا سنگہ راجہ جسونت سنگہ صاحب کو اپنی حمایت کیواسطے ناہہ سے چڑہا لائے
اور رانی صاحب نے اس خوشامد مین اپنی مُہر سے یہہ وعدہ لکہکر اُنکے پاس بہیجدیا
کہ موضع دولدی پر جسکے قرب ناہہ کے سبب سے مہاراجہ کے وہ ہمیشہ خواہان رہے
اپنا قبضہ کرلین لیکن راجہ صاحب نے موضع مذکور پر اُسوقت قبضہ کرنا مناسب
نہ سمجہا اور اِسکو کسی دوسرے وقت پر موقوف رکہا کیونکہ وہ جانتے تہے کہ مہاراج
کی مرضی بغیر رانی صاحب کی ایسی تحریر اُنکے واسطے کچہہ مفید نہین ہے اور اگرچہ

راجہ جسونت سنگھ صاحب چھہ مہینے تک پٹیالہ مین اپنی فوج لئے پڑے رہے اور اودہر مہاراج کے پاس بہی بہت سے سردار موجود رہے اور اس خانگی جہگڑے کی طوالت کے خوف سے بیچ بچاؤ کرتے رہے مگر کوئی صورت صفائی کی نہ ٹہری مگر جب مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر انگریزون سے شکست کہاکر تہانیسر کے راستہ سے سیف آباد مین آیا اور تین دن یہان رہا اور مہاراج سے مدد کا خواہان ہوا اور مہاراج نے اُس عہد و پیمان کے لحاظ سے جو مارچ ۱۸۰۵ء مین ہنڈون بیانہ کے مقام لارڈ لیک صاحب بہادر سپہ سالار انگریزی کے ساتہہ ہوا تہا اُسکو مدد دینے سے انکار کیا اور وہ مایوس ہوکر لاہور کو چلا گیا تو راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب نے لارڈ لیک صاحب بہادر کے آنیسے پہلے جو ہلکر کے تعاقب مین آتے تہے یہان پہنچکر مہاراج اور رانی مین صلح کرادی اور لارڈ لیک صاحب ہلکر کے جانیسے ایک ہفتہ بعد جو پٹیالہ مین آئے تو مہاراج نے موافق اُنکی قدر و منزلت کے اُنکی نہایت تواضع و تکریم کی جس سے وہ خوش ہوئے اور سربار یہہ کہا کہ جو کچہہ عہد و پیمان سرکار پٹیالہ کے ساتہہ نواب بنجف قلیخان بہادر نے سلطنت دہلی کی طرف سے کیا تہا سرکار انگریزی بہی اُسکا ہمیشہ لحاظ رکہیگی اور مہاراج سے رخصت ہوکر ہلکر

کے پیچھے نابہہ ہوتے ہوئے پنجاب کو چلے گئے۔ اگرچہ اس ضروری موقع پر مہاراج اور رانی صاحب مین صلح ہوگئی تہی اور وہ سیف آباد سے پٹیالہ مین آگئے تہے لیکن چونکہ دلون کی صفائی نہوئی تہی اور اکثر سردار در پردہ مہاراج کے خلاف رانی صاحب سے سازش رکہتے تہے مہاراج دیوان دیوان سنگہہ وغیرہ اہلکارون کو پٹیالہ مین چہوڑکر پہر سنام کو چلے گئے اور رانی صاحب اور مہاراج کرم سنگہہ بہادر ولیعہد پٹیالہ مین رہے۔

موضع دولدی کی سرحد کا فساد اور بہائی تارا سنگہہ کا نابہہ والونکے ہاتہہ سے مارا جانا اور مہاراج کی فوج کشی راجہ جسونت سنگہہ پر اور اُسکے نتایج

دولدّی جسکی بابت راجہ جسونت سنگہہ صاحب والی نابہہ کو رانی آسکور صاحب کے ایک کاغذ لکہہ دینے کا ذکر ابہی آچکا ہے نابہہ سے دو میل مغرب کیطرف ایک گانون ہے اور اُسکی سرحد خاص شہر نابہہ سے ملی ہوئی ہے اس سبب سے اکثر کچہہ نکچہہ تکرار رہا کرتا تہا اب جو دولدّی کے زمینداروں نے بہائی تارا سنگہہ تہانہدار منصور پور کے ایما سے جسکے یہہ گانون ماتحت تہا نابہہ کی آبادی کے قریب اپنے ہل چلانے شروع کردیئے اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب نے اپنے اہلکار اسکی روک

کے واسطے پٹیالہ بھیجے اور تارا سنگھ نے اُنکے خلاف مطلب جواب دیکر اُن کو رخصت کرادیا اور اُنہون نے راجہ صاحب کے پاس تارا سنگھ کی سخت شکایت کی اور موقع پاکر اُنکے نوکرون نے اُنکے اشارہ سے پٹیالہ سے باہر کہین کو جاتے ہوئے تارا سنگھ کو مار ڈالا اور زمین مذکور پر زبردستی سے اپنا قبضہ کرلیا اور اس ناقابل برداشت ظلم کی اطلاع رانی صاحب نے مہاراج کی خدمت مین کی - مہاراج سنام سے کوچ کرکے نابہہ کے قریب قصبہ منصورپور مین آگئے اور رانی صاحب نے پٹیالہ سے چڑھکر اسکے انتقام مین راجہ صاحب کے ایک گانون کہیڑی نامی کو لوٹ لیا اور اُنسے لڑنیکے لئے موضع بہراج مین اپنا کیمپ قایم کیا اور سردار ہنگا سنگھہ کا بھتیجا سردار مہتاب سنگھہ تہانیسری اور بہای لال سنگھہ صاحب والی کیتھل اسطرف اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب والی جیند اُسطرف کی مدد کو آگئے اور دو مہینے تک خفیف خفیف لڑائیان ہوتی رہین لیکن جب ایک دن سردار مہتاب سنگھہ لڑائی مین مارا گیا مہاراج نے زیادہ تر غصہ مین بھر کر بھای لال سنگھہ صاحب کو ایک بڑی فوج کے ساتھہ مخالفون پر حملہ کرنیکو بھیجا اور نابہہ سے پانچ چھہ میل کے فاصلہ پر نروانہ کے مقام ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین قریب ڈیڑھ سو کے طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہوئے اور راجہ

جسونت سنگھ صاحب کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر ناہہ مین جا گھسے۔
اب راجہ بھاگ سنگھ صاحب نے اپنے بہانجے مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر فرمان روائے
لاہور کو اپنی امداد کیواسطے بلایا وہ تو یہہ چاہتے ہی تھے کہ ستلج کے بائین کنارے
کے ملک مین مداخلت کرینگا موقع ملے پس دسہرہ کرتے ہی اکتوبر ۱۸۰۶ء مطابق
سمت ۱۸۶۳ مین بتیس ہزار سوار کے ساتہہ جو شاید مبالغہ ہے ستلج کے اس پار اُترائے
سردار فتحسنگھ صاحب آہلووالیہ اور گوردت سنگھہ لاڈوہ والہ اور کئی چہوٹے چہوٹے
سردار اُنکے ساتہہ تہے۔ راجہ جسونت سنگھہ صاحب کو ٹلہ مالیر کے قریب اُنکو
جاکر ملے اور اگلے روز مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے دولدی کو جسمین تہوڑی سی فوج
تہی فتح کرکے راجہ صاحب کو دیدیا اور راجہ صاحب نے گانوؤن کو اُجاڑکر اور اُسکے
چند کوئے جو ناہہ کے متصل تہے مسمار کرکے اپنا غصّہ نکالا اور پہر مہاراجہ رنجیت سنگھ
بہادر کو منصور پور پر چڑہا لائے اور وہ شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر آن اُترے
اور قریب تین ۳ گہنٹے کے طرفین سے گولہ چلتا رہا لیکن جب راجہ بھاگ سنگھہ صاحب
کے ہاتہی کا ہودہ میر مقصود علی افسر توپخانہ کے بتیجے میر ذوالفقار علی نے
شست باندہکر اوڑا دیا اور سنگھہ صاحب (رنجیت سنگھہ) نے دوربین لیکر
مخالف فوج کثرت سے دیکہی تو وہ راجہ بھاگ سنگھہ صاحب اور راجہ جسونت سنگھہ

صاحب پر جو انکو یہہ کہکر لائے تھے کہ مہاراج کے پاس کچھہ زیادہ فوج نہین
ہے اور منصوبہ بغیر لڑائی کے فتح ہو جائیگا خفا ہوئے پس کچھہ تو یہہ انکے
تیور بدلے ہوئے دیکھکر ڈر گئے اور کچھہ اُس پیغام نے جو مہاراج نے خفیہ
اُنکے پاس بھیجا تھا اُنکو اپنی اس تدبیر کی غلطی سے جو ایک خانگی جھگڑے کے عوض
سے ایک قوی دشمن کو اپنے ملک مین دخل کرنیکا موقع دیدیا متنبہ کیا اسلئے
راجہ بھاگ سنگھہ صاحب نے مہاراج کے اہلکار سردار چین سنگھہ کو گفتگو کیواسطے
اپنے پاس بُلا بھیجا اور آپسمین قسما قسمی اور صلح صفائی کی باتین ہوکر انکی معرفت
مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر سے اُسکی ملاقات ہوئی اور اس بات پر صلح ہو گئی کہ
موضع دولدی بدستور پٹیالہ کے حوالہ کیا جائے۔ پس اگلے دن مہاراجہ رنجیت سنگھہ
صاحب بہادر راجہ جسونت سنگھہ صاحب کے ساتھہ لیکر مہاراج کی ملاقات کیواسطے
آئے اور باہم صفائی کرادی اور راجہ جسونت سنگھہ صاحب سے پچاس ہزار روپیہ
اپنا مقررہ نذرانہ لیکر لاہور کو کوچ کر دیا۔ راجہ جسونت سنگھہ اور راجہ بھاگ سنگھہ
صاحب ساتھہ گئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے اِسملک مین آنے سے
حکام انگریزی کو بھی کچھہ تشویش ہوئی تھی اور اگرچہ وہ بہ دل یہہ چاہتے
تھے کہ اُسکی ظاہرداری پر اعتبار رکھین اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب نے صاحب

رزیدنٹ دہلی کو یہہ لکھا ہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا یہان آنا صرف اس غرض سے ہوا ہے کہ ریاست ناہہ و پٹیالہ مین جو نزاع ہے وہ رفع دفع ہو جائے مگر تاہم کرنال کی چہاونی کے استحکام کیواسطے اُور فوج بہیجی جانی مصلحت سمجہی گئی مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر درحقیقت سرکار انگریزی کو چہیڑنا نہین چاہتے ہے کیونکہ انکی فتوحات کیواسطے ایک وسیع ملک پڑا ہوا تہا جس سے سرکار انگریزی کو کچہہ دخل نہ تہا پس وہ تہانیسر مین دیوالی کرکے پہر شمال کیطرف لوٹ گئے اور راے کوٹ[۵۱] کی ریاست کو جسمین اسوقت کوئی مرد صورت موجود نہ تہا جو مقابلہ کرتا راے الیاس مرحوم کی والدہ رانی نور النسا سے چہین کر اپنے رفیقون کو تقسیم کر دیا۔ چنانچہ

۵۱ رو سای راے کوٹ جو اس صدی کے آغاز مین ایک بڑے علاقہ پر قابض تہے قوم مسلمان راجپوت تہے انکا موروث اعلی تلی اس ۱۲۳۳ء مین جیسلمیر سے فرید کوٹ مین آکر آباد ہوا اور مذہب اسلام قبول کیا اسکی لڑکے گوپال نے شاہجہان بوہ کو جو ایک مقام ضلع لودہیانہ مین ہے آباد کیا اور اسکی اولاد مین سے ایک شخص رے کالا نامی نے ۱۷۵۲ء مین قصبہ تلونڈی کو بسایا جو راے کی تلونڈی کے نام سے مشہور ہے اب اس خاندان کی کسی قدر ترقی ہونے لگی اور ۱۷۶۱ء کے لگ بہگ شہر لودہیانہ جسکو اسوقت سے ایکسو چالیس برس پہلے یوسف اور ہنگ نامے دو لودی قوم کے پٹہان سردارون نے آباد کیا تہا اور اسی سبب سے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہوا اس خاندان کے قبضہ مین آیا۔ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر راے کوٹ تلونڈی جنڈیالی بدووال جگراون لودہیانہ بسیان وغیرہ انکے قبضہ مین تہے اور راے الیاس اس خاندان کا اخیر رئیس تہا جسنے ۱۸۰۶ء مین قضا کی۔ رئیسون کا خاتمہ تو موت نے

لودہیانہ۔ جنڈیالی۔ کوٹ۔ جگرانون اور بسیان معہ چون دیہات کے
جنکی آمدنی تیئیس ہزار روپیہ سال سے کچھہ زیادہ تھی راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر
اور بدووال اور کسقدر علاقہ جگرانون کا جسمین تیس گانون اسیکے قریب
قریب آمدنی کے تھے سردار گوروت سنگھہ لاڈوہ والہ اور کہوال پرگنہ
کوٹ بسیان۔ تلونڈی اور جگرانون کے اکتیس دیہات قریب ستائیس ہزار
روپیہ سال کی آمدنی کے راجہ جسونت سنگھہ صاحب بہادر والی نابہہ اور داکہا
کوٹ بسیان۔ جگرانون اور تلونڈی کے پرگنون مین کے ایکسو چھہ گانون
قریب چالیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کے سردار فتحسنگھہ صاحب آلہووالیہ
اور کہلان۔ کوٹ۔ جگرانون اور تلونڈی کے پرگنون مین کے اکہتر
گانون قریب چونتیس ہزار روپیہ کے دیوان محکم چند اور کوٹ اور جگرانون کے
پرگنون کے دس گانون قریب چھہ ہزار روپیہ کے اور ایک گانون پرگنہ
تلونڈی کا چار سو روپیہ کی آمدنی کا سردار ہیکا سنگھہ تھانیسری کے حصہ مین آیا
اور اسکے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر نے گوجر سنگھہ خلف تارا سنگھہ گھیبا سے گھنگرانہ
کا علاقہ جسمین بارہ گانون تھے چھین کر پانچ گانون تیئیس ہزار روپیہ کی آمدنی

کر دیا تھا مگر ریاست کا فائز اب مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے ہاتھہ سے ہوا جسکا ذکر متن مین ہے۔ ۱۲ مولف

کے سردار گوردت سنگھ لاڈوہ والہ کو اور باقی ماندہ سات گانوں راجہ جسونت سنگھ صاحب بہادر والی نابہہ کو دیدیے اور راہون کے گھاٹ دریا اُتر کر جولاہکی کو چلے گئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دوبارہ اس ملک مین آنا اور اُسکے متعلق حالات

مہاراج اور رانی اُسکور صبا مین بدستور ناچاقی چلی جاتی تہی اور رانی صاحب اپنے سمدہی سردار بنگا سنگھ کی مدد سے بدستور پٹیالہ پر قابض تہین اور مہاراج سنام مین رہتے تہے اسلئے مہاراج نے راجہ بہاگ سنگھ صاحب کے مشورہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کو اپنی امداد کے واسطے بلایا اور اس خانگی فساد نے اگلے برس اُنکو پھر اس ملک مین آنے کا موقع دیا اور وہ برسات کے ختم ہوتے ہی ہری کے پتن[1] سے جہان ستلج اور بیاس ملتے ہین اس پار اُترآئے اور کوٹ کپورہ پر قبضہ کرلیا اور پٹیالہ کے فیلدار بہدوڑ والون سے تہوڑا سا نذرانہ لیتے ہوئے مالیر کوٹلہ مین آئے اور اُن سے ایک لاکھ روپیہ مانگا بیچارے پٹہانون مین اسقدر لہو کہان تہا نا چار اُنہون نے جمال پور وغیرہ

[1] پتن پنجابی زبان مین گہاٹ کو کہتے ہین۔ ۱۲ مولف

اپنے چار قلعے سردار چین سنگھہ کی معرفت جو اُسوقت کوٹلہ پہنچ گیا تہا اس ریاست کے پاس گرو کہکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کو روپیہ دیکر بہیجا چھوڑایا اور وہ کوٹلہ سے ناہہ ہوتے ہوے پٹیالہ آئے - مہاراج نے اُنکا آنا سنکر پہلے سے احتیاطاً سردار بہنگا سنگھہ کو تہانیسر سے پٹیالہ مین بلالیا تہا اور اور سردار اور ذیلدار بہی آگئے تہے اور قریب پندرہ ہزار کے فوج پٹیالہ مین جمع ہوگئی تہی - جب مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر پٹیالہ آئے مہاراج نے شہر سے باہر اُنکا استقبال کیا اور اگلے دن وہ اُنسے ملنے کو آئے اور کڑکے[1] خان نام توپ اور ہیرون کا وہ کنٹہا جو مدد کے صلہ مین اُنکو دینا کیا تہا مانگا - چونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے آنے سے پہلے مہاراج اور رانی صاحب مین سردار بہنگا سنگھہ اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب کی معرفت صلح ہوگئی تہی اور یہہ بات ٹہہر گئی تہی کہ پٹیالہ کے عوض اُنکو قلعہ سنور معہ پرگنہ بنوڑ - بہرور نظام پور - رانی مزرعہ اور اکڑہ کے جنکی پچانوے ہزار روپیہ سال آمدنی تہی گذارہ کے واسطے دیا جاے اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی اب کچہہ خوشامد نہی تہی - مہاراج نے اِن چیزون کے دینے مین اوّل کسیقدر لیت لعل کی لیکن جب چھبیسوین اسوج سمت ۸۶ کو سنگھہ صاحب

[1] ستلج کی لڑائی کے موقع پر یہہ توپ سرکار انگریزی کے ہاتہہ آئی اور سرکار موصوف نے پہر ریاست کو دیدی تہی

نے اپنی مہر سے اُنکو یہ[1] لکھکر دیدیا کہ رائے پور۔ گوجروال اُسکے دیہات سمیت اُنکو دیا جائیگا۔ مہاراج نے اُس توپ اور کنہٹہ کا انکو دیدینا ہی مصلحت سمجھا اور وہ یہ لیکر انبالہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہان کے سکھون سے نذرانہ لیتے ہوئے زاین گڈہ پہنچے اور میان کشن سنگھ ناہن والہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے چارسو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور فتح سنگھ کالیان والہ جو اُنکے مشہور سردارون مین سے تھا کام آیا۔ سنگھ صاحب نے فتح کے بعد زاین گڈہ کا قلعہ معہ اُسکے پرگنہ کے سردار فتح سنگھ صاحب آلہووالیہ کو دیدیا اور وہان سے لوٹ کر راجہ گوپال سنگھ منی مزرعہ والہ سے نذرانہ لیتے ہوئے راہون کے گھاٹ ستلج کے اُس پار چلے گئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے خوف سے ناہہ جیند کیتھل کے رئیسون کا آیندہ انتظام کیواسطے مہاراج کے ساتھہ مشورہ کرنا اور اُسکے نتایج

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اس چال ڈہال سے اُنکے دوست اور دشمن سب

[1] یہ اقرارنامہ ریاست کے دفتر مین ابتک موجود ہے لیکن جو بات اُسمین لکھی گئی تھی اُسکا عملدرآمد نہین ہوا۔ ۱۲۔ مولف

ڈر گئے اور اُنکو یقین ہوگیا کہ ایک دفعہ اگر وہ اس ملک مین پہر آئینگے تو
ایک ایک کی چُن چُن کر خبر لینگے اسلئے راجہ جسونت سنگھہ صاحب اور راجہ
بہاگ سنگھہ صاحب اور بھائی لال سنگھہ صاحب سامانہ کے مقام مہاراج
کے پاس مشورہ کے واسطے آئے۔ اب دو باتین تہین یا یہہ کہ سرداری اور
خود مختاری چہوڑکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا مطیع اور فرمان بردار بن جانا اور اپنے
نیک و بد کو اُنکی مرضی پر چہوڑ دینا یا کسی ایسے شخص کی حمایت ڈہونڈنا جو اُن سے
زبردست ہو پس اس کونسل نے سرکار انگریزی کے ساتہہ جو اسوقت وہی ایک
ایسی سلطنت تہی جو اُن سے آڑے آئے توسّل پیدا کرنا اور اُسکو اپنا حامی
بنانا مناسب سمجہا۔ اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کیطرح وہ بہی اپنے ملک کے بڑہانے
اور نئی نئی فتوحات کے حاصل کرنے کی خواہشمند تہی اور اُسکی انکیسیشن
پالیسی کا یہی مقتضا تہا کہ حتی الامکان اپنی قلمرو کے وسعت دینے مین کوتاہی
نکرے اور اس سبب سے اُسکی نسبت بہی اس ملک کے رئیسون کو پورا پورا اطمینان
نتہا مگر اس سبب سے کہ رنجیت سنگھہ کیطرح بغیر حیلہ و بہانہ کے صرف زور و ظلم سے
وہ کسیکا ملک نہین چہینتی تہی پولیٹکل لوگ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی نسبت اُسکو
اچہا سمجہتے تہے اور رنجیت سنگھہ کو مرض مہلکہ اور اُسکو توپ دق سے تشبیہ دیتے

تھے پس اس کونسل نے کسی حکیم کے اس مشہور قول پر عمل کیا کہ جب دو تکلیفیں پیش آئین تو انسان کو چاہیئے کہ اُنمین سے جو سہل ہو اُسکو قبول کرے پس مارچ ۱۸۰۶ء مین راجہ بھاگ سنگھ صاحب اور بھائی لال سنگھ صاحب بذات خاص اور پٹیالہ کیطرف سے سردار چین سنگھ اور نابہہ کی جانب سے غلام حسن دہلی گئے اور مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ سے ملکر اُنکو چیت سدی پنچمی سمت ۱۸۶۵ مطابق یکم اپریل سنہ مذکور اس مضمون کا ایک کاغذ لکھکر دیا کہ جو کوئی دہلی کا حکم ہوتا رہا ہے ہم اُسکی فرمان برداری اور اطاعت کرتے رہے ہین اور اپنے کو اُسی کے متعلق سمجھتے رہے ہین۔ اسیواسطے جب نواب قمرالدین خان بہادر وزیر دہلی کی احمد شاہ دُرّانی سے سرہند کے مقام لڑائی ہوئی تھی مہاراج آلا سنگھ بہادر وزیر ممدوح کے لشکر مین مدد کو حاضر تھے اور لڑائی کے ختم ہونیکے بعد خلعت پایا تھا اور جب احمد شاہ دُرّانی نے پانی پت کے مقام مرہٹون کو شکست دیکر ماہ شعبان سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین نواب نجیب الدولہ کو صوبہ دہلی کا مختار بنایا اور سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اُسکی مہاراجہ جواہر سنگھ بہادر والی بھرتپور سے لڑائی ہوئی چار ہزار سوار اور پیادے سردار بھولا سنگھ کے ساتھ مہاراج آلا سنگھ بہادر نے نواب کی مدد کے واسطے بھیجے تھے اسیطرح امیر الامرا مرزا نجف خان کے

زمانہ مین بھی یہہ سلسلہ قایم رہا اور جب مہاراج امرسنگھہ بہادر کے انتقال کے بعد مہاراج صاحب سنگھہ بہادر کی خوردسالی کی وجہہ سے ریاست کے انتظام مین خلل آگیا۔ ماہوجی سیندہیا نے جو مہاراجہ پٹیل بہادر کے لقب سے مشہور اور دہلی کا صوبہ دار تہا دادا راؤ کو پٹیالہ کی مدد کیواسطے بہیجا اور جنرل پیرون نے بھی جارج طامس صاحب کے خلاف اسیوجہہ سے ہماری ریاستون کی مدد کی تہی اور جب سرکار انگریزی کا دور دورہ ہوا اور لارڈ لیک صاحب بہادر نے دہلی کو فتح کرلیا اور سلطنت ہندوستان سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی تو لارڈ موصوف نے ہماری واجب العرض پر جسکا یہہ مضمون تہا کہ بشرطیکہ ہمارا مستقد ملک جو مرہٹون کے وقت مین تہا ہمارے قبضہ مین رہے اور ہمسے کبہی کسیطرح کا مطالبہ خراج وغیرہ کا نکیا جاے تو ہم سرکار انگریزی کے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجہینگے مارچ ۱۸۰۳ء مین ہنڈون بیانہ کے مقام دستخط کردیا اور مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر جب اس ملک مین آئے اور ہمسے مدد کے خواستگار ہوئے اور ہمنے سرکار انگریزی کی دوستی کی وجہہ سے صاف انکار کردیا۔ لارڈ لیک صاحب نے اسیوجہ سے اُنسے عہدنامہ[1] مین یہہ شرط درج کرائی کہ اپنے ملک کو واپس جاتے ہوے

[1] یہہ عہدنامہ جو تیئیسوین دسمبر ۱۸۰۵ء کو دیاچیا اس کے کنارہ پر ہوا تہا اور اسکی آٹہوین دفعہ مین یہہ لکہا گیا تہا

ہماری ریاستون کو کسیطرح کی تکلیف نہ پہنچائین پس اب ضرور ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے خلاف بہی سرکار انگریزی ہماری حفاظت اور حمایت کا وعدہ کرے - چونکہ سرکار انگریزی کو اس امر مین تذبذب تہا کہ رنجیت سنگھہ کے خلاف روسہا این روے ستلج کی حمایت کرنی چاہیئے یا نہین اسواسطے مسٹر سیٹن صاحب نے اُنکو گول مول یہہ جواب دیا کہ رنجیت سنگھہ یہہ بات نہین کرسکتا ہے کہ ستلج کے جنوب کی طرف اگر کسیکی حق تلفی کرے اور اُنیسوین می سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے حکم سے درخواست مذکور کا یہہ جواب لکہا کہ اگرچہ اور سردارون کی طرح سرکار انگریزی کسی رئیس سے خراج لینا نہین چاہتی اور اسیواسطے آپ سے بہی اُسنے یہہ وعدہ کرلیا ہے اور آپنے اِس احسان کے عوض مین لارڈ لیک صاحب

کہ شرایط مذکورہ بالا پر جسونت راؤ ہلکر کو اجازت ہندوستان مین واپس آنیکی دیجائیگی اور گورنمنٹ انگریزی اُس سے مزاحمت نہین کریگی اور نہ اُسکے کسی امر مین کسیطرح کی مداخلت کریگی اور یہہ بہی مشروط ہوتا ہے کہ جسونت راؤ ہلکر فوراً بعد دستخط ہونے اور منظور ہونے اِس عہدنامہ کے ہندوستان مین واپس اُس راستہ سے جائیگا جس سے شہر پٹیالہ و کیتھل و جیند و علاقہ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی و ملک مہاراجہ رنجیت سنگھہ جانب چپ سمت جنوب کی چہوڑ جائیگا اور جسونت راؤ ہلکر وعدہ کرتے ہین کہ راستہ مین اُنکی فوج غارت گری سے اجتناب کریگی اور کوئی امر دشمنی کا جہان جہان وہ جائینگے نہین کرینگے - ۱۲ - مولف

بہادر کے ہلکر کے تعاقب مین جانیکے وقت جو دوستی اور گرمجوشی ظاہر کی سرکار
انگریزی اُس سے خوش ہے اور اسی سبب سے لارڈ موصوف نے ہلکر سے صلح
مین یہہ شرط درج کرائی تہی کہ وہ ہندوستان کو لوٹتے وقت آپکی ریاستونکو کسیطرح
کی تکلیف نہ پہنچائے مگر ایسا رابطہ حاکمی و محکومی آپکے اور سرکار انگریزی کے بابین
قایم نہین ہے کہ جسکے باعث سے سرکار پر آپکی کفالت اور حفاظت واجب ہو لیکن
تو بہی جو مناسب وقت ہوگا عمل مین آئیگا۔ اُس جواب سے جو مسٹر سیٹن صاحب
نے زبانی دیا تہا اگرچہ کوئی قطعی بات سمجھ لینی دشوار تہی مگر اس تحریری جواب سے
یہہ بات صاف کہل گئی کہ سرکار انگریزی بلا اپنی کسی ضرورت کے این روے تلج کے
رئیسون کی حفاظت اور حمایت کی ذمہ دار نہوگی لیکن اتنے مین زمانہ نے ایک
نیا رنگ بدلا اور نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بونا
پارٹ شہنشاہ فرانس جسکی طاقت اسوقت کمال کو پہنچ گئی تہی اور تہوڑے
عرصہ سے سلطنت ایران مین اپنا قدم جمانیکے لئے اُسکی جانب سے کوشش
ہو رہی تہی۔ افغانستان اور پنجاب کے بہی فتح کرنیکا عزم بالجزم رکہتا ہے اسلئے
گورنمنٹ انگریزی نے سرکار کابل اور لاہور سے دوستی اور اتفاق قایم کرنا مصلحت
سمجہا اور الفنسٹن صاحب کو کابل اور سر جارج مسکف صاحب کو لاہور بہیجا۔ جب لارڈ

کو جاتے ہوے مسٹکف صاحب چھبیسوین اگست ۱۸۰۸ کو پٹیالہ آئے مہاراج نے
شہر سے باہر انکا استقبال کر کے باغ معروف بارہ دری مین اُتارا اور نہایت تپاک
سے ملاقات کی اور سر دربار اُنسے یہہ کہا کہ شہر پٹیالہ کی کنجیان اپ اپنے ہاتھہ سے
گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے مجکو عطا کرین اور مین سرکار انگریزی کو اپنا حامی
اور مددگار سمجھتا ہون اور بجز اُسکی دستگیری کے میری ریاست کا کچھہ ہٹکانا نہین ہے
لیکن مسٹکف صاحب نے یہہ سمجھکر کہ مہاراج سرکار انگریزی کو اسطرح سے اپنے نیک و
بد کا ذمہ دار بنایا چاہتے ہین اس سے انکار کیا اور یہہ کہکر ٹالدیا کہ گورنمنٹ انگریزی
پٹیالہ کی ریاست کا دل سے بھلا چاہتی ہے اور جسطرح مدت سے ریاست کی
تالیان آپکے ہاتھہ مین محفوظ رہی ہین امید ہے کہ آیندہ بھی اسیطرح رہینگی چونکہ
مسٹکف صاحب کی تصریر کا مطلب بھی قریب قریب اُسی جواب کے تھا جو سیٹن
صاحب نے دیا تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کیطرف سے کہٹکا لگا ہوا تھا اور یہہ خبر سُنی
گئی تھی کہ وہ ہردوار جانیکے ارادہ سے جلد اسطرف آنیوالے ہین مہاراج نے
اپنی ہی ذاتی طاقت پر بھروسہ کرنا مناسب سمجھا اور مسٹکف صاحب کے یہان سے
جاتے ہی پٹیالہ اور اور مقامات کے قلعون کو مستحکم کرنا شروع کیا اور راجہ
بھاگ سنگھہ صاحب اور بھائی لال سنگھہ صاحب اور راجہ جسونت سنگھہ صاحب

اور اپنے اہلکار سردار چین سنگھہ کو لاہور بھیجا تاکہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ صاحب سے چاپلوسی اور دربداری کہین - مسٹر کنف صاحب کے لاہور پہنچنے سے پہلے دریاے جہلم اور بیاس کے درمیان کے اکثر علاقجات مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے قبضہ مین آچکے تہے اور اگرچہ پنجاب کا شمالی مغربی حصّہ کابل اور صوبہ ملتان نواب مظفر خان اور کوہستانی اضلاع راجہ سنسار چند کے زیر فرمان تہے مگر یہہ سب اُنکی طاقت اور اقبال کو مانتے تہے اور اُنکی جانب سے انکو کھٹکا لگا رہتا تہا - این رے تلج مین بہی اُنہون نے بہت سی فتوحات حاصل کرلی تہین جیسا کہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین اور جب سے صاحب رزیڈنٹ دہلی کی ملاقات کا نتیجہ معلوم ہوگیا تہا سردار بہگوان سنگہہ جگادہری والہ کے سوا اس ملک کے سب رئیس ناامید ہوکر لاہور چلے گئے تہے یعنی کوئی بذات خود حاضر تہا اور کسیکا وکیل موجود تہا اور انمین سے کوئی کوئی مہاراجہ رنجیت سنگھہ سے جاگیرین اور انعام لیکر بالکل ہی اُنکا جاگیردار اور رعیت بن گیا تہا اور یہہ اسبات کا نتیجہ تہا کہ ممالک این رے تلج مین اُنہون نے متواتر حملے کئے اور گورنمنٹ انگریزی کی آنکہون کے سامنے اپنی مرضی سے کئی رئیسون کو بنایا بگاڑا مگر یہہ کار موصوف نے چون ہی نہ کی اور اس سے اُنکو یہہ توقع بندہ گئی کہ اسیطرح شدہ شدہ تمام سکہہ رئیس اُنکے زیر فرمان ہوجائینگے اور تمام قوم سکہہ کے وہ بادشاہ

بن جائینگے پس جب مسٹکف صاحب لاہور کے قریب پہنچے وہ قصور کو چلے آئے تاکہ ستلج کے اس پار جو مہم کرنیکا انہون نے ارادہ کر رکھا تہا اُسکی تیاری کرین مسٹکف صاحب بہی گیارہوین ستمبر کو وہان گئے اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے اپنی دیوان محکم چند اور سردار فتح سنگہہ صاحب آلہووالیہ کو دو ہزار سوارون کے ساتہہ اُنکے استقبال کو بہیجا اور تعظیم و تکریم کے ساتہہ ملاقات کی مگر جس کام کیواسطے یہہ گئے تہے اُسکی طرف انکو راغب کرنا دشوار تہا۔ وجہہ یہہ تہی کہ انکو ابتک گورنمنٹ انگریزی کی طاقت اور شوکت کا حال بہی مفصّل معلوم نہ تہا اور خوشامدیون کی باتین سنتے سنتے دماغ مین یہہ بو سما گئی تہی کہ انکو کوئی مغلوب نہین کرسکتا۔ اور فرانس والون کے حملہ کا قصہ بہی انکو ایک وہمی اور خیالی بات سے زیادہ معلوم نہو سکتا تہا کیونکہ وہ نہین جانتے تہے کہ فرانس والے اتنے دور دراز ملکون کو چیر کر کیونکر پنجاب پر حملہ کر سکتے ہین اور بفرض وقوع اس امر کے وہ یہہ توقع کر سکتے تہے کہ شہنشاہ فرانس سے انکی دوستی ہوجانی ممکن ہے اسلئے ناممکن تہا کہ وہ بغیر اپنے کسی ذاتی فایدہ کے گورنمنٹ انگریزی کی باتون کو مان لین۔ چنانچہ صاحب موصوف کی ملاقاتین تو بہت سی ہوئین مگر وہ اِدہر اُدہر کی باتون مین ٹالتے رہے اور حرف مطلب کا تذکرہ کبہی زبان پر نہ آنے دیا اور

معلوم ہوتا تہا کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کی تجویز کو سُنے بغیر ہی ستلج کے پار اُتر کر ہم
مین مصروف ہو جائینگے لیکن آخر کار ایک خلوت کے جلسہ مین اُنہون نے صاحب
موصوف سے پوچھا کہ آپ کیا پیغام لائے ہین - انہون نے پیغام کا مطلب بیان
کیا - اسکے جواب مین اُنہون نے سرکار انگریزی کے ساتھہ دوستی ہو جانے پر تو
اپنی نہایت خوشی ظاہر کی مگر ساتھہ ہی یہہ شرط بہی پیش کی کہ اول وہ تمام سکہہ قوم
کے بادشاہ تسلیم کئے جائین تب عہدنامہ پر دستخط کر دیئے جائینگے اور تاج انگلشان
سے ہمیشہ رابطہ اتحاد بہی قایم رہیگا - مٹکلف صاحب نے جواب دیا کہ فرانسیسون کے
حملہ کے روکنے کیواسطے دونون سرکارون کا یکدل و یکجہت ہو جانا صریحًا دونونکے
حق مین مفید ہے - پس اسپر نظر کرکے جو بات صرف ایک ہی سرکار کے حق مین
نافع ہے اُسکے باب مین تحریک کرنی مناسب نہین ہے - اسلئے چند روز
یہہ بات مجہیلے مین پڑی رہی اور جب مٹکلف صاحب نے اُنکے روسا کو ستلج سے
فایق گنے جانے کی نسبت کچہہ توقع نہ دی تو اُنہون نے تلج کی طرف کوچ
کر دیا اور صاحب موصوف کے پاس کہلا بہیجا کہ آپ بہی ہمارے ساتہہ چلین
اور دوسرے روز دریا سے عبور کرکے موضع کہائی مین آن اُترے - مہاراجہ
رنجیت سنگہہ کی اس بے اعتنائی سے مٹکلف صاحب اگرچہ ناراض ہوے مگر ہم

اُنکے پیچھے پیچھے کہائی مین پہنچے اور یہان ایک ملاقات اُور ہوئی لیکن نتیجہ
اِسکا بہی کچھہ نتہا- اور اُنکی حجّت کی نسبت اگرچہ صاحب موصوف کو عذر تہا لیکن
وہ خود بخود رفع ہوتا جاتا تہا چنانچہ پہلی اکتوبر کو فیدکوٹ بغیر لڑنے بہڑنیکے اُنکے
ہاتہہ آگیا اور اگرچہ اُنہون نے صاحب موصوف سے یہہ وعدہ کیا تہا کہ شرایط عہدنامہ
کے طے کئے بغیر کہائی سے آگے نہ بڑہینگے مگر چوتہی اکتوبر کو اس نو متصوفہ علاقہ
کے دیکہنے کی خاطر چلدیئے اور صاحب موصوف نے ہرچند کہا کہ مین مہم پر لشکر
کے ساتہہ ساتہہ پہرنے کا مجاز نہین ہون مگر اُنہون نے ایک نہ سُنی اور چونکہ
وہ عہدنامہ کا مسودہ دیکہچکے تہے اور جواب کے منتظر تہے پس ناچار اُنکو بہی لشکر کے
ساتہہ جانا پڑا- اب انہون نے بہی اپنی طرف سے ایک مسودہ پیش کیا جسمین تین
تین شرطین تہین- اوّل یہہ کہ سلطنت کابل اور لاہور مین اگر کوئی تنازعہ ہو تو
سرکار انگریزی اُسمین مداخلت نکرے- دوسرے سرکار انگریزی اور سرکار لاہور
کی ہمیشہ دوستی اور یکجہتی قایم رہے تیسرے سکہون کے مُلک کے صرف وہی مالک
گنے جائین- چونکہ سکہون پر اُنکی سرداری کا استحقاق منظور کرنا اس بات کا مستلزم
تہا کہ سرکار انگریزی این روے ستلج کے کسی رئیس کی حامی نہ بنے اور تمام مُلک مین
مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا حکم بغیر روک ٹوک کے جاری رہے مسٹف صاحب نے کہا کہ

مین ایسے عہدنامہ پر دستخط کرینگا مجاز نہین ہون جو کابل یا ریاستہاے این روے
ستلج سے متعلق ہو مگر ہان یہہ کرسکتا ہون کہ ان شرایط کو نواب گورنر جنرل بہادر ہند
کے پاس صدور حکم کے واسطے بھیجدون - اور آخر کار یہہ بات قرار پای کہ دو عہدنامے
جدے جدے لکھے جائین - ایک مین وہ شرطین مندرج ہون جو مہاراجہ
رنجیت سنگھہ نے پیش کی تہین اور دوسرے مین وہ باتین لکھی جائین جنکی سرکار
انگریزی خواہشمند تہی اور دونون تصدیق کے واسطے کلکتہ بھیجدیئے جائین اور
اسکے اگلے روز اُنہون نے فریدکوٹ سے شمال کیجانب کوچ کردیا - مہاراجہ
رنجیت سنگھہ اگرچہ ناخواندہ محض تہے مگر اُنکی ہوشیاری اور تیزفہمی مین کچھہ شک
نہین چنانچہ یہہ بات اِسی سے ظاہر ہے کہ جب سفیر انگریزی نے عہدنامہ کے
باب مین تحریک کی وہ فوراً سمجھگئے کہ اب وہ موقع آگیا ہے کہ ریاستہاے این روے
ستلج پر اپنا سردار ہونا گورنمنٹ انگریزی سے منوالین اور اگرچہ وہ ہلکر کے تعاقب
کے وقت خود لارڈ لیک صاحب سے کہہ چکے تہے کہ سرکار لاہور اور قلمرو انگریزی
مین دریاے ستلج حد فاصل گنا جاے مگر جب اُنہون نے یہہ بات کہی تہی اُسوقت
مین اور اب کے زمانہ مین بہت بڑا فرق ہوگیا تہا - اب اُنکی طاقت اور حوصلہ
بہت بڑہگیا تہا اور اُنکو کسیقدر یہہ بہی خیال تہا کہ انگریز میرے بس مین ہین -

فرانس والون کا اُنہون نے فقط نام ہی سنا تہا اور اُن سے اُنکو نہ کچھ محبت تہی
نہ عناد اور اس بات کو وہ لغو سمجھتے تہے کہ سرکار انگریزی صرف اُنہین کے فائدہ
کے فائدہ کیواسطے یہہ عہدنامہ کرتی ہے کسواسطے کہ فرانس کو دشمنی ہوگی تو
انگلستان سے ہوگی لاہور سے کیا اور بالفرض اگر سرکار انگریزی کو اُن سے محبت ہے
تو ابتک اُسنے اسکو پوشیدہ کیون رکہا اور اسکا باطن صاف ہے اور اپنے مقاصد
سے اُنکے مقاصد کو مقدم سمجھتی ہے اور اُنکو اس قسم کی دوستی کی تلقین نہین
کرتی جس سے اُنکی سلطنت کو نقصان پہنچے تو وہ اُنکے رہا ستہائے این رو تسلیم
پر سردار ہونے کو کیون نہین تسلیم کر لیتے غرضکہ وہ اسبات پر جمگئے کہ جب سرکار انگریزی
ہماری شرطون کو قبول کریگی تب عہدنامہ پر دستخط کرینگے اُنکا مطلب اس دیر و دنگ
سے غالبًا یہی تہا کہ جبتک عہدنامہ کی شرطون کا تصفیہ ہوتا رہے یہہ این رو
تسلیم کے بہت سے علاقون کو اپنے قبضہ مین کر لین پس یہہ بات تو اُنکے اختیار ہی
مین تہی مگر اب وہ ایک اور چال سوچے اور یہہ تجویز کی کہ جسطرح ممکن ہو بہلا پہسلا کر
شکنف صاحب کو اپنے ساتہہ لیجائیے تاکہ اُنکو اُنکے ساتہہ دیکہکر اُن رئیسون کے
جی چہوٹ جائین جو سرکار انگریزی پر اپنی حمایت کیواسطے نظر ڈالتے ہین چنانچہ
حیلہ حوالہ کرکے صاحب موصوف کو اپنے ہمراہ لیلیا اور قصور سے کہاری فیروزپور

اور آخر کار کوٹلہ مالیر پہنچے۔ اب ٹکٹف صاحب بھی ہار گئے کہ اُنہوں نے اُنکو ایک ایسا اوزار بنا لیا ہے جس سے اپنے کام نکالے جاتے ہین چنانچہ جب اُنکو یہہ کہا گیا کہ آپ انبالہ چلئے وہان شرایط عہدنامہ طے ہو جائینگی تو اُنہون نے یہہ خیال کرکے کہ وہ جہان اب جاتے ہین اُسکے قریب وہ ریاستین ہین جو گورنمنٹ انگریزی سے حمایت کی درخواست کر چکی ہین یہہ صاف جواب دیدیا کہ ہین فوج کے ساتھہ ایک قدم بھی آگے نہین چلون گا اور کوئی مقام آپ ایسا تجویز کردین کہ جہان ہم مہم کے اختتام تک ٹہرے رہین۔ اور ہر چند مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے کوشش کی کہ صاحب موصوف کے اِس ارادہ کو توڑ دین اور اُن سے یہہ بات کہلا لین کہ ریاستہاے این روے ستلج پر اُنکو اقتدار کامل حاصل ہو اور گورنمنٹ انگریزی اُنکی حامی نہ بنے لیکن اُنہون نے صاف جواب دیدیا کہ اپنی گورنمنٹ کی اجازت بغیر وہ اسمین کچھہ نہین کہہ سکتے اور جب اُنکو اختیار ہی نہین ہے تو اُنکی کوئی کارروائی جایز نہین ہو سکتی۔ صاحب موصوف نے جو رپوٹ بابت اِس ملاقات کے گورنمنٹ کو کی تھی وہ چسپ سمجھکر اسکا ایک فقرہ مسٹر گرفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز سے ہم یہان نقل کرتے ہین "مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے اپنی تمناے دلی کے جوش مین یہہ کہا کہ

میرے دل مین صرف اسبات سے شک پیدا ہوتا ہے کہ میری سمجھ مین یہہ بات
نہین آتی کہ نواب گورنر جنرل بہادر میری اس چھوٹی سی درخواست کے
قبول کرنیمین کیون تامل کرتے ہین۔ مین سرکار انگریزی سے کوئی ملک نہین
مانگتا۔ صرف یہہ چاہتا ہون کہ اپنی برادری اور قوم کے لوگون کے ساتھہ
چاہے جیسا برتاؤ کرون۔ سرکار انگریزی اسمین کچھہ مداخلت نکرے وہ
سب میری برتری کے معترف ہین اور مین نواب گورنر جنرل بہادر سے
صرف اتنی بات کہلانی چاہتا ہون کہ جس بات کو سب قبول کرتے ہین اسمین
ہمکو کلام نہین۔ اور سرکار انگریزی نے بڑے بڑے علاقے اور جاگیرین اکثر
موقعون پر لوگون کو عطا کی ہین اور یہہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنے دوستون
کی خاطر اپنے بڑے بڑے نقصان قبول کرلیتی ہے پس مین حیران ہون
کہ میری چھوٹی سی درخواست کے منظور کرنیمین کیون تامل ہوتا ہے" جسکا جواب
مینے یہہ دیا کہ اگر آپکی درخواست ایسی چھوٹی سی ہے تو آپ اسکے منظور کرانے
مین اسقدر کیون سعی کرتے ہین اور اگر یہہ کچھہ بڑی بات ہے تو آپکو یہہ تعجب نہین
کرنا چاہیئے کہ اسپر کسیقدر غور و خوض ہونا بھی ضرور ہے"

سکٹ صاحب نے جب مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے ساتھہ انبالہ جانا قبول نکیا

تو اُنہون نے ایک جگہہ اُنکے قیام کیواسطے تجویز کردی اور آپ یکم نومبر ۱۸۰۸ء کو انبالہ سے کوچ کرکے انبالہ آئے اور سردار گوربخش سنگھہ[۱] کی بیوہ دیا کور سے اُسکا علاقہ چھین کر تہانیسر ہوتے ہوے شاہ آباد پہنچے اور سردار کرم سنگھہ شاہ آباد کے بیٹون سے اُنکا علاقہ چھین لیا مگر نذرانہ لیکر جسکی ضمانت ہماری سرکار نے کی تہی اُنکو پھر دیدیا اور یہان سے پٹیالہ کیطرف کوچ کیا اور یہہ خبر سنکر سردار بھنگا سنگھہ پٹیالہ آگئے۔ اب اگر لڑائی ہوتی تو ضرور ہمارا اُنکا سخت مقابلہ ہوتا مگر وہ نرے جنگجو ہی نتھے بڑے سُریلے اور مدبّر تہے جسکو کمزور دیکھتے اُسی پر ہاتھہ ڈالتے برابر کی طاقت والے کو کبھی نہین چھیڑتے تہے۔ چنانچہ اس سفر مین بھی وہ اُن تمام مقامات کو

[۱] شہر انبالہ اور اُسکے علاقہ کو اوّل ایک شخص گنّت سنگھہ نامی نے فتح کیا تہا جو بعد اپنے ۱۷۹۵ء مین وفات پاکر اپنے داماد گوربخش سنگھہ کو دیکر موضع سنگھہ والا واقع ضلع فیروزپور کو چلا گیا اور وہان جاکر مرگیا۔ یہان گوربخش سنگھہ بھی کو بخش سنگھہ کو جسکا متن مین ذکر ہے اور ایک اور شخص لال سنگھہ نامی کو یہان کا نائب دار بناکر چلا گیا اور اُسکی غیبت مین یہہ دونون اس علاقہ کو دبا بیٹھے لال سنگھہ نے ایک قلعہ ہماری ریاست کی سرحد کے قریب تعمیر کرایا اور اسکا نام جمعیت گڈھ رکھا۔ لال سنگھہ کی وفات کے بعد گوربخش سنگھہ تمام علاقہ کا مالک ہوگیا جسکے لاولد مرنیسے ۱۸۰۳ء مین اُسکی زوجہ دیا کور ریاست کی مالک ہوئی اسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے بیدخل کردیا تہا جیسا کہ ہمنے متن مین لکہا ہے مگر جنرل سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے یہہ اُسکا علاقہ اسکو دیدیا جو ۱۸۴۳ء مین اُسکی وفات کیوقت سرکار مین ضبط ہوا۔ ۱۲ مولف

جو راہ مین پڑے تاخت و تاراج کرتے ہوے چلے گئے مگر ہمارے علاقہ کی
طرف آنکھہ اُٹھا کر نہین دیکھا۔ اسیطرح سردار بھنگا سنگھہ کے اوّل کئی مقامات
لیلئے مگر پھر بے سبب چھوڑ دیئے اور اُنکی سپاہ جسکے ساتھہ توپین بھی تھین اگرچہ
کئی روز تک تہانیسر مین مقیم رہی مگر اُنھون نے اُسکو واپس طلب کرلیا اور ہمارے
کو کچھہ آنچ نہ آئی مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے کرنال سے اسطرف کو آتے ہوے اگرچہ
پہلے ہی ملاقات کا پیغام بھیجا تھا مگر اب دوبارہ شاہ آباد کے مقام سے اپنے
ماموں راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند اور اپنے معتمد بہ وزیر سنگھہ
پدھانیہ اور ہمارے اہلکار سردار چین سنگھہ کو مہاراج کے پاس بھیجا اور یہ کہا کہ
لکھنور[1] کے مقام ملاقات ہو تو اچھا ہے۔ مہاراج نے اوّل تو وہان جانے مین
پس و پیش کی اور چار پانچ روز لیت و لعل مین کہا مگر آخر کو جب لوگون نے یہ سمجھایا
کہ جب نواب گورنر جنرل بہادر ہند کا وکیل اُنسے ملاقات کرنے اور دوستی قایم
کرنیکے واسطے اُنکے پاس آیا ہے تو اُنکو انکار اور اصرار کرنا مناسب نہین تو پٹیالہ
سے لکھنور تشریف لیگئے جہان سکھون کے مقتدا بیدی صاحب سنگھہ صاحب
اونہ والے پہلے سے موجود تھے اور اس سے اگلے دن مہاراجہ رنجیت سنگھہ بھی

[1] یہہ گانون پٹیالہ سے قریب بیس میل پورب کی طرف شاہ آباد کے راستہ پر ہے اور بسبب اسکے
کہ یہان سکھون کا ایک گرودوارہ ہے لکھنور صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲۔ مولف

شاہ آباد سے وہان آگئے اور دیوان محکم چند کو یہہ پیغام دیکر مہاراج کے پاس بھیجا
کہ مہاراج اُنکے خیمہ مین اُنسے ملاقات کرین مگر مہاراج نے اُسکو منظور نکیا اور سردار
چین سنگھہ اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب بہادر اور سردار فتح سنگھہ صاحب آلہووالیہ کی معرفت
یہہ کہہ بھیجا کہ آپ ہمارے خیمہ مین آکر ہمسے ملین جسکی وجہ علاوہ خیالات کسر شان کے یہہ بھی
تہی کہ دونون طرف کو دغا کا اندیشہ تہا پس ایک دو مرتبہ رد و بدل ہوکر بیدی صاحب
کے خیمہ مین جنکو طرفین اپنا مقتدا سمجھتے تہے اور جنکے ہان ملاقات ہونیسے دونون
مین سے کسی کی کسر شان نہی اور نہ اُنکے درمیان ہونیکے سبب سے کسیطرح کا خدشہ
تہا ایک دفعہ ملاقات ہوکر چار پانچ روز کے لئے بالکل خاموشی ہوگئی اور جب
مہاراج نے سردار امت سنگھہ پدہانیہ کو بلاکر اسکا سبب پوچہا تو اُسنے بیان کیا کہ سنگھہ صاحب
(رنجیت سنگھہ) آپ سے ایسی دوستی قایم کرنی چاہتے ہین جیسی بگڑی بدل
بہائیون مین ہوتی ہے۔ اگر اکیلا اسمین کچہہ عذر بہی ہے تو اگرچہ بیدی صاحب کے روبرو
وہ آپ سے کچہہ بر خاش نکرینگے۔ مگر جب آپ پٹیالہ چلے جائینگے تب اکیلا اُنکا ارادہ
کا حال معلوم ہوجائیگا۔ پس اسیطرح ایک اور ملاقات ہوکر باہم پگڑی بدلی گئی اور
چوبیسوین ماہ ماگہر سمت ۱۸۶۵ اب مطابق پچیسوین نومبر سنہ ۱۸۰۸ع کو ایک عہدنامہ لکہا گیا
جسکی نقل ہم بلفظہ یہان کرتے ہین وہو ہذا۔

عہدنامہ[1] جو مہاراج کیطرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کو لکھکر دیا گیا

باعث تحریر این وثیقہ موکدہ آنکہ دیرینولا باوجود روابط سابقہ در مراتبات سابقہ اینجانب و سنگھہ صاحب والاقدر رنجیت سنگھہ بہادر خلوص و اخلاص دلی مستحکم گردید بنا برآن در آئین اخلاص و اتحاد و شرم عزت و دل گرمی در امورات راج ریاست سرکارین عالیین قرار یافتہ کہ ست گرو جی درین قول و قرار ضامن و دہرم خود را کفیل دانیم ہرگز و ہیچ وقت و بہشت بہشت ازین عہود تفاوت نخواہد شد اوّل آنکہ اینجانب را از رفاقت سنگھہ صاحب بہادر در ہر امر و ہر وجہ و ہر وقت از دل و جان و ظاہر و باطن تفاوت نخواہد شد۔ دوم آنکہ ہر کسیکہ دوست سنگھہ صاحب بہادر دوست اینجانب و دشمن سنگھہ صاحب ممدوح دشمن ہایان۔ ہر کسیکہ ہنگامہ مغز پچی باشد ہنگامہ اینجانب۔ ہر کسیکہ صلح سرکار سنگھہ صاحب بہادر صلح ہایان و سازش ہایان محض سنگھہ صاحب بہادر و بے صلاح سنگھہ صاحب بہادر ہا جدے بظہور نخواہد آمد۔ سوم آنکہ در ہر کار و ہر مہم کہ پیش نہاد سنگھہ صاحب باشد این جانب متفق اللفظ و المعنی بودہ از امورات سنگھہ صاحب اینجانب را در لغ نخواہد شد بنا بر آن

[1] ان عہدنامہ کی عبارت اس کیسقدر خامی ہے مگر ہم معذور ہیں جیسے تھے ہمنے انکو جوں کا توں نقل کر دیا ہے۔ مؤلف

این چند کلمہ بطریق عہد نامہ و دہرم نیم نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند باشد۔

تحریری متی بگھر سودی اشٹمی سمت ۱۸۶۵۔

عہد نامہ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے لکھکر مہاراج کو دیا

باعث تحریر این مشیقہ موکدہ آنکہ دریں ولا باوجود روابط سابقہ خالصہ جی[۱] از مہاراجہ صاحب

[۱] مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کا عروج چونکہ تھوڑے ہی عرصہ سے شروع ہوا تھا اور اسکی بنیاد بھی زیادہ تر قومی اور مذہبی اتحاد و عقیدت ہی پر تھی اسلئے یہ بات اُنکے زیادہ تر مناسب حال تھی کہ اپنی سلطنت اور حکومت کو اپنی ذات خاص کی جگہ اپنے مذہب اور قوم سے منسوب کریں پس یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے نام کی جگہ لفظ خالصہ جی کا استعمال کرتے تھے جو سکھوں کا ایک قومی اور فخریہ لقب ہے اور اپنی سلطنت اور حکومت کو امرتسر سے جو اُس ملک میں سکھ مذہب کا سب سے بڑا اور مقدس معبد ہے منسوب کرتے تھے اُنہوں نے اپنے نام کے ساتھ مہاراجہ وغیرہ کا کوئی تخطیمی لفظ شامل نہیں کیا تھا اور صرف اکال سہائے رنجیت سنگھ گورو کا یہ کرایا تھا جیسا کہ سکھوں میں عام دستور ہے اور سکہ میں یہ شعر کھدوایا تھا دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ ؛ یافت از نانک گرو گوبند سنگھ۔ اسی سبب سے لوگ انکو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی جگہ اکثر سنگھ صاحب کہتے تھے اور وہ خود محاورات میں اپنے نام کی جگہ خالصہ جی یا سرکار کا لفظ بولا کرتے تھے۔ خالصہ جی کا لقب گرو گوبند سنگھ صاحب نے اپنے خالص اور وفادار سکھوں (مریدوں) کو اُس مشکل اور امتحان کے زمانہ میں دیا تھا جب سلطنت مغلیہ کے حاکم رات دن اُنکے گرفتار کرنے اور تکلیف دینے کی فکر میں رہتے تھے اور جان و مال کے خطرہ سے لوگ اپنے کو اُنکا سکھ ظاہر کرنے اور اُنکی اعانت اور مدد کرنیسے ڈرتے تھے مگر باین ہمہ یہ بات مہاراجہ رنجیت سنگھ کی نہایت قابل تعریف ہے کہ باوجود یکہ احمد شاہ درانی نے تعصب کے سبب سے سکھوں کے مذہبی مقامات خصوصاً امرتسر کی نہایت بےعزتی اور بےادبی کی مگر اُنہوں نے کبھی کسی مسجد کو نہیں ڈھوایا اور مسلمانوں کے اُن تبرکات کو جو لاہور کے قلعہ میں تھے بڑی عزت و احترام سے محفوظ رکھا

صاحب سنگھ خلوص و اخلاص دلی مستحکم گردیدہ بنا بر آن در آئین اتحاد و شرم عزت
و دل گرمی در امورات راج ریاست سرکارین عالیین چنان قرار یافتہ کہ ست گرو
جی درین قول و اقرار دہم خود را کفیل دادیم - ہرگز و ہیچ وقت پشت بر پشت این
عہد تفاوت نخواہد شد اوّل آنکہ خالصہ جی را از رفاقت راجہ صاحب بہادر
در ہر امر و ہر وقت از دل و جان ظاہر و باطن تفاوت نخواہد شد - دوم ہر کسیکہ
دوست راجہ صاحب بہادر باشد دوست خالصہ جی و دشمن راجہ صاحب بہادر
دشمن خالصہ جی - باہر کسیکہ ہنگامہ راجہ صاحب باشد ہنگامہ خالصہ جی و باہر کسیکہ
صلح راجہ صاحب باشد صلح خالصہ جی و سازش خالصہ جی محض راجہ صاحب بے علاج
راجہ صاحب باحدے بنظور نخواہد آمد - سوم آنکہ در ہر کار کہ پیش نہاد راجہ صاحب
باشد خالصہ جی را متفق اللفظ و المعنی بودہ از امورات راجہ صاحب دریغ نخواہد شد
چہارم آنکہ حدود و تمامی ملک قدیم در تصرف راجہ صاحب جی از بٹھنڈہ
تا انبالہ بمع چہار میان و برادران سوائے در ملک سکھان دیگر کسی اہلکان
سرکار خالصہ متعرض و مزاحمت نرساند پنجم آنکہ اگر دایرہ دولت خالصہ جی
بفاصلہ بعید رونق افزا باشد دوست گروجی نخواستہ باشد راجہ صاحب را کہ ہنگامہ
روبکار آید تمامی افواج متعینہ این ملک بر فاقت و امداد راجہ صاحب حسب الطلب

شامل خواہد شد مقدمہ پٹیالہ دوسری انبرت سرجی واحد گرویدہ بنابر آن این چند سطور بطریق عہدنامہ مرقوم شد۔ تاریخ چودہ ماہ مگہر سمت ۱۹۲۵۔

اگرچہ اس طرز ملاقات اور عہدنامہ کے الفاظ سے ظاہر اطرفین کی بڑی صداقت اور راستبازی ٹپکتی ہے مگر دراصل یہہ صرف ایک دفع الوقتی تہی جو مہاراج نے سرکار انگریزی کی طرف سے حمایت کی بابت وعدہ نہ ملنے سے اختیار کی تہی اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اس سے یہہ غرض تہی کہ ادہر ہم اُن پر بہروسہ کرکے اپنی اصلی تدبیر سے غافل ہوجائین اور ادہر گورنمنٹ انگریزی بدظن ہوکر پٹیالہ کی حامی نہ بنے لیکن نتیجہ اسکا اُنکی اُمید کے برخلاف ظہور مین آیا اور صاحب رزیڈنٹ دہلی کچھ دین یہہ بات معلوم ہوئی کہ وہ پٹیالہ کے قریب آپہنچے اُنہون نے کلکتہ سے حکم آنیکا بہی انتظار نکیا اور مہاراج سے امداد دینے کا وعدہ کرلیا لیکن یہہ کاغذ اُسوقت پہنچا جبکہ یہہ خوفناک ملاقات ہوچکی تہی مہاراج نے اسکے جواب مین تمام حال جو گذرا تہا مفصّل لکہہ بہیجا اور درج کیا کہ اگر آپکا خط لکہنؤ جانے سے ایکدن پہلے ہمارے پاس پہنچ جاتا تو خواہ کچہہ ہی ہوتا ہم کبہی اُنسے ملاقات نکرتے۔

باب یہہ کپٹ اور فریب کی ملاقات ہوچکی مہاراجہ رنجیت سنگہہ اپنے ایک سردار گنڈا سنگہہ صافی نامی کو پانچ چہہ ہزار فوج کے ساتہہ انبالہ مین چہوڑکر لاہور کو لوٹ گئے

اور راجہ تیجا سنگھ صاحب اور بہای لال سنگھ صاحب اور سردار چین سنگھ دوسری دسمبر
کو اُنکو دریاسے پار اُتار کر لوٹ آئے اب ایک ایسی صورت پیدا ہوئی کہ جس سے
فرانسیسو نکا ملک ہند پر حملہ کرنا ناممکن معلوم ہونے لگا اور اس سبب سے سرکار انگریزی
کو اہل فرانس کے مقابلہ کی غرض سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ دوستی
کرنے کی جو خواہش تہی وہ نرہی علاوہ برین سرکار انگریزی کو کسی حالت مین
یہہ بات منظور نہ تہی کہ ایک عہدنامہ کی خاطر جو غالباً منعقد ہونیکے بعد کسی مصرف کا
نتہا اپنی شمالی سرحد کو خطرہ مین ڈالے کیونکہ اوّل تو فرانسیسو نکا حملہ آور ہونا ہی
ایک امر محال تہا دوسرے اگر عہدنامہ منعقد ہو بہی جاتا تو جسوقت اہل فرانس
حملہ آور ہوتے اُسوقت مہاراجہ رنجیت سنگھ کا اُسپر ثابت قدم رہنا نہایت دشوار
تہا اور گورنمنٹ انگریزی کو یہہ بہی خیال تہا کہ عہد شکنی کرنا مہاراجہ رنجیت سنگھ کے
بائین ہات کا دانون ہے اور درحالتیکہ وہ اپنے ہمقوم رئیسون اور دوستونکو
جُل دیچکے ہین تو ظاہر ہے کہ جب اُنکو ہم اجنبی لوگون کی مخالفت سے کچہہ فایدہ
نظر آئیگا تب ہماری بہی کچہہ پچ نہین کرینگے - پس ان خیالات سے سرکار انگریزی
کی رائے اس معاملہ مین بالکل اَور سے اَور ہوگئی اور نواب گورنر جنرل بہادر نے
مسٹر مٹکلف صاحب کو لکہہ بہیجا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو صاف کہدو کہ روسای این دے تلج

گورنمنٹ انگریزی کے سایہ حمایت مین ہین۔ اور سرکار انگریزی کو مرہٹون کو
شکست دینے کے بعد وہی اقتدار اور اختیار حاصل ہوگیا ہے جو پیشتر اُس
قوم کو حاصل تہا اور اُسوقت آپکو اُس ملک پر جو جمنا اور ستلج کے مابین واقع ہے
کسیطرح کا دعوی نتھا اور چونکہ آپنے لارڈ لیک صاحب کے پاس یہہ لکہہ بہیجا تہا کہ آپکی
یہہ تجویز ہے کہ آپکی اور گورنمنٹ انگریزی کی قلمرو کے مابین دریائے ستلج بطور
ایک حد کے سمجہا جائے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسوقت آپکو یہہ بات بخوبی
معلوم تہی کہ ملک مذکور اُس سلطنت کے سایہ حمایت مین ہے جو ہندوستان کے
شمال مین سب پر حاوی ہے پس تعجب ہے کہ آپ ایسے رئیسون کے مطیع کرنیکا ارادہ
رکہتے ہین جو سرکار موصوف کے زیر حمایت ہین اور زیادہ تر تعجب اِس بات سے
ہے کہ آپ اِن باب مین سرکار انگریزی کی منظوری چاہتے ہین۔ جب سے سرکار
انگریزی اِس ملک پر قابض ہوئی ہے اُسوقت سے اُسنے ستلج سے لیکر جمنا
تک تمام رئیسون کو خراج معاف کردیا ہے اور جسقدر اُنکو مرہٹونکی متابعت کرنی
پڑتی تہی اُسقدر ہماری نہین کرنی پڑتی اور اُنکو اِس امر کی اجازت دیگئی ہے
کہ اپنے اپنے علاقون مین بغیر کسی کی مداخلت کے حکومت کرتے رہین پس گورنمنٹ
انگریزی کی یہہ رعایت اُن رئیسون کے فایدہ کی غرض سے ہے نہ اِس غرض

سے کہ اُنکو نقصان پہنچے اور گورنمنٹ ہرگز یہہ نہین چاہتی کہ اُسکی رعایت کو دیکھکر
کوی اور سلطنت فائدہ اُٹھاے اور اُن رئیسون کو جنکی گورنمنٹ انگریزی حامی اور
مددگار ہے مطیع کرکے اُنپر ظلم کرے اور گورنمنٹ کو یہہ ہرگز گوارا نہین ہے کہ
اِن رئیسون کو آپ یا کوئی اور شخص اپنا مطیع بناے اور وہ لوگ گورنمنٹ
انگریزی کے زیر حمایت ہین اور آیندہ بھی رہینگے پس چاہیئے کہ آپ ہرگز بُری
آنکھہ سے اِس ملک کی طرف نہ دیکھین اور جو مقامات آپنے تحریک مذکورہ کے
بعد دیاے ہین اُنکو اُنکے مالکان سابق کے حوالہ کردین اور اپنی فوج کو دریاے
ستلج کے داہنے کنارہ سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑہنے دین اسواسطے کہ دریاے
مذکور کے بائین کنارہ پر فوج رکھنے سے آپکا اسکے سوا اور کچھہ مطلب نہین ہوسکتا کہ
دریاے ستلج اور جمنا کے مابین جو ریاستین بالفعل گورنمنٹ انگریزی کے زیر
حمایت کہلاتی ہین اُنکو ڈراکر مطیع کرین اور سرکار انگریزی نے جو یہہ پیغام آپکے
پاس بھیجا کہ ایک خوف عظیم پیش آنے والا ہے اور اُسکے رفع دفع کرنیمین گورنمنٹ
آپکو امداد دینا چاہتی ہے اور چند باتین وہ پیش کین جسمین صرف آپ ہی کا
فایدہ تہا معلوم نہین کیون آپ نے اُنکو اعتبار کی نظر سے نہین دیکہا اور جواب
مین اُن روسا کے مطیع کرنیکے باب مین اجازت چاہی جو گورنمنٹ سے تعلق رکہتے

ہین اور سرکار انگریزی کی دوستانہ تجویزون کا منظور کرنا اپنی درخواست کے منظور
کرنے پر موقوف رکھا اسمین سرکار انگریزی اپنی کسرشان سمجھتی ہے۔ اسکے علاوہ
اور تو آپنے یہہ تحریک کی اور اُدہر بلا انتظار جواب کے اُن تجویزون کے مطبع کرنیکو
چڑہ کہڑے ہوئے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ جواب حسب دلخواہ آئے یا
نہ آئے آپ اپنا مطلب پورا کرلین اور آپکی درخواست سے ظاہر ہے کہ آپ بخوبی
جانتے تہے کہ بلا منظوری سرکار انگریزی ہمکو اس مُلک پر حملہ کرنیکا کچہہ حق حاصل
نہین ہے اور اگر یہہ بات نہوتی تو آپکو ہماری گورنمنٹ سے اس بات مین تحریک کرنے
کی کیا ضرورت تہی۔ پس آپکا بلا انتظار جواب کے اپنے ارادہ کے پورا کرنیکے لئے قدم
بڑہانا گورنمنٹ انگریزی کی عزّت کی برخلاف اور اُس دوستانہ اعتبار کے عوض
جو گورنمنٹ انگریزی آپکی نسبت رکہتی ہے ایسا عمل درآمد کرنا محض نامناسب تہا۔"
مسٹر صاحب نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو یہہ بہی لکہا کہ سرکار انگریزی کی تمنا ہے
کہ اُسمین اور ریاست لاہور مین دوستی اور اتحاد پیدا ہوجائے اور اُسکو روز
بروز ترقی ہوتی رہے اور گورنمنٹ انگریزی اپنی قلمرو کو بڑہانا نہین چاہتی
جسقدر مُلک بالفعل اُسکے قبضہ مین ہے وہی کافی ہے اور دلی منشا ہے
کہ اپنے مقبوضہ ملک کی حالت کو ترقی دے اور اُسکی رعایا خوشحال اور فارغ البال

رہے اور وہ سب سے صلح کرنی پسند کرتی ہے اور جن روسار کو اُسکے تخت دولت سے توسل اور تعلق ہوگیا ہے اُنکو سیکا مغلوب و مطیع دیکھنا اُسکو ہرگز گوارا نہین ہے اور گورنمنٹ انگریزی آپکی بدل خیر خواہ ہے اور باوجودیکہ آپکی برتاؤ کی نسبت بھی گورنمنٹ کی شکایات بجا ہین تاہم اُسکو یہی مدنظر ہے کہ آپ سے دوستی اور اتحاد قایم ہوجاے "

یہہ جواب پاکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے چھکّے چھوٹ گئے لیکن وہ بظاہر یہی کہتے رہے کہ یہہ نواب گورنر جنرل بہادر کا قول فیصل نہین ہے اور اسمین عہد و پیمان کے ذریعہ سے تغیر تبدل بھی ممکن ہے مگر مٹکلف صاحب نے اُنکو یہہ یقین دلایا کہ یہہ راے کسیطرح نہین بدل سکتی اور اس امر کا تقاضا کیا کہ اُنکے سوالات کا جواب بہت جلد دینا چاہیئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ اگرچہ سرکار انگریزی کی بات نہ ماننے سے بھی ڈرتے تھے مگر یہہ بات اُنکے دلمین نہین سما سکتی تھی کہ وہ اپنے نو مقبوضہ اور بڑی آمدنی کے علاقہ کو چھوڑ دین اور انبالہ فریدکوٹ اور ساتھے وال جنکو اُنہون نے ڈنکے کی چوٹ سفیر انگریزی کی آنکھون کے سامنے فتح کیا تھا اُن سے دست بردار ہون۔ الغرض وہ ہر بار انگریزی کی اِن باتون کے جواب دینے مین ہزار طرح کے حیلے کرتے اور

بہت دنون تک وعدہ وعید مین ٹالتے رہے کبھی کوئی بہانہ کیا کبھی کوئی
اور ہرچند زبانی یہہ کہتے رہے کہ سرکار انگریزی کی خواہش کو بسر وچشم منظور
کرینگے مگر الفاے وعدہ کا کبھی قصد تک نکیا اور انکو سرکار انگریزی کی نسبت
اس امر کی نہایت شکایت تہی کہ اُسنے اوّل خود ہی اپنا وکیل بھیجکر عہدنامہ دوستی
کرنا چاہا اور پھر عہدنامہ کے اصل مطلب کا ذکر ہی گم کردیا اور دوستی ظاہری ہی تو
کیا اچھے طور پر کی کہ اُنکے تمام عمر کے منصوبون کو ہی ڈہا دیا۔ پس اُنہون نے یہہ ٹھان
لی کہ انگریزون سے لڑنا چاہیئے اور اُنکو یہہ امید تہی کہ اس لڑائی مین شاید ہی
ور رہینگے اور چونکہ سرکار انگریزی کے پیغامون کی تائید کیواسطے سپاہ انگریزی
دریاے جمن سے اس پار اُترنے والی تہی اس سے اُنکو اور بھی شبہ ہوا اور اس
سبب سے وہ اپنے اس ارادہ پر جمگئے اور اُسملک کے مطیع کرنیکا جو دریاے ستلج
اور جمنا کے درمیان واقع ہے ارادہ ملتوی کرکے نہایت مستعدی کے ساتھہ
جنگ کی تیاری مین مصروف ہوے اور تمام سپاہ کو جہان تہان سے بُلالیا۔
امرت سر مین قلعہ گوبندگڈہ پر توپین چڑہادی گئین اور کہانے پینے کا سامان جمع
کردیا گیا۔ دیوان محکم چند اُنکا بڑا عمدہ سپہ سالار اور انگریزون سے سخت نفرت
رکہتا تہا کانگڑہ سے فوراً طلب کیا گیا اور وہ کوچ کرتا ہوا لودہیانہ کے مقابل ستلج

کے اُس پار پہلور مین آن اُترا اگرچہ اتنے ہی مین اُنکا ارادہ بدل گیا اور اگرچہ لاہور مین یہہ افواہ عام تہی کہ محکم چند دریاے ستلج سے اُتر کر انبالہ کی سپاہ سے جا ملیگا مگر بایں ہمہ ۱۸۰۹ء جنوری کو تمام سپاہ انبالہ سے بلالی گئی۔ جب دونون طرف یہہ تیاریان ہو رہی تہین مہاراجہ رنجیت سنگھ کا معتمد بہائی گوبخش سنگھ پیر ۱۴ جنوری کو اس غرض سے پٹیالہ آیا کہ مہاراج یا اُنکی اہلکار سردار جیون سنگھ کو مع راجہ صاحب بہادر نابہہ وجیند کے اُنکی ملاقات کیواسطے امرتسر بھیجا ہے۔ لیکن مہاراج نے جواب دیدیا کہ ہم سیالکوٹ نہین بھیجینگے اور راجہ جسونت سنگھ صاحب کو اختیار ہے اگر اُنکا جی چاہے تو چلے جائین اور راجہ بہاگ سنگھ صاحب جو صاحب رزیڈنٹ دہلی کے کہنے سے کرنل اکٹر لونی صاحب سے جاکر شریک ہو گئے تہے اس بات پر مہاراج نے اپنی بڑی خوشی ظاہر کی۔ اور ہر سپاہ انگریزی نے بہی سولہوین جنوری سنہ کو زیر حکم لفٹنٹ کرنل ڈیوڈ اکٹر لونی صاحب کے دریاے جمن سے عبور کیا۔ یہہ سپاہ اس مطلب کے واسطے بہیجی گئی تہی کہ ستلج کے کنارہ پر اپنی چہاونی ڈالے تاکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ دریاے ستلج کے جنوب کیطرف اپنی عملداری نہ بڑہا سکین اور روسا اس روے ستلج کو بہروسہ ہو کہ سرکار انگریزی اُنکی پوری پوری حامی ہے۔ جب کرنل صاحب موصوف پٹیالہ سے پندرہ میل گہنور کے مقام پہنچے مہاراج نے اپنے معتمد سردار

چین سنگھ کو اُنکی خاطر تواضع کیواسطے وہان بھیجدیا اور پانچوین فروری کو جب وہ
پٹیالہ آئے بڑی خوشی اور تپاک سے بذات خود اُنکا استقبال کیا۔ سپاہ انگریزی
چار دن یہان ٹہری اور بڑی خوشی کے ساتھہ آپس مین ملاقاتین ہوتی رہین
اور جب پانچوین کو اُنہون نے آگے کی طرف کوچ کیا مہاراج نے سردار چین سنگھ
کو ایک ہزار سوار ہمراہ دیکر اُنکے ساتھہ بھیجدیا اور وہ ناہہ۔ کوٹلہ ہوتے ہوے
لودہیانہ چاپہنچے۔ لاہور مین شرایط عہدنامہ کا ابتک کچھہ خاک فیصلہ نہین ہوا
تہا اور یہہ معاملہ روز بروز خراب ہوتا جاتا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے یہہ بات
ورد زبان تہی کہ مین اپنی فوج متعینہ ستلج کے پاس چلا جاتا ہون۔ اور وہ
فیروزکوٹ اور اور مقامات سے جو ستلج کے جنوب کی طرف واقع تہے دست بردار
ہونے پر راضی نہین ہوتے تہے۔ جو سپاہ انبالہ سے واپس بلائی گئی تہی وہ بہی
ابتک ستلج کے اُسطرف ہی تہی۔ پہلو مین فوج فراہم کیجاتی تہی اور لڑائی کی تمام
تیاریان ہو رہی تہین۔ دیوان محکم چند نے سفیر انگریزی کی ڈاک کو بند کر دیا تہا اور
ایسی ایسی بیخوابی کی باتین اُنکا نوشتہ جات مین لکہی تہین کہ جس سے مکلف صاحب کے خیال
گذرا کہ اب اُنکو خواہی نخواہی عہدنامہ کی جانب پر نالہ ڈنگرا مرتسر سے چلا جانا پڑیگا پہنچے
اُنہون نے یہہ رائے ظاہر کی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا ارادہ جنگ کرنیکا ہے اور

صاحب کمانڈر انچیف بہادر کو یہہ رپورٹ کی کہ رنجیت سنگھہ کی طاقت کو توڑنے
اور پنجاب مین امن و آمان قایم رکھنے کیواسطے اس مُلک پر حملہ کرنا ہی مناسب ہے
۔ پنجاب مین جو مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی دست درازیون کے باعث سے عام نارضامندی
پہیلی ہوئی تہی اُسکو دیکھکر سفیر انگریزی کو یہہ یقین تہا کہ اگر لڑائی ہوئی تو ہم ضرور کامیاب
ہونگے اور تمام بڑے بڑے سردار جو اب تک جبراً قہراً اُنکا دم بہرتے تہے اس
معرکہ مین اُنسے ضرور انکہہ چُراجائینگے مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہی اس سے ناواقف
نتہے اور اُنکو بہی یہہ کہٹکا لگا ہوا تہا اور وہ بخوبی جانتے تہے کہ لڑائی کی حالت مین
اِس عام ناضامندی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے پس اُنہون نے اپنے معاون میسون
سے انعام اکرام دینے کے باب مین بڑے بڑے اقرار کیے لیکن جب دیکہا
کہ انگریزی فوج کے آنیکا حال سُنکر اِن روز تلج کے چہوٹے چہوٹے رؤسا حاضرین
لاہور پر ایک بڑا اثر ہوا اور وہ خوف زدہ ہوکر سرکار انگریزی کے ساتہہ معاملہ کرنیکی
خاطر ایک ایک کرکے کہسکنے شروع ہوئے اور یہہ حالت ہوئی کہ اگر لاہور
سے کمک آتی تو دیوان محکم چند کی سپاہ کے بہی وہان پانون نہ جمتے اور
سمجہا کہ اب سرکار انگریزی سے بگاڑنیکا موقع نہین ہے تو وہ اِس غرض سے
کہ اُنکا صُلح جو ہونا ثابت ہو جائے یہہ کہنا چلے کہ اپنے معتمد سردار سندا سنگہہ اور

نظام الدین خان کو کرنل آکٹرلونی صاحب کے پاس یہہ دریافت کرنیکو بھیجا کہ یہہ
نئے صاحب بہی مٹکف صاحب سے ہی ہین یا اُن سے کچھہ اچھے ہین یہہ
معتمد تیرہوین فروری کو کرنل صاحب کے لشکر مین پہنچے اور اُنہون نے اُنکے
سامنے مٹکف صاحب کی شکایتون کا ایک دفتر کہولدیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ
کی حلیم الطبعی اور سیر چشمی کی بڑی تعریف کی اور جو حالات اُنکو گورنمنٹ انگریزی
کے ارادون کی نسبت معلوم ہوسکتے تہے دریافت کرکے کرنل صاحب کو یہہ کہا کہ
چند روز مین سنگہہ صاحب (رنجیت سنگہہ) کے پاس سے جواب آجاویگا
اُسکے آنے تک آپ یہان ٹہرین - گورنمنٹ انگریزی کو جب اس ملاقات
اور آکٹرلونی صاحب کے آگے بڑہنیسے رک جانیکی کیفیت معلوم ہوی تو اُنپر اپنا عتاب
ظاہر کیا اور لکہا کہ تمکو یہہ سب نہ تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے معتمدون کے کہنے
سے فوج کے آگے لیجانہین تاخیر کرتے اور جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے خصومت
ظاہر کی تو گورنمنٹ کی عزت اور منفعت متقاضی اس امر کی تہی کہ تم بے تامل اپنے
لشکر کو لیکر آگے بڑہجاتے اور تمنے جو ایسی باتون کو کان دیکر سنا جنسے سفیر انگریزی کی
صاف باطنی مین فرق آتا ہے یہہ بہی گورنمنٹ کی شان کے نہایت برخلاف کیا
جب یہہ عتاب آمیز حکم آکٹرلونی صاحب کے پاس پہنچا اُنہون نے فوراً استعفا دیدیا

اور اگرچہ وہ منظور ہوگیا مگر یہ ملتوی ہوگیا۔

اب فرانسس کی جانب سے کچھ خوف نہین رہا تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو خواہ مخواہ چھیڑنا بھی مناسب نہ تھا اسلئے نواب گورنر جنرل بہادر کی یہ رائے ہوئی کہ لودہیانہ یا دریاے ستلج پر کسی اور مقام مین چھاونی ڈالنی مناسب نہین بلکہ بہتر یہہ ہے کہ کرنال مین فوج رہا کرے مگر صاحب کمانڈر انچیف بہادر اور رزیڈنٹ دہلی اور کرنل اکٹرلونی صاحب کی تحریک سے آخر کار یہی صلاح ٹھہری کہ بالفعل لودہیانہ ہی مین چھاونی قایم کیجاے۔ گورنمنٹ نے اس موقع پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طاقت کے محدود کرنیکو ہی چندان ضروری نہین سمجھا اور اس خیال سے کہ جب وہ ہماری شرایط کے منظور کرنیکی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین تو مناسب حال یہی بات ہے کہ اُنسے صلح اور دوستی کر لیجاے پس مٹکاف صاحب کے پاس عہدنامہ کا ایک نیا مسودہ اس مضمون کا بھیجدیا کہ جو مقامات مہاراجہ رنجیت سنگھ نے حال مین فتح کئے ہین اُنپر سے وہ اپنا عمل و دخل اُٹھا لین اور فتوحات سابقہ مین کچھ دست اندازی نہین کیجائیگی مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو روساے این روے ستلج پر اُن جاگیروان کے عوض مین جو اُنہون نے خود اُنکو عطا کی تھین ماتحتی کا دعوی نہین کرنا چاہیئے۔ اس عرصہ مین مہاراجہ

رنجیت سنگھ کو سپاہ انگریزی کی قواعد دانی کا تجربہ بھی ہوگیا اور انکو یہہ بات جچگئی کہ اُنکی فوج سپاہ انگریزی کا مقابلہ نہین کرسکتی - اتفاق یہہ ہوا کہ محرم کے سبب سے مسٹک صاحب کے مسلمان ہمراہیون نے تعزیہ بنایا اور مرثیئے پڑھنے شروع کئے امرتسر کے اکالی جو بڑے شجاع اور جنگجو تھے براہ تعصّب اس سے بہت برہم ہوے اور اُنکے ایک بڑے گروہ نے جسکا سردار پھولا سنگھ تھا چپکے سے فروری کو مسٹک صاحب کے کمپ پر حملہ کیا لیکن مسٹک صاحب کے سپاہیون نے جو صرف دوسو پیادے اور سوله سوار تھے اُس ہجوم کو شکست دیکر ہٹا دیا اور اپنا تعزیہ اُسی دھوم دھام سے اُٹھایا جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ یہہ خبر پاتے ہی فوراً موقع پر آئے اور خود سفیر انگریزی کے خیمہ مین جاکر اِس معاملہ کی نسبت عذر کیا اور اقرار کیا کہ پھر ایسی بے انتظامی ظہور مین نہ آئیگی - اِس حملہ کو ملکی معاملات سے کچھ تعلق نہ تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اسمین کسی طرح کی شراکت نہ تھی یہہ صرف اکالیون کے ایک تعصّب کی بات تھی اور خود مہاراجہ رنجیت سنگھ پر بھی ایسی ایسی وارداتین بارہا گذر چکی تھین چنانچہ اس سے دو مہینے پہلے لاہور اور امرتسر مین اس بات پر ایک ہنگامہ برپا ہوا تھا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی معشوقہ موران نے جو ایک کسبی عورت تھی اپنے ایک آقا کو سلمان

کرلیا تہا اسبات پر سکہون اور عام ہندوؤن نے برانگیختہ ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ سے موران کو طلب کیا اُنہون نے موران کو تو ندیا مگر اُسکے بہائی کو پیش کردیا کہ اگر مارنا ہے تو اسکو مارڈالو - ایسے لوگون کے اسطرح گستاخانہ پیش آنیکی وجہ یہہ تہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی طاقت اور عظمت کی بنیاد صرف مذہبی گرمجوشی تہی پس یہ اُن لوگون کو سزا نہین دیسکتے تہے جنکا قصور یہہ ہو کہ مذہب کی خاطر بگڑتے ہین اِس واقع کے بعد اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ فریدکوٹ پر سے اپنا قبضہ اُٹہا لینے مین چند روز اور ہچر مچر کرتے رہے اور سفیر انگریزی کو یہہ خیال ہوا کہ لڑائی ضرور ہوکر رہیگی - لیکن آخرکار لاہور کی سپاہ نے دوسری اپریل کو فریدکوٹ کو جو دیوان محکم چند کے قبضہ مین تہا اُسکے اصل مالک کے حوالہ کردیا اور عہدنامہ کا مسودہ جواب کلکتہ سے آیا تہا اُنہون نے لفظ بلفظ اُسکو منظور کرلیا اور پچیسوین اپریل کو بمقام لاہور اُسپر اپنے دستخط کردیئے - اِس عہدنامہ مین یہہ شرطین تہین -

اوّل گورنمنٹ انگریزی اور سرکار لاہور مین ہمیشہ دوستی قایم رہیگی اور گورنمنٹ موصوف ریاست لاہور کو ویسی ہی محبّت کی نظر سے دیکہیگی جیسے وہ اور دوستدار ریاستون کو دیکہتی ہے اور اُسکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ

بہادر کے اُن مقبوضہ علاقون سے جو دریاے ستلج کے شمال کیجانب مین واقع ہین اور نیز وہان کی رعایا سے کچھہ سروکار نہوگا۔

دوئم۔ جو ملک دریاے ستلج کے بائین کنارہ پر مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر یا اُنکے ذیلدارون کے قبضہ مین ہے اُسمین جسقدر بندوبست کیواسطے ضرور ہو اُس سے زیادہ فوج نرکہی جائے اور اُسکے قرب وجوار مین جو مقامات اور رئیسون کے قبضہ مین ہین یا جنپر اُنکا کچھہ حق ہے اُنپر نہ خود دست درازی کرین اور نہ کسیکو کرنے دین۔

سوئم۔ اگر شرایط مرقومہ بالا کے خلاف کوی بات ظہور مین آئے یا جانبین سے کوی حرکت خلاف دوستی سرزد ہو تو اُسوقت سے یہہ عہدنامہ ناقابل العمل تصوّر ہوگا۔

چونکہ اِس عہدنامہ کی رو سے مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا اِن روے ستلج کے رئیسون پر کچھہ دباؤ نرہا اور تمام مُلک این روے ستلج جو اب گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین آگیا تہا اُس پر بہی کچھہ حق نرہا۔ سرکار انگریزی نے عہدنامہ کے مطالب کے اعلان اور روسای این روے ستلج کے اطمینان کیواسطے تیسری می سنہ مذکور کو ایک اطلاعنامہ جسمین یہہ سات دفعات تہین مشتہر کیا۔

اوّل۔ چونکہ روسا مالوہ و سرہند کے ملک کو سرکار انگریزی نے اپنی حفاظت میں لیلیا ہے اس سبب سے وہ سب شریک مندرجہ عہد نامہ مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کی حکومت اور اختیار سے بری ہینگے۔

دوم۔ ملک محفوظہ سے سرکار انگریزی کچھ پیشکش یا نذرانہ طلب نہین کریگی۔

سوم۔ تمام رئیسون کو اپنے اپنے علاقہ مین وہی حقوق اور اختیارات حاصل ہینگے جو انکو سرکار انگریزی کی حمایت مین آنیسے پہلے حاصل تھے۔

چہارم۔ جب کبھی سپاہ انگریزی کو ایسے کامون کے واسطے جنسے ہو بوعام تصور ہو بنظر مصلحت روسا کے علاقہ مین سے جانیکا حکم ہو تو ہر ایک رئیس اپنے اپنے علاقہ مین فوج انگریزی کو مدد دیا کرے اور غلہ وغیرہ یا جس چیز کی ضرورت ہو فراہم کر دیا کرے۔

پنجم۔ اگر کوئی غنیم کسی سمت سے اس ملک کے فتح کرنیکے واسطے آئے لازم ہوگا کہ این روسے خلج کے تمام رئیس اپنی اپنی فوج کے ساتھہ سرکار انگریزی کی فوج سے اگر شریک ہون اور اطاعت اور فرمانبرداری بجالائین۔

ششم۔ جو ولایتی اشیا سوداگر لوگ اضلاع شرقیہ سے لشکر انگریزی کیواسطے لیکر آئین انکو رئیسون کے تہانہ دار اور محصول لینے والے اپنی اپنی حدود

سے حفاظت کے ساتھہ گذر جانے دین اور کسیطرح کا محصول طلب نہ کرین۔

ہفتم۔ جو گھوڑے رجمنٹون کے واسطے سرہند یا کسی اور مقام مین خرید کئے جائین اور انکے لانے والون کے پاس صاحب رزیڈنٹ دہلی یا کمان افسر فوج قسمت سرہند کے مہری پروانجات راہداری کے موجود ہون تو ہر ایک رئیس انکو بلا مزاحمت اپنے علاقہ سے چلا جانے دے اور کسی قسم کا محصول طلب کرے۔

پہولا سنگھہ اکالی کا فساد اور مہاراج کے خطاب مین اضافہ کا ہونا

اِس ریاست کو اگرچہ اب کسی بیرونی دشمن کا خوف نرہا تہا لیکن خانگی فساد ابتک بدستور چلا جاتا تہا اور اگرچہ رانی آسکور صاحب کو مع اُنکے فرزند ارجمند مہاراج کرم سنگھہ صاحب بہادر ولیعہد کے جاگیر دیکر علیحدہ کر دیا تہا مگر اُنکو ابتک یہی خیال تہا کہ کسیطرح ریاست کے کاروبار مین اُنکا دخل ہو جاے پس کچھہ تو یہہ سبب تہا کچھہ لوگون نے کچھہ اور کہہ سُنکر کان بہر دیئے اور مہاراج کو رانی صاحب سے اسقدر ناراض کر دیا کہ مہاراج کرم سنگھہ بہادر کی چھوٹی بہن بی بی پریم کور صاحبہ جو سردار کہڑک سنگھہ خلف سردار کرم سنگھہ شاہ آبادی سے منسوب تہین اُنکی شادی ہی

برادری کے لوگون کے سمجھانیسے مہاراج نے پٹیالہ مین کی ورنہ اوّل اوّل ہی کہتے رہے کہ رانی صاحب خود قصبہ سنور مین جہان وہ رہتی تہین شادی کی تیاری کرین ہمکو کچھہ سروکار نہین اور اس فساد کے باعث سے اسقدر بے انتظامی اور بد عملی ریاست مین پہیل رہی تہی کہ لگلے برس جو پہولا[1] سنگھہ اکالی نے موضع چاوکی کے متصل کپتان وائیٹ صاحب پر جو سرکار انگریزی کیطرف سے سرحد کی پیمایش کیواسطے مقرر ہوئے تہے حملہ کیا اور قرب وجوار کے دیہات کے لوگ پہولا سنگھہ کی مدد کو آئے اور بڑہتے بڑہتے ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع ہوگئے اور وائیٹ صاحب کے ہمراہی سوارون مین سے جو صرف اسّی آدمی تہے جہہ رہ گئے

[1] یہہ وہی پہولا سنگھہ تہا جسنے مسٹف صاحب کے کمپ پر امرتسر مین حملہ کیا تہا یہہ ایک مشہور قزاق تہا اور اسوقت گرد وارۂ درمہ صاحب واقع موضع تلونڈی مین رہتا تہا جو اس ریاست کی عملداری مین بٹہنڈہ کے قریب ایک بہت بڑا گانون ہے اور یہان ہی امرتسر کے مفسدہ کی طرح اسکا اکالی ہونا ہی اسکو بچا رہا تہا۔ اب امرتسر جانیسے اُسکا یہہ مطلب تہا کہ اُسکو اسبات کا گہمنڈ تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہی اُسکو وہان سے نہین نکال سکتا۔ چنانچہ جب سرکار انگریزی نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ پر زور ڈالا کہ اُسکو ہمارے حوالہ کردو تو گو کہ وہ چند روز کیواسطے وہان سے نکالدیا گیا مگر آخر کار پہر مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا مورد عنایت ہوگیا اور تمام اکالی فوج کی سرداری اُسکو ملگئی مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے سپہ سالارون مین یہہ ہی ایک ایسا نامور شخص گزرا ہے۔ مارچ ۱۸۴۸ء مین اسیکی شجاعت اور جانفشانی کے سبب سے مقام ملتہی مین

اور اُنیس زخمی ہوے اور سرکار انگریزی کو اُسکی سزادہی کی بابت بڑی کدہوئی
تو وقت سے اُسکی سرزنش کیواسطے فوج بھیجے جانیکا بندوبست ہوسکا۔ یہہ فوج زیر حکم
ملک تیسرا ڈوگر بخشی اور سردار جمعالی سنگھ مہتہ کا اور سردار جودہ سنگھ کالیکا کے بھیجی گئی
تھی جسنے اُسکو اس ملک سے نکالدیا اور وہ دریاے ستلج عبور کرکے امرتسر چلا گیا۔
اِس خدمت سے خوش ہوکر سرکار انگریزی نے اکبر شاہ دوم بادشاہ دہلی سے
دہراج راجیشر کا لفظ مہاراج کے خطاب مین بڑہوادیا اور چودہوین دسمبر ۱۸۱۰ء
مطابق پوہ بدی چوتہہ سمت ۱۸۶۷ کو بادشاہ کے حضور سے اِس اعزاز کی بابت ایلچی
کے نام فرمان صادر ہوا اور خلعت آیا۔ اگرچہ اسوقت سلاطین مغلیہ کا صرف نام
ہی نام باقی رہگیا تھا ملک اور سلطنت کی مالک سرکار انگریزی تھی مگر تاہم سرکار
ممدوح یہہ ظاہر کرتے رہنا مصلحت جانتی تھی کہ ملک اور سلطنت کا مالک بادشاہ
دہلی ہے اور ہم بطور نیابت بادشاہ کے فرمان روائی کرتے ہین۔ اسیواسطے
صاحب ریذیڈنٹ دہلی وغیرہ کام بادشاہ سے خطاب لیتے اور اُسکو فخریہ اپنی
مُہرون مین کہدواتے تھے حتی کہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کی مُہر مین بھی
فدوی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی کندہ ہوتا تھا۔

بجو دریاے کابل کے کنارہ پر واقع ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مقابلہ مین کئی لڑائیون مین افغانون کو شکست دیچکی تھی آخر جہان دیکھا

مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر کی شادی اور اُسکے متعلق ایک ہولناک واقعہ کا ذکر

اِس سے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر ولیعہد کی سُسرال سے شادی کا پیغام آیا۔ مہاراج چونکہ رانی صاحبہ سے بہت ناراض تھے بی بی پریم کنور صاحب کی شادی کیطرح اوّل اوّل اسمین بھی شامل ہونا نہین چاہتے تھے مگر برادری کے راجے سردارون کے کہنے سُننے سے آخر کار تیار ہو گئے اور بڑی دھوم دھام سے برات چڑھی سبرادری کے لوگون کے سوا نواب نصیر الدولہ کرنل ٹکٹر لونی صاحب بہادر بھی جو اس ملک مین سرکار انگریزی کے پولیٹکل عہدہ دار تھے سرکار ممدوح کیجانب سے دوستانہ شریک ہوے خیر یہہ باتین تو سب مے ہُن مگر اِس شادی کی جو بات تاریخ مین لکھنے کے لایق ہے وہ یہہ ہے کہ شیخ جلال الدین تہانیسری کے مقبرہ کے احاطہ مین جو قصبہ تہانیسر کے اندر ایک اچھا وسیع مکان ہے جب لوگون کو باڑہ[1] دیا گیا اور ایک لاکھ روپیہ اُسمین خرچ ہوا اگرچہ

[1] پنجاب مین رسم ہے کہ جب کسیکے ہان شادی ہوتی ہے یا کوئی بوڑھا مرتا ہے تو بہت سی غریب غربا کو ایک جگہ گیہ کر جیسا جسکا مقدور ہوتا ہے انکو اکثر چار پیسے سے لیکر ایک روپیہ تک بطور خیرات دیتا ہے اور اُسکو باڑہ دینا کہتے ہین۔ اکثر دولتمند ہندوون مین یہہ رسم جاری ہے مگر اب تعلیم و تربیت کے اثر سے بہت کم ہوتی جاتی ہے اور مہاراج نہد سنگھ

ہجوم اور بے انتظامی کیوجہ سے سات آٹھ سو آدمی گھٹکر اور کچل کر مر گئے مگر تو بھی خیرات دینے کا یہ نامطبوع طریقہ خیرات ہی سمجھا گیا اور یہ کسی نے نہ سمجھا کہ اگرچہ کسی محتاج کو کچھ دینا درحقیقت نیکوی ہے لیکن بعض وقت نیکوی بھی جبکہ اُسکا برتاؤ بُرے طور سے ہو جیسا کہ یہہ باڑہ دینے کا طریقہ ہے اپنے بُرے نتایج کے اعتبار سے بُرای کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے مُلک ہندوستان کے لوگ باوصفیکہ قریب سو برس سے اپنے حکمران ہندؔ قوم انگریز کے عاقلانہ طریقہ خیرات کو دیکھتے ہین پھر بھی اپنی وہی پرانی لکیر پیٹے جاتے ہین اور نیکوی کو بُری طور پر عمل مین لانے سے بُرائی بنا دیتے ہین کاش کوئی دن وہ بھی ہوگا کہ ہماری قوم تعلیم و تربیت کی دولت سے کامل طور پر بہرہمند ہوگی اور اسکی ہر ایک بات مین شایستگی اور تہذیب نظر آنے لگے گی اور وہ ہمدردی کے معنی اور اُسکے عمل مین لانے کے طور اور طریقہ کو سمجھیگی اور فقیرون اور بھیک منگے لوگون کی کاہل اور مُلک کی برباد کنندہ جماعت کے جسنے بطور پیشہ خیرات مانگنا اختیار کر رکھا ہے کچھ دینا لوگ

صاحب بہادر بیکنٹہیڈ ہاشی کے عہد سے اس ریاست مین تو قطعاً بند ہو چکی ہے کیونکہ اُس کی نرم سے لوگ اسمین بہت تباہ ہوتے تھے اور کبھی کبھی جانون کا بھی نقصان ہوتا تھا۔ ۱۲ مولف

گناہ سمجھینگے اور ہندوستان کے ہندو اور مسلمان اپنی خیرات کو اُسی طور سے عمل مین لائینگے جیسا کہ پولیٹکل اکانومی کے اصول کے موافق چاہیئے۔

ریاست کے انتظام کی ابتری اور سرکار انگریزی کی تجویز سے رانی آسکور صاحب کا منتظم ریاست مقرر ہونا

اب ریاست کے انتظام مین پورے سرے کا فتور آگیا تہا اور اسقدر جاگیرین لوگونکو دی گئی تہین کہ صرف ایک گہنور کا پرگنہ خالصہ رہگیا تہا۔ سرکش زمینداروں نے کئی برس کا معاملہ ادا نہین کیا تہا۔ جاگیردار سردارون نے اپنی فوج کے حاضر رکہنے مین یہانتک بے پروائی اختیار کر رکہی تہی کہ ڈہائی تین سو سوار ہی ضرورت کیوقت مشکل سے جمع ہو سکتے تہے۔ خزانہ مین ایک پیسہ نہتا اور اسپر مہاراج کی فیاضی کا یہہ حال تہا کہ روپیہ اشرفی کو ٹہیکری کے برابر سمجھتے تہے۔ رانی آسکور صاحب جو بڑی عاقل اور منتظم تہین اور گہر کو بخوبی سنبہال سکتی تہین اُنسے ناموافقت تہی اور جن لوگون پر عنایت تہی وہ صرف اپنے ہی حلوے مانڈے سے غرض رکہتے تہے اور اگرچہ اشتہار مجریہ تیسری مئی ۱۸۰۹ء کی رو سے این روے تلج کی تمام ریاستونکو اپنے اندرونی انتظام کی بابت ہر طرحکی آزادی حاصل تہی مگر مذکورۂ بالا وجوہات کے باعث سے سرکار انگریزی کی مداخلت اور مہاراج کے

بے اختیار اور آئی اسکنور صاحب کے مختار ریاست بنائے جانیکی بنیاد پڑی اس موقع پر جو جو امور واقع ہوے افسوس ہے کہ انکی نسبت ہمکو صاف اور مفصل اطلاع ریاست کے دفتر سے حاصل نہین ہوسکی اسواسطے ہم بناچاری بیشتر مسٹر گرفن صاحب کی کتاب سے ان حالات کو نقل کرینگے اور چونکہ صاحب موصوف کا بیان ہی سرکاری کاغذات کی رو سے ہے اسواسطے وہ بہت معتبر خیال کرنیکے لایق ہے۔

صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ ان حالات کو دیکھکر راجگان ناہہ و جنید و بہائی لال سنگھ صاحب والی کیتھل کی یہہ رائے ہوئی کہ صاحب ایجنٹ بہادر کیسطرح اس ریاست کا انتظام درست کردین۔ پس نوین جنوری ۱۸۱۵ء کو کرنل آکٹرلونی صاحب مہاراج اور راجگان ناہہ اور جنید کے بلا نیپالہ گئے اور اگرچہ مہاراج کی ظاہر یہہ خواہش معلوم ہوتی تہی کہ کچھہ ایسی صورت ہوجاے جس سے انتظام ریاست پھر درست ہوجاے مگر انکا مجمان خاطر یہہ تہا کہ انکی سوتیلی والدہ رانی کیسم کنور صاحب منتظم ریاست مقرر ہوجائین مگر کرنل صاحب اور راجہ صاحبان کی راے مین اُنسے انتظام کے درست ہوجانیکی توقع نتھی۔ اب جس امر کی اصلاح کی زیادہ ضرورت تہی وہ یہہ تہا کہ جو جاگیرین ناجایز تناپ لوگون کو دیگئی تہین وہ اُنسے واپس لیجائین اور آیندہ کوئی جاگیرین اُن لوگون کو ملاکرین

جو اُسکے مستحق ہون اور جاگیر داروں پر یہہ تاکید کیجاوے کہ اپنی اپنی سپاہ کو موجود اور تیار رکھا کرین کرنل صاحب بہادر اگرچہ رانی آسکور صاحب کو منتظم ریاست مقرر کیا چاہتے تھے اور راجہ صاحبان ناہہ وجیند کی بھی یہی راے تھی مگر بلا منظوری گورنمنٹ مہاراج کے خلاف مرضی کسی شخص کا مقرر کرنا مناسب نتھا۔ پس اُنہون نے گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ راجہ جیونت سنگھہ صاحب بہادر والی ناہہ اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند کو یہہ اجازت دیجاے کہ اگر ضرورت ہو تو ریاست کی مدار المہامی رانی آسکور صاحب کو جو ریاست مین سب سے زیادہ اس عہدہ کی لیاقت رکھتی ہین اس شرط پر دین کہ تمام کاروبار مہاراج کے نام سے جاری رکھین اور جن باتون مین خود رانی صاحب کو تامل ہو اُسکا تصفیہ ان دونون صاحبون کی راے پر چھوڑ دیا کرین اور اُسکی منظوری یا نامنظوری ان صاحبون کی راے پر رہے۔ اگرچہ گورنمنٹ کو اُنکی یہہ راے پسند آئی مگر بنظر مصلحت مُلکی اس معاملہ مین دخل دینا مناسب نہ سمجھا اور کرنل صاحب کو جواب مین یہہ لکھا کہ تم صرف اسقدر مداخلت کرو کہ جن اُمور کا فیصلہ تمہاری راے پر منحصر کیا جاے اُنکی بابت اپنی راے اور صلاح ظاہر کر دیا کرو۔

جب سے ریاستہاے این روے تبلیغ سرکار انگریزی کی حفاظت مین آئین اُسوقت سے یہہ پہلا ہی موقع تھا کہ گورنمنٹ سے مداخلت کی درخواست کی گئی تھی اور گورنمنٹ کے

اسپر راضی نہونیکے یہہ چند سبب تھے۔

اوّل یہہ کہ گورنمنٹ کے نزدیک اُس اصول کو توڑکر جسپر پہلے سے عمل ہوتا چلا آتا تہا این روے تلج کی کسی ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت کرنی مناسب نتھی

دوسرے یہہ کہ خواہ اس قسم کی مداخلت کے باب مین خود ریس اور اُسکے وہت بہی راضی ہون تاہم ایسا کرنیسے گورنمنٹ کے اعتبا مین فرق آنیکا احتمال تہا۔

تیسرے یہہ بہی خیال تہا کہ کسی کمزور ریاست کے انتظام مین ایک ہی دفعہ کی دست اندازی سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ یہہ گورنمنٹ کو خاص اُس ریاست اور اُسکے ملحق ریاستون کے انتظام مین بہی مدد دینی پڑیگی۔

چوتھے مداخلت کے بعد جو انتظام کئے جائینگے اُنکا ذمہ وار بننا پڑیگا۔

پانچوین اس قسم کی دست اندازی بعض امور مین ریاست کے مقاصد کے مطابق اور بعض مین مخالف ہوگی۔

چھٹے جسحالت مین کہ گورنمنٹ ریاستون کے جھگڑون کے فیصل کرنیمین اپنے اقتدار کو کام مین لائیگی تو اُسکو ایک روز ہر ایک متحص المقام کا مونکی نگرانی اور فیصلہ کرنا پڑیگا اور ریاست محفوظہ کے حقوق اور مقاصد کی بہی اپنے حقوق اور مقاصد کے برابر بچ کرنی پڑیگی۔

اِس جواب کے آنے پر کرنل اگٹر نونی صاحب نے اگرچہ تحکم تو نہ کیا مگر اپنی موثر صلاح اور مشورہ سے مہاراج سے ہی رانی صاحب کو منتظم ریاست اور مصرّ نونہ راے کو اُنکا پیشدست مقرر کرادیا اور اس غرض سے کہ رانی صاحب اور اُنکے مخالفون کے باہم صلح ہوجائے اور کام کے چلنے مین کچھ دقت نہو دیوان گُردیال اور سردار لعل سنگھ کا لیکا کو بھی اُنکے ساتھ کردیا جس سے قریب برس دن کے کسیقدر کام اچھا چلا مگر چونکہ مہاراج کرنل صاحب سے اور تو یہہ اقرار کرتے رہے کہ مین آپکی ہدایات کو قبول کرتا ہون اور اُدہر دیوان گُردیال کو یہہ کہلا بھیجا کہ ریاست کی آمدنی اور مصارف وغیرہ کا حال ہرگز کسیکو نہ بتائے اور ہر قسم کی روزانہ کارروائی بالقلم بند ہوگئی - صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ جبتک ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت نکی جائیگی اور رانی صاحب کو اختیار مطلق نہین دلایا جائیگا اُسوقت تک درحقیقت کسی قسم کی اصلاح نہین ہوسکتی - پس اُنہون نے رانی صاحب کے منتظم ریاست مقرر کئے جانیکی نسبت گورنمنٹ کو ہر رپورٹ کی اور درج کیا کہ اسصورت مین مہاراج معزول بھی نہون گے اور ریاست بھی تباہی سے بچ جاویگی - اور گورنمنٹ نے یہہ دیکھکر کہ اگر ہم انتظام مین مدد نہ دینگے تو ریاست تہ و بالا ہوجائیگی صاحب ایجنٹ کو ہدایت کی کہ جو انتظام ضروری ہو وہ پٹیالہ جاکر کردو - چنانچہ صاحب موصوف چھٹی اپریل ۱۸۴۸ء کو پٹیالہ

آئے اور اُنکے ساتھہ کسیقدر فوج بہی تہی - جسوقت رانی صاحب کو اختیار دیا گیا تہا
اُسوقت ریاست کے تمام کارخانون مین پرلے سرے کی بے انتظامی پہیلی ہوئی
تہی اور رانی صاحب کے حسن انتظام سے ایک ہی برس کے اندر ریاست کی
حالت سی کچہہ ہوگئی جن دیہات کے زمینداروں نے سالہا سال سے معاملہ
ادا نہین کیا تہا اُن سے کوڑی کوڑی وصول کی گئی جاگیرداروں کو اس بات
پر مجبور کیا گیا کہ اپنی اپنی جاگیر کی حیثیت کی موافق سوار اور پیادے حاضر رکہا
کرین - چنانچہ اخیر ۱۸۱۱ء مین دو ہزار سوار اور اسیقدر پیادے پٹیالہ مین حاضر
ہو گئے اور ایک لاکہہ روپیہ نقد خزانہ مین جمع ہوگیا مگر مہاراج کے بذیت صاحبون
کی آنکہہ مین رانی صاحب کا اقتدار ہر وقت کہٹکتا رہتا تہا اسلئے وہ مخالفت
سے باز نہین آتے رہتے البیل سنگہہ کالیکا تہا نہ طرفدار اور گوجر سنگہہ تہا نہ داہنجو
اِس فرقہ کے رکن اعظم تہے اور اُنکے ساتھہ وہ بددیانت اہلکار ملے ہوے تہے
جو ریاست کو لوٹ کر اپنے گہر بہر رہے تہے - البیل سنگہہ کو چونکہ اُس جاگیر کے
عوض جو اُسکے پاس تہی علاقہ کے انتظام کیواسطے ایک کافی سپاہ رکہنے اور
سات ہزار روپیہ خزانہ مین داخل کرنیکا حکم ہوا تہا اور پہر چودہ ہزار روپیہ سالانہ
کیا گیا اس بات پر اُسنے اُس ملک کی تہانہ داری سے اِس اُمید سے استعفا

دیدیا کہ رانی صاحب سے ملک کا محاصل وصول نہین ہوسکیگا مگر جب اُسنے دیکھا
کہ اُنہون نے بہت کچھہ وصول کرلیا تو اسکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ اب مجھپر چودہ ہزار
روپیہ کا تقاضا کیا جاوے گا - گوجر سنگھہ کے پاس نجھر کا علاقہ پانسو روپیہ سالانہ
پر تہا اور اِسکا ٹہیکہ بھی رانی صاحب نے بشرح مناسب چودہ ہزار روپیہ سال کو دیدیا تہا
اِس سبب سے اِن لوگون نے مہاراج کے دل مین یہہ بہرم ڈالدیا کہ رانی صاحب خود مختار
ہوا چاہتی ہین اور آپکو قید کرنیکی فکر مین ہین - مہاراج جو نہایت ہی سیدہے
سادے شخص تہے اُنکو فوراً اس بات کا یقین آگیا اور اُنہون نے کچھہ خوف اور
کچھہ غصّہ کے سبب سے رانی صاحب کو مع مہاراج کرم سنگھہ بہادر ولیعہد اور مصرّ نونہالسنگھہ کے
نظر بند کردیا مگر تلون مزاجی کے باعث سے اُنکے قید کرتے ہی اُنکو طرح طرح کے اندیشے
پیدا ہوے اور انتظام مین پہر خلل آیا اور پہر وہی ابتری اور بے انتظامی پہیل گئی
جو اس سے پہلے تہی اور ناچار رانی صاحب سے پہر کاروبار ریاست کے سنبہالنے
کی درخواست کی - اُنہون نے کام تو سنبہال لیا مگر چونکہ اُنکے رعب مین اب
بڑا فرق آگیا تہا اور وہ یہہ جانتی تہین کہ اگر ایکی دفعہ مہاراج کی طبیعت کا پہر رنگ
بدلا تو ہمکو بہت دقت ہوگی اسلئے وہ یہہ چاہتی تہین کہ جبتک اُن سے یہہ
تحریری اقرار نہ ہوجاے کہ آیندہ پہر کبہی اُن سے ایسا سلوک نکیا جائیگا اُنکا انتظام اور

رعب داب قایم ہونا محال ہے پس اُنہون نے کرنل آکٹرلونی صاحب کو
لکھا کہ آپ پٹیالہ تشریف لاکر انتظام کر جائین - اسپر صاحب موصوف نے رانی
صاحب کو تو یہہ رائے دی کہ آپ مدارالمہامی کے کام کو جو بڑا نازک ہی قبول نکرین
مگر گورنمنٹ سے اس امر کی اجازت طلب کی کہ مہاراج سے اس بات کا اقرار
کرالیا جاے کہ جبتک رانی صاحب کا کوئی قصور ثابت ہو تب تک اُن سے
کسی قسم کی مزاحمت یا پرخاش نکیجاے - مہاراج کی تلون مزاجی کے باعث
سے اُنکے ساتھہ کسی قسم کا معاہدہ کیا جانا ایک مشکل امر تہا اور صاحب ایجنٹ کو اسکا
تجربہ ہو چکا تہا - پس اب جو وہ پٹیالہ آے تو انکو یہہ اُمید تہی کہ رانی صاحب پھر
منتظم ریاست مقرر ہو جاینگی اور ہمکو صرف اتنی بات کہنی پڑیگی کہ آیندہ اُن سے
کسی قسم کی بدسلوکی نہ کیجاے اور نہ انکو معزول کیا جاے مگر کرنل صاحب کے
آنے کی خبر سُنتے ہی البیل سنگہہ وغیرہ کے کان کھڑے ہو گئے تہے اور چونکہ
رانی صاحب کی مہاراج سے صلح ہو جانی اُنکے حق مین مُضر تہی اس سبب سے اُنہون
نے اوّل ہی سے جال گانٹھنے شروع کر دیے تہے اور مہاراج کے پاس یہہ باتین
کہنی شروع کر دی تہین کہ کرنل صاحب آپکو نظربند کیا چاہتے ہین - چنانچہ مہاراج
جب کرنل صاحب سے ملنے کو تشریف لیگیے بہت ہی احتیاط کے ساتھہ ہیلون

کی فوج ساتھہ لیکر گئے جس سے یہہ صاف ظاہر ہوتا تہا کہ اُنکے دل مین خوف اور
شک بہرا ہوا ہے - اب صاحب ایجنٹ نے مہاراج کے نام ایک مراسلہ بہیجا
جسمین بڑی تاکید کے ساتھہ لکہا تہا کہ رانی صاحب کو اختیار دیدیا جاوے اور اہلکار اُن
حال معزول کئے جائین - اسکے جواب مین مہاراج نے رانی صاحب کو اختیار
دینے کی بابت تو رضامندی ظاہر کی مگر اُسکے ہمیشہ قایم رکہنے کے باب مین تحریر
دست آویز دینیسے انکار کیا جس سے صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال گزرا کہ اُنکے تو ہیتا
کو واپس چلے جانے کے بعد یا کسی اور موقع پر رانی صاحب سے پہر ویسا ہی سلوک
کیا جائیگا جیسا کہ پہلے کیا گیا تہا - اتنے مین چند شریر اور کوتہ اندیش لوگونکی تحریک سے
جو معقول انتظام قایم ہونا نہین چاہتے تہے ایک اکالی نے اُنپر حملہ کیا مگر خیر گذری
کہ صاحب موصوف نے حوصلہ کرکے اُسکے ہاتہہ سے تلوار چہین لی اور اگرچہ
خفیف سا زخم اُنکے ہاتہہ پر آیا مگر جان بچگئی اور اُنہونے اُسکو دایم الحبس کرکے دہلی
بہیجدیا - علاوہ بریں مہاراج نے صاحب ایجنٹ کے سمجہانیسے اوّل تو اپنے
اخراجات ذاتی وغیرہ مین تخفیف کرنی منظور کرلی جسکی رو سے بآسانی پچاس ہزار
روپیہ سال کی بچت نکل آئی اور کسی خاص شخص پر کوئی تشدد بہی نہوا اور نہ کوئی
گذارہ سے محروم ہوا مگر جب یہہ کاغذ دستخط کیواسطے پیش کیا گیا تو اُس سے قطعی انکار

کردیا کہ اور کہا کہ مینے بخوبی سمجھ لیا کہ یہہ میرے اختیارات چھیننے کی تدبیرین ہین اور لوگونکی معاش مین اس سبب سے تخفیف کیجاتی ہے کہ ہمارا کوئی خیرخواہ نرہے اور سپاہ کی تعداد مین کمی کرنیسے یہہ غرض ہے کہ رانی صاحب کے متوسلون کو بہرتی کیا جائے اور اُٹھکر قلعہ کے ایک اوپر کے مکان مین حفاظت کی خاطر چلے گئے اور اِس خیال سے کہ کوئی مارنہ ڈالے معمول سے زیادہ پہرہ چوکی مقرر کیا۔ پس صاحب ایجنٹ کو جو یہہ امید تھی کہ صرف فہمایش ہی سے کام چل جاویگا اور کچھہ سختی کرنی نہ پڑیگی رہی سہی جاتی رہی اور اُنہون نے زیادہ تاخیر کرنا نامناسب سمجھا اور لودہیانہ سے اور سپاہ طلب کی جسمین چند توپین بھی تھین تاکہ وہ اپنی تدابیر کو بخوبی عمل مین لاسکین اور مہاراج کو اُنکے خودغرض مشیرون کی نصیحت پر کاربند ہونے کی ترغیب ہو۔ یہہ حالات دیکھکر رانی صاحب کو بھی اپنی جان کے لالے پڑرہے تھے کیونکہ ابتک وہ پٹیالہ ہی مین تھین اور اُنکو اپنے قلعہ سنور مین جانیکی مہاراج کے حضور سے اجازت حاصل نہین ہوئی تھی جہان وہ ہرطرح سے محفوظ رہ سکتی تھین لیکن جب تیسری اور چوتھی ماہ جون کو سپاہ انگریزی پٹیالہ پہنچ گئی تب رانی صاحب کی جانمین جان آئی اور وہ قبل از طلوع آفتاب ایک لونڈی کا بھیس بدلکر اور ڈولی مین چڑھکر اپنے بھائی سردار لہنا سنگھ کے گھر چلی گئین اور یہان جیسے کہ پہلے تجویز ہوچکی تھی دوسو سپاہی انکی خدمت مین

حاظر ہوگئے - قبل اسکے کہ یہہ فوج پٹیالہ پہنچے مہاراج نے اُس کے آنیکی خبر سنکر
یہہ اوار کرلیا تہا کہ ہم رانی صاحب کو نہایت عزّت اور وقعت کے ساتہہ انتظام
ریاست حوالہ کردینگے - مگر دیوان گوردیال نے اُنکو اس ارادہ سے پہیر دیا اور
آخر کار جب کرنل صاحب نے یہہ کہہ بہیجا کہ مین خود آتا ہون اور رانی صاحب کو بہی
اپنے ساتہہ پٹیالہ لاؤنگا تب رانی صاحب کو برائے نام منتظم بنا دیا گیا تہا مگر دیوان
گوردیال کے فریق کے لوگ بدستور حاوی تہے اور اہلکارون کے نام رانی
صاحب کے دربار مین حاضر ہونے کی بابت کچہہ حکم صادر نہین ہوا تہا اور معمولی نذرین
بہی نہین دی گئی تہین اسلئے کرنل صاحب نے مہاراج کے شیرون کو دہمکایا اور دیوان
موصوف سے جو اُس گروہ کا افسر تہا ایک اقرارنامہ بیساکہہ دوم بدی دوج سمت ۱۸۶۹
مطابق اٹہائیسوین اپریل ۱۸۱۲ء کو اس مضمون کا لکہالیا کہ وہ رانی صاحب کی
متابعت مین کبہی قصور نہین کریگا اور خفیہ یا علانیہ مہاراج کے مزاج کے برگشتہ
کرنیمین کوشش نہین کریگا اور تمام حساب کتاب سمجہا دیگا اور چودہمین جون ۱۸۱۲ء
مطابق جیٹہہ سودی پنجمی سمت ۱۸۶۹ کو ریاست کے تمام اہلکارون اور سردارون
اور رعایا کے نام رانی صاحب کے مختار مطلق کئے جانیکی بنسبت اشتہار جاری
کیا اور بڑی تاکید سے اُسمین یہہ درج کیا کہ کوئی شخص کسیطرح کا مفسدہ یا

مہاراج کے مزاج کے برخلاف کرنیمین سعی نکرے ورنہ بہت سخت سزا دیجائے گی اور اسی تاریخ کو ایک سند متضمن اختیارات عام اپنی مہر اور دستخط سے رانی صاحب کے پاس بھیجدی۔ اب جو لوگ مہاراج کو رانی صاحب کی مخالفت پر آمادہ کرتے رہتے تھے انکی نہین کہل گئین اور وہ اس بات کو سمجھے کہ اُنکی ان حرکات کا انجام کیا تھا اور مہاراج اول رانی صاحب کی ملاقات کو گئے مگر اُنہون نے ملنا منظور نکیا۔ بعد ازان راجہ بھاگ سنگھ صاحب اور بھائی لال سنگھ صاحب کے کہنے سے کرنل آکٹرلونی صاحب کے پاس گئے اور قلعہ کی کنجیان اُنکے حوالہ کردین رسیلون کے پہرے ہی جنبے قلعہ پہر رہا تھا اُٹھا دئے گئے اور یہہ انتظام ہوگیا کہ جبتک مہاراج اور رانی صاحب کے باہم قابل اطمینان تصفیہ نہوجائے اُسوقت تک انگریزی سپاہ کے پہرے تو قلعہ کے باہر کے دروازہ پر اور سوڈھی سُرجن سنگھ جو رانی صاحب کا بڑا خیر خواہ تھا اُسکے سپاہیون کے پہرے اندر کے دروازہ پر متعین رہین دوسرے روز مہاراج کی مہر خاص رانی صاحب کے حوالہ کی گئی اور تمام قلعہ دارون کے نام یہہ حکم جاری ہوا کہ جسکو رانی صاحب قلعہ دار مقرر کرین اُسکو قلعہ سپرد کردو۔ چنانچہ سیف آباد اور اور چھوٹے چھوٹے مقامات مین جو پٹیالہ کے قریب تھے رانی صاحب کے طور پر انتظام ہوگیا۔ گڑھ ہوڈان کے قلعہ دار کے پاس جب یہہ حکم پہنچا اوسنے

اِسکے ماننے سے صاف انکار کردیا اور مہاراج نے یہہ فرمایا کہ مین کیا کرون یہہ شخص میرے حکم کو بھی نہین مانتا اسپر تھوڑی سی سپاہ انگریزی اِس قلعہ کے سر کرنیکے واسطے بھیجی گئی اور جب اُسنے قلعہ پر گولے برسانے شروع کردیئے تب قلعہ دار نے اطاعت قبول کی اور بیان کیا کہ مہاراج کے اشارہ سے اُسنے آجتک قلعہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔

جب یہہ سب انتظام ہوگئے کرنل صاحب نے رانی صاحب سے کہا کہ جو اعتبار کا کام ایکو دیا گیا ہے اُسکو نہایت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھہ انجام دیجئے اور ریاست کے تمام ملکی اور جنگی عہدہ دارون کو یہہ سمجھایا کہ رانی صاحب تمہارے جاگیردار پر تمکو قابض رہنے دینگی اور تمہاری ہر طرح سے حامی رہینگے مگر جو کوئی اُنکی اطاعت سے باہر قدم کہیگا اُسکی جاگیر ضبط ہوجائیگی۔ چونکہ جاگیر پرگنہ چنکوئیان (جسپر بندر سنگھہ[۵۱] خلف پہلا سنگھہ جاگیردار قابض تہا) اگست ۱۸۰۹ء سے ابتک چلا آتا تہا اور اب گورنمنٹ

۵۱ یہہ شخص موضعات کدّون مغل مرصہ مقصود ڈہہ بلوائی۔ آٹہل حاجی مرصہ اور تقی پور مین جو پرگنہ پایل کے گانون مین ہمارے ساتھہ چوتہائی کا شریک تہا۔ اسی طرح موضع گدڑی جہانگیر بلاسپور کٹاہری اور لاپرین ہمارے زیلدار پہدوڑیون کے ساتھہ شراکت رکہتا تہا اور موضع چنکوئیان خالصاً اُسکے قبضہ مین تہا۔ یہہ پایل کے علاقہ مین گاہ گاہ نمائندگی کرتا تہا اور ہمارے زیلدار پہدوڑیون اور بیرہ والون کو تکلیف دیتا تہا اور ہم سپر اس بات کا دعوی کرتے تہے کہ وہ بہی اور جاگیرداروں کی طرح ہمارا زیلدار ہے۔ اسواسطے جسنے سنہ ۱۸۱۰ مین اسکے قلعہ کو چہین لیا

سے اس رپوٹ کی منظوری آگئی تہی جو صاحب موصوف نے اس بات مین کی
تہی صاحب موصوف نے اپنے پٹیالہ جانیسے پہلے چودہ مئی ۱۴ مین جون کو پرگنہ
مذکور جسمین تیرہ ۱۳ گانون تہے بطور جاگیر مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر کو دیدیا اور

اور اُسکا مال و اسباب پہنڈوڑا و بیرواالون نے اپنے مال مغروبہ کے عوض مین لیلیا
لیکن جنرل آکٹرلونی صاحب بہادر نے مہاراج کو یہہ لکہا کہ اُسکا قلعہ اُسکو دیدیا جاے
اور اُسکا مال ہی اُسکو دلایا جاے کیونکہ بموجب اشتہار مجریہ ۱۸۰۹ء کے سرکار
انگریزی اُسکے علاقہ کو بہی اپنا محفوظ سمجہتی تہی اور تحقیقات کرکے ہمارے دعوی کو جو بات
اُسکی دلیلاری کے تہا رد کردیا اور قلعہ چلکوہیان اُسکو مسکما واپس دلادیا لیکن جب
۱۸۱۱ء مین اُسنے سرکار انگریزی کی ڈاک کے ہرکارہ کو لوٹ لیا اور ویسی ہی بدمعاشیان
کرنے لگا جیسی پہلے کرتا تہا تب صاحب موصوف نے ناراض ہوکر اوّل اُسکا قلعہ اور
دیہات بطور امانت ہمکو سپرد کردیئے اور پہر اس سبب سے کہ ریاست کا انتظام مہاراج کے
ہاتہہ سے اس وقت مصلحتاً لیلیا گیا تہا گورنمنٹ نے وہ دیہات مہاراج کرم سنگہ صاحب
بہادر ولیعہد کو بطور جاگیر علحدہ از ریاست عطا کردیے اور اگرچہ ۱۸۳۴ء و ۱۸۳۵ء و ۱۸۵۰ء مین اُسنے
اور اُسکی اولاد نے صاحب رزیڈنٹ دہلی اور صاحب کمشنر انبالہ اور محکمہ بورڈ
اڈمنسٹریشن پنجاب مین اپنی نالش دایر کی لیکن نامسموع ہوی اور آخر کار چودہ مین
فروری ۱۸۵۳ء کو تین لاکہہ روپیہ نذرانہ لیکر جو ہمارے قرضہ دگی گورنمنٹ مین محسوب
ہوا ہمیشہ کیواسطے یہہ علاقہ گورنمنٹ نے ہمکو دیا اور اب بموجب حکم مذکور یہہ ہمارے حقوق
اور علاقجات موروثی کے سمجہا جاتا ہے ۱۲ - مولف

پندرھوین کو سپاہ انگریزی اور صاحب موصوف لودہیانہ کو پہنچے گئے۔

جو انتظام اب کیا گیا تہا اُسکی رو سے مہاراج کو یہہ اختیار تہا کہ اپنی ذاتی جاگیر کی آمدنی کو جو ایک لاکھہ روپیہ سے زیادہ نہی جہانہین چہطرح صرف کرین اور یہہ بہی رانی صاحب کو ہدایت کی گئی تہی کہ بشرط ضرورت ریاست کی آمدنی کا چوتہا حصّہ مہاراج کو اور دیدیا کرین لیکن مہاراج کی بیحد فیاضی اور زر خرچی کے لئے یہہ سب کفایت نہا پس اُنہون نے قیمتی جواہرات اور زیور جو اُنکے ہاتہہ آئے بیچنے شروع کئے جس سے ایک یہہ بہی غرض تہی کہ ولیعہد کیواسطے خزانہ مین کوی چیز باقی نرہے اور اپنے مکان سے باہر آنا اور سیر و تماشے کیواسطے بے تکلف تن تنہا چلے جانا جسکے وہ بڑے شایق اور عادی تہے قطعی چہوڑدیا مگر اتنے ہی مین صاحب ایجنٹ کو یہہ خبر پہنچی کہ اُنکا ارادہ یہہ ہے کہ پٹیالہ سے کہین دور دست مقامات مین چلے جائین اور واسطے برہمی انتظام مجوّزہ صاحب ایجنٹ کے فساد برپا کرین یا اختیارات ریاست کے پہر حاصل کرنیکے واسطے گورکہون سے مدد لین پس اُنکے اختیارات کے واسطے ایک نئی حد مقرر کیجانی مناسب سمجہی گئی اور گورنمنٹ ہند کی منظوری سے توشیخانہ اور خزانہ رانی صاحب کے سپرد کیا گیا اور مہاراج کے ذاتی اخراجات کے واسطے بارہ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا گیا اور اُن سے یہہ کہا گیا کہ اگر کوئی نامناسب

بات آپسے ظہور مین آئیگی تو آپکے گذارہ کی تعداد اور کم کردیجائیگی اور آپکو نظر بند کردیا جائیگا اور دوسری ستمبر ۱۸۱۱ء کو صاحب ایجنٹ نے رانی صاحب کو تحریراً یہہ ہدایات کین۔

اوّل یہہ کہ مہاراج کے توشیخانہ کا تمام نقد وجنس خواہ وہ باختیار خاص مہاراج کے ہو یا رانی پرتاب کنور صاحب یا اور کسی شخص کے پاس ہو سب لیا جاکر ایک محفوظ جگہہ رکہا جاے۔

دوسرے۔ یہہ کہ مہاراج کی جاگیر کی آمدنی کا روپیہ سیٹہ ہانگہہ سے لیکر اپنی تحویل مین رکہین لیکن خرچ کیطرف سے مہاراج کو تنگ نہونے دین اور جب وہ طلب کرین ہزار دو ہزار روپیہ فوراً دیدین۔

تیسرے یہہ کہ اگر وہ سواری اور سیر و شکار کا ارادہ کرین جس سواری پر چاہین اور پسند کرین اُسپر اُنکو سوار ہونے دین اور کسیطرح کی روک ٹوک نکرین بلکہ اس باب مین کوشش کرین کہ وہ سواری اور سیر و شکار کیطرف مایل ہون۔

اب اگرچہ رانی صاحب کا دور دورہ تہا مگر مخالف بہی اپنی چالین بدستور چلے جاتے تہے چنانچہ مصرنونہ رائے جو رانی صاحب کا مشیر خاص ہے "اُسکی نسبت لوگون نے یہہ مشہور کردیا کہ یہہ شخص رانی صاحب کے خلاف کچہہ خفیہ تدبیرین کرتا ہے

اور اگرچہ اس سے رانی صاحب کے دل مین اُسکی طرف سے ایک بے اعتباری سی پیدا ہوگئی مگر آخر کار یہہ الزام جھوٹا ثابت ہوا اور وہ شک رفع ہوگیا پھر اُنہون نے یہہ ارادہ کیا کہ مصر نوندہ رائے اور اُسکے ماتحت آٹھہ نو عہدہ دارون کو مروا ڈالین مگر خوش قسمتی سے یہہ سازش بھی معلوم ہوگئی اور اِس سبب سے مصر نوندہ رائے اور اُسکے ہمراہیونکی جان بچگئی۔

مہاراج کی وفات اور اُسکی نسبت لوگون کا اشتباہ

اب اِن طرح طرح کے انکار اور اُنکے رفع کرنیکے لیئے می نوشی کی کثرت نے جسکی پہلے سے بھی عادت تھی مہاراج کو دفعتًا بیماری کے بستر پر ڈالدیا اور ایک نہایت تکلیف دہ پیچیسی جسکو اطبار یونانی ماشرا کہتے ہین اور جو اکثر مہلک ہوتی ہے داہنی کنپٹی کے نزدیک نکل آئی جسنے اُنکو بہت ہی عاجز کردیا اور چیت بدی نومی سمت ۱۹۶۹ مطابق چھبیسوین مارچ سنہ ۱۸۱۳ کو اس دار فانی سے رحلت کرگئے کہتے ہین کہ مہاراج نے اپنی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا جسکی اگلی صبح سے اُنہون نے شراب پینی یکقلم چھوڑدی اور اگرچہ طبیبون اور معالجون نے جو اس سے پہلے اسکے کم کرنیکو برابر سمجھاتے رہتے تھے یہہ فہمایش کی کہ شراب کا یکبخت چھوڑنا اچھا نہین اُسکی مقدار مین بتدریج کمی کرنی بہتر ہے مگر اُنہون نے ایک نہ مانی

اور چونکہ مختلف اسباب سے اُنکے قوا بہت ضعیف ہوگئے تھے اور مدت سے وہ شراب ہی کے زور سے چلتے پھرتے تھے اس سبب سے اسکا چھوٹنا بھی اُنکے حق مین زہر ہوگیا۔ چونکہ اس زمانہ مین لوگونکی طبیعتین طرح طرح کے خیالات سے بھری ہوئی تھین اور نفاق اور دشمنی کا بازار گرم تھا یہہ شک کیا گیا کہ مہاراج زہر دیکر مارے گئے اور جب یہہ خبر لودہیانہ مین پہنچی تو صاحب ایجنٹ نے حکیم غلام رسول خان وغیرہ طبیبون کو جو مہاراج کے معالج تھے اس امر کی تحقیقات کیواسطے بلایا تھا اُنکی رسم کے بعد یہہ لوگ وہان گئے مگر اس شبہ کی کچھہ بنیاد پائی نگئی کسواسطے کہ رانی صاحب کے فرقہ کے لوگ ایسے شخص کا منہ کیونکر چاہ سکتے تھے کہ جسکی فوت سے اُنکے انتظام ہی کا خاتمہ ہوجاے اور اُنکا فریق مخالف بھی مہاراج کے بعد بیدست و پا ہوگیا اور اُسکے تمام منصوبہ خاک مین ملگئے۔

مذکورۂ بالا معاملات کی نسبت مؤلف کی راے

اب یہہ بات قابل غور ہے کہ یہہ معاملہ جو مہاراج اور رانی صاحب کے باہم واقع ہوا اور سرکار انگریزی نے ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت کی اور ریاست کے اہلکارون اور سردارون مین سے کچھہ رانی صاحب کے طرفدار بنگئے کچھہ مہاراج کی ہواخواہی کا دم بھرتے رہے اور ایک دوسرے کو بدخواہی اور

بیوفائی کا الزام دیتے رہے اسکا اصل حال کیا تہا - سرسری طور سے اس معاملہ پر جب ہم نظر ڈالتے ہین تب تو یہی دیکہائی دیتا ہے کہ خود غرض لوگ خیر خواہی کی آڑ مین اپنا کام نکالنا چاہتے تہے اور رئیس اور ریاست کی ہمدردی اور خیر خواہی اسمین کچہہ بھی مگر نظر غور سے جب دیکہتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ دیوان گوردیال اور سردار الیل سنگہہ اور گوجر سنگہہ وغیرہ چند اشخاص خاص ایسے ہون تو ہون جو صرف اپنی ذاتی اغراض کے سبب سے مہاراج کی طرفداری کرتے ہون مگر عام ملازمون اور رعایا کی ہمدردی اُنکے ساتہہ اس سبب سے نہی بلکہ وہ اُسی جوش وفاداری اور نمک حلالی کی وجہہ سے تہی جو ہر ایک وفادار رعایا اور ملازم کے دلمین اُسکے آقا کی نسبت ہونی چاہیئے اور ایک سبب یہہ بہی تہا کہ مہاراج نہایت بہولے بہالے اور محض بے آزار اور بیحد فیاض تہے اس سبب سے عام رعایا اور ملازم جنکو ریاست کے قوی اور چست انتظام کے فواید کی چندان قدر اور پروا نہین ہوتی اُنسے بہت مالوف تہے اور چونکہ رانی صاحب کو خود مالک ریاست نے برضامندی حکومت سپرد نہین کی تہی اسلئے اُنکی حکومت کو لوگ خلاف استحقاق سمجہکر مہاراج کے ساتہہ ہمدردی کرتے تہے اور ایسے معاملات مین یہہ امر بہی قابل لحاظ ہے کہ اُن ملکون مین جہان شخصی حکومت ہو اور لوگون کی جان اور

مال قانون کی حفاظت مین نہو لوگون کا رئیس اور والی ملک کا طرفدار نہ بنانا خواہ
وہ کیسا ہی ناقابل حکومت کیون نہو ایک سخت مشکل کام ہے کیونکہ یہہ خیال اُنکی
ہمتون کو ہمیشہ پست کئے رکھتا ہی کہ اگر ہم رئیس کی جانب داری نکرینگے اور
اُسکے مخالف فرقہ کے شریک نہون گے تو خواہ کسی وجہہ سے اِسوقت اُنکو ضرر
نہ پہنچ سکے لیکن خود وہی یا اُسکا جانشین اُنکی بیوفائی اور دغابازی کا ایک روز
ضرور انتقام لیگا۔ پس اکثر ملازمان ریاست اور رعایا کو جن باتون نے مہاراج کے
ساتھہ ہمدردی اور وفاداری ظاہر کرنے پر مایل کیا اُن مین سے یہہ بھی ایک بڑا
سبب خیال کیا جاسکتا ہے اور رانی صاحب کی یہہ کوشش اگرچہ حصول جاہ کی
غرض سے بھی خیال کیجا سکتی ہے مگر اُنکو اپنے فرزند ولیعہد ریاست کے حقوق
کی حفاظت مین سعی کرنا بھی ایک طبعی امر تھا جسکے واسطے ہر ایک شخص معذور سمجھا جاتا ہے
اور سرکار انگریزی کا اس انتظام مین مدد دینا اور ریاست کو بدانتظامی اور تباہی سے
بچانا تو واجب ہی تھا کیونکہ اگرچہ ریاست کے اندرونی معاملات مین مداخلت کرنا اور دے
عہد جایز نہا لیکن جب اُس سے مدد مانگی جائے اور حقیقتاً وہ ضروری بھی معلوم
ہو تو ایسی سرکار جو ہندوستان مین باعتبار اعلی سلطنت ہونیکے بہبودی عام کی
ذمہ دار ہے اس معاملہ مین درگذر اور پہلوتہی نہین کرسکتی تھی

مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر کی مسندنشینی اور سرکار انگریزی کا گورکھون سے لڑنا اور پہاڑ کے ملک کا ریاست کو ملنا

جب سوگ اُٹھگیا اور ماتم واری کی رسمین ختم ہوگئین اساڑہ سودی دوج سمت ۱۸۷۱ مطابق تیئیسوین جون ۱۸۱۴ء کو مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر نے پندرہ برس کے سن مین مسند ریاست پر جلوس فرمایا اور کرنل آکٹرلونی صاحب نے جو اس موقع پر موجود تھے سرکار انگریزی کیطرف سے خلعت تہنیت عطا کیا اور برادری کے تمام راجے اور سردارونکی طرف سے خلعت اور گھوڑے پیش ہوئے اور سب درباریون جاگیرداروں اور ذیلدارون نے نذرین گذارنین اور صاحبموصوف نے مہاراج کے فرمانبرداری سردربار مصرنونده رائے کو ایک خلعت فاخرہ اپنے ہاتھ سے دیا جو اس بات کی علامت تھا کہ مہاراج اُس سے بہت خوش ہین اور بدستور اُسکو مدارالمہام کے عہدہ پر رہنے دینگے اگرچہ اب یہہ معلوم ہوتا تھا کہ رانی اُسکو صاحب اور مصرنونده رائے کا اختیار جاتا رہیگا اور ریاست مین بہہ بدنظمی پھیل جائیگی کیونکہ مہاراج ابھی بہت نوعمر اور ناتجربہ کار تھے اور اُن کے مسندنشین ہوتے ہی سرکار انگریزی نے ریاست کے اندرونی انتظام سے اپنا تعلق بالکل اُٹھالیا تھا مگر چونکہ اُن پر جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اُنکی والدہ کا بہت رعب چھایا ہوا تھا اُنکے اختیار اور اقتدار مین کچھہ فرق نہین آیا

اور مصر نوندہ رائے ہی بدستور اپنے عہدہ پر قایم رہا اور سب کام کاج اُسی طرح جاری رہا جیسا کہ اس سے پہلے تھا چنانچہ اگلے برس جو موسم سرما کے شروع مین سرکار انگریزی اور گورکھونمین لڑائی ہوئی سرکار انگریزی کو قابل قدر امداد دیگئی - بات یہہ تھی کہ نیپال کے لوگ بہت دنون سے اپنا راج بڑہاتے چلے آتے تھے اور علاقہ انگریزی کے اُن مقامات کو جو اُس کوہ مین واقع تھے حملہ کرکے وہانکے باشندون کو نقصان پہنچایا کرتے تھے اسوقت وہانکا راجہ نابالغ تھا اور راج کا کام کاج بالکل کاجی[1] بہیم سین وزیر کے اختیار مین تھا اور اگرچہ فوج جنگی اُسکے ہان صرف بارہ ہزار تھی مگر اُسکی مستعدی اور بہادری پر اُسکو کمال بھروسہ تھا جب سرکار انگریزی سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی اور نیپالیون پر اُنکا کچھ اثر نہوا تو ناچار دھرہی مہم کی تیاری ہوئی اور مختلف اطراف سے اُنکے مُلک پر حملہ کیا گیا چنانچہ تین ہزار پانسو آدمی جنرل جلسپی صاحب کے ہمراہ سہارنپور اور دیرہ دون کو گئے جنرل اوڈ صاحب چار ہزار پانسو سپاہیون کے ساتھہ گورکھپور سے پالپا کے قلعہ کے لینے کو روانہ ہوئے جنرل بارلو صاحب آٹھہ ہزار فوج کے ساتھہ دانا پور سے تیار ہوکر نیپال کی دارالحکومت کاٹھمنڈو پر حملہ کرنیکو چلے کرنل گارڈنر صاحب دہیلکھنڈ سے کمایون جاکر الموڑہ پر حملہ آور ہوئے -

اب جو معاملات اِن سرداروں کو پیش آئے اُنکا لکھنا ہم متروک کرتے ہین

[1] نیپال مین اہلکارونکو کاجی کہتے ہین یعنی کام کاج کرنے والے - ۱۲ مولف

کیونکہ اس ریاست کی تاریخ سے اُنکو کچھ علاقہ نہین ہے اور صرف کرنل اکٹرلونی صاحب بہادر کا حال لکھتے ہین جنہون نے چھ ہزار آدمیون کے ساتھہ روپڑ کے راستہ سے پہاڑون مین جاکر امر سنگھہ پر حملہ کیا تہا۔ یہہ شخص گورکہون کی فوج کا سپہ سالار تہا اور امر سنگھہ تہاپا کے نام سے مشہور تہا۔ جب اسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر نے کانگڑہ سے مار کر نکالدیا تب اسنے اینروے ستلج کے پہاڑون پر حملہ کیا اور سرکار انگریزی کی فوج کشی سے پہلے پہلے ناہن عرف سرمور۔ ہنڈور عرف نالاگڈہ کہلور عرف بلاسپور۔ اور بسہر کا ایک بڑا حصہ اور کیونتھل۔ بھجی۔ باگہل۔ کوٹی کوٹلہ دہامی۔ بلسن۔ کمہارسین۔ منگل بارہ چھوٹی چھوٹی ریاستین جنکے رئیس رانا کہلاتے تہے اسنے فتح کرلی تہین اور اس تمام علاقہ مین قریب پانچہزار دوسو کے گورکہے سپاہی تہے جنمین سے سنہ ۱۹۱۴ء سنوناہن مین اور دو ہزار امر سنگھہ کے ساتھہ باگہل کی رجمنٹگاہ آرکی مین تہے ہماری فوج نے سرکار انگریزی کی فوج کشی سے پہلے کئی دفعہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ مقیم لودہیانہ کے اشارہ سے گورکہون کو پس پاکیا تہا اور مقامات منڈلائین اور بہرولی فتح کرلئے تہے۔ اکتوبر سنہ ۱۸۱۴ء مین جب کرنل آکٹرلونی صاحب بہادر روپڑ کے راستہ سے پہاڑون کی طرف روانہ ہوئے۔ ہماری پیادہ فوج اُنکی فوج کے ساتھہ تہی اور سوارون کی فوج دامن کوہ مین حفاظت کے واسطے متعین تہی

کرنل اکٹرلونی صاحب نے سب سے پہلے نالاگڈہ پر حملہ کیا اور پانچوین اکتوبر کو وہ فتح ہوگیا اور آٹھوین نومبر کو تارا گڈہ سر کرلیا گیا۔ جب فوج رامگڈہ کیطرف گئی جو گورکھون کا سب سے بڑا اور مضبوط مورچہ تہا اُسوقت امر سنگھہ تین ہزار سپاہی لیکر اُسکے بچانیکو آیا۔ کرنل صاحب نے اپنی مدد کے لئے اور فوج آجانیکا انتظار کیا اور پرپہہ دانون کہیلا کہ بظاہر ملون کے فتح کرنیکے واسطے جو بڑا مضبوط قلعہ تہا کوچ کیا۔ جب نیپالی رام گڈہ سے ملون کے بچانیکو چلے تب گیارہوین فبروری ۱۸۱۵ء کو رامگڈہ پر آسانی سے قبضہ کرلیا۔ غرض انگریزی فوج تو اس پہاڑ کے نیچے جسپر ملون کا قلعہ ہے ایک ندی کے کنارہ پر پڑی تہی اور نیپالی ملون سے سو رجگڈہ تک پہاڑ پر مورچہ جمائے ہوئے تہے جسکے درمیان مین ریلا اور دیوتہل ہے جو دونون مضبوط مقام تہے اکٹرلونی صاحب نے چودہوین اپریل ۱۸۱۵ء کو میجر نیس صاحب کو کچہہ فوج دیکر ریلا پر بہیجا اور کرنل طامسن صاحب کو دیوتہل پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ اسیطرح کپتان شاڈرس صاحب کو قلعہ کے نیچے نیپالیون کی جہاوفی لینے کو روانہ کیا کپتان شاڈرس صاحب مارے گئے لیکن ریلا اور دیوتہل قبضہ مین آگئے۔ دوسرے روز امر سنگھہ نے اپنے ایک سردار بہگتی سنگھہ کو مقابلہ کیواسطے بہیجا اور خود با قیماندہ فوج کے ساتہہ مدد کے لئے مستعد ہوا بہگتی سنگھہ کے پیچہے نیپالی فوج انگریزی فوج کے دونو بازو دنکو دبائے شیر دنکی طرح غراتی ایسی بڑہنے لگی کہ گوا انگریزی

توپخانہ نے شدت سے آگ برسائی لیکن تین افسرون اور تین گولہ اندازون کے سوا
اُسنے اور سب مورچون پر آکر قبضہ کرلیا اب انگریزی سپاہیون نے سنگینین چڑہاکر دشمنون
پر حملہ کیا اور دو گہنٹے تک خوب لڑائی ہوئی آخرکار گورکہون کو شکست ہوئی اور بہگتی سنگھ
میدان مین مارا گیا اور امر سنگھ قلعہ ملاون مین جا چہپا۔ چونکہ شایستہ لوگون کے
نزدیک دشمن کی جانب کے بہی بہادر اور دلاور اضافاً قابل تعظیم و تکریم ہوتے
ہین کرنل اکٹرلونی صاحب نے بہگتی سنگہ کی لاش کو دوشالہ مین لپیٹ کر امر سنگہ کے پاس
بہجوادیا جہان اُسکی دونون بیبیان اُسکے ساتہہ جلکر ستی ہوگئین۔ اب امر سنگہ کے
ساتہہ ہر روز لڑائی ہوتی تہی اور طرفین کے سپاہی اپنی عزت اور نام کے واسطے
مرتے تہے لیکن جب آہٹوین مئی کو سپاہ انگریزی نے حملہ کی تیاری کی امر سنگہ نے
مجبور ہوکر کرنل اکٹرلونی صاحب کے پاس کہلا بہیجا کہ اگر اُسکے ہمراہیون اور جنتیگ کے
قلعہ والون کو جو ناہن کے قریب ایک جگہہ ہے مع سلاحات اور مال و اسباب کے
نیپال جانیسے مزاحمت نکیجاوے تو قلعہ کو خالی کردون گا۔ اُسکو یہہ اجازت دیگئی
اور جمنا اور ستلج کے مابین کا تمام پہاڑی علاقہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا
اور سرکار انگریزی نے کیونتہل اور بگہاٹ کے رئیسون کے علاقہ مین سے جنہون
نے سرکار ممدوح کو مدد دی تہی اور گورکہون سے سازش رکہتے تہے مفصلہ ذیل

پر گئے ضبط کر کے دو لاکھ اسی ہزار روپیہ نذرانہ لیکر بطور یہہ بالعوض ہمکو دوام کے واسطے دیدئے اور نیسوین اکتوبر ۱۸۱۵ء کو نواب گورنر جنرل لارڈ مایرا صاحب بہادر نے اپنی مہر اور دستخط سے سند لکھدی - پرگنات مذکورہ بالا یہہ ہین - ہاملی - کلجوج بن ٹھہرا - کوساہلا - جبروت - کیہلی - بڈہری - باگہڑی - تراہ - سٹ گانون چایل - ٹبہ کوٹی - یہہ پرگنے کیونتہل کے رانا سے ضبط کئے گئے تہے بہگیت اور شہر کمسال مع قلعہ واقع سکہیچین پور اور قلعہ واقع بازار کمسال - قلعہ ٹہاڈوگڈہ - پرگنہ پاملی کہار مع قلعہ اجمیر گڈہ - پرگنہ کیوتن مع قلعہ امبگڈہ - پرگنہ لچہرا تنگ پرگنہ بہرولی - قلعہ جگت گڈہ مع پرگنہ جگت گڈہ یہہ پرگنے بگہاٹ کے رانا سے چینے گئے تہے

مصر نوندہ راے کی وفات اور مہاراج اور انکی والدہ رانی آسکنور صاحب کے باہم شکر رنجی کا ہونا اور اسکے متعلق حالات

تہوڑے عرصہ تک ریاست کا انتظام بڑی کامیابی کے ساتہہ ہوتا رہا مہاراج کی والدہ ماجدہ رانی آسکنور صاحب اور مصر نوندہ راے کارفرما رہے اسی عہد مین چڑہت سنگہہ جاگیردار امرالہ واقع پرگنہ کہانون کا حصہ بہی بسبب اسکی شورہ پشتی اور مکر و عدول حکمی کے جو در باب حق رسی سکہا سنگہہ اسکے شریک کے

اُس سے سرزد ہوئی تھی سرکار انگریزی نے ضبط کرکے سولھوین مئی ۱۸۱۵ء مطابق
سمبت ۱۸۷۲ کو ریاست کو دیدیا مگر اب مہاراج جوان ہوگئے اور اُنکو یہہ خیال ہوا کہ
عنان حکومت اپنے ہاتھہ مین لین - اسلئے اُنہون نے رانی صاحب اور مصر
نوندہ راے کے بے اختیار کردینے کا ارادہ کیا اور مصر کے ساتھہ اس طرح
پر سلوک شروع کیا کہ جس سے لوگون کی نظرون مین اُسکی خفت ہو اور
بات پہیکی پڑجاے مثلاً سردار تہا سنگہہ پوربیہ جو اُسکی طرف سے بطور تالیق
مہاراج کی خدمت مین متعین تہا قید کرلیا گیا اور اور چند باتین اسی قسم کی ہوئین
جنسے مصر نوندہ راے کو یقین ہوا کہ بالضرور اُسپر آفت آنیوالی ہے لیکن چونکہ
رانی صاحب اُسکی بڑی حامی اور مددگار تہین اور سرکار انگریزی کے نزدیک
بہی اُسکا نہایت لایق اور کارگذار اور خیرخواہ ریاست ہونا مُسلّم تہا اُسکو کامل توقع
تہی کہ اُسکی بات مین فرق نہ آیگا اور جن لوگون نے مہاراج کو اُسکے خلاف پر
آمادہ کیا تہا اُنکو بخوبی سزا دیسکیگا چونکہ مصر نوندہ راے شاکتک[۵] مت کا
بڑا سرگرم پیرو اور معتقد تہا اسلئے ہر برس جوالا مکہی کے درشن کو جایا کرتا

۵ دیوی کے بہت سے نامونمین سے شکتی بہی ایک نام ہے جو سنسکرت زبان
مین بمعنی قدرت اور توانائی کے ہے اور اس مناسبت سے اسکے پوجنے
والون کو شاکتک کہتے ہین اور مت بمعنی مذہب اور طریق کے ہے - ۱۲ - مولف

تہا جو دیوی کا ایک مشہور مندر ہے اب چونکہ وہان جانیکا موسم تہا اسلئے
اٹہارہوین اکتوبر ۱۸۱۵ء کو اسنے اُسطرف کوچ کیا مگر نہایت غصہ مین بہرا ہوا اور
یہہ کہتا ہوا گیا کہ واپس آکر اپنے مخالفون کی چُن چُن کر خبر لونگا مگر اسکی خبر نتہی
کہ وہان سے واپس آکر مختار اور مدار المہام ریاست ہونا تو کیسا پٹیالہ کی شکل دیکہنی
بہی نصیب ہوگی اور وہ خود تو کیا اُسکی مٹی بہی پٹیالہ مین نہ آئیگی - پس جب دیوی
کا درشن کرکے وہان سے واپس آیا راستہ ہی مین اُسکو پیغام اجل پہنچگیا اور جیجون
کے مقام دنیا سے رخصت ہوا اور سب حسرتین دل کی دل ہی مین لیگیا - یہہ شیخضر
بڑا مُدبّر اور ہوشیار تہا - اِسنے ریاست کی جو خدمتین کین وہ بہولنے کے قابل
نہین ہین اسنے رانی صاحب کو مدد دیکر ریاست کو بدعملی سے بچایا اور از سر نو مرتب الحال
کردیا پہر کوہستان - چنگلوئیان اور امرالہ کا نیا علاقہ پیدا کرکے ریاست مین شامل کیا
اور ایسی دیانت اور نمکحلالی سے کام کرتا رہا کہ اُسکے دشمنون کو بہی اُسپر بددیانتی کا
الزام لگانے کی گنجایش نہ ملی - مصر نونہ رائے کی وفات کے بعد رانی صاحب
کا بہی اختیار و اقتدار رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا اور مہاراج نے خزانہ - توشیخانہ اور
صیغہ مال کے تمام شعبے اپنے زیر اختیار کرلئے مگر پرانا توشہ خانہ اور خزانہ اور جواہرات
اور زیور وغیرہ جو سالہا سال کا اندوختہ تہا سب رانی صاحب ہی کے قبضہ مین

تہا اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر جو مہاراج صاحب سنگھ بہادر نے ۱۸۰۷ء مین
اُنکے اور مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر ولیعہد کے گذارہ کیواسطے عنایت کی تہی
اور اُنہون نے اپنی مختاری ریاست کے زمانہ مین اُسکو بہت کچہہ بڑہا لیا تہا یعنی جب
کسی وجہہ سے کسی سردار کی جاگیر ضبط ہوئی تو اُنہون نے بجائے اسکے کہ اُسکو
خالصہ مین شامل کرین اپنی جاگیر مین ملالیا اور اسیطور سے رفتہ رفتہ یہہ جاگیر قریب دو لاکھہ
روپیہ کے ہوگئی تہی اُسپر بہی اختیار رانی صاحب کا ہی تہا اور اُنکے نوکر چاکر اور اہلکار
سب جداتہے اور ریاست مین ایک صورت دوعملی کی سی تہی۔ اب جو اتفاقاً
رانی صاحب اور سیّد برکت علیخان کے لوگون کے باہم (جو خیرآباد صوبہ اودہ
کا رہنے والہ اور جنرل سٹرولیوڈ آکٹرلونی صاحب کا مینشی تہا اور مصر نوندہ راے
کے مرنیکے بعد جنرل صاحب موصوف کی استرضا سے مہاراج نے اُسکو اپنا نایب
اور مدار المہام مقرر کیا تہا) دنگہہ ہوگیا اور طرفین کے آدمی زخمی ہوئے۔ مہاراج
کو یہہ خیال ہوا کہ رانی صاحب کے متوسلون کا اسطرح فتنہ و فساد کرنا اس غرض سے
ہے کہ بدنظمی کی شہرت ہوکر ریاست کی باگ پہر رانی صاحب کے ہاتہہ مین چلی جاے
پس اُنہون نے کپتان جارج برچ صاحب اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کو مراسلہ بہیجکر انبالہ
سے پٹیالہ بلالیا اور اُنہون نے یہان آکر یہہ انتظام کردیا کہ فقط مہاراج ہی ریاست کے

مالک اور فرمان روا ہین اور رعایا اور ملازمان ریاست کے نام ایک اعلان جاری کیا جسمین تاکید تمام یہہ لکھا تہا کہ لوگ صرف مہاراج ہی کو حاکم اور مالک ریاست سمجھین اور اگر کوئی کسیطرح کا فتنہ و فساد کریگا تو مہاراج اُسکو سخت سزا دینگے اور رانی صاحب سے یہہ اقرار کرالیا کہ اپنی جاگیر قصبہ سنور مین تشریف رکہین اور کاروبار ریاست مین کبہی دخیل نہون مگر دو بڑے جہگڑے ابہی اور تصفیہ طلب باقی تہی - ایک یہہ کہ رانی صاحب اُسیقدر جاگیر کا دعوی کرتی تہین جسقدر بالفعل اُنکے قبضہ مین تہی - دوسرے تمام خزانہ اور توشیخانہ اپنے ساتہہ سنور کو لیگئی تہین اور اُسپر سے اپنا قبضہ اُٹہانا نہین چاہتی تہین پس سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے یہہ تجویز کیا کہ اگرچہ اس تمام جاگیر مین جو فقط انکے ہی نہین مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے گذارہ کے واسطے ہی مقرر کی گئی تہی رانی صاحب کا کچہہ حق نہین ہے مگر تاہم مقتضائے سپہ چشمی اور عالی ہمتی یہہ ہے کہ مہاراج یہہ تمام جاگیر اپنی والدہ ماجدہ کو دیدین لیکن جسقدر اُنہون نے اُسکو اپنے انتقید کے زمانہ مین بڑہا لیا ہے وہ شامل خالصہ کر لیجاے توشیخانہ مین جو زر نقد اور جواہرات اور سونے چاندی کے برتن تہے یہہ تخمیناً پچاس لاکہہ روپیہ کا مال تہا اور اسکو رانی صاحب کپتان برچ صاحب کی اجازت سے سنور لیگئی تہین - صاحب موصوف کو یقین تہا کہ یہہ بات مہاراج کی رائے کے ہی

خلاف ہوگی اور خزانہ رانی صاحب کے پاس حفاظت سے رہیگا اور وہ اُسکی ہر طرح ذمہ دار رہینگی اور انہون نے اِسکی ایک صحیح فہرست بھیجنے کا بھی اقرار کیا تھا مگر ایفاے وعدہ نہین کیا اور صرف ایک نامکمل فرد یادداشت کے طور پر تحریر کرا کر بھیجدی اور اُس سے زیادہ مشرح فہرست بھیجنے سے انکار کیا۔

اب سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب تو راجپوتانہ کی رزیڈنسی کے عہدہ پر بھیجے گئے اور یہان کے معاملات ویسے ہی ناقابل اطمینان حالت مین تھے اور رانی صاحب نے اُن تجاویز کو جو نہایت مناسب طور سے اُنکے روبرو پیش کیگئی تھین منظور نہین فرمایا تھا اور جاگیر اور خزانہ دونون پر قابض و متصرف رہنا چاہتی تھین اور مہاراج کو اُس مال و متاع مین سے جو رانی صاحب کے قبضہ مین تھا غبن ہوجانیکا یقین تھا اِس سبب سے آخر ۱۸۴۳ء مین یہ معاملہ کپتان راس صاحب ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ ریاستہاے اِین روے تلج کو تصفیہ کے واسطے سپرد ہوا۔

مسٹر گرفن صاحب لکھتے ہین کہ مہاراج کو اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت مفصلذیل شکایتین تھین

اوّل یہ کہ اُنہون نے کاروبار ریاست سے علحدگی اختیار کرنہین اُن باتونپر

عمل نہین کیا جو خاندان پٹیالہ کی وقعت کے لایق تہین۔

دوسرے جن اسناد کی رو سے وہ ابتدا ۱۸۰۰ء مین پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر قابض ہوئی تہین اُنکو بدل ڈالا اور ہمارا نام خارج کرکے صرف اپنے نام کی سندین تیار کرالین اور توشہ خانہ کا بہت سا قیمتی اسباب اِدہر اُدہر کردیا۔

تیسرے یہہ کہ اُنکے علحدہ اجلاس کرنیکے سبب سے ہمارے رعب مین فرق آتا ہے اور اُنکے پروردہ عہدہ دار انتظام ریاست مین مداخلت کرتے ہین اور ریاست کی سپاہ اور خزانہ کی تعداد کو اسقدر نقصان پہنچا ہے کہ غالبًا ہمسے کنٹنجنٹ کا رسالہ بہی گورنمنٹ کی خدمت کیواسطے بہم نہ پہنچ سکیگا اور ہمکو اس سبب سے ناحق بدنامی اُٹھانی پڑیگی۔

اِن نقصون کے رفع کرنیکے واسطے مہاراج کیطرف سے یہہ تجویز پیش ہوئی کہ رانی صاحب پٹیالہ تشریف لے آئین اور یہین رہا کرین اور پچاس ہزار روپیہ سال بابت آمدنی اصل جاگیر کے اُنکو ملا کرے اور حال مین جسقدر جاگیر بڑہائی گئی ہے وہ اُنسے لیجاے اور توشیخانہ پٹیالہ مین آجائے اور اگر کل نقد وجنس کی مکمل فہرست دیدین اور اِس بات کا اطمینان ہوجائے

کہ اُنکے اہلکارون نے اُسمین کچھہ خیانت نہین کی تو توشیخانہ رانی صاحب
کی ہی تفویض مین رہے - یہہ تجویزین نہایت معقول اور قرین انصاف تہین
اور جیسے ایک نہایت عالی رتبہ شخص کی جانب سے اُسکی نہایت بلند
مرتبہ مان کے ساتھہ ملحوظ ہونی چاہئین ویسی ہی تہین - پس مہاراج کو اختیار تہا
کہ اپنے گہر کا انتظام جسطرح چاہتے کرتے گورنمنٹ کی مداخلت کی کوئی وجہ نتھی
مگر اس سبب سے کہ رانی صاحب ایک بڑے علاقہ پر قابض تہین اور خاندان
پٹیالہ کا تمام اندوختہ خزانہ اُنکے قبضہ مین تہا اور سپاہ بہی کافی موجود تہی اور ظن غالب
فساد ہو جانیکا تہا گورنمنٹ نے اس اندیشہ سے کہ کہین خانہ جنگی کی نوبت نہ پہنچ جاے
اکتوبر سنہ مذکور مین مہاراج کی درخواست سے کپتان مرے صاحب کو
اس غرض سے پٹیالہ بہیجدیا کہ ریاست کے خزانہ پر مہاراج کا قبضہ ہو جاوے
اور جو جاگیر رانی صاحب نے بڑہالی تہی وہ اُنسے لیلیجاے اور رانی صاحب
سنور کا رہنا چہوڑکر پٹیالہ مین آجائین جب رانی صاحب کو اُنکے وکیل منشی نجمند رو
کی معرفت کپتان مرے صاحب نے یہہ پیغام دیئے تو اُنہون نے جواب مین
کہہ بہیجا کہ آپ براہ مہربانی انتظام موجودہ کو بدستور قایم رہنے دین اور چونکہ ہماری
طرف کی کوئی بات گورنمنٹ نے ابتک نہین سُنی ہے اس سبب سے جو

کاغذ ہم تیار کر کے آپکے پاس بھیجین اُسکو آپ کلکتہ بھیجدین اور اگر آپ اِس بات کو قبول نکرینگے تو مین تارک الدنیا ہوکر گنگا پر جا بیٹھونگی اور مجھکو اپنے لڑکے سے نہ جاگیر اور نہ کچھ کھانے پینے کو لینا منظور ہے مگر جب اُنکو نہایت اصرار کے ساتھ کہا گیا کہ گورنمنٹ کے مفسار کو بہت جلد قبول کرنا چاہئے تب قلعہ کو خالی کرادر پالکی مین سوار ہو کپتان مرے صاحب کے کمپ مین تشریف لیگئین اور کئی روز تک اس جھگڑے کے طے ہونیکے باب مین انکار کرتی رہین امرگڈھ مین ہی جو اُنکی قدیم جاگیر تھی رہنے سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ اگر سنور ہمارے قبضہ مین نہین رہیگا تو بذات خود کلکتہ جاکر استغاثہ کرونگی اور آخر کار یہہ بات کہکر کہ جبتک سنور اُنکو نہین دیا جائیگا اُسوقت تک وہ ایک بھی شرط نا مینگی - چودھوین اکتوبر کو انبالہ کی طرف روانہ ہوئین -

رانی صاحب تو شاید ان باتون کو قبول بھی کرلیتین مگر منشی روپ چند وغیرہ جو اپنے ہی فایدہ کو مقدم سمجھتے تھے اُنکو برانگیختہ کر دیتے تھے -

اب مہاراج بہت گھبرائے اور اگرچہ چاہتے تو نتھے مگر نا چار ہوکر قصبہ سنور مع قلعہ کے رانی صاحب کو دیدیا اور وہ واپس تشریف لے آئین اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر لیکر راضی ہوگئین اور مان بیٹو نمین صلح ہوگئی اور اِس سے

تھوڑے ہی دنون کے بعد جب مکھسر بدی سمت ۱۸۸۱ مطابق چھبیسوین نومبر ۱۸۲۴ء
کو مہاراج نرائندر سنگھہ بہادر پیدا ہوے تو پوتے کے دیکھنے کی خوشی مین سنور سے
پٹیالہ چلی آئین اور اخیر دم تک یہین رہین۔

مہاراج کے چھوٹے بہای کنور اجیت سنگھہ صاحب بہادر کو لوگونکا بہکا کر دہلی لیجانا اور تقسیم ریاست کی بابت اُنکا وعویدار ہونا اور اُسکا انجام کار

اب ہم مہاراج کے چھوٹے بہای کنور اجیت سنگھہ صاحب بہادر کے اُس جھگڑے
کا حال لکھتے ہین جو اُنہون نے تقسیم ریاست کی بابت کیا تہا۔ کنور صاحب بہادر
بدی چیتہ سمت ۱۸۶۶ مطابق یکم اگست ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوے تہے اور مہاراج صاحب سنگھہ بہادر
کے انتقال کیوقت مہاراج کرم سنگھہ بہادر قریب پندرہ سال کے اور یہ سات یا تین برس کے تہے پس چھوٹا
ہونے کی وجہہ سے اگرچہ مسند نشینی ریاست کی بابت اُنکا کچھہ حق نہا مگر
رانی کہیم کنور صاحب جنکا ذکر اس کتاب مین اکثر ہوا ہے یہہ چاہتی تہین
کہ مہاراج کرم سنگھہ صاحب بہادر کی عوض کنور صاحب مسند نشین ریاست ہون
اور اسکا سبب یہہ تہا کہ اُنکو اُمید تہی کہ اگر کنور صاحب مسند نشین ہو جاینگے تو
پہر ہمارا دور دورہ ہو جایگا اور اُنکے اِس منصوبہ کے راجہ جسونت سنگھہ صاحب

والی نابہہ مدد معاون تھے اور اسکے کئی سبب تھے ایک یہہ کہ رانی صاحب موصوف کی بھتیجی انکو بیاہی تھی۔ دوسرے ریاست پٹیالہ کا عروج ہمیشہ انکی انکھون مین کھٹکتا رہتا تھا تیسرے انکے خاص مدنظر یہہ بات تھی کہ یہہ ریاست دو حصون مین تقسیم ہوجائے اور نابالغ رئیس مسند نشین کیا جاے جسکی رانی کہیم کو صاحب تو برائے نام سرپرست رہین اور دراصل تمام کاروبار ہماری ہدایت سے ہوا کرین مگر یہہ باتین ہون نا نہ تہین اور کب ممکن تہا کہ بڑا بہائی محروم ہوکر چہوٹا مسند نشین ہوجاے۔ پس اگرچہ برخلاف انکی آرزو کے مہاراج کرم سنگہہ بہادر مسند ریاست ہوگئے مگر تاہم یہہ اپنی تدبیرون سے غافل نہین رہے چنانچہ [illegible] مرگیا اور رانی آسکور صاحب کا بہی وہ اقتدار نرہا جو اس سے پہلے تہا اور [illegible] مین مہاراج کو اپنے سالے سردار فتح سنگہہ خلف سردار بہگا سنگہہ کی وفات کے باعث سے تہا نیسر جانا پڑا اور رسم کے موافق کنور صاحب اور انکی والدہ رانی آنند کنور صاحب بہی مہاراج کے ساتہہ وان گئین تو خود بخود غرض لوگ جو صرف موقع ہی کی تاک مین تہے کنور صاحب کو جو اسوقت قریب دس برس کے تہے لے اوڑے اور انکو مع انکی والدہ کے کرنال لیگئے اور اُبہار کر کہلم کہلا ریاست کی بالنصف تقسیم کا دعوی دایر کرادیا اور انکی مہر مین خود ہی مہاراجہ راجگان ہند بہادر کا خطاب جو صرف

مسند نشین ریاست کا حق تہا کندہ کرالیا۔ اگرچہ رانی کہیم کنور صاحب کا جون ۱۸۴۱ء
مین انتقال ہوگیا مگر راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر برابر کنور صاحب کو مدد دیتے
اور بہت سے لوگ خصوصاً گوپال سنگہہ جو کنور صاحب کا دیوان اور بڑا مشیر تدبیر
اور ایک چالاک شخص تہا اُنکو تلقین کرتے اور بہائی بہائی مین پہوٹ کا بیج بوتے
رہے مگر مہاراج چونکہ بدل یہہ چاہتے تہے کہ بہائی سے صفائی ہوجائے اور کوئی بات
شکایت کی باقی نرہے اسلئے اُنہون نے اپنے مدار المہام منشی برکت سید علیخان کو
اس مضمون کا مراسلہ دیکر کپتان مرے صاحب کے پاس بہیجا کہ ہم آپکو اس معاملہ
مین اختیار دیتے ہین جسطرح آپ مناسب سمجہین کنور صاحب کے راضی کرنیکا انتظام
کردین اور اکیس قصبون اور قلعون کی ایک فہرست اس غرض سے بہیجی کہ اُنمین سے
جو اُنکی راے مین مناسب معلوم ہو کنور صاحب کی بود و باش کیواسطے نامزد کردین
لیکن یار لوگون کا تو اسمین فایدہ تہا کہ یہہ جہگڑا جاری رہے پس وہ کب فیصلہ ہونے
دیتے تہے۔ اُنہون نے ایسے لغو اور بیہودہ دعوے پیش کرادیئے جنکے سبب سے
تصفیہ بہت مشکل ہوگیا چنانچہ اوّل نصف ریاست کے خواہان ہوے جو بالکل ریاست
کے دستور کے خلاف تہا۔ پہر سیف آباد یا شمام یا ٹہنڈہ کے ملجانیکی خواہش کی اور جب
دیکہا کہ یہہ درخواستین منظور ہوتی معلوم نہین ہوتین تو یہہ استدعا کی کہ کوئی ایسا قلعہ

ملجائے جسکے ملحق ایک قصبہ بھی ہو جیسے دھوڈان۔ منصورپور۔ ہڈیایہ۔ برنالہ۔
وغیرہ اور جب یہہ بات بھی بنتی نظر نہ آئی تو آخر کار یہہ درخواست کی کہ رانی آنکو صاحب
کی دو لاکھہ روپیہ کی جاگیر جو ریاست مین شامل ہوگئی ہے وہ ہمکو دیجائے مگر مہاراج
یہہ کب منظور فرما سکتے تہے کیونکہ آیندہ کے واسطے دستور بگڑتا تہا اور اسی طرح رفتہ رفتہ
ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانیکا اندیشہ تہا مگر تاہم اُنہون نے یہہ تجویز کردیا کہ علاوہ
اُس پندرہ ہزار کی جاگیر کے جو کنور صاحب اور اُنکی والدہ کے گذارہ کے واسطے
پہلے سے مقرر تہی تیس ہزار روپیہ کی جاگیر اور پانچ ہزار روپیہ نقد اخراجات
جیب خاص کیواسطے ملا کرے اور اپنی مہر اور دستخط سے کنور صاحب کے نام
اسکی سند لکہدی مگر کنور صاحب اگرچہ یہہ بخوبی جانتے تہے کہ سرکار انگریزی
اُنکی کچہہ پیش نہ لیگی اور جبتک وہ اپنے بڑے بہائی کا کہنا نہ مانینگے اُسوقت تک
کچہہ نہین مل سکتا مگر اُنکا مزاج کچہہ ایسا تہا اور لوگون نے کچہہ ایسا سکہایا پڑہایا تہا
کہ مہاراج کی یہہ تجویز اُنکی خاطر مین نہ آئی اور اپنی والدہ کو لیکر پھر دہلی کو چلے گئے
اور سنہ ۱۸۴۸ء تک وہین رہے لیکن اب عمر کے ساتہہ عقل بھی بڑہ گئی اس سبب سے
کچہہ سمجہہ بوجہہ کر بہائی سے صلح کرلی اور جو کچہہ مدد معاش کیواسطے مقرر ہوا تہا اُسکو
قبول کرکے پٹیالہ چلے آئے اور یہان جون سنہ ۱۸۴۹ء مین مہاراج نے بڑی دھوم

دہام سے اُنکی شادی کی۔

ریاست کے پرانے اور قدیم انتظام اور نئی اصلاحون اور جدید قاعدون کا ذکر

ان جھگڑون قصون سے فراغت پاکر مہاراج نے اپنی توجہہ زیادہ تر انتظام ریاست کی طرف مصروف فرمائی اور اپنے لایق مدارالمہام منشی سید برکت علیخان اور اور اہلکارون کے مشورہ سے انتظام سابقہ مین مناسب مناسب اصلاحین کین اگرچہ ناظرین کو اُن واقعات اور حالات پر غور کرنے سے جو ہمنے اِس کتاب مین مفصل لکھی ہین مہاراج صاحب سنگھہ صاحب بہادر اور اُن سے پہلے رئیسون کے عہد مین زمانہ کی جو حالت تہی اور انتظام ریاست کا جو ڈہنگ تہا کچہہ کچہہ معلوم ہو سکتا ہے مگر چونکہ کسی مُلک اور سلطنت کی تاریخ تب ہی زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکتی ہے جبکہ اُسکے اُصول حکمرانی اور قواعد سیاست اور طرز انتظام کو مفصل بیان کیا جاے اسلئے ہم اوّل اُسوقت کے انتظام اور حکمرانی کے ڈہنگ اور نظم و نسق کے طرز و انداز کا حال لکھکر پہر اُس تغیّر و تبدّل اور اصلاح و ترمیم کی کیفیّت بیان کرینگے جو مقتضاے وقت کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً مہاراج کے عہد دولت مین عمل مین آئی۔

واضح ہو کہ ابتدائے قیام ریاست سے اس وقت تک یہان کا انتظام
نہایت سیدہا سادہ اور جنگی طور کا تہا اور چونکہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ نجیت سنگہ
بہادر کے درمیان دریائے ستلج کے حد مقرر ہو جانیسے پہلے ستلج اور جمنا کے
دوآبہ مین رات دن لڑائی بہڑائی اور مار دہاڑ رہتی تہی اور سرحد والونکی
طرف سے ہمیشہ خون خرابے ہوتے رہتے تہے اور غیرونکی دیکہا دیکہی کبہی کبہی
خود اپنی رعایا ہی بگڑ بیٹہتی تہی اسلئے ملک کے اکثر حصّے ایسے سردارون کے
سپرد رہتے تہے جنکو ملک اور فوج دونون پر اختیار ہوتا تہا یہ لوگ تہانہ دار[1] کہلاتے
تہے اور اگرچہ رعایا کے تمام دیوانی اور فوجداری کے جہگڑون کا فیصل کرنا اور
ایک دوسرے عہدہ دار کی وساطت سے جو اگراہا (تحصیلدار) کہلاتا تہا
اور ایک طرح کا اُنکا مطیع ہی ہوتا تہا ملک کا محاصل وصول کرنا اُنکے ذمہ تہا
مگر بڑا کام اُنکا یہہ تہا کہ ملک مین امن وامان قایم رکہین اور سرحد والونکی
طرف سے اگر حملہ ہو اُسکا تدارک کرین اور اس غرض سے سپاہ کافی اُنکی
ماتحت رہتی تہی جسکا بڑا حصّہ سوار ہوتے تہے تاکہ دشمنون کا دور تک تعاقب
ہو سکے اور فاصلہ پر جاکر وہ اور امارسکین اور اگرچہ تہانہ دار اپنے ماتحت ملک

[1] سلطنت مغلیہ مین بموجب آئین عہدہ شہنشاہ اکبر کے ایسے عہدہ دار فوجدار کہلاتے تہے۔ ۱۲ مولف

کے معاملات مین کُلّی اختیار رکھتے تھے مگر اس سبب سے کہ بعض وقت خوانکی طرف سے بغاوت اور سرکشی کا اندیشہ ہوتا تھا احتیاطاً اکثر بڑے قلعونکا انتظام اور حفاظت ایسے لوگون کے سپرد ہوتی تھی جو تھانہ دار کے ہمقوم اور ہم مذہب بلکہ رہنے والے بھی اُسمقام کے نہون اور قلعہ کی سپاہ جو اکثر پیادہ ہوتی تھی اُنکے ماتحت ہوتی تھی اور وہ صرف اُنہین کا حکم مانتی تھی۔

سپاہ کی تنخواہ مین اکثر جاگیرین دیجاتی تھین لیکن یہہ طریقہ بھی رایج تھا کہ تنخواہ کے بدلے سپاہی کی خوراک اور گھوڑے کا دانہ گھاس اور قدرے قلیل نقد سرکاری گوداموں سے جنکو مودی خانہ اور باڑہ کہتے تھے روز مرّہ یا ہفتہ وار یا ماہوار دیا جاتا تھا۔

خود سپے سوار بہت کم ہوتے تھے اور اکثر یہہ دستور جاری تھا کہ ایک معزز شخص کو سردار بنا کر اجازت دیجاتی تھی کہ بطور خود سپاہی بھرتی کرلیوے اور جاگیر سے جو اُسکی اور اُسکی سپاہ کے خرچ کیواسطے دیجاتی تھی بقدر مناسب اُنکو تنخواہ وغیرہ دیتا رہے۔ یہہ لوگ اکثر سو سوار یا پیادون کے اور کبھی کبھی اس سے بھی کم کے سردار ہوتے تھے مگر سو سے زیادہ کا کبھی کوئی سردار مقرر نکیا جاتا تھا۔ لیکن قلعہ دارون کو اجازت تھی کہ قلعہ کی حفاظت کیواسطے جسقدر مناسب سپاہی

اپنے پاس رکھین۔

فوج ایک ایک ڈھال اور تلوار اور توڑہ دار بندوق اپنے پاس رکھتی تھی اور خاص خاص شخص اپنے شوق اور مرضی سے بندوق کی عوض برچھی اور تیر و کمان رکھتے تھے اور قواعد جنگ صرف اسی قدر جانتے تھے کہ لڑائی کیوقت اپنے سردار کے ماتحت صف باندہ کر کھڑے ہو جائین اور بندوقین چھوڑتے رہین اور جب موقع ہو حملہ کر کے دشمن پر جا پڑین۔ مگر مہاراج صاحب سنگھ بہادر کے نابالغی کے زمانہ مین دیوان نانون مل نے مرہٹون کی دیکھا دیکھی ایک ہزار سپاہی کی ایک پلٹن جسکے پاس چقماقی بندوقین تھین بھرتی کر کے اسکو فرنسیسی قواعد سکھلای تھی۔

اسی توپخانہ یہان نتھا اور نہ اُس سے کوی شخص واقف تھا اور اُسکی جگہ زنبورخانہ سے کام لیا جاتا تھا البتہ بھاری بھاری چند وہ توپین تھین جو بیلون سے کھینچی جاتی ہین لیکن لنکے چلانیوالے اُسی پرانے فیشن کے لوگ تھے اور یہہ آتش فشانی اور طرح طرح کی حکمتین اور انداز جو اہل یورپ نے اِس فن مین ایجاد کیے ہین اُنکو نہ آتے تھے۔

سپاہیون اور گھوڑون کی چہرہ نویسی کا دستور رایج نتھا اور اس سبب سے

سردار وں کی خوب بن آتی تہی اور جب کبھی کسی سردار کی فوج کے جایزہ لینے کا حکم ہوتا تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے لئے وہ اکثر یہہ کرتا کہ کچھہ دینا کر کے غیر ملازم لوگونکو اوہر اُدہر سے گہڑی کی گہڑی اکٹہا کر کے دیکہا دیتا یا جو شخص جایزہ لینے آتا اسکو بہوٹ موٹے گہوڑون کی پہاڑیان گنوا دیتا اور یہہ بہانہ کر دیتا کہ سوار کہین اوہر اُدہر نوکری پر گئے ہوئے ہین اور کچھہ دے لیکر اُن سے اپنے مطلب کے موافق رپوٹ کرا دیتا اور اسطرح سے پایونکی تنخواہ کا روپیہ بلا خوف و خطر ہضم کر جاتا تہا

اگرچہ سپاہ مختلف سردارون کے تحت تہی جو ڈیرہ دار یا رسالدار کہلاتے تہے مگر ایک شخص بخشی کے لقب سے بہی نامزد تہا جو اصطلاح مین اُس شخص کو کہتے تہے جو کُل فوج کا سردار ہو اور ابتداے قیام ریاست سے اب تک یہہ عہدہ صرف ایک ہی خاندان مین چلا آیا تہا جو مذہب کا مسلمان اور اُس قوم سے تہا جسکو اس مُلک مین ڈوگر کہتے ہین۔

دیوانی اور فوجداری کے مقدمات کے تصفیہ کیواسطے سب پرگنون مین تہانہ دار اور پٹیالہ اور سُنام مین کوتوال مقرر تہے اور اُنکو ان معاملات مین اختیار ناطق حاصل تہا اور وہ ہر قسم کے جہگڑے جو اُنکے روبرو پیش ہوتے صرف زبانی تحقیقات کے بعد فیصل کر دیتے تہے اور زبانی ہی اُسکی تعمیل

ہوجاتی تہی اور ضمانت اور ہر طرح کے قول و قرار متعلق مقدمہ بہی اکثر زبانی ہی ہوجاتے تہے اور بسبب سادگی مزاج زمانہ کے رعایا اُنہین کی تجویز اور احکام پر قناعت کرتی تہی اور شاذ و نادر ہی کوئی ایسا مقدمہ ہوگا جو پیش یا دیوان کے روبرو جو بطور نایب ریاست اور وزیر کے سمجہا جاتا تہا پیش ہوکر فیصل کیا جاتا ہے۔

یہہ لوگ کسی تحریری قانون کے پابند نتہے مگر رسم و رواج کی پابندی اُنپر فرض تہی جسکو لوگ بمنزلہ قانون اور بطور اصول ہر ایک معاملہ دیوانی اور فوجداری کے مانتے اور سمجہتے تہے اور چونکہ حاکم و محکوم دونون ایک ہی مُلک کے رہنے والے تہے اور آپس کے میل جول اور باہم رہنے سہنے سے لوگونکی طبیعت اور خصلت اور چال چلن سے اُنکو بخوبی واقفیت ہوتی تہی غالباً معاملات کی اصلیت سے اُن سے بہت کم مخفی رہتی ہوگی

پنچایت اور ثالثی کا طریقہ بہی اکثر رایج تہا خصوصاً اراضیات زرعی کے حدود کے جہگڑون مین ثالثونکی امداد زیادہ کارآمد تہی۔

مدعا علیہ کے انکار یا گواہون کے موجود نہونے کی حالت مین اکثر قسم لیئے جانیکا مختلف طریقون سے دستور رایج تہا جسکو عموماً نیم کہا جاتا تہا اور مدعی یا مدعا علیہ کو کہا جاتا تہا کہ بیٹے کو گود مین لیکر قسم کہاے یا کسی سنت یا ولی کی

سمادہ یا مزار کی کُنڈی کھولدے اور کبھی کبھی مدعی یا مدعا علیہ کے سوا اُنکے خاندان
مین سے کسی ایسے شخص سے قسم لیجاتی تہی جسکو فریق مخالف تجویز کرتا تہا اور لین دین
کے معاملات مین قسم کا ایک یہہ طریقہ بہی رایج تہا کہ مدعا علیہ مدعی کے ہاتہہ مین
قلم دیکر کہتا کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجہکر سفید کاغذ پر اپنے مطالبہ کی صحیح تعداد لکہدیوے
اور بعض اوقات ایک مدت معینہ تک جو اکثر ایک مہینہ یا چالیس روز ہوتے
تہے قسم کے نتیجہ یعنی میعاد معینہ کے اندر قسم کہانے والے پر کسی ناگہانی آفت
کے نزول کا انتظار کیا جاتا تہا اور میعاد گذرنے کے بعد مقدمہ کو جہوٹا یا سچا کہا جاتا
تہا۔

فوجداری کے مجرمون کو اکثر جرمانہ کی سزا دیجاتی تہی اور اگرچہ کبہی کبہی مشہور
بدمعاش اور سخت مجرمون کو قید بہی کیا جاتا تہا مگر کچہہ میعاد مقرر نہین کیجاتی تہی اور
حاکم کو اختیار تہا کہ جب چاہے مجرم کو رہا کردے۔

خون کے مقدمات مین اکثر خون بہا دلایا جاتا تہا اور کوشش کیجاتی تہی کہ
مقتول کے وارث قاتل کے خاندان مین سے کوئی ناطہ یا کسیقدر زراعت
کی زمین یا کسیقدر نقد لیکر راضامند ہوجائین ورنہ مجرم کو ایک مضبوط رسّی گلے مین
ڈالکر کسی منظر عام مین اکثر کیکر (ببول) کے درخت سے لٹکاکر ہلاک کردیا جاتا

تہا جہان کئی کئی دن تک لوگونکی عبرت کیواسطے اُسکی لاش لٹکتی رہتی تہی۔

اتہہ یا ناک کاٹ ڈالنے اور کالا مونہہ کرکر گدہے پر چڑہاکر باوازدہل شہر پھیرنیکا دستور ٹہیک معلوم نہین کہ تہا یا نہین مگر ظن غالب ہے کہ ہوگا گو مقتضاے وقت ایسں کی طبیعت کے اختلاف اور تفاوت کے موافق اسمین کمی بیشی ہوتی ہی ہوگی کیونکہ ابتک اکثر وہی طور وطریقہ جاری اور قایم تہے جو ابتدا سے چلے آتے تہے علاوہ بریں سلطنت مغلیہ اور اُس سے پہلی سلطنتون کے عہد مین جسکی طرز حکومت اور رنگ ڈہنگ سے اُسوقت کے ریسون نے تعلیم حاصل کی تہی اس سے بہی زیادہ سخت اور وحشیانہ سزائین دیجاتی تہین پس ظن غالب ہے کہ یہہ سزائین بہی دیجاتی ہونگی۔

تحصیل مال کیواسطے یہہ قاعدہ مقرر تہا کہ سواے اُس پیداوار کے جو غلہ کی تعریف مین داخل نہین ہے مثلاً ایکہہ۔ مرچ۔ پیاز وغیرہ غلہ اور بہوسمین سے ایک مناسب حصہ لیا جاتا تہا اور اشیاء مذکورہ کی بابت نقد لگان وصول کیا جاتا تہا جسکا مفصل حال ایک موقع پر ہم آیندہ لکہینگے۔

راہداری کے محصول سے جو عموماً زکات کے نام سے مشہور تہا سرکار کو ایک معقول رقم وصول ہوتی تہی اور ایک ذریعہ آمدنی کا یہہ بہی تہا کہ جولاہہ وغیرہ اہل حرفہ سے جو کپڑا یا کمبل وغیرہ بُنتے تہے اُنکے پیشہ کی حیثیت کے موافق محصول لیا جاتا تہا

جسکو ترافی (اخراجی) کہتے ہے اور جن جن قصبون یا شہرون کے گرد شہر پناہ بنی ہوئی تہی اُنکی مرمت کے نام سے بجز سرکاری ملازمون کے قریب تمام شہر کے رہنے والون سے سالوار ایک رقم وصول کیجاتی تہی جسکی شرح چار آنے آہ آنے یا ایک روپیہ ہوتی تہی جسکا اصطلاحی نام پگڑیون کا محصول تہا اور چونکہ یہہ صرف مردون ہی پر مقرر تہا جو ہمہ ملک کے موافق عموماً پگڑی باندہتے ہین اس مناسبت سے یہہ نام پڑگیا تہا۔

جو روپیہ تحصیل ہوکر آتا خواہ وہ ملکی محاصل کا ہو خواہ راہداری یا اخراجی یا کسی اور قسم کا دیوان کی معرفت شہر کے بڑے بڑے صرافون کی دوکانون مین جمع اور وہین سے لیکر خرچ کیا جاتا تہا اور ریاست کے تمام اخراجات کی سرانجام دیوان کے ذمہ تہی جو ایک حیثیت سے صیغہ مال کا افسر اعلیٰ تمام آمدنی و خرچ کی نگرانی کا ذمہ دار اور دوسری حیثیت سے گویا خزانچی تہا۔

آمدنی و خرچ کا حساب ہندی مہاجنی حروف مین لکہا جاتا تہا اور سب کاغذات دیوان ہی کے گہر مین رہتے تہے۔ کچہری اور دفتر کیواسطے کوئی سرکاری مکان مقرر نتہا اور یہی حال اُسکے تمام ماتحت صیغون کا تہا اور اسکا نتیجہ یہہ تہا کہ سرکار ہمیشہ مفلس اور دیوان اور اُسکے ماتحت لوگ بڑے مالدار اور متمول

ہوتے تھے اور کیون نہون جب خود ہی رکھنے والے خود ہی دینے والے اور خود ہی جمع خرچ کا حساب لکھنے والے ہون اور کوئی دوسرا شخص پوچھنے والا نہو۔ غیر زبانون کے ساتھہ خط و کتابت میر منشی کی معرفت ہوتی تھی جسکے پاس رئیس کی دستی مُہر رہتی تھی اور نئے گانوون کی آبادی اور جاگیرون اور معافیون اور وقفی روزینون کے پٹے اور سندین ہی اُسکے قلم سے لکھے جاتے تھے مگر اُسکی مہر کی اور دفتر ہی اُسی کا اپنا گھر تھا۔

اِسوقت کی سندون وغیرہ کاغذات کے دیکھنے سے جو اب تک لوگون کے پاس چھوٹے چھوٹے پرچون پر لکھے ہوئے بکثرت موجود ہین اور جنمین سال و تاریخ تک درج نہین ہے اور عبارت بھی کچھہ ایسی ہی ہے۔ اس بات کی شہادت حاصل ہوتی ہے کہ مُلک کی بدانتظامی اور حکومتون کے انقلاب اور رات دن کی مارو مار نے عموماً لوگون کو حفظ جان و مال کی ضروری اور لابدی فکر مین ڈال کر تعلیم و تعلم کیطرف سے نہایت درجہ غافل اور بے پروا کر دیا تھا اور ضرورتاً سپاہ گری کے فنون کے حاصل کرنے اور رات دن اُنہین خیالات مین بسر کرنے پر مایل ہو گئے تھے۔ علی الخصوص سکھہ سردار سپاہ گری کے پیشہ کو جسنے اُنکو سرداری اور حکومت کے مرتبہ پر پہنچا دیا تھا سب سے زیادہ عزیز جانتے

تھے۔ فارسی کا پڑھنا جو اُسوقت میں ایک علمی زبان خیال کیجاتی تھی اور جسکے جاننے والے کو بمنزلہ ایک عالم فاضل کے سمجھا جاتا تھا اُنمین قریباً متروک تھا اور متروک کیسا بلکہ وہ اُسکو معیوب جانتے تھے اور اُنکو یہہ خیال تھا کہ فارسی پڑھکر آدمی نکمّا اور بزدل ہوجاتا ہے مگر زمانہ سب سے بڑا موثر ہے جب یہہ بدلتا ہے تو لوگونکے خیالات بھی ساتھہ کے ساتھہ بدل جاتے ہین اور کیسے ہی تعصبات اور مضبوط خیالات کیون نہون آخر کار یہہ اُنپر غالب آہی جاتا ہے۔ مگر ان میں یہہ بات ضرور ہے کہ عقلمند اور سمجھدار آدمی جو ہر ایک چیز کے نشیب و فراز اور ترقی و تنزل کے اسباب پر غور کرنے کی عادت رکھتے ہین قصداً اپنی رفتار اُسکی رفتار کی موافق کرلیتے ہین۔ اور نادان اور سادہ لوح شخص اگرچہ اپنی مرضی اور اختیار سے اُسکے موافق چلنے کا قصد نہین کرتے مگر اُسکے پرزور بازو خواہی نخواہی اُنکو بھی اپنے ساتھہ گھسٹنے پر مجبور کرتے ہین اور بہت نہین تو تھوڑا اُنکو بھی اُسکے ساتھہ ساتھہ چلنا پڑتا ہے الغرض زمانہ سبکو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتا ہے اور عقلمند ہون یا بیوقوف سبکو اُسکی مرضی کی موافق چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمانہ ہی کی تبدیلی کا اثر تھا جو مہاراج نے اپنے ولیعہد مہاراج نرائندر سنگھہ بہادر کو جبکہ جناب ممدوح نے گیارہوین سال مین قدم رکھا فارسی پڑھنا شروع کرایا اور اُنکی اُستادی کا فخر راقم کے والد سکیم

سید سعادت علی صاحب مرحوم کو دیا گیا اور اگرچہ زمانہ کی حالت ابتک بھی ایسی تھی کہ حضور ممدوح کو اپنی والدہ ماجدہ مائی آسکنور صاحب کے لحاظ سے انکو علانیہ فارسی پڑھوانے میں تامل ہوا اور مینے اپنے والد مرحوم سے سُنا ہے کہ اسیواسطے انکو پٹیالہ سے سیف آباد (بہادرگڈھ) لیجاکر پڑھنا شروع کرایا تھا لیکن چند ہی دنوں کے بعد بہاگن بدی ایکم ۱۸۹۱ مطابق تیرہوین فروری ۱۸۳۳ء کو اُن کا انتقال ہوگیا تو علانیہ پڑھایا جانے لگا۔

یہ حال تو پُرانے اور قدیم انتظام کا تھا اب نئے نظم ونسق کی کیفیت سنئے کہ مہاراج نے ایک لایق اور تجربہ کار شخص کو اپنا نایب اور مدالمہام مقرر فرمایا اور اُسکے ماتحت بخشی دیوان۔ میر منشی اور عدالتی مساوی عزت کے چار بڑے عہدہ دار مقرر ہوے جنمین سے عدالتی کا عہدہ اب نیا تجویز ہوا تھا اور انکو حکم ہوا کہ بڑے اور اہم معاملات مدالمہام کے اتمزاج اور مشورہ سے طے کیا کرین اور جو وہ حکم دیوے اُسکو ناطق سمجھین اور چارون صیغون کا کام اسطرح پر تقسیم ہوا کہ فوج کی سرداری اور اُسکے متعلق تمام امور کی دیکھ بھال اور نوکرون کی تنخواہ کا دینا خواہ وہ فوج سے علاقہ رکھتے ہون یا ملک سے بخشی کے متعلق ہوا اور رسدین اور جاگیرین موقوف کرکے تنخواہ نقد مقرر کی گئی اور دست بدست ششماہہ تقسیم کئے جانیکا حکم ہوا اور

ہدایت ہوئی کہ جو لوگ مفصلات مین متعین ہون اُنکی تنخواہ ایک خاص عہدہ دار جاکر بانٹ آیا کرے مگر خاص خاص سردارون اور اہلکارون کی ذاتی تنخواہ جاگیرین قایم رہین۔

سپاہیون اور گھوڑون کی چہرہ نویسی کا قاعدہ جاری ہوا اور تجویز ہوا کہ مدت مناسب کے بعد فوج کا جایزہ خود مہاراج کے حضور مین لیا جایا کرے۔

ایک ایک ہزار سپاہی کی کئی باقاعدہ پلٹنین قایم کی گیئن اور فرانسیسی قواعد جو اُسوقت وہی مروج تہی اُنکو سکھائی گئی مگر سوارون کی حالت مین بجز اسکے کہ گھوڑے اپنے گھر کے رکھین اور گھوڑے اور سوار دونون کی چہرہ نویسی ہوا کچھ تبدیلی نہین کی گئی۔

اسپی توپخانہ بہی قایم اور مرتب کیا گیا اور چند توپین ایسی ہی بنائی گئین جنکو اونٹ کھینچتے تہے۔

صیغہ مال کا اہتمام دیوان کے تفویض ہوا اور حکم ہوا کہ مراسون کے علاوہ داخلہ موقوف کرکے راہ راست روپیہ خزانہ مین داخل کیا جائے اور ہندی کی تحریر موقوف ہوکر خزانہ توشیخانہ۔ سویخانہ۔ تعمیرات وغیرہ غرض تمام کارخانون کے علیحدہ علیحدہ فارسی دفتر مقرر ہوئے اور ایک معزز عہدہ دار کروڑی کے نام سے

اُنکا نگران حال مقرر ہوا لیکن تحصیل معاملہ کا وہی پُرانا طریقہ جاری رہا اور سمت ۱۸۴۱ امین جو دیوان سیڈھا سنگھہ نے پانچ برس کیواسطے اکثر پرگنون کا ٹھیکہ مقرر کیا وہ چل سکا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ صدہا بلکہ ہزارہا ملکیتین بدل گئین اور بنا چاری ایک ہی سال بعد اسکو منسوخ کرنا پڑا وجہ یہہ تھی کہ بلالحاظ مزروعہ وغیر مزروعہ چاہی اور بارانی کے عموماً فی بیگہہ خام آٹھہ آنے اور کہین کہین دس آنے لگائے گئے تھے جسکے لوگ تحمل نہو سکے اور بنا چاری زمینین چھوڑوین اور روپیہ دیکر غیر شخص اُنپر قابض ہو گئے جو آجتک حقیّت کے مقدمونمین اُسکو سند پکڑتے ہین اور سیڈھا سنگھہ کی اٹھنّی کے نام سے مشہور ہے۔

اب اگرچہ خام تحصیل کا دستور عموماً ایسا ہی تھا مگر کبھی کبھی کسی پرگنہ یا کسی گانو نکا کسی خاص وجہ سے یکسالہ یا دوسالہ ٹھیکہ بھی ہو جاتا تھا مگر کسی قاعدہ کی بنیاد پر نہوتا تھا اور علاوہ برین یہہ بڑی خرابی تھی کہ جب کسی فصل کی پیداوار اچھی ہوئی اور دیوان کو معلوم ہوا کہ ٹھیکہ توڑ دینمین سرکار کا فایدہ ہے تو بلالحاظ اختتام میعاد فوراً منسوخ کر دیا جاتا اور یہہ خیال نہ کیا جاتا کہ اسطرح کی بدعہدی زمینداروں کو محنت کرنے اور زمین کو زیادہ زرخیز بنانے سے روکتی ہے کیونکہ جب تک اُنکو اس بات کا یقین نہین ہوتا کہ ہماری محنت سے جو کچھہ حاصل ہوگا اُس سے

ہم ہی فایدہ اُٹھائینگے تب تک وہ جان توڑکر محنت نہین کرتے جس سے زمین زیادہ زرریز اور بارآور ہوجائے اور رفتہ رفتہ وہ خود بہی آسودہ ہوجائین اور سرکار کو بہی لگان بڑہانیکی گنجایش ہو لیکن یہہ بدمعاملگی اور بدعہدی صرف پُرانے اور قدیم دیہات کے معاملہ مین برتی جاتی تہی نوآباد گانون اس سے مستثنےٰ تہے اور اُنکی آبادی کی سندون مین جو شرطین تخفیف معاملہ کی بابت ایک میعاد مناسب کیواسطے درج ہوتی تہین اُنکو ایمانداری کے ساتہہ پورا کیا جاتا تہا اور غلہ وغیرہ مین سے سرکار اُسیقدر حصّہ لینے پر قناعت کرتی تہی جو شرائط سند کی رو سے واجب ہوتا اور یہہ اسی عمدہ برتاؤ کا نتیجہ تہا کہ رفتہ رفتہ بیسیون نئے گانون آباد ہوگئے اور آمدنی کے بڑہ جانے اور مصارف کے عمدہ انتظام کے باعث آخر کار خزانہ کی حالت اس قابل ہوگئی کہ بہٹنڈہ کے قلعہ کی مرمت کرائی گئی۔ پٹیالہ کے قلعہ کا بیرونی حصار تعمیر ہوا اور عمدہ عمدہ محل بنائے گئے اور بہرتپور کی دوسری لڑائی[۵۱] کے موقع پر جبکہ ہمسایہ ریاستین یہہ کہتی تہین کہ اسطرح اپنے گہر کا خزانہ

۵۱ - مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر والی بہرت پور نے مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو جبکہ وہ لارڈ لیک صاحب بہادر سپہ سالار انگریزی سے فرخ آباد کے قریب شکست کہاکر آئے تہے پناہ دی تہی اسواسطے آخار ۱۸۰۵ء مین لارڈ لیک صاحب نے بہرت پور پر حملہ کیا جسمین سپاہ انگریزی کو چار دفعہ شکست

نکالکر نہ دو بیس لاکھ روپیہ سرکار انگریزی کو قرض دیا گیا جس سے علاوہ سود کے یہہ بھی فایدہ ہوا کہ گورنمنٹ نے اِس دوستانہ برتاؤ کا احسانمندی کے ساتھہ اعتراف کیا۔

اگرچہ چندے یہہ طریقہ بھی جاری رہا کہ خود دیوان خاص خاص پرگنون کی متاجری لے لیتا تہا جسکے ساتھہ فوجداری کی آمدنی بھی اِسکو اجارہ پر مل جاتی تہی لو اُن پرگنون میں تحصیلدار اور تہانہ دار اس کے پنج کے ملازم مقرر ہوجاتے تہے مگر پھر موقوف ہوگیا غیر ریاستون کے ساتھہ خط و کتابت کرنا اور پولٹیکل معاملات کی نگرانی میر منشی کے ذمہ ہوئی اور جاگیرداران ہمدوڑ اور کہاون وغیرہ کے معاملات اور تنازعات باہمی کا تصفیہ بھی اُسکے محکمہ کے متعلق ہوگیا اور اُس کی نسبت سرکار انگریزی اپنا

ہوئی اور آخر کار مہاراجہ نے از راہ دور اندیشی ٹہکر کو رخصت کر دیا اور بیس لاکھہ روپیہ چہ جنگ دیکر صلح کرلی یہہ پہلی لڑائی تہی جو سرکار انگریزی کی ریاست ہرت پور کے ساتھہ ہوئی تہی دوسری لڑائی آنمارٹ ۱۸۱۷ء میں ہوئی جبکہ مہاراجہ جیونت سنگھہ صاحب بہادر رئیس ٹال کے والد مہاراجہ بلونت سنگھہ بہادر کو جو نابالغ تہے انکے ایک قریب رشتہ دار وجن لال نامے نے قید کرکے ریاست پر قبضہ کرلیا تہا اور قرب و جوار کے ملک مقبوضہ سرکار انگریزی میں فساد کرنا شروع کر دیا تہا جسکا شکست دیکر سرکار موصوف نے گرفتار کرکے اٹاوہ کے قلعہ میں بہیجدیا اور مہاراجہ بلونت سنگھہ بہادر کو پہر مسند نشین کیا۔ ۱۲ مولف

ایک قسم کا دعویٰ رکھتی تھی اور اِس سبب سے اُنکے معاملات مین کبھی کبھی اپنا تعلق ظاہر کرتی رہتی تھی۔

عدالتی صیغہ جوڈیشل کا حاکم اعلیٰ تجویز ہوا اور پہلے پہل **مولوی محمد فضل امام** صاحب خیرآبادی اِس عہدہ پر مقرر ہوئے مگر اُنکے اور تھانہ داروں کے اختیار مین کچھ تمیز نہین کی گئی اور اگرچہ اب مقدمات دیوانی اور فوجداری کی مثل مرتب ہونے لگی اور مقدمات دیوانی کا فیصلہ بھی لکھا جانے لگا مگر فوجداری کے احکام کی تعمیل اب بھی زبانی ہی رہی اور اگرچہ مقدمات حقیت کا تصفیہ اب سے چند سال بعد دیوان کے متعلق ہوگیا مگر اُس وقت اس محکمے کے متعلق تھا

ریاست کیتھل جنید۔ اور ناہہ کے ساتھہ عہدنامہ کا ہونا

ہمارے اور ریاست کیتھل اور جنید اور ناہہ کے باہم طرح طرح کے جھگڑے رہتے تھے اور کبھی کبھی لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی تھی اِس لئے مہاراج اور بھائی اودے سنگھ صاحب والی کیتھل اور راجہ سنگت سنگھ صاحب والی جنید اور راجہ جیونت سنگھ صاحب والی ناہہ نے باہم ایک عہدنامہ کا ہوجانا مناسب سمجھا اور اِس غرض سے **ڈھوڈان** کے مقام جمع ہوئے اور جیٹھہ سُدی تروودسی سمت ۱۸۶۹ مطابق دسوین محرم ۱۲۴۹ ہجری کو عہدنامہ لکھا گیا اور چاروں صاحبون نے اُسپر اپنی مُہرین کین جسکا ترجمہ بطور خلاصہ ہم یہان لکھتے ہین۔ اِسکی

تمہید مین یہہ لکھا گیا کہ اگر کسی ریاست کے کسی عہدہ دار یا ملازم یا رعایا سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جو دوستی کے برخلاف اور فساد و نزاع کا باعث ہو تو رئیس پر واجب ہوگا کہ فوراً اُسکا تدارک کرے اور اگر وہ ایسا نکرے تو دوسرے رئیس بالاتفاق امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کر دین اور اگر رئیس موصوف اُنکی فہمایش اور دوستانہ مشورہ کو نمانے تو مقدمہ کی حیثیت کے موافق بنام نہاد بہیط ولپوجا گورُدوارہ اُسکی نسبت تاوان تجویز کرین اور وہ اُسکو بلا توقف ادا کرے اور مفصلہ ذیل شرطین درج ہوئین۔

اوّل یہہ کہ ہر ایک ریاست پر واجب ہوگا کہ دوسری ریاست کے سرکش ذلیل اور تابعین کو کسی طرح کی امید یا سہارا نہ دین بلکہ بالاتفاق اُسکے مطیع کرنے مین کوشش کرین اور اگر کوئی گانوں باغی ہو جاے تو بھی بالاتفاق اُسکی سزادہی اور تدارک عمل مین لائین۔

دوسرے یہہ کہ واسطے رفع نزاع سرحدات کے یہہ قاعدہ[1] قرار پایا کہ سنہ ۱۸۰۵ سے جسکا جس جگہہ پر قبضہ ہو وہ قایم رہے اور بحالت نزاع دو بے تعلق

[1] معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قرارداد باتباع مشارالیس اشتہار کے تھی جو گورنمنٹ انگریزی نے مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے ساتھہ عہد ہو جانیکے بعد تیسری مئی ۱۸۰۹ء کو این روے تمام خلیج کے رئیسون کی اطلاع اور اطمینان کیواسطے جاری کیا تھا۔ ۱۲ مولف

ریاستین اسی قاعدہ کے موافق فیصلہ کردین اور بغیر اُنکے فیصلہ کے زمین متنازعہ مین نہ تو کنوان بنایا جاے اور نہ سرحد کی حفاظت کیواسطے کوی برج تعمیر کیا جاے اور نہ کوئی گانون آباد کیا جائے اور اگر فریقین مین سے کوئی اسکے برخلاف عمل کرے تو دونون رئیسون کو اختیار ہوگا کہ جس ریاست کے اہلکارون کا قصور سمجھین اُنکی نسبت سزا تجویز کرین اور بعد انفصال اور رفع نزاع کے سرحد سے ڈیڑھ سو قدم کے فاصلہ پر کنوان بنانے اور پانسو قدم پر گانون آباد کرنے یا برج تعمیر کرنے کا اختیار ہوگا۔

تیسرے یہہ کہ بارانی اور سیلابی نالون اور دریاے سرستی اور گھگر وغیرہ پر جہان جہان سمت ۱۹۶۵ سے بند قایم ہون وہ بدستور قایم رہینگے اگر اسکے خلاف کسی ذی تعلق ریاست کا کوی عہدہ دار یا زمیندار پانی کے پہنچنے مین حارج ہو تو جسقدر طرف ثانی کا اس سے نقصان ہو وہ اس ریاست کے ذمہ عاید کیا جاے۔

چوتھے۔ یہہ کہ اگر کسی ریاست کا کوئی باقیدار دوسری ریاست کے علاقہ مین جا بسے تو واجب ہوگا کہ اُس ریاست کے کاغذات کی رو سے فوراً یا باقساط جیسا مناسب ہو زر باقی باقیدار سے ادا کرادیا جائے۔

پانچوین یہ کہ مقدمات قرضہ مین لحاظ ظاہر داد و حیثیت مقروض کے نہ قرضہ بلا سود قرض خواہ کو دلایا جائے۔

چھٹے یہ کہ کسی ریاست کی رعایا کو جائز نہوگا کہ اپنے کسی مطالبہ کے عوض رعایا علیہ کا مال یا مویشی چھین لائے اور اگر کوئی اسکے برخلاف عمل کرے تو مال مغصوبہ بجنس واپس کرایا جائے اور بطور سزا اُسکا دعوی ناقابل سماعت قرار دیا جاوے۔

ساتوین یہ کہ اگر مدعی کسی مخبر کی نشاندہی یا اپنے ہی شبہ سے کسی ریاست کے علاقہ مین مال مسروقہ کی تلاشی کیواسطے جائے تو کوئی اُسکا سدراہ نہو بلکہ دو دو کیرتلاشی دلادی جائے اور اگر گانون کے لوگ مزاحمت یا چشم پوشی کرین تو مال مسروقہ اُنسے دلایا جائے اور مخبری کا خرچہ جسکو مہر کہائی کہتے ہے دس روپیہ سے پانسو روپیہ تک کے مقدمہ مین چوتہائی اور پانسو سے ہزار تک آٹھوان حصہ اور ہزار سے جسقدر بڑہتا جائے فیصدی دس روپیہ قرار پایا اور درج ہوا کہ اگر مخبر اپنا حصہ معاف کراکر اور لوگون کے ذمہ چوری ثابت کرادیوے تو مدعی کی حق رسی باستثنا مخبر باقی ملزمون سے کرائی جائے اور اگر مخبر اپنا حق لیکر اثبات مقدمہ سے منکر ہوجائے تو مدعی کی حق رسی اُسی سے کرائی جائے

اور اگر کوئی شخص چور بتا دیوے اور چور مال مسروقہ کا کسی دوسرے علاقہ مین منتقل ہوجانا بیان کرے تو بلالحاظ قول مدعا علیہ مدعی کی حق رسی اُسی سے کرائی جائے اور قرار پایا کہ مسروقہ مویشی بجنسہ واپس کرائے جائین ورنہ مدعی سے قسم لیکر اُنکی قیمت مدعا علیہ سے دلائی جائے اور چوری کی تاریخ سے سال کے دن اور مہینون کے لحاظ سے چھ روپیہ سالانہ بھینس اور تین روپیہ گائے کے دودہ وغیرہ کی بابت اور اگر بیل ہو تو دس روپیہ بطور اُسکے کرایہ کے مدعا علیہ سے مدعی کو دلائے جائین اور بچھون کی قیمت اس شرح سے دلائی جائے کہ اگر مثلاً گائے بیس روپیہ کی قرار پائے تو پانچ روپیہ بابت قیمت بچہ کے دلائے جائین اور اگر گھوڑی یا اونٹنی گابھن چرائی گئی ہو تو معہ بچہ واپس کرائی جائے اور اگر مسروقہ گھوڑے یا اونٹ کی کسی عضو مین نقصان آجائے تو کسی ایماندار شخص کے حلف کی رو سے اُسقدر قیمت دلائی جائے جس قیمت کا وہ چوری جانیکے دن بیان کیا جائے اور یہہ قرار پایا کہ کوئی شخص کسی غیر معتبر شخص سے کسیطرح کا مال بغیر ضمانت معتبر کے نہ خریدے۔

آٹھوین یہہ کہ اگر کسی گانون کی سرحد مین کسی چوری کے مقدمہ کا سُراغ پہنچ جائے تو زمینداروں کو لازم ہوگا کہ مدعی کے ساتھہ ہوکر اُسکو آگے چلائین

اور اگر آگے نہ چلے تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلّی کیواسطے اُن سے قسم لیوے

نوین یہہ کہ ترغیب عورات کے مقدمات مین پانچ برس تک عورت بعد

اُس مال و اسباب کے جو وہ اپنے گہر سے نکال لائی ہو مدعا علیہ سے مدعی کو واپس

دلائی جاوے اور اِس میعاد کے گذرنیکے بعد مدعا علیہ سے مدعی کو ناطہ دلایا جاوے

اور وہ عورت اُسکے پاس سے علحدہ کرادی جاوے ۔ مقدمات نسبت ناطہ

مین یہہ قرار پایا کہ جب موافق رواج قوم کے رسوم کا ہونا ثابت ہو جائے خواہ

ناطہ معاوضہ کا ہو یا بلا معاوضہ کا خواہ عوض کسیقدر روپیہ کے ہوا ہو تو مدعی

کی شادی اُس سے حکماً کرادیجائے اور اگر اُسکے والدین نے اُسکو کسی اَور

جگہہ بیاہ دیا ہو تو وہ ملزم سمجھے جائین اور مدعی کے رضامند کرنے پر مجبور

کئے جائین ۔ لہ

دسنوین یہہ کہ کسی ریاست کی رعیت کا کوئی شخص جو بغیر ثبوت الزام عوری

لہ مہاراج مہندر سنگھہ صاحب بہادر کے بااختیار ہونے تک ہمارے ان یہہ دستور تہا کہ مقدمات

نسبت ناطہ مین بحالت انکار والدین منسوبہ حکماً نکاح یا پیرے کرادیئے جاتے تہے لیکن حضور موصوف

نے اپنے عہد حکومت مین اسکی ممانعت کی اور ناطہ کے عوض مدعی کو صرف اُسیقدر ہرجانہ جو

روئداد مقدمہ کے موافق عدالت تجویز کرے یا وہ زر و زیور جو اُسکی طرف سے مدعا علیہ کے

ان پہنچایا ہو دلائے جانیکا حکم ہوا ۔ ۱۲ ۔ مولف

یا قزاقی کے صرف شبہ سے گرفتار کرلیا گیا ہو فوراً رہا کردیا جائے اور آیندہ کے لئے موقع واردات کے سوا کوئی شخص خواہ مخواہ نہ پکڑا جائے۔

گیارہوین یہہ کہ مقدمات قتل مین مجرم سے مقتول کے وارثون کو دو سو روپیہ نقد اور ایک ناطہ دلایا جائے اور عبرتاً قاتل کو کوئی سنگین سزا بھی دیجائے اور کسی نے کسیکا ہاتھہ پانون یا کوئی اور عضو کاٹ ڈالا یا ناقص کردیا ہو تو اُس مدعی کو پچاس روپیہ دلائے جائین اور ضرب خفیف کی حالت مین پانچ روپیہ سے دس روپیہ تک دلائے جائین۔

یہہ عہدنامہ لکھا تو بڑے شد و مد سے گیا تہا جیسا کہ اُسکی تمہید سے ظاہر ہے مگر اُسپر عمل کمہینہ ہوا اور تہوڑے ہی دنون بعد ایک سرحدی بابت سیکہون کیتہل کے ساتہہ ہماری خوب لڑائی ہوئی جسکو صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ نے بیچ بچاؤ کرکے موقوف کرایا۔

راجہ سنگت سنگہہ صاحب والی جیند کا لاولد مرنا اور مہاراج کی اعانت سے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا

نومبر ۱۸۳۴ء مین راجہ سنگت سنگہہ صاحب بہادر کے لاولد مرنیسے ریاست جیند لاوارث رہگئی اور وراثت کے مختلف دعویدار کہڑے ہوگئے جنمین ایک تو

اُنکی تینون رانیان تہین جو اس بیان سے دعویدار تہین کہ سکھون مین عام دستور ہے کہ شخص لاولد کی بیوہ اپنے عین حیات اپنے شوہر کی جائداد کی مالک ہوتی ہے۔ دوسرے اُنکی والدہ رانی صاحب کنور جنہون نے اُنکی نابالغی کے زمانہ مین بہت لیاقت کے ساتھہ کاروبار ریاست کو انجام دیا تہا اور اُنکی سوتیلی والدہ رانی کہیم کنور جو رانی صاحب کنور سے نصف حصّہ چاہتی تہین۔ تیسرے راجہ صاحب کے چچا کنور پرتاب سنگہہ کی زوجہ رانی بہاگ بہری جو اس بنا پر مدعی تہی کہ مین راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کے اُس چاہتے لڑکے کی رانی ہون جسکو اُنہون نے وصیّت نامہ مین تمام ریاست لکہدی تہی اور راجہ صاحب انجہانی کے والد راجہ فتح سنگہہ صاحب بہادر کو تہوڑا سا علاقہ دینا تجویز کیا تہا۔ چوتھے راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر رئیس ناہہ جنکے دعوی کی بنیاد یہہ تہی کہ ہمارا اور خاندان جیند کا مورث اعلیٰ ایک ہی اور یہہ کہ بہ نسبت اسکے کہ ریاست کسی کم حیثیت قرابت دار جدّی کو دیجائے بہتر ہے کہ ہمکو ملے ہم چار لاکہہ روپیہ گورنمنٹ کو نذرانہ دینگے۔ پانچوین مہاراجہ نجیب سنگہہ بہادر والی لاہور جو راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر بانی ریاست کے نواسہ ہونیکی وجہہ سے دعویدار تہے اور اُنکا یہہ بہی دعوی تہا کہ عہدنامہ ۱۸۰۹ء سے پہلے اور پیچہے جو علاقے اُنہون نے اپنے ماموں راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کو دیئے تہے اس حالت

ہین وہ اُنکے واپس لینے کے مستحق ہین۔

راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر کے چھوٹے بھائی سردار ہوپ سنگھہ صاحب کے پوتے راجہ سروپ سنگھہ صاحب بہادر اور اُنکے چچیرے بھائی سردار سنگھا سنگھہ صاحب بھی مدعی تھے اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین اپنے اپنے دلایل پیش کرتے تھے۔ راجہ سروپ سنگھہ صاحب بہادر یہہ کہتے تھے کہ ہمارے والد سردار کرم سنگھہ صاحب سردار ہوپ سنگھہ صاحب کے بڑے بیٹے تھے اسواسطے ہم حقدار ہین۔ سردار سنگھا سنگھہ صاحب کی یہہ حجّت تھی کہ سردار کرم سنگھہ صاحب نے سرکشی کرکے سردار ہوپ سنگھہ صاحب سے موضع بڈرو کہان چھین لیا تھا اور اس سبب سے وہ اُن سے سخت ناراض تھے اور اُنہون نے اُنکو وراثت سے محروم کردیا تھا۔ دوسرے راجہ سنگت سنگھہ کا۔ کریا کرم مینے کیا ہے اسلئے مین حقدار ہون اور سب سے بڑی دعویدار سرکار انگریزی تھی جو اس واقعہ سے تین ہی چار سال پہلے روسائے خاندان پھول اور کیتھل پر اپنا یہہ منشا ظاہر کرچکی تھی کہ روسا، دو آنہ فی روپیہ کے حساب سے خراج دینا منظور کرین ورنہ نتیجہ یہہ ہوگا کہ لاوارث یا تنوکی ضبطی کا اندیشہ پیدا ہوجائیگا جسکو چارون رئیسون نے ڈیوڈان کے مقام مشورہ کرکے خلاف منشای اشتہار مجریہ تیسری مئی ۱۸۰۹ء کے منظور نہین کیا تھا اور

گورنمنٹ نے یہہ ٹھان لی تہی کہ لاوارث یا ستونکی ضبطی کے ذریعہ سے اُن اخراجات کی کسر نکالنی چاہیئے جو ریاستہاے این روے تلج کی حفاظت کیواسطے ہمکو اُٹھانے پڑتے ہین۔

اگرچہ انصاف کی رو سے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر کا دعوی بجا تہا مگر ایسے بڑے اور ذیقدور اور قوی دعویدارون کے مقابلہ مین اُنکی دعویداری ٹھیک ٹھیک شیخ علی حزین کے اِس شعر کی مصداق تہی ؎ سلوکم در طریق عشق بایاران چنین ماند کہ مورانگ ہمراہی کند چابک سواران را۔ کیونکہ اِسوقت یہہ صرف بازید پور کی ایک بہت چہوٹی سی جاگیر کے مالک تہے اور اسقدر روپیہ کہان تہا جو اِدہر اُدہر آتے جاتے اور باطمینان مقدمہ کی پیروی کرتے مگر خوش قسمتی سے مہاراج اُنکے ایسے مدد معاون ہوگئے کہ علاوہ ہزارہا روپیہ کے سلوک کے اُنہون نے اِس مقدمہ کو اپنا مقدمہ سمجہہ لیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعد تین برس کی دوا دوش اور بحث وتکرار کے گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ صاحب صرف اُسقدر علاقہ کے ملنے کے مستحق ہین جو اُنکے جد امجد راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر کے قبضہ مین تہا اور جو علاقے مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے راجہ بہاگ سنگہہ صاحب کو عطا کئے تہے اُنمین سے جو عہدنامہ سے پہلے دیئے تہے اُنکی سرکار انگریزی حقدار ہے اور جو پیچھے

دیئے تھے اُنکا اختیار سرکار لاہور کو ہے۔

اس فیصلہ کی رو سے پرگنہ جیند۔ سفیدون۔ اسندہ۔ سالون۔ بالاں والی۔ نگرور وغیرہ جمعی دو لاکھ چھتیس ۲۳۶۰۰۰ ہزار روپیہ راجہ صاحب بہادر کو ملے۔ ہلوارہ۔ تلونڈی وغیرہ جمعی نو ہزار روپیہ سرکار لاہور کو دیئے گئے۔ لودہیانہ۔ بسیان۔ مورندہ۔ جنڈیالی وغیرہ جمعی ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپیہ سرکار انگریزی نے لئے اور وہ جاگیریں بھی ضبط کرلیں جو خود سرکار ممدوح نے لارڈ لیک صاحب بہادر کے زمانہ میں راجہ بھاگ سنگھ صاحب بہادر کو خدمات جنگی کے صلہ میں دی تھیں اور اٹھارہویں مارچ ۱۸۳۶ء مطابق پھاگن بدی ۱۲ سمت ۱۸۹۳ کو راجہ صاحب بہادر جیند کے مقام گدی پر بٹھائے گئے اور چونکہ ان دنوں تسلط کی سکھ ریاستوں میں تبلیغ وراثت کے مختلف اور پیچیدہ طریقے جاری تھے اور کوئی مسلم قاعدہ نہ تھا اسواسطے گورنمنٹ نے اپنی طرف سے ایک عام قاعدہ کا تجویز اور جاری کرنا مناسب سمجھا اور دسویں جنوری ۱۸۳۶ء کے نوٹیفکیشن کے رو سے ریاست پٹیالہ۔ جیند۔ کیتھل اور نابہہ کے واسطے یہہ قاعدہ مقرر کردیا کہ دھرم شاستر کی رو سے جو رشتہ دار قریب ہو وہ کل جائداد کا مالک ہوا کرے اور عورتوں کو کچھ حق نہ دیا جایا کرے۔ اور ان چار ریاستوں کے سوا اور چھوٹی ریاستوں کے باب

مین سم فاندان کی تحقیق کیجایا کرے۔

یہ لطیفہ یاد رکھنے کے لایق ہے کہ جب یہہ مقدمہ دایر تہا راجہ جسونت سنگہہ صاحب نے یہہ کہکر کہ ہم اس شرط سے آپکے مددگار بنتے ہین کہ آپ ہمکو یہہ لکہدین کہ ریاست ملنے کے بعد سنگرور ہم آپکو دیدینگے راجہ سروپ سنگہہ صاحب سے ایک اقرارنامہ لکہوالیا تہا اور اُنہون نے یہہ سمجہکر کہ جب ریاست ملجائیگی تو جیسا ہوگا دیکہا جائیگا بالفعل ایسے کاغذ کے لکہدینے مین کیا قباحت ہے لکہدیا تہا کہ جب ریاست ہمکو ملجائیگی ہم سنگرور آپکو دیدینگے مگر اب جو خدا نے ریاست دیدی تو اُنکو یہہ خیال ہوا کہ مبادا راجہ جسونت سنگہہ صاحب اُسکے ذریعہ سے سنگرور کا دعوی کر بیٹہین اسلئے ملاقات کے بہانہ سے نابہہ آئے اور بڑی گرمجوشی کے ساتہہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب کی مردودہی کا شکریہ ادا کیا اور نہایت صفای کے ساتہہ اُنسے یہہ کہا کہ آپ وہ کاغذ میرے پاس بہیجدین تاکہ راجگی کی نئی مُہر بہی اُسپر لگادون۔ راجہ جسونت سنگہہ صاحب یہہ سُنکر بہت خوش ہوے اور اُنہون نے اپنے اہلکار منشی صاحب سنگہہ اور سردار گوبخش سنگہہ کے ہاتہہ اُسکو اُنکے پاس بہیجدیا اور جونہی اُنہون نے خوشی خوشی اُسکو مُہر لگانیکے واسطے راجہ صاحب کو دیا اُنہون نے اپنی مُہر دانت سے پکڑکر نکال لی اور کاغذ اُنکے آگے پہینکدیا اور سوار ہوکر سنگرور کو چلدئے اور یہہ

دیکھتے کے دیکھتے رہگئے۔

راجہ جسونت سنگھ صاحب کے اِن سے سنگرور مانگنے کا یہہ سبب تہا کہ یہہ قصبہ قدیم سے اُنہین کا تہا مگر سمت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۴ء مین جب سردار مہا سنگھ سکرچکیا کی شادی راجہ گجپت سنگھ صاحب کی لڑکی رانی راجکور والدہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب والی لاہور سے بڈرکہان کے مقام ہوئی جو اُسوقت ریاست جیند کا دارالحکومت تہا ایک چہوٹی سی بات پر ناہہ اور جیند کے باہم ایک بڑا جہگڑا پیدا ہو گیا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ بڈرکہان کے قریب ناہہ والون کا ایک میلہ تہا جسمین سے گہوڑون کے لئے گہاس لے آنے کی براتیون کو اجازت دی گئی مگر جب وہ وہان گئے تو چوہدری ہمیر سنگھ صاحب والی ناہہ کا کوبے خان (یعقوب خان) نامے اہلکار براہ جہالت تواضع کی جگہہ مہانون کے ساتہہ لاٹھی سونٹے سے پیش آیا اور یہہ امر مہاراج اور راجہ گجپت سنگھ صاحب کو سخت ناگوار گزرا اور اگرچہ اُسوقت مہاراج پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور راجہ گجپت سنگھ صاحب ہی خاموش رہے مگر چند روز بعد اُنہون نے اسکے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور بیمار شدید ہونیکا بہانہ کرکے چوہدری ہمیر سنگھ صاحب کو اپنی خبرگیری کے واسطے بُلایا اُنکو دغا کی خبر نتہی اسلئے بے تکلّف کوبے خان کو ساتہہ لیکر بڈرکہان چلے گئے جہان پہنچتے ہی قید

کرلئے گئے اور کوبے خان قتل کیا گیا اور راجہ صاحب نے فوج بھیجکر قصبہ اُملوہ اور بہادسون پر قبضہ کرلیا اور سنگرور کو جو یہان سے تین ہی چار کوس تہا جا گھیرا چار مہینے تک تو چودہری صاحب کی زوجہ رانی دیسو نے لڑ بھڑ کر اُسکو بچایا لیکن آخر ناچار ہوکر پٹیالہ آئین اور بنت وسماجت مہاراج سے اپنے شوہر کی رہائی کی درخواست کی - چونکہ منظور تہا کہ ریاست تابہ بالکل برباد ہو جاوے مہاراج نے راے احمد صاحب رئیس کوٹ اور عمر خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کو راجہ صاحب کے پاس بھیجکر چودہری صاحب کو قید سے چھڑوایا اور اگرچہ چودہری صاحب نے اپنے داماد سردار صاحب سنگھ رئیس گجرات کی مدد سے جس سے اُنکی بڑی لڑکی سبہا کنور کی شادی ہوئی تہی اُملوہ اور بہادسون کچھ دنون بعد پھر لیلیا مگر سنگرور کے واپس لینے کا قابو نہ پایا اور وہ جیند ہی کے قبضہ مین رہا پس اب راجہ جسونت سنگھ صاحب نے اس خیال سے کہ لڑائی سے نہین تو خیر حکمت و تدبیر ہی سے اُسکو واپس لیوین راجہ سروپ سنگھ صاحب سے یہہ اقرار نامہ لکھوا لیا تہا -

چونکہ ہماری کتاب مین اکثر ریاست جیند کا ذکر آیا ہے اسواسطے اس موقع پر اسکا کسیقدر حال لکھا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے -

واضح ہو کہ خاندان جیند کی ابتدا بھی وہی ہے جو خاندان پٹیالہ کی ہے
اور یہہ سردار پھول کے بڑے بیٹے چودھری تلوک چند عرف تلوکا کے چھوٹے
بیٹے سردار سکھہ چین سنگھہ کی اولاد ہین - سردار سکھہ چین سنگھہ کے تین بیٹے
سردار عالم سنگھہ راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر اور سردار بلاقی سنگھہ تھے - سردار
سکھہ چین سنگھہ نے کئی نئے گانون بسائے اور انمین سے موضع سکھہ چین
جسکا اپنے نام پر نام رکھا تھا سردار بلاقی سنگھہ کو اور موضع بالان والی سردار
عالم سنگھہ کو دیا اور خود موضع پھول مین اپنے منجھلے بیٹے راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر
کے ساتھہ رہے اور پچھتر برس کے ہوکر ۱۷۵۸ء مین قضا کر گئے - سردار عالم سنگھہ
ایک بہادر شخص تھے انہون نے افواج شاہی کے ساتھہ بہت سی لڑائیون مین
بڑا نام پایا اور زین خان کے مارے جانیکے بعد بہت سا ملک حاصل کیا مگر اگلے
برس گھوڑے سے گر کر مر گئے - انکی تین زوجہ تھین جنمین سے ایک کے ساتھہ راجہ
گجپت سنگھہ صاحب بہادر نے کریوہ کر لیا اور اسطرح سے بالان والی کے علاقہ کے
مالک ہو گئے - راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر ۱۷۳۰ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے تھے
اور بڑے بہادر اور اولعزم شخص تھے انہون نے ریاست جیند کی بنیاد ڈالی
اور ۱۷۶۳ء مین زین خان کے مارے جانیکے بعد ایک بڑے قطعہ ملک پر

جسمین علاقجات جیند اور سفیدون بھی شامل تھے قبضہ کیا اور پانی پت اور کرنال تک تاخت وتاراج کرتے ہوئے چلے گئے مگر مقامات مفتوحہ پر قابض رہنے کی انمین کافی طاقت نتھی اسلئے یہہ انکی دانائی تہی کہ حسب دستور سابق زمانگذاری خزانہ شاہی مین داخل کرتے رہے۔ چنانچہ ۱۷۶۶ء مین جو ڈیڑہ لاکھہ روپیہ باقی رہگیا سا ڈہورہ کے مقام سے مرزا شفیع خان انکو دغا سے گرفتار کرکے دہلی لیگیا اور یہہ تین برس وہان نظر بند رہے اور اپنے بیٹے سردار مہر سنگھہ کو اول مین دیکر جیند آئے اور جسطرح کسطرح تین لاکھہ روپیہ جمع کیا اور دہلی جاکر بزور زر اپنے بیٹے کو بھی چھڑایا اور پچیسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری کو شاہ عالم بادشاہ دہلی کے حضور سے راجائی کا لقب بھی حاصل کیا اور واپس آکر اپنا سکہّہ جاری کردیا اور اُسمین وہی شعر کندہ کرایا جو ہماری سرکار کے سکہّہ مین ہے مگر ضرب ہر سند کی جگہہ جیند کا لفظ بدل دیا اور اب سے یہہ ریاست بھی خود مختار شمار ہونے لگی جب سردار مہر سنگھہ نے ۱۸۰۸ء مین قضا کی تب راجہ کجیت سنگھہ صاحب بہادر نے اُنکے بیٹے سردار ہری سنگھہ صاحب کو سفیدون کا علاقہ دیدیا مگر وہ اٹھارہ برس کی عمر مین بحالت نشہ شراب ۱۸۱۹ء مین اپنے مکان کی چھت پر سے گر کر لاولد مر گئے۔

راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر کا بہت سا حال پہلے ہم لکھہ چکے ہین سنہ ۱۸۶۱ء مین جب سفید دون جاتے ہوئے اکیاون برس کی عمر مین اُنکا انتقال ہوگیا تب راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر اکیس برس کے سن مین اُسکے جانشین ہوئے اور بڈرکہان کا علاقہ اُنکے چھوٹے بھائی سردار بھوپ سنگھہ صاحب کو ملا۔

راجہ بھاگ سنگھہ صاحب کے بھی اکثر قابل الذکر حالات پہلے لکھے جا چکے ہین اور جو اَور لکھنے کے قابل ہین ۰ یہہ ہین کہ اُنہون نے اپنے منجھلے صاحبزادہ کنور پرتاب سنگھہ کی محبّت کے سبب سے جسکی مان طفولیت ہی مین گزر گئی تھی برخلاف اپنے ولیعہد کنور فتح سنگھہ صاحب کے سنہ ۱۸۱۲ء مین یہہ وصیّت نامہ لکھا کہ اُنکی وفات کے بعد کنور پرتاب سنگھہ ریاست کا مالک ہو اور کنور فتح سنگھہ صاحب کو سنگرور اور بسیان کا پرگنہ ملے۔ مگر سرکار انگریزی نے اس وصیّت کو ناانصافی سمجھکر نامنظور کیا اور جب اگلے برس شراب خوری کی کثرت کے باعث سے (جسکو ایک دفعہ چھوڑ بھی چکے تھے) اُنپر فالج گرا اور زبان بند اور ہاتھہ پانوں بیکار ہوگئے سرکار انگریزی نے اُنکے سب سے چھوٹے لڑکے کنور مہتاب سنگھہ کی والدہ رانی سبھرائی کو ضرورتاً منتظم ریاست مقرر فرمانا تجویز کیا کیونکہ کنور فتح سنگھہ صاحب جنسے راجہ صاحب بہت ناراض تھے اُنکی بیماری کے وقت مین اس کام کے

مقرر نہین کئے جاسکتے ہے اور اس سبب سے اُنکی والدہ بہی مقرر نہین کیجاسکتی تہین
کنور پرتاب سنگہہ کو اسواسطے انتظام سپرد نہین ہوسکتا تہا کہ گورنمنٹ علانیہ یہہ حکم دیچکی تہی
کہ یہہ جانشین نہ بنائے جائین - کنور مہتاب سنگہہ ابہی بچے ہی تہے - پس اب صرف
ایک رانی سہرائی صاحب باقی تہین جنکے تقرر کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہوسکتا
تہا اور اُنہون نے اقرار بہی کرلیا تہا کہ مین ولیعہد اور اُنکی والدہ کے مقاصد کی تائید
کرونگی - پس راجہ صاحب نے اِس انتظام کی نسبت اشارون سے اپنی رضامندی
ظاہر کی اور سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے اُنکو راجہ صاحب کے دوست بہائی لال سنگہہ صاحب
رئیس کیتہل کی موجودگی مین منتظم ریاست مقرر کیا مگر کنور پرتاب سنگہہ کو یہہ انتظام ناگوار
ہوا اور اُنہون نے رانی صاحب کے برخلاف تدبیرین کرنی شروع کین اور خفیہ ہی
خفیہ سپاہ جمع کرلی - رانی صاحب نے اُنکو لکہا کہ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ تم بغاوت
کا ارادہ رکہتے ہو اور میری جان لینے کی فکر مین ہو دیکہو بغاوت کا نتیجہ اسکے سوا
کچہہ نہوگا کہ جو کچہہ تمہاری بسر اوقات کے لئے تمکو دیا جاتا ہے اُس سے بہی
ہاتہہ دہو بیٹہوگے اور جو انتظام گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے اُس سے مخالفت کرکے
کامیابی کی امید رکہنی نادانی ہے مگر ان باتون سے کنور صاحب کے دلپر کچہہ اثر
نہوا اور نومبر ۱۹۱۴ء کو اُنہون نے جیند کے قلعہ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا اور رانی

صاحب اور اُنکے مشیر بنیشی جیشی رام اور اور کئی آدمیونکو قتل کروالا۔

اب ناچاری سرکار انگریزی نے کنور فتح سنگھ صاحب کو منتظم ریاست مقرر کیا اور کنور پرتاپ سنگھ کے گرفتار کرنے کو لودہیانہ اور ہانسی سے فوج روانہ ہوئی اور صاحب ایجنٹ کے لکھنے سے سات سو سوار ہمارے یہان سے بھی بھیجے گئے۔ مسٹر ولیم فریزر صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ دہلی اور کرنل آرنولڈ صاحب کو حکم ہوا کہ اگر ذرا بھی مخالفت پائی جائی تو فوراً تدابیر جنگی عمل مین لائین۔ کنور صاحب یہ سنکر کہ سپاہ انگریزی میرے گرفتار کرنیکو آتی ہے بالان والی کیطرف چلے گئے اور اُس پر قبضہ کرلیا پیچھے ہی پیچھے کئی تُرپ انگریزی سوارون کے پہنچے جنکو یہ حکم تھا کہ جب تک پیدل فوج نہ آوے تب تک بالان والی کو گھیرے رکھین اور کنور صاحب کو وہان سے بھاگنے نہ دین۔ چنانچہ جب پانچ کمپنیان پیادون کی معہ تین توپون کے تیسون ۳۰ تمبر کو لودہیانہ سے پہنچی گئین اور کنور صاحب نے دیکھا کہ یہان رہے تو پکڑے جائینگے اسلئے پندرہ ۱۵ منبل ہزار روپیہ نقد اور اور قیمتی اسباب جو قلعہ مین تھا لیکر نکل بھاگے اور پکڑ کر لاتے ہوئے نندپور ماکھووال کے قریب چالیس ۴۰ ہمراہیون کے ساتھہ قتلج سے عبور کرکے پیولا سنگھہ اکالی سے جو دوسرے کنارہ پر اپنی فوج کے پڑا ہوا تھا جاملے اور دو مہینے تک اُسکے پاس رہے اور آخر کار اُسکو

اپنی مدد کیواسطے چڑھا لائے۔

سکھ ہیولا سنگھ کی نہایت تعظیم کرتے تھے پس اُسکا آنا سُنتے ہی اُنکے دلون مین کھل بلی پڑگئی اور کنور صاحب چند آدمیون کے ساتھ قلعہ بالان والی پر پہنچ قابض ہوگئے لیکن جب ہماری سپاہ ہیولا سنگھ کے تعاقب مین ہوئی اور صاحب ایجنٹ کے اشارہ سے کیتھل اور ناہہ کی فوج نے بالان والی کو جا گھیرا تو ۱۸ جنوری ۱۸۱۵ء کو کنور صاحب پکڑے گئے اور دہلی کو بھیجے گئے مگر وہ یہان صرف نظر بند تھے قید نتھے اسواسطے بھاگ کر لاہور چلے گئے مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر نے خوشی سے کارگزاری کے حوالہ کردیا اور قید ہوکر پھر دہلی پہنچے اور اگلے برس وہین اُن کا انتقال ہوگیا۔

۱۸۱۹ء تک کنور فتح سنگھ صاحب منتظم ریاست رہے اور جب سنہ مذکور مین راجہ بھاگ سنگھ صاحب بہادر کا انتقال ہوگیا مستقل رئیس ہوگئے۔ اِنکے عہد کی کوئی بات تاریخ مین لکھنے کے لایق نہین ہے۔ تینتیس ۳۳ برس کی عمر مین فروری ۱۸۴۲ء مین لنگرور کے مقام جب اُنکا انتقال ہوا اُنکے ولیعہد راجہ رنجیت سنگھ بہادر گیارہ ۱۱ برس کے تھے جو تیسرے ۳ جولائی سنہ مذکور کو مسند نشین ہوئے ۱۸۴۶ء مین دسہرہ کی ہولی کے موقع پر لاہور گئے اور چند سردار امرتسر تک آکر بڑی تعظیم و تکریم کے

ساتھہ اُنکو لاہور لیگئے اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے دوآبہ جالندہر مین اُنکو ایک جاگیر عنایت کی۔ اگلے برس جب یہہ پھر وہان گئے تب بھی اُنکو تخمیناً پچیس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ ستلج کے اِس پار ملا مگر یہہ پہلی جاگیر کا ملنا سرکار انگریزی کی ناراضگی کا باعث ہوا وجہ یہہ تہی کہ اسمین ایک گانون ایسا تہا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ کہتے تہے کہ ہماری سرکار سے متعلق ہے مگر سرکار انگریزی نے اسکو تسلیم نہین کیا تہا پس راجہ صاحب نے جو دفعتاً حملہ کرکے اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسکے مالک سردار رام سنگھہ نے صاحب ایجنٹ بہادر کے ہان نالش کی تو راجہ صاحب سے جواب طلب ہوا اور حکم ہوا کہ فوراً اُسکو اُسکے مالک کے حوالہ کرین اور یہہ بھی پوچہا گیا کہ گورنمنٹ کی اطلاع اور اجازت کے بغیر سرکار لاہور کے ساتھہ آپنے ایسا ارتباط کیون پیدا کیا۔ ۱۸۳۴ء مین راجہ صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے حسب الطلب دسہرہ کے موقع پر پھر لاہور گئے اور یہہ بات گورنمنٹ کو اور بھی ناگوار گزری اور غالب ہے کہ راجہ صاحب کو سرکار موصوف کی ناراضی کا خمیازہ اُٹھانا پڑتا مگر قضا نے اس قصہ کا ناگہان اسطرح سے خاتمہ کردیا کہ دوسری نومبر کو جبکہ وہ نیان کے مقام خاصے تندرست تہے اور شام کو حسب معمول شراب بھی پی تہی اور اچھے بھلے سوئے تہے صبح کو جب اُٹھے تو طبیعت کسلمند معلوم ہوئی

اور دمبدم حالت غیر ہونے لگی اور لوگون کے کہنے سے جو پالکی مین سوار ہوکر
نگرور کو روانہ ہوئے تو کانون کے دروازہ کے باہر نہ نکلے تھے کہ دم
نکل گیا اور ریاست راجہ بہاگ سنگھہ صاحب بہادر کی شاخ سے اُنکے چھوٹے
بھائی سردار ہوپ سنگھہ کی شاخ مین منتقل ہوگئی جیساکہ ہم اُوپر لکھہ آئے ہین۔

سرکار انگریزی کی مہم افغانستان پر اور مہاراج کا گورنمنٹ کو روپیہ وغیرہ سے مدد دینا

اِس صدی کے شروع مین سلطنت افغانستان ہرات سے کشمیر
اور ملتان سے سندہ تک تھی اور احمد شاہ دُرّانی کا پوتا زمان شاہ اُسپر
قابض تھا لیکن زمان شاہ نے قوم بارک زئی کو اپنے سے ناراض کرلیا
اور موقع پاکر اُسکے چھوٹے بھائی محمود شاہ نے وزیر فتح خان وغیرہ
بارک زئی سردارونکی مدد سے زمان شاہ کو تخت سے اُتار کر اندھا کر ڈالا۔ اور
آخر کار وہ تو وہیانہ مین اگرچہان سرکار انگریزی نے اُسکے لیے پنشن مقرر کردی
تھی دنیا سے رخصت ہوا۔ ۱۸۰۳ء مین زمان شاہ کے دوسرے بھائی شجاع الملک
نے محمود شاہ سے سلطنت چھین لی اور ۱۸۰۹ء تک اُسپر امن وامان کے ساتھہ
قابض رہا مگر جب سر ایلفنسٹن صاحب سفیر انگریزی جو عہدنامہ کرنیکے واسطے

نہیں گئے تھے کابل سے چلے آئے تو محمود شاہ نے قابو پاکر اُسی فتح خان کی مدد سے شجاع الملک کو سلطنت سے بیدخل کردیا۔ اور وہ کئی برس اِدہر اُدہر پریشان حال پھرا کئے اور جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس مدد کی اُمید سے آئے انہون نے امداد کی جگہہ اُلٹا اُنکو قید کرلیا اور مشہور کوہ نور ہیرا (جسکو نادر شاہ ہندوستان سے لیگیا تھا اور وہان سے احمد شاہ کے ہاتھہ آیا) سنگدلی کے ساتھہ اُنکو بے آب و دانہ رکھکر اُن سے لیلیا اور آخر کار اپنے بڑے بھائی زمان شاہ کیطرح اُنکو بھی سرکار انگریزی سے پنشن اور لودہیانہ مین رہنے کو جگہہ ملی۔

اب محمود شاہ کی کیفیت سُنیئے کہ اُسکے بیٹے **کامران** نے اوّل اُسکو مارڈالا اور پھر فتح خان وزیر کو جسکی بدولت اُسکے باپ کو سلطنت ملی تھی اوّل اندھا کیا اور پھر کبھی کان کبھی ناک اور کبھی ہیہ اُنگلی کبھی وہ اُنگلی کٹواکر مروا ڈالا اور اس سبب سے فتح خان کے بھائی دوست محمد خان وغیرہ جو کابل و قندہار اور کئی صوبون کے حاکم تھے باغی ہوگئے اور کامران کو اُنسے شکست کھاکر اُسکے پاؤن ہرات کو بھاگنا پڑا جہان اپنے جیتے جی حکمران رہا۔ اب اگرچہ کابل و قندہار وغیرہ دوست محمد خان اور اُسکے بھائیون کے قبضہ مین ہے مگر اس انقلاب مین بلخ کو شاہ بخارا اور دیرہ جات کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دبالیا اور سندہ کا صوبہ بھی جو

کنارہ پر تہا خودسر اور آزاد ہوگیا۔

شاہ شجاع الملک بڑے اولوالعزم اور صاحب داعیہ شخص تہے اور اُنکے رفقا بہی ابتک کابل مین بہت تہے پس اُنہون نے ایکدفعہ پہر قسمت آزمائی کا ارادہ کیا اور مارچ ۱۸۳۳ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ عہد و پیمان کرکے جسمین بڑی شرط یہہ تہی کہ افغانستان کے جن صوبون پر اُنہون نے قبضہ کرلیا ہے شاہ اور اُنکا کوئی جانشین کبہی دعویدار نہوگا۔ پہر کابل پر چڑہائی کی اور سندہ کے امیرونکو شکست دیتے ہوئے قندہار جا پہنچے اور اُسکو فتح کرلیا مگر تہوڑے ہی عرصہ کے بعد دوست محمد خان نے شکست دیکر وہان سے نکال دیا اور اُنکو اُلٹے پانون لوٹنا پڑا مین آنا پڑا اور موقع پاکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے پشاور پر بہی قبضہ کرلیا اور ہرچند دوست محمد خان نے اُسکے واپس لینے کیواسطے کوشش کی مگر کامیاب نہوا

یہہ حالات دیکہکر روسیون کو بہی ان اطراف مین اپنے پنجے پہیلانے کی ہوس ہوئی اور انہون نے محمد شاہ بادشاہ ایران کو اُبہار کر ہرات کیطرف فوج روانہ کرادی۔

گورنمنٹ ہند مدت سے چاہتی تہی کہ مابین ایران اور ہندوستان کوئی سدراہ قایم کیجائے تاکہ مغرب کیجانب سے فرانس اور روس کے حملہ کا

جو اُسوقت اندیشہ تہا اُسکی روک ہوجاے - پس اب جو فوج ایران نے
ہرات کو آکر گہیر لیا اور کپتان الگزنڈر برنس صاحب نے (جو بظاہر معاملات
تجارت مین عہدنامہ کرنیکو کابل بہیجے گئے تہے اور اصل مقصد یہہ تہا کہ کچہہ ایسی
تدبیر کیجاے کہ جس سے ایرانی آگے نہ بڑہسکین اور دوست محمد خان اور
مہاراجہ رنجیت سنگہہ مین صلح قایم ہوجاے) ظاہر کیا کہ دوست محمد خان
روسیون کے ساتہہ بالکل ہمصلاح ہے اور اُنہون نے اُس سے پکّا
وعدہ کرلیا ہے کہ ہم تمکو پشاور واپس دلادینگے اِس سے گورنمنٹ کو
زیادہ تر کھٹکا ہوگیا اور اسکے دفعیہ کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ شاہ شجاع الملک
کو بیجکر پہر تخت کابل پر بیٹہایا جاوے - مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو بہی اس منصوبہ
مین شامل کرلیا گیا اور سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ اور شاہ شجاع الملک
کے باہم ایک عہدنامہ لکہا گیا - جسکی بڑی شرطین یہہ تہین کہ شاہ شجاع الملک
یا اُنکا کوئی جانشین اُن علاقون پر دعوی نکریگا جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے دبائے
ہین اور شاہزادہ کامران حاکم ہرات پر جو اُنکا بہتیجا ہے حملہ نکیا جائیگا اور
نہ اُسکے مقبوضہ مُلک سے کچہہ تعرض ہوگا اور تینون سرکارون کے
دوست اور دشمن ایک دوسرے کے دوست اور دشمن ہونگے اور سندہ کا

ملک ہمیشہ میران سندہ کے قبضہ مین رہیگا سرکار افغانستان کو
اُس سے کچھہ علاقہ نہو گا اور سندہ کے میرون سے یہہ عہد ہو گیا کہ فوج
انگریزی کو اپنے ملک مین سے افغانستان کیطرف جانے دین۔
جب یہہ تجویز پختہ ہو گئی مہاراج نے گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ
ہر ایک طرح کی مدد دینے کو جو ہمسے ہو سکتی ہو ہم حاضر ہین اور پچیس لاکھہ روپیہ
بطور قرض گورنمنٹ کو دیا اور بلحاظ اُس تعلق کے جو اس ریاست کو شاہ
عالیجاہ احمد شاہ کے ساتھہ تھا گورنمنٹ کی اجازت سے راقم کے والد حکیم
سیّد سعادت علی صاحب مرحوم کو جو اُسوقت میر منشی کے عہدہ پر سرفراز
تھے چند تحایف دیکر بطور سفیر بمقام فیروز پور شاہ کیخدمت مین بھیجا تاکہ پُرانا تعلق
یاد دلاکر مہاراج کے اخلاص اور خیر خواہی کا یقین دلائین۔ گورنمنٹ نے اس
خیر خواہانہ ارادہ کی نسبت شکریہ ادا کیا اور شاہ نے بھی نہایت خوشی سے تحفے
قبول کئے۔ اُسوقت بہت سے اونٹ بھی فوج کی بار برداری کیواسطے
کابل بھیجے گئے تھے جسکی نسبت جنرل پارسنس صاحب کیسری جنرل نے
اپنا شکریہ لکھا اس عہد و پیمان کے بعد سر ولیم میگناٹن اور اگلنڈ برنس
اور سر جان کین صاحب کمانڈر انچیف احاطہ بمبئی نے ساڑھے سات

ہزار فوج اور ایکسو دس توپون کے ساتہہ درہ بولان کی راہ سے شاہ کو قندہار لیجاکر آٹہوین مئی ۱۸۳۹ء کو تخت پر بٹہادیا اور تیسوین جولای کو غزنی اور ساتوین اگست کو کابل ہی فتح ہوگیا اور تیسری ستمبر کو شاہ کا بڑا بیٹا تیمور ہی جسکے ساتہہ پانچ ہزار اپنی اور چہہ ہزار مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی فوج تہی درہ خیبر کی راہ سے کابل مین پہنچگیا۔ اور بالوس اور خراب وتباہ ہوکر اگلے برس چوتہی نومبر کو دوست محمد خان ہی از خود حاضر ہوگیا اور قیدکر کے ہندوستان کو بہیجا گیا۔

جب سب طرح سے انتظام ہوگیا اور شاہ کی حکومت بخوبی جمگئی سر ولیم میگناٹن صاحب کا ارادہ ہوا کہ الگزنڈر برنس صاحب کو اپنی جگہہ چہوڑکر اور اُس فوج کو جو ابتک کابل مین تہی ساتہہ لیکر ہندوستان کو اپنے عہدہ گورنری بمبئی پر جو ابہی اُنکو ملا تہا چلے آئین کہ اتنے مین ایک روز امین اللہ خان اور عبد السلام وغیرہ چند افغان سردارون نے جو برنس صاحب وغیرہ بعض جوان انگریزی افسرونکی حرکات عیاشی اور بدکلامی کی شاہ سے نہایت شکایت کی مشہور ہے کہ شاہ کے مونہہ سے دربار مین بیٹہے یہہ نکلگیا "از شما ہیچ نمی آید" یعنی تم لوگون سے کچہہ بن نہین پڑتا۔

پس اُنکا یہہ کہنا تہا کہ یکایک دوسری نومبر ۱۸۴۱ء کو دن نکلتے ہی پٹہانون نے بلوہ کر دیا اور برنس صاحب اور اور انگریزون کو جو شہر مین رہتے تہے قتل کر کے برنس صاحب کا سر بازار چارچتہ مین لوگون کے دیکہنے کیواسطے لٹکا دیا۔ اب اگر چہاونی سے فوج فوراً شہر مین چلی آے تو انتظام کر لینا کچہہ مشکل نہ تہا مگر فوج کے سردارون سے ایسی سوء تدبیری ہوئی کہ وہ بجاے اسکے کہ شہر مین آکر انتظام کرین سپاہیون کے اِدہر اُدہر بہیجنے بلانے اور بیفائدہ جوڑ توڑ لگانے مین اپنا وقت ضایع کرنے لگے اور جنرل الفنسٹن اور برگیڈیر شلمٹن صاحب نے میگناٹن صاحب کو یہہ صلاح دی کہ اب یہان رہنا مناسب نہین جسطرح ہو سکے جلال آباد چلے اور وہان سے ہندوستان کو روانہ ہو جاے۔ یہہ دیکہکر کابل اندر باہر تمام پہاڑی افغانون سے بہر گیا اور بائیسوین نومبر کو دوست محمد خان کا مشہور اور نامور بیٹا محمد اکبر خان بہی والی بخارا کے قیدخانہ سے بہاگ کر اُنمین آشامل ہوا اور اُسمین اور میگناٹن صاحب مین صلح کی بابت پیام سلام ہونے لگے اور تیئیسوین دسمبر کو جو چہاونی کے باہر دونون کی ملاقات ہوئی تو اکبر خان نے کسی بات پر دفعتہ بگڑ کر تپنچہ مار کر اُنکو مار ڈالا اور اُنکے ہمراہی آٹہہ سات انگریزون کو گرفتار کر لیا اور یہہ دیکہکر

انگریزی فوج کے سردارون کے رہے ہے اوسان جاتے رہے اور
چونکہ دوست محمد خان ہندوستان مین سرکار انگریزی کی قید مین تہا تمام
خزانہ اور توپخانہ اور بہت سے انگریزون کو اُسکی عوض محمد اکبر خان کو اُول مین
دیکر چٹی جنوری ۱۸۴۲ء کو صرف چھ توپون کے ساتہہ جلال آباد کو چل پڑے۔
بُٹ خاک کے مقام اگرچہ بہت لوگ بلوائیون کے ہاتہہ سے مارے گئے جنکو
محمد اکبر خان بظاہر تو منع کرتا تہا مگر پشتو مین یہہ کہتا تہا کہ ایک بہی زندہ جانے
نپائے۔ لیکن جب آٹھوین کو درہ خورد کابل مین پہنچے جسکے دونون طرف
بہت اُونچے اُونچے پہاڑ کٹرے ہین اور جو ندی اُسمین بہتی ہے وہ درہ کے موڑون کے
سبب سے اٹہائیس بار اُترنی پڑتی ہے۔ برف کی کثرت اور قدم قدم پر ندی کے غضب کے ٹہنڈے
پانی جسمین پانوں ڈالتے ہی بیکار ہو جائین اور پہاڑون پر سے گولیون اور پتہرون کی بوچہار
سے اگلی منزل تک پہنچتے پہنچتے تین ہزار سے زیادہ آدمی ضایع ہو گئے اور چونکہ یہی آفت اگلی منزلون
مین بہی تہی میدان تک پہنچتے پہنچتے ایکہفتہ کے اندر سولہ ہزار پانسو مین سے صرف دو سو ستر
سپاہی اور چار ہزار بہیڑ کے آدمی باقی رہ گئے جنکو محمد اکبر خان نے لوٹ کسوٹ کر
ہندوستان کو رخصت کیا اور انگریزون مین صرف ڈاکٹر بریڈن صاحب
کسیطرح بچکر نکل آئے مگر جنرل سیل صاحب جلال آباد کو اور جنرل ناٹ صاحب

قندہار کو تہاے رہے۔

اس حادثہ کی خبر کے پہنچنے پر سرکار انگریزی نے اپنے نام اور عزت کیواسطے دوبارہ فوج کشی کی یہہ فوج درہ خیبر سے کابل کو گئی اور جنرل پالک صاحب سولہوین اپریل کو جلال آباد مین اور پندرہوین ستمبر کو اکبر خان کو شکست دیتے ہوے کابل مین جا داخل ہوے اور انتقام کی یادگار کے طور پر مشہور دروازہ چندن کو بارود سے اڑا دیا اور جنرل ناٹ صاحب ہی غزنی کو فتح کرتے ہوے وہان پہنچگئے چونکہ انکے پہنچنے سے پہلی مارچ ہی مین دوست محمد خان کے ایک رشتہ دار نے شاہ شجاع الملک کو رات کیوقت قلعہ بالاحصار کو جاتے ہوے مار ڈالا تہا اسلئے جنرل پالک صاحب کو بجز اپنے قیدیون کے چھڑانیکے جنمین مردون کے سوا تیرہ ۱۳ یمین اور انیس ۱۹ بچے تہے اور جنکو محمد اکبر خان نے بامیان کیطرف بہیجدیا تہا تاکہ تورانی سردارون کے پاس غلامی کیواسطے بطور تحفہ بہیجے جائین اور کچہہ کام باقی نتہا۔

غریب قیدیون کی تقدیر اچہی تہی جو انکے محافظ صالح محمد خان نے بیس ہزار روپیہ نقد اور ہزار روپیہ ماہوار کی پنشن کے وعدہ پر انکو صحیح و سلام انگریزی فوج مین پہنچادیا اور وہ انکو اور سلطان محمود غزنوی کے مقبرہ کے صندل کے

کو اڑون کو جنکو وہ سونا تہ کے مشہور مندر سے ۱۸۴۴ء مین اُتار کر لیگیا تہا بطور نشان فتح کے ساتہ لیکر ہندوستان کو اچلے آئے اور امیر دوست محمد خان کو وطن جانے کی اجازت ہوگئی۔ اس موقع پر بہی پانچ لاکہ روپیہ حسب الطلب سرکار انگریزی کو اس ریاست سے بطور قرض دیا گیا۔

ضلع ہریانہ اور بٹیانہ کی سرحد کے تنازعہ معروف مقدمہ نیلی[۱] کی ابتدا اور خاتمہ کا ذکر

مہاراج امر سنگہہ بہادر نے جو فتوحات ملک ہریانہ اور بٹیانہ مین جو اب ضلع حصار اور سرسہ کے نام سے مشہور ہے بٹی راجپوتون کو زیر کر کے حاصل کی تہین مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کی خوردسالی اور مختلف بغاوتونکے سبب سے دیوان نانون مل مدارالمہام ریاست کو اُنکے قابل اطمینان استحکام دینے کی فرصت نہ ہوئی۔ علاوہ بریں (چالیسہ) یعنی ہمنہ ۱۸۴۰ انعالی ۱۸۳۷ء کے مشہور قحط اور نواب محمد امین خان بہٹی کے بیٹون قمرالدین خان اور خان بہادر خان کی مار دہاڑ اور لوٹ کہسوٹ نے اسملک کو ایسا صدمہ

---

[۱] ضلع ہریانہ اور بٹیانہ کے لوگ دریا گہگر کو نالی یا نیلی کہتے ہین چونکہ یہہ دریا اکثر اون دنیا سے قریب ہوکر گذرا ہے جنگا تنازعہ تہا اسواسطے یہہ مقدمہ بہی اُسکے نام سے مشہور ہوگیا۔ ۱۲ - مولف

پہنچایا کہ ویران مطلق اور بے چراغ ہوگیا۔ یہانتک کہ قصبہ تانسی۔ حصار۔ تو ہانہ
توشام۔ سرسہ اور فتح آباد مین بھی اُلّو بولنے لگے اور سوائے چند بڑے بڑے
گانون کے جنمین زبردست قومین آباد تہین کہین آبادی کا نام ونشان نرہا
۔ان بہتی سردارون کا دستور تہا کہ جب کسی سے لڑنے یا کہین لوٹ کہسوٹ کیواسطے
جانا چاہتے تو اپنی رعایا قوم وٹّو۔ جوہیا۔ پنجاوہ کی اطلاع کیواسطے جوہی اُنکی
گویا فوج تہی ڈہول بجواتے جسکی آواز سُنکر اپنے اپنے مسکنون سے یہہ لوگ
اکٹھے جمع ہو جاتے۔ اِس قزاق گروہ کو کمک کہا جاتا تہا اور چونکہ یہہ لوگ اُنکے
تنخواہ دار نوکر نہوتے تہے اسواسطے یہہ قاعدہ تہا کہ لوٹ مین سے جو مال
ناقص اور کم قیمت ہوتا علیحدہ نکالکر نوّاب کو دیدیتے جسکا نام اُنکی اصطلاح مین
چہنٹ مشہور تہا اور باقی آپسمین تقسیم کرلیتے۔ اِسوقت فتح آباد خان بہادر خان
اور سرسہ قمرالدین خان کے قبضہ مین تہا اور حصار سے سرسہ تک قریب
پچاس میل کے فاصلہ مین جہان اب بیسیون گانون نظر آتے ہین صرف بڑے
بڑے گیارہ گانون آباد رہگئے تہے ۱۷۹۰ء تک اِسملک کی یہی حالت رہی وجہہ
یہہ تہی کہ سلطنت دہلی مین خود ہی طاقت نہتی اور مہاراج صاحب سنگھ بہادر
کی خودسالی کے سبب سے اِس ریاست مین ایسی ہل چل پڑی ہوئی تہی کہ جس سے

ایسے ویران اور غیر آباد ملک کیطرف توجہ کرنی محال تہی مگر جب مرہٹون کے
دہلی مین بخوبی پانون جمگئے جارج طامس معروف جہاج صاحب نے جسکا
حال ہم پیچہے لکہہ آے ہین جہجر سے اگر شہر ہانسی کو پھر بسایا اور قلعہ کی مرمت کی
اور ہنسی۔ حصار۔ توشام اور برواله وغیرہ پر قبضہ کیا اور ۱۷۹۹ء مین قمرالدین خان
کی مدد کیواسطے رانیان گیا اور بٹنیر اور گڈہی بن گوہر کو بیکانیر والون سے اُسکو
چھڑادیا اور اُسکے عوض مین بائیس ہزار روپیہ نذرانہ لیکر چلا آیا۔ اگرچہ اُسکی رعب و داب
کے باعث سے چار برس ملک مین کسیقدر امن رہا اور ہریانہ کے اکثر مقامات
پر وہ قابض ہوگیا مگر جس جس جگہہ بہٹیون کا قبضہ تہا اُنپر وہ بدستور قابض رہے
اور اُنکی آزادی کی نسبت طامس صاحب نے کچہہ مزاحمت نکی ۱۸۰۱ء مین
ہریانہ مرہٹون اور ۱۸۰۳ء مین سرکار انگریزی کے قبضہ مین آیا۔ مگر ۱۸۰۹ء تک
وہی چند دیہات جو آباد تہے سرکار انگریزی کے قبضہ مین تہے۔ اور فتح آباد۔
اور سرسہ بہٹیون کے پاس تہا۔ ۱۸۰۸ء کے اختتام پر جب نامدار مرحوم
کے مورث اعلے نواب عبدالصمد خان نے جو گورنمنٹ انگریزی کیطرف
سے ہریانہ کا ناظم تہا اور ہانسی مین رہا کرتا تہا نظامت سے استعفا دیا اُسوقت
ہی مُلک مین بڑی بے انتظامی ہورہی تہی اور چہوٹے چہوٹے گانون جڑکر

بڑے بڑے گانوؤں مین پناہ کیواسطے چلے گئے تہے اور قصبہ بہوانی
باغی تہا اور خان بہادر خان فتح آباد والہ بدستور لوٹ مار کرتا اور دیہات
مقبوضہ سرکار انگریزی کو تکلیف دیتا تہا اسلئے سرکار انگریزی نے اُسپر فوج کشی
کی اور فتح آباد کو اُس سے چھین لیا۔ لیکن تاہم مغرب کیجانب سرسہ سے
ریگستان بہاول پور اور شلج تک جو ملک ہے اُسپر بہٹی بدستور قابض ہے
اور آخر کار جب ۱۸۱۸ء مین ہمدانی خان تحصیلدار فتح آباد کے ساتہہ بستی
بہیمان کے رہنے والے شفیع نامے ایک پچہادہ کا دنگہ ہوگیا اور پچہادونے
فتح آباد کو لوٹ لیا اور قمرالدین خان کے بیٹے ضابطہ خان کی اسمین
شانش پائی گئی۔ تب سرکار انگریزی نے اُسپر فوج کشی کرکے سرسہ پر بہی قبضہ
کرلیا۔ اگرچہ ۱۸۰۳ء سے ۱۸۱۸ء تک مختلف اوقات مین اسملک کے آباد
حصّون پر سرکار انگریزی قابض ہوئی مگر اس پندرہ برس کے عرصہ مین ہماری
جانب سے بہی بہٹیون کو مغلوب کرنے اور علاقہ کے آباد کرنیمین برابر کوشش
ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۱۹ء مین زیر اہتمام لالہ دیوی سہائے کہتری ریاست
کے ایک مشہور عہدہ دار کے جسکی سمادہ ابتک موضع گوڑہا مین موجود ہے۔
گوڑہا مین جو سرسے صرف چودہ میل کے فاصلہ پر تہا۔ ہمارے سپاہیون کی

ایک چوکی قایم ہوئی اور دوسرے سال کسیقدر سوار ہی وہان متعین ہوئے
اور مختلف تدبیرون سے مُلک کے آباد کرنیمین کوشش ہوتی رہی یہانتک
کہ ۱۸۲۶ء مین آبوہر کا پرگنہ ہی اکثر آباد کیا گیا جو گوڑگانہ سے ساٹھ میل شمال مغرب
کیطرف ہے اور وہانکی گڑہی کی مرمت کرائی گئی اور اگرچہ یہہ سب کچھہ حکّام
انگریزی کی آنکھون کے سامنے ہوتا رہا مگر کسی نے ہمکو کبھی نہین پونچہا کہ
تُم یہہ کیا کرتے ہو۔ اور ۱۸۰۳ء سے ۱۸۳۵ء تک بلا روک ٹوک ہم
اپنے مقبوضات پر قابض رہے۔ لیکن سنہ مذکورمین مسٹر ولیم فریزر صاحب
نے اس بنیاد پر کہ گورنمنٹ انگریزی مرہٹون کی قایم مقام ہے اور اس
سبب سے اُس تمام قطعہ مُلک کی مستحق ہے جسپر مرہٹے قابض تھے
گورنمنٹ کو ہمارے مقبوضات پر دعویٰ کرنے پر مایل کیا اگرچہ صاحب
موصوف نے ۱۸۱۸ء مین ہی جب اِس ضلع کے حاکم تھے گورنمنٹ
کو اسباب مین پوٹ کی تہی مگر اُسپر کچھہ التفات نہوا تہا۔ علی ہذا ان سے
پہلے اس ضلع کے حاکمون مسٹر گارڈنر صاحب اور مسٹر برون صاحب
کی رپوٹون پر بہی کچھہ توجہہ نہوئی تہی مگر اب جو صاحب موصوف دہلی کے
رزیڈنٹ ہوگئے اپنی تحریک پر کامیاب ہوئے اور مسٹر راس بیل صاحب

کلکٹر حصار ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان بطور ثالث مقرر کئے گئے
اور تصفیہ کیواسطے گورنمنٹ نے یہہ قاعدہ قرار دیا کہ ۱۸۰۳ء مین جہان
جہان پٹیالہ کا قبضہ تہا وہ پٹیالہ کو دیا جاے اور جو کچھہ اس ضلع کے
پہلے فرمان روایون کے قبضہ مین تہا وہ گورنمنٹ کا حق سمجھا جاے
اور ضلع فتح آباد اور سرسہ جو ۱۸۰۹ء مین سرکار انگریزی کے قبضہ مین
آے انکی نسبت بہی اسی قاعدہ کے موافق عمل کیا جاے۔ آغاز حال مین
اگرچہ مسٹر بیلی صاحب کا منشا ہماری نسبت بُرا نہ تہا مگر جب مہاراج
نے اس ثالثی کو نامنظور کیا اور بلالحاظ ہماری رضامندی کے گورنمنٹ نے
حکم دیا کہ تحقیقات کی رو سے جو نتیجہ نکلے اُسکے موافق فیصلہ کیا جاے اور
صاحب موصوف نے تحقیقات شروع کی۔ چونکہ بعض وجوہ سے صاحب
موصوف کو یہہ خیال ہوگیا کہ اہلکاران ریاست اُنکی آزادانہ کارروائی
مین مزاحمت اور حرج کرتے ہین اسلئے ناراض ہوکر اُنہون نے اٹکل پچو
ایک ایسی رپورٹ کردی جو ہمارے حق مین نہایت ہی مضر تہی اور ایک
وسیع قطعۂ زمین جو سو میل سے زیادہ طول اور پندرہ بیس میل سے زیادہ
عرض مین تہا اور جسکو ہمنے بہت سے صرف مال و جان کے ساتہہ نہایت

محنت اور کوشش سے ابتک اپنے قبضہ مین رکھا اور آباد کیا تہا ہماری حکومت سے نکالکر اپنی سرکار کے ماتحت کرلیا۔ اس فیصلہ کی نسبت ہماری طرف سے بڑی داد فریاد ہوئی اور آخر کار شروع جنوری ۱۸۴۰ء مین گورنمنٹ نے مسٹر کانولی صاحب کو اس مقدمہ کی نظر ثانی کیواسطے مقرر فرمایا۔ صاحب موصوف کی تحقیقات سے مسٹر بیل صاحب کی کارروائی صریحًا غلط ثابت ہوگئی اور منجملہ دو سو چہیاسٹہ ۲۶۶ گانون جمعی ڈیڑہ لاکھ روپیہ سالانہ کے نوّہ ہزار ۹۰۰۰۰ روپیہ کی آمدنی کے ایکسو اُنیس ۱۱۹ گانون ہمکو واپس ملنے تجویز ہوے۔ اگرچہ اس فیصلہ کی نسبت بہی ہمکو بحث عذر تہا کیونکہ ہم اس تمام متنازعہ زمین کو بالکل اپنا حق سمجہتے تہے مگر گورنمنٹ نے جب یہہ کہا کہ اگر اس فیصلہ کو منظور نہین کروگے تو یہہ گانون بہی نہین دیئے جائنگے ناچاری قبول کرنا پڑا اور اُسوقت سے کہ جب سے سرکار انگریزی نے ان دیہات پر اپنا قبضہ کرلیا تہا بعد منہائی فیصدی بیس روپیہ چہ انتظام کے انکی آمدنی بہی اپریل ۱۸۴۲ء مین ہمکو ملگئی اور اس طرح سے سرحد ہریانہ کا فیصلہ ہوگیا۔

اب بہٹیانہ کی کیفیت سُنئے کہ جب مسٹر بیل صاحب کے فیصلہ کی رو سے مُلک کا اسقدر وسیع قطعہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا تو سرحد

رانیان اور ابوہر حصار سے علیحدہ کئے جاکر ایک نیا ضلع ضلع سرسہ کے
نام سے قایم کیا گیا مسٹر کانولی صاحب نے اسکی بابت جو رپوٹ کی
اگرچہ ناواقفی کے سبب سے اُسمین دیہات کے نام اور تعداد صحیح لکھی گئی مگر
اُنہون نے یہہ لکھا کہ جسقدر رقبہ دیہات ریاست کے قرب مین واقع
ہو وہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ اُن دیہات کے باشندے ضرور اپنے قریب
کی افتادہ زمینون مین اپنے ڈنگر چراتے ہونگے۔ گورنمنٹ نے اس تجویز
کو منظور کیا اور پیمایش کرکے دیہات متنازعہ کے تقسیم کر دینے کا حکم دیا ۱۸۴۴ء
مین یہہ پیمایش ختم ہوئی اور کپتان رابنسن صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع
بہٹنیانہ نے اپنی رپوٹ مین لکھا کہ منجملہ ایکسو چوالیس ۱۴۴ گانون کے جو ریاست پٹیالہ کے گانون
پٹیالہ کو واپس دیئے جائین چونکہ اسکی نسبت بھی سرحد ہریانہ کی طرح ہمارے
بہت سے اعتراض تھے اسلئے خط و کتابت مین چار برس گزر گئے یہانتک
کہ سرکار لاہور کے ساتھہ لڑائی شروع ہوگئی اور مہاراج کا انتقال ہوگیا۔ پھر پنجاب
کی دوسری لڑائی ہوی اور یہہ مقدمہ آگرہ یعنی گورنمنٹ مغربی و شمالی سے لاہور
یعنی صدر پنجاب کو منتقل ہوگیا اور اِن وجوہ سے حکام کو اسکے تصفیہ کی فرصت
نہوئی آخرکار مسٹر جارج کارنک بارنس صاحب کمشنر مالک این روے

تھا جسنے اس ریاست کا پولیٹیکل تعلق تھا ۱۸۵۵ء مین اسکی نسبت یہ رپوٹ کی
کہ اگرچہ ریاست کا کچھ حق نہین ہے مگر چونکہ قاعدہ مجوزہ گورنمنٹ منظور ہوچکا ہے
اسواسطے پٹیالہ کو کچھ نہ کچھ دینا ضرور چاہیے اور چونکہ کانولی صاحب کی تجویز
سابقہ مین کچھ تشریح نہین کی گئی تھی کہ کسقدر گانون واپس دیئے جائین اسواسطے
صاحب موصوف نے لکھا کہ منجملہ دیہات متنازعہ بین گانون پٹیالہ کو
دئیے جائین اور اگر یہہ کافی نسمجھے جائین تو سات اور دیئے جائین اور یہہ
گانون اسطور پر انتخاب کئے جائین جس سے سرحد کی صورت نہ بگڑے اور پرگنہ
کی لین مین بی خلل واقع نہو چنانچہ جو دیہات اس لین کے قریب تھے اُن کا
سرکار انگریزی کے قبضہ مین رہنا تجویز کیا مگر صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب نے
اس سے اتفاق نکیا اور اپنی راے مین یہہ لکھا کہ کرنل رچمنڈ صاحب بہادر
ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے مراسلات اور مہاراج کے جوابات سے ثابت
ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر نے مسٹر کانولی صاحب کے فیصلہ کو منظور
نہین کیا اور اگرچہ یہہ حکم ہوا تھا کہ اگر ریاست فیصلہ کو منظور کرے تو جو تجویز بابت
واپسی دیہات کے ہوئی ہے وہ منسوخ سمجھی جاے مگر اسپر عمل نہین ہوا
بلکہ کئی دفعہ اسمین مباحثہ ہوا اور کئی دفعہ ریاست کو اپنے وعدون کے پیش

کرنے کی اجازت دیگئی۔ علاوہ برین خود گورنمنٹ کی کارروائی مین بہی کسیقدر تاخیر ہوئی۔ پس ان وجوہ سے ریاست کو دیہات مجوزہ کی آمدنی ۱۸۴۳ء سے دینی واجب ہے اور اگرچہ انتظام ۱۸۴۲ء کی گورنمنٹ پابند نہین سوائے کہ کپتان رابنسن صاحب کی رپوٹ پر کچہہ حکم نہین ہوا تہا مگر تاہم اسبات مین کچہہ شک نہین کہ مسٹر کانولی صاحب کے فیصلہ کی رو سے سبکو گورنمنٹ قبول کرچکی تہی اکتالیس[۴۱] گانون جو صاحب موصوف نے تجویز کئے تہے پٹیالہ کو دئے جانے چاہئین اور اگر ریاست کے علاقہ مین پرگنہ کی لین کے جانے سے کچہہ حرج ہو تو جن دیہات مین سے لین گئی ہو انکی مساوی آمدنی کے اور گانون معاوضہ مین دیئے جاوین۔

گورنمنٹ اعلے نے اس تجویز کو منظور کیا اور اکتالیس[۴۱] گانون مع بقایا آمدنی از ابتداے ۱۸۴۳ء لغایت یکم مئی ۱۸۵۶ء جب کہ راقم آنریبل جان کالون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت مین بمقام نینی تال ریاست کی طرف سے وکیل[۵] تہا دیدینے کا حکم ہوا اور چھبیس[۲۶] گانون ضلع سرسہ سے اور چار ہزار ایکسو تینتالیس روپیہ کی آمدنی کے باقی ماندہ

[۵] اگرچہ ریاست کا پولیٹکل تعلق ضبطی پنجاب کیوقت سے گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی

پندرہ[۱۵] دیہات کے معاوضہ مین اسپال بدرہ - بہینی - ساہو کے اور مندیر پانچ گانون بہدوڑ کے علاقہ مین سے جواب سے قریب تین ہی برس کے ہوے ریاست کے تحت سے نکالکر ضلع لودہیانہ کے متعلق کرلیا گیا تہا جسکا ذکر ہم آیندہ لکہینگے ہمکو ملگئے اور یہہ طول طویل جہگڑہ جسکی ابتدا ۱۸۰۳ء سے تہی ختم ہوگیا۔

بہائی اودے سنگہہ صاحب والی کیتہل کی وفات اور سرکار انگریزی کا ریاست کو ضبط کرنا

خاندان[۱۵] کیتہل کے اخیر رئیس بہائی اودے سنگہہ صاحب نے جب پندرہوین[۱۵] مارچ ۱۸۴۳ء مطابق پہاگن سدی چودس[۱۴] سمت ۱۹۹۹ کو لاولد قضا کی سرکار انگریزی

---

۱۵ خاندان کیتہل خاندان پہول کے جد اعلے سدہو کے بیٹے ڈاہڑا جی کی اولاد مین ہے۔ ڈاہڑا کا پوتا بہائی بہگتو ایک خدا پرست شخص ہوا جسکو لکہپتی چوتہے گرو

۱۵ سے موقوف ہوکر گورنمنٹ پنجاب کو منتقل ہوگیا تہا مگر اس سبب سے کہ یہہ قصہ ریاست کا ہے مکان مین ذکر ہے اور ضلع سرسہ گورنمنٹ موصوف کے ماتحت تہا اسواسطے دستور سابق کے موافق ریاست کی طرف سے صاحب کمشنر دہلی اور گورنمنٹ اصلاع شمالی و مغربی کی خدمت مین ایک عہدہ دار بطور وکیل کے رہتا تہا چنانچہ سب سے اخیر وکیل جو گورنمنٹ موصوف کی خدمت مین بہیجا گیا میر تہا اور ستمبر ۱۸۵۶ء مین جب مہنی تمال سے رخصت لیکر پٹیالہ چلا آیا پہر وہان کوئی وکیل نہین بہیجا گیا

نے موافق اُس قاعدہ کے جو ریاست جیند کے معاملہ مین قرار دیا تھا تجویز کیا
کہ اُسقدر مُلک جو بہای گوبند سنگھہ بانی ریاست کے قبضہ مین تھا مَیس موضے
کے قرابت داران جدّی کو دیا جاکر باقی ضبط کیا جاے۔ اور مسٹر گریٹ ہیڈ
صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل انبالا اسکی تعمیل کیواسطے کیتھل گئے۔ چونکہ بہای

گرُو رام داس اور اُنکے صاحبزادہ گرُو ارجن صاحب کی خدمتمین جنکی وفات
ماہ جیٹھہ سمت ۱۶۶۱ مین ہوئی بہت سموخ تھا۔ اور انہون نے اسکو غنّا بہای کا لقب دیا تھا
جو اُسکی اولاد مین اب تک بطور فخر چلا آتا ہے بہای ہمسنگھہ کی اولاد کی کئی شاخین ہوئین مگر
یہان ہم صرف اُس شاخ کا ذکر کرتے ہین جو ریاست کیتھل کی بانی ہوئی۔ بہای بھگتو
کا بیٹا بہای گورا اور اُسکا بیٹا بہای دیال سنگھہ ہوا۔ ابتک یہ لوگ صرف دیوٹھا
اور مذہبی شخص تھے مگر دیال سنگھہ کے بیٹے بہای گوبند سنگھہ نے جو مہاراجا سنگھہ بہادر کے ہمعصر
اور دوست ہی تھے دولتمندی اور دینداری کے ساتھہ سپہ سالاری کی صفت کو بھی شامل کیا
اور مہاراج کی امداد اور مہربانی سے بہت سا مُلک حاصل کیا۔ اُنکی وفات کے بعد ریاست
اُن کے پانچ بیٹون بڈھا سنگھہ۔ دیبا سنگھہ تخت سنگھہ ولیسو سنگھہ اور مکھّا سنگھہ مین
تقسیم ہوئی اور اُنہون نے حتی المقدور اُسکے وسعت دینے مین کوشش کی۔ بہای
ولیسو سنگھہ جو زیادہ شجاع اور لیتے تھے سمت ۱۸۰۲ مین بہیکہ بخش خان اور نعمت خان نامے
پٹھانون کو مغلوب کرکے قصبہ کیتھل پر قابض ہوے جسکے نام پر یہہ ریاست مشہور ہوئی
یہہ ایکدفعہ اپنے بڑے بہای بڈھا سنگھہ کی مدد سے تھانیسر پر بھی قابض ہوگئے تھے

ریاستونکا خاندان کیتہل سے ایک بہت بڑا تعلق تہا اور اس سبب سے بہی کہ خود ہمارے لئے ایک بُری نظیر قایم ہوتی تہی ہم اس قاعدہ پر عمل ہونا نہین چاہتے تہے اور ہمارا منشا تہا کہ موافق اُن نظایر کے جو خاص اس خاندان کی بابت موجود تہین اور جنکی تائید خود سرکار انگریزی نے کی تہی اس مقدمہ کا فیصلہ ہو اور تمام و کمال

مگر سردار بہگا سنگہہ نے اُسکو وہان سے پہر چھڑا دیا سنہ ۱۸۱۲ء مین فتح پور پونڈری کا علاقہ اُنکے قبضہ مین آیا اور اب یہہ ریاست بہی ایک بڑی ریاست شمار ہونے لگی - اسی برس اُنکا انتقال ہوگیا اُنکے بجاے سنگہہ اور لال سنگہہ دو بیٹے تہے جنمین سے وہ بڑے کو بہت چاہتے تہے اور چہوٹے سے ناراض تہے اور اُسکو قید کر رکہنا چاہتے مگر بجاے سنگہہ کے ظلم و تشدد کے سبب سے اُس سے ناخوش تہے اور بہای لال سنگہہ صاحب کو پسند کرتے تہے - پس جب بہای دیسو سنگہہ صاحب کا انتقال ہوا بہای لال سنگہہ صاحب نے سپاہ کی مدد سے قید سے نکلکر بجاے سنگہہ کو اپنی جگہہ بہایا اور جب کچہہ عرصہ بعد وہ قید سے چہوٹا تو جٹیون کی کُل کے مقابلہ مین مارا گیا - اُنکے زمانہ مین اس ریاست کو بڑا فروغ حاصل ہوا اور این روے ستلج کی ریاستونمین پٹیالہ کے بعد یہی ریاست سب سے بڑہ کی گنی جانے لگی انہون نے مارچ سنہ ۱۸۱۴ء مین جبکہ باتفاق راجہ بہاگ سنگہہ صاحب والی جیند اور ہمارے الکار سردار جیمن سنگہہ کے ہندوستان پہاڑیہ کے مقام لاڈلیک صاحب کی خدمت مین حاضر ہوے تہے سرکار انگریزی کے ساتہہ توسّل پیدا کیا اور جب نیپالی سنہ ۱۸۱۴ء مین لارڈ موصوف ہستپور کے ساتہہ لڑائی مین مصروف تہے جو مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی پناہ دہی کے سبب سے ہوئی تہی اور ہلکر کے ایک سردار امیکا راؤ نامی

علاقہ جو بہائی اودے سنگھہ صاحب کے قبضہ مین تہا بہائی سُکھا سنگھہ کے
بیٹے بہائی گُلاب سنگھہ کو ملے اسلئے ہماری تینون ریاستون کے
معتمد صلاح ومشورہ کے واسطے وہان گئے ہوئے تہے مگر ٹیک سنگھہ وغیرہ
سردارون کی نادانی اور کوتہ اندیشی سے دسمبر اپریل سنہ مذکور کو سپاہ

نے پانی پت کے نواح مین بڑا فساد کر رکہا تہا انہون نے کرنل الٹر لونی صاحب کے اشارہ سے
باتفاق راجہ بہاگ سنگھہ صاحب والی جیند کے اُسکو لڑکر شکست دی اور اُسکا سر کاٹ کر
صاحب موصوف کے پاس دہلی بہیجدیا جسکی لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی تعریف
کی۔ پہر کرنل الٹر لونی صاحب سے اجازت لیکر کرنل برن صاحب کی مدد کو گئے جو
اُن سکہہ سردارون کے ساتہہ لڑائی مین مصروف تہے جنہون نے ہلکر اور نواب محمد خان امیر
والی ٹونک کے اشارہ سے سال بہر سے دریاے جمن کے قرب وجوار مین فساد مچا
رکہا تہا۔ اسوقت قریب پچہہ ہزار کے سکہہ ملّانہ مین پڑے ہوئے تہے جنکو کرنل برن
صاحب نے دو مہینے کی دوادوش مین جمنا کے اس کنارہ سے مار کر نکالا اور ان تمام
کے عوض مین ماؤ ہوٹی اور گوہانہ کا علاقہ دو لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا سرکار انگریزی سے
اُنکے عین حیات عطا ہوا۔ اُنکی زندگی تک ریاست کیتہل کا بڑا حصہ ہمارے ساتہہ نہایت
دوستانہ رہا مگر جب اُنکا انتقال ہوگیا اور اُنکا بڑا بیٹا بہائی تیجا سنگھہ بہی دس برس
کی عمر مین قضا کر گیا اور ریاست اُنکے چہوٹے بیٹے بہائی اودے سنگھہ کے قبضہ مین آئی
جو سمت ۱۸۱۰ مین پیدا ہوئے تہے اُنکی بدبخت مزاجی اور ناتجربہ کاری کے سبب سے اُنکی

کیتھل اور اُس رسالہ کے سواروں مین جو مسٹر گریٹ ہیڈ صاحب کے ساتھہ
آیا تھا گھوڑون کی گہاس کی بابت تکرار ہوکر دنگہہ ہوگیا اور کئی آدمی اودہر اودہر
کے مارے گئے اور گریٹ ہیڈ صاحب کے گھوڑے کے گولی لگی اور وہ بہاگ
کر پہوہہ مین (جو کیتھل کے قریب پندرہ میل دریاے سرستی کے کنارہ

فرق آگیا اور مختلف طور کے جہگڑے کہڑے ہوگئے اور سرہند پر نہایت فساد رہنے
لگا اور اگرچہ اسکے انسداد اور دفعیہ کے واسطے باتفاق ریاست جیند و ناہہ بہمنہ ۱۹۹۰ ب
مطابق ۱۸۳۳ع مین ایک عہدنامہ بہی لکہا گیا جسکا ذکر ہمہ پہلے کر آئے ہین لیکن اُس سے
کچہہ فایدہ نہوا اور برابر سرحد پر لڑایان اور کشت وخون ہوتے رہے خصوصاً سمہ ۱۹۹۹ ب
مین بہت فساد بڑہگیا جسکے انسداد کیواسطے سرکار انگریزی کو ضرورتاً تاکیدی احکام جاری
کرنے پڑے اور آپس کی کشاکشی کی وجہہ سے جو اُنہون نے کئی جگہہ دریاے سرستی
مین بند لگوا دیئے اِس سے ہمارا بڑا نقصان ہوا اور جو دیہات اس کے مغربی کنارہ
کے قرب وجوار مین آباد تہے اور جنکی زراعت اور کشتکاری کا دارومدار صرف اسی کے
پانی پر تہا قریب بربادی کے پہونچگئی جو اب تک بہی اُسی حالت مین ہین کیونکہ ریاست
کیتھل پر قابض ہوکر سرکار انگریزی نے بہی اگرچہ انصافاً بہی مگر اپنے فواید کے لحاظ سے اُنکو
بدستور قایم رکہا - بہای اودی سنگہہ صاحب ایک سخت متعصّب اور بیرحم شخص تہے اور
اگرچہ مرنیسے چہہ برس پہلے مسکرات کی کثرت استعمال کے باعث سے اُنپر فالج گرا
جسکے سبب سے وہ برائے نام زندہ اور درحقیقت مردہ چارپائی کے سوار ریاست کرتے

ہندوؤن کا ایک شہور تیرتہ ہے اور اُسوقت ریاست کیتہل کی قلمرو مین تہا) چلے آئے اور بہای اودے سنگہہ صاحب کی والدہ مائی جسا کنور اور اُنکی دونون رانیان سوج کنور اور مہتاب کنور بہی اپنی جان کے خوف سے وہین چلی آئین اور ٹیک سنگہہ کرنال سے فوج انگریزی کے آنیکی خبر سنکر بہت سا مال و اسباب لیکر لاہور کو جانیکے ارادہ سے کیتہل سے نکل بہاگا۔ مہاراج نے جو تعزیت کیواسطے کیتہل جانیکے ارادہ سے گہڑام مین ٹہرے ہوئے تہے جب اس واقعہ کی خبر سُنی فوراً مفسدون کے گرفتار کرنیکو

رہنے مگر مزاج کی تیزی مین بمطلق فرق نہین آیا اسکے مسند نشین ہونیسے پہلے اس خاندان کی دوسری شاخین وقتاً فوقتاً ختم ہوکر اُنکا علاقہ ریاست مین شامل ہوتا رہا چنانچہ ۱۸۱۹ء مین سرکار انگریزی کے عہد مین ہی جب بہای لال سنگہہ صاحب کے چہوٹے بہای کرم سنگہہ خلف دوسرا سنگہہ کی زوجہ بہاگ بہری نے بموجب وارثی قضا کی تو کلکر کا علاقہ جو بہای کرم سنگہہ کے قبضہ مین تہا اور اب تک اُنکی زوجہ اُسپر قابض تہی باجازت سرکار انگریزی بہای لال سنگہہ صاحب کے تصرف مین آیا اور انکی وفات کیوقت صرف بہای سکہا سنگہہ کی شاخ باقی تہی یعنی اُنکے بیٹے کلاب سنگہہ اور نکمت سنگہہ موجود تہے اور اُنکی کا علاقہ اُنکے قبضہ مین تہا اگرچہ لڑائی کے سبب سے بہای گوبخش سنگہہ کے ترکہ کے جو صرف وہی دیا جانا تجویز ہوتا بہای کلاب سنگہہ مستحق تہے لیکن چونکہ ان دونون بہائیون مین بروقت پیشی دعوی ریاست ایک خانگی عہدو پیمان اس مضمون کا ہوگیا تہا کہ بروقت کامیابی دوحصے

واسطے فوج مامور کی چنانچہ بعد ایک خفیف سے مقابلہ کے وہ سامانہ کے قریب موضع ڈہنڈھہ سے گرفتار ہوکر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے حوالہ کیا گیا اور چار ہاتھی اور دو توپین اور ڈیڑھ لاکھہ روپیہ نقد اور بہت سا مال واسباب جو اُسکے اور اُسکے ہمراہیون کے پاس سے ملا تھا صاحب موصوف کے پاس بھیجدیا گیا۔

اگرچہ سرکار انگریزی کو پہلے ہی منظور تہا کہ اُس فائدہ سے جو مذکورہ بالا قاعدہ پر عمل کرنیسے حاصل ہونیوالا تہا دست بردار ہو مگر اس ناگہانی فساد نے اُوسے بھی حرج کردیا اور گورنمنٹ نے قریب ایک لاکھہ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ جسکو بہائی گوربخش سنگھہ صاحب کا پیدا کیا ہوا تصوّر کیا گیا تہا بہائی گلاب سنگھہ

بہائی گلاب سنگھہ اور ایک حصّہ بہائی سنگت سنگھہ کو ملے اسواسطے جو علاقہ ملنا تجویز ہوا تہا اُسکے اُنہونے باہم تقسیم کرلیا اور سرکار انگریزی نے بہی اسکو جایز کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو حکومت اور خود مختاری ریاست کیتہل کو حاصل تہی وہ اُنکو نہوئی اور اُنکی حالت ہی اُنہین چھوٹے چھوٹے رئیسونکی سی ہوگئی جنسے ہم شلج کے بعد سرکار انگریزی نے حکومت لیکر ایک معمولی جاگیردار بنا دیا ہے۔ اب بہائی گلاب سنگھہ کا بیٹا بہائی جسمیر سنگھہ اور بہائی سنگت سنگھہ کا بیٹا بہائی انوکہہ سنگھہ بقید حیات موجود اور اپنے اپنے علاقہ اراتولی اور سدھوال پر قابض ہین۔ ۱۲ مولف

کو دیکر باقی قریب چار لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ معہ شہر کیتھل اور تمام خزانہ اور مال و متاع کے ضبط کرلیا اور ہر چند بہای گلاب سنگھ نے بہت ہاتھ پانوں مارے مگر کچھ شنوای نہوئی اور ۱۸۴۴ء کے خاتمہ پر اس معاملہ کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔

دیکھو اس دنیا مین تبدیل حالات اور مرور ایام سے کیا کیا مختلف نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ مثلاً خیال کرو کہ ایک وہ زمانہ تہا کہ سرکار انگریزی نے جب اس چھوٹی سے ریاست کو ضبط کرنا چاہا تو اُسکے نوکرون نے اِسکو ٹکور انکیا اور بمقابلہ پیش آئے اور ایک یہہ وقت ہے کہ بڑودہ ہی ریاست کے رئیس مہاراجہ ملہار راؤ گائیکوار کو معزول کرکے مدراس کو بھیجدیا گیا اور کسی نے چون بہی نکی۔

سرکار انگریزی کی لڑای سپاہ لاہور سے اور مہاراج کا گومنٹ کو مدد دینا

مہاراجہ شیر سنگہہ کو جب اجیت سنگہہ وغیرہ سرداران نداانوالیہ نے پندرہوین ستمبر ۱۸۴۳ء کو قتل کرڈالا سلطنت لاہور مین ایسے حادثے اور انقلابات واقع ہوئے کہ جنکے سبب سے جزو کل اختیار فوج کے ہاتہہ مین چلا گیا اور وہ سلطنت جسکو اُس مشہور و معروف شخص (رنجیت سنگہہ) نے اپنی قوت بازو سے

قایم کیا تہا بہت جلد تباہ و برباد ہوگئی یعنی مہاراجہ دلیپ سنگہہ کی والدہ
رانی جندان اور بڑے بڑے سردارون نے جو ابتک قتل ہونیسے
بچے ہوئے تہے جب دیکہا کہ فوج کسی طرح قابو مین نہین آسکتی اور ایک دن
ہمکو بہی اُسکے ہاتہہ سے قتل ہونا پڑیگا تو اُنہون نے یہہ تدبیر کی کہ سرکار انگریزی کے
ساتہہ لڑنے پر اُسکو آمادہ کیا تاکہ خانگی قتل و قمع چہوڑکر وہ ایک دوسرے جہگڑے
مین پڑ جاے اور اِسطرح سے اُسکی صفر اشکنی ہوجاے - فوج تو نہایت
درجہ مغرور ہوہی رہی تہی کیونکہ بہت عرصہ سے اُسنے کوئی زک نہ اُٹہائی تہی
اور جو معاملہ افغانستان مین پیش آیا اُس سے سپاہ انگریزی کی وقعت اُسکے دل
سے بہت کم ہوگئی تہی پس فوراً سرکار انگریزی کے ساتہہ زور آزمائی پر آمادہ
ہوگئی اور قریب ستاسی ہزار سپاہ نے تین حصّون مین تقسیم ہوکر زیر حکم سردار لال سنگہہ
اور سردار تیج سنگہہ اور سردار شیام سنگہہ کے بڑے جوش و خروش
اور کرّ و فر سے تیسویں نومبر ۱۸۴۵ء کو ستلج کیطرف کوچ کردیا اور اگرچہ پہلے کچہہ
خیال نہا کیونکہ ادہر سے کوئی ایسی بات وقوع مین نہ آئی تہی جو مخل دوستی
سمجہی جاے مگر جب اُنہون نے خواہ مخواہ برخلاف عہدنامہ ممالک انگریزی
پر حملہ کرنیکے ارادہ سے کوچ کردیا تو بناچاری ادہر بہی جنگ کی تیاری ہوئی

اور این سوے ستلج کے تمام چھوٹے بڑے رئیسونکو یہی حکم ہوا کہ اپنی اپنی فوج لیکر
حاضر ہون پس مہاراج جو سپاہ لاہور کا ڈنگ دیکھکر سمجھہ چکے تھے کہ ایک روز
اُسکا سرکار انگریزی کے ساتھہ ضرور بگاڑ ہوگا اور اسی دور اندیشی سے اُنہون نے
رفتہ رفتہ فوج مین سکھون کی نسبت مسلمانون اور اور قوم کے ہندوون کی تعداد
زیادہ کردی تھی اور سردار سوائے سنگھ سکھون کو بدل کر بخشی کا عہدہ ملک کالا
ڈوگر کو دیدیا تھا اس واقعہ کے پیش آتے ہی تہ دل سے گورنمنٹ کو مدد دینے
کیواسطے آمادہ ہوگئے اور اگرچہ بیماری کے سبب سے جو تپ اور ورم جگر سے بیمار
تھے بذات خود نہین جاسکے مگر فوج کے بھیجنے اور اور ضروریات کے بہم پہنچانے
مین نہایت کوشش کی چنانچہ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور دو سو زنبورچی
اور چھہ بڑی توپین روانہ کین اور رسد اور باربرداری کا تانتا باندہ دیا اسوقت لارڈ
ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر ہند شملہ پر تھے پس فوراً نیچے آئے اور باتفاق
لارڈ گف صاحب کمانڈر انچیف کے دبل کوچ کرتے ہوئے اٹھارہوین دسمبر کو
مدکی جا پہنچے جو فیروزپور سے لودہیانہ کے رخ پندرہ میل کے قریب ایک
گانون ہے اور جاتے ہی لڑای کا بگل بجوادیا۔ سکھون کی فوج جو قدیم تیس ہزار
کے تھی اور تیس توپین ہی اُسمین تھین بڑی تیزی اور تندی سے مقابل ہوئی

اور ایسے جان توڑ کر لڑے کہ لارڈ گف صاحب کو بھی اندیشہ ہو گیا مگر سپہ سالار کی خود غرضی نے جو اپنی شکست کا خود آرزومند تھا بازی بگاڑ دی یعنی جب سردار لال سنگھ نے دیکھا کہ میری فوج بڑھتی جاتی ہے فوراً سوارون کی فوج کو جو قریب آٹھ ہزار کے تھی ساتھ لیکر علحدہ ہو گیا جنمین سے ایک نے بھی پلیٹہ کا لانخیا اور نہایت نامردی اور بزدلی کے ساتھ بھاگ گئے اور اگرچہ پیادہ فوج نے جسکو فرنچ جنرلون نے تعلیم کیا تھا نہایت جرات اور استقلال سے اپنی جان کھپائی مگر آخر کو شکست ہو گئی۔ اور شترہ توپین اُنکی میدان مین رہگئین اسی طرح جب اکیسوین کو اسی کے قریب موضع پیرو کے میدان مین دوسری لڑائی ہوئی سردار تیج سنگھ جسکے ساتھ بارہ پلٹنین اور دس رجمنٹین اور سو توپین تھین جبکہ وہ بڑی شدت اور صلابت سے لڑ رہے تھے اپنی خاص فوج کو ساتھ لیکر نکل بھاگا اور یہہ دیکھکر باقیماندہ فوج کا جی چھوٹ گیا اور سپاہ انگریزی نے حملہ کرکے اُسکو تتر بتر کر دیا اور ستر توپین اور بہت سا میگزین اُنکا لیلیا۔

ان لڑائیون مین سپاہ انگریزی مین سے دو ہزار تین سو ستاون آدمی زخمی ہوے اور نو سو چھہ مارے گئے جنمین جنرل سیل صاحب جلالآباد والے اور میجر جارج براڈفٹ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ بھی شامل تھے

ہماری سرکار کے وکیل سیّد سرفراز علی صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ جب اٹھارہ سو تین کی لڑائی مین براڈفٹ صاحب ران مین گولی لگکر گھوڑے سے گرے اور مینے اور کپتان ایبٹ صاحب اور مولوی سیّد رجب علیخان میر منشی محکمہ اجنسی نے زخم باندہکر اُنکو گھوڑے پر چڑہایا تو اگرچہ ہمنے انکو گولے اور گولیونکی بوچہار مین جانیسے روکا مگر قضا چند قدم اُنکو اوڑ آگے لیگئی اور وہ بہادر شخص دوسری گولی کہاکر اپنی جان اپنی قوم اور سلطنت پر قربان کرگیا۔

مہاراج کی وفات

اس لڑائی کے دو روز بعد تیئیسوین دسمبر روز سہ شنبہ کو مہاراج نے سینتالیس برس دو مہینے کی عمر مین انتقال فرمایا۔ یہہ بڑے ذی رعب عالی حوصلہ مستقل مزاج سخن پرور رئیس تھے۔ محلات کی پردہ نشینی کا دستور جسکو اسلک مین ایک شایستگی کا نتیجہ سمجہا جاتا ہے اس خاندان مین انہین کے عہد مین جاری ہوا۔ اس خاندان مین سب سے پہلے انہین کی ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر ہند سے چھبیسوین دسمبر ۱۸۱۵ء مطابق پوہ بدی ایکادشی سمت ۱۸۷۲ کو کرنال کے مقام ہوئی۔

بہادر گڈھ کا قلعہ انہین کے عہد مین بنا تہا - انکو درویشون سے خواہ
ہندو ہون یا مسلمان بہت اعتقاد تہا اور اگرچہ اپنے مذہب کے بڑے پابند
تہے مگر مزاج مین تعصّب بالکل نتہا اور اُنکی بے تعصّبی کا نشان وہ بڑی مسجد
ہے جسکو نواب سیف خان نے ۱۱۰۰ ہجری مین بنوایا تہا اور خاص
مہاراج کے محل کے دروازہ کے آگے موجود ہے اور مہاراج نرائندر سنگہہ
صاحب بہادر کی زبان سے مینے سنا ہے کہ مہاراج کرم سنگہہ صاحب
بہادر اُنکو بطور نصیحت یہہ فرمایا کرتے تہے کہ کسی غیر مذہب شخص کے فرشتہ

ف یہہ قلعہ پٹیالہ سے چار میل شمال مشرق کیطرف سیف آباد کو آباد کر بنایا گیا تہا اسکی بنیاد
پندرہوین نومبر ۱۸۳۰ء کو رکہی گئی تہی اور اگرچہ اس تاریخ سے مہاراج کرم سنگہہ بہادر
کی وفات تک آٹہہ برس کے عرصہ مین اسکا بیرونی اور اندرونی حصار اور خندق وغیرہ
سب بن کر تیار ہو چکا تہا مگر مہاراج کے رہنے کا محل ۱۹۰۵ء مین مہاراج نرائندر سنگہہ
صاحب بہادر کے عہد مین بن کر ختم ہوا - یہہ قلعہ مدوّر شکل کا ہے اور کچہہ کم دس لاکہہ
روپیہ اسکی تعمیر مین خرچ ہوا تہا - اسکی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ سکہون کے نو دین
گورو گوردتیغ بہادر صاحب دلّی کو جاتے ہوے کچہہ دنون نواب
سیف خان بانی سیف آباد کے پاس ٹہرے تہے جسکی جگہہ یہہ قلعہ
بنایا گیا ہے - ۱۲ - مولف

بیٹھے ہونے کی حالت مین کہانے پینے سے رئیس کو پرہیز کرنا نہین
چاہیئے کیونکہ وہ حال سے خالی نہین ہے یا تو اُس شخص کو اُٹھا دیا جاے
یا خود علحدہ جاکر اکل و شرب کیا جاے اور یہہ دونون باتین رئیس کے
مناسب حال نہین ہین کیونکہ پہلی صورت مین اُس شخص کی ذلّت اور
دل شکنی ہوتی ہے اور دوسری وقار اور تمکنت کے خلاف ہے جو
ریاست کیواسطے ایک لازمی امر ہے مگر افسوس ہے کہ اُنکی زندگی کا
آخری حصہ لوگون کے حق مین تکلیف کا باعث ہوا جسکے بانی مبانی چند
مکّار اور بداندیش شخص تھے جو لوگون کی طرف سے جادو ٹونے اور
اور اسی قسم کے شبہے ڈالتے رہتے تھے یہی سبب تھا کہ باوجود انکے مذکورۂ
بالا اوصاف کے لوگون کو انکے انتقال کا زیادہ افسوس نہین ہوا۔

مہاراج نرائندر سنگھہ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور لاہور کی لڑائی کا خاتمہ

سوم ماتم کے طے ہونیکے بعد مہاراج نرائندر سنگھہ صاحب بہادر
ماگھہ بدی چہیٹہ سمت ۱۹۰۲ مطابق اٹھارہوین جنوری ۱۸۴۶ء کو اکیس برس کے
سن مین مسند نشین ہوئے۔ سرکار انگریزی کیطرف سے صاحب ایجنٹ

گورنر جنرل بہادر انبالہ بسبب کاروبار جنگ کے اس موقع پر نہین آسکے لیکن
مسٹر ایڈورڈس صاحب بہادر انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ
جو کلکتہ سے فیروزپور کو نواب گورنر جنرل بہادر کے لشکر مین شامل ہونیکو جاتے
تھے مبارکباد کا خلعت لیکر آئے اور سرکار دولتمدار انگلشیہ نے بنظر خیرخواہی
اور عمدہ خدمات ریاست کے خلعت کی رسم مین جو گورنمنٹ سے ایسی موقع پر ادا کرتا
تہا ایسی ترمیم کی جو زیادہ تر اس ریاست کی عزت کے مناسب حال تہی
اور کہان جو مہاراج اپنے ہاتہہ سے اور ایکسو ایک اشرفی جو ریاست کا
مینرشی مہاراج کیطرف سے ملاقات کے موقع پر نواب گورنر جنرل بہادر کو بطور
نذر دیا کرتا تہا وہ بہی معاف کردیا۔

اوّل ہی اوّل جو مشکل مرحلہ مہاراج کو طے کرنا پڑا اس سخت اور عظیم مہم کی
خدمات تہین جنمین سرانجام پر بیٹہتے ہی اُنکو مصروف ہونا پڑا یہہ ایسا موقع
تہا کہ اگرچہ اہل رائے سکہ کے تمام رئیس بخوبی یہہ جانتے تہے کہ گورنمنٹ انگریزی
کے فائدہ سے اُنکا فائدہ ہے اور سکہونکی فوج اگر غالب ہوئی تو وہ تمام
ملک کو بیچراغ کردیگی اور سکیو بہی اچہوتا نہچہوڑیگی مگر تاہم نا عاقبت اندیشی
اور اشتراک مذہب و قومیت کے سبب سے سلطنت لاہور کی ہمدردی کا

جوش اسلام کے سکھونکے دلونمین عموماً تھا اور اس سبب سے ریاست مین انتظام قایم رکھنا آسان نتھا چنانچہ راجہ دیوان در سنگھ صاحب والی ناہر اسی آفت مین مبتلا ہوکر ریاست سے معزول ہوئے اور ریاست کی چوتھائی ضبط ہوئی - راجہ اجیت سنگھ[1] لاڈوہ والہ بھی اسیطرح خراب ہوا اور اسکی ریاست بھی برباد ہوئی - روپڑ کی ریاست بھی اسیطرح تباہ ہوئی اور وہان کا رئیس سردار بھوپ سنگھ قید ہوا - کپورتہلہ کی ریاست اور اور

[1] سردار گوردت سنگھ اور صاحب سنگھ امرتسر سے دس میل جنوب کی طرف کے رہنے والے سانسی گوت کے جاٹ تھے ۱۷۶۳ء مین زین خان کے قتل ہونیکے بعد دین شاہ آمدہ اور لاہور وہ انکے قبضہ مین آیا جسکو انہون نے باہم بانٹ لیا - جب کرنال کے قریب سردار صاحب سنگھ آغا شفیع کے ساتھ لڑائی مین مارا گیا - سردار گوردت سنگھ اسکے حصہ پر بھی قابض ہوگیا - اسکو مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے ۱۸۰۶ء مین بدووال کا علاقہ عنایت کیا تھا - اسکے مرنیکے بعد اسکا بیٹا اجیت سنگھ ریاست کا مالک ہوا - اسنے ستلج پر ہنسر مین دریاے سرستی کا پل تعمیر کرایا اور سرکار انگریزی سے راجای کا لقب حاصل کیا - اس لڑای کے موقع پر جسکا ذکر متن مین ہے یہ لاہور کی فوج کے ساتھ ہوکر اٹھارہ سو سون جنوری کو عالی وال کے مقام سرکار انگریزی کی سپاہ سے لڑا - اس سبب سے ریاست ضبط کی گئی اور وہ قید کرکے الہ آباد کو بھیجا گیا مگر یہان کے حلیخانہ سے پہرہ والہ کو مار کر بھاگ

بہت سے سکھ سرداروں کو نقصان عظیم پہنچے مگر مہاراج کرم سنگھ صاحب بہادر کا عاقلانہ اور دور اندیشانہ چلن مہاراج کیواسطے نہایت عمدہ ہادی تہا اور چونکہ اُنکی تربیت اچھی ہوئی تہی اور اُنکی ذات مین قدرتی دانائی اور دور اندیشی اور استقلال تہا اسلئے اُنہون نے فوراً سمجھلیا کہ اس معاملہ کا نتیجہ کیا ہونے والا ہے اور وہ اُن مشکلات پر بخوبی غالب آسکی جو ایکطرف اُنکو اپنے مُلک اور فوج کے انتظام کے قایم رکھنے اور دوسری طرف اس عظیم مہم کی خدمات کے بجالانے مین پیش آئین اور اگرچہ ایکدفعہ دو سو سوار اُن نے جو بدووال کے قلعہ مین تہے یہہ نمک حرامی کی کہ سکھون کی فوج نے جو قلعہ پر دہاوا کیا اور فوج انگریزی مغلوب ہوی یہہ دشمنون سے مل گئے اور ایسا ہی قلعہ گنگرانہ کے محاصرہ کے موقع پر جب محصورین قلعہ چہوڑکر بہاگے فوج کے ایک دستہ نے جو وہان متعین تہا اُنکے گرفتار کرنے مین کوتاہی کی مگر باقی فوج اپنی خدمات کے بجالانے مین ثابت قدم رہی —

اس مہم کے کام کے سرانجام مین اگرچہ سردار اودے سنگھ دیوان

گیا اور بت نمک خراب خستہ پہرتا رہا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کشمیر مین جاکر مر گیا - ۱۲ - مولف

اور ملک کالا بخشی اور مولوی محمد فضل رحمان اور سردار
سوای سنگھ پنا تہلیہ اور لالہ نہال چند اور اور اہلکار
بھی شریک تھے مگر سب سے بڑھکر ذمہ داری میرے والد حکیم سید سعادت علی صاحب
مرحوم کی تھی جو اپنے عہدہ میر منشی ریاست کے لحاظ سے معاملات بیرونی
کے سرانجام کے ذمہ دار تھے اور یہ ان اہلکارونکی دانشمندی اور
اور تجربہ کاری کا نتیجہ تھا کہ سرکار انگریزی نے ریاست کی خدمات اور خیرخواہی
کا اعلیٰ طور سے اعتراف کیا اور پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ جو ریاست
نابہہ میں سے لیا گیا تھا اور ایک عمدہ مکان جو راجہ اجیت سنگھ لاڈوہ والہ
کی ملکیت تھی ہر دو ارمین تھا دوام کیواسطے عطا فرمایا۔

لارڈ ہارڈنگ صاحب کا پٹیالہ تشریف لانا اور مہاراج کا محصول راہداری معاف کرنا اور اسکے نتایج اور گورنمنٹ کے ساتھ ایک نئے معاہدہ کا ہونا

اشتہار مورخہ سویم مئی ۱۸۴۶ء کی رو سے جسکا ذکر ہماری اس کتاب
میں پہلے آچکا ہے ان روسے ستلج کے رئیسوں پر یہ بات فرض تھی
کہ لڑائی کیوقت سرکار انگریزی کی فوج کے ساتھ اگر شریک ہوں اور

اپنے اپنے علاقہ سے رسد پہنچائین مگر اس مہم کے موقع پر بعض رئیس تو کھلے بندون سرکش اور باغی ہو گئے بلکہ مقابلہ کیا اور رسد کے پہنچانیمین بھی ہمارے سوا سب سے کم و بیش تاخیر و قوع مین آئی اور گورنمنٹ نے اسکی سزا مین پٹیالہ۔ جیند۔ ناہہ۔ فرید کوٹ۔ کلسیہ۔ رای کوٹ۔ دیال گڈھ اور مدوٹ

لہ یہہ ریاست ضلع فیروزپور مین واقع ہے۔ اسکا قبہ بحساب مکسر تین سو چون میل مربع اور آبادی پینتالیس ہزار اور آمدنی قریب ایک لاکھہ کے ہے۔ رئیس حال کے دادا قطب الدین خان اور اُسکے بھائی نظام الدین خان نے ۱۸۱۸ء مین رای کوٹ کے رئیس سے اسکو فتح کر کے لیا تہا۔ جب ۱۸۰۷ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے قصور کو فتح کیا قطب الدین خان مدوٹ مین چلا آیا اور سوا بطور کنٹنجنٹ سرکار لاہور کو دینا منظور کیا اور نظام الدین خان کے بیٹے فتح دین خان کو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے ضلع گوگیرہ مین جاگیر عطا کی اور اس سے بھی اسقدر سوارون کا لینا ٹہہرایا لیکن فتح دین خان ہمیشہ مدوٹ کے ملک کا خواہان رہا اور آخر کار ۱۸۳۲ء مین حسب اجازت مہاراجہ رنجیت سنگہہ وہ سنبھال پہنچا پر حملہ کر کے اُسکو ملک سے نکالدیا جس سے تہوڑے روز بعد وہ امرتسر کے مقام مر گیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے فتح دین خان کو مدوٹ سے واپس طلب کر کے جمال الدین خان کو باپ کے علاقہ پر قابض کیا۔ ۱۸۴۵ء مین قبل از جنگ ستلج جمال الدین خان کو سرکار انگریزی نے یہہ کہدیا تہا کہ اگر ہمارا خیر خواہ رہیگا تو تیرا قبضہ مستقل کر دیا جائیگا مگر تاہم وہ مدکی اور پہیرو کی لڑائی مین سکہون کا طرفدار ہو کر لڑتا رہا اور مہم کے آخر مین سرکار انگریزی کا

کے سوا سب رئیسون سے فوجداری اور پولیس کا اختیار لے لیا اور محصول راہداری بھی (جس سے تجارت کا بڑا نقصان تھا) حکماً موقوف کرادیا اور نابہہ کے سوا جسکو ایک سنز یہہ بھی دیگئی کہ خاص شہر نابہہ کے سوا یہہ محصول حکماً موقوف کرایا گیا باقی ان آٹھہ ریاستون کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ محصول تو ان سے بھی موقوف کرایا جائے لیکن اُسکا مناسب معاوضہ دیا جائے پس فروری ۱۸۴۶ء مین جولارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل ہند براہ مہانی پٹیالہ مین مہاراج کے مہمان ہوے اور کرنیل میکسن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ نے مہاراج کو گورنمنٹ کے اس منشا کی اطلاع کی مہاراج نے ازراہ عالی حوصلگی و دانائی یہہ محصول جو قریب نوہ ہزار روپیہ سالانہ کے تہا یک قلم موقوف کردیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کو لکھا کہ چونکہ گورنمنٹ کا یہہ منشا ہے کہ مُلک مین سے عموماً محصول راہداری موقوف ہو جائے اور

پدہ جہکتا دیکہکر اُسنے کچہہ خدمات کین جسکے صلہ مین وہ مستقل رئیس اپنے علاقہ کا مانا گیا اور ۱۸۴۸ء مین ملتان کی لڑائی کیوقت اسکو نوابی کا خطاب ملا۔ اب اختیار کے بڑہنے کے ساتہہ اسکا ظلم بہی بڑہگیا۔ کوی گناہ یا شقاوت جو انسان کے لئے شرم کا باعث ہو ایسی نہتی کہ جسکے ارتکاب مین اُسکو تامل ہوتا۔ یہہ شخص اپنے اوپر قصوروان یا لوگون کو تہ خانون مین بے آب و دانہ بند کرکہکر مارڈالتا تہا اور گہر بار لوٹ لیتا تہا۔ عیسے کے ماموں

اِسکا مناسب معاوضہ ریاستون کو دیا جاے چونکہ یہہ امر باعث ترقی تجارت
اور رفاہ عام ہے اسلئے ہم بغیر لینے کسی معاوضہ کے یہہ محصول معاف
کرتے ہین جس سے لارڈ ہارڈنگ صاحب نہایت خوش ہوے
اور دس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ نہ بطور معاوضہ بلکہ بطور یادگار اس
فیاضی کے عطا فرمایا اور اکتالیس کشتی کا خلعت اور سترہ توپ کی سلامی
مقرر فرمائی - اور چونکہ اس لڑائی سے پولیٹکل معاملات کی صورت بہت
بدل گئی تہی اور اُس حالت مین جو ۱۸۰۹ سے ۱۸۴۵ کے اختتام تک
تہی اور حالت موجودہ مین زمین و آسمان کا فرق ہوگیا تہا مہاراج کی درخواست
سے ایک نئی سند کا دیا جانا بہی منظور فرمایا مگر ایک علحدہ اقرارنامہ کی رو سے
بعض ایسی نئی شرطین ریاست پر عاید کی گئین کہ جنسے اختیار اور آزادی
مین کسیقدر کمی ہوگئی جنکا مفصل حال اُس سند اور اقرارنامہ سے جو ہم یہان

مین دست انداز ہوتا تہا - چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عزت دار کے گہر مین جبر و سیاہی
کے ارادہ سے رات کو چلا گیا تو عورت کے وارثون نے خوب گت بنائی اور اسکو ایک
کوٹہری مین بند کر کے اُس عفیفہ کو لیکر جسنے اس ظالم کے آنیکی اطلاع پہلے سے کر دی تہی
اسکی عملداری سے باہر چلے گئے - اسکے بیٹے محمد خان اور خان بہادر خان بہی باپ کے
قدم بقدم چلنے مین کچہہ کم نہ تہے پس اسکے ظلمون سے رعیت نہایت تنگ ہوئی اور

نقل کرتے ہین واضح ہوگا۔

نقل سند

از آنجا کہ درین ایام فرحت آغاز میمنت انجام بندگان حضور فیض گنجور نواب مستطاب معلے القاب لارڈ گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ چنان تجویز فرمودند کہ بجلدوی خیر خواہی ہا و حسن خدمات مہاراجہ دھراج راجیشور مہاراجہ راجگان نراندر سنگھ مہندر بہادر والی پٹیالہ کہ بوقت محاربات سرکار آنجہانی باسرکار ابد پایدار کمپنی انگریز بہادر تقدیم رسانیدہ قدرے ملک بطور پاداش وگار وحصول امتیاز مہاراجہ صاحب موصوف در ہمچشمان عطا کردہ شود و مہاراجہ صاحب موصوف درخواست حصول تسلی از سر نو بابت ملک موروثی خود وعطیہ سابقہ اہالیان این سرکار گردون وقار گذرانیدند نظر بران بندگان حضور فیض معمور لارڈ گورنر جنرل بہادر را منظور گردید کہ نوشت مرقومہ ذیل بہ مہاراجہ

اُنکی فریادی عرضیون سے گورنمنٹ کا دفتر بھر گیا جسکی سمت مین تحقیقات ہوئی اور یہ معمول کیا گیا اور ریاست ضلع فیروزپور مین شامل کردی گئی۔ مینے اپنی سرکار کے وکیل کی زبانی سنا ہے کہ جب سٹربارنس صاحب کمشنر ممالک این روہ شلج نے مدوٹ جاکر اسکو گدی سے اتارا تو بہت سے لوگ کہ جنکی حالت قید کی سختی سے مردہ کی سی ہوگئی تھی نہ خانون مین سے طوق اور زنجیر وغیرہ جکڑے ہوئے نکالے گئے۔ اسکا بھائی جلال الدین خان ایک بہادر

صاحب بہادر ممدوح بطور سند داده شود تاکه مہاراجہ صاحب موصوف و
جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطن باطمینان
وخاطرجمعی تمام بر ملک مقبوضہ موروثی خود وعطیہ سرکار فیض آثار انگریزی بدستور
قدیم حکمران باشند۔ علاقجات مہاراجہ صاحب بہادر مندرجہ فہرست
مشمولہ شوند ہذا مع ابواب حکومت فوجداری وپیداواری معاملہ ہمیشہ بدستور
درقبضہ اقتدار واختیار مہاراجہ صاحب وجانشینان مہاراجہ صاحب بہادر
نسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ بحال ولایزال دایماً وخالداً بالاستقلال باشد
وچہاریان وذیلداران وتوسلان وتوابعان حسب سررشتہ قدیم رجوع وحاضر و
فرمان پذیر مہاراجہ صاحب بہادر باشند ومہاراجہ صاحب بہادر درآبادی
رعایا ورفاہ حال برایا کوشیدہ بداد رسی مظلومان وملہوفان ازراہ وجہی
ودقیقہ از دقایق فروگذاشت نسازند وسبیل رعایا آنکہ مہاراجہ صاحب موصوف

اور سپاہی منش شخص تھا اُسنے ملتان کی لڑائی مین سرکار انگریزی کی خدمات
کی تھین اسواسطے بروقت معزولی جمال الدین خان کے سرکار کا منشا تھا کہ اسکو انکے
بھای کا جانشین کرے لیکن اُسنے بھائی کے ساتھہ جلاوطنی کو ریاست پر ترجیح دی عرب
جمال الدین خان ۱۸۶۳ء مین مرگیا اور جمال الدین خان کے بیٹون اور جلال الدین خان
مین ریاست کی بابت جھگڑا ہوا۔ سرکار نے انکے باپ کی وصیت کے موافق انکو محروم الارث

وجانشینان مہاراجہ صاحب راسلاً بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ مالک مستقل خود دانستہ ادائی مال واجب انحراف نورزند ودر اطاعت وفرمان برداری مہاراجہ صاحب بہادر وافزونی زراعت حاضر وسرگرم باشند۔ مہاراجہ صاحب بہادر گرفتن محصول سایر وراہداری در ملک قلمرو خود کہ بالکل معاف نمودند نظر برفاہ رعایا وبرایا ہمیشہ بدستور موقوف خواہد ماند ومہاراجہ صاحب در قلمرو خود دربارہ جبیہ کشی وبردہ فروشی وستی شدن مبالغت کلی دارند وہرگز شدن ندہند واحیاناً اگر احدے بعدم اطلاع اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر مرتکب حرکات ممنوعہ مرقوم الصدر گردد اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر از روئے عدالت دربارہ اش تجویز سزائے سنگین نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد وسرکار گردون وقار کمپنی انگریز بہادر در روجہ نذرانہ ومعاملہ ابواب حکومت ومعاوضہ افواج وغیرہ بوجہ من الوجوہ چہ حال وچہ استقبال مطالبہ ومواخذہ از مہاراجہ صاحب وجانشینان مہاراجہ صاحب بہادر مع تابعان مرقوم الصدر نخواہند کرد زیرا کہ مہاراجہ صاحب بہادر

کر کے ریاست جلال الدین خان کو دیدی مگر اسکو حکومت کا اختیار نہین دیا گیا۔ اب اسکا بیٹا نظام الدین خان جو چودہ برس کی عمر مین ہے زیر نگرانی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع فیروز پور کے تربیت پاتا ہے اور وہی ریاست کا مستحق ہے۔ مولف

پیوستہ بدوستی ودولتخواہی وجانفشانی وخیراندیشی سرکار کمپنی انگریز بہادر دل وجان حاضر ومصروف خواہند ماند وسمات بیگونہ تالش رعایا وتوابعان مہاراجہ صاحب بہادر در سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بہادر نخواہد شد۔ اگر افواج غنیم از اطراف وجوانب باراوہ تصرف ملکی عزیمت این طرف دریای بیاس وستلج نماید بمقتضائے رفاقت ومصاحبت آنست کہ مہاراجہ صاحب بہادر بجمعیت موجودہ خود باتفاق صاحبان عالیشان بہادر بمدافعت فوج غنیم پردازند ودرین امر باطاعت ورفاقت سرکار دولتمدار دقیقہ فروگذاشت نہ نمایند ودر بجا آوری حسن خدمات از سر انجام رسد غلہ وغیرہ اجناس وبار برداری وغیرہ مطلوبہ تہاون کار نہ بندد ومہاراجہ صاحب تیاری سڑک تا مدام مرمت آن برائے آمد ورفت لشکر ظفر پیکر از انبالہ وغیرہ چہاونی تا فیروزپور در حدود خود بہ بلندی وعرض حسب تجویز صاحب گڈہ کپتان ہا موراین کار کہ بذمہ خود گرفتہ اند انتظام وبندوبست آن معرفت علاقہ داران واہلکاران خود می نمودہ باشند ونیز جائے فرودگاہ لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزی بر ہر منزل گاہ علحدہ مقرر کردہ شود تا کہ آیندہ احدے را دعوی باعث نقصان زراعت نباشد۔ فقط۔ المرقوم ۱۲ ستمبر ۱۸۴۷ء

نقل اقرار نامہ

از آنجا کہ درین ہنگام بندگان حضور فیض معمور نواب استطاب معلے القاب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ از راہ وفور عنایت و مزید مرحمت و جلدوے خیر خواہی ہا و حسن خدمات این جانب کہ بوقت محاربہ سرکار آہور با سرکار ابد پائدار کمپنی انگریز بہادر بتقدیم رسانیدم قدرے ملک بطور یادگار و حصول عزت و امتیاز اینجانب و ہمچشمان عطا فرمودہ چہ در بارۂ آن و در باب ملک موروثی اینجانب و عطیہ سابقہ الحالیان سرکار گردون وقار انگریز بہادر سند مکمل مرحمت فرمودند لہذا اقرار نامہ ہذا از طرف خود و از طرف جانشینان خود بدفعات مفصلہ ذیل میگذرانم۔

اوّل اینکہ در آبادی رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بداد رسی مظلومان دلہوفان از راہ واجبی و قیقہ از دقایق فروگذاشت نسازم۔

دوّم اینکہ گرفتن محصول سایر وراہداری کہ در ملک قلمرو خود بالکل موقوف نمودہ نظر بر رفاہ رعایا و برایا ہمیشہ بدستور موقوف خواہد ماند

سوّم اینکہ در بارہ صبیہ کشی و بردہ فروشی و دستی شدن ممانعت کلی داشتہ ہرگز شدن ندہم و احیاناً اگر احدے بعدم اطلاع اہلکاران

اینجانب مرتکب حرکات ممنوعہ مرقومہ الصدر گردد واہلکاران اینجانب
ازروے عدالت دربارہ اش تجویز سزائے سنگین خواہند نمود کہ موجب
عبرت دیگران باشد۔

چہارم اینکہ اگر افواج غنیم ازطرف وجوانب بارادہ تصرف ملکی عزیمت
اینطرف دریائے بیاس وستلج نماید باقتضای مصاوقت اینجانب مع جمعیت
موجودہ خود باتفاق صاحبان عالیشان بہادر بمدافعت فوج غنیم پردازم
ودرین امر باطاعت سرکار وولتدار دقیقہ فروگذاشت نسازم ودربجاآوری
حسن خدمات وسرانجام رسد غلہ وغیرہ اجناس وباربرداری وغیرہ مطلوبہ
تہاون بکار نبرم۔

پنجم اینکہ تیاری سڑک ہا ومدام مرمت آن برائے آمدورفت لشکر
ظفر پیکر انگریزی ازانبالہ وغیرہ چھاونی تا فیروزپور درحدود خود بہ بلندی
وعرض حسب تجویز صاحب گڈہ کپتان ہامورین کارکہ بذمہ خود گرفتہ ام
انتظام وبندوبست آن معرفت علاقہ داران واہلکاران خود می نمودہ
باشم ونیز جائے فرودگاہ لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزی بر ہر منزل علحدہ
مقرر کنم تاکہ آیندہ احدے را دعوی بابت نقصان زراعت نشود۔

ششم انکہ ایجانب وجانشینان ایجانب بر رعایا و توابع گاہے حکم
سزائے از قبیل قطع عضو نہ نمایم و ہر مقدمہ کہ دران سزائے قصاص بر احدے
از رعایا و توابع ایجانب بہ تجویز و تشخیص الملکاران ایجانب در آید رجوع آن
بہ پیشگاہ صاحب ایجنٹ بہادر خواہد شد و بدون اطلاع و اجازت صاحب
ایجنٹ بہادر سزائے مذبور از طرف ایجانب وجانشینان ایجانب ہرگز
بعمل نخواہد آمد و این دفعہ در سند عطیہ بندگان حضور نواب گورنر جنرل بہادر
حسب درخواست و استدعائے ایجناب مرقوم و مندرج نگشتہ۔

مذکورۂ بالا معاہدہ کی نسبت مولف کی رائے اور ہندوستان کے رئیسونکی خدمت مین ایک قابل توجہ اور خیر خواہانہ التماس

دنیا کی سلطنتون کا خواہ وہ ایشیائی ہون یا یوروپین شخصی ہون
یا جمہوری شایستہ ہون یا ناشایستہ یہہ دستور ہے کہ حتی الوسع اپنی
مطیع اور تابع ریاستون سے اپنے قوانین اور طور و طریقے کی تقلید کی
خواہشمند ہوتی ہین اور اُن باتون کو جو اُنکی طبیعت اور طرز حکومت کے
برخلاف ہون ہمیشہ مکروہ جانتی اور اُسکی موقوفی اور امتناع مین ہمیشہ
سعی کرتی ہین۔ پس انگلش گورنمنٹ ہی جو ایک یوروپین اور اُنمین

بہی ایک نہایت شایستہ سلطنت ہی اور جسکے قوانین ریاست نہایت
عمدہ اصول پر مبنی ہے اور جسکو انسان کی حفظ جان اور آزادی کا بہت بڑا
خیال ہے اس قاعدہ سے مستثنے نہین ہے اور اُس سے کبہی یہہ توقع
نہین کیجا سکتی کہ جن باتون کو وہ رحم و انسانیت اور تہذیب اور شائستگی
کے خلاف جانتی ہو مثلاً بردہ فروشی اور ستی وغیرہ اپنے بس چلتے
ایک لحہ کیواسطے بہی اپنی مطیع اور ماتحت ریاستون مین جاری رہنا
پسند کرے چنانچہ اس عہد و پیمان سے ہی یہہ بات بخوبی ظاہر ہے اور
یہہ سمجھنا بڑی غلطی ہے کہ اُسکا یہہ فعل حسد کے سبب سے تہا کیونکہ اگر یہہ بات
ہوتی تو اب سے چند ہی سال بعد ریاست کو قصاص کا اختیار عام نہ دیا
جاتا اور سند مین جو مئی ۱۸۶۰ء مین عطا ہوئی یہہ شرط درج نہوتی بلکہ نہیں سمجھنا
چاہیئے کہ ہماری عدالتون کی ناشایستگی اور قوانین مین اعتدال کا نہونا
اسکا باعث تہا کیونکہ گورنمنٹ نے جب دیکہہ لیا کہ اُسکی تقلید سے ریاست
مین اکثر وہ قواعد جاری کردئے گئے ہین جو خاص اُسکی عدالتون کے
معمول ہین اور قوانین سیاست کا ایک مجموعہ مرتب ہوکر جاری
ہوگیا ہے اور عدالتین بڑی تاکید سے اُسکی تعمیل کی پابند کی گئین ہین

اور اُسکو معلوم ہوگیا کہ ریاست اِس روک کے اصلی مقصد کو سمجھ گئی ہے
اور اُسکو امید ہوگئی کہ آیندہ اُسکے طور طریقے اور طرز حکومت کی تقلید
کو ہی سب سندون اور عہدنامون سے زیادہ پختہ اور مضبوط سمجھا جائیگا
تو قصاص کے عام اختیار دینمین کچھ بھی تامل نکیا اور اپنے ایجنٹ
کے استصواب کی شرط منسوخ کردی۔

پس ہمارے ہندوستان کے رئیسونکو سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ کسی تابع
اور مطیع ریاست کا اپنی متبوع سلطنت کے کارپردازونکی خاطر ومدارات
کرنا اور اُن سے بانکسار پیش آنا اور حتی الوسع اُنکی رضاجوئی مین کوشش
کرنا ایک عمدہ اور قرین مصلحت امر ہے لیکن انگریزی گورنمنٹ اسپر قناعت
نہین کرسکتی اور وہ اِس سے کچھہ بڑکر اُسنے چاہتی ہے جسمین سراسر
ریاستون ہی کا بھلا ہے وہ کیا ہے؟ اُسکی طرز حکومت اور قوانین ریاست
کی تقلید اور ہماری رائے مین جو ریاستین ایسا کرتی ہین یا کرینگی وہ ہمیشہ
آباد اور سرسبز رہینگی ورنہ اکثر خراب اور برباد ہوگئی ہین اور ہوجائینگی
دیکھو کوی ریاست اوودہ سے زیادہ انگریزونکی خوشامد اور اطاعت
کریگی پھر کیون غارت ہوگئی اور اُسکا ملک سرکار انگریزی نے اپنے قبضہ

مین لیلیا اور تمہاری آنکھون کے سامنے ملہار راؤ بڑودہ کے
راجہ کو کیون معزول کیا گیا اور اُسکی جگہہ اُسکے خاندان مین سے
ایک اور شخص گدی پر بٹہایا گیا۔ پس اب بہی اگر ہمارے ملک کے روسا
اس بات کو نہ سمجہین اور اپنی اُسی حالت خواب خرگوش مین پڑے رہین
تو نہایت افسوس ہے۔ اے ہمارے ملک ہندوستان کے پیارے
رئیسو جاگو۔ جاگو بہت سو چکے ہو رات گذر گئی اور دن نکل آیا اب سونے
اور غفلت کی گہری نیند مین پڑے رہنے کا وقت نہین ہے پس
ہوشیار ہو اور آنکہین کہولکر دیکہو کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور اُسنے کیا
کیا نئے نئے رنگ بدلے ہین۔ مغربی شایستگی دریا کی طرح ہندوستان
پر اُمڈی چلی آتی ہے۔ انگریزی قوانین نے رعیت کے ہر طبقہ کو بلا قید
مذہب و ملت یکسان فائدہ پہنچایا ہے اُنکو قانون کی حدود کے اندر ہر
طرح کی آزادی حاصل ہے۔ اُنکی جان اور مال مذہب اور عزت ہر طرح
سے محفوظ ہے۔ انگوبڑی کوشش سے تعلیم دیجاتی ہے ہنر اور
فن سکہائے جاتے ہین وقت کی ضرورت کے موافق عمدہ عمدہ
قوانین تجویز اور جاری ہوتے ہین اور اُنکی تعمیل بڑی احتیاط سے کرائی

جاتی ہے۔ پس تمہاری ریاستین جوٹاپو ونکی طرح اُس بڑی سلطنت کے
اندر واقع ہین اور اُنکے باشندے اپنی ہمسایہ انگریزی رعیت کے لوگون کو
نہایت آرام وراحت مین دیکھتے ہین کیا اُنکو کبھی یہہ خیال نہ آئیگا کہ ہمکو بھی
ویسا ہی آرام اور راحت ملنی نہین ضرور آئیگا اور بہت جلد آئیگا۔ پھر تمہاری
رعیت غریب سہی۔ وفادار سہی ہتھیار بھی اُسکے پاس نہ سہی جو بغاوت
اور سرکشی کر سکے مگر کیا وہ بالاتر سلطنت کے حضور مین فریاد بھی نہین کر سکتی
اور گورنمنٹ کبتک اُسپر توجہ نکریگی اور کبتک عہدنامونکا پاس کریگی اور تمکو
تمہارے کامونمین آزاد چھوڑے رکھینگے۔ پس مقتضای دانشمندی یہہ ہے
کہ تم عہدنامہ کے چارکوڑی کے کاغذ پر زیادہ بھروسہ نکرو اور سب
سے زیادہ مضبوط اور مستقل عہدنامہ اپنے انصاف اپنی دانائی
اپنی عمدہ چال چلن کو سمجھو اور جیسا آرام سرکار انگریزی نے اپنی فیاضی اپنے
انصاف اپنے رحم۔ اپنے شایستہ قوانین۔ اپنی صلح کُل اور غیر متعصب
حکومت سے اپنی رعایا کو دیا ہے اُس سے زیادہ تم اپنی رعیت کو دو۔ گورنمنٹ
کی تقلید سے اچھے اچھے قوانین اپنے ملک مین جاری کرو۔ قانون کی
حدود کے اندر رعایا کو آزادی بخشو۔ اُسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرو

اُسکے حفظ صحت اور تندرستی کا بندوبست کرو - ملک مین ہنرمندی اور تجارت پھیلاؤ - زراعت کی ترقی کے ذریعے قایم اور جاری کرو تاکہ تمہاری رعیت تم سے رضامند رہے اور تمہارا خزانہ پُر اور مُلک سرسبز اور آباد ہو اور خدا اور وہ سلطنت جو اسوقت تمپر حاکم ہے تم سے راضی رہے اور تمہاری حکومت اور ریاست کو استقلال اور استحکام ہو آیندہ جو مناسب جانو وہ کرو وما علینا الا البلاغ ۵ بازگشادم بہ طبیبے وکان ۞ داروے دل دارم داروئے جان ۞ ہرکہ دلش تنگ نیاید زپند ۞ داروے تلخش دہم وسودمند ۞ وانکہ خوشامد طلبد نیز ہست ۞ لیک شکر رخنہ تپ رانہ بست ۞-

پنجاب مین مکرر فساد کا ہونا اور اُسکے فرو کرنیمین ریاست کا سرکار انگریزی کو روپیہ سے مدد دینا

آغاز ۱۸۴۸ء مین پنجاب مین پھر فساد شروع ہوا اور سکھون نے انگریزونکو اپنے ملک سے مار کر نکالدینیکے واسطے پھر سر نبھالے اور ملک کا نقشہ کچھ سے کچھ ہوگیا یعنی آخر ۱۸۴۸ء مین دیوان مولراج حاکم ملتان نے جب لاہور مین آکر اپنا استعفا پیش کیا اور اگنیو صاحب اور لفٹنٹ انڈرسن صاحب

اسسٹنٹ رزیڈنٹ لاہور اس غرض سے ملتان بھیجے گئے کہ اُس صوبہ کو دیوان مولراج سے لیکر سردار کانہہ سنگھ ناظم جدید کے سپرد کریں ۲۰ اپریل ۱۸۴۸ء کو جب وہ انتظام کرکے قلعہ سے باہر آئے دروازہ کے متصل ایک سپاہی نے اگنیو صاحب کو تلوار سے زخمی کیا اور اس سے تھوڑی ہی دور آگے یہی سانحہ اینڈرسن صاحب کو پیش آیا اور مجرم بھاگ گئے اور انکے ملازم انکو اُٹھاکر خیمون مین لے آئے اور مولراج باغی ہوگیا اور دوسرے روز دن نکلتے ہی لشکر انگریزی پر قلعہ سے گولے پڑنے لگے اور انکے ساتھ کے سب سپاہی مولراج سے جاملے اور اگیسیون کو مولراج کی فوج نے قلعہ سے نکلکر ان غریب زخمی انگریزونکو مار ڈالا اور سردار شیر سنگھ اٹاری والہ جو اس سرکشی کے دبانیکے واسطے ملتان بھیجا گیا وہ مولراج سے ملگیا اور اُسنے اس لڑائی کو جنگ مذہبی مشہور کیا اور اسکا باپ چتر سنگھ ہزارہ مین باغی ہوگیا اور پنجاب مین عام سرکشی ہوگئی اور بڑی خون ریز لڑائیان ہوئین اور آخر کار سکھون کو گجرات کے متصل چیلیان والے کی مشہور لڑائی مین شکست ہوکر سلطنت لاہور کا خاتمہ ہوگیا اور تمام ملک مقبوضہ مہاراجہ دلیپ سنگھ شامل ممالک محروسہ کیا گیا اس مہم مین مہاراج نے تیس لاکھ روپیہ سرکار انگریزی کو

قرض دیا اور اسطرح سے انگریزون کے دل پر اپنی دوستی اور خیرخواہی کا گویا سکہ بٹھا دیا۔

مہاراج کا جوالا مکھی اور مہامایا کے درشن کو تشریف لیجانا

ستمبر ۱۸۳۱ء مین مہاراج جوالا مکھی اور مہامایا کے درشن کیواسطے تشریف لیگئے جو دوآبہ باری مین جوالا مکھی اور کانگڑہ مین دیوی کے دو مشہور مندر ہین اور قریب پچاس ہزار روپیہ کے وہان چڑہایا۔

اس موقع پر اگر جوالا مکھی کی کیفیت جو زمانہ حال کے اہل علم نے لکھی ہے بیان کیجائے تو خالی از فایدہ نہوگی۔ اسلئے ہم کتاب جام جہان نما اور اور کتابون سے انتخاب کرکے کچھ حال لکھتے ہین۔

سنسکرت مین جوالا آگ کو کہتے ہین اور مکھ مونہہ کو پس جن پہاڑون سے آگ نکلتی ہے وہ سنسکرت مین جوالا مکھی اور انگریزی مین والکنو کہلاتے ہین ایسے پہاڑ دنیا مین کئی ہین اور مورخون نے اُنکے جوش و خروش کے عجیب و غریب حالات لکھے ہین جنکو پڑہکر بڑی عبرت ہوتی ہے مگر پہاڑون ہی پر کچھ موقوف نہین ہے کہین کہین مسطح زمین مین بھی خدا کی قدرت

کا یہہ عجیب وغریب مظہر موجود ہے چنانچہ آذربائیجان مین بحیرہ
کاسپین کے مغرب کیطرف باکو نام ایک شہر ہے وہان تمام زمین
مین آتشی مادہ موجود ہے اور جہان کہین سوراخ یا دراڑ ہین اُنمین سے
شعلے نکلتے ہین اور شہر کے لوگ نلون کے ذریعہ سے اُنکو اپنے مکان
مین لاکر روشنی اور کہانا پکانے کا کام لیتے ہین اور شہر کے قریب جہان
یہہ آتشی ہوا افراط کے ساتھہ نکلتی ہے چار بڑے بڑے نل لگا رکھے
ہین جنمین سے بڑی بہبک اور تیزی کے ساتھہ شعلے نکلتے رہتے ہین
اور اُنکے چارون طرف آدہ کوس کے دور مین پتھر کی دیوار بنی ہوئی
ہے اور اُسکے اندر بہت سی کوٹھریان ہین جنمین ہندو فقرا جاکر رہتے ہین
اور یہہ دستور ہے کہ جب کوئی اُنمین سے مرتا ہے ایک حوض مین جو اسی
کام کیواسطے بنا ہوا ہے گھی سے نہلاکر اسی آگ سے اُسکو جلا دیتے
ہین اور یہہ دیول اُس زمانہ کا بنا ہوا ہے جبکہ وہان کے لوگ آتش پرست
تھے اور گبر کہلاتے تھے اور بقول راجہ شیو پرشاد صاحب سی
ایس آئی - اِسی کا نام مہاجوالا یا بڑی جوالا ہے - مگر اِس مندر مین جو
دوآبہ باری مین جوالا مکھی کے نام سے مشہور ہے یہہ بات نہین ہے

اس مین صرف ایک ہی سوراخ ایسا ہے جسمین سے ہاتھہ بھر کا اونچا شعلہ نکلتا ہے باقی سب چھوٹے چھوٹے ہین جنمین سے چراغ کی لو کے موافق شعلے نکلتے ہین اور سوائے ایک کے جسکو ہنگلاج کی لاٹ کہتے ہین اور کبھی کبھی بند بھی ہوجاتے ہین اور کبھی تھوڑے اور کبھی زیادہ نکلنے لگتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی انمین سے بند ہوجاتا ہے تو سوراخ کے مونہہ پر جلتی ہوی بتّی لگانے سے پھر نکلنے لگتا ہے۔ مندر کے احاطہ مین شمال مغرب کیطرف جو ایک چھوٹا سا حوض ہے جسکو یہان کے لوگ گورکھہ ڈبی کہتے ہین اور پہاڑ پر سے قریب فٹ بھر کی چوڑی نالی اُسمین آکر پڑتی ہے اُسکے پانی کا یہ خاصہ ہے کہ ذرا ہاتھہ سے ہلاکر جلتی ہوئی بتّی پاس لیجائین تو فوراً اُسمین سے ایک شعلہ سا نکل آتا ہے۔ راجہ شیو پرشاد صاحب لکھتے ہین کہ ان حالات سے زمانہ حال کے علم کیمیا کے جاننے والے یہ خیال کرتے ہین کہ یہہ آتشی ہوا گندھک وغیرہ کسی دہات کی کان مین پیدا ہوکر گوشہ شمال و مغرب سے پہاڑ کے اندر ہی اندر آکر زمین کے سوراخون مین سے جہان اب مندر بنا ہوا ہے راستہ پاکر باہر نکل آتی ہے اور گورکھہ ڈبی مین پانی کے

کہولنے کا یہہ باعث ہے کہ اس ہوا کا راستہ اُسکے نیچے سے ہے
جس سے وہ خیال کرتے ہین کہ اگر پانی نہوتا تو یہان ہی شعلہ نکلتا اور پھر
یہہ دلیل لاتے ہین کہ مندر کے اندر ہوم کُنڈ کے شمال مغرب کیطرف
جو اس ہوا کے آنیکا راستہ ہے فرش کے پتھر گرم اور جنوب مشرق کیطرف
جو اسکے راستہ سے کنارہ پر ہین ہمیشہ ٹھنڈے رہتے ہین۔ انکی اصطلاح
مین ایسی ہوا کو ہیڈروجن گیاس کہتے ہین اور اُنہون نے تجربہ کیا ہے
کہ بوتل مین تھوڑا سا لوہچون ڈال کر پانی مین ملا ہوا گندھک کا تیزاب
اُسپر ڈالا جائے تو وہ ہیڈروجن گیاس بنجائیگا اور جو چیز یہان ان سورانون
مین سے نکلتی ہے وہی اُس بوتل مین سے نکلنے لگیگی اور جس طرح سے
یہان شعلہ کے بند ہوجانے پر تپی دکہلاکر اُسکو پھر جلا لیتے ہین اسیطرح
بوتل کے مونہہ کے پاس جلتی ہوئی تیلی کرین تو اُسمین سے بھی ویسا
ہی شعلہ بھڑک اُٹھیگا۔

چہارمی لوگون کا ریاست سے علحدہ ہوجانا اور اُسکا سبب

این روے تلج کے چھوٹے چھوٹے رئیسون سے جب گورنمنٹ
نے اختیار حکومت لے لیا اور اُنکی حالت عام رعایا کی سی ہوگئی اور گورنمنٹ

کو اُنکے اُن تعلقات کا جو بڑے اور خود مختار رئیسون کے ساتھ تھے
از سر نو انتظام کرنا پڑا اس سے ریاست کے جہامی دیہات کے متعلق
بڑے بڑے پیچیدہ اور دقیق مقدمات پیدا ہوے - یہہ دیہات شمار مین
ستانوہ تھے اور اُنمین سے نو مین سِل والے - دس مین گرانگان والے
سات مین گڈھیڑے والے - چار مین بُراس والے - آٹھ مین ٹوڈر مزعہ
والے - اناتالیس ۴۹ مین چونتیس مجھلی والے - پندرہ ۱۵ مین (جنمین قصبہ بنوڑ بھی
شامل تھا) فیض احمد پور والے - پانچ مین لدھڑان والے چھوٹے چھوٹے
سکھ سردار ریاست کے ساتھ حصہ دار تھے - اور اگرچہ اُسوقت سے
جبکہ سکھون نے زین خان کو مار کر صوبہ سرہند پر اپنا دخل و تصرف کرلیا
تھا ابتک یہہ لوگ ماتحت ریاست کے تھے لیکن ۱۸۰۹ء کے بعد کسی
جنگی خدمت کے موقع پر سرکار انگریزی ہی اُنکے نام کبھی براہ راست اور
کبھی ریاست کی معرفت شرائط اشتہار مورخہ سوم مئی سنہ مذکور کے
موافق بذاتہ حاضر ہونیکا حکم دیتی رہتی ہی اور اگرچہ ۱۸۲۱ء مین سرکار انگریزی
نے اِن لوگون کے ہر طرح کے معاملات کا تصفیہ ریاست کے متعلق
کردیا تھا مگر سرکار موصوف کی اسوقت تدبیر مملکت یہہ تھی کہ جسطرح اور جس

ڈہب سے ممکن ہوا پنی قلمرو کو بڑہائے پس پنجاب کے ضبط ہوتے ہی کرنل میکسن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل اور کمشنر انبالہ نے گورنمنٹ کو یہہ رپوٹ کی کہ انکو ریاست پٹیالہ سے کچھہ تعلق نہین ہے - اگر یہہ چاہین تو ریاست سے علحدہ ہونیکے مستحق ہین اور حکام بورڈ پنجاب کی تحریک سے گورنمنٹ نے اس بات کو منظور کرلیا اور یہہ حکم ہوا کہ چہارمی دیہات دعویدارونکو ملحاظ حصہ وتقسیم مناسب دیدئے جائین مگر جو دیہات ان چھوٹے چھوٹے حصہ دارون کے حصّہ مین آئین انمین حق حاکمی کے پاتے رہنے کے سوا جسکو وہ پہلے سے پاتے تہے انکو کچھہ اختیار واستحقاق نہوگا اور وہ ہر طرح سے سرکار انگریزی کے ماتحت رہینگے - یہہ حکم سنتے ہی چہارمی لوگون نے ریاست سے علحدہ ہونیکی خواہش ظاہر کی اور ریاست اور شخص چہارمی کی تجویز حصص کیواسطے لفظ چہارمی کے معنی کی تنقیح ضرور ہوی - ریاست اس لفظ کی یہہ تعبیر کرتی تہی کہ گانون کے محاصل مین سے حصہ حاکمی کی چوتہائی کا جو مستحق ہو وہ چہارمی ہے اور تین ثلث کی ریاست مستحق ہے - اور یہی معنی صحیح بہی ہے مگر یہہ وجہ پیش کرکہ کہ پنجاب مین اس لفظ کے یہہ معنی مانے جاتے ہین کہ کل گانون کی ایک چوتہائی کا جو مالک ہو وہ چہارمی ہے سرکار انگریزی نے بعد ایک

طول طویل مباحثہ کے اِن دیہات کی تقسیم اسی قاعدہ کے موافق کردی اور جو دیہات حصہ داران مذکور کے قبضہ مین آئے اُنپر اپنا دخل کرلیا۔

اِن لوگون کا ریاست سے علحدہ ہوجانیکے واسطے خواہشمند ہونا اور سرکار انگریزی کی ماتحتی کو قبول کرنا ہمکو یہہ بتاتا ہے کہ ہماری حکومت کے تلوّنات شخصیہ اور اہلکارون کی بدسلوکی نے جو جزوی اور نایائدار فایدونکی خاطر اُنکے تکلیف دینے پر اکثر مایل ہوجاتے تھے اُنکو ہماری جانب سے مایوس کردیا تھا اور اسیواسطے وہ ہمارے تحت سے نکلنا اور ایک ایسی حکومت کے تحت ہونا چاہتے تھے جو غیر متلوّن اور پابند قوانین ہو اور یہہ سکھاتا ہے کہ جب خدا ریاست اور حکومت دے اور اپنی بہت سی مخلوق پر اختیار اور اقتدار بخشے تو چاہیئے کہ اُن سے غایت درجہ کے انصاف اور رعایت سے پیش آئے اور اُنکے حقوق کا ویسا ہی لحاظ کرے جیسا اپنے حقوق کا کرتا ہے اور اِس غرض سے کہ رعایا کو اُسکے طرز سلوک کی نسبت اعتماد ہو۔ رعایا اور سرکار کے حقوق کے امتیاز کے لئے صاف اور صریح قاعدے بنائے اور ایمانداری کے ساتھہ اُنپر عمل کرنیسے عام پر ثابت کردے کہ اُسکی حکومت منصفانہ اور اُسکا طرز سلوک ناقابل گرفت اور اُسکے وعدے ناقابل الانحراف ہین تاکہ رعیت

اُسکو اپنے حقوق کا حامی اور محافظ سمجھکر اُسکے نقصان کو اپنا نقصان اور اُسکے فائدہ کو اپنا فائدہ سمجھے اور جب کبھی موقع آئے اپنی وفاداری ظاہر کرنیسے باز نہ رہے کیونکہ جو سلطنتین ایسا نہین کرتین اور جبر و قہر سے رعایا کو اپنے قابو مین رکھنا چاہتی ہین یا جنکی رعایا کو شخصی تلونات کی وجہ سے اپنے حفظ حقوق کا بھروسہ نہین ہوتا یا جنمین رعایا اور سرکار اور خود رعایا کے باہمی حقوق کے لئے مستقل قاعدے اور قانون مقرر نہین ہوتے یا کہ ایمانداری سے اُنپر عمل نہین کیا جاتا وہ ہرگز ہر دل عزیز اور عام پسند نہین ہوتین اور نہ رعیّت اُنکے ساتھہ وفاداری ظاہر کرتی ہے۔ سعدی علیہ الرحمہ نے سچ کہا ہے ؎

رعیّت چو بیخ ست و سُلطان درخت ۔ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

کاش اگر ریاست کے اہلکاران وقت اِس اصول کا لحاظ کرکے اپنے قول و فعل کی نسبت اِن لوگون کا اعتماد حاصل کرتے تو ہمکو چھوڑکر وہ کبھی ایسی سرکار کی ماتحتی کے خواہشمند نہوتے جو رنگ۔ روپ قوم اور مذہب رسم و رواج مین بالکل اُنسے متباین تھی اور ایک معزز اور مقتدر لوگون کا گروہ اور ایک سرسبز اور آباد دیہات کا مجموعہ ریاست سے علحدہ نہوتا۔

بی بی بسنت کنور صاحبہ کی شادی اور مہاراج کا ہردوار غیرہ

تیرتھون کے اشنان اور درشن کو تشریف لیجانا

اپریل ۱۸۵۵ء مین مہاراج نے اپنی دختر نیک اختر بی بی بسنت کنور صاحب کی شادی کی جو رانا بھگونت سنگھ صاحب بہادر والی دھولپور کے ولیعہد سے منسوب تہین اور چودہ لاکھ روپیہ اسمین خرچ ہوا۔ اس تقریب مین علاوہ برادری کے راجے اور سرداون کے سر ولیم گوم صاحب بہادر کمانڈر انچیف اور بہت سے صاحبان انگریز بھی شریک ہوئے تہے اور پانچہزار روپیہ سرکار انگریزی کی طرف سے برسم تنبول پیش کیا گیا تہا۔ اس شادی مین رانا صاحب بہادر نے کئی لاکھ روپیہ کے باڑہ کی رسم مین خرچ کیا جہان باڑہ دیا گیا تہا وہ اگرچہ بہت بڑا اور وسیع میدان تہا جسکو فوج سے گہیر لیا گیا تہا مگر تو بہی کئی آدمی پیاس اور گرمی کے سبب سے مر گئے

چونکہ ہندو مذہب مین لڑکی کی شادی کے بعد گنگا مین نہانے کا بڑا ثواب ہے اسواسطے مہاراج جیٹھہ بدی ۸ سمت ۱۹۰۹ مطابق گیارہوین مئی ۱۸۵۲ء کو منزل بمنزل ہردوار تشریف لیگئے اور جیٹھہ سدی اکادشی کو اشنان کیا اور پہر رکہی کیش ہوتے ہوئے بدری نارائن کے درشن کو تشریف لے گئے۔

رکھی کیش کے مقام گنگا بہت عمیق اور زور شور سے بہتی ہے اور پاٹ
بھی بہت بڑا ہے اور ایسا موقع ہے کہ پانی کی تیزی اور پتھروں کے سبب
سے کشتی نہین چل سکتی اور پل کا بنانا بھی کسی ایسے ویسے انجنیر کا کام
نہین ہے اسواسطے پل کے عوض یہان ایک جھولا[1] بندھا ہوا ہے جو
لچھمن جھولہ کے نام سے مشہور ہے اور اسپر لوگ ادہر اُدہر آتے جاتے
ہین اور گزر کے وقت طوالت کے سبب سے یہہ ایسا لرزتا ہے کہ یہہ

[1] جہان دریا پہاڑون کے اندر بہت زور سے بہتے ہین اور پتھرون کے سبب
سے کشتی کو بھی خوف ہوتا ہے وہان لوگ جھولے یا چھینکے کے ذریعہ سے پار اُترتے
ہین جھولا اسے کہتے ہین کہ دریا کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کئی مضبوط رسّے
برابر برابر باندہ کر تختون سے پاٹ دیتے ہین جنکی چوڑان اکثر ہاتھہ دو ہاتھہ سے زیادہ نہین
ہوتی اور سہارے کیواسطے دونون جانب برابر برابر رسیان باندہ دیتے ہین لیکن چھینکا
اس سے بھی بدتر ہے وہ صرف ایک رسّا ہوتا ہے اس کنارہ سے اُس کنارہ تک
بندھا ہوا جسمین لوہے کے قلابہ کے ساتھہ ایک چھینکا لٹکا دیتے ہین اور آدمی کو اُسمین
بٹھا کر اُس رسی سے جسکا ایک سرا اُس چھینکے مین بندھا ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے
کنارہ والون کے ہاتھہ مین اپنی طرف کھینچ لیتے ہین جب چھینکا بیچ مین پہنچکر رسّے کے
جھکاؤ سے ہلنے لگتا ہے اور نیچے دریا لہراتا اور پتھرون سے ٹکراتا ہوا نظر آتا ہے تو انجان
آدمی کا تو پتہ پانی ہو جاتا ہے مگر جنکو عادت ہے وہ برابر اسپر آتے جاتے ہین ۱۲ مولف

معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب قعر دریا مین چلا جائیگا لیکن مہاراج نے ہمارے اور ہندوستانی رئیسونکی طرح کچھہ خوف نہین کیا برابر عام لوگونکی طرح پا پیادہ اسپر سے گذر کر گئے اور سری نگر[۵۷] ہوتے ہوئے نہایت صعوبت اور دشوار گذار پہاڑی راستے عین موسم برسات مین طے کرکے بدری نارائن پہنچے جو الموڑہ سے اسّی میل شمال کیطرف دریاے بشن گنگا کے داہنے کنارہ سطح سمندر سے دس ہزار تین سو فٹ بلند پہاڑ پر ایک مشہور تیرتھ ہے سردی کے سبب اس پہاڑ کی چوٹیان ہمیشہ برف سے لدی رہتی ہین اور اسیواسطے اسکو ہمالہ کہتے ہین جو ایک سنسکرت زبان کا لفظ اور دو لفظون ہیم اور آلہ سے مرکب ہے (جسکے معنے ہین برف کا گھر) اس سفر مین اکثر مہاراج کو کئی کئی میل پیدل چلنے کا بھی اتفاق ہوا۔ وجہ یہہ تھی کہ اکثر ہماری لوگ پیادہ ہوتے تھے اور لمبے کوچون کے سبب سے جو فرودگاہون کے دور دور ہونیکی وجہ سے مجبوراً کئے جاتے تھے لوگون کو نہایت تکلیف ہوتی تھی پس مہاراج انکی دلداری اور تسکین کے واسطے کسیقدر خود بھی پیدل

[۵۷] یہہ وہی مقام ہے جہان کے راجہ پرتھی سنگھہ کے پاس دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ نے ۱۶۵۸ء مین عالمگیر کے خوف سے پناہ لی تھی۔ ۱۲ مولف

چلتے تھے۔ اس سفر مین چونسٹھ ہزار روپیہ گنگا وغیرہ تیرتھون پر خیرات کیا گیا اور ایکہزار روپیہ کا دایمی سدابرت بدری نارائن مین مقرر ہوا اور اُسی راستہ سے لوٹ کر ٹہری[۵۱] ہوتے ہوئے بھوگپور کے راستہ سے جو دہرہ کی دون مین ایک نہایت حقیر اور چھوٹا سا گانون ہے بوڑیہ پہنچے۔ بھوگپور کے مقام راقم نے دیکھا کہ جس چبوترہ کے نیچے مہاراج ٹھہرے ہوئے تھے بارش مین چھلنی کیطرح ٹپکتا تھا اور کوی خشک جگہہ بیٹھنے کو نتھی اور ہر چند تمام ہمراہی اس سفر کی صعوبت کے شاکی تھے مگر وہ ویسے ہی خوشدل

---

۵۱ یہ پہاڑی شہر خوبیس ۳۰ درجے تیس ۳۰ دقیقے عرض شمالی اور اٹھتر درجے اٹھائیس ۲۸ دقیقے طول مشرقی پر سمندر سے دو ہزار دو سو فٹ بلند گنگا کے بائین کنارہ پر آباد ہے ریاست گڑھوال کا دارالحکومت ہے۔ اس علاقہ کو بھی گورکھون نے اپنے قبضہ مین کر لیا تھا لیکن ۱۸۱۵ء مین جب سرکار انگریزی نے انپر فتح پائی تب راجہ سودرشن شاہ کو اُسکی ریاست پر بحال کر کے اُسکے علاقہ کا وہ حصہ جو دریاے الکہنندا اور منداکنی کے ملنے کے مقام سے اوپر کی جانب مشرق کیطرف تھا اور دہرہ دون اور پرگنہ رام گڈھ اپنے پاس رکھکر باقی ایک لاکھہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ اُسکو دیدیا جو اب ریاست گڑھوال کہلاتا ہے مہاراج کے وہان تشریف لیجانیکے وقت راجہ سودرشن شاہ صاحب زادہ تھے اور بڑے احترام اور خاطر تواضع سے پیش آے تھے۔ ۱۲ مولف

تھے جیسے انکی ہمیشہ عادت تھی مہاراج نے بوڑیہ مین اپنے سالے سردار جیون سنگھہ[۱] کے ہان انکی خاطر سے ایک روز قیام فرمایا اور پھر پٹیالہ تشریف لے آئے۔

مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد کی ولادت

اسی برس ستمبر مہینے کی سولھوین[۱۶] تاریخ کو برنالہ کے مقام مہاراج مہندر سنگھہ

---

[۱] ریاست بوڑیہ کا بانی سردار نانون سنگھہ ہوا جو چھاوں منڈن کا رہنے والا تھا جو مانجھہ کے علاقہ مین ایک گانون ہے۔ یہہ بھگینیو کی مثل مین سے تھا جب ۱۷۶۳ء مین سکھون نے زین خان پر خروج کیا یہہ بھی اپنے بھتیجے بہاگ سنگھہ اور اپنے رفیق سردار رائے سنگھہ کے اسلک مین آباد اور ۱۷۶۴ء مین بوڑیہ پر قابض ہوگیا جسکو سال بھر پہلے زین خان کا ایک ماتحت عہدہ دار لچھمی نرین نامی چھوڑکر چلا گیا تھا اور اسوقت سردار سکھون نے اپنا قبضہ کرلیا تھا اور نگ آباد کے پٹھانون نے نخروایون سے سازش کرکے نانون سنگھہ اور بہاگ سنگھہ کو دغا سے اونگ آباد کے قلعہ مین بلایا اور قتل کرڈالا۔ اسلئے مقام مین رای سنگھہ اور نانون سنگھہ کے بھتیجے سردار بہاگ سنگھہ نے پٹھانون کے علاقہ پر حملہ کیا اور انکو مار کر انکے علاقہ کے دوسو چار[۲۰۴] گانوون پر قابض ہوگئے اور انکو آپسمین تقسیم کرلیا۔ بھگاور ہری اور دیال گڑھہ کا علاقہ معہ چوراسی[۸۴] گانوون کے رائے سنگھہ کے حصہ مین آیا اور بوڑیہ معہ اکیتیس[۴۱] گانوون کے سردار بہاگ سنگھہ کو ملا اسنے ۱۸۰۸ء مین قضا کی اور اسکا بیٹا سردار شیر سنگھہ اسکا جانشین ہوا جو ۱۸۴۱ء مین کرنل برن صاحب کے ساتھہ ٹرائبن سہارنپور

صاحب بہادر ولیعہد کی ولادت کی خبر پہنچی لیکن چونکہ پہلے کئی لڑکے پیدا ہوکر جاتے رہے تھے اور جیتے جاگتے فرزند کی بڑی تمنا تھی اسلئے جوتشیون کے کہنے سے کئی مہینے تک مہاراج نے اس بات کو چھپائے رکھا مگر بقول شخصے مصرع چھپائے سے چھپتا نہین آفتاب لوگون نے قرینون سے اس مولود مسعود کی ولادت کو تاڑ لیا اور چپکے چپکے آپسمین مبارک سلامت ہونے لگی اور آخر کار چودھوین ۱۴ جنوری ۱۸۵۳ء کو ایک نیک ساعت مین جسکو پنڈتون نے تجویز کیا تھا اسکا اظہار کیا گیا اور بڑی خوشی منائی گئی۔

موضع بجوانہ علاقہ ریاست جیند کی بغاوت اور مہاراج کا راجہ صاحب بہادر کو مدد دینا

۱۸۵۴ء کے شروع مین راجہ سروپ سنگھ صاحب بہادر والی جیند نے تشخیص جمع کیواسطے پرگنہ جیند کی پیمایش کرانی شروع کی تھی لیکن

کے مقام پر آگیا اسکا علاقہ اسکے بیٹون سردار جیمل سنگھ اور سردار کلاب سنگھ کے باہم تقسیم ہوا جیمل سنگھ کے ۱۸۱۱ء مین لاولد مرنیسے سردار کلاب سنگھ تمام علاقہ کا مالک ہوا۔ اسنے ۱۸۴۳ء مین وفات پائی اور اُنکے بیٹے سردار بھون سنگھ صاحبنشین ہوئے جو اب مالک ستیا ہوئی جو ضلع انبالہ مین ایک ممتاز سردار ہین۔ اس ریاست کی آمدنی قریب چالیس ہزار اور آبادی قریب تینتیس ہزار کے ہے۔ مؤلف

کنور سین تحصیلدار کی بدزبانی اور کج خلقی سے موضع لجوانہ کے نمبردار
نگاہیا وغیرہ ایسے ناراض اور افروختہ ہوئے کہ اُنہون نے کنور سین کو
قتل کرکر اُسکی لاش کو معہ اُن کاغذات کے جو اُسنے مرتب کئے
تھے جلا ڈالا اور باغی ہو گئے اور اپنے بھائی بند زمینداروں کو اپنے
ساتھ شریک کرلیا اور یہہ فساد ایسا بڑھا کہ قرب وجوار کے علاقون مین
شورش اور غدر پھیل جانیکا اندیشہ ہوگیا۔ راجہ صاحب بہادر کے
پاس جب یہہ خبر پہنچی وہ فوراً سنگرور سے جیند کو تشریف لیگئے اور اوّل
ایک اطلاعنامہ اور جب اُسکی تعمیل نہوئی تب ایک اشتہار باغیون کے
نام بمراد حاضر ہونے اور اطاعت قبول کرنیکے جاری کیا مگر چونکہ وہ راجہ
صاحب بہادر کی طاقت سے واقف تھے اور اپنے بھائی بند زمینداروں
کی کثرت اور جمعیّت اور گانون کے پختہ اور مستحکم مکانون پر اُنکو بڑا گھمنڈ
تہا وہ اِن احکام کو کچھہ خیال مین نہ لائے اور گنوارون نے اِس واقعہ
اور راجہ صاحب اور اُنکی فوج کی کمزوری اور ہجوم کے گیت جوڑلئے اور
مسٹر جارج کارنک بارلس صاحب کمشنر انبالہ نے جنکو ریاستہائے
این روئے ستلج کا پولیٹکل کام سپرد تہا فساد کے فرو کرنیکے واسطے تاکید

تاکید کرنی شروع کی لیکن ساتھ ہی یہہ لکہا کہ کشت وخون تو کیا اگر کسیکی نکسیر بھی پھوٹے گی تو بہت بُرا ہوگا وجہ یہہ تہی کہ اُنکو یہہ ظن تہا کہ صرف تحصیلدار کے ظلم کے سبب سے زمیندار باغی ہوئے ہین اگر اُنکو راجہ صاحب کیطرف سے انصاف کی توقع دلائی جائیگی تو وہ ضرور مطیع ہوجائینگے اور فساد موقوف ہوجائیگا اور اُنہون نے راجہ صاحب کو لکہا کہ اگر فساد جلد رفع نہوگا تو مین خود موقع پر جاؤنگا جس سے راجہ صاحب کو اور بہی مشکل پڑگئی اور اُنہون نے ناچار ہوکر مہاراج سے امداد کی درخواست کی۔ مہاراج نے دو پلٹنین اور دو ہزار سوار اور چار بہاری توپین چودہری امام بخش نایب بخشی کے ساتہ فوراً بہیجدین اور راجہ صاحب کو لکہا کہ اگر ضرورت ہوگی تو بخشی رحیم بخش کو بہی اور فوج دیکر بہیجدینگے یہہ فوج دو منزلہ کرتی ہوئی جیند کے قریب پہنچگئی تہی کہ یکایک حکم پہنچا کہ اپنی سرحد سے آگے نجائے۔ وجہ یہہ ہوی کہ مسٹر لاینر صاحب کمشنر کی مرضی نتہی کہ لڑائی ہووے۔ پس فوج بائیس روز یہان پڑی رہی اور جب سرجان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب نے مہاراج کو لکہا کہ آپ مدد دیکر فساد فرو کرادین تب اُسکو موقع پر جانیکی اجازت ہوئی اور اُسنے گانون کو جاکر گہیر لیا اور گولے مارنے شروع کئے۔ اب

اگر اسیطرح ایکدو روز توپخانہ سے گولے پڑتے رہتے تو گنوار گانون چھوڑکر خود بھاگ جاتے مگر کمیدان گلاب خان کی پلٹن نے یہہ حماقت کی کہ بیموقع حملہ کرکے گانون مین گھس گئی اور باغیون نے جو مکانون کی آڑ مین تھے تاک تاک کر گولیان مارنی شروع کین جنسے ستّرہ آدمی مارے گئے اور اسّی زخمی ہوئے اور خود گلاب خان بھی زخمی ہوا اور پلٹن کو بناچاری وہان سے لوٹ آنا پڑا اب پھر میر اولاد علی افسر توپخانہ نے گولے مارنے شروع کئے جنسے گانون کی کئی بڑی بڑی حویلیان گر پڑین اور اکیسوین اپریل کی رات کو بارہ بجے باغی گانون چھوڑکر بھاگ گئے اور یہہ فساد جسنے ریاست جیند کی ہوا بگاڑ دی تھی اور ملحق الحدود علاقون مین تہلکہ ڈالدیا تھا فرو ہو گیا۔

اگرچہ بظاہر یہہ معاملہ صرف ایک گانون کی بغاوت کا تھا مگر اس سبب سے کہ اُسملک کے باشندے بغاوت اور شورہ پشتی اور لڑنے مرنیکے لئے مشہور ہین اور جسطرح مسٹر بارنس صاحب چاہتے تھے اُسطرح فساد کا دبانا ممکن تھا۔ اندیشہ تھا کہ مبادا اُسکی دیکھا دیکھی زیادہ فساد پھیل جائے اور گورنمنٹ کو سلب اختیارات ہر دو ریاست کیواسطے بہانہ ہو جائے کیونکہ لارڈ ڈلہوسی

صاحب کی گورنری کا زمانہ تہا اور سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی انٹیکیشن ملکی پر بنائے بدنظمی ریاستہائے ہندوستانی بڑے زور وشور سے جاری تہی جس سے ہر ایک رئیس بجائے خود خالیف اور اپنے اختیار حکومت کو چراغ سحری خیال کرتا تہا۔

مہاراج کا انگلستان جانیکے ارادہ سے کلکتہ جانا

سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی اس تدبیر مملکت کے باعث سے مہاراج کو انگلستان جانیکا خیال آیا تاکہ ارکان خاندان شاہی اور وزراو امرائے سلطنت سے ثنا سای حاصل کرکے پولیٹکل معاملات کی نسبت اطمینان حاصل کرین۔ یہہ اولوالعزمی انہین کے مزاج مین تہی ورنہ کوی ہندوستانی رئیس ابتک ہندوستان سے باہر نہین گیا تہا بلکہ شاید کلکتہ تک بہی شاذو نادر ہی کوئی گیا ہو اور اس اعتبار سے ہندوستانی رئیسون مین وہ اول شخص ہے جنہون نے اپنے ملک سی نکلکر ایسے دور دراز ملکون مین جانے کا ارادہ کیا۔

اسوقت اس ملک کے لوگ اس سفر کو سفر آخرت سے کم نہین سمجہتے ہے اور مجہکو یاد ہے کہ جب مین گہوڑے پر سوار پٹیالہ سے لشکر مین شامل

ہونیکو سنور کو جاتا تہا - راستہ مین ایک بڑہیا نے میری طرف نہایت حسرت
سے دیکہکر کہا کہ پُت تو بہی جایگا نندن - الغرض اٹہائیسوین اگست ۱۸۵۴ء مطابق
بہادون بدی نومی سمت ۱۹۱۱ کو مہاراج نے پٹیالہ سے کوچ فرمایا اور سنور کے
قلعہ مین جا اُترے اور پہر منزل بمنزل کوچ و مقام کرتے ہوئے بنارس
پُہنچے اور مہاراج کاشی نریس السیری پرشاد نراین سنگھہ بہادر
رئیس بنارس کے مکان مین جو گہٹہا کی کوٹہی کے نام سے مشہور ہے اُترے
- راستہ مین ہر ایک مقام پر حکام انگریزی نے استقبال کرکے خاطر تواضع
کی اور بڑے احترام سے پیش آئے - مہاراج کئی روز بنارس مین رہے اور
بڑے بڑے مندرون خصوصاً سکہون کے گوردوارہ اور بشیشر ناتہہ
کے شوالہ کی بڑے اعتقاد سے پوجا کی اور ہزارون روپیہ چڑہایا گوردوارہ
مین ایک سدابرت بہی مقرر فرمایا اور برہمنون اور پوجاریون کو بہت کچہہ دیا
اور پنڈتون کی سبہا کراکر اُنکے مباحثات سُنے اور اُنکو بہی بہت کچہہ دیا
مہاراج کاشی نریش بہادر سے بہی کئی ملاقاتین ہوئین - وہ مہاراج کی
ملاقات کو آئے اور یہہ اُنکے ہان تشریف لیگئے اور آپسمین نہایت دوستی
ہوگئی جو ابتک جاری ہے یہان سے سر فریڈرک کری نام ایک

چھوٹے دخانی جہاز پر سوار ہوئے اور پٹنہ کے مقام سے گیا کے تیرتھ کرنیکو گئے اور کئی روز وہان رہے اور پھر جہاز پر آسوار ہوے۔

اب چونکہ سردی شروع ہوگئی تہی اور دریاے بھاگیرتی مین پانی بہت کم ہوگیا تہا اسواسطے کپتان جہاز کی یہہ رائے ہوئی کہ بھاگیرتی کا راستہ چھوڑکر سندربن کے راستہ سے جہاز کو لیجاے۔ ہمارا جہاز دن بھر چلتا تہا اور رات کو اور کبھی کبھی دن کو بھی جسجگہہ مہاراج کی مرضی ہوتی تہی ٹہہرجاتا تہا اور شوقین لوگ اُتر کر قرب وجوار کے شہرون کی سیر اور محتاط ہندو جو جہاز مین روٹی پکانے اور کہانیکو بُرا سمجھتے تہے اپنے لئے کہانا تیار کرتے تہے چنانچہ بھاگلپور۔ راج محل۔ قاسم بازار۔ کومرکلی اور کئی اپنے اچھے مقامات دیکھنے مین آئے اور راج محل مین جو ہندستانی ریشمی کپڑے بنتے تھین وہ لوگون نے اکثر خریدے اور کئی روز بعد ہم سندربن مین پہنچے جو ایک بڑا لق ودق جنگل ہے اور جابجا گنگا کی دھارین اُسمین گرتی ہین اور رستہ ایسا تنگ اور پیچدار ہے کہ اکثر ہم جہاز پر سے کنارہ کے درختون کے پتے ہاتہہ سے توڑ لیتے تہے اور اسواسطے جہاز کا یہان چلانا ذرا مشکل ہے غرض چلتے چلتے ہم ضلع جسر کے ایک مقام پر پہنچے جہان

سے کلکتہ قریب ستر میل کے تہا۔ اب یہان چونکہ پانی کثرت سے
تہا اور رات بہی چاندنی تہی اسلئے تجویز ہوئی کہ جہاز شب چلایا جاے
تاکہ صبح ہوتے کلکتہ پہنچ جائین اور چونکہ گورنمنٹ ہند کے فارن آفس سے
لالہ نہال چند وغیرہ اہلکارون کو جو پہلے سے کلکتہ گئے ہوے تہے
یہہ حکم تہا کہ جب جہاز قریب پہنچے فوراً خبر دین تاکہ افسران گورنمنٹ استقبال کیواسطے
بہیجے جائین اسواسطے قریب شام راقم اور بابو شیو پرشاد جواب
راجہ شیو پرشاد سی ایس آئی کے لقب سے مشہور اور بنارس مین رہتے
ہین اور اُسوقت مہاراج کے پاس انگریزی مترجم کا کام دیتے تہے بجرہ
پر چڑہکر ٹیلیگراف آفس مین جو کنارہ سے بہت دور جنگل مین ایک چہوٹے
سے خیمہ کے اندر تہا کلکتہ کو تار پر خبر بہیجنے کیواسطے گئے۔ جبتک آفتاب کی
روشنی رہی ہمکو راستہ چلنے مین کچہہ دقت نہین ہوئی لیکن سورج کے
چہپتے ہی چارون طرف سناٹا ہو گیا اور رات سائین سائین کرنے
لگی اور وہ پیچدار اور بکہڑا راستہ جو ہمنے دن مین خوشی خوشی طے کیا تہا
زنجیر پا ہو گیا اور جنگل کی جہاڑیون نے تمام کپڑے نوچ ڈالے۔ اسوقت دریا
کا کنارہ اور لق ودق جنگل۔ رات کا سماں اور ایک ہو کا عالم دل پر عجیب تاثیر

کرتا تہا۔ لیکن اتنے مین ایکطرفسے چلند نمودار ہوآیا اور اندہیرا جو بلائے جان ہوگیا تہا اُس سے نجات ملی اور ہم جون توں جہاڑیون سے دامن چھوڑا کر خدا خدا کر کے اپنی کشتی کے پاس آپہنچے اور چونکہ نو بجنے والے تہے جلد جلد کشتی چلاکر جہاز پر پہنچگئے اور لنگر اُٹہگیا اور آٹہوین دسمبر ۱۸۵۴ء کو دن نکلنے سے پہلے ہمارا جہاز کنارہ جالگا۔ سات بجے کے بعد پانچ انگریز جنمین ایک میجر جارج کوپر صاحب فارن ڈپارٹمنٹ کے اندر سکرٹری تہے جو اسوقت گورنمنٹ صوبجات شمالی و مغربی کے لفٹنٹ گورنر اودہ کے چیف کمشنر ہین فُلڈریس پوشاکین پہنے ہوے جہاز پر مہاراج کے استقبال کو آئے اور ہندوستانی سوارون کا ایک رسالہ اور گورنمنٹ کیطرفسے سواری کی گاڑیان آئین اور ہم اُنپر سوار ہوکر مہاراج کے ساتہہ بڑی شان و شوکت سے قیام گاہ پر پہنچے یہان مسٹر ایڈمنسٹن صاحب فارن سکرٹری اور گورنمنٹ کے اور سب صیغون کے سکرٹری پہلے سے موجود تہے اُنہون نے بڑے تپاک سے مہاراج کو سواری سے اُتارا اور تہوڑی دیر ہنسی خوشی کی باتین کر کے رخصت ہوے۔ تیرہ ۱۳ سو روپیہ نقد اور ایکسپوچیکشتیان میوہ اور مٹہای کی بطور ضیافت گورنمنٹ کی طرف سے آئین اور اکیسوین

ماہ مذکور کو مارکوئیس ڈلہوسی صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے مہاراج
کی ملاقات کیواسطے گورنمنٹ ہوس مین ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا جسمین
تمام عہدہ داران سول ومیلیٹری موجودہ کلکتہ اور اکثر شرفای ہندوستانی
جنکو دربار مین آنیکا استحقاق تہا بلائے گئے اور گورنمنٹ کے چار عہدہ دار
جنمین ایک فارن ڈپارٹمنٹ کا انڈر سکرٹری تہا مہاراج کے قیامگاہ
پر استقبال کو آئے اور انکو اپنے ساتہہ لیگئے۔ گورنمنٹ ہوس کے بالای
زینہ پر صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ نے پیشوائی کی اور خود نواب
گورنر جنرل بہادر نے دربار کی کمرہ کے وسط مین آکر مہاراج سے ملاقات
کی اور مصافحہ کرکے اپنی داہنی طرف کرسی پر لیجاکر بٹہایا صاحب فارن
سکرٹری مہاراج کے داہنی طرف بیٹہے اور انکے بعد مہاراج کے
سولہ اہلکار جنمین سے ایک راقم بہی تہا اپنے اپنے نمبر کے موافق بٹہائے
گئے اور ہلوگون نے ایک ایک اشرفی نواب گورنر جنرل بہادر کو بطور نذر
پیش کی جو معاف کی گئی۔ مہاراج کیواسطے اکتالیس کشتیون مین تحایف
پیش ہوئے اور آٹہہ خلعت اہلکارون کو دئیے گئے اور رخصت کیوقت
نواب گورنر جنرل بہادر نے مہاراج کو اپنے ہاتہہ سے اور اہلکارون کو

صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ نے عطر و پان دیا اور جبتک دربار
رہا بطور علامت خوشی کے انگریزی باجا بجتا رہا اور جسطرح آنیکے وقت استقبال
کیا گیا تہا اُسیطرح مشایعت کی گئی اور آنے اور جانیکے وقت قلعہ فورٹ
ولیم سے ستّرہ ستّرہ توپ کی سلامی ہوئی اور ولایتی اور ہندوستانی
سوار اور پیادہ فوج نے جو بہت دور تک تعظیماً کہڑی کی گئی تہی سلامی اُتاری
۔ دوسرے روز نواب گورنر جنرل بہادر ملاقات بازدید کیواسطے تشریف لائے
اسطرف سے چار اہلکار گورنمنٹ ہوس تک استقبال کو گئے اور نصف راہ تک
مہاراج نے استقبال کیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ساتہہ گاڑی مین بیٹہکر
اُنکو اپنے مکان پر لائے ۔ چونکہ فوج اور توپین ساتہہ نہین گورنمنٹ
کیطرف سے کسیقدر فوج آگئی تہی اور آنے جانیکے وقت قلعہ فورٹ ولیم
سے اُنیس ۱۹ انیس ۱۹ توپ کی سلامی کی گئی اور ایکسو پچیس تسلیمات نجایف
کی پیش کی گئین جو منظور ہوئین اور نواب گورنر جنرل
بہادر اور فارن سکرٹری کو مہاراج نے اپنے ہاتہہ سے اور باقی صاحبون کو
جو ساتہہ آئے تہے اہلکارون نے عطر و پان دیا اور وہی رسوم رخصت کے
وقت بہی عمل مین آئین جو اُنکے تشریف لانیکے وقت ہوئی تہین اور

چونکہ ولایت جانیکے واسطے ایک عہدہ دار انگریزی کا ہمراہ ہونا ضرور تہا
مسٹر فورسایتھ صاحب جو اسوقت ضلع کانگڑہ کے اسسٹنٹ کمشنر
تہے اور اب سر ڈگلس فورسایتھ صاحب۔ کے۔ سی
۔ ایس۔ آئی کے لقب سے مشہور ہین ہمراہی کیواسطے تجویز ہوے
اور سب تیاری ہوگئی لیکن بعض امور ایسے پیش آے جنکے سبب سے مہاراج
کو اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور فروری ۱۸۵۵ء کے اخیر ہفتہ مین کلکتہ سے پٹیالہ
کو لوٹ آئے۔

ہمارا سفر اگرچہ ناکامیابی کے ساتہہ ختم ہوا لیکن اس سے یہہ فایدہ ہوا
کہ لوگون نے ہمکو دیکہا اور ہمنے لوگون کو اور اس سبب سے خیالات
مین کسیقدر وسعت آگئی اور بہت سے توہمات اور غو خیالات طبیعتون سے
گم ہوگئے اور لوگون نے جانا کہ ہندوستان مین پٹیالہ کی بہی کوی
ریاست ہے۔ ہم گئے تو منزل منزل تہے گر آئے شکرم کی ڈاک مین
جورات دن چلکر نو دن کلکتہ سے کرنال پہنچی تہی۔ اسوقت کلکتہ سے
پشاور تک پختہ سڑک بن چکی تہی اور تار بہی لگ گیا تہا جو اُسوقت ایک
نہایت عجیب امر معلوم ہوتا تہا اور اکثر لوگ اسکے ذریعہ سے خبر پہنچنے کا تیز

نکرتے تھے۔ چنانچہ مینے مہاراج کو اسکے دریافت حال کا مشتاق دیکھکر اگرہ کالج کے ایک طالبعلم کا اردو زبان مین بنایا ہوا ایک رسالہ دکھلایا تھا جسمین ڈاکٹر گیلوانا کو پہلے پہل اثر برقی کا دریافت ہونا اور رفتہ رفتہ اور لوگون کا اسکے مختلف اثرون اور نتایج کو معلوم کرنا اور آلات اور ادویات برقی کے نقشے وغیرہ بہت مفصل معہ اس ترکیب کے جسطرح خبر بھیجی جاتی ہے مندرج تھے اور اگرچہ ریل کی سڑک کا بھی سامان ہو رہا تھا اور کلکتہ سے رانی گنج تک کچھ کچھ بن بھی گئی تھی مگر اسوقت یہ کیکو معلوم تھا کہ آگ اور پانی سے اسطرح کام لیا جائیگا اور یہ طلسم کی گاڑیان کلکتہ سے لاہور تین دن سے کم مین لوگون کو نہایت آرام و آسایش کے ساتھ تھوڑے سے خرچ مین پہنچا دیا کرینگی یہہ بات بھی توجہ کے لایق ہے کہ اسوقت ہمارے خطوط ہمارے سوارونکی خانگی ڈاک مین جو پٹیالہ سے کلکتہ تک بھیجی گئی تھی آتے جاتے تھے اور انگریزی ڈاک مین کاغذون کا بھیجنا خلاف احتیاط سمجھا جاتا تھا جسکا باعث خیالات کی تاریکی اور سرکار انگریزی کی ڈاک کی نسبت بے اعتمادی تھی جو اسکے بعد بھی تھوڑا عرصہ قایم رہی۔ چنانچہ مجھکو یاد ہے کہ جون ۱۸۵۶ء

مین جب مین اپنی سرکار کیطرف سے بہرہ وکالت نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع مغربی وشمالی کے محکمہ مین مامور تہا پہلے پہل مینے ہی منشی تا ل سے سرکاری کاغذات کو انگریزی ڈاک مین روانہ کیا تہا۔

اس سفر مین نوکرون کے علاوہ میرے دوست میان رنجیت سنگہہ صاحب رئیس رام گڈہ بہی جو ضلع انبالہ مین ایک چہوٹی سی راجپوت خاندان کی ریاست ہے مہاراج کی رفاقت مین تہے جو بڑے شریف اور وضعدار اور خاندانی شخص ہین۔

سرکار انگریزی کی فوج پریزیڈنسی بنگالہ کی بغاوت اور مہاراج کا سرکار ممدوح کو مدد دینا

۱۸۵۷ء کے مشہور غدر کے اگرچہ بہت سے سبب تہے مگر اکثر تجربہ کار اور دانشمند انگریزون اور ہندوستانیون نے تحقیق کرکے لکہا ہے مگر بڑا اور ظاہر سبب یہہ تہا کہ فوج کیواسطے ایک نئی قسم کی بندوقین ولایت سے آئی تہین جنکو انفیلڈ رائفل کہتے ہین اور اس سبب سے کہ انکی نالی تنگ ہوتی ہے یہہ لکہا آیا تہا کہ کارتوسون مین کچہہ چکنائی لگا دیجاے جسکو میگزین کے منتظمون نے ایک معمولی بات سمجہکر موافق دستور اپنے ملک کے

اُنمین چربی لگوادی - پس جب یہہ بندوقین اور کارتوس اُس پلٹن کو
دئے گئے جو کلکتہ کے قریب دمدمہ کے مقام رہتی تہی تو اُسمین بہت
گہبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ کسی بدمعاش نے یہہ افواہ اُڑادی تہی کہ
کارتوسون مین گائے اور سُوَر کی چربی لگائی گئی ہے اور اس سے
سرکار کا یہہ مطلب ہے کہ ہندوون اور مسلمانون کا مذہب بگڑ جائے اور
سب لوگ عیسائی ہوجائین اور سپاہیون کو اسکا اسوجہ سے یقین ہوگیا
تہا کہ میگزین کے ایک خلاصی نے جو ایک چھوٹی قوم کا شخص تہا ایک
برہمن سپاہی سے جو اتفاقاً پانی پینے کو لوٹا مانگا اور اُسنے ندیا تو خلاصی
نے کہا "کیون صاحب لوٹا دینے سے تو آپ انکار کرتے ہین لیکن
جب سُوَر اور گائے کی چربی لگے کارتوس دانتون سے کائینگے تو آپ
تب کیا ہوگا" اسکی خبر جب انگریز عہدہ دارون کو ہوئی تو اُنہون نے
اگرچہ سمجہایا کہ کارتوسون مین بہیڑ کی چربی اور موم لگا ہوا ہے مگر سپاہیون
نے نمانا اور کہا کہ آپ جو کہتے ہین سچ ہوگا لیکن بہتر ہے کہ ہمکو اسکی ترکیب
تبلادیجائے تاکہ ہم خود اپنے ہاتہہ سے بنالین اور کسیکے دل مین کچہہ
شبہہ نرہے - اسپر جنرل ہیرسی صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی اجازت

طلب کی اور اگرچہ ستائیسوین جنوری کو نواب گورنر جنرل بہادر نے
منظوری کا حکم صادر کیا اور لکھا کہ **سیالکوٹ** اور **انبالہ** کی چھاونی مین
ہی جہان یہہ بندوقین فوج کو دی گئین ہین اگر سپاہیونکی خوشی ہو تو وہان
ہی ایسا ہی کیا جائے لیکن اگر یہہ حکم فوراً مشتہر کیا جاتا اور سب چھاونیون کی
فوج کو مفصل سمجھا دیا جاتا تو شاید بلوہ نہوتا لیکن مشیت ایزدی کچھہ اور تہی اور خدا کو
ہندوستان کی حالت مین بہت کچھہ انقلاب منظور تہا۔ پس اب ادہر تو سرکاری
عہدہ دارون مین یہہ خط و کتابت ہوتی رہی اُدہر دمدمہ والی پلٹن نے بہرام
والی اُنیسوین پلٹن کو اپنے ساتہہ ملا لیا اور چھبیسوین فروری کو جب قواعد
کرنیکا حکم ہوا تو سپاہیون نے بندوقون کی ٹوپیون کے لینے سے انکار
کیا اور اسی رات کو دس گیارہ بجے بلوہ کرکے کوتہہ توڑ لی اور اپنی اپنی بندوقین
لیکر مین لارکین اور صبح کو کرنل **مچل** صاحب دو توپین اور ایکسو اسی
سوار جو چھاونی مین موجود تہے ساتہہ لیکر جب اُنکے پاس گئے اور ان خلاف
قاعدہ حرکتون کا سبب پوچہا تو سپاہیون نے صاف کہدیا کہ ہمنے سنا ہے کہ
آپ نے گورونکی فوج اس غرض سے منگوائی ہے کہ یا ہم ان کارتوسونکو
دانتون سے کاٹین یا توپون سے اُڑا دیئے جائین اب خدا کی قدرت

کہ کرنل صاحب نے تو اگرچہ نہایت معقولیت کے ساتھ تسلی تشفی کرکے
انگولین کو بھیجدیا اور وہ بدستور اپنی نوکری کرتے رہے مگر نواب گورنر جنرل
بہادر نے اس جرم مین اس پلٹن کے نام کاٹ دینے کا حکم دیا اور
اُسکے ہتھیار تمام فوج کے روبرو لیئے گئے اور یہہ حال دیکھکر سب سپاہیونکا
دل مکدر ہوگیا اور جو شبہ اُنکے دل مین تہا کہ سرکار اس ترکیب سے ہمارا ایمان
لینا چاہتی ہے جاہل تو تہے ہی اور بہی پختہ ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہہ
ہوا تمام پریزیدنسی بنگالہ مین پہیل گئی اور تمام چہاونیونکی فوج بجز چند آدمیون
کے باغی اور انگریزونکی جانی دشمن ہوگئی اور وہی سپاہی جو انگریزون کا
جہان پسینا گرتا تہا اپنا خون گراتے تہے اُنکے لہو کے پیاسے ہوگئے
اور مذہب کے جاتے رہنے کی دہشت نے اُنکو ایسا دیوانہ بنایا کہ نیک و بدکا
کچہہ خیال نرہا اور اکثر جگہہ بیدہڑک اپنے افسرون بلکہ غریب میمون اور
معصوم بچون کو بہی قسائیون کی طرح ذبح کرڈالا جسکی کوئی شایستہ مذہب
اجازت نہین دیتا۔ خزانے لوٹ لیئے۔ دفتر جلاڈالے۔ جیلخانے توڑکر
قیدی چہوڑ دیئے۔ تاربرقی کے سلسلے توڑ ڈالے۔ انگریزون کے
رہنے کے مکانونمین آگ لگادی اور ہزارہا شریر اور بدمعاش لوگ لوٹ

وغیرہ کیواسطے اُنکے ساتھی ہوگئے - اور بعض بعض ناعاقبت اندیش صاحب ملک یا پنشن خوار رئیس بھی اس بلا مین آگئے اور ایسا طوفان برپا ہوا کہ اکثر خلقت کو یقین ہوگیا کہ اب سلطنت انگریزی ہندستان سے گئی - گیارھوین مئی کو میرٹھ کی فوج فساد کرکے دہلی چلی گئی اور مسٹر سائمن فریزر صاحب کمشنر اور اور انگریزون کو جو بیچارے محض بیخبر تھے مار ڈالا اور سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی کو جو اسّی برس کا بوڑھا اور سرکار انگلیشیہ کا پنشن خوار تھا زبردستی بادشاہ بنالیا اور شدہ شدہ ہزارون باغی سپاہی دہلی مین اکٹھے ہوگئے اور صدہا توپین اور بیحساب میگزین اپنے ساتھ لے آئے دہلی کا میگزین جسقدر کہ اُڑنے سے بچ رہا تھا وہ بھی اُنکے قبضہ مین آگیا اور ایسا سامان جمع ہوگیا کہ ظاہرا دہلی کا فتح ہونا بہت مشکل تھا - فساد میرٹھ اور دہلی کی اطلاع مسٹر فورسائتھ (سر ڈگلس فورسائتھ صاحب کے - سی - ایس - ای) صاحب بہادر نے جو اُسوقت انبالہ کے ڈپٹی کمشنر تھے اول تیرھوین مئی کو احتیاطاً بطور خفیہ مہاراج کو دی پھر سترھوین کی رات کو نبی سید امام علی وکیل ریاست کے کہہ بھیجا کہ انبالہ کی فوج کا بھی کچھ بھروسہ نہین

ہے اور مدد کی درخواست کی اس خبر کے پہنچتے ہی مہاراج نے ایک
کافی باربرداری اونٹون اور ہاتھیون کی کالکا کو روانہ کی تاکہ کسولی
وغیرہ پہاڑی چہاونیون کی ولایتی فوجکو دیس مین آنیکے لئے آسانی ہو
اور علی الصباح سوار ہوکر معہ تمام فوج موجودہ پٹیالہ کے صاحب موصوف
اور اور عہدہ داران گورنمنٹ کی مدد اور حفاظت کیواسطے جا پہنچے۔ مہاراج
کے تشریف لانیکی خبر سُنکر سپاہی جو آمادہ فساد تہے بالکل دب گئے اور
اپنے افسرون کا کہنا ماننے لگے اور مہاراج مسٹر فورسایتھ صاحب کے مشورہ
سے شہر اور چہاونی کے انتظام کیواسطے کسیقدر فوج انبالہ مین چھوڑکر
بلاتوقف تہانیسر پہنچے جو اُسوقت ضلع کا صدر مقام تہا اور بسبب قرب
دہلی اور بدمعاش اور فتنہ پسند ہونے رعایا کے وہان کے حکام نہایت
خوف کی حالت مین تہے اور کپتان ولیم میکنیل صاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر کی صلاح سے جو جو مناسب تہا انتظام کیا اور کپتان میکنڈرو صاحب
اسسٹنٹ کمشنر ضلع انبالہ کو جو کرنال جانا چاہتے تہے پچاس سوار زیر حکم کرنل
پرتاب سنگہہ گل ساتہہ دیکر روانہ کیا۔ یہہ مختصر اور نیک شگون سپاہ
پٹیالہ کا وہ حصّہ تہا جو سب سے پہلے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور اپنے چھوٹے

بہائی کنور دیپ سنگھ صاحب بہادر کو تیرہ سو سپاہی اور چار توپوں کے ساتھ تہانیسر میں چھوڑ کر سبب اسکے کہ قیدیوں نے فساد کر کے پٹیالہ کے جیلخانہ میں آگ لگادی تہی اور ضلع سرسہ وغیرہ علاقہ سرکار انگریزی ملحق الحدود ریاست میں فساد اور غدر پھیل گیا تہا اور اسکے انتظام کیواسطے فوج کا بھیجنا اور بندوبست کرنا ضرور تہا تہانیسر سے انبالہ آئے اور مسٹر بارلس صاحب بہادر کمشنر اور جنرل جارج انیسن صاحب بہادر کمانڈر انچیف سے جو شملہ سے آگئے تہے ملاقات کی۔ اب یہان کی کیفیت سنئے کہ تیسوین مئی کو صاحب کمانڈر انچیف بہادر نے دو حصہ کر کے فوج دہلی کیطرف روانہ کی جسمیں توپخانہ کے سوا اٹہارہ سو گورے اور قریب ایک ہزار کے ہندوستانی سپاہی تہے اور خود دہلی جانیکو مستعد ہوکر پہلی جون کو کرنال پہنچگئے۔ چونکہ دو توپ توپخانہ اسپی کے ابہی نہ پہنچے تہے اور سیج گرین یعنی قلعہ شکن توپخانہ بہی جو پنجاب سے آتا تہا بہت دور تہا۔ اسواسطے اکتیسوین تک فوج کرنال سے آگے نہ بڑہ سکتی تہی اتفاقاً چھبیسوین کو ہیضہ کے مرض سے انکا انتقال ہوگیا اور انکی جگہہ چہاونی انبالہ کے جنرل ہنری برنارڈ صاحب بہادر کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور جب وہ توپخانہ

جسکا انتظار تہا اکتیسوین کو ہماری فوج نے جو بقدر پانسو سوار اور پیادہ کے
تہی اور دو توپین ہی اُسمین تہین زیر حکم سردار **پرتاب سنگہہ چاہل**
مہاراج کے ماموں زاد بہائی کے کرنال پہنچا دیا صاحب ممدوح نے اُسی روز
پانی پت کو کوچ کیا اگرچہ یہہ امید تہی کہ **برگڈیر جنرل اوسن** صاحب مرہٹہ
سے اپنی گورہ فوج کو لیکر رائی کے مقام آشامل ہونگے لیکن اسسبب
کہ اُنہون نے غازی الدین نگر سے ایک پہیر کا راستہ اختیار کیا تہا اُس
مقام پر فوج انبالہ کے شامل نہو سکے پس بنا چاری صاحب کمانڈر انچیف
بہادر نے علی پور کیطرف کوچ کیا اور پانچوین جون کی صبحکو وہان جا پہنچے اور
چونکہ توپخانہ کا سامان مرہٹہ کی فوج کے ساتہہ زیادہ تہا اُسکے انتظار مین یہان
قیام کیا اور ساتوین کی صبحکو جب یہہ دونون فوجین شامل ہوگئین تب اُسی
دن رات کو ایک بجے لڑائی کی صف باندہکر دہلی کیطرف چلے کیونکہ یہہ امر متحقق تہا
کہ دن نکلتے دشمنون سے ضرور مقابلہ ہوگا ساڑہے چار بجے اُس مقام پر جو دہلی
سے قریب چار میل اسطرف بادلی کی سرائے کے نام سے مشہور ہے دشمنون
کے مورچے جو بہت استحکام سے بنائے گئے تہے نظر آئے اور لڑائی شروع
ہوئی اور بعد بہت سے کشت وخون کے باغی شکست کہاکر دہلی مین جا گھسے

اور اُسیدن کی شام کو عین شہر کے سامنے اُس بلند زمین پر جو پہاڑی کے
نام سے مشہور ہے سپاہ انگریزی نے قیام کیا اور اس تاریخ سے دہلی کا
گویا محاصرہ شروع ہوا۔ آخر جون تک ہماری فوج جو توپخانہ لیکر آئی
تھی یہان رہی اور پھر اس سبب سے کہ بڑا کام ہمارے ذمہ یہہ ڈالا گیا تھا
کہ دہلی اور انبالہ کے درمیان امن اور انتظام قایم رکھین کیونکہ ایک یہی راستہ
تھا جس سے رسد وغیرہ سامان مطلوبہ کیمپ انگریزی مین پہنچ سکتا تھا
اور باقی سب راستے دشمنون کے قبضہ مین تھے اور اُنکی طرف سے
بڑا اندیشہ اسکے بند کر دینے کا رہتا تھا فتح دہلی تک اسکا قیام اکثر علی پور
رائے۔ لڑسولی وغیرہ مقامات متصلہ دہلی مین رہا۔ آغاز جولای مین جبکہ ایک
بہت پرانے شخص نے انکار کر دیا تو راقم کو سردار پرتاب سنگھ صاحب کے ساتھہ شامل ہونیکا
حکم ہوا اور آٹھوین تاریخ کو جب مین گھوڑونکی ڈاک پر اون پہنچگیا وہ اوسی بالاتفاق فوج کے
حکمران ہے اور پچیسوین جولائی تک کپتان میکنڈرو صاحب اور جب اُنکی تبدیلی لاہور کو ہوگئی
کرنل ڈونس فرڈ صاحب دہلی کے فتح ہونے تک بطور لیسکر
افسر ہمارے ساتھہ رہے اور اگرچہ جنرل سیر ایچ ولسن صاحب
سپہ سالار دہلی نے آخری اور فتحمند حملہ کی شرکت کے لئے ہمارا ٹکڑ

سے اُٹھکر دہلی جانا مناسب خیال نکیا اور فرمایا کہ تمہاری فوج کا ہمارے
لئے یہان ہی رہنا زیادہ مفید ہے مگر مہاراج کی خوشی خاطر کے
واسطے ہمکو مختصر اردلی کے ساتھہ شامل ہونیکی اجازت دیگئے
اسوقت ہماری آٹھہ توپین اور دو ہزار ایکسو چھپن[۲۱۵۶] سوار اور دو ہزار آٹھہ سو
چھیالیس[۲۸۴۶] پیادے اور ایکسو چھپن[۱۵۶] عہدہ دار دہلی - پانی پت - تہانیسر کرنال
انبالہ - جگادہری - سہارنپور - فیروزپور - سرسہ - حصار - رہتک اور جگہ
فاضلکا مین سرکار انگریزی کی خدمت کیواسطے مامور تھے اور مہاراج نے
سرکار موصوف کو صرف فوج سے ہی مدد نہین دی بلکہ مختلف طور سے اپنی
خیرخواہی اور وفاداری کو ثابت کیا چنانچہ مفسدہ کے آغاز مین بادشاہ
دہلی کیطرف سے جو ایک شقہ آیا جسمین بہت سی چاپلوسی کی باتین لکھی
تہین وہ بجنس مسٹر بارنس صاحب کو دیدیا اور جب گورنمنٹ
کو روپیہ کی ضرورت ہوئی اور پانچ لاکھہ روپیہ بطور قرض مانگا گیا تو فوراً ہی دیا
اور یہہ لکھا کہ دس لاکھہ چاہئین تو دس لاکھہ لیجے - سرسہ - رہتک
اور حصار سے جو بیچارے انگریز اور میمین بھاگ کر پناہ کیواسطے پٹیالہ مین آئے
اُنکی بڑی خاطر تواضع کیگئی اور جو کچھہ درکار ہوا وہ مہیا کردیا گیا اور بالآخر تمام

جہان جہان اُنکی مرضی ہوئی پہنچا دئے گئے - بیل جو فیروزپور سے دہلی
تک جابجا بطور ڈاک اس غرض سے بٹھائے گئے تھے کہ میگزین
کے پہنچنے مین توقف نہو اُنکے بہم پہنچانے مین کافی مدد دیگئی اور جبتک
لڑائی رہی مہاراج کے دلمین برابر یہہ اُمنگ رہی کہ ہم خود فوج لیکر دہلی جائین
مگر حکام انگریزی نے وہان جانیکی بہ نسبت اُنکا پٹیالہ مین رہنا زیادہ مفید خیال
کیا اور تقریر اور تحریر[1] کے ذریعہ سے اُنکو وہان جانیسے روکا اور ان تمام

[1] مراسلہ جوسر جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر پنجاب نے مہاراج کو لکھا - "صاحب کمشنر بہادر ملک
محمد حیات نے نقل مراسلہ آنمشفق ہی صاحب ممدوح مورخہ دوم جولای سنہ حال بحضور اینجانب بھیجی
اُسکے ملاحظہ سے واضح ہوا کہ آن مشفق بمقتضائے اتحاد قلبی اخلاص صمیمی جو سرکار انگریزی سے
مربوط ہے خواہش رکھتے ہین کہ بذات خود و نفس نفیس مع فوج سرکار خود شامل فوج سرکار انگریزی
ہوکر مفسدان کور نمک دہلی کو سزاے اعمال اُنکی پہنچاوین - درحقیقت یہہ ہے کہ اعالی ہمتی اور
جوانمردی آنمشفق کی بے انکہ یہہ تحریک اُنکی طرف سے ہوتی اظہر من الشمس ہے اور درحقیقت
حسب تخمیل آنمشفق آپکے دہلی کیطرف تشریف لیجانیمین بہت فایدہ ہے الا انا خیال ہے
کہ آنمشفق کی ریاست کے چارون طرف جو ملک ہے وہان کے لوگ فسادی اور دباغت طلب
ہین آنمشفق اُس نواح مین رئیس کلان ترین اور سب سکھون کی نظر آنمشفق کی ذات پر ہے
اور آنمشفق کی دباغت اور رعب سب پر ہے - پس اسصورت مین بدلست این مخلص مصلحت
یہی ہے کہ آنمشفق کا پٹیالہ یا اپنے علاقہ مین قریب تشریف رکھنا بہت مناسب ہے اگر آنمشفق

باتون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جس جس مقام پر سرکشی اور فساد پر پا ہو گیا تہا فرو ہو گیا اور دہلی فتح ہو گئی اور ملک پنجاب جسکو قبضہ مین آئے تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا اور ملک اودہ کی طرح بسبب جدید ہونے قبضہ اور اور وجوہات کے غدر اور فساد کا ہونا یہان زیادہ متوقع تہا اس الزام سے بچگیا چنانچہ مسٹر بارنس صاحب کی رپوٹ[۵] کے چند فقرہ ہم یہان اپنے بیان کی تائید

[۵] یہہ رپورٹ بلیو بک نمبر ۷ مین باب ۱۸۶۰ء مین بحکم انڈیا آفس لندن مین چہاپی گئی ہے ۱۲ المولف

دہلی کو تشریف لیجاوین تو آنمشفق کی غیبت مین بنواح ملک محفوظ ایسا کوئی رئیس نظر نہین آتا جسکے رعب سے مثل آنمشفق کے شیرازہ انتظام جیسا کہ چاہیئے قایم رہے اور اگر خدانخواستہ دہلی کیطرف سماوا کسیطرح کا نقصان آنمشفق کی ذات کو پہنچے تو پہر آنمشفق کے علاقہ کیطرف اور ملک محفوظ مین بالکل بے انتظامی ہو جانیکا اندیشہ قوی ہے اور پہر بڑی مشکل ہو گی اور سرکار انگریزی کو بدنامی حاصل ہو گی پس ہر طرح پر خواہ آنمشفق کی ریاست کے فایدہ کیطرف اور خواہ سرکار انگریزی کے سود کیطرف غور کیا جاوے تو ہم آنمشفق بدانست دوستدار ایسا ہی مناسب ہے کہ آنمشفق پٹیالہ مین یا قریب اپنے علاقہ کے تشریف رکہین اور وہین سے انتظام و انطفاے آتش فساد مین مصروف و مشغول رکہین بعنایت حافظ حقیقی حسب دلخواہ یہہ فساد رفع ہو جائیگا اور مفسدین سزاے اعمال کو پہنچینگے فقط۔ المرقوم ہفتم ماہ جولائی ۱۸۵۸ء۔ مقام راولپنڈی۔

ایضاً پروانہ جو حکیم عبدالنبی خان صاحب مرحوم وکیل ریاست کے نام جاری کیا

کیواسطے لکھتے ہین

قولہ (۳) ریاست پٹیالہ ممالک این روے ستلج کے منجہ مین ہے اور قسمت انبالہ کے تمام اضلاع اسکے ساتھ تین طرف سے ملحق ہین - اس ریاست کی برتری کو این روے ستلج کے میدان کے راجگان وروساہی نہین بلکہ کوہستان کے رئیس بہی مانتے ہین -

(۴) نظر برآن اس انقلاب کے زمانہ مین بہت کچہہ اس بات پر منحصر تہا کہ

،، دو قطعہ عرایض تمہارے معروضہ ۶ جولای سنہ حال دربارہ حالات بیماری اپنی کے و اطلاع کوشش ومصروفیت مہاراجہ صاحب بہادر موکل خود در تعمیل احکامات صاحبان عالیشان بہادر در مضدہ نمک حرامان دہلی وغیرہ ومستعد ہونا مہاراجہ صاحب بہادر کا بذات خود مع فوج واسطے جانے دہلی کے جہت امداد وخیرخواہی سرکار وسرکوبی مفسدان بدانديش وکوشش وجانفشانی الہکاران مہاراجہ صاحب بخدمت صاحبان پریٹ سرسٹ مع شش قطعہ نقول مراسلات مہاراجہ صاحب بنام صاحبان ممدوح وصاحب کمشنر بہادر ملک محفوظہ وہمی مہاراجہ صاحب بہادر از طرف صاحبان ممدوح الصدر ملاحظہ سے گذر کر لکہا جاتا ہے کہ نقل مراسلات مرسولہ تمہاری سابق ہمارے پاس موجود صاحب کمشنر بہادر ملک محفوظہ کے آچکی ہے اور ایجاب نے مہاراجہ صاحب کو لکہہ بہیجا ہے کہ انکا دہلی کیطرف جانا مصلحت ومناسب نہین ہے اسواسطے کہ اور ہر رنگ بہت سنگین ہے اور کچہہ نہین معلوم ہے کہ کیا ہو اگر مہاراجہ صاحب بہادر وہان تشریف لیجاوین اور خدانخواستہ کچہہ نقصان

ریاست پٹیالہ کیا طریق اختیار کرتی ہے۔ اِس ریاست کی جانب سے تامّل یا بے اعتنائی کا ظہور سرکار انگریزی کے مقاصد کے حق مین علانیہ بغاوت کی برابر مضر ہو سکتا تھا کیونکہ ایسی صورت مین وہ لوگ جو تذبذب کی حالت مین تھے متیقن ہو جاتے اور غالباً ہمکو انبالہ مین اپنی عملداری کا سنبھالنا دشوار ہو جاتا۔

(۵) دہلی مین قتل اور بغاوت ہونیکی خبر جسوقت انبالہ مین معلوم ہوئی اُسیوقت پٹیالہ ہی پہنچگئی اور مہاراجہ صاحب نے جو اس بات کو فوراً سمجھ گئے

اُنکی ذات کو پہونچے تو ریاست پٹیالہ و غیر سرکار انگریزی کا بڑا نقصان ہے کیونکہ ایسے صاحب تدبیر اور عقیل اور ہوشیار دوست صادق کہان میسر ہوتے ہین۔ بہت مہاراجہ اور راجہ ہوتے ہین لیکن ایسے جیسے مہاراجہ صاحب ہین کہان ہین تو اس صورت مین زیادہ تر اُنکو عزیز رکھنا چاہیئے۔ مہاراجہ صاحب بہادر تو ایسے ہین جیسے کوہ نور ہیرا کمیاب تھا پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُنکو ہر جگہہ نیک پائین اور خوف خطر مین جانے دینا گوارا ہو سکے بلکہ بہت احتیاط رکھنی ضرور ہے کہ وہ ایسے مقامات اور موقعات خطرناک سے علحدہ رہین کہ اسمین سرکار انگریزی کا نفع ہے اور مہاراجہ صاحب کے واسطے فایدہ ہے و اینجانب خدمتگذاری مہاراجہ صاحب بہادر و اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر سے بہت خوش ہین فقط

المرقوم تاریخ یازدہم ماہ جولائی ۱۸۵۷ء مقام راولپنڈی۔

تھے کہ یہہ ایک عظیم مفسدہ برپا ہوا ہے مسٹر فورسایتھہ صاحب ڈپٹی کمشنر کا پیغام پہنچتے ہی اپنی تمام سپاہ موجودہ کو لیکر بذات خود اُس گانون (لیپسلی) کیطرف جو انبالہ کے قریب واقع ہے کوچ کیا۔ یہان سے تہانیسر کو جو انبالہ اور کرنال کے بیچ مین ہے روانہ ہوئے اور سڑک اعظم کے جاری رکھنے اور ضلع تہانیسر مین امن و آمان قایم رکھنے کا انتظام کامل طور پر فرمایا۔

(۶) یہہ راستباری اور خیر خواہی کا چلن ایسے وقت مین ہمارے لئے بڑے سرکا مفید تہا کیونکہ لوگون کے دلون مین اُن مختلف افواہون کے سبب سے جو چربی کے کارتوس جاری ہونے اور ہڈی ملے ہوے آٹے کے رواج دینے اور حیلہ سازی کے ساتہہ مذہب بگاڑنے کی نسبت مشہور تہین ایک بڑا جوش پیدا ہو رہا تہا جب مہاراجہ صاحب بہادر دلیرانہ تہ دل سے ہمارے طرفدار بنے تو اِن فتنہ انگیز خبرون کو لوگ نا معتبر خیال کرنے لگے چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر اپنے ہندو مذہب کے بڑے پابند تہے اور اپنے منصب اور طریق دونون باتون کے لحاظ سے قابل تعظیم تہے اس سبب سے اِس موقع پر انکی اعانت انگریزی سپاہ کے ایک بریگیڈ کے برابر تہی اور اس اعانت نے لوگون کے جوش فرو کرنیکے باب

مین اُس سے زیادہ کام دیا جو نوکر سرکاری منتظم کر سکتے۔

(۷) افواج پٹیالہ کے تہانیسر کرنال اور انبالہ مین مقیم رہنے سے تہانیسر کے صاحب ضلع اُن دلیرانہ تجاویز کو عمل مین لا سکے جنکے سبب سے یہ ضلع بغاوت کی وبا سے جو چارون طرف پھیلی ہوئی تھی محفوظ رہا۔ کرنال سے پنجور تک جہان سرکاری میگزین تھا تمام راستہ مین سپاہ مذکور کے انتظام سے کیل کا کہٹکا بھی نہونے پایا۔ پٹیالہ کی سپاہ نے اضلاع حانسی اور سرسہ کے لینے کیوقت جنرل وان کورٹ لینڈ صاحب کو مدد دی اور ایک دستہ اس سپاہ کا ضلع سہارنپور مین مسٹر پلوڈن صاحب کے ہمراہ تھا۔ غرضکہ ہر طرف افواج پٹیالہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کی حفاظت مین مستعدی کے ساتھ سرگرم رہی اور مہاراجہ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہین کہ اکثر مقامات مین انکی فوج حسب مندرجہ حاشیہ[1] سرکار انگریزی کی کمک مین مصروف رہی۔

(۸) مہاراجہ صاحب بہادر نے میری درخواست سے پانچ لاکھ روپیہ سرکار انگریزی کو قرض دیا۔ مینے اوّل دس لاکھ روپیہ طلب کیا تھا اور اُنہون نے اُسکا دینا منظور فرمایا تھا۔ مگر اخیر مین اُنسے پانچ لاکھ سے زیادہ

---

[1] (۹) ضرب توپ (۱۲۵۶) سوار (۲۸۴۶) پیادے (۱۵۶) افسر۔

لینے کی ضرورت نہوئی۔

(۹) مفسدہ کے شروع ہی مین مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس شاہ دہلی کیطرف سے ایک شقہ بدین مضمون آیا کہ آپ باغیون کو مدد دین۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُس شقہ کو فوراً میرے حوالہ کردیا جو اب بھی میرے پاس موجود ہے اور اُسکی نقل مع ترجمہ گورنمنٹ کی خدمت مین بھیجی جاچکی ہے۔

(۱۰) مہاراجہ صاحب بہادر نے اکثر اوقات تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے بذات خود دہلی تشریف لیجانیکی تمنا کی مگر صاحب چیف کمشنر بہادر اور راقم اُنکے عزم کو اسوجہ سے روکتے رہے کہ علاقہ این روے تلج مین اُنکا موجود ہونا نہایت ضرور تھا۔

(۱۱) مہاراجہ صاحب بہادر کی استدعا کی سے پٹیالہ کی کچھ سپاہ بسرکردگی سردار پرتاب سنگھ جو انکے رشتہ دار تھے دہلی بھیجی گئی اور یہہ سپاہ شہر پر دھاوا ہونے اور فتح کیوقت وہان موجود تھی۔ جنرل سیر آچ ولسن صاحب اپنے مراسلہ موزخہ بائیسویں ستمبر ۱۸۵۷ء مین اُن خیر خواہیون کی جو مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ سے ظہور مین آئین شہادت دیتے ہین اور

اس بات کو شکریہ کے ساتھ تسلیم کرتے ہین کہ مہاراجہ صاحب بہادر کی سپاہ نے سامان حرب و رسد کو جسکا تانتا بندھا ہوا تھا بحفاظت تمام کیمپ مین پہنچا دینیکے باب مین بڑی مدد دی"۔

اس موقع پر اگر ریاست کے اُن عہدہ دارون کا ذکر کیا جائے جو پولیٹکل خدمات پر مامور تھے تو نا انصافی ہوگی اسلئے ہم نام بنام ہر ایک کا حال لکھتے ہین لالہ کلونت رائے صاحب انجہانی اسوقت میر منشی تھے اور باعتبار اِنکے عہدے کے اِنکا کام بہت مشکل اور بڑی خبرداری کا تھا اور اِن سے بڑھکر نازک کام سیّد امداد علی صاحب وکیل محکمہ انجنٹی کا تھا جسکے واسطے بڑی ہوشیاری اور چستی اور مستعدی درکار تھی جسکو اِن صاحبون نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا اور میر صاحب تو گورنمنٹ انگریزی کے ایسے سرگرم جانبدار تھے کہ بعض احمق اور متعصب لوگون نے انکو کرسچن ہوجانے کی تہمت لگادی اور دہلی کے رہنے والے ایک مسلمان نے جو یہان ایک باعزّت نوکر تھا اپنے آبخورہ کو جس سے اُنہون نے پانی پیا تھا توڑ ڈالا۔ مگر انہون نے اِن باتون کی کچھ پروا نہین کی اور وہی کام کیا جو مناسب اور شایان تھا اور جب چھاونی انبالہ کی ایک باغی پلٹن

سے ہتھیار لینے کی تجویز ہوئی اور پریڈ پر جاکر اُسکو حکم سُنانیکے واسطے مسٹر
بارلس صاحب نے اِنکو منتخب کیا انہون نے کچھہ پس و پیش نہین کی اور جبکہ وہ
مسلح اور مرنے مارنے پر تیار رہتے بلا تامل جاکر اُنکو حکم سُنا دیا اور سمجھا بجھا کر رہنا
رکھوائے اور اُنکے بڑے بھائی سیّد اولاد علی صاحب جو شامل مین تھے
اور سیّد امام علی صاحب اور سید تراب علی صاحب مرحوم اور
سیّد نثار علی صاحب اور سیّد حسین علی صاحب جو
بترتیب نام انبالہ فیروزپور لودہیانہ اور دہلی مین وکالت کے عہدون
پر مامور تھے اپنے فرایض کو بخوبی بجالائے اور سیّد حسین علی صاحب کو تو
نہایت ہی تکلیف اُٹھانی پڑی اور اُنکی جان اتفاقیہ بچگئی کیونکہ جب فساد
ہوا یہہ وہین تھے اور چونکہ اِنکو حکم تھا کہ باغیون کے حالات کی اطلاع بھیجتے
رہین اِنکے چند کاغذ اُنکے ہاتھہ پڑ گئے اور اُنہون نے اِنکو پکڑکر اوّل بہت
مارا اور پھر ہیڑیان ڈالکر کوتوالی مین قید کر دیا اور اگرچہ کئی دفعہ مار ڈالنے
کا بھی ارادہ کیا مگر خوش قسمتی سے کوئی نکوئی ایسا سبب ہوتا رہا کہ جس سے
اُنکی جان بچگئی اور دہلی کے فتح ہونے تک سخت قیدمین رہے حکیم
عبد النبی خان صاحب مرحوم اور ملک حسین خان صاحب اور

نامدار خان صاحب جو صاحب چیف کمشنر پنجاب اور صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سرسہ اور ہانسی کی خدمت مین متعین تھے انہون نے بھی اپنی خدمات کا سرانجام بخوبی کیا اور سردار بساوا سنگھ صاحب ہر یکا جو کمپ انگریزی مین تھے وہ بھی اپنا کام اچھی طرح کرتے رہے۔

ریاست دھولپور اور گوالیار مین بغاوت کا ہونا اور مہاراج کا دونون ریاستونکو مدد دینا

اس مفسدہ کا اثر چونکہ عام تھا دھولپور کی ریاست بھی اس سے خالی نہ رہی اور جبکہ اوایل ۱۸۵۷ء مین آندورا اور گوالیار کی باغی فوج وہان آئی رانا صاحب بہادر کی سپاہ اور بعض اہلکار بھی اُنسے ملگئے اور دھولپور کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور آخر کار ریاست کی توپین لیکر آگے کیطرف کوچ کیا اور اگرچہ آگرہ کے قلعہ کی سپاہ اور اُس جزوی فوج نے جو جنرل گریٹ ہیڈ صاحب کے ماتحت دہلی سے آئی تھی انکو ۱۰ اکتوبر کو شکست فاش دی مگر دھولپور مین بدعملی کا بازار بدستور گرم رہا اور رانا صاحب بہادر سے انتظام نہو سکا اور بناچاری اُنہون نے مہاراج سے امداد کی درخواست کی چونکہ مہاراج کی بڑی صاحبزادی یہان بیاہی ہوئی تھین اسواسطے دھولپور

بہی پٹیالہ سے کم عزیز نہ تہا پس گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی اور صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی رضامندی سے لالہ نہال چند صاحب اور دیوان جگدیس سنگہہ صاحب دو ہزار فوج اور دو توپون کے ساتہہ وہان بہیجے گئے اور سردار بیر سنگہہ کلال اور سردار سوجان سنگہہ سائنی اور کئی اور سردار انکے ساتہہ کئے گئے اور انہون نے جاکر بخوبی انتظام کرلیا اور چونکہ قریب جوار کے علاقون مین جابجا فساد اور غدر پہیل رہا تہا اسواسطے انکا کچہہ عرصہ وہان ہی ٹہہرنا ضرور ہوا چنانچہ زیادہ عرصہ نگذرا تہا کہ دوسری جون ۱۸۵۸ء کو باغیون نے گوالیار پر حملہ کیا اور مہاراج جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندیا اپنے وزیر دنکر راؤ اور تین چار اور سردارون کے ساتہہ بہاگ کر نہایت بے سروسامانی کے ساتہہ دہولپور آئے اور لالہ نہال چند صاحب نے ہمراہ ہوکر انکو آگرہ پہنچایا اور جب سپاہ انگریزی آگرہ سے گوالیار کو گئی دریائے چمبل کے ناکون کی حفاظت ہماری فوج نے کی اور رسد کا بہی انتظام کیا اور جب باغی شکست کہاکر بہاگے انیسوین جون کو ہمارے پانسو سپاہی علی پور کے مقام جنرل نیپیر صاحب (لارڈ نیپیر اف مگڈالا) کے ماتحت خوب جان توڑ کر لڑے اور انکو شکست دی۔ اور اس سے ایک مہینہ بعد سر رابرٹ ہملٹن صاحب

ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اور رزیڈنٹ اندور کے ایما سے چھ سو سپاہی اور تین سو سوار گوالیار بھیجے گئے اور جب تک بخوبی انتظام ہو گیا ریاست مذکور کے مختلف مقامات عیسی گڈھ وغیرہ مین جو اجین کے قریب ایک مقام ہے متعین رہے۔

صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب و اودہ کی درخواست سے فوج کا جھجر اور لکھنو کو بھیجا جانا

اب اگرچہ ہماری قواعد دان فوج جہان تہان رکی ہوئی تھی مگر حکام انگریزی کی طرف سے برابر مانگ چلی آتی تھی چنانچہ فروری ۱۸۵۸ء مین صاحب چیف کمشنر بہادر کے فرمانے سے چھ سو سپاہی کی ایک پلٹن اور دو سو سوار اور بعد ازان اسیقدر اور سپاہ علاقہ جھجر کے انتظام کے واسطے جو نواب عبدالرحمن خان کی بغاوت کی وجہ سے ابھی ضبط کیا گیا تھا روانہ کی گئی اور یہان یہ فوج سال بھر تک سول افسرون کے زیر حکم و انتظام مین مصروف رہی اور اس سے دو مہینے بعد صاحب چیف کمشنر بہادر اودہ نے کسیقدر فوج کی درخواست کی اور آٹھ سو پیادے اور دو سو سوار نئے بھرتی کر کے فوراً لکھنو کو روانہ کئے گئے۔

گورنمنٹ کی عطیات اور مہاراج کی قدرشناسی کا ذکر

مفسدہ کے فرو ہونے کے بعد گورنمنٹ نے ازراہ قدرشناسی اور اعتراف ہماری خدمات کے نارنول کا پرگنہ جمعی دو لاکھ روپیہ جو رئیس نجھیڑہ سے ضبط کیا گیا تھا اور پہندوڑ[۱] کا علاقہ مع کل اُن حقوق اور اختیارات کے جو گورنمنٹ کو حاصل تھے اور نواب زینت محل پادشاہ دہلی کی بیگم کے

[۱] پہندوڑ والے مہاراج آلاسنگھ بہادر کے بھائی دُنّا کی اولاد ہیں۔ انکی جاگیر کے اٹھاون دیہات تھے جنمیں سے شُترہ ہمارے اور اُنکے اور آٹھ اُنکے اور رئیس اٹاوہ کے مشترکہ تھے اور پنجاب کے ضبط ہونے تک ہمکو اس علاقہ پر ویسا ہی اختیار اور اقتدار حاصل تھا جیسا کہ اپنی اور قلمرو پر تھا مگر اسکے بعد جب گورنمنٹ نے اپنے اور این رے تلیج کے رئیسوں کے باہمی تعلقات اور نیز خود اُنکے باہمی ارتباط کی نسبت اپنی اینکسیشن پالیسی کے موافق غور اور تجویز کرنی شروع کی تو کرنیل کیمپسن صاحب کشنر مالک این رے تلیج نے اس جاگیر کی نسبت یہہ رائے لکھی کہ گورنمنٹ انگریزی کو اُسکے لاوارث حصوں کے ضبط کر لینے کا استحقاق حاصل ہے مگر ریاست اور جاگیرداروں کے تعلق کی نسبت کچھ نہیں لکھا اور اُسوقت سے ۱۸۵۴ء کے شروع تک یہہ معاملہ بدستور ملتوی رہا اور آخر کار مسٹر بارنس صاحب نے فروری سنہ مذکور میں اسکی بابت گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ جیند، نابھہ اور نمود کی طرح پہندوڑ کو بھی یہہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ ایک علحدہ ریاست مانی جاوے اور پٹیالہ سے الگ کیجاوے اور اکتالیس[۴۱] گاؤں جو فقط جاگیرداروں ہی کے قبضہ میں ہیں سرکار انگریزی کے تحت حکومت ہو جاویں اور شترہ جنمیں پٹیالہ اور پہندوڑ دونوں حصہ دار ہیں اُنکی تقسیم اُسی قاعدہ

رہنے کا مکان جو ابھی ضبط ہوا تھا عطا فرمایا اور خطاب مین الفاظ **فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا سری** بڑہائے گئے یعنی مہاراجہ و مہاراج راجیشر مہاراجہ راجگان ہند بہادر کی جگہہ فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ و مہاراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان ہند بہادر قرار پایا اور خلعت کی کشتیان جو بموقع دربار پیش کیجاتی تہین وہ اکتالیس سے اُنتچاس کی گئین اور چند اور بڑے بڑے حقوق جنکی درخواست کی گئی تہی عطا ہوئے جنمین سے متبنےٰ بنا لینے کا اختیار سب سے بڑہ کا تہا کیونکہ

کے موافق کیجاے جو بموجب حکم گورنمنٹ مورخہ تیسویں فروری ۱۸۵۴ء مشترکہ جاگیرون کی تقسیم کے باب مین مقرر ہو چکا ہے اسپر ہمارے اور گورنمنٹ کے باہم بڑا مباحثہ ہوا مگر آخر کار گورنمنٹ نے اپنے اُسی حکم کی پچ کی جو ستائیسوین مارچ ۱۸۵۴ کو صاحب موصوف کی رپورٹ پر صادر کیا تہا اور جاگیر مذکور ریاست کے تحت سے نکال کر اپنے زیر فرمان کر لی - چونکہ یہ فیصلہ مہاراج کو سخت ناگوار ہوا تہا خدمات مندرجہ متن کے صلہ مین گورنمنٹ نے یہہ علاقہ مع کُل اُن حقوق اور اختیارات کے جو گورنمنٹ کو حاصل تہے دوام کیواسطے ہمکو دیدیا -

اُس علاقہ کی آمدنی بالفعل قریب اسّی ہزار روپیہ کے ہے اور چند جاگیردار اپنے اپنے حصون کے موافق اُسپر قابض ہین اور بعوض خدمت اُس قدر سوار اور سپاہیون کے جنکا حاضر رکہنا اُنپر واجب تہا فی روپیہ دو آنے جیسا کہ سرکار انگریزی اُنسے لیتی تہی اب ہم لیتے ہین - ۱۲ - مولف

ابتک اسملاک کی ریاستون مین سرکار انگریزی نے کسی متبنے شخص کے
حق جانشینی کو تسلیم نہین کیا تہا اور اس سبب سے کئی ریاستین ضبط ہوگئی
تہین اور رئیسون کو انکا بڑا خیال تہا اور ۱۸۵۸ء کی خدمات کے شکریہ مین نواب
ویسرائے گورنر جنرل بہادر نے یہہ خریطہ بہیجا "حسن خدمات ہایکہ آنمشفق
در ۱۸۵۸ء نسبت سرکار بادقار شہنشاہ انگلستان متعلقہ کشور ہند بظہور آوردہ
کیفیت آن پیش صاحب مشار الیہ روے تلم گذرانیدہ بود ندالحال ہمین کیفیت
بذریعہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نزد مخلص رسیدہ مراتب عقیدت و خیرخواہی
و سرگرمی و دلدہی کہ بجہۃ رضیا نمہربان در ۱۸۵۷ء باتبدای فساد و بلوہ بظہور رسیدہ
ادراک پیوستہ جاری ماندن ہمان مراتب عقیدت موجب شادمانیہای
بے پایان گردید۔ عساکر آنمشفق در ملک دوہولپور باز امن و امان حاصل شتاب
و ہمدران ہنگام با مہاراجہ صاحب بہادر سیندیہا کہ متعہد وفادار سرکار
ذوالاقتدار ملکہ فیع الدرجہ انگلستان اند رعایت و امداد نمایان ساختہ
ضلع جہجر نیز از تائید فوج آنمہربان در ۱۸۵۷ء مامون و محفوظ ماندہ و ہم تمامتر اعانت
و تائید از طرف آنمشفق بہ تعین نگہداشت پولیس جنگی در مہمات صوبہ اودہ
بظہور آمدہ۔ ازین چنین خدمتہا مستقل و ثابت قدم بودن آنمہربان در خیرخواہی

و ملحوظ داشتن عہود و قوانین منضبطہ و مقررہ فیمابین سرکار ہند و ریاست آنمشفق و تمام عالم پیش عالمیان ظاہر و ہویدا گشتہ یقین خاطر آنمہربان باشد کہ دوستدار مراتب دوستی و وفاداری آنمشفق را فراموش نخواہد ساخت بخصوص حسن خدمتہاے نمایان آنمہربان کہ نسبت باین سرکار بتقدیم رسانیدہ اند اخلاصمند انطرف سرکار ممدوح بدل سپاس گذار ست،،

مہاراج نے بہی اپنے نوکرون کی خدمات کی کم قدر شناسی نہین کی اور ایک بڑا دربار کرکے تمام اہلکارون اور سردارون کو جنہون نے اس مشکل موقع مین عمدہ خدمات کی تہین ہر ایک کی خدمت کے لحاظ سے تینتیس ۳۳ ہزار روپیہ کے سونیکے کڑے اور دوشالے اور خلعت عطا فرمائے اور سردار پرتاب سنگہہ صاحب اور راقم اور لالہ کنہیا لال صاحب سید امداد علی صاحب حکیم عبد النبی خان صاحب لالہ جہانگیری مل صاحب سردار بسنت سنگہہ صاحب ہری کا۔ سردار نجبت سنگہہ صاحب مہتہ کا نایب بخشی سردار بیر سنگہہ صاحب کلال۔ لالہ نہال چند صاحب اور سردار گہمنڈ سنگہہ صاحب گیراں بخشی کو علاوہ خلعتون کے پرگنہ نارنول مین قریب نو ہزار ۹۰۰۰ روپیہ کی آمدنی کے گیارہ گانون بطور جاگیر عنایت فرمائے۔

نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند کا انبالہ مین دربار کرنا اور مہاراج کا اُسمین شریک ہونا

بہت عرصہ سے یہہ دستور چلا آتا تہا کہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند سے مہاراج کی ملاقات اکثر اپنی ہی قلمرو مین ہوتی تہی اور اسکو ایک موجب فخر خیال کیا جاتا تہا مگر آغاز ۱۸۶۰ء مین جب لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے تجویز فرمایا کہ انبالہ مین ایک عام دربار کیا جاے اور اینروے تلج کے تمام رؤسا اُسمین شریک ہون مہاراج اس شرط سے اُسمین شامل ہوے کہ دستور کے موافق ایک دوسری ملاقات خاص ہمارے علاقہ کے اندر بہی ہووے چنانچہ اسکے بعد سرہند کے مقام دوسری ملاقات ہوئی اور گورنمنٹ گزٹ مین یہہ امر چہاپا گیا اِسملک مین یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے ریئسونسے عام دربار مین ملاقات فرمائی ورنہ پہلے اکیلے اکیلے ملاقات ہوا کرتی تہی جیسے اب بہی ہوتی ہے اور اُسکو پرای وٹ مُلاقات کہا جاتا ہے چنانچہ اِس موقع پر بہی اظہار ہوین جنوری کو معمولی رسوم کے ساتہہ خاص ملاقاتین ہوئین اور پہر انیسوین کو عام دربار ہوا جسمین تمام اہل دربار اپنے اپنے رتبہ کے موافق اوّل آکر بیٹہہ گئے اور نواب وایسرائے بہادر سب کے بعد تشریف لائے

جب دربار کی ابتدائی رسمین ختم ہوگئین اور مہاراج کیواسطے خلعت کی
کی کشتیان آئین نواب ویسرائے بہادر نے کھڑے ہوکر اپنے ہاتھ سے
موتیون کی مالا مہاراج کے گلے مین ڈالی اور یہہ فرمایا" مہاراجہ صاحب بہادر
پٹیالہ مین اسبات سے بہت خوش ہون کہ مجکو یہہ موقع ملا کہ بذات خاص اور
علانیہ اُن عمدہ خدمات کا شکریہ ادا کرون جو آپ سے بوجہ خیر خواہی ظہور مین
آئین نہ صرف اس وجہ سے کہ آپنے سرکار کی افواج کو خاطر خواہ مدد دی بلکہ زیادہ تر
اس سبب سے بھی کہ آپ فوراً بلا دریغ اعانت کو مستعد ہوے اور آپکی خیر خواہی
صادق اور واثق سے کہ ابتداے غدر سے ظہور مین آئی باقی رعایا ملکہ معظمہ
سکنہ ممالک مغربی کو عبرت ہوئی اسجگہہ ضرورت اعادہ خدمات مذکور کی
نہین ہے کیونکہ وہ فرداً فرداً جمیع حاضرین پر واضح ہین اور حال مشرح اُنکا اُن کاغذات
سرکاری مین مندرج ہے جنمین تمام کارا ور جانفشانی افواج ملکہ معظمہ جنہون نے
اس قطعہ ہند مین حکومت انگلستان قایم رکھی مرقوم ہے پس ممکن نہین کہ وہ خدمات
کبھی فراموش ہوجائین اور حاضرین دربار کے روبرو مجکو یہہ زیادہ تر ظاہر کرنا منظور
ہے کہ آپکی تقدرت اور اعزاز کے بڑہانے مین گورنمنٹ ملکہ معظمہ کو کمال خوشی
ہے اور ہر طرح سے گورنمنٹ موصوف کو اُمید ہے کہ یہہ تقدرت اور اعزاز آپکی

اولاد کے عہد حکومت مین قایم اور برقرار رہے اور وہ بھی ایسے ہی شجاع اور خیرخواہ ہون جیسے آپ ہین۔ مینے یہہ تجویز کی ہے کہ ایک سند دیا کیجاے جسکی رو سے آپکے تمام ملک اور اُسکے تمام حق و مرافق پر آپکا حق مستقل سمجھا جاے اور حکم دیا ہے کہ یہہ بات بھی اُسمین درج کیجاے کہ اگر خدانخواستہ آپکے کوئی اولاد صلبی نرہے تو آپکو پھول کے خاندان مین سے جسکی ایک شاخ آپکا خاندان بھی ہے کسی شخص کو اپنا جانشین ہونیکے واسطے متبنے کر لینے کا اختیار ہوگا اور وہ متبنے تسلیم ہوکر اُسکی قدر قرار واقعی کیجائیگی"

مہاراج کا امرتسر کے اشنان کو تشریف لیجانا اور انندپور مین مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد کو پائل دلانا اور نینا دیوی کا درشن کرنا

اس دربار سے تھوڑے ہی دنون پہلے مہاراج کی سب سے چھوٹی صاحبزادی بی بی بختاور کنور صاحبہ کی شادی مہاراج جسونت سنگھہ صاحب بہادر رئیس بہرت پور کے ساتھہ ہوئی تھی جسمین ساڑھے دس لاکھہ روپیہ خرچ ہوا تھا اسلیئے مہاراج کا ارادہ ہوا کہ جسطرح بڑی صاحبزادی کی شادی کے بعد گنگا کا اشنان کیا تھا امرتسر کا اشنان کرین۔ پس آغاز فروری مین پٹیالہ سے کوچ کیا اور آئندہ

مین سوڈھی برجندر سنگھہ صاحب سے مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد
کو پاہل دلائی اور نینا دیوی کا درشن کیا جو یہان سے قریب ۶ سات میل
کے راجہ صاحب بلاسپور کی عملداری مین دریاے ستلج کے بائین
کنارہ ایک چھوٹے سے پہاڑ پر جو قریب تین ہزار فٹ کے اونچا ہے دیوی
کا ایک مشہور مندر ہے اور سکھون مین یہہ روایت مشہور چلی آتی ہے کہ گرو
گوبند سنگھہ صاحب نے نئے پنتھہ (مذہب) کے جاری کرنے اور اپنے والد
گرو تیغ بہادر صاحب کے انتقام لینے کو جو ماہ مگسر سمت ۱۷۳۳ مین دہلی مین
اورنگ زیب کے حکم سے بیگناہ قتل کئے گئے تہے سمت ۱۷۴۹ کے شروع
سے اسوج سمت ۱۷۵۱ تک یہان ہزار ہا روپیہ لگا کر دیوی کی پوجا اور ہوم کیا تہا جسکے
ختم ہونے پر دیوی نے آگ سے پرگٹ ہو کر انکو نئے پنتھہ کے جاری کرنے
اور بادشاہ کے مقابلہ مین ہتہیار اٹہانیکے واسطے ارشاد کیا اور انہون نے
انندپور مین آکر نیا مذہب جاری کیا اور اب سے سکھہ سنگھہ (شیر) کہلانے
لگے اور چرن کی پاہل موقوف ہو کر کرد (کارد) کی پاہل لینے لگے اور
ذات کی قید جسکے باعث سے اکثر ہندو دوسری ذات کے شخص کے ہاتہہ سے
کہا پی نہین سکتے تہے اٹہا دی گئی۔

یہہ مقام نہایت پرفضا ہے اور مندر پر سے اِدہر اُدہر کے مُلک کو دیکھو
تو عجب کیفیّت نظر آتی ہے ایکطرف دریا کے کنارہ کا زرخیز اور سرسبز مُلک
دکھائی دیتا ہے دوسری جانب ہمالہ کا سلسلہ اور اُسکی بلند چوٹیان نظر آتی
ہین - دریائے ستلج نے جو اس پہاڑ کے پاس ہوکر نکلا ہے کنارہ کے
میدانون کو کچھ اَور ہی رونق دے رکھی ہے اور اُسکا سپید سپید چمکتا اور لہراتا
ہوا پانی سرسبز اور لہلہاتے میدانون مین سے گذرتا ہوا نہایت خوشنما
معلوم ہوتا ہے اور یہہ کیفیّت اُسوقت اور بھی بڑہجاتی ہے جب آفتاب
غروب ہونے لگتا ہے اور اُسکی شعاعین ترچھی ہوکر پانی اور سبزہ پر
پڑتی ہین اور کہین سبز کہین سُرخ اور کہین نیلگون دکھای دیتی ہین -

یہان سے مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد پٹیالہ کو بھیجے
گئے اور مہاراج آگے کو تشریف لیگئے اور امرت سر پہونچکر خیمہ گاہ سے
جو شہر کے باہر تہی پاپیادہ دربار صاحب کے درشن اور اشنان کو گئے

یہہ شہر جو پنجاب مین بالفعل ایک بڑی تجارت گاہ ہے اور قریب ڈیڑہ
لاکھہ آدمی کے اسمین آباد ہین اب سے تین سو برس پہلے ایک چھوٹا سا گانون
تہا جو گرو کے چک کے نام سے مشہور تہا جب سکھون کے چوتھے گرو

رامداس صاحب نے سمت ۱۶۳۴ مین یہان تالاب بنوایا اور امرت سر (عین الحیات) اسکا نام رکھا تو شہر کا نام ہی امرت سر مشہور ہوگیا۔

یہہ تالاب شہر کے وسط مین ایکسو پینتیس ۱۳۵ قدم کا لمبا چوڑا چوکھٹہ بنا ہوا ہے اور آدی مین سے ایک چھوٹی سی نہر کاٹ کر اسمین ڈالی گئی ہے اور چارون طرف بڑے بڑے پختہ مکان خوش اعتقاد سکھ رئیسون کے بنوائے ہوئے ہین جنکو بنگا (بنگاہ) کہتے ہین اور اپنے اپنے بانیون کے نام سے مشہور ہین چنانچہ ایک بنگا ہمارے اس ملک کے رئیسون کا بھی بنوایا ہوا ہے جسکو ملوی بنگا کہتے ہین۔

تالاب کے عین وسط مین سنگ مرمر کا ایک چھوٹا سا مگر بہت خوبصورت سنہری مکان بنا ہوا ہے اور اسی کو دربار صاحب کہتے ہین اور اگرچہ یون تو ہر روز ہی یہان میلہ لگا رہتا ہے مگر نومبر اور اپریل کے شروع مین بڑا ہجوم ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ اشنان اور درشن کو آتے ہین

مہاراج کانوا نٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی ملاقات کیواسطے لاہور جانا

چونکہ لاہور یہان سے بہت قریب تہا اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب

بہادر کے سی بی لفٹنٹ گورنر پنجاب ابھی وہاں ہی تھے پہاڑ کو تشریف
نہ لیگئے تھے اسواسطے مہاراج نے لاہور تشریف لیجانا اور اُنسے ملاقات کرنا
مناسب سمجھا پس یہان سے فارغ ہوکر چودھوین اپریل کو وہاں تشریف
لیگئے اور گورنمنٹ کیطرف سے موافق پروگرام مندرجہ ذیل کے تواضع
وتکریم عمل مین آئی۔

پروگرام

دفعہ اوّل باغ شالامار مین جہانسے سری مہاراجہ صاحب مہندر بہادر
لاہور کو تشریف لائینگے صاحب ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر لاہور اور ایک
ملیٹری افسر ازطرف جنرل صاحب بہادر کمپ میان میر استقبال کیواسطے
جائینگے۔

دفعہ دویم جب مہاراجہ صاحب بہادر ہمراہی صاحبان موصوف
ریلوے سٹیشن لاہور کے قریب پہنچینگے صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ
اور ایک افسر فوجی اور صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر پنجاب اور صاحب کمشنر
بہادر لاہور اور صاحب مصاحب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ہاتھیون پر مع ایک گارد
تعظیمی کے ملینگے اور یہان سے اسطرح پر پروسیشن (جلوس) باندھا جائیگا

کہ انگریزی رسالہ کے بیس سوار دنکا ایک گارد آگے آگے ہوگا اور اُسکے پیچھے مہاراجہ صاحب بہادر کا ہاتھی اور دائین بائین ایک افسر فوجی اور صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر پنجاب ہونگے اور پھر اسیطرح ریاست کے دو اہلکار دنکا ہاتھی اور اُسکی داہنی طرف صاحب کمشنر لاہور اور صاحب مصاحب لفٹنٹ گورنر بہادر اور بائین طرف صاحب سکریٹری بہادر گورنمنٹ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور اسیطرح پھر ریاست کے دو اہلکار اور اُنکی داہنی طرف صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر لاہور اور ایک ملیٹری افسر اور بائین طرف دو اہلکار ریاست ہونگے۔

دفعہ سوئم۔ جب مہاراجہ صاحب بہادر فرودگاہ پر پہنچینگے قلعہ لاہور سے شترہ ضرب توپ کی سلامی ہوگی اور گارد سواران پولیس جو اپنے افسر کپتان میکنڈرو صاحب کے ساتھہ پہلے سے موجود ہوگا سلامی لیگا اور سب صاحبان بہادر رخصت ہوکر چلے آئینگے۔

دفعہ چہارم۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور گورنمنٹ کی جانب سے تیرہ سو روپیہ نقد اور انکیسو ستر ظروف شیرینی اور اکیس کشتیان میوہ کی بطور ضیافت پہنچائینگے اور نیز لشکر ہمراہی کو ایک دن کی رسد دینگے۔

اور چونکہ اگلے روز اتوار تھا اسواسطے پیر کے دن صاحب سول سکریٹری
و ملیٹری سکریٹری گورنمنٹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی طرف سے مزاج پرسی
کے واسطے آئے جنکی پیشوائی اور مشایعت آدھی دور تک ہمارے
دو اہلکارون نے کی اور اسی دن اوّل درجہ کے دو اہلکار مہاراج کیطرف
سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی مزاج پرسی کیواسطے گئے اور اگلے دن مہاراج
نواب ممدوح کی ملاقات کیواسطے بہمراہی صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور اور نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر کے مصاحب کے جو فرودگاہ پر لینے کو آئے تھے
تشریف لیگئے اور گورنمنٹ ہوس کے احاطہ کے باہر صاحب جوڈیشل کمشنر
پنجاب اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے استقبال کیا اور سواری سے
اُترنے کیوقت معمولی سلامی ہوئی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ
ہوس کے اوپر کے زینہ تک پیشوائی کی اور دونون صاحبون نے
ساتھ ہوکر ملاقات کرائی۔ تھوڑی دیر کے بعد اہلکارون نے نواب ممدوح
کو نذرین دکھلائین اور مہاراج اور سات اہلکاران ہمراہی کیواسطے تحایف
اور خلعت پیش ہوئے اور برخاست کیوقت عطر و پان پیش کیا گیا اور نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر نے نیچے کے زینہ تک مشایعت کی باقی صاحبون نے

اُسیطرح مشایعت کی اور سوار ہونیکے وقت معمولی سلامی ہوئی۔ اگلے دن نواب
ضفٹنٹ گورنر بہادر بہرامی صاحب جوڈیشل کمشنر اور صاحبان سول ملیٹری پرائیوٹ
سکرٹری اور صاحب اور کپتان پولیس اور ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر لاہور
بازدید کیواسطے تشریف لائے۔ اور مہاراج نے خیمہ گاہ کی حد تک بہرامی صاحب
کمشنر لاہور استقبال کیا اور نواب ممدوح کو اپنے ساتھ بٹھاکر خیمہ مین لائے اور سب
اہلکارون اور سردارون نے نذرین دکھلائین اور اقسام کی شیرینی تحایف کی
اور دو گھوڑے پیش کئے گئے اور عطر و پان دیا گیا اور ڈیوڑھی کے خیمہ تک
مہاراج نے مشایعت کی اور آنے جانیکے وقت سترہ سترہ توپ کی سلامی
ہوئی اور اول درجہ کے چار اہلکار ڈیوڑھی دور کیمپ سے باہر پہنچاکر چلے آئے۔

پرگنہ کانوڈ کے انتقال کے معاملہ کے تصفیہ کیواسطے راقم اور سردار جگدیس سنگھ صاحب دیوان کا بھیجا جانا

جب پرگنہ نارنول ہمکو دیا گیا تھا تو اُسکی آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپیہ
بیان کی گئی تھی مگر محاصل اور متفرق آمدنی ملاکر بھی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ
سے زیادہ وصول نہوا اسلئے یہہ درخواست کی گئی تھی کہ رقم مذکورہ بالا

مین جو کسر رہی ہے وہ پوری ہونی چاہیئے چنانچہ مسٹر بارنس صاحب نے
اسکی تحقیقات کی اور اگرچہ اُنکے نزدیک بہی کمی کا ہونا ثابت ہوا مگر انہون
نے یہہ راے دی کہ "گورنمنٹ نے کچہہ یہہ اقرار نہین کیا تہا کہ اس پرگنہ کی
آمدنی دو لاکہہ روپیہ سال ہی ہوگی اور نوابی کے دفتر کے سوا اسکی آمدنی
کا حال دریافت کرنیکا اور کچہہ ذریعہ نتہا اور اُسکی رو سے دو لاکہہ روپیہ سے بہی
زیادہ معلوم ہوتا تہا اور گورنمنٹ عقلیہ یہہ جانتی تہی کہ ایک ہندوستانی رئیس کے
قبضہ مین جانیسے اسکے محاصل مین کچہہ کمی نہوگی اور یہہ پرگنہ آمدنی کی کوئی خاص
تعداد بطور شرط مقرر کرکے نہین دیا گیا تہا بلکہ جسقدر آمدنی کی یہہ چیز تہی جون کی
توان دیدی گئی تہی اور ریاست کو اسکے محاصل کے تخمینہ سے واقف
کردیا گیا تہا پس گورنمنٹ کے ذمہ خسارہ کا پورا کرنا فرض نہین ہے" مگر
انہون نے یہہ بہی لکہا کہ بلحاظ انکی عمدہ خدمات کے پرگنہ کانوڑ اور بدوانہ
علاقہ جہجر جسکی آمدنی قریب ایک لاکہہ روپیہ سال کے ہے اُنکو دیدینا چاہیئے
اور اسکی بیس برس کی آمدنی کے برابر نذرانہ لیا جاے اور نذرانہ کا روپیہ
اُس قرضہ مین محسوب کیا جاے جو بابت ۱۸۴۸ء اور ۱۸۵۷ء کے انکا گورنمنٹ
کے ذمہ ہے کہ اسصورت مین قرضہ بہی ادا ہو جائیگا اور ان پرگنون کے جہجر سے

فاصلہ پر ہونیکے سبب سے جو پولیس وغیرہ کا ایک علحدہ بندوبست کرنا پڑیگا۔
سرکار اُس خرچ سے بچ جائیگی" چنانچہ یہہ تجویز منظور ہوگئی اور صاحب موصوف
کے نام حکم آگیا کہ موافق اپنی راے کے اِس معاملہ کا تصفیہ کردین۔
پس راقم کو جو صاحب موصوف کے پاس سے ابھی آکر شامل لشکر
ہوا تھا پھر جانیکا حکم ہوا اور میری درخواست سے سردار جگدیس سنگھہ صاحب
دیوان میرے ساتھہ شامل کئے گئے اور بعد گفتگو اور حساب وکتاب کے
چھیانوے ہزار نوسو چالیس روپیہ کی آمدنی کے ایکسو دس گانوں مع
شہر اور قلعہ کالوڑ طے ہوئے لاکھہ اڑتیس ہزار آٹھہ سو روپیہ کے عوض انہین حقوق
اور اختیارات کے ساتھہ جو ہمکو اپنے ملک مین حاصل تھے ملگئے مگر اب
بھی تین لاکھہ دس ہزار روپیہ باقی رہتا تھا اسلئے اگرچہ اسوقت خاص اجازت
نہین ہوئی تھی مگر چونکہ مہاراج کا منشا معلوم تھا میںنے صاحب موصوف
کی خدمت مین یہہ تجویز پیش کی کہ علاقہ کہانون مین جو گورنمنٹ کو ضبطی عاگرات
لاوارث کا حق حاصل ہے اور چار ہزار روپیہ سے کچھہ زیادہ بطور کمیشن حاصل
ہوتا ہے اسی حساب سے اگر اسکے عوض ہی نذرانہ لیا جاکر یہہ علاقہ بھی ہمارے
نام منتقل کیا جائے تو مناسب ہے۔ صاحب موصوف نے براہ مہربانی

اسکو بھی منظور فرمایا مگر چونکہ یہہ امر گورنمنٹ سے امتزاج طلب تہا اور معاملہ بھی بہت بڑا تہا اسوقت اسکا تصفیہ قطعی نہو سکا لیکن تہوڑے عرصہ بعد ایک لاکہہ چہتر ہزار تین سو ساٹہہ روپیہ کے عوض یہہ بھی لگیا اور جو روپیہ باقی رہتا تہا وہ نقد لیلیا گیا

یہہ علاقہ جسمین اٹہاون دیہات شامل تہے ہمارا مفتوحہ تہا ۱۸۱۵ء مین بسبب فتنہ پشتی اور مرکب دنگہ وفساد ہوتے رہنے یہان کے جاگیرداروں کے سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے انتظاماً ہمکو سپرد کر دیا تہا اور اُسوقت سے ابتک ہمارے قبضہ مین تہا اسلئے مہم ستلج کے بعد جب گورنمنٹ نے اینروے ستلج کے چہوٹے چہوٹے رئیسون سے اختیارات حکومت لیلئے اور جنگی خدمات کے عوض جو اُنپر ازروے اشتہار مجریہ سوم مئی ۱۸۰۹ء کے واجب تہین فی روپیہ دو آنہ نقد لینا تجویز کیا کرنل سیکسن صاحب کمشنر ملک اینروے ستلج نے اسکی نسبت بہی یہہ رپوٹ کی کہ جاگیرداروں کو اجازت ہونی چاہئے کہ وہ خواہ ریاست کے ماتحت رہین خواہ گورنمنٹ کے مگر گورنمنٹ سے بلحاظ خدمات مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے یہہ حکم آیا کہ بالفعل تغیر تبدل مناسب نہین بعد اُنکی وفات کے دیکہا جاویگا پس اِس حکم کی رو سے حکومت تو ہماری بدستور قایم رہی لیکن گورنمنٹ نے

جنگی خدمات کے عوض مین اسنے ہی دو آنہ فی روپیہ لینا تجویز کیا اور چونکہ ایسے تمام جاگیر دارونکی وراثت کے باب مین ۱۸۵۱ء مین یہہ قاعدہ جاری ہوچکا تہا کہ قبل از تاریخ سوم مئی ۱۸۴۹ء اگر جاگیر دار کا مورث اپنی جاگیر پر مستقل قابض ہوا اور اُسکی اولاد ذکور مین سے کوئی باقی نرہے تو جاگیر ضبط سرکار کیجاے ورنہ اُسکے وارثان شرعی کو دیدی جاے ہماری معرفت ایک ایسا کاغذ مرتب کرایا گیا جسمین اس علاقہ کے ہر ایک جاگیر دار کا شجرہ اور اُسکے حصّہ کی مقدار اور مورث کے جاگیر پر قابض ہونیکی تاریخ وسال درج تہا تاکہ وقتاً فوقتاً جو جاگیر لاوارث قرار پاے وہ ضبط کیجاے پس یہی دونون حق تہے جو ہمنے روپیہ دیکر دوام کیواسطے خرید لئے اور یہہ علاقہ بہی ہمارے اور مُلک کے موافق خالص ہمارا ہوگیا۔

مہاراج کا شہر الہ آباد کے تصفیہ کیواسطے شملہ تشریف لیجانا

مفسدہ کے موقوف ہونیکے بعد ہمنے باتفاق راجہ صاحب بہادر جیند ونابہہ بشمول اور چند سوالون کے جنکو ہم آیندہ ایک موقع پر بیان کرینگے ایک یہہ بہی درخواست کی تہی کہ حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کی مہر اور دستخط مبارک سے ہمکو سند عطا ہو اگرچہ صاحب سکرٹری آف سٹیٹ

نے برخلاف رائے گورنمنٹ ہند اسکو منظور کر لیا تھا مگر لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے
اسپر کر غور ہونیکے واسطے لکھا اور تحریر کیا کہ ایسا کرنیسے گورنمنٹ ہند کی وقعت
رئیسونکی نظر مین کم ہو جائیگی اور اگر صرف انکو ہی ایسی سندین دیجائین اور اور
رئیسونکو نہ دیجائین تو وہ ناخوش ہونگے اور انکو اپنی سند ونکی نسبت بے اعتباری
پیدا ہو جائیگی اور صرف سندین ہی نہین بلکہ تمام ہندوستان کے عہدنامے بدلنے
پڑینگے اور یہ امر نہایت درجہ باعث تکلیف گورنمنٹ اور ذات خاص حضرت
ملکہ معظمہ کا ہوگا اور جبکہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کو وایسرائے کا لقب اور اقتیارات
کامل دیئے گئے ہین تو یہہ تمیز لفظ وایسرائے کے معنی کے خلاف ہوگی
پس مناسب یہی ہے کہ نواب وایسرائے وگورنر جنرل بہادر ہند کی مہر اور
دستخط سے انکو سندین دیجاین - چنانچہ آخر کار صاحب موصوف نے
بھی انکی اس رائے سے اتفاق کیا اور لکھا کہ آپ اپنی مہر اور دستخط
سے سندین دیدین -

اب چونکہ نواب وایسرائے وگورنر جنرل بہادر دورہ سے فارغ
ہو کر شملہ آگئے تھے مہاراج نے لاہور سے واپس آکر بمشورہ راجہ صاحب
بہادر جینڈ و نابہہ سند کا ایک مسودہ تیار کرایا اور خود شملہ تشریف لیگئے

تاکہ شرایط مجوزہ کے تصفیہ مین دیر اور دقت نہو۔ چنانچہ بعد کسیقدر بحث اور گفتگو کے جو زیادہ تر نسبت جزو اخیر فقرہ سوم سند کے تھی جو مسودہ پیش کیا گیا تھا تھوڑے سے تغیر کے ساتھہ وہی منظور ہوگیا اور پانچوین می ۱۸۶۰ء کو سند مرتب ہوکر ملگئی اور مہاراج نے پٹیالہ آکر دربار کیا اور سب حاضرین کو راقم سے جو اسوقت حاکم عدالت صدر کے عہدہ سے تبدیل ہوکر میر منشی کے عہدہ پر مقرر ہوگیا تھا پڑھوا کر سنایا اور بطور اعزاز مرصع کڑون کی ایک جوڑی عنایت فرمائی اور وہ سند یہہ ہے۔

سند تملیک ملک بنام فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ و مہاراج راجیشر سر مہاراجہ راجگان نراندر سنگھہ مہندر بہادر از طرف بندگان نواب مستطاب معلے القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ

از آنجا کہ از یوم طلوع نیّر دولت و اقبال سرکار ابد پایدار انگلشیہ برین ملک ہندوستان مراتب خیر سگالی و دولت خواہی از سرکار فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ و مہاراج راجیشر سر مہاراجہ راجگان نراندر سنگھہ مہندر بہادر و دیگر بزرگان اسلاف مہاراجہ صاحب موصوف بموقع حرب و پیکار

وغیرہ بخوبی بروئے ظہور رسیدہ۔ چنانچہ بجلدوے ہمین حسن خدمتہا و اعانت و امداد
از فوج و رسد رسانی وغیرہ از پیشگاہ سرکار ذوالاقتدار انگریزی بعطائے ملک و
خطاب و ارتفاع مدارج عزو وقار پیوستہ معزز و ممتاز شدہ اند و خاصتاً در سنہ ۱۸۵۷ء
در ایام مفسدہ و شورش شورنجتان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر چنان خدمات
شایستہ و نمایان بمنصہ ظہور و عیان در آوردہ اند کہ بر خدمات سابقہ تفوق جستہ
اند لہذا بازائے ہمین خدمتہائے پسندیدہ از سرکار باوقار انگریزی بر ہگذر
عنایت و مکرمت خسروانہ قدرے ملک و افزایش خطاب بمہاراجہ صاحب
مہندر بہادر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مرحمت شدہ و مہاراجہ صاحب بہادر
درخواست سنید مجدداً بابت ملک موروثی و عطیہ سابقہ و حال سرکار فلک اقتدار
کروند نظر بران بندگان نواب مستطاب معلے القاب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر را
منظور گردید کہ سنہ ذا بطور عہد نامہ باشرایط مندرجہ ذیل برائے یادگار عنایت
گردد۔

دفعہ اوّل بموجب فہرست مشمولہ سند ہذا در زمان حال و استقبال
مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر باطمینان خاطر و
تسلی تمام بر ملک مقبوضۂ موروثی خود و عطیۂ سرکار انگلشیہ حسب دستور قدیم

حکمران باشند و مُلک عطیّہ سرکار کہ بجلدوے نیکو خدمتہاست بجمیع اختیارات
وحقوق داخلہ وخارجہ مثل مُلک موروثی خود تصور سازند و جُزو کُل اختیارات
وابواب حکومت وفوجداری وپیداواری معاملہ وغیرہ بدستور در حیطۂ اختیار
واقتدار مہاراجہ صاحب مہندر بہادر وجانشینان مہاراجہ صاحب نسلاً
بعد نسلٍ وبطناً بعد بطنٍ بحال ولایزال دایماً وخالداً برقرار و بالاستقلال ماند وبرادران
وذیلداران وچہار میان وتمسلان وجاگیرداران وتوابعان بقاعدہ قدیمہ
مُطیع امر وفرمان بردار مہاراجہ صاحب بہادر وجانشینان مہاراجہ صاحب مہندر
بہادر باشند۔

دفعہ دوم۔ ازطرف سرکار ذوالاقتدار انگلشیہ در وجہ مذکورانہ در معاملہ ابواب
حکومت وفوجداری ومعاونہ افواج وغیرہ بوجہ من الوجوہ پہ در مقال وپہ در استقبال
ہیچگونہ مطالبہ و مواخذہ از مہاراجہ صاحب مہندر بہادر وجانشینان مہاراجہ صاحب
بہادر وتابعان وبرادران وذیلداران وجاگیرداران وچہار میان باستثنای حالت
مندرجہ دفعہ سویم نخواہد گردید۔

دفعہ سویم بزید مرحمت سُلطانی ومعاینہ حال دولت خواہی وجانفشانی
مہاراجہ صاحب مہندر بہادر سرکار گردون وقار چنان منظور است کہ این مُلک ہمیشہ

بہ تحت حکومت این خاندان باشد لہذا برائے دوام اختیار متبنے کردن مہاراجہ صاحب موصوف و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر دادہ شدہ کہ در صورت نبودن اولاد صلبی بنا بر قیام دوام سلسلہ ریاست حسب مرضی خود از اولاد پھول کیان متبنے سازند اینمعنی سرکار دولتمدار را بدل منظور و قبول است و نیز از طرف سرکار دولتمدار اجازت اینمعنی حاصل است کہ اگر خدانخواستہ در حالت نبودن اولاد صلبی و متبنے مسند نشین را مرگ ناگہانی پیش آید راجہ صاحب جیند راجہ صاحب ناہر باتفاق صاحب کنور ساہبراز خاندان پھول کیان احدے را متبنے ساختہ مسند نشین سازند و درین حالت نذرانہ بقدر ثلث حصہ اوآمدنی یکسالہ اموال واجب ریاست از طرف ریاست پٹیالہ بخزانہ عامرہ سرکار انگریزی داخل خواہد شد۔

دفعہ چہارم۔ در ۱۸۴۶ء اقرارنامہ کہ در بارۂ تجویز سزائے قصاص مجرم با طلاع صاحب کمشنر بہادر الشداد الجواب مبیہ کشی و ستی شدن و بردہ فروشی وغیرہ از مہاراجہ صاحب گرفتہ شدہ بود حالا آنرا موقوف داشتہ برائے دوام اختیار تام من کل الوجوہ بسبت سزائے قصاص وغیرہ در قلمرو خود حسب سررشتہ قدیم بہ مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر دادہ شد و پنجان

بخصوص سزا رسانی بہ رعایاے علاقہ سرکار باوقار انگریزی کہ در عملداری ریاست
پٹیالہ مرتکب جرم شدہ در ہمان عملداری گرفتار شوند حسب منشا چٹھی نمبر (۳)
موخرہ یکم جون ۱۸۳۶ء از طرف صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس دارالسلطنت لندن آن
بہ مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر اختیار حاصل است
۔مہاراجہ صاحب مہندر بہادر در آبادی رعایا در فاہ حال رایا کوشیدہ برادری
مظلومان و ملہوفان از راہ واجبی و قیقہ از دقایق فروگذاشت نسازند و
بمقدمہ صبیہ کشی و ستی شدن و بردہ فروشی کہ خلاف مقتضاے داد و دہی
و انصاف پژوہی نسبت برعایاست در قلم و خود بموجب فحواے سند
سابق الوباب آن مسدود دارند اگر احیاناً احدے بعدم اطلاع اہلکاران
مہاراجہ صاحب موصوف مرتکب حرکات ممنوعہ مرقومۃ الصدر گردد اہلکاران
مہاراجہ صاحب درباره اش تجویز سزا نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد

دفعہ پنجم مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب این رگذر
عقیدت و ارادت بمتابعت شاہنشاہ ملکہ معظمہ انگلستان و جانشینان
حضرت ایشان ہرگز گاہے دریغ نخواہند کرد۔

دفعہ ششم۔ اگر وقتے از اوقات افواج غنیم از اطراف و جوانب

بارادۂ فاسد باین نواح رونماید از روے مصادقت و دولتخواہی مہاراجہ صاحب بہادر مع جمعیت موجودہ باتفاق صاحبان عالیشان حسب سررشتہ ماضی بمدافعت آن سعی نمایند و سرانجام رسد اجناس وغیرہ بابرداری بقدر وسعت خود حسب الطلب صاحبان عالیشان میکردہ باشند۔

دفعہ ہفتم سماعت نالش از رعایا و معافیداران و جاگیرداران و تابعان و برادران و ملازمان وغیرہ بہ نسبت مہاراجہ صاحب بکدامی حالت در سرکار بادقار انگریزی نخواہد گردید۔

دفعہ ہشتم دربارہ انتظام اندرونی و امور برادران و محلات و قرابتیان بہ نہجیکہ مہاراجہ صاحب مہندر بہادر قاعدہ و سررشتہ جاری سازند سرکار ذوالاقتدار پیوستہ لحاظ آن داشتہ مداخلت نخواہد فرمود۔

دفعہ نہم مہاراجہ صاحب بہادر در علاقہ خود بموقع تعمیر و ترمیم سڑک ہا حسب تحریر صاحب کمشنر بہادر معرفت کارپردازان و مامورگان پرگنہ جات بروفق دستور سابق تہیۂ اسباب مطلوبہ بقیمت از علاقجات خود میکنانیدہ باشند و ہم بروقت رسیدن سڑک ریلگاڑی یا دیگر سڑک ہا بہ نہجیکہ در شاہ سڑک مہاراجہ صاحب بہادر اراضی بلامحصول زیر سڑک واگذاشتہ اند ہمچنان برائے دیگر سڑک ہا

خواہند گذاشت۔

دفعہ دہم ازطرف مہاراجہ صاحب بہادر پیوستہ مراتب اطاعت وخیر خواہی بنسبت سرکار دولتمدار العمل خواہد آمد وہمچنان مہاراج تعظیم وتکریم وقدر واعزاز مہاراجہ صاحب مہندر بہادر ازطرف این سرکار باوقار بہ نہجیکہ الحال مرعیست ملحوظ خواہد ماند۔"

مضمون فقرہ ہفتم سند کی بنسبت ایک اعتراض کا پیدا ہونا اور بعد اسکے کامل بحث کے اسکا بدستور قایم رہنا

غدر ۱۸۵۷ء کے صلہ مین علاقہ ہجہو مین سے جو پرگنے ہمکو اور ریاست جیند اور ناہہ کو دیئے گئے تہے اُنمین بہت سی معافیان بہی تہین جنکی بنسبت ۱۸۰۳ء اور ۱۸۰۵ء مین جب یہہ علاقہ خاندان نواب ہجہر کو دیا گیا سندون مین یہہ شرط درج کی گئی تہی کہ انکو انکے ضبط کر لینے کا اختیار نہین لیکن انکے ہمکو دیئے جانیکے وقت اس قسم کی کوی شرط نہین لگائی گئی تہی پس داوری کے پرگنہ کا بندوبست جو راجہ سروپ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند نے شروع کیا اور اُسکے ضمن مین معافیات کی بہی تحقیقات

کی اور شرح پرگنہ کے موافق حکیم قاسم علیخان نامے ایک جاگیردار کی
جاگیر کی بہی جمع نقد تجویز کی اور قریب ایک چوتہائی کے بابت نذرانہ اور
کمیشن وغیرہ حق سرکار قرار دیکر تاحیات قاسم علیخان اُسکا بحال رہنا
تجویز کیا۔ قاسم علیخان نے ناراض ہوکر اسکا استغاثہ مسٹر برانڈرتھ صاحب
کمشنر حصار کے پاس کیا جسسے اُسوقت ہمارے اِن علاقون کا پولیٹکل تعلق
تہا اور صاحب موصوف نے اُس شرط کی بنیاد پر جو نوابون کی اسناد مین درج
تہی گورنمنٹ کو یہ پوٹ کی کہ روسائے خاندان پہول ہی وہی اختیارات
اور حقوق رکہنے کے مجاز تصوّر کئے جا سکتے ہین جو ان سے پہلے قابض کو
حاصل تہے اور اپنے ذاتی تجربہ کی رو سے مثالاً لکہا کہ ہم ستلج کے بعد جب
کوٹ کپورہ کا علاقہ راجہ صاحب فرید کوٹ کو دیا گیا تہا تو معافی دارون کے
حقوق کی کفالت گورنمنٹ نے کرلی تہی" مگر ہماری اور ہجر کے نوابون
کی حالت مین بہت بڑا فرق تہا۔ ہمکو اپنے علاقہ مین ہر ایک طرح کا کامل
اختیار تہا۔ معافیات کی ضبطی کا بہی حق حاصل تہا اور جب یہہ پرگنے ہمکو
دئے گئے تہے اُسوقت اس باب مین کوئی اشارہ بہی نہین کیا گیا تہا
کہ علاقجات قدیم کی نسبت اِن جدید علاقون مین ہمارے اختیارات

کسیقدر محدود ہونگے اور نہ یہہ بات خیال کی گئی تہی کہ ہمکو صرف وہی حقوق دیئے گئے ہین جو ہمسے پہلے قابضونکو دئے گئے تہے جنکی رو سے انکو معافیات کے ضبط کر لینے کا اختیار نہ تہا بلکہ بغیر اسقسم کی کسی شرط کے یہہ پرگنے دیئے گئے تہے اسلئے گورنمنٹ پنجاب نے اِن وجوہات اور نیز اس بات پر خیال کر کے کہ "اگر تمام ریزہ اور سالم معافیات سرکار انگریزی کے ماتحت کر لی جائینگی اور ہر ایک ادنے معافیدار حکام انگریزی کے روبرو اپنا استغاثہ پیش کرنیکا مجاز گردانا جائیگا تو رئیسونکو سخت ناگوار ہوگا اور جو احسانمندی اور ہواخواہی کا خیال انکے دلونمین پیدا ہوا ہے وہ نقش برآب ہو جائیگا اور معافیات کے معاملہ مین بہ نسبت گورنمنٹ انگریزی کے ہندوستانی ریاستین زیادہ فیاض ہوتی ہین اور اس بات کے یقین کرنیکی کوئی وجہہ نہین ہے کہ ریاستون کے تحت رہنے سے معافیدارون کو کچہہ نقصان پہنچے گا" ہمارے اختیارات کو کامل تسلیم فرمایا اور حکام ذی تعلق کو ہدایت فرمائی کہ بجز اشد ضرورت کے کسی ایسے مقدمہ مین مداخلت نکرین اور ایسی حالت مین بہی صرف تحریک اور زبانی صلاح دینے پر اکتفا کرین اور نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند نے بہی اس فیصلہ کو منظور فرمایا۔

اب اگرچہ اسقدر مداخلت ہی ہمکو گوارا نہ تہی اور گورنمنٹ کے اس فیصلہ
کی نسبت عذر اور انکار تہا لیکن بمعمولی طرح پر جب یہہ معاملہ صاحب سکرٹری
آف سٹیٹ کے روبرو پیش ہوا تو انہون نے اس سے ہی بڑہکر اپنی پسندیدہ رائے
نومبر ۱۸۶۱ء کے مراسلہ مین نواب گورنر جنرل بہادر ہند کو یہہ لکہہ بہیجا کہ "خاندان
جہجر کو جب یہہ ملک دیا گیا تہا تو معافیدارونکی کفالت سرکار نے کرلی تہی
اور نوابون کو اختیار نہ تہا کہ معافیات مذکور پر باختیار خود دست اندازی کرسکین
پس اگرچہ یہہ علاقے روسار جہجر سے ضبط کئے جاکر راجگان سکہہ کو دئے گئے
ہین مگر اس ضبطی کے سبب سے معافیدارون کے حقوق مین کچہہ فرق واقع
نہین ہوا اور انکو وہی استحقاق محافظت حاصل ہے جو پہلے تہا البتہ ان راجگان
پر یہہ بات عاید نہین کیجا سکتی کہ بابت ضبطی کسی ایسی معافی کے معافیدار
لوگ انپر محکمات انگریزی مین نالش رجوع کیا کرین اسلئے یہہ مناسب ہے کہ راجگان
موصوف میش از بیدخل کرنے کسی ایسے لاخراجدار کے جسکا حق حسب مندرجہ
بالا تسلیم ہوچکا ہو وجوہات بیدخلی سے صاحب پولیٹکل ایجنٹ کا اطمینان کرین
کیونکہ یہی ایک طریق ہے کہ جس سے کفالت حق لاخراجداران پوری
ہوسکتی ہے" چونکہ اس ڈسپاچ کے آنیسے پہلے ہمکو مندرجہ بالا حکم

تھی اور اُسکی دفعہ ہفتم کی رو سے کسی حالت مین بھی اختیار سماعت نالش جاگیرداران
و معافیداران وغیرہ سرکار انگریزی کو حاصل نہ رہا تھا اسلئے ہمنے باتفاق
راجہ صاحب بہادر جیند و ناہہ جنکی اسناد کی نسبت بھی یہہ حکم ویسا ہی مؤثر
تھا جیسا کہ ہماری سند کی نسبت تھا اس باب مین مکرر عرض کئے جانے کی
درخواست کی اور یہہ لکھا کہ " یہہ حکم سند کی دفعہ ہفتم کے منشا کے برخلاف
ہے جو حضرت ملکہ معظمہ کے قایم مقام کے دستخط سے پہلی ہی پہل دی گئی
ہے اور جبکہ بروقت تحریر سند اسکا کچھ ذکر نہین ہوا تو گورنمنٹ کو اب یہہ اختیار
نہین ہے کہ واسطے ایفاے کفالت حق ان معافیدارون کے کوئی
شرط لگائے کیونکہ ہمکو بھی از روے سند ایفاے عہد کرانیکا ایسا ہی استحقاق
حاصل ہے جیسا کہ انکو تھا اور کوئی وجہ ترجیح شرط کفالت معافیداران مذکور کی
ہماری شرایط پر نہین ہے اور بروقت تجویز شرایط سند کفالت حق ان
معافیداران کا جو لحاظ نہین ہوا تو اسکی جواب دہ گورنمنٹ ہند ہے ہم
نہین ہین " اور اس معاملہ کی پیروی کے واسطے ستمبر ۱۸۶۴ء مین مہاراج
نے راقم کے چھوٹے بھائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب کو جو
اس مقدمہ کے نشیب و فراز سے واقف تھے اور جنکی پولیٹکل لیاقت تعریف

کے لایق ہے کلکتہ بیجا اور آخر کار صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے اگرچہ انکو اس بات کا افسوس رہا کہ بروقت دیئے جانے اسناد کے ان معافیات کی کفالت کی نسبت کیوں کچھ شرط درج نہ کی گئی نوین فروری ۱۸۶۳ء کو اپنا حکم مسترد کر دیا اور شرط مندرجہ دفعہ ہفتم سند بدستور بحال رہی۔

مہاراج کو ستارہ ہند کا خطاب ملنا

چونکہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء سے سلطنت ہند کا تعلق سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی سے موقوف ہو کر ذات خاص حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ سے ہو گیا تھا حضرت ملکہ ممدوحہ نے ۱۸۶۱ء مین واسطے بڑہانے رونق اور شان سلطنت ہند کے ایک نیا خطاب موسوم بہ ستارہ ہند ایجاد فرمایا جسکا اپنے تئین سا ورن یعنی سلطان اور ہندوستان کے نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر کو گرینڈ ماسٹر یعنی رئیس اعظم اور صاحبان خطاب کو نایٹ یعنی صاحب منصب قرار دیا اور خطاب کے یہ الفاظ تجویز فرمائے **دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا** یعنی بلند ترین خطاب ستارہ ہند اور بطور نشان اس خطاب کے پانچ گوشہ کا ہیرون سے جڑہا ہوا ستارہ جسکے بیچ مین سلیمانی پتہر پہ حضرت سلطان کے چہرہ مبارک کی شبیہ دگرد گرد

ایک حلقہ مین ہیرے کے حرفون مین عبارت "ہیونس لائٹ اوگائڈ" یعنی نور سماوی ہماراہادی ہے بنی ہوئی ہو۔ تجویز فرمائی اور سب سے پہلے یہہ خطاب مفصلہ ذیل انگریزون اور ہندوستانی رئیسون کو عطا فرمایا۔

(۱) لارڈ کلینک صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند۔

(۲) لارڈ ایلن برا صاحب بہادر سابق گورنر جنرل کشور ہند۔

(۳) لارڈ ہیرس صاحب بہادر گورنر مدراس۔

(۴) لارڈ گف صاحب بہادر سابق کمانڈر انچیف افواج ہند۔

(۵) لارڈ کلائیڈ صاحب بہادر سابق سپہ سالار افواج ہند۔

(۶) سرجان لارنس صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب۔

(۷) سرجان اوٹرم صاحب بہادر سابق چیف کمشنر اودہ۔

(۸) سر ہیوروز صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند۔

(۹) مہاراجہ جیاجی راؤ صاحب بہادر والی گوالیار۔

(۱۰) مہاراجہ تکوجی راو صاحب بہادر ہلکر والی اندور۔

(۱۱) مہاراجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والی جمون و کشمیر

(۱۲) مہاراجہ نرندر سنگھ صاحب بہادر والی پٹیالہ۔

(۱۳) نواب افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ والی حیدرآباد دکن۔

(۱۴) مہاراجہ کہانڈے راؤ صاحب بہادر گیکواڑ والی بڑودہ۔

(۱۵) مہاراجہ دلیپ سنگھ صاحب بہادر والی سابق لاہور۔

(۱۶) نواب یوسف علیخان صاحب بہادر والی رامپور۔

(۱۷) نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال۔

یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ ہندوستانی خودمختار والیان ملک کو انگریزی طور کا خطاب دیا گیا اور یکم نومبر ۱۸۶۱ء کو الہ آباد کے مقام لارڈ کیننگ صاحب بہادر وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے بحیثیت گرینڈ ماسٹر ایک عظیم الشان دربار کرکے ضمین داہنی طرف اوّل سر ہیوروز صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند پھر صالح جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندیہ والی گوالیار۔ پھر ہمارے سر مہاراجہ صاحب منندر بہادر۔ پھر نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال۔ پھر نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر والی رام پور۔ بہ ترتیب بٹھائے گئے تھے۔ چاروں رئیسوں کو ایک مناسب اور مختصر تقریر کے بعد حضرت سلطان کی طرف سے خطاب مذکور کے تمغے عنایت فرمائے اور اختتام رسوم کے بعد ہر ایک نائیٹ کی کرسی کے پاس آکر بطور تہنیت ہاتھ ملایا اور دربار سے تشریف لیگئے اور پھر ہر ایک

رئیس کے اہلکارون سے صاحبان کونسل اور سکرٹری گورنمنٹ نے آہستہ آہستہ
اور مبارکباد دی۔ اور دس دس منٹ کے فاصلہ سے جو سلامی کی ضرورت
سے تجویز ہوا تھا صاحب کمانڈر انچیف اور روسا اُسی ترتیب سے دربار سے
رخصت ہوے اور آخر تک اہل دربار اُسیطرح اپنی اپنی جگہہ بیٹھے رہے اور رات کو
واسطے اظہار مسرّت اور خوشی کے ایک بڑی اور نہایت عمدہ آتشبازی چھوڑی
گئی۔

واضح ہو کہ اس دربار مین ان چارون ریاستون کے صاحبان پولیٹکل
ایجنٹ بہادر آٹھہ آٹھہ اہلکار اپنے اپنے رئیس کے ساتھہ آئے تھے اور
اُسی ترتیب سے بٹھائے گئے تھے جسطرح اُنکے رئیسون کے نمبر تھے مثلاً
اوّل گوالیار کے صاحب پولیٹکل ایجنٹ اور آٹھہ اہلکار۔ پھر صاحب ایجنٹ
ریاستہاے این روئے تلج اور ہمارے آٹھہ اہلکار اور اوّر علی ہذا۔ مگر
معلوم نہین تاریخ بھوپال مسمے بہ **تاج الاقبال** مین یہہ کسطرح لکھا گیا
ہے کہ نواب **سکندر بیگم** صاحبہ والیہ بھوپال مہاراج سے اوّل بٹھائی
گئی تھین کیونکہ مین خود اُس دربار مین موجود تھا اور اس سبب سے کہ مین اُسوقت
میر منشی کے عہدہ پر مقرر تھا سب کارروائی میری ہی معرفت ہوئی تھی۔

مہاراج کا کونسل قانونی گورنمنٹ ہند کا ممبر مقرر ہونا اور گورنمنٹ کی اس تدبیر مملکت کی نسبت مؤلف کی رائے

چونکہ عدد ۱۸۵۸ء کے اسباب اور نتایج پر غور ہوکر بموجب منشائے باب مہر ۶۷ ایکٹ پالیمنٹ مصدورہ ۲۴ و ۲۵ جلوس حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا دام حشمتہا نواب گورنر جنرل بہادر ہند کی کونسل واضع آئین و قوانین طریق سابق تبدیل ہوکر ایک نئی شکل پر قایم ہوئی اور مقتدر اور ذی اثر ہندوستانیوں کا اسمیں شریک کیا جانا ضروری سمجھا گیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کو اختیار دیا گیا کہ شرفائے ہندوستانی کے سوا خود مختار والیان ملک کو بھی جو باعتبار اپنی دانائی اور عمدہ طرز حکومت اور مستقل خیر خواہی اور دوستی کے گورنمنٹ کے معتمد علیہ ہوں انکی استرضا سے کونسل مذکور کا ممبر مقرر کریں تاکہ ہندوستان کی عام رعایا کو یقین ہو کہ گورنمنٹ جو قانون جاری کرتی ہے وہ ہمارے ہموطن اور ہمقوم لوگوں کے مشورہ بغیر نہیں کرتی اور اس سبب سے انکو سرکار کے قوانین کی نسبت اعتماد ہو اور وہ انکو بطوع خاطر قبول کریں اور انگریزی ممبروں کو (جو خواہ کیسے ہی لیاقت اور تجربہ کار اور ملک کی رسم و رواج سے واقف کیوں نہ ہوں مگر ایک لیاقت ہندوستانی شخص کو جو واقفیت اپنے ملک کے رسم و رواج اور رعایا

کی طبیعت و مزاج سے ہوتی ہے کسیطرح اُسکی برابری نہین کرسکتے رعایا
کے دلی خیالات اور مُلک کے رسم و رواج سے واقف ہونے مین مدد ملے
لارڈ کیننگ جب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے بمجاہدہ و سار خود مختار
پہلے پہل مہاراج کو اس نازک اور مشکل کام کیواسطے منتخب فرمایا اور اٹھارہوین
جنوری ۱۸۶۲ء کو وہ اس کونسل کے پہلے جلاس مین شریک ہوے اور اُنکی
عزت اور احترام کیواسطے حضور ویسرائے بہادر نے یہہ تجویز فرمایا کہ اُنکی کُرسی نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ کی کُرسی کے ہمشکل ہو اور جسطرح نواب ویسرائے و گورنر جنرل
بہادر کا ایک مصاحب کونسل کے کمرہ مین اُنکے ساتھہ آتا ہے اور اجلاس کے
ختم ہونے تک حاضر رہتا ہے اسیطرح مہاراج کا بھی ایک اہلکار مہاراج کے ساتھہ
آیا کرے چنانچہ راقم کو جو اُسوقت میر منشی ریاست کے عہدہ پر مامور تہا حضور موصوف
کے ساتھہ اکثر کونسل مین جانیکا اتفاق ہوا اور اُس معزز اور محترم مجلس کے مدبرانہ
اور حکیمانہ مباحثات کے دیکھنے کا موقع ملا جسکی رائے اور تجاویز پر ہندوستان
کی بیس کروڑ انگریزی رعایا کی فلاح اور رفاہ منحصر ہے۔ لیکن جہانتک مجھکو
معلوم ہے اُسکی روسے لکھا جاتا ہے کہ یہہ خصوصیت صرف اُنہین کے واسطے
تہی اور اُنکے بعد جو اور خود مختار رئیس کونسل مذکور کے ممبر مقرر ہوئے اُنکے واسطے

کوئی امر مابہ الامتیاز عمل مین نہین آیا۔

گورنمنٹ کا ہندوستانی شرفا اور رؤسا سے خود مختار کونسل واضع آئین و قوانین مین شریک کرنا اگرچہ باعتبار اصول کے نہایت ہی عمدہ اور ضروری تھا لیکن عمل کے لحاظ سے یہہ تدبیر ابتک کچھہ زیادہ نافع نہین ہوئی اور مدبران سلطنت کا یہہ خیال کرنا کہ ہندوستان کی رعایا کسی اپنے ہموطن رئیس کو کونسل کی میز پر بیٹھا دیکھکر مطمئن ہوگی اور وہ اُن فرایض کو بخوبی ادا کر سکیگا جنکی کسی قوم کے ری پریزنٹیو (قایم مقام) شخص سے ملک یورپ مین توقع کیجاتی ہے ہندوستان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ابتک ایک خیالی بات سے زیادہ وقعت نہین رکھتا کیونکہ ہمارے کروڑون ہندوستانی بھائی بسبب بے علم اور ناتربیت یافتہ ہونیکے ابتک یہہ بھی نہین جانتے کہ گورنمنٹ کس سے عبارت ہے اور کونسل واضع آئین و قوانین کسکو کہتے ہین مگر اُمید ہے کہ ایک وقت آئیگا جبکہ یہہ تخم جو نہایت نیک نیتی اور ملک کی ہواخواہی کے خیال سے بویا گیا ہے نکلکر ایک بڑا درخت ہوگا اور اسکی سرسبز شاخین اور ہری بھری ڈالیان تمام ملک پر اپنا سایہ کرینگی اور لوگ غیر معتدل حکومت کی تیز دھوپ اور شخصی رایون کی گرم ہوا کے مختلف جھونکون سے اُنکے نیچے آرام پائینگے

اور اُسکے خوشبودار پھول اور نہایت خوشگوار پھل جو اس تدبیر کے علی نتیجہ ہین
لوگون کے دل و دماغ کی تقویت اور اُنکے جسم و جان کے آرام و آسایش کے
باعث ہونگے یعنی تعلیم و تربیت پاکر جب عموماً لوگ شایستہ اور روشنضمیر ہوجائینگے
اور اُنکو گورنمنٹ کے معنی سمجھنے اور اپنے اور گورنمنٹ کے حقوق مین تمیز کرنے اور
اپنے پر آپ حکومت کرنے کی لیاقت آجائیگی اور ٹرک آہنی کے سلسلے گون
کی طرح تمام مُلک مین پھیلکر ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر
کرنا زیادہ آسان ہوجائیگا تب یہہ تدبیر بھی جو بالفعل درخت کے ایک چھوٹے
سے بیج کے مشابہ ہے خود بخود وسعت اختیار کریگی اور ایک بڑی مجلس
پارلیمنٹ ہند کے نام سے ہندوستان کی دارالسلطنت مین اور مُلک کی
وسعت کے لحاظ سے اُسکے ماتحت چھوٹی چھوٹی مجلسین لوکل کونسلون کے
لقب سے ملک کے مختلف صوبون مین قایم ہونگی جنمین ہمارے ملک کے
خود مختار رئیس بھی ستارہ ہند کے تمغے لگائے ہوے بیٹھے دکھائی دینگے
اور اپنی بیش بہا کوششون اور قابل قدر محنتون کے باعث سے تمام قوم
کی مشکوری کے مستحق ہونگے اور اب تو یا اُس رئیس کیواسطے جو اس کونسل
مین بیٹھنے کے لئے بلایا جاے اسکو ایک عزت کا ذریعہ سمجھنا چاہیے یا یہہ

ایک فایدہ ہے کہ انگریزی ممبرون کی صحبت اور مجالست کے اثر اور منصفانہ اور غیر متعصب مباحثات اور ناظر فدار ایون کے دیکھنے اور سُننے سے صاحب مُلک رئیسون کی طبیعت اور رائے مین جو خود مختارانہ حکومت کے عادی ہین کسیقدر مفید تغیر پیدا ہوجانیکی امید ہے اور جن باتون کو گورنمنٹ عہد و پیمان کی پابندی کے لحاظ سے کسی خود مختار ریاست کی رعایا کی بہتری کے واسطے حکوماً نہین کرا سکتی اُنکے کرنیکی رئیس کو خود بخود ایک ترغیب ہوتی ہے اور اُسکو یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ جب مین اس معزز مجلس مین اس مقصد کیواسطے بلایا گیا ہون کہ ایک عظیم الشان سلطنت کے انتظام کے واسطے جسکا مین مطیع اور ماتحت ہون منصفانہ اور مضبوط اور ناقابل انحراف قوانین بنانے مین مدد دون تو شرم کی بات ہے کہ خاص اپنی رعایا کیواسطے جو میری مطیع و محکوم ہے ویسے ہی قاعدے اور قانون تجویز نکرون جنکے تجویز اور جاری ہونے کی صلاح دے آیا ہون

چنانچہ تجربہ ہوچکا ہے کہ اس کونسل مین شریک ہونیسے مہاراج کی رائے اور خیالات مین کچھہ اور ہی صفائی آگئی تہی اور انہون نے ضروری اور مناسب سمجھکر خود بخود اکثر ان باتون کو عمل مین لانا شروع کردیا تہا جنکی

وجہ سے انگریزی سلطنت دنیا مین عدل انصاف اور دلداری رعایا کے لئے نامور ہے اور بیشک اگر انکی زندگی وفا کرتی تو ریاست کے انتظام مین بڑی بڑی موثر اور مفید اصلاحین عمل مین آتین جنکا اثر پائدار اور ملک کے لئے غایت درجہ کا نافع ہوتا۔

اس موقع پر اُس کانسٹیٹیوشن یعنی ضابطہ انتظام سلطنت کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جو چند سال سے سلطنت پروشیہ اور اُسکی اُن ماتحت ریاستون کے اتفاق رائے سے قایم ہوا ہے جنکے تعلقات کی صورت گورنمنٹ انگریزی اور ریاستہاے ہندوستانی کے تعلقات سے بہت کچھ مشابہ ہے تاکہ ناظرین کو گورنمنٹ کی مذکورہ بالا تدبیر مملکت پر غور کرنیکے لئے ایک عمدہ موقع ملے۔

واضح ہو کہ ۱۸۶۶ء مین جب سلطنت پروشیہ نے اسٹریا پر فتح پائی تو ملک جرمنی کی چھوٹی بڑی بائیس ریاستین جو بالفعل کانفیڈریٹ جرمنی یعنی جرمنی کی متحدہ ریاستین کہلاتی ہین از روے ایک خاص معاہدہ کے اُسکے ساتھ متحد ہوگئین اور باتفاق سلطنت پروشیہ اور ریاستہاے متحدہ کے ایک نیا کانسٹیٹیوشن قایم ہوا جسکا مقصد یہ تہا کہ اُن ممالک کے حقوق

کی حمایت کیجائے جو اس معاہدہ مین داخل ہین اور اُنکے قوانین خاص
بحال خود باقی رہین اور رعایا قوم جرمن کی حالت ہر طرح پر ایسی ہو جائے
اور جو ریاستین اس معاہدہ مین داخل ہین اُنپر صرف بادشاہ پروشیہ کو
سرداری کا حق ہو اور جو قوانین ایسے ہون کہ سلطنت پروشیہ اور ان
متحدہ ریاستون سے برابر علاقہ رکھتے ہون وہ ایک ایسی مشترک
مجلس کے ذریعہ سے تجویز ہون جسمین سلطنت پروشیہ اور ریاستہائے کو
کی طرف سے ایک ایک نائب اور رعایا کیطرف سے لوگ بطور کیل
موجود ہون جنکو خود رعایا ہی نے انتخاب کیا ہو چنانچہ اس غرض کیواسطے
بلحاظ قوت ہر ایک ریاست کے اُسکے نایب کی رائے کا درجہ قرار پایا۔
مثلاً پروشیہ کے نائب کی رائے کے سترہ سیکسنی میکلنبرگ
برن زوک کے دو دو اور باقی سب کا ایک ایک درجہ مقرر ہوا اور
پارلیمنٹ جرمنی اس مجلس کا نام رکھا گیا اور ہر ایک ریاست کے نایب کو
پارلیمنٹ مین آنے اور اپنی طرف سے اُن اُمور مین جنکو وہ منظور کرنا
نہ چاہین گفتگو کرنیکا استحقاق ہوا اور یہہ قاعدہ قرار پایا کہ جب کسی ایسے
قانون کے تغیر و تبدل کی بابت ممبران پارلیمنٹ کے باہم اختلاف ہے

ہو جو سلطنت کی قوت بری یا بحری سے تعلق رکھتا ہو تو جس جانب مین
سلطنت پروشیہ کا نائب ہو اُس طرف کی راے کو ترجیح دیجاے بشرطیکہ
اُسمین حالت موجودہ کا برقرار و بحال رکھنا تجویز ہوا ہو۔ اور قرار پایا کہ لڑای
کے وقت بادشاہ پروشیہ ان سب ریاستون کی فوج کا سردار ہو اور
اِسی لئے یہہ بھی قرار پایا کہ جو قوانین سپاہ پروشیہ کیواسطے ہون وہی متحدہ
ریاستون کی فوج کے واسطے ہون تاکہ سپاہ کی حالت یکسان رہے
اور یہہ بھی قرار پایا کہ صُلح کے زمانہ مین مُلک کی آبادی کے لحاظ سے فوج
کی تعداد فیصدی ایک آدمی کے حساب سے رہے اور جو معاملات
غیر سلطنتون یا خود ان ریاستون کے باہم پیش ہون جو معاہدہ مین داخل
ہین اُنکا تصفیہ صرف سلطنت پروشیہ کی راے سے عمل مین آے چنانچہ
جنگ و جدال اور صلح اور معاہدہ وغیرہ اُسی کی راے پر منحصر ہوا اور ان سب
ریاستونکی طرف سے غیر ملکونمین سفیرونکا بھیجنا اور ہر سال پارلیمنٹ کا کھولنا
اور بند کرنا اور جن امور پر نائبون کی مجلس کا اتفاق ہو اُسکا پارلیمنٹ مین پیش
کرنا اُسیکے اختیار مین دیا گیا اور نائبونکی مجلس کو اختیار دیا گیا کہ اُن احکام
کی تردید کے واسطے جو مجلس مذکور کی راے پر کئے جائین خاص اپنے

ممبرون مین سے یا کسی اور شخص کو جسکو مناسب سمجھین پارلیمنٹ مین سمجھین
اور قوانین منظور شدہ کا اعلان اور نفاذ بھی اُسیکے اختیار مین دیا گیا ہو لیکن
اِسملک مین اُن اُمور کا تصفیہ جو سلطنت پروٹیکٹوریہ اور ان متحدہ ریاستون کے
مقاصد عام سے علاقہ رکھتے ہون مجلس نائبان ریاست اور مجلس وکلاے
عام کے تعلق ہے اور جو وہ تجویز کرتے ہین اُسپر اِن سب مین یکسان
عمل ہوتا ہے اور معاملات خاص مین ہر ایک ریاست کو اپنے اپنے
ملک کی حالت کے لحاظ سے انتظام کا اختیار ہے اور سلطنت پروٹیکٹوریہ
کو صرف بطور سرداری وہ حق حاصل ہین جنکا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین خلاصہ
یہہ کہ عام قوانین اِن سب مین یکسان اور ضابطہ کارروائی اور قوانین
مختص المقام اپنے اپنے ملک کی خصوصیت کے لحاظ سے علحدہ علحدہ
ہین جس سے یہہ فایدہ ہوا ہے کہ سلطنت اعلے اور ماتحت ریاستون
کے اختلاف قانون کے سبب سے جو دقتین پیش آیا کرتی ہین (جیساکہ
ہندوستان مین ہمیشہ دیکھا جاتا ہے) وہ موقوف ہوگئین ہین اور
سب ریاستون کو اپنی اپنی حدود کے اندر وہی حق خود مختاری حاصل
ہے جو پہلے تھا اور ایک طرح سے سلطنت اعلی اور ریاستہاے متحدہ مین

باوصف اختلاف قوّت کے ایک صورت مساوات کی سی پیدا ہوگئی
ہے کیونکہ قوانین عام سلطنت اعلیٰ اور ریاستہاے متحدہ کے نائبیون اور
ریاستہاے مذکور کی رعایا کے وکلا کی مشترک تجویز سے نافذ ہوتے ہین اور
یہہ اعتراض نہایت عمدگی سے رفع ہوگیا ہے کہ سلطنت اعلیٰ کے قوانین
کو اپنے ملک مین جاری کرنیسے چھوٹی چھوٹی ریاستونکی خودمختاری مین فرق آجاتا ہے
جن ریاستون کا اوپر تذکرہ ہوا انمین سے تین جمہوری اور شش موروثی
مگر مقیّد بقوانین ہین جنمین اعیان اور ارکان ریاست کی چھوٹی چھوٹی مجلسیں
واسطے تجویز اور غور اُمور کُلّی کے مقرر ہین اور دو شخصی ہین جو مقید بقوانین
نہین ہین اور وہان کے رئیس خودمختار ہین جو دونون اپنی ہمسایہ قانونی
ریاستون کے مقابلہ مین تمدّن کے لحاظ سے بہت پیچھے ہین جسکا سبب
وہی ہے جو تمام ایشیائی اور بعض یورپین ملکون مین موجود ہے اور جسنے تمام
ایشیائی ملکون کو ممالک یورپ کے مقابلہ مین نہایت کمزور اور مفلس اور
غیر مہذب بنا رکھا ہے یعنی راے کی آزادی اور لوگون کا حفاظت قانون
مین ہونا جو تمام برکتون کی جڑ اور ترقی تہذیب اور تمدّن کا اصل اُصول ہے
اور جہان لوگون کو راے کی آزادی حاصل نہین ہے اور جان اور مال کی

حفاظت قانون مین نہین ہے وہان ترقی کے سب رستے بند ہین اور وہان انسان کی عقل اور طبیعت کی شگفتگی کی امید کرنا فضول ہے۔

مہاراج کا نواب گورنر جنرل بہادر سے رخصت ہوکر پٹیالہ آنا اور اُنکی وفات

مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کے شروع مین ہندوستان کے خیرخواہ اور ہردل عزیز وایسرائے لارڈ کیننگ صاحب کام سے تھک کر اپنے عہدہ سے مستعفی ہوے اور لارڈ ایلگن صاحب اُنکی جگہہ مقرر ہوکر آئے اسلئے مہاراج اگرچہ اُنکے آنے سے پہلے اجازت لیچکے تھے مگر چندے اور کلکتہ مین ٹہرنا مناسب سمجھا اور پھر اخیر مارچ مین پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور چونکہ مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد کی شادی کرنے اور سہرا دیکھنے کی بڑی آرزو تھی یہان پہنچتہی جلد جلد شادی کی تیاری کرنے لگے اور ارادہ تہا کہ سردی کے آغاز مین شادی کرین لیکن زمانہ نے کچھہ اور ہی پلٹا کہایا اور سب آرزوئین خاک مین ملادین یعنی یکم نومبر سنہ مذکور کو دربار مین بیٹھے ہوے (جو ستارہ ہند کے خطاب کی سالگرہ کی تقریب سے کیا گیا تہا) اُنکو بخار چڑہ آیا اور تیرہوین کو اس جہان سے رحلت کر گئے اور یہہ آرزو دل کی دل ہی مین لیگئے کیسنے

سچ کہا ہے مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

انتقال سے قریب ایک گھنٹہ پہلے تک اُنکو ہوش رہا اور زبان مین بہی کچہہ طاقت رہی چنانچہ مینے دیکہا کہ جب مصر تارا چند مصاحب سرہانے کہڑا ہوکر عطر سنگہانے لگا تو آنکہین کہولدین اور پوچہا کہ کون عطر سنگہاتا ہے تارا چند جو چند روز سے بیمار تہا اور مہاراج کی سخت علالت سُنکر ابہی گہر سے آیا تہا سامنے آکہڑا ہوا اور اُنکو اس حالت مین دیکہکر رونے لگا۔ لیکن اللہ رے استقلال اور خوش خلقی کہ اُنکو اپنا مرنا تو بہول گیا اور بڑے پیار اور محبت سے تارا چند کا مزاج پوچہا اور تشفی کی اور پہر اُسیطرح آنکہین بند کرلین۔

مہاراج کی وفات کی خبر جب ہم لوگون نے سر رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر پنجاب کو دی تو اُنہون نے تار کے ذریعہ سے تمام پنجاب کے رئیسونکو اس حادثہ کی اطلاع کی اور غیر معمولی گورنمنٹ گزٹ مین بڑے افسوس کے ساتہہ اُسکو مشتہر کیا اور اپنی سالانہ رپوٹ مین یہہ لکہا قولہ

"مہاراجہ نرائندر سنگہہ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ یعنی نائیٹ نہایت اعلیٰ درجہ

لہ اب اس درجہ کے خطاب والون کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ لکہا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف

سٹاراف انڈیا اور گرن کونسل قانونی گورنمنٹ ہند نے تیرہوین نومبر ۱۸۶۲ء کو اس جہان سے رحلت کی - اُنکی خدمات عالی جو ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء مین سرکار انگریزی کی نسبت ظہور مین آئین مشہور و معروف ہین اور جیسا واجب تہا سرکار کیطرف سے تسلیم کی گئی ہین اُنکے مُلک کا انتظام ایسا تہا جسکی نہایت درجہ کی دانشمندی اور عقل مقتضی ہے - اُنکی رعایا خوشحال اور راضی تہی اور اُنکی ریاست اور حکمرانی کا طریق ایسا تہا کہ جو ریاستین گرد نواح کی تہین اُنکی تقلید کے قابل تہا - انکی وفات کے سبب سے سرکار انگریزی کا یہہ نقصان ہوا کہ ایک دانا اور بڑا اور ایسا رئیس ذیلدار جاتا رہا جسکے اوپر اعتبار تہا

مہاراج کی عادت اور خصلت

مہاراج اگرچہ اپنے مذہب کے بڑے پابند تہے مگر غیر مذہب والون سے تعصب کرنے کو سخت معیوب جانتے تہے - چنانچہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سر مہاراج فریڈرک ایڈمنسٹن صاحب کمشنر انبالہ جو دورہ کرتے ہوے بہادر گڑہ آے اور مہاراج کے ساتہہ ہاتہی پر سوار ہوکر قلعہ مین گئے اور نواب سیف خان مرحوم کی بنائی ہوئی مسجد کو (جو عین محل کی ڈیوڑہی کے آگے ہے) دیکہکر ہنسی کے طور پر کہا کہ ،، اورنگ زیب تو ہندوؤن کے

مندر ڈھوا دیتا تھا آپنے مسجد کو اپنے محل کے سامنے کسطرح قایم رہنے دیا،، تو مہاراج نے یہہ عمدہ اور سنجیدہ جواب اُنکو دیا کہ،، جس ڈھنگ سے اسوقت آپنے اورنگ زیب کا ذکر کیا مین نہین چاہتا کہ میرے بعد میرا ذکر بھی لوگ اسیطرح کرین،،

اُنکو اپنی عزّت اور نیکنامی کا نہایت خیال رہتا تھا اور اس امر کے جویا رہتے تھے کہ لوگ اُنکی نسبت کیا رائے رکھتے ہین اور جب کوئی اُنکو کہتا کہ فلان امر مین آپکی بدنامی ہے فوراً اُسکو ترک کر دیتے اور کہنے والے کے نہایت شکرگزار ہوتے۔ اسلئے ہر شخص خواہ وہ کسی رتبہ کا ہو خلوت مین اُنکو اُنکے عیوب پر آگاہ کر دینے کی جرات رکھتا تھا۔

مجلس شورہ مین ہر کسیکی رائے کو وہ نہایت ٹھنڈے دل سے سُنتے تھے اور شاذونادر ہی کوئی کام ہوگا جسکے کرنیسے پہلے کسی ذی عقل اور معتمد علیہ شخص سے وہ مشورہ نکر لیتے ہون۔

عدالت کے اجلاس مین اہل مُعاملہ نہایت جُرات اور آزادی کے ساتھہ اُنسے مباحثہ کر سکتے تھے اور اُنکو اجازت تھی کہ اپنے ثبوت حق کے واسطے جسقدر چاہین گفتگو کرین۔

وہ اگرچہ نہایت درجہ خلیق اور خندہ پیشانی سے تھے لیکن تمکنت اور وقار کو کبھی ہاتھہ سے نہ دیتے تھے۔

غیر ریاستون سے اتحاد اور دوستی پیدا کرنیکا انکو بڑا شوق تہا اور انگریز قوم کے آدمی کے ساتھہ تو خواہ وہ کیسے ہی کم مرتبہ کا کیون نہو نہایت مدارات اور خلق سے پیش آنیکو وہ اپنا دستور العمل سمجھتے تھے۔

رعایا کے لوگون سے اکثر بے واسطہ باتین کیا کرتے تھے اور رعایا خصوصاً ملازمون کی تہذیب اخلاق کا بڑا خیال رہتا تہا۔

اکثر لوگون کے خاندان کی خدمات اور قدامت وغیرہ سے واقف تھے اور اکثر بہت چھوٹے مرتبہ تک کے نوکرون کے نام جانتے تھے اور اپنی ان عادات اور اخلاق کے سبب سے نہایت ہر دل عزیز ہو گئے تھے۔

عین شباب مین ہی اگرچہ اُنکے سب شوق اعتدال کے ساتھہ تھے مگر خشک مزاج اور محض بے شوق ہی نتھے۔ رات کو آٹھہ بجے تک اکثر ناچ گانا ہوتا تہا اور سردی کے موسم مین کبھی کبھی دو چار گھنٹہ کے واسطے شکار بھی ہوتا تہا مہینہ مین دو دفعہ ایکادشی کی رات کو شعر و شاعری کا بھی چرچا

ہو جاتا تھا اور شاعر اور کمیشہ غزلین بکثرت دوسرے شہر سنایا کرتے تھے چنانچہ اسی وجہ سے اُنکے اخیر زمانہ مین سلطان الشعرا میرزا محمد اکبر خان صاحب خاور کو اس سرکار سے تعلق ہو گیا تھا جو نہایت خوشگو اور نازک خیال شخص ہین اور اگرچہ فارسی مین کچھ کہنا اُنکے لئے کچھ زیادہ خوبی کی بات نہین ہے کیونکہ وہ تو اُنکی زبان ہی ہے مگر یہہ اُردو مین ہی بہت اچھا کہتے ہین اور روزمرّہ ایسا صاف کیا ہے کہ بغیر بتائے کے کوئی اُنکو ولایتی نہین کہہ سکتا۔

عمارت

مہاراج کو عمارت کا بہت شوق تھا اسواسطے دو عمارتین اُنکے عہد مین بہت خوبصورت اور عمدہ تیار ہوئین یعنی **موتی باغ** اور **دیوان خانہ** موتی باغ سنہ ۱۹۰۴ مین بنا تھا اور پانچ لاکھ روپیہ اسپر صرف ہوا تھا۔ یہہ شہر سے جنوب کیطرف شالامار لاہور کیطرح پست و بلند دو درجہ کا ہے جنمین سے پہلا نیچہ سوا نسّی فٹ لمبا اور تین سو اکسٹھ فٹ چوڑا اور دوسرا نسّات سو انسّی فٹ طویل اور نیچہ سو انسّی فٹ عریض ہے۔ چارون طرف قدآدم سے زیادہ پختہ چہار دیواری بنی ہوئی ہے اور اندر متعدد خوبصورت مکان اور نہرین اور فوارے اور آبشارین اور بڑے بڑے حوض ہین اور بلحاظ خوبصورتی اور تروتازگی کے پٹیالہ

کا شالامار اسکو کہنا مبالغہ نہین ہے اسکے مساوی ایک گوردوارہ ہے جو موتی باغ کا گوردوارہ کہلاتا ہے اور یہہ بہی اسیکے ساتہہ بناتہا اور ایک لاکہہ روپیہ اسپر صرف ہوا تہا اور اسکے اخراجات کے واسطے سوا لاکہہ روپیہ وقف کیا گیا تہا۔

دیوانخانہ کی بنیاد مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین رکہی گئی تہی مگر تیار انکے عہد مین ہوا اور چار لاکہہ سے کچہہ زیادہ اسپر خرچ ہوا اسمین اگرچہ نیچے اوپر بہت کمرے ہین مگر درباری کمرے بہت بڑے ہین ایک ایکسپینتیس فٹ لمبا اور ساڑہے بائیس فٹ چوڑا ہے جولداوکا ہے اور دوسرا اگرچہ لمبا تو اُسیقدر ہے مگر چوڑان مین زیادہ ہے یعنی چھتیس ۳۶ فٹ کا ہے اور لوہے کے شہتیر اسپر چڑہائے گئے ہین۔ یہہ طول و عرض کلکتہ کے ٹون ہال کے قریب قریب ہے مگر چشم بد دور جب دربار عام ہوتا ہے تو اس وسعت پر بہی مکان تنگی کرجاتا ہے اور لوگ سایبانون کے تلے صحن مین بیٹہتے ہین اسکی تعمیر ستمبر ۱۸۵۹ء مین شروع ہوئی تہی اور ۱۸۶۲ء کے شروع ہونے کے تہوڑے عرصہ بعد ختم ہوئی۔

قحط

سنہ ۱۸۶۰ء اور سنہ ۱۸۶۱ء مین جمنا اور ستلج کے دوآبہ مین بہت سخت قحط پڑا تہا اور یہہ حالت ہوئی تہی کہ بہوک اور فاقہ کی شدت سے ہزارون شخص اپنا اپنا وطن چہوڑکر دیس بدیس نکل گئے۔ عورتین اور معصوم بچے جنگلی درختون کے پہل چن چنکر کہانے پر مجبور ہوئے۔ بیزبان چوپائے خربنار کے انبار بہوسہ اور چارہ کے اپنی محنت سے تیار کرتے تہے کہانس کے ایک ایک تنکے کو ترس کر مر گئے۔ جن اضلاع مین کنوون کا پانی بہت دور ہے اور لوگ ڈہاب یعنی بڑے بڑے کچے تالابون کا پانی پیتے ہین وہان کے لوگون کو اور بہی زیادہ تکلیف ہوی کیونکہ بارش کے نہونیسے تالاب خشک ہوگئے اور بیل جو کنوون مین سے پانی نکال سکتے تہے کہانس اور چارہ کے نملنے سے کنوون اور کہیتون کے کنارہ جہوم جہوم کر مر گئے اور اس سبب سے بنا چاری لوگون کو اپنے جانورون کو کسی دوسری جگہہ لیجانا پڑا۔

اسوقت ہر طرف بہوکے اور محتاج لوگ پہرتے نظر آتے تہے اور قریب تہا کہ تمام ملک مین تباہی پہیل جاے اور ہزارہا غریب الوطن اور محتاج شخص بہوکے پیاسے مرجائین۔ مگر سر رابرٹ منٹگمری صاحب

لفٹنٹ گورنر پنجاب نے فوراً حاکمان اضلاع کو حکم دیا کہ ایسے کام نکالین جنپر ایسے مزدور لگائے جائین جو کچھ ہنر نہ جانتے ہون اور قحط زدہ لوگون کی امداد اور اس کام کی نگرانی کے واسطے ایک صدر کمیٹی لاہور مین قایم ہو اور اسکے ماتحت سب ضلعون مین ایک ایک بڑی کمیٹی اور شہرون اور قصبون مین چھوٹی چھوٹی کمیٹیان مقرر کیجائین اور یہ کمیٹیان خیراتی چندہ جمع کرنے اور جابجا مفید اور آسان کامون کے جاری کرنیمین کوشش کرین جنسے بے ہنر اور محتاج لوگون کو روزی ملے اور جابجا خیرات خانے جاری کرین اور نہایت کمزور اور اپاہج لوگون کو پکا ہوا کھانا دین اور حکم دیا کہ جسقدر خیرات کا روپیہ جمع ہوگا اسیقدر سرکار اپنے خزانہ سے دیگی۔ چنانچہ جابجا خیرات خانے جاری ہوگئے اور کچے تالاب اور سڑکین بننی شروع ہوگئین اور ہزارون روپیہ چندہ کا جمع ہوگیا اور اسیقدر سرکار نے اپنے خزانہ سے دیا جس سے دہلی مین تیس ہزار آدمیونکو روزمرہ پکا ہوا کھانا ملتا تھا اور گوڑگانوہ کے ضلع مین جہان قحط بہت سخت تھا پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ ماہوار تک اور اس سے کچھ کم رہتک حصار کرنال تھانیسر اور انبالہ کے ضلعون کے واسطے دیا گیا۔

مہاراج نے اپنی رعایا کے اس آفت سے بچانیکے لئے یہہ تدبیر کی کہ سرکاری ذخیرون مین سے آٹھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ کی قیمت کا تین لاکھ اکتیس ہزار من غلہ انگریزی وزن سے اس شرط سے رعایا کو دیا کہ جب فصل کامل اور غلہ کافی اور وافر پیدا ہو اُسوقت اسمین سے ایک ثلث معاف سمجھکر باقی بجنسہ سرکار مین داخل کردین اور جن جن پرگنون مین فصل نہوئی تہی اس رعایت کے علاوہ انکو تین لاکھ پچہتر ہزار روپیہ معاملہ کا معاف کردیا اور ملازمون کے ساتہہ یہہ سلوک کیا کہ غلہ کے نرخ مین ایک مناسب رعایت کردی اور حکم دیا کہ قیمت قحط کے رفع ہونیکے بعد تنخواہ سے بتدریج وضع کیجاوے۔

اکثر قصبون اور شہرون مین لنگر جاری کئے جنسے سب قوم کے محتاج لوگون کو پکا ہوا کہانا ملتا تہا اور مناسب مناسب جگہہ پر تعمیر کے کام جاری کئے اور خاص شہر پٹیالہ مین اُس بڑے دیوان خانہ کا کام زیادہ شروع کرادیا جسکا ذکر ہم اوپر لکہہ چکے ہین۔

دہرم دُہجا

گنگا وغیرہ تیرتہون پر جب میلہ ہوتا ہے تو دستور ہے کہ بیراگی سنیاسی

وغیرہ ہندو فقیر اپنے گروہ کے لوگون کی عام دعوت کرتے ہین جسکو
اُنکی اصطلاح مین بہنڈارہ کہتے ہین مگر سکھہ مذہب کے متعلق فقرا کے دونون
فرقون مین سے جو ایک اوداسی اور دوسرا نرملہ کہلاتا ہے صرف
اوداسی جو بابا نانک صاحب اور اُنسے پہلے گورو صاحبون سے منسوب
ہین بہنڈارہ کرتے تہے اور نرملہ[1] فرقہ کے لوگون مین جو سکھون کے آخری
گورو گورو گوبند سنگھہ صاحب کے سکھہ ہین بہنڈارہ کرنیکا طریق رایج نہ تہا اور
نہ وہ ایسے ذیمقدور تہے کہ ایسے موقعون مین بہنڈارہ دے سکین اور
اس باعث سے اور فرقون خصوصاً اوداسیون کے سامنے انکی حقارت
ہوتی تہی - اسلئے مہاراج نے سمت ۱۹۱۸ مین بہنڈارے اور دایمی خیراتی
لنگر کیواسطے بیاسی ہزار روپیہ نقد اور اکتالیس[41] سو روپیہ سالانہ کی جاگیر
وقف کی اور راجہ صاحب بہادر جیند اور ناہہ کو بہی اسمین شریک کیا

---

[1] انمین اور اوداسی فرقہ کے لوگون مین یہہ فرق ہے کہ اوداسی چرن کی پاہل لیتے
ہین اور انکے نام مین سنگھہ کا لفظ شامل نہین کیا جاتا اور نرملے گرو کی پاہل لیتے ہین اور سنگھہ
کا لفظ انکے نام مین لازمی طور پر شامل ہوتا ہے اور انمین اور عام سکھون مین صرف اعتقاد
تفاوت ہے کہ یہہ لوگ بطور علامت فقر کے گیروئے کپڑے پہنتے یا کوئی گیروا کپڑا
رومال وغیرہ اپنے پاس رکہتے ہین اور عام سکھہ ایسا نہین کرتے - ۱۲ مولف

اور انہون نے بہی روپیے اور جاگیرین دین جسکے باعث سے ابتدا ہی
مین ایک معقول سرمایہ جمع ہوگیا اور ان لوگون کو بہی ایسی مقدرت ہوگئی
کہ میلے کے موقعون پر اپنے گروہ کے فقرا کو بہنڈارہ اور روزمرّہ آئے گئے
لوگون کو روٹی دے سکین اور چونکہ یہہ ایک بڑے ثواب کا کام تہا اسلئے
دہرم دہجا اسکا نام رکہا گیا یعنی دہرم کا نشان - اور کارروای کیواسطے ایک
دستور العمل بنایا گیا اور اُسی گروہ مین سے چند شخص کارپرداز مقرر کئے گئے -

ڈاک

مہاراج کے عہد سے پہلے اور خود اُنکے وقت مین بہی یہہ دستور تہا کہ
عموماً سرکاری کاغذات ہرکارون اور سوارون وغیرہ کی معرفت (جنکی تنخواہ
کا خرچ قریب تیس ۳۰ ہزار روپیہ سال کے تہا) ادہر ادہر بہیجے جاتے تہے
اور یہہ طریقہ تہا کہ ایک شخص کو مختلف مقامات کے کاغذ دیئے جاتے
تہے جنکو وہ دس بارہ ۱۰ کوس روز چلکر نوبت بہ نوبت جائے مقصود پر پہنچاتا
تہا - اور یہہ بات اکثر اُسکی مرضی پر موقوف تہی کہ جے روز مین جس کاغذ
کو چاہے پہنچائے اور یہہ حالت تہی کہ جہان مثلاً اب چار گہنٹے مین کاغذ
پہنچ جاتا ہے وہان چار دن مین بہی نہ پہنچتا تہا اور غیر سرکاری کاغذات کیواسطے

بجز اسکے کوئی ذریعہ نتھا کہ ایک غیر ملازم شخص جسکو سرکار سے کسیطرح کا
تعلق نہ تھا بطور خود انبالہ کے ڈاکخانہ سے محصول دیکر لوگون کے نام کے
خطوط لے آتا تھا اور اُن سے یہانتک کی اُجرت بحساب آدہ آنہ فی خط
علاوہ اُس محصول کے جو ڈاکخانہ مین اُسنے داخل کیا ہوے لیتا تھا اور
اِسی طرح یہان کے کاغذات انبالہ کے ڈاکخانہ مین پہنچا دیتا تھا جس سے
شہر کے لوگون کا تو کام چل جاتا تھا لیکن مفصّلات کے رہنے والون
کو سخت تکلیف تھی اور کاغذات کے بھیجنے منگوانیکے واسطے کوئی
معمولی ذریعہ نتھا۔ اسلئے سنہ ۱۹ مین جب راقم میر منشی ریاست کے عہدہ
پر مامور تھا یہہ طریق موقوف کیا گیا اور بموجب ایک تحریری دستور العمل کے
دفتر منشی خانہ کے اہتمام سے تمام ملک مین ہرکارون کی ڈاک کی
لینین جنکا مجموعی طول قریب نہصد سو میل کے ہے قایم کی گئین جو آمد
اور روانگی ڈاک کے اوقات معیّن کئے گئے اور ایک خاص دفتر
اور عملہ اسکے واسطے مقرر ہوا اور غیر سرکاری کاغذات کا انبالہ سے
منگوانا اور وہانتک پہنچانا سرکار نے اپنے ذمہ لے لیا اور یہہ عام اجازت
ہوگئی کہ فی خط ایک ٹکا نقد محصول دیکر جو شخص چاہے سرکاری ڈاک

کے ذریعہ سے اپنا خط ریاست کی قلمرو مین جہان چاہے بھیجدے جس سے سرعت کارروائی کے علاوہ رعایا کو بھی بڑا آرام ملا اور سرکار کو قریب دو ثلث کے خرچ مین تخفیف ہوگئی - ۵۱

پہاڑ کے ملک کے انتظام کی اصطلاح

جب سے پہاڑ کا ملک ہمارے قبضہ مین آیا تھا موافق اُس طریقہ کے جو

---

۵۱ اب چونکہ چند سال سے ہرمند اور راجپورہ کے ریل کے سٹیشنون مین انگریزی ڈاکخانے مقرر ہوگئے ہین ڈاک کا تعلق انبالہ سے رکھنا باعث حرج کار سمجھا جاکر یہہ بندوبست ہوگیا ہے کہ ہر قسم کے بیرونی کاغذات راجپورہ پہنچاوئے جاتے ہین جو بہ نسبت کسی اور ایسے مقام کے پٹیالہ سے قریب تر ہے اور پختہ سڑک بنجانیکے سبب سے آمد و رفت مین بہت آسانی ہے اور یہان سے محکمہ ڈاک انکو انگریزی ڈاکخانہ کے حوالہ کردیتا ہے اور جو کاغذ باہر سے آتے ہین انکو اپنی ڈاک کے ذریعہ سے جہان بھیجنے ہون بھیجدیتا ہے اور اسطرح سے راجپورہ بیرونی کاغذات کی آمد و رفت کیواسطے گویا مرکز بنگیا ہے۔

پانچ برس کے سالانہ نقشون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سال بسال غیر سرکاری کاغذات کی آمد و رفت مین نمایان ترقی ہے مگر نقد محصول لینے کا طریقہ جو ابتک جاری ہے یہہ اصلاح طلب اور ترقی کا بہت حاجی ہے اور یہہ بات بھی ترمیم کے قابل ہے کہ تہانجات سے ڈاک کا انتظام نکالکر مختلف مقامات مین ڈاکخانے مقرر کئے جائین اور ایک ایک عہدہ دار خاص اسی کام کے لئے وہان متعین کیا جاوے۔ ۱۲ مولف

اُس مُلک کے پہلے حاکمون کے وقت مین رایج تہا ہر ایک پرگنہ مین ایک ایک عہدہ دار (مہتہ) کے نام سے مقرر چلا آتا تہا اور معاملہ وصُول کرکے سرکار مین داخل کرنا اور ضرورت کیوقت بیگاریون کو حاضر کرنا اُنکے ذمہ تہا اور اس خدمت کے عوض پچاس سے سو تک خزانہ سے اور دسواں حصّہ جرمانہ مین سے جو تحصیلدار یا تہانہ دار کسی شخص پر کرے اُنکو دیا جاتا تہا اور چونکہ یہہ عہدہ موروثی تہا اور بہت عرصہ سے قایم چلا آتا تہا اسواسطے رعایا پر اُنکو بڑا اختیار حاصل تہا اور وہ بالکل اُنکے ہاتہہ مین تہی چنانچہ اکثر ایسا ہوتا تہا کہ جب کبہی سرکار کسی وجہہ سے کسی مہتہ کو تنبیہہ کرتی تو وہ سرکار کے دہکانے کو رعایا کے لوگون کو جو بہ نسبت دیس کے لوگون کے نہایت سیدہے سادے تہے بہکا کر پرگنہ کو اُجاڑ دیتا تہا اور وہ لوگ گہر بار چہوڑ کر غیر عملداریون مین چلے جاتے تہے اور بغیر مہتہ کے واپس لانیکے ہرگز نہ آتے تہے اور ناچار سرکار کو مہتہ کی چاپلوسی کرنی پڑتی تہی۔ اِن لوگون کے زیادہ قابو یافتہ ہونیکی ایک وجہہ یہہ بہی تہی کہ مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کو کبہی اُس مُلک مین جانیکا اتفاق نہین ہوا تہا اور تحصیلدار وغیرہ بہی بسبب دشوار گذار ہونے راستون کے اور زیادہ تر اس وجہہ سے

کہ دیس کے رہنے والے بالطبع پہاڑ کے جانیکو باعث تکلیف جانتے ہین اوپر کے ملک مین بہت کم جاتے ہے اور اکثر پنجور وغیرہ نیچے ہی کے مقامات مین رہتے ہے اور رعایا کے لوگ گرمی کے سبب سے نیچے کے ملک مین بہت کم آتے ہے پس مہتون کے سوا وہ کسی حاکم کے روشناس نتھے اور اسلئے صرف اُنہین کو اپنا مالک اور حاکم خیال کرتے ہے۔

یہہ خرابیان دیکھکر مہاراج نے اُس ملک مین متواتر دورے کئے اور سب پرگنون کو اپنی آنکھہ سے دیکھا اور جا بجا دربار کرکے رعیّت کو اپنا روشناس بنایا اور تحصیلدار وغیرہ عہدہ دارون کو اکثر اوپر کے ملک مین رہنے کا پابند کیا اور جب ہر طرح سے اطمینان ہوگیا تو سمت ۱۹۱۵ مین مہتہ کے عہدہ کو موقوف کردیا اور اُسکی جگہہ ایک نیا عہدہ پٹواری[۱] کے نام سے مقرر کیا مگر سیانہ

---

[۱] پٹواری کل پرگنہ کا معاملہ وصول کرنے اور اسکا حساب درست رکھنے اور کچہری تحصیل کے متفرق احکام کی تعمیل کا ذمہ دار ہے۔ سیانہ قسطہ کے وقت پرگنہ سے روپیہ وصول کرکے پٹواری کے پاس پہنچاتا ہے مگر حساب اپنے پاس نہین رکھتا۔ مہر گانون کا زمیندار اور پنچ ہے۔ کراوک سرکاری کام کیواسطے قلی جمع کرنیکا ذمہ دار ہے جسکے عوض معاملہ سے فیصدی پانچ روپیہ اُنکو دیا جاتا ہے جسمین سے دو روپیہ پٹواری اور ڈیڑھ روپیہ سیانہ اور

اور مہر اور کراوک کے قدیمی عہدون کو بحال رکہا اور تمام پرگنون کی پیمایش قسم وار کراکر محاصل کا ازسر نو انتظام کیا اور ہر ایک زمیندار کو تھیلہ کے مہر اور دستخط سے ایسا کاغذ دیا گیا جسمین اُسکی مقبوضہ زمین اور زر محاصل کی تعداد اور امور ضروری درج تھے اور جسکو وہانکی زبان مین پٹرنی کہتے ہین اور دیہات کی حدبندی کی گئی اور جنگلون کی بہی حدود مقرر کی گئین اور حفاظت کیواسطے بقدر ضرورت عملہ متعین کیا گیا اور لکڑی کاٹنے اور بیچنے جانیکے لئے قواعد قرار دئے گئے اور شملہ کو جو گاڑی کی سڑک گئی ہے اُسکے بائین طرف کرول پہاڑ کے ڈہال پر ایک مناسب مقام تحصیل اور تہانہ کیواسطے تجویز ہوا اور ضرورت کے موافق مکانات بنائے گئے اور ایک چہوٹا سا باغ لگایا گیا اور خفیف میعاد کے قیدیون کے لئے وہان ہی ایک مختصر سا جیلخانہ بنایا گیا تاکہ گرم ملک مین بہیجے جانیکے سبب سے اُنکی صحت مین خلل نہ آجائے اور اس مقام کا پہلا نام سری بدل کر ہری نگر کہا گیا اور معزول شدہ مہنتونکی پرورش کے واسطے یہہ انتظام کیا گیا کہ پٹواری وغیرہ بنا دیئے گئے جس سے سرکار کی آمدنی مین بہی معقول ترقی ہوگئی اور رعایا بہی

ایک روپیہ مہر اور آٹہہ آنے کراوک کو ملتا ہے - مولف

ہتون اور اور سرکاری عہدہ دارون کے ظلم سے بچگئی۔

اِس مضمون کے شروع مین یہہ لکہا گیا ہے کہ ضرورت کیوقت بیگاریون کا حاضر کرنا ہتون کے ذمہ تہا لیکن یہہ بیان نہین کیا گیا کہ بیگار سے یہان کیا مُراد ہے اور بیگاری کسکو کہتے ہین لہذا دلچسپ اور ضروری سمجہکر ہم اُسکی تشریح کرتے ہین۔

واضح ہو کہ یہہ کوہستان اپنی طبعی حالت کے لحاظ سے نہایت دشوار گذار ہے اور جبتک سرکار انگریزی نے یہان سڑکین نہ بنوائی تہین اور کسولی۔ سباٹو۔ ڈکسائی وغیرہ مین گورہ فوج کا رہنا شروع نہوا تہا اونٹ گاڑی کا تو کیا ذکر ہے ٹٹو اور خچر تک کا یہان گذر قریب محال کے تہا پس کچہہ تو اس سبب سے اور کچہہ وہان کے قدیم رئیسون کی قلت آمدنی اور ناشایستہ طریق حکومت کیوجہہ سے یہہ دستور چلا آتا تہا کہ سواری اور بار برداری کا کام جو اور جگہہ اکثر چوپایون سے لیا جاتا ہے یہان انسانون سے لیا جاتا تہا اور اس پر طُرّہ یہہ تہا کہ یہہ سب کام اُنکو بیگار مین یعنی مفت کرنے پڑتے تہے اور دس برس کے لڑکے سے لیکر ساٹہہ برس کے بوڑہے تک کوئی مرد صورت اِس سے مستثنے نتہا اور بجز اُس شخص کے کہ جسنے کسیوجہہ

خاص سے سند معافی حاصل کی ہو (جسکو بڑی جدوجہد سے خاص خاص
لوگ بطور ایک نعمت کے حاصل کرتے تہے) رعیت کے ہر ایک شخص کو
اپنی اپنی باری سے بیگار مین جانا پڑتا تہا اور جبتک کسی کام پر نہ لگایا جاوے
اُسکو اپنے گہر کے مکّی کے آٹے سے جسکو وہ بمجبوری ساتہہ لاتا تہا گذارہ کرنا
پڑتا تہا اور کام پر لگائے جانیکے وقت صرف خوراک کے موافق اسی اناج
کا آٹا (کیونکہ پہاڑ مین اکثر یہی اناج زیادہ ہوتا ہے) بطور مزدوری اُسکو دیا جاتا
تہا جسکو اُنکی زبان مین بروہ کہتے تہے اور یہہ بیچارے بیزبان جانورونکی
طرح ان مصیبتون کو نہایت بے عذری کے ساتہہ جہیلتے تہے اور اگرچہ
مختلف سڑکون کے بننے اور چہاونیون مین انگریزی فوج اور حکام سول کے
رہنے اور دیس کے لوگون کی صحبت اور میل جول اور پہاڑی چیزون کے
اُنکے پاس فروخت کرنے اور تعدد مزدوری اور مختلف چہوٹی چہوٹی نوکریون کے ملنے کی سبب سے آخر کار
پہاڑیونکی حالت مین بہت کچہہ ترقی ہوگئی اور بار برداری کے جانورونکے سبب سے جو اب ہر جا
بہم پہنچ سکتے ہین بہت سے مصیبت کم ہوگئے خصوصاً جب سے کہ شملہ کو گاڑی کی سڑک بنائی گئی
اور چہکڑے اور اونٹ اُسپر چلنے لگے پہاڑی بہت ہی بیکدوش ہوگئے مگر شروع
مین سڑکون اور چہاونیون کے بننے اور فوج کے اوپر نیچے آنے جانے

کی وجہہ سے بیگار کی رسم کو بہت ترقی ہوئی اور اگرچہ اور روساے کوہستان
کیطرح (جنکی ملکی اسناد مین گورکھون کے نکالنے اور انکو پہران کے
علاقون پر بحال کرنیکے وقت سرکار انگریزی نے یہہ شرط لگادی ہے کہ
علی قدر حیثیت بیگاریون کے بہم پہنچانیکے وہ ذمہ دار ہین) ہم اوقات
جنگ کے سوا اسکے ذمہ دار نہین ہین مگر کچھہ تو ملک کی طبعی حالت کے باعث اور
کچھہ غلط فہمی اور خرابی طریق عمل کے سبب سے حسب منشاے حکام انگریزی
ہمکو زیادہ تر بمقام شملہ اور کسولی اور اسنے کم ہری پور اور سابری مین واسطے
کاروبار حکام انگریزی اور اپنے اُن عہدہ دارون کی ضروریات کے جنکو حکام
انگریزی کی خدمت مین حاضر رہنے یا آمد و رفت کا تعلق تہا بیگاری (قلی)
بطریق دایمی ایک تعداد معین کے موافق حاضر رکہنے پڑتے تہے جنکو
انکی زبان مین ٹہاڈو اور اُنکے رہنے کی جگہہ کو ٹہاڈا کہتے تہے اور کسی ضرورت
خاص کیوقت مثلاً جب نوّاب گورنر جنرل یا کمانڈر انچیف بہادر اوپر جاتے
یا نیچے آتے تہے صدہا بلکہ ہزارہا قلی باوجودیکہ ہمارے اس ملک مین پچاس
ہزار سے زیادہ آدمی آباد نہین ہین حسب الطلب حکام بطور غیر معمولی
حاضر کرنے پڑتے تہے اور اس غیر معمولی آفت کا اصطلاحی نام بیلا

تہا- علاوہ برین چونکہ گورنمنٹ انگریزی نے جملہ ریاستہائے کوہستانی کو ذمہ دار کیا ہوا ہے کہ اپنے اپنے علاقہ مین خاص خاص مقامات پر سڑک جسکی وسعت چھ فٹ سے کم نہو تیار رکہین یہہ کام بہی رعایا ہی کو کرنا پڑتا تہا اور اِن وجوہات سے سال بہر مین چند ہفتہ کے سوا اُنکو اپنے گہر پر رہنے اور کہیتی وغیرہ کرنیکا موقع ملتا تہا-

چونکہ ان بیچارے آفت زدہ لوگون کی اِن مصائب سے مہاراج کو اپنے مختلف دورون مین بخوبی واقفیت ہوگئی تہی اور اُنہون نے ساٹہ برس کے کمزور بوڑہون اور دس گیارہ برس کے پہول سے لڑکون کو اُن سربفلک پہاڑون مین جانورونکی طرح بنبن بنبن سیر بوجہ پیٹہہ پر اُٹہائے اور سر سے پانون تک پسینے مین ڈوبے ہوے دیکہا تہا اسلئے مناسب مناسب طور سے اسمین بہی تخفیف کی اور کئی کے آٹے کی جگہہ اوّل آدہ آنہ اور پہر دو آنے یومیہ نقد مقرر کردیئے

ریاست کے کارخانون اور دیوانی کے دفتر کی اصلاح

مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین یہہ دستور تہا کہ اگرچہ کل کارخانے دیوان کے ماتحت سمجہے جاتے تہے مگر مزید تر نگرانی کے

واسطے ایک دوسرے عہدہ دار کیطرف سے بہی جسکو کروڑا کہتے تہے اکثر
کارخانون مین مقابلہ کا کاغذ تیار کرنیکے واسطے محرر امور رہتے تہے علی ہذا
آمدنی کا حساب بہی دیوان اور کروڑے کے آدمی بالمقابلہ تیار کرتے
تہے اور اُسکی نگرانی کیواسطے علحدہ علحدہ دو معزز عہدہ دار جو دفتری
کہلاتے تہے مقرر تہے مگر باوجود اسکے کچہ ایسا ڈہنگ پڑا ہوا تہا کہ ریاست کے سالانہ
خراج کا کوئی مجموعی کاغذ مرتب نہوتا تہا اور اگر کسی سال کا خرچ معلوم کرنا چاہین
تو سخت محنت اور دقت کے بغیر اُسکا دریافت ہونا مشکل تہا اسلیے مہاراج
نے سنہ ۱۹۱۳ مین کروڑے کا عہدہ موقوف کردیا اور اس طریقہ کو بدل کر
دیوان کے ماتحت دو عہدہ دار بنام **دفتری جمع و دفتری خرچ**
مقرر کئے۔ آمدنی کا حساب اور اُسکی جانچ پرتال دفتری جمع کے متعلق
ہوئی اور تمام کارخانون۔ خزانون اور توشیخانون کے ہر ایک قسم کے
خرچ کی نگرانی اور محاسبہ دفتری خرچ کے ذمہ ہوا اور یہہ قاعدہ مقرر
ہوا کہ جبتک دفتری کا دستخط بطور تصدیق اور دیوان کا دستخط بطور حکم نہ دیئے
جانے روپیہ کے اُسپر ثبت نہو کسی قسم کا بل خزانہ سے لایق الوصول
نہوگا اور حکم ہوا کہ ہر ایک کارخانہ کے جمع و خرچ کے روزنامچہ کی نقل

کارخانہ کے مہتمم کی مُہر اور دستخط سے دفتری خرچ کے پاس آتی رہے اور
ماہوار جمع وخرچ کا گوشوارہ آیا کرے اور جانچ پڑتال کے بعد دفتری کا دستخط
بطور تصدیق اُسپر ثبت ہوکر دفتر مین بہ ترتیب رکھا جایا کرے اور انکی روسے
سال تمام کے خرچ کا کاغذ مرتب ہوکر دیوان کی رپوٹ کے ذریعہ سے
مہاراج کے حضور مین پیش ہوا کرے پھر ۱۹۱۶ء مین ایک کمیٹی کے ذریعہ سے
سب کارخانون کے ضروریات کی پڑتال کرائی گئی اور خوب غور ہوکر ایک ایک
کے واسطے روپیہ کی ایک تعداد مقرر کی گئی اور حکم دیا گیا کہ بلا حصول منظوری
ایک روپیہ بھی کسی کارخانہ کے خرچ مین اضافہ نکیا جائے اور نہ کوئی چیز
گھٹائی بڑھائی جائے مثلاً فیلخانہ کے واسطے یہہ قاعدہ مقرر ہوا کہ ہاتھیون
کی تعداد چالیس سے متجاوز نہو اور اُنکی خوراک اور سب ضروری اسباب
کے واسطے ایک مفصّل قاعدہ اور کارروائی کا طریقہ بطور دستور العمل مرتب
ہوکر دیوان کے دستخط سے سب کارخانہ والون کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ وقتاً
فوقتاً تجربہ کی روسے جو مناسب معلوم ہو اُسمین اصلاح اور ترمیم کیواسطے
رپوٹ کیجایا کرے اور جب مارچ ۱۸۶۲ء مین کلکتہ سے واپس تشریف
لائے گورنمنٹ انگریزی کی تقلید سے یہہ قاعدہ جاری کیا کہ سال ہندی کے

شروع مین ریاست کی تخمینی آمدنی کے لحاظ سے ہر ایک کارخانہ کے تخمینی خرچ کا نقشہ (بجٹ) مرتب ہوکر غور اور منظوری کے واسطے پیش ہوا کرے جسمین ہر ایک کارخانہ کا نام اور گذشتہ سال کا خرچ اور رقم منظور شدہ سے کمی وبیشی کی کیفیت اور اسکا سبب اور سال آئندہ کے خرچ کی مقدار درج ہوا کرے اور جب وہ منظور ہوجائے دفتری خرچ کو دیا جائے اور ہر ایک کارخانہ کے مہتمم کو تاکید اسکی پابندی کا حکم دیا جائے تاکہ خرچ تخمینہ سے زیادہ نہونے پائے اور اگر کسی خاص وجہ سے کسی کارخانہ مین حد مقررہ سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہو تو مہاراج کے حضور مین رپوٹ ہوکر اسکی بابت تحریری حکم حاصل کیا جائے۔

جمہوری اور نوعی[۵۱] سلطنتون کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ نئے برس کے

---

۵۱ دنیا مین سلطنت کے تین طریقے ہین جو باعتبار اپنے اصول کے ایک دوسرے سے مختلف ہین۔ اوّل طریقہ شخصی سلطنت کا ہے جو اس سے عبارت ہے کہ سلطنت کسی شخص کی نسل مین پشت بہ پشت چلی آئے اور بادشاہ کو خزانہ اور رعیت کی جان ومال پر قطعی اختیار ہو اور اسکی مرضی اور ارادہ کسی قانون کا پابند نہو۔ سلطنت کا یہ طریقہ بہت قدیم اور پرانا ہے اور ایسی سلطنتین ایشیا مین اور یورپ کے بعض ملکون مین اگرچہ بہت عرصہ سے ہوتی آئی ہین مگر تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو قیام بہت ہی کم ہوا ہے

شروع ہونیسے پہلے خرچ کی کمی بیشی پر غور کرکے رعایا کے مشورہ سے
(جسکا انتخاب خود رعایا ہی کی مرضی اور اختیار سے ہوتا ہے اور وہ ایک وقت معین

اور حکومت کی حرص اور لالچ سے ہمیشہ بادشاہوں کو لوگوں نے قتل کر ڈالا ہے اور انکی
جگہہ خود بادشاہ ہو گئے ہین اور بادشاہون نے ہی سلطنت ہمین جانیکے وہم سے
قتل اور بے رحمیان کی ہین تھے کہ خاص اپنی اولاد کو اندھا اور قتل کر ڈالا ہے یا
مقون جیلخانہ مین رکہا ہے اور ایسے بادشاہ بہت کم گذرے ہین جنکی حکومت مین عدل
اور انکو اپنی رعایا کے آرام اور ملک کی ترقی کا خیال ہو۔ یہی سبب ہے کہ ایشیائی ملکون
نے جہان اسلام کے چند سالہ ابتدائی زمانہ کے سوا ابتدا سے دنیا سے سلطنت کا شخصی
طریقہ جاری رہا ہے ممالک یورپ کی نسبت جہان کچھ عرصہ سے نوعی اور جمہوری سلطنت
کے طریقہ کا ٹہری نجکی سے رواج ہو گیا ہے۔ علم و ہنر دولت اور ثروت مین بہت کم ترقی
کی ہے کیونکہ اگر ایک بادشاہ کے عہد مین رعیت کو جان و مال کیطرف سے اطمینان ملا
اور وہ علم و ہنر کے حصول اور ترقی مین مصروف ہوئی اور اپنے ملک کی پیداوار اور تجارت
کے قیمتون سے تجارت کرکے کسیقدر آسودہ اور مرفہ الحال ہو گئی تو دوسرے ظالم یا غافل بادشاہ
کے وقت مین وہ سب باتین خاک مین ملگئین یا ترقی کے اسباب کم یا مفقود ہو گئے
خلاف نوعی اور جمہوری سلطنتون کے جہان انقلاب سلطنت سے رعایا پر بہت کم
اثر ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا اور وہ بے کھٹکے علم و ہنر دولت اور ثروت کے حصول
اور ترقی مین دن رات کوشش کئے چلی جاتی ہے جس سے رفتہ رفتہ لوگون مین
غایت درجہ کی شایستگی آجاتی ہے اور وہ علم و ہنر کی ترقی سے ایسی مفید ایجادون
پر قادر ہو جاتے ہین جو بناوا واقف اور نادان لوگون کی نظر مین اعجاز اور کرامات سے کم

تک دارالسلطنت مین حاضر ہوکر معاملات سلطنت مین گفتگو اور بحث کرتے ہین)
محصول جو رعایا سے لیا جاتا ہے کم و بیش کر دیتی ہین اور اتفاقیہ ضرورتون
کیواسطے (جبکہ اُنکا ضروری ہونا ثابت کر دیا جاے) قرض لے لیتی ہین اور
بقدر اُسکے سود کے آیندہ سال کے تخمینہ مین رقم بڑہا کر منظور کرا لیتے ہین اور اس
عمدہ تجویز کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ رعایا کو بھی سخت محصول دینا نہین پڑتا بلکہ کسی نے اگر
کسیقدر روپیہ سرکار کو قرض دیا ہو اُسکو اُسکے سود کا فایدہ ہوتا ہے اور سلطنت کی
ضرورت بھی آسانی کے ساتھہ رفع ہو جاتی ہے اسیوجہہ سے اِن سلطنتون کو

نہین ہوتے مثلاً دخانی جہاز دخانی کلین اور تار برقی وغیرہ — دوسرا طریقہ نوعی سلطنت
کا ہے جسمین بادشاہ اور امرا اور رعایا سب ملکر حکومت کرتے ہین جیسے آجکل انگلستان
کی سلطنت ہے اور اگرچہ یہہ سلطنت بھی شخصی سلطنت کی طرح موروثی ہوتی ہے مگر اسمین
اور اسمین یہہ فرق ہے کہ یہہ مقید بقوانین ہوتی ہے اور بادشاہ رعایا کی مرضی اور رائے کا
پابند ہوتا ہے اور اُسکو یہہ اختیار نہین ہوتا کہ صرف اپنی مرضی سے جو چاہے حکم دے۔
تیسرا طریقہ جمہوری سلطنت کا ہے جیسا کہ یہہ بجات متحدہ امریکا کی سلطنت ہے
یا چند سال سے فرانس مین قایم ہوئی ہے اسمین اور نوعی سلطنت مین صرف اتنا فرق
ہے کہ یہہ سلطنت موروثی نہین ہوتی بلکہ رعایا کی کثرت رائے سے ایک شخص مدت معین
کیواسطے فرمان روا منتخب کر لیا جاتا ہے اور جب مدت ختم ہو جاتی ہے اسیطرح
ایک اور شخص مقرر ہو جاتا ہے۔ ۱۲ مولف

اتفاقیہ ضرورتون کے واسطے خزانہ مین سے جمع کہنے کی حاجت نہین ہوتی
بلکہ رعیت کے ہر شخص کی جیب ہی گویا اُنکا خزانہ ہے برخلاف شخصی سلطنتون کے
کہ اُنکی آمدنی ہمیشہ تقریباً ایک ہی حالت پر رہتی ہے اور کسی ضرورت خاص
کے واسطے وہ کوئی نیا محصول رعیت پر نہین لگاتین اور نہ ضرورت کے رفع ہوجانیکے
بعد اُسمین کچھ تخفیف کرتی ہین اور قرض ہی نہین لے سکتین کیونکہ آمدنی کے محدود
ہونیکے سبب سے اُسکا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اسلئے واجب ہے کہ ملک کی
آمدنی مین سے ایک مناسب حصّہ پس انداز کرتی رہین تاکہ اتفاقیہ مصارف کیواسطے
کام آوے پس ہماری ریاست مین جو ایک شخصی ریاست ہے ٹھیک ٹھیک اُن
قواعد کا استعمال نہین کیا جاسکتا جو جمہوری یا نوعی حکومتون کے مناسب حال ہین
مگر تاہم حتی الامکان اُس طریقہ کی تقلید کیجاتی ہے اور اسکے ساتھ ہمیشہ یہہ بات مدنظر
رہتی ہے کہ خرچ بہ نسبت آمدنی کے کم ہو تاکہ جو روپیہ سال کے اختتام پر خرچ سے
باقی رہے وہ آیندہ ضروری اور اتفاقی خرچون کے واسطے کام آوے۔

فوطہ دارونکی موقوفی اور تقسیم تنخواہ کے طریقہ کی اصلاح

مہاراج کرم سنگھہ بہادر کے عہد سے سپاہ کو چھہ مہینے اور اہل قلم اور معزز اشخاص
کو تین مہینے کے بعد تنخواہ ملنے کا دستور تھا اس سبب سے لوگ قرض لینے پر

مجبور ہوتے تھے اور برابر یہ طریق جاری تھا کہ سپاہی اُن مہاجنوں سے جو فوطہ دار کہلاتے تھے قرض لیتے رہتے تھے اور چھ مہینے بعد جب تنخواہ بٹتی اُنکی تنخواہ کا کُل روپیہ فوطہ داروں کو ملجاتا تھا اور اس طرح سے تمام فوج گویا اُنکے ہاتھ بکی ہوئی تھی اور جب کبھی سپاہ کو باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی تو بڑی دقت ہوتی تھی یعنی ادھر کمان پر جانیکی تاکید ہوتی اُدھر مہاجن روپیہ کے دینے مین لیت و لعل کرتے اور بیچارے سپاہی چاہتا چار خوشامد کے مارے اُنکو بہاری بہاری سود دینے پر مجبور ہوتے اور کپڑے وغیرہ اجناس کے نرخ مین بھی جو بمجبوری اُن سے یا اُنکی معرفت خریدتے تھے نقصان اُٹھاتے تھے مہاراج نے اپنی زندگی کے اخیر سال مین عموماً دو مہینے بعد تنخواہ بانٹے جانیکا حکم دیا اور فوطہ داروں کا روپیہ جسقدر فوج کے ذمہ تھا ایک سخت خزانہ سے دلادیا اور حکم دیا کہ اگر آیندہ کوئی مہاجن کسی سپاہی کو قرض دیگا تو دستور سابق کے موافق سرکار اُسکے وصول کی ذمہ دار نہوگی اور قرض خواہ کو عدالت دیوانی مین نالش کرنا ہوگا"

ملک کے محاصل کا نیا انتظام

اس ریاست مین قدیم سے ملک کا محاصل نقد وصول نہین کیا جاتا تھا بلکہ یہہ دستور تھا کہ سرکار رواج پرگنہ کے موافق کل پیداوار مین سے تہاڑہ یعنی تہائی

اور چوہاڑہ یعنی چوتھائی اور پانچ دو کے حساب سے اپنا حصہ لے لیتی تھی اسر پیداوار کی بابت جو غلہ کی تعریف مین داخل نہین ہے۔ مثلاً پیاز۔ تنباکو ایکہہ نیل وغیرہ فی بگہہ کے حساب سے کچھہ نقد لیا جاتا تہا جسکو اصطلاح مین ضبطی کہتے تہے۔

محاصل کی تشخیص اور تعیّن کے دو طریقے تہے جنمین سے ایک کا نام بٹائی یا بہاولی اور دوسرے کا کنکوت یا کن یا کچہہ تہا۔ بٹائی اس سے عبارت تہی کہ غلہ وزن کرکے سرکار اور رعایا کا حصّہ معیّن کر دیا جاتا تہا اور کچہہ اسکو کہتے تہے کہ کہڑے کہیت ناپ لئے جاتے تہے اور غلّہ کا نظری اندازہ کرکے سرکار اور رعایا کا حصّہ تجویز کر دیا جاتا تہا۔ ربیع مین کسی شاذ حالت کے سوا ہمیشہ بٹائی کیجاتی تہی اور خریف مین کچہہ۔ بٹائی کے عمل کرنیوالے کو بٹاوا اور کچہہ کرنیوالے کو کاچہو کہتے تہے اور یہ قاعدہ تہا کہ پرگنہ کی حیثیت کے موافق تحصیلدار چند حلقے مقرر کرتا تہا اور فی حلقہ دو کاچہو جنمین سے ایک اوّل نمبر کا اور دوسرا دویم نمبر کا ہوتا تہا مقرر کئے جاتے تہے اور انکے ساتہہ سرکار اور تحصیلدار کیطرف سے دو محرر جو لکہاری کہلاتے تہے متعین کئے جاتے تہے اور اگرچہ یہہ دونون محرر حقیقت مین سرکار ہی کے

نوکر ہوتے تہے مگر جو دیوان کے محکمہ سے مقرر ہوکر آتا تہا اُسکو سرکاری اور جو تحصیلدار کی رائے سے مقرر ہوتا تہا اُسکو تحصیلدار کا آدمی کہا جاتا تہا یہی مصطلح تفاوت بٹاوون مین یہی تہا۔

نمبر اوّل کے کانچھوں کی تنخواہ یا فصلانہ اجرت ساٹھ اور نمبر دویم کی پچاس روپیہ تہی اور بٹاوون کے پہلے پچاس تہے پہر چالیس ہوئے پہر تیس ہی رہگئے اور جو بٹاوا تحصیلدار کیطرف سے مقرر ہوتا تہا اسکو اسمین سے بہی بقدر ایک ثلث کے کم ملتا تہا اور سرکار اور تحصیلدار دونون کیطرف سے علحدہ علحدہ لکہاری اور بٹاوون کے مقرر کرنیکا یہہ مطلب تہا کہ خیانت کا انسداد رہے مگر ایسی تہوڑی تنخواہ کے لوگون سے دیانت اور نمکحلالی کی امید کیجانی بیفایدہ تہی۔

اِن کے سوا جب کہیتی پکنے کے قریب ہوتی تو سرکار کی جانب سے کانون کی حیثیت کے موافق ایک یا دو آدمی حفاظت کے واسطے مامور ہوتے تہے جنکو محصل کہتے تہے مگر محصّل کے لغوی معنی کے لحاظ سے اُنکو تحصیل مال مین دخل نہ تہا بلکہ اُنکا کام صرف یہہ تہا کہ زراعت اور غلہ کی حفاظت کرین جسکا یہہ طریقہ تہا کہ جب زراعت کٹکر کہلیانون مین آتی یا غلہ تیار

ہوتا تو محصّل غلہ یا بھوسے کے ڈھیر مین مناسب جگہہ پر تھوڑی سی مٹی ڈالکر چھاپہ[1] سے جسکو چانگا بھی کہتے تھے اُسپر نشان کر دیتا تھا۔ انکو ڈیڑھ روپیہ یومیّہ بطور تنخواہ ملتا تھا جسمین سے دو ثلث گانون اور ایک ثلث سرکار دیتی تھی۔

کانچھو جب اپنے کام پر مامور ہوتے خیانت اور ظلم کی گویا تصویر بنکر گھر سے چلتے تھے مثلاً جب گانون مین پہنچتے تو سب سے اچھا مکان جو وہان ہوتا اکثر اُسمین اُترتے اور گانون کے کمین لوگ فوراً اُنکے پاس حاضر ہوتے اور وہ اُن سے اسطرح پر خدمت لیتے کہ گویا اُنکے غُلام ہین اور زمیندارون سے پیتل کے عمدہ برتن اور اوڑھنے بچھانیکے لئے لحاف اور توشکین اور دودھ اور مٹھائی اور روزمرہ کی خوراک اور گھوڑے کا دانہ گھانس مع نھاری کے حکماً لیتے اور کھیتون کی پیایش اور تشخیص پیداوار مین ایسی بے اعتدالیان کرتے کہ جنکی کہانی مین جڑی ہوئی ہین۔ انکا قاعدہ تھا کہ جب صبح کو کہانا پکیکر فارغ ہوتے تو گھوڑون پر چڑھکر کچہہ کرنیکے واسطے یہہ اور لکھاری باہر جاتے لکھاری تو کسی اچھی جگہہ چارپائیان بچھواکر بیٹھ جاتے

[1] یہہ کنگیرہ کی صورت کی ایک لکڑی ہوتی تھی جسکے جزو بدو پر کچھہ حروف کندہ ہوتے تھے۔ مولف

اور یہہ چڑہے چڑہائے گہوڑون کے قدم سے کہیتونکی پیمایش کرتے
اور جب بیگہ بیگہ کہیت ناپ لیتے تو محررون کے پاس آکر زبانی ایک
کاخسرہ لکہوا دیتے اور جب کسی گانوکی کچہری سے فارغ ہوجاتے تو دوسرے
گانون کے جانیکے واسطے تیار ہوکر گانون سے باہر ایک جگہہ پر آکر بیٹہجاتے
اور زمیندارون کو اُنکے کہیتونکی پیداوار سُناتے اور بعد بحث وتکرار کے فیصد
دس یا پندرہ من چہوڑکر خسرہ مین نام بنام جنس وار غلہ لکہوا دیتے جسکو
اصطلاح مین نانوین پکانا کہتے ہے یعنی نام بنام سرکاری مطالبہ جوابتک
گویا خام تہا اُسکو پختہ کرنا۔ اسوقت خوب رشوتین چلتی تہین کیونکہ اسوقت
تک اُنکو غلہ کی مقدار مشخصہ مین کمی بیشی کردینے کا اختیار تہا مگر نانوین پک جانے
کے بعد کمی بیشی اور کاغذ مین ترمیم کرنا سخت جرم گنا جاتا تہا جسکو خسرہ کاٹنا
بولتے ہے۔ اسیطرح بٹاوے کہلیانون مین جاکر گانون کے ایک مہاجن
سے جو دہڑوائی کہلاتا تہا غلہ وزن کراتے اور سومن مین سے پندرہ من
گانون کے کمینون کا حق علحدہ کرکے باقی پرگنہ کے رواج کے موافق
تہائی یا چوتہائی یا پانچ دو کے حساب سے بانٹ کرنام بنام اُسکا حساب لیتے
اور سرکاری لکہاری اور بٹاوا اپنا کاغذ دیوان کی کچہری مین اور تحصیلدار

کا محرر تحصیلدار کو دیدیتا تہا اور اگرچہ کبھی کبھی نئے آدمی بہی مقرر ہوتے تہے
مگر مستقل صورت یہی تہی کہ کانچھو بٹاوے اور لکہاری ایک ایسا گروہ فصلی
ملازمون کا تہا کہ فصل کے شروع مین اُنہین مین سے انتخاب کرکے بہیجدیئے
جاتے تہے اور دیوان جاتے وقت اُنکا سلام مہاراج کو کرادیتا تہا جسکا
رواج پہلے نہا اور صرف مہاراج نرندر سنگھ بہادر کے عہد مین جاری ہوگیا
تہا۔ اکثر ایسا ہوتا تہا کہ بٹاودن کی غفلت اور سستی سے جب بٹائی مین دیر
ہوجاتی یہہ چیزین بارش وغیرہ سے خراب ہوجاتین اور رعایا کے ہاتہہ غلّہ
اُسوقت آتا جبکہ خرید فروخت کا وقت نکل جاتا۔

ربیع کے غلہ کی بابت یہہ قاعدہ تہا کہ اگر پیداوار کم ہوئی یا غلہ بارش وغیرہ
سے کچہہ خراب ہوگیا تو سرکار کے حصہ کا غلّہ بہی زمیندارون ہی کے حوالہ
کردیا جاتا۔ اور نرخ مروجہ کی رو سے جسکو اصطلاح مین بانہہ کہتے تہے
اور وہ دیوان کے محکمہ سے کچہہ عرصہ بعد مقرر ہوکر آتا تہا تحصیلدار سیاہ
مین نقد روپیہ زمیندارون کے نام لکہہ لیتا ورنہ وزن ہوکر کوٹہون اور
کہاتون مین بہر دیا جاتا۔ اور نرخ کی گرانی کے وقت فروخت کیا جاتا
اور ایک یہہ بہی دستور تہا کہ جب کسی کوٹہے کا غلہ فروخت کیواسطے نکالا جاتا

اگر وہ وزن معینہ سے کم نکلتا (جسکا ایک باعث زمینداروں اور عملہ تحصیل کی خیانت اور بدیانتی بھی تھی) اُس کمی کا نصف زمینداروں کے سر ڈالا جاتا جسکو چار و ناچار اُنکو ادا کرنا پڑتا۔

وصول محاصل کے اِس طریقہ اور غلہ کے جمع رکھنے سے اگرچہ کبھی کبھی فائدہ بھی ہو رہتا تھا مگر ہمیشہ کی بے انتظامی اور ظلم اسکے لازمی نتیجے تھے۔ ایک طرف سرکار کے مالواجب مین حد سے زیادہ نقصان ہوتا تھا اور دوسری جانب محصل اور کاچھوبٹاوے رعایا پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اور وہ رشوت دیکر اُنکے ظلم سے بچنے کی حالت مین اوّل شوت سے زیر بار ہوتے تھے پھر اگر بدقسمتی سے ملبہ[1] خانہ مین کسیطرح اسکی خبر پہنچگئی تو اُس کچہری کا حاکم سخت سخت جرمانون سے اُنکو نچوڑتا تھا اور ان مقدمات کی تحقیقات مین جو بلا قصد ظلم لوگون پر ہوتا تھا وہ علاوہ رشوت کے ویہاتی جہانتو جنکو وہڑدای کہتے ہین کا غذات پہین لیے جاتے ہین جنمین عموماً ایکا حساب مندرج ہونا ضروری

[1] یہ محکمہ مہاراجہ کرم سنگھ بہادر کے عہد مین اُن جرایم کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوا تھا جو کاہو ن بٹاون وغیرہ عملہ تحصیل سے معاملات مال مین سرزد ہون اور چونکہ زمیندار لوگ رشوت کا روپیہ انھا کی غرض سے گانون کے ملبہ سے دیتے تھے اس مناسبت سے اِس محکمہ کا یہ نام پڑگیا تھا مگر جب سے کچہریان موقوف ہوگئی یہ محکمہ بھی موقوف ہوگیا۔ ۱۲ مولف

امرتہا اور وہ مہینون بلکہ برسون تک کچہری مین پڑے رہتے تہے اور پڑے
پڑے اکثر تلف ہوجاتے تہے جس سے اُنکے لین دین کا بڑا نقصان ہوتا
تہا۔ پس ان قباحتون پر نظر کرکے مہاراج نے نقد جمع مقرر کرنیکا ارادہ کیا اور چونکہ
پُرانے نوفیشن کے اہلکار اس تدبیر کے بہت برخلاف تہے اور اُسی پُرانی لکیر
کے پیٹے جانیکو پسند کرتے تھے خصوصاً دیوان کے اختلاف راے کے
سبب سے اس تدبیر کی کامیابی کی کم اُمید تہی اسلئے برائے چندے دیوان
کے عہدہ کی موقوفی مناسب سمجہی گئی اور اُسکی جگہہ ایک عہدہ دار منصرم دیوان
کے لقب سے تہوڑے اختیارات کے ساتہہ مقرر کیا گیا اور مُلک کی چار قسمین قرار
دیکر اُنمین ایک ایک عہدہ دار بنام منصرم حدبست مقرر ہوا جسکا لقب تہوڑے
عرصہ کے بعد اول مہتمم بندوبست اور پہر ناظم ہوگیا جنہون نے پیمایش کی رو سے
دیہات کی حدبست کرکے حقیقت حالیہ اور بائیس برس کی آمدنی کی اوسط کے
لحاظ سے جو تیئیس لاکہہ روپیہ سے کچہہ زیادہ تہی ابتدا خریف سمت ۱۹۱۸ سے نہایت
ربیع سمت ۱۹۱۹ اول یکسالہ ٹہیکہ کیا جسکی مقدار تیس لاکہہ ستاسی ہزار سے کچہہ زیادہ
تہی پہر اسکے پورا ہونے پر ترمیم و اصلاح کے بعد سہ سالہ مشخصہ مقرر کردیا
جسکی رو سے قریب اُنتیس لاکہہ اونتالیس ہزار روپیہ کے جمع سالانہ قرار پائی جسکو

رعایا نے بخوشی قبول کیا اور اشتہار عام کے ذریعہ سے سب لوگون کو یقین دلایا گیا کہ میعاد مقررہ کے اندر جمع مجوزہ مین کمی بیشی نکیجائیگی۔

واضح ہو کہ یہہ انتظام پرانے ملک کا تہا اور نارنول کا نیا علاقہ اِس سے مستثنے تہا کیونکہ وہان شروع ہی سے ٹہیکہ مقرر کیا گیا تہا جسکا رواج نوابون کے عہد سے چلا آتا تہا۔

عدالت کے قاعدے اور قانون

مہاراج کرم سنگہہ بہادر کے وقت مین اور اُس سے پہلے عدالت کا جو طریقہ تہا وہ ہم مفصّل لکہہ آئے ہین لیکن مہاراج نرائندر سنگہہ بہادر جب مسند نشین ہوئے تو اُنہون نے مسند نشینی سے تہوڑے ہی دنون بعد عدالت کا یہہ ڈہنگ اختیار کیا کہ ہفتہ مین ایک دن عام مستغیثون کا حال سُننے اور عرضیان لینے کے واسطے تجویز کیا اور اس غرض کے لئے پہلے پہل سانون سُدی دسمی سمت ۱۹۰۲ مطابق دویم اگست ۱۸۴۶ء کو عام اجلاس کیا جسمین تراسی ۸۳ عرضیان گذرین اور قریب دو سال تک یہی طریقہ جاری رہا مگر اسکے بعد ہجوم کار کے باعث سے یہہ حکم ہو گیا کہ مقدمات خفیف کی نالش ابتداءً تہانہ مین کیجایا کرے اور تہانہ دار اپنے فیصلہ کی نقل فریقین کو دیدیا کرین اور جو کوئی اُس سے

ناراض ہو تعمیل حکم کے بعد دو مہینے کے اندر عدالتی اور مہاراج کے اجلاس مین نوبت بنوبت اپیل کر سکتا ہے۔

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اپیل کرنیکا قاعدہ اس ریاست مین جاری ہوا اور اسی ضمن مین محکمۂ عدالت مین تہانہ جات سے مقدمات کے ماہواری نقشون کے آنیکا حکم ہوا اور مختصر سا ایک قانون جاری ہوا جسمین مویشی کی چوری کے باب مین حکم تہا کہ مجرم کو ایک برس کی قید اور حسب حیثیت جرمانہ کی سزا دیجاوے ورنہ تین برس کو قید کیا جائے اور بھینس کی بابت فی ماہ آٹھہ آنے اور گائے کی بابت چار آنے اور بیل کی بابت بارہ آنے بعوض دودہ اور کرایہ کے قیمت کے علاوہ مدعی کو دلایا جاوے اور انکی قیمت کی چوتہائی کے برابر مہر کہائی (خرچہ مخبری) اور بقدر دسنوین حصہ کے ہرجانہ مدعی کو ملے اور چوری بالنقب کی بابت حکم تہا کہ مجرم کو تین برس قید اور جرمانہ کی سزا دیجائے اور حق سچی ہونے کی حالت مین نو برس قید ہے اور مال برآمد ہو تو مدعی سے قیمت لیکر تعیّن قیمت کرایا جائے اور قتل عمد کے باب مین حکم تہا کہ مجرم بیڑی اور ہتکڑی اور طوق ڈالکر ایم العبس[1] کیا جائے اور اسکا تمام اثاث البیت ضبط کیا

[1] ستمبر ۱۸۴۲ء کی سند مین چونکہ یہہ شرط لکہی گئی تہی کہ قصاص کی سزا سرکار انگریزی کے پولیٹکل

جائے لیکن اگر وہ بھی مارا جائے تو اسکا اثاث البیت ضبط ہو اور ارتکاب جرم کی حالت میں مارا جائے تو قاتل سے مواخذہ نکیا جائے اور اگر چوٹ سیکو زخمی کرے تو زخم کی حیثیت کے موافق پانچ یا دس برس کو قید کیا جائے اور زخمیانہ اور خوراک حیثیت زخم کے لحاظ سے مجروح کو دلایا جائے۔

گٹھہ کٹون اور اچکّون کی نسبت حکم تہا کہ چہہ مہینے قید اور جرمانہ ورنہ ایک برس اور حضر سہی نکر سکے تو ڈیڑہ برس اور مکرر سہ کرار ارتکاب جرم کی حالت میں دو برس اور تین برس قید کی سزا دیجائے لیکن اگر ملزم عورت پردہ نشین یا دس برس تک کا بچہ ہو تو مقدمہ کی تجویز عدالتی کی رائے سے ہو۔ اس استثنا کا سبب ہمکو کچہہ تحقیق نہین ہوا لیکن غالباً اس سے یہہ غرض ہو گی کہ ماتحت حکام کی بے احتیاطی سے کسی عزت دار عورت یا نابالغ بچہ کو سزا نہ ہجائے۔

عایائے ملک غیر کیواسطے یہہ لکہا تہا کہ اگر ملزم سرکار انگریزی کی رعیّت ہو اور سرکار کی قلمرو کے اندر گرفتار ہوا ہو (کیونکہ ریاستہائے ہندوستانی سے

ایجنٹ کے اتہمزاج اور منظوری بغیر زندیجاہای تینون ریاستون نے اسکو اپنی آزادی اور اقتدار کے مخالف سمجہکر پہانسی دینا قطعاً چہوڑ دیا تہا اور اسکے عوض حبس دوام اور ضبطی جایداد کی سزا دینی شروع کردی تہی لیکن جب سے کہ یہہ شرط منسوخ ہوگئی ہے یہہ طریقہ ہی موقوف ہوگیا ہے اور قتل عمد کے مجرمونکو روئداد مقدمہ کی موافق پہانسی یا حبس دوام کی سزا دیجاتی ہے مولف

جب ہی سزا ہوسکتی ہے جبکہ کوئی انگریزی رعیّت ارتکاب جُرم کے بعد حدود
ریاست کے اندر گرفتار ہو) تو مقدمہ حاکم انگریزی کی کچہری مین ریاست کے وکیل کی
معرفت پیش کیا جائے اور ریاستون کی رعایا کے معاملہ مین باہمی رواج کے
موافق عمل کیا جائے ۔ ملزمان روپوش کے وارثون کو حکم تہا کہ اُنکو حاضر کرین
ورنہ مدعی کی حق رسی اُنسے کرائی جائے اور جرمانہ بہی لیا جائے بشرطیکہ اُنکا کہانا
پینا اور جائداد مشترک ہو ورنہ مدعی کی حق رسی ملزم کی جائیداد سے کرائی جائے
اور اس صورت مین ملزم کی جائیداد کی نسبت اُنکی غدرداری ناقابل سماعت ہوگی
اور اگر منجملہ مال مسروقہ کوئی چیز اُنکے مکان سے نکل آئے تو مدعی کی حق رسی تمام
و کمال اُنسے کرائی جائے اور جرمانہ بہی لیا جائے لیکن قید نکیا جائے اور مدعی کی
حق رسی نہ کرنیکی حالت مین اصلی مجرم کے حاضر ہونے تک قید رکہا جائے
ایسے مال مسروقہ کی بابت جو کسیکو کہیں پڑا ملجاوے حکم تہا کہ فوراً پولیس مین حاضر
کردے ورنہ حق رسی کے علاوہ جرمانہ بہی لیا جاویگا اور حق رسی نکر سکیگا تو دیڑہ
برس قید رہیگا ۔ ایسے اشخاص جنکو تنخواہ مین جاگیر ملی ہو حکم تہا کہ چوری کے مجرمون
کو اپنے اختیار سے سزا دیا کرین اور مجرم کو مدعی کی حق رسی کے بعد اپنی کیفیت کے
ذریعہ سے عدالت مین حاضر کردیا کرین ۔ نمبرداروں کی نسبت حکم تہا کہ اگر وہ

چوروں سے حصہ لین تو گیارہ گنا جرمانہ لیا جاے اور اگر خود جرم سرقہ کے مرتکب ہون تو حقوق نمبرداری ضبط کئے جائین اور عملہ پولیس کی نسبت حکم تہا کہ چوری کے جرم مین پانچ مہینے قید اور جرمانہ اور چوروں سے حصہ لین تو تین برس قید اور جرمانہ کی سزا دیجاے اور رشوت ستانی کی علت مین ایک برس کی قید اور گیارہ گنا جرمانہ لیا جاے۔

ایک برس سے کچھہ زیادہ یہہ قانون جاری رہا اور پہر اس سبب سے کہ اسکے احکام بعض صورتون مین سخت اور بے نسبت اور طبعاً دیرتک قایم رہنے کے لایق نتھے اسمین یہہ ترمیم کی گئی کہ یہہ صرف اُس حالت مین واجب العمل سمجھا جاے جبکہ ملزم مکرر جرم چوری کا مرتکب ہو اور جو لوگ اسکی رو سے قید ہتے بقدر مناسب جرمانہ اور فعل ضمانت لیکر چہوڑے جانیکا حکم ہوا۔

سنہ ۱۹۰۶ مین عدالتی کا عہدہ ٹوٹ گیا اور ملک چار ضلعون پر تقسیم ہوکر ایک ایک عہدہ دار نایب عدالت کے لقب سے مقرر ہوا جنکو حکم تہا کہ واردات سنگین کے اطلاع پہنچنے پر خود موقع پر جایا کرین اور مثل کو اپنی راے کے ساتہہ مہاراج کے اجلاس مین بہیجدیا کرین اور اپنے ضلع مین دورہ اور مقدمات کی سماعت اور تجویز کیا کرین اور محکمہ صدر مین صرف دو شخص محافظ دفتر کے طور پر قایم رہگئے جو نایب عدالتون

کی رپوٹین مہاراج کو سُناتے اور پروانے لکھکر مہاراج کی دستی مُہر کے ثبت ہونیکے لئے (کیونکہ ایسے عہدہ داروں کے نام مُفتر کی مُہر سے پروانہ لکھا جانا خلاف عزّت سمجھا جاتا تہا) منیشخانہ مین بہیجدیتے تہے مگر یہہ طریقہ تہوڑے ہی عرصہ قایم رہا اور پہر ایک عہدہ دار منصرم عدالت کے نام سے مقرر ہوا جو نائب عدالتون کی رپوٹون اور لوگون کے اپیلون پر اپنی رائے لکھکر مہاراج کے حضور مین پیش کرتا تہا اور اُسکے ساتہہ دو پنڈت اور دو مولوی بہی کچہری مین بیٹہتے تہے اور چونکہ بہت عرصہ سے لوگون کو یہہ عادت پڑی ہوئی تہی کہ گستاخی کے خیال سے اپنی رائے کے ظاہر کرنے سے بہت بچاتے تہے رائے لکہے بغیر کاغذات کے پیش کرنے کی ممانعت ہوئی اور مقدمات قرضہ مین چہارم کا لیا جانا موقوف ہوکر رقم وصولی پر فیصدی دس روپیہ مدعی سے بطور سوم لئے جانیکا حکم ہوا اور ہدایت ہوی کہ مقدمہ دیوانی کا ہو خواہ فوجداری کا تہانہ مین ڈیڑہ روپیہ مہینہ اور بالادست محکمون مین اُنکی ترتیب کے لحاظ سے اِس سے دوگنا اور تگنا بطور خرچہ لیا جاکر نصف فریق مغلوب کو دیا جاے اور نصف سرکار مین رہے اور مہاراج کے اجلاس مین

۱؎ یہہ فیس منوسمرتی کے باب ہشتم کے اشلوک ایکسو اتنا ۱۳۹ کی رو سے قدیم زمانہ سے ہندو راجاؤن کے لئے جاتی رہی ہے اور اسکا ذکر الفنسٹن صاحب نے بہی اپنی کتاب مین کیا ہے ۱۲ مولف

اپیل کرنیکی میعاد دو مہینے سے تین مہینے کی گئی اور منسوخی اُس حکم کے جو ۱۹ ثمت
کے اخیر مین جاری ہوا تہا تہانہ دارون کو پہر اختیار دیا گیا کہ سو روپیہ سے کم کی
چوری کے مقدمات مین مدعا علیہ کی حیثیت کے موافق جرمانہ تجویز کر دیا کرین
اور اگر قید کی ضرورت ہو تو مقدمہ نائب عدالت کی کچہری مین منتقل کیا جاے
اور اس سے زیادہ کی چوری کے مقدمات مین نائب عدالت صرف قید کی
سزا دیا کرین اور اوّل ماہواری اور پہر پانزدہ روزہ نقشے بہیجنے کا نائب
عدالتون کو بہی حکم ہوا اور ہدایت ہوئی کہ تہانون سے واردات کے پانزدہ
روزہ دو نقشے عدالت ضلع مین آیا کرین جنمین سے ایک محکمہ صدر مین بہیجا جاے
ثمت ۱۹ کے شروع مین بغرض حسن انتظام پولیس شہرون اور قصبون مین
کوچہ بندی کا حکم ہوا اور مقدمات زنا کی تحقیق اور تجویز کے واسطے ایک دستور العمل
جاری ہوا جسکی رو سے بغیر ثبوت کامل یعنی بغیر اسکے کہ ملزم حالت زنا مین
گرفتار ہون یا خود اقرار کرین یا کوئی اور ایسی ہی وجہ کامل پائی جاے سزا دینے
کی ممانعت ہوئی اور یہہ نامناسب رواج جو بہت عرصہ سے چلا آتا تہا کہ عورت
جسکا نام لیتی تہا نہ دار اور کوتوال اُسکو پکڑ لیتے بلکہ اُسکو دق کر کے اُسکے نئے
پُرانے دوستون کے نام پوچہتے اور اکثر ایسا ہوتا تہا کہ شریر عورتین جس

کسی سے ذرا چشمک ہوتی اُسیکا نام لیدیتی تہین اور وہ فوراً گرفتار کرلیا جاتا
تہا اور بغیر اسکے کہ کوئی اور وجہ ثبوت پیش کیجائے صرف عورت کا کہدینا ہی
کافی سمجہا جاتا تہا اور اُسکی رہائی جرمانہ دیئے بغیر ہرگز نہ ہوتی تہی موقوف ہوا اور
یہہ ہدایت ہوئی کہ جب اس جرم کا وقوع قریب کے رشتہ داروں یا ایسے لوگون
مین جنکا گوت ایک ہو ہوا ہو یا مرد نیچ یعنی نہایت ذلیل قوم (مثلاً چوڑہے
چمار) کا ہوکر کسی اُونچی ذات کی عورت سے اُسکی رضامندی سے زنا کا
مرتکب ہو تو مرد کی کُل اور عورت کی نصف جائیداد (جسکو سنسکرت مین استری
دہن کہتے ہین) جرمانہ مین لیجائے اور اگر مرد مفلس محض ہو تو ایک برس
کی قید کے بعد شہیر کرکے نکالدیا جائے اور اگر زنا بالجبر ہوا ہو تو اثاث البیت کی ضبطی
کے سوا مجرم چھہ مہینے تک قید رکہا جائے اور اگر جبر کے باعث سے عورت
مرجائے تو مجرم کو جرم قتل کی سزا دیجائے اور اگر جرم کا وقوع کسی ایسی عورت
کے ساتہہ ہوا ہو جسمین مذکورہ بالا شرائط نہ پائی جائین اور ارتکاب بجبر ہوا ہو
تو مجرم کی آدہی جائیداد جرمانہ مین لیجائے اور مفلسی کی حالت مین چھہ مہینے
کیواسطے قید کیا جائے۔ اور رہائی کے وقت اُس سے لکہوالیا جائے کہ
دوبارہ ارتکاب جرم کی حالت مین کل جائیداد ضبط ہوکر شہر سے نکالدیا جائیگا

اور اگر جرم برضامندی واقع ہوا ہو تو دونون سے حسب حیثیت جرمانہ لیا جائے۔

واضح ہو کہ ایسے مقدمات مین مالدار لوگون سے پانچ پانچ اور کبھی دس دس ہزار روپیہ تک بھی جرمانہ لیا جاتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا مقدمہ ہاتھ آجاتا تھا تو حاکم اسکو اپنے رسوخ کا باعث سمجھتا تھا حالانکہ ایک اور ایسے ہی مقدمہ مین پانچ یا دس روپیہ پر ہی قناعت کیجاتی تھی اور عورت سے تو ہمیشہ اپنی ایسی رعایت برتی جاتی تھی۔ اس قانون کے رو سے اس جرم کے واسطہ دار اور دلال اصل مجرم سے چوتھائی سزا کے مستحق تھے اور اسقاط حمل کے باب مین یہ حکم تھا کہ اگر ایسے وقت کیا یا کرایا گیا ہو جبکہ جنین مین جان پڑ چکی ہو تو مجرم کا کل اثاث البیت ضبط کیا جاکر جلا وطن کیا جائے اور اگر اس سے پہلے ہوا ہو تو حیثیت کے موافق جرمانہ لیا جائے۔

اب پھر عدالتی کا عہدہ قایم ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد اسکا ایک نائب مقرر ہوا اور بدستور سابق ایک سررشتہ دار مقرر کیا گیا جو مہاراج کی پیشی بھی کرتا تھا مگر عدالتی اور اسکے نائب کے اختیارات کی کچھ تصریح نہین کی گئی اسوقت کچہری عدالت سے ہوتی تھی۔ عدالتی صاحب علی الصباح کچہری مین

آتے تھے اور بارہ بجے تک بیٹھے رہتے تھے اور پھر دو بجے سے اکثر تین چار گھڑی رات گذرنے تک کچہری کرتے تھے مگر مجکو خوب یاد ہے (کیونکہ مین سررشتہ دار تہا) کہ مقدمہ ایک ہی آدہ طے ہوتا تہا اور یہہ تمام وقت دوستانہ ملاقاتون اور بات چیت اور ایسے ہی اور امور مین صرف ہوجاتا تہا اور کچہری مین اسقدر ہجوم اور بے ترتیبی رہتی تہی کہ اکثر اوقات عدالتی صاحب کی مسند کے قریب بہی بہت ہی کم جگہہ خالی رہتی تہی اور اسپر کیا منحصر ہی دیوانی اور بخشی کی کچہری کا بہی یہی حال تہا اور کوئی معاملہ طے ہویا نہو مگر جو عہدہ دار بہت دیر تک کچہری مین بیٹہتا وہی اپنے کو بڑا کارگذار سمجہتا تہا۔

خیر یہہ جملہ تو معترضہ تہا اب اصل مطلب سنیئے کہ خون بہا کی بابت جو یہہ رواج چلا آتا تہا کہ ڈہائی سو روپیہ نقد یا قاتل کے کہیتی کرنے کی زمین یا اُسکے خاندان سے کوئی ناطہ مقتول کے وارثون کو دلایا جاتا تہا اور شبہہ تہا کہ یہہ سب معاوضے بالاشتمال ہی دلائے جاسکتے ہین یا نہین سنہ ۱۹۱۱ مین ایک ضلع کے نائب عدالت کی تحریک سے اسکی تصریح کی گئی اور لکہا گیا کہ یہہ تینون معاوضے مجموعتاً نہین دلائے جاسکتے بلکہ انمین سے صرف ایک جسپر مدعی رضامند ہو دلایا جاے۔

خون بہا کا یہہ طریقہ معلوم نہین کہ اس مُلک مین کب سے جاری ہوا لیکن قوی

گمان ہوتا ہے کہ اُس تاریک اور پُرآشوب زمانہ مین جبکہ سلطنت مغلیہ کا
زوال شروع ہوا اور بیرونی حملون اور ملک کے اندرونی فتنہ و فساد اور حکومتون
کے جلد جلد انقلاب اور کمزوری کے باعث سے عدالت کے قاعدے اور قانون
برباد ہو گئے اور لوگون کی طبیعتون مین ایک خطرناک آزادی پیدا ہو گئی اور
زمین و عیسر کے ذرا ذرا سے جھگڑون پر خون خرابے ہونے لگے
اور عداوت اور انتقام کے جوش سے قتل اور خون ریزی کی وارداتون
کو ترقی ہوئی اوّل اوّل سمجھدار اور دور اندیش لوگون کی پنچایت کے ذریعہ سے
اسکا ایجاد ہوا ہوگا اور پھر رفتہ رفتہ اہل حکومت نے بھی اسکو پسند اور اختیار
کر لیا جو اگرچہ شایستہ اور پُرامن زمانہ کے مناسب حال نہین سمجھا جا سکتا خصوصاً
جبکہ نقد خون بہا کی قلت مقدار پر خیال کیا جائے مگر ایسے وقت مین جیسا کہ
گذشتہ صدی مین اسملک مین تھا دشمنی اور انتقام کے خیالات کے مٹانے اور
صلح اور محبت کے وسایل کو تقویت دینے کے لئے بے شبہہ مفید تھا۔[۱]

---

[۱] افسوس ہے کہ ملک راجپوتانہ مین ابتک بھی اُس پُرآشوب و تاریک زمانہ کا نمونہ باقی ہے اور
اکثر حالتون مین انسان کی جان بہت کم قیمت سمجھی جاتی ہے چنانچہ دستور العمل پنچایت وکلا
جو کرنل جان برڈک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے عہد مین تجویز ہو کر چھاپا گیا اسکے بہترویں فقرہ
مین لکھا ہے کہ جب گرفتار کرنا اصل مرتکب واردات سنگین کا ناممکن ہو تو خون بہا اتنا دلا

سمت مذکورہ بالا کے خاتمہ کے قریب قضہ کے مقدمات کیواسطے سنہ ۱۸۴۱ء
مدسماعت مقرر ہوا اور تھانون اور نائب عدالتون کی کچہری مین بدمعاشون کے
نام کی کتاب کہنے اور مقدمہ کی تجویز کے وقت اُسپر لحاظ کیے جانیکا حکم ہوا اور چونکہ
اکثر حکام لوگون سے مچلکہ[ع] لکھانے مین مچلکہ لکھنے والے اور مقدمہ کی حیثیت
کا لحاظ نکرتے تھے اور اس سبب سے تعمیل مین بڑی دقت پڑتی تھی اسلئے اسکی
قطعی ممانعت ہوئی اور ایک یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ جس مقدمہ مین ہندو مذہب کا
لگاؤ ہو اُسکی مثل محکمہ صدر مین بھیجی جایا کرے اور عدالت موصوف پنڈت صاحب
سے جو ہمیشہ اس کام کیواسطے مقرر رہتے ہین اُسمین بیوستہ (فتوی) لیکر تعمیل
کے واسطے واپس بھیجدیا کرے۔ [۵۲]

ہین کہ جنمین نقصان مال سے اُس شخص کے اُسکے متعلقون کا ہو اور سب سے کم درجہ کے آدمی کے لیے ڈیڑھ سو روپیہ سے کم نہ ہو۔

[ع] مچلکہ اقرارنامہ کیطرح کا ایک کاغذ ہوتا ہے جو ملزم سے تحقیقات الزام کی حالت مین لکھایا جاتا ہے اُسمین یہ شرط کے یہہ بات درج ہوتی ہے کہ اگر جرم کی حالت مین مقرر استقدر روپیہ ادا کریگا اور سکو ایک معین دن پیدا ملزم کے دھکانے اور اصل حاجی کے کہلجانیکا سمجھا جاتا ہے۔ مولف

[۵۲] یہہ قاعدہ ابتک ہی جاری ہے اور بیوستہ کے احکام ماننے سمجھے جاتے ہین لیکن عدالت شروع ہی سے اس بات کی ذمہ دار رہی ہے کہ اگر بیوستہ خلاف مقتضای وقت ہو تو اُسکو جاری نکرے اور پنڈت صاحب کو ہدایت کرے کہ کوئی ایسی نئی تجویز کرین جو عدالت کے رواج اور عام قوانین کے مخالف نہو اور چونکہ

اسکے بعد قریب دو سال تک کوئی نیا ضابطہ جاری نہین ہوا جسکا بڑا سبب کلکتہ کا طول طویل سفر اور ایسے ہی اسباب تھے لیکن ۱۹۱۳ء کے وسط مین مہاراج نے اپنے سوتیلے بھائی کنور دیپ سنگھ صاحب بہادر کو اس صیغہ کا حاکم اعلیٰ مقرر فرمایا جو شخصی حکومت کے اصول کے لحاظ سے اکثر تجربہ کار لوگون کے نزدیک خلاف مصلحت تھا اور چونکہ وہ صرف تھوڑا سا گورمکھی ہی پڑھے تھے اور کسی ملکی کام کے کرنیکی مہارت بھی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ عدالتی اور ایک دو اور پرانے اہلکار مقدمات کی تحقیق اور تجویز مین انکو مدد دیا کرین - اور جیلخانہ کے انتظام اور اصلاح کارروائی کے باب مین مفصلہ ذیل قواعد جاری ہوئے -

اوّل یہ کہ جیلخانہ مین ایک ایسی کتاب مرتب ہے جسمین قیدیونکی قید اور رہائی کی تاریخ وغیرہ درج ہو اور جب کسی شخص کی میعاد ختم ہو وارد وغیرہ بیڑی کاٹ کر رپوٹ کے ذریعہ سے اُسکو عدالت مین رہائی کیواسطے بھیجدے

دہم شاستر کی رو سے راجہ کو ایسے روپیہ کا جو ہندو مقدمات مین بطور ڈنڈ (جرمانہ) لیا جاتا ہے خزانہ مین داخل کرنا مکروہ ہے اسلئے جو روپیہ اس قسم کے مقدمات مین آتا ہے بطور امانت علیحدہ رکھا جاتا ہے اور جب ایک معقول مقدار جمع ہو جاتی ہے تو کسی خیراتی کام مین لگا دیا جاتا ہے - ۱۲ - مولف

اور اگر اُس سے کسی قسم کے ضمانت کے لئے جانیکا حکم ہو تو اُسکا ذکر بھی رپوٹ مین لکھدے۔

دوسرے یہ کہ صبح شام قیدیونکی گنتی لیجائے اور خلاف قواعد محبس کوئی چیز اُنکے پاس رہنے نپائے اور روزمرہ عدالت مین مفصل حال سے تحریری اطلاع دیجائے۔

تیسرے۔ صفائی کا بخوبی اہتمام کیا جائے اور ایسا بندوبست کیا جائے کہ جیلخانہ مین کسی قسم کی عفونت پھیلنے نپائے۔

چوتھے۔ قتل عمد اور ڈکیتی وغیرہ جرایم سنگین کے مجرم علحدہ علحدہ مکانونمین رکھے جائین اور بلا ضرورت باہر آنے نپائین لیکن اس بات کی احتیاط کیجائے کہ مکان کے ناقابل ہونیکی وجہ سے موسم کی شدت سے تکلیف نہو۔

پانچوین۔ عورتین مردون سے علحدہ رہین اور اُسکے سوا جسنے خون کیا ہو کسی عورت کے بیڑی نہ ڈالی جائے۔

چھٹے بقدر ضرورت حفاظت کیواسطے سپاہی مقرر کئے جائین اور اُنکے رہنے کیواسطے جیلخانہ سے باہر مکان بنایا جائے اور اُنکے سلاحات صفائی اور ترتیب کے ساتھ رکھے جائین اور کسیقدر جنگی کارتوس بھی اُنکے پاس رہین

اور وہ مسلح ہوکر پہرہ دیا کرین اور اُنکو قطعاً قیدیون سے ربط والتیام پیدا کرنیکی ممانعت کیجاوے۔

ساتوین داروغہ ہر روز قیدیونکی زنجیرین بچشم خود دیکھا کرے اور رات کو بیڑی کے علاوہ بیل[1] بھی ڈالی جائے اور جیلخانہ کا پھاٹک ہر شام بند کیا جائے مگر پہر رات گذرنے تک آمد و رفت کیواسطے کھڑکی کھلی رہے اور قیدیون سے مشقت مقررہ کے سوا اور کچھ کام نہ لیا جائے اور کوئی قیدی مشقت سے معاف نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی قیدی مشقت کرنیسے بسبب کسی امر خاص کے مجبوری ظاہر کرے تو بعد منظوری حاکم عدالت دو آنے یومیہ اُس سے مشقت کی عوض لیا جائے۔

آٹھوین علاج کیواسطے طبیب اور جرّاح مقرر کئے جائین اور دوا سرکار سے دیجائے اور طبیب اگر ضرورت سمجھے تو عدالت کی منظوری کے بعد بیمار کی بیڑی کھلوادے اور سونیکے لئے چارپای دیجائے اور بندوبست

[1] بیل لوہے کی ایک ایسی زنجیر کو کہتے ہین جو احتیاطًا حالات کیوقت قیدیون کے ایک ایک پاؤن مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈالدی جاتی ہے اور اسکے دونون طرف قفل لگا دیا جاتا ہے۔ یہ بندوبست خرابی طرز مکان کے باعث سے تھا اور اب تک بھی قایم ہے جو آئینہ قابل اصلاح ہے۔ ۱۲ مولف

قیدی اُسکی خدمت کیواسطے مقرر کئے جائیں۔

نوین قیدیون سے چھہ گھنٹے مشقت لیجائے اور نواڑ۔ شطرنجی۔ کمبل اور قالین وغیرہ بنانا سکھایا جاے۔ اور ہر ایک قیدی سے وہ مشقت کرائیجائے جو اُسکی طاقت جسمانی کے موافق ہو۔

دسوین قیدیون کا کھانا ایک علحدہ مکان مین خود قیدی ہی تیار کرین مگر وہ ایسی قوم کے ہونے چاہئین جنکے ہاتھہ کا پکّا ہوا کھانا ازروے مذہب ہر کوئی کھا سکے اور اجازت ہوئی کہ اگر کوئی اپنا کھانا آپ تیار کرنا چاہے تو تیار کرے۔

گیارہوین۔ میعادی اور زیر تجویز قیدی علحدہ علحدہ رہین اور جب کوئی نیا قیدی جیلخانہ مین آئے جیلخانہ کے پھاٹک پر داروغہ کے سامنے اُسکی تلاشی لیجائے اور جو کچھہ اُسکے پاس سے برآمد ہو بذریعہ رپوٹ عدالت مین بھیجدیا جائے۔

بارہوین۔ فی قیدی تین سیر خام آٹا اور دال اور نمک بقدر ضرورت کھانیکو دیا جائے اور یہہ سب چیزین اچھی اور صاف اور وزن مین پوری ہون اور احتیاط کیجائے کہ کوئی شخص اُسمین بیجا تصرف نکر سکے اور اسبات

کی ممانعت ہوئی کہ قیدی اپنی معمولی خوراک اپنی مرضی سے کسی اور چیز کے ساتھ بدل لین یا اپنے گھر سے بغیر حکم عدالت کے کوئی کھانیکی چیز منگوائین۔

تیرہوین۔ بیڑیان ہمیشہ صاف رکھی جائین اور اُنکا وزن عموماً ایک سیر پختہ سے زیادہ نہو مگر جو قیدی شریر یا مقدمہ سنگین کا مجرم ہو یا اُسکے فرار کا احتمال ہو یا کوئی اور ضرورت خاص ہو تو اُسکی بیڑی بہاری کیجانی جایز ہوگی

چودہوین حاکم عدالت ہر ہفتہ جیلخانہ مین جاکر ہر ایک قیدی کی حالت کو بہ چشم غور دیکھا کرے اور اگر کسی قیدی کیطرف سے فرار یا فساد کا شبہ ہو تو داروغہ فوراً عدالت مین رپوٹ کیا کرے اور وہ فوراً اور قیدیون سے علحدہ کیا جائے۔

پندرہوین۔ جمعہ کے دن غسل اور حجامت اور کپڑے دھونیکے لئے چھٹی دیجائے اور یہ سب کام قیدی خود کرین۔

اس دستور العمل کے اجرا سے پہلے جیلخانہ کا انتظام نہایت خراب تہا اور قیدیون کی خوراک اور پوشاک کا انتظام سرکار سے بجز اسکے کچھ نہتہا کہ خیرات کے صیغہ سے سوا پانچ من خام آٹے کی روٹیان ڈولیون مین رکھکر روزمرہ جیلخانہ

پہنچائی جاتی تہین اور سردی کے موسم مین چند لحاف ملجاتے تہے جنکو
داروغہ اپنی مرضی سے قیدیون کو تقسیم کردیتا تہا دوا علاج کا بہی کچہہ
تہا مگر خاص خاص قیدیون کیواسطے داروغہ کی مہربانی سے سرکار کے دواخانہ
سے دوا ملجاتی تہی - بیڑیونکی یہہ کیفیت تہی کہ اکثر ڈنڈے دار اور بہت بہاری
ہوتی تہین اور داروغہ جس قیدی سے ذرا ناراض ہوجاتا یا واقعی وہ شریر
ہوتا تو بیڑی کے علاوہ قریب گز بہر کا لوہے کا ایک بہاری ڈنڈا بہی ڈالدیا جاتا
تہا جسکے سبب سے قیدی کی ٹانگین اکٹہی ہونی محال تہین اور چلنے پہرنے مین
نہایت تکلیف ہوتی تہی - قیدیون کو داروغہ اور سپاہیون کی خدمتگاری
کرنی پڑتی تہی اور ذرا ذرا سے قصور پر خوب پٹتے تہے اور یہہ ایک عجیب
دستور رایج تہا کہ جب کوئی قیدی چہوٹتا تو اُسکو سپاہیون کو کسیقدر پیسے
قید رہنے کے دنون کے حساب سے دینے پڑتے تہے جو اکثر بان بٹ کر
اور اُسکو بیچکر اسی دن کیواسطے قیدی اپنے پاس جمع رکہتے تہے اور اگر
اُسکے پاس کچہہ دینے کو نہوتا تو کوئی تانبے یا پیتل کا لوٹا وغیرہ چہوٹا بڑا برتن
جو اُسکے پاس ہوتا یا کوئی نیا کپڑا جو اُسنے اپنی کمائی سے بنایا یا اُسکے دانو
نے پہنچایا ہوتا وہ لے لیتے تہے مگر اس سبب سے کہ قیدی بہی تہوڑی ہی

ہوتے تھے (کیونکہ اکثر جرمانہ ہی کی سزا دیجاتی تھی) اور اسکی ممانعت تھی کہ اُنکا کوئی وارث یا دوست اُنکے لیئے کہانا پہنچائے اور بعض قیدی جنسے داروغہ کو کسی قسم کی رعایت ہوتی داروغہ کی اجازت سے جیلخانہ کی سپاہی کے ساتھہ جاکر دونون وقت اپنے گھر پر کہانا کہا آتے تھے۔ قیدیون کو خوراک کی طرف سے کچھہ زیادہ دقت نہوتی تھی۔

اب اگرچہ انمین سے اکثر خرابیون کا علاج ہوگیا مگر جیلخانہ کا مکان ایسا تنگ اور ناقابل تھا کہ اُسکے باعث سے اس دستور العمل کے اکثر احکام کی تعمیل قریب ناممکن کے تھی اور چونکہ برخلاف رواج سابق اب قید کی سزا زیادہ دیجاتی تھی اس سبب سے اور بھی دقت تھی۔ چنانچہ مجکو یاد ہے (کیونکہ اس سے تھوڑے ہی دنون بعد مین نایب عدالت کے عہدہ سے ترقی پاکر عدالتی کے عہدہ پر مقرر ہوگیا تھا) کہ مجبوراً مجکو ایسی تدبیرین کرنی پڑتی تھین کہ جنسے قیدیونکا ہجوم کم ہو اور جبتک ایک وسیع مکان تجویز نہوا یہہ دقت بدستور قایم رہی۔

سمت مذکورۂ بالا کے اخیر مین مقدمات قرضہ کی سماعت کیواسطے نوبرس کی میعاد مقرر ہوئی اور تہانہ داروں کو پچاس روپیہ اور نایب عدالتون کو ایکہزار روپیہ تک کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دیا گیا اور اس سے زیادہ مقدار

کے مقدمات کیواسطے حکم ہوا کہ عدالتی کے محکمہ مین رجوع کئے جائین اور فیصدی دس روپیہ جو رقم وصولی پر مدعی سے نقد لیا جاتا تہا موقوف ہوکر اراضیات زرعی اور اُنکے متعلق حقوق کے مقدمات کے سوا (کیونکہ اسکے واسطے کوی تجویز نہین ہوئی تہی) تمام مقدمات دیوانی کے واسطے بشرح ذیل فیس لیئے جانیکا حکم ہوا یعنی سولہ روپیہ تک آہٹہ آنے۔ بتیس تک ایکروپیہ۔ چونسٹھ تک دو روپیہ۔ ڈیڑہ سو تک چار روپیہ اوراسی حساب سے لاکہ روپیہ تک سات سو روپیہ اور ایک لاکہ سے اوپر عموماً ایکہزار اور فوجداری اور دیوانی کے متفرق عرائض کے سوا جنپر فی قطعہ چار آنے بطور فیس مقرر ہوے۔ فوجداری مقدمہ کی ابتدائی عرضی۔ مختارنامہ۔ رہن نامہ۔ ضمانت نامہ۔ اقرارنامہ۔ قبولیت نامہ۔ بیعنامہ۔ راضی نامہ وغیرہ آہٹہ آنے کی قیمت کے کاغذ[۵۱] پر لکہے جانیکا

[۵۱] یہ کاغذ جو بطور فیس عدالت کے مقرر کیا گیا تہا مستطیل شکل کا ایک فٹ لمبا اور چھ انچ چوڑا تہا جسکی پشت پر قریب تین انچہ کے سفید چوڑ کر پان کی شکل کی چھوٹی سی مہر لگا دی جاتی تہی جسکے متن مین بخط فارسی اور حاشیہ مین بخط گورمکہی لفظ (سری اکال سہاے) اور سمت بکرماجیتی کندہ ہتے اور اسکے نیچے جلی قلم سے شرح قیمت لکہی جاتی تہی اور ٹھیک مہر کی پشت پر کاغذ کی دوسری طرف قیمت کی رقم حسابی تحریر ہوتی تہی اور جسطرف مہر کیجاتی تہی مہر سے بائین طرف کو شیرہ پر سات کانڑہ فارسی ہندسون مین لکہا جاتا تہا اور پشت کاغذ کے ایک گوشہ پر داہنی طرف ضلع کے خاتمہ

حکم ہوا اور مقدمات دیوانی کے متعلق لوگون کی طلبی جو پولیس کی معرفت ہوتی تھی موقوف ہوئی اور مذکوریون کی معرفت اُنکے طلب کئے جانیکا حکم ہوا جنکو شخص مطلوب کی جائے قیام کی مسافت کے لحاظ سے فی کوس ایک آنہ دیا جاتا تھا اور مقدمہ کے خرچہ مین محسوب ہوکر شخص مغلوب سے فریق ثانی کو دلایا جاتا تھا لیکن سمت ۱۹۱۴ کے شروع مین یہہ قاعدہ ترمیم ہوگیا اور مذکوری کو دو آنے یومیہ دیا جاکر باقی زر طلبانہ کے سرکار مین جمع کرنیکا حکم ہوا۔ خرچہ کا قاعدہ جسکا ذکر ہم پہلے لکھ آئے ہین منسوخ ہوا اور مقدمہ دیوانی کے دوران کی حالت مین مدعا علیہ کو قید کرنیکی ممانعت ہوئی اور ہدایت ہوئی کہ روپوشی کے احتمال کی حالت مین ضمانت لیجایا کرے اور مستغیثونکی عام عرضیان کیواسطے محل کے دروازہ کے آگے ایک مقفل صندوقچہ رکھا جانے لگا جو مہاراج کے روبرو کھولا جاتا تھا اور سب کاغذات کو وہ خود ملاحظہ فرماتے تھے جس سے ابتدا مین اگرچہ کسیقدر فایدہ ہوا لیکن اخیر مین لوگون نے اُسکو غمازی اور جھوٹ اور اپنے دشمنون کی ہجو حقارت لکھکر اپنے

کے قریب فروخت کا نمبر اور یہہ عبارت (یہہ کاغذ قیمتی فلان مقدا کا فلان شخص ولد فلان کے پاس تاریخ فلان ماہ فلان مین فروخت کیا دستخط فروشندہ) لکھی جاتی تھی۔ لیکن اب قریب دو سال سے اسکی ساخت مین یہہ ترمیم ہوگئی ہے کہ جو عہدہ دار اس کام پر مقرر ہے وہ ہر کے پاس اپنا نام ہی لکھدیتا ہے۔ ۱۲ مولف

دل کی بٹہراس نکالنے کا ذریعہ بنالیا اور اس سے چند روز بعد محکمہ صدر کا کام تقسیم ہوکر فوجداری اور دیوانی کے دو حاکم علحدہ علحدہ مقرر کئے گئے جو کوتوال پٹیالہ (جسکو نائب عدالتون کے برابر اختیار تہا) اور نائب عدالتون کے فیصلون کے اپیل سنتے اور اُن مقدمات کی سماعت اور تجویز کرتے تہے جنکی تصفیہ کا حکام ماتحت کو اختیار نہ تہا۔ اب چونکہ اس برس کا مشہور و معروف غدر ایسا نتھا کہ اُسکے انتظام کو چھوڑکر اور طرف توجہ کیجاتی اسلئے اس سال کے خاتمہ تک اور کسی قسم کا تغیر تبدل اس صیغہ مین نہین ہوا مگر اگلے برس فوجداری کے دفترون کی ترتیب کیواسطے بشرح قواعد جاری ہوے اور یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ دیوانی کے ابتدائی محکمہ مین جسقدر قیمت کا اسٹامپ استعمال کیا جائے اُس سے نصف قیمت کے کاغذ پر اپیل کیا جائے اور جب کوئی سنگین مقدمہ عدالت صدر مین تجویز کے واسطے بہیجا جائے تو مثل کے ساتہہ نقشہ کے طور پر ایک ایسا کاغذ بہیجا جائے جسمین مقدمہ کا نمبر اور مدعی اور مدعا علیہ کا نام مع کوائف ضروری اور خلاصہ جرم اور تاریخ وقوع واردات اور مدعا علیہ کی گرفتاری کی تاریخ اور دلائل ثبوت جرم اور مدعا علیہ کی صفائی کے گواہون کے نام اور تحقیقات کا خلاصہ درج ہو۔

سمت ۱۹۱۶ کی پہلی تاریخ کو قوانین تعزیرات کا ایک مجموعہ مرتب ہوکر جاری ہوا

جسکی رو سے قتل عمد یعنی کوئی ایسا فعل کرنا جو عادتاً انسان کی موت کا باعث ہو یا بظن غالب اُس سے کیسکے مرجانیکا احتمال ہو اور اُسکے اثر سے کیسکا مرجانا۔ قتل کے ارادہ سے زخمی کرنا۔ قتل شبہ عمد یعنی کسی شخص کے جان سے مار ڈالنے کی نیّت سے کوئی ایسا فعل کرنا جس سے غالباً انسان ہلاک نہوتا ہو اور اُس سے کیسکا مرجانا۔ ڈکیتی یعنی ایک یا چند شخصون کا عام اس سے کہ مسلح ہون یا غیر مسلح دنکو یارات کو خشکی یا تری مین کسی شخص یا اشخاص کے لوٹنے کے ارادہ سے چڑہ آنا جسمین کسی مجرم کی گرفتاری کے وقت پولیس کا مقابلہ کرنا بھی داخل ہے۔ رہزنی یعنی کسیکو رستہ چلتے لوٹ لینا۔ نقب زنی یعنی دیوار یا چھت یا خیمہ یا چھپر چیر کر یا قفل توڑ کر یا کواڑ اُتار کر یا چھپر کا ایک گوشہ اُٹھا کر دن کو یا رات کو بارادۂ فاسد کسیکے گہر مین داخل ہونا۔ چوری بالا نقب۔ چوری بذریعہ کہلانے زہر یا اشیا ہوش رُبا کے۔ چوری مویشی یعنی پالتو چارپائے جانورون کی۔ چوری اطفال کی بغرض بردہ فروشی یا کسی ارادۂ فاسد کے۔ انسان کا خریدنا یا بیچنا۔ لینا یا خریدنا کسی مسروقہ یا مغروتہ شے کا ٹھگی یعنی مال حاصل کرنیکی غرض سے حیلتاً دیدہ و دانستہ کوئی ایسا فعل کرنا جسسے انسان مرسکتا ہو۔ خانہ جنگی یعنی زدوضرب و فساد باہمی جو واسطے مطالبہ

یا بچاؤ کسی مال یا حقیت کے یا کسی اور وجہ سے فریقین کیجانب سے واقع
ہو عام اس سے کہ پہلے سے تیاری کی گئی ہو یا یکایک ظہور مین آئے۔
دنگہ[۱۵] وزدوکوب خفیف۔ گاؤکشی[۱۶] آتش زنی[۱۷]۔ جعلسازی[۱۸] یعنی فریب سے کسی کی
مہر یا دستخط یا کسی نوشتہ کا کسیکی ایذا یا نقصان کی غرض سے بنالینا یا ایسے کاغذ
کو دیدہ و دانستہ جاری یا بطور دستاویز صحیح کے مشتہر یا فریباً اثر پذیر کرنا۔ بنانا[۱۹]
یا چلانا قلبی سکہ کا۔ دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی یعنی حلف اُٹھا کر یا زبانی
اقرار ایمانی کر کر دیدہ و دانستہ کوئی جھوٹی بات کسی مقدمہ کی تحقیقات کے
متعلق کسی حاکم با اختیار کے روبرو بیان کرنا یا کروانا۔ زنا بالجبر یعنی کسی نامحرم
عورت کو بجبر قابو مین لا کر یا بیہوش یا ہلاکت یا ضرر رسانی کی دھمکی سے رضامند
کر کر یا جبکہ اُسکی رضامندی اُسکی غلطی فہم کے سبب سے حاصل ہوئی ہو یا جبکہ
اُسکی عمر نو برس سے کم ہو اُس سے قربت یا قصد قربت کرنا۔ مباشرت با محرمات[۲۲]
یعنی ایسی عورت سے قربت کرنا جس سے مذہب کی رو سے عقد جایز نہو عورت[۲۳]
کو ترغیب دیکر بہکا لیجانا۔ اسقاط حمل[۲۴]۔ کسی نیت[۲۵] فاسد سے اشیائے مفسدہ یا مہلک
کہلانا۔ کسیکو مجروح یا عضو سے معذور یا قطع عضو کرنا خواہ شخص متضرر کی رضامندی
ہی سے کیون نہو ہو۔ جادو کرنا۔ کسیکو خودکشی[۲۸] مین مدد دینا یا اُسکو اس فعل سے

زر دکنا یا قبل از وقوع پولیس مین اطلاع ندینا مثلاً ہتی ہونے مین مدد کرنا
وغیرہ - اطفال[۲۹] تازہ متولد شدہ کو ہلاکت کی نیت سے راہ گہاٹ مین
پھینکدینا - جبراً[۳۰] اقبال جرم کروانا - تغلب[۳۱] مال سرکار - رشوت ستانی[۳۲] یعنی کسی
اہل مقدمہ یا صاحب غرض سے نقد یا کچھ مال صراحتاً یا حیلتاً ناجایز طور پر حاصل
کرنا جسمین دوران مقدمہ کی حالت مین قرض لینا یا کسی چیز کا بازار کی قیمت سے
کم شرح پر خریدنا بھی داخل ہے - احتفاظ[۳۳] خلاف وضع فطری یعنی برخلاف
اُس طریقہ کے جو از روے فطرت مرد اور عورت کیواسطے وضع کیا گیا ہے
خط شہوانی حاصل کرنا عام اس سے کہ برضامندی ہو یا بلا رضامندی جسمیں
بہایم کا شہوت کے ساتھ چھونا بھی داخل ہے شراب[۳۴] پینا - مقامات[۳۵] مستثنے
عن الممانعت مین بلا اجازت سرکار شراب نکالنا اور بیچنا - زنا[۳۶] جبکہ بلا جبر اور ایسی
عورت و مرد کے باہم واقع ہو جنکا از روے مذہب عقد ہو سکتا ہو - بدمعاشی[۳۷]
یعنی بدوضعی کے طور پر آوارہ پھرنا اور اپنی معاش کی نسبت عدالت کا اطمینان
نکرا سکنا - امانت[۳۸] مین خیانت کرنا - کسی جرم[۳۹] کے ارتکاب کی تہمت لگانا - از راہ[۴۰]
حیثیت عرفی یعنی کسیکی نسبت کسی ایسی بات کے باور کرانیمین تلفظ یا اشارے
یا علامات مرئی کے ذریعہ سے کوشش کرنا جسکو ملزم جانتا ہو کہ اُسکا تعیین

کیا جانا اُس شخص کی حیثیت عرفی مین خلل آنیکا باعث ہوگا۔ قصد[۴۱] اخفائے جرایم مکین مشورت[۴۲] اور سازش مفسدانہ۔ اہانت[۴۳] و تحقیر عدالت یعنی اجلاس کے وقت حاکم کے روبرو برملا ایسے الفاظ زبان پر لانا یا ایسی حرکات کرنا جو داد وہی مین مخل یا حاکم کی اہانت کے باعث ہون۔ نوکرون[۴۴] یا کارکیرون کا عہد شکنی کرنا۔ کسیکی[۴۵] جایداد یا مال کو نقصان پہنچانا۔ دہرنا[۴۶] دینا۔ ناجایز[۴۷] طور پر قید کرنا۔ ملازم[۴۸] رکھکر کا عدول حکمی کرنا۔ پانی کا بندہ[۴۹] توڑ ڈالنا۔ حوالات[۵۰] یا جیلخانہ سے بھاگنا یا اُسمین

۱؎ منوسمرتی کے آٹھوین باب کے ۴۸۔ ۴۹۔ اور پچاسوین اشلوک کی رو سے قرضخواہ مجاز ہے کہ عدالت مین نالش کرنیسے پہلے جسطرح ممکن ہو قرضدار سے اپنا قرض وصول کرے اور ایک حد کے اندر قرضدار پر جبر بھی کرسکتا ہے چنانچہ الفنسٹن صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے جب اپنی کتاب لکھی تھی اُسوقت تک بھی بعض ہندو ریاستون مین زور شور سے یہہ رسم جاری تھی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گھر مین قید کرتے بلکہ ایک عرصہ تک اُسکو پھوکا مارتے اور دھوپ مین کھڑا کرتے تھے تاکہ وہ مجبور ہوکر اُنکا روپیہ دیدے اگرچہ یہہ بات تو یہان نہیں لیکن اتنا ضرور تھا کہ لوگ اپنے قرضدارون کے دروازہ پر کسی برہمن کو بطور پہرہ کے بٹھا دیتے تھے جو کھانا پینا چھوڑکر صاحب خانہ کو نہایت دق کرتا اور اپنے ہوکا رہنے کے پاپ سے ڈراتا تھا اور انکے سوا اکثر شریر برہمن اور سوڈھی اور ہندو فقیر بھی اس خیال سے کہ مذہب کے لحاظ سے کوئی اُنکو کچھ کہہ نسکیگا اپنے جایز ناجایز مطالب کے حصول کے واسطے لوگون کو دق کیا کرتے تھے اور ایک قسم کے بدمعاش مسلمان فقیر جو چھری مار یا گرزمار کہلاتے تھے وہ کانون کے آگے بیٹھکر اپنے جسم پر اُسترے وغیرہ رکھکے اوزارون سے ہلکے ہلکے زخم لگاکر اور خون

مدد کرنا۔ تحقیقات[۵۱] الزام کے خوف سے روپوش ہونا۔ خلاف[۵۲] قانون سلاحات یا اسباب حرب کا پاس رکھنا یا بنانا۔ ایذا[۵۳] رسانی کی غرض سے جھوٹی نالش کرنا۔ پولیس[۵۴] کو دیدہ و دانستہ جھوٹی خبر دینا۔ اپنے[۵۵] فایدہ یا کسیکے نقصان کیواسطے کچھ فریب کرنا۔ عملہ[۵۶] پولیس یا تحصیل کا خلاف قانون مویشی اپنے پاس رکھنا۔ قمار[۵۷] بازی۔ دیدہ[۵۸] و دانستہ کسی بدمعاش شخص کو جگہ دینا۔ دیدہ[۵۹] و دانستہ مجرمان مشتہرہ کو پناہ دینا۔ کسی[۶۰] سرکاری لباس یا نشان کا دھوکا دہی کی غرض سے پہننا یا استعمال مین لانا۔ قیدی[۶۱] کا مشقت کرنیسے انکار یا کسیطرحکی بدوضعی یا ہنگامہ پردازی یا اقدام فرار وغیرہ کا مرتکب ہونا۔ داروغہ[۶۲] یا کسی شخص متعینہ جیلخانہ کا قیدیون سے بدسلوکی کرنا۔ جورو[۶۳] بچون کو نان نفقہ نہ دینا۔ عملہ[۶۴] پولیس کا مراتب ماموری کی تعمیل مین غفلت کرنا۔ زمیندارون[۶۵] کا مراتب ماموری کی تعمیل مین غفلت کرنا۔ ذرا[۶۶] احتیاطی واجب التقصیر یعنی بواسطہ ارتکاب کسی فعل یا ترک ناجایز کے کسیکے جسم یا جایداد کو ضرر پہنچانا۔ امور[۶۷] ایذائے خاص و عام کی نسبت حکم کی تعمیل مین توقف کرنا۔ شرائط[۶۸] خلایق کے سامنے برہنہ پھرنا۔ مچلکہ[۶۹] کی شرط کی تعمیل نکرنا۔ کسیکے[۷۰] مذہب کی اہانت یا ذات کے خارج کرنیکے ارادہ سے کوئی فعل کرنا۔ سرکار[۷۱] کی حراست سے کسی

نکالکر بیچا جرم ان ہندوؤن کو ڈرایا کرتے ہے جسکو دہرنا دینا کہتے ہے۔ ۱۲ مولف

شخص یا کسی شے کا جبراً چھوڑ لینا۔ کسی کا باضابطہ حکم کی تعمیل میں تمرد کرنا۔ مفسدانہ طور پر ہنگامہ پردازی۔ آلۂ نقب زنی کا پاس رکھنا۔ بیگار پکڑنا۔ اقدام خودکشی تخویف کے ذریعہ سے کسی شخص سے کسی فعل کے ارتکاب یا ترک کا خلاف قانون طالب ہونا۔ کسی ایسے مشترکہ مین بغیر اجازت اور رضامندی شرکا کے مداخلت کرنا یا اسکے کسی جزو کو اپنے تصرف مین لانا۔ بات یا پیمانون مین فریباً کمی بیشی کرنا۔ گواہی دینے سے انکار کرنا۔ ناجائز طور پر گوشت بیچنا۔ سرکاری کاغذات کا خلاف قانون اپنے گھر مین رکھنا۔ عورت کا بدرویہ اور بدچلن ہونا مستلزم سزا قرار پایا اور پھانسی حبس دوام۔ قید تا چودہ برس۔ جرمانہ۔ ضبطی جایداد۔ بید لگانا جلاوطنی۔ نوکری سے موقوفی اور فعل ضمانت سزائین تجویز ہوئین۔ اور عدالت ضلع کو تین برس تک قید اور ایکہزار روپیہ تک جرمانہ اور ایک برس تک کی فعل ضمانت اور عدالت صدر کو چودہ برس تک قید اور ایکہزار روپیہ سے زیادہ جرمانہ (بشرطیکہ معقول اندازہ سے زیادہ نہو) اور تیس ضرب تک بید اور ضبطی جایداد اور تین برس تک کی فعل ضمانت کے لینے کا اختیار دیا گیا اور پھانسی اور حبس دوام اور جلاوطنی اور نوکری سے موقوفی کی سزا کیواسطے اجراج کی منظوری کی شرط قرار پائی اور ایسا قتل جو قاتل کے قصد یا فعل مین خطا واقع ہونیسے وقوع مین آیا ہو بشرطیکہ ایسا قصد یا فعل قانون کے مخالف نہو اور ایک ایسا قتل جسکے

وقوع کا سبب مجرم نے بلا قصد ہلاکت کسی شخص کے مہیا کیا ہو اکثر حالتوں مین
ناقابل سزا یا خفیف قید یا جرمانہ کے لایق قرار پایا۔ علی ہذا چور یا دکیت یا زن
کا ارتکاب جرم یا فرار یا مقابلہ کی حالت مین مارا جانا یا کسی شخص کا کسیکی زوجہ یا دیگر
رشتہ دار عورت یا جرم کے ساتھہ زنا یا اُسکے پاس محفوظ جگہہ مین موجود ہونے کی حالت
مین اُسکے شوہر یا رشتہ دار یا مالک یا والی یا غلام کے ہاتھہ سے تنہا یا دونون کا قتل
کیا جانا بشرطیکہ گرفتار کر لینے یا قابو مین لانیکے بعد قتل نکیا گیا ہو جایز ٹھہرا۔ کاوکشی کی
سزا عمواً دھرم شاستر کی رو سے ہونی قرار پائی اور مقدمات خاص مین جس دواہ تک کی
سزا کا دیا جانا جایز قرار پایا۔ عورت[1] بیدا اور پھانسی کی سزا سے مستثنے قرار پائی
اور پھانسی کے عوض دایم الحبس کیے جانیکا حکم ہوا۔ بردہ فروشی کی علت مین جنکہ
مدعا علیہ اس جرم کا عادی ثابت ہو قید کے علاوہ مجرم کا جلاوطن کیا جانا مقرر

[1] ہندوستان کے سوا تمام دنیا کے مقننون نے عورت اور مرد کی سزا مین جبکہ اُنسے جرم قتل
واقع ہو کچھہ امتیاز نہین کیا اور برابر دونون کے واسطے موت کا فتوی دیا ہے لیکن دھرم شاستر
مین عورت کو اکثر حالتون مین اَبدھ یعنی ناقابل القتل قرار دیا ہے اور ایسا ہی برہمن کا قتل بھی
ناجایز لکھا ہے یہی سبب ہے کہ اس مجموعہ مین عورت کو پھانسی دینے کی ممانعت درج
ہوئی ہے اور اگرچہ برہمنون کے واسطے بصراحت کچھہ نہین لکھا گیا مگر اُنکی نسبت بھی
اسیکے موافق عمل ہوتا ہے۔ ۱۲۔ مولف

ہوا۔ زنا بالجبر کے مقدمہ مین جبکہ مجرم نہایت ذلیل قوم مثلاً چوڑے چمار وغیرہ مین سے ہو اور عورت قوم کی برہمن یا کسی نہایت شریف اور عالی خاندان سے متعلق ہو سزا کا ہونا بانتیا خاص مہاراج کے قرار پایا اور درج ہوا کہ ایسے مجرم کو پھانسی کے سوا اور سب سزائین دیجا سکتی ہین۔ اسقاط خلاف وضع فطری کی سزا جبکہ مادہ گاؤ کے ساتھ واقع ہو دھرم شاستر کی رو سے ہونی تجویز ہوئی۔ زنا کے مقدمہ مین پانسو روپیہ سے زیادہ جرمانہ کرنیکی ممانعت ہوی اور بدچلن عورت کا شوہر کی درخواست پر بلا تحقیق اور اُسکے کسی اُور رشتہ دار کی درخواست پر بعد تحقیقات بدچلنی مقام مسکن سے خارج کئے جانیکا حکم ہوا۔ جادو اگرچہ فی نفسہٖ ایک امر غیر موثر قرار پایا لیکن اس بنا پر کہ مجرم نیت فاسد سے اس فعل کو اپنے نزدیک موثر جانکر اسکا مرتکب ہوتا ہے تین برس تک قید کی سزا دیجانی جایز قرار پائی اور لکھا گیا کہ دعا علیہ اگر یا اُسکے پاس سے جادوگری کے معروف اور زبان زد عوام آلات مثلاً سیہہ کے کانٹون یا کسی قسم کے پتلون وغیرہ کا برآمد ہونا ثبوت جرم کیواسطے کافی ہے[1]

یہہ مجموعہ[1] راقم نے اپنے چھوٹے بھائی خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب کی

[1] اس مجموعہ کی ترتیب کے وقت اس ملک کی خلقت قریب تمام کے جادو کی تاثیر کی سخت معتقد

مدد سے جو اُسوقت میرے نائب تھے دو ایک انگریزی قوانین کی کتابون اور ریاست کے رسم ورواج کی رو سے ترتیب دیا تھا جو اگرچہ عمدہ طور سے مرتب نہین ہوا اور اسکے بعض احکام قابل اعتراض ہین لیکن تاہم اس سے بہت فایدہ ہوا لوگ بقاعدہ حکومت سے آزاد ہوگئے اور مختلف درجہ اور متفاوت رتبہ کے لوگون مین بہت کچھ مساوات قایم ہوگئی جو قانون کا اصلی نتیجہ ہے اِس مجموعہ کے جاری ہونیسے تھوڑے ہی عرصہ بعد حکم ہوا کہ جو دیوانی عوتین

تھی اور فریبی اور شریر شخص احمق اور سادہ لوح لوگون کے ڈرانے کے لئے کچھ پیشنگوئی کرتے اور اعمال مخصوصہ کے کام مین لانیکے مرتکب ہوتے تھے اور نادان اور سیدھی سادی طبیعت کے آدمی خوف مین آکر اُنسے ضرر اُٹھاتے تھے اسلئے اِس مجموعہ مین خلایق کے اطمینان خاطر اور شریر اور فریبی لوگون کے اِن حرکات سے باز رکھنے کے لئے یہہ حکم درج ہوا تھا لیکن اسپر عمل کبھی شاذ ہی ہوا ہے اور اس سبب سے کہ تعلیم کے اثر سے لوگون کی عقل مین عموماً شگفتگی آتی جاتی ہے اور جہوٹ موٹ کے جادو اور ٹونے ایسے ہی توہمات باطلہ کی اصلیت کا خیال طبیعتون سے زایل ہوچلا ہے اور جہوٹ پلیتون کی باتین اور کہانیان جو ہمارے بچپن کے زمانہ مین سیدھے سادے بزرگ شخص واقعی امور کے طور پر بیان کیا کرتے تھے مغربی علوم کی روشنی سے لوگون پر اُنکی قلعی کھل چلی ہے اور وہ اِن باتون کو محض لغو اور جہوٹ جان چلے ہین اسلئے امید ہے کہ اس دفعہ کے مضمون پر کبھی بھی عمل کرنے کی نوبت نہ آئیگی ۱۲ مولف۔

اُنکے مقام وسکن سے نکالی جائین وہ حاکم نشین مقامات مین ہی رہنے
کی مجاز ہونگی اور ہدایت ہوئی کہ خون وغیرہ مقدمات سنگین کے سوا
زیر تجویز ملزمون کے بیڑی نہ ڈالی جائے اور جو قیدی قوم برہمن یا سوڈھی[1]
یا سیّد ہو اُس سے کوئی ذلیل مشقت نکرائی جائے اور چونکہ دیوانی کا صیغہ
بھی اب فوجداری کے شامل ہوگیا تھا اِس مین بھی ضروری اصلاحین
عمل مین آئین اور ابتدائی نالشین اور اپیل اور نالشات مفلسانہ اور اجرائے ڈگری
اور عذرداری وغیرہ کے واسطے قواعد مرتب ہوئے اور عدالت کی فیس
مین یہہ ترمیم عمل مین آئی کہ اصل فیس اور طلبانہ دونون کے لحاظ سے
فیصدی پانچ روپیہ کے حساب سے اسٹامپ استعمال کیا جاے اور چونکہ
تھانہ داروں کے حاکمانہ اختیارات کے قطعی سلب ہوجانیکے باعث سے
عدالتون مین مقدمات کی تعداد بڑھگئی اور اہل معاملہ کو تکلیف ہونے لگی آغاز ۱۹۱۲ء
مین دس روپیہ کی چوری - دنگہ - زنا - شراب خوری - دشنام دہی کم وزنی
قمار بازی وغیرہ جرایم خفیف کے واسطے یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ تھانہ دار صرف

---

[1] سوڈھی کھتری قوم کی ایک شاخ ہے اور اسوجہہ سے کہ سکھون کے دسوین گرو گوبند سنگھ صاحب اسی قوم کے تھے سکھہ لوگ برہمنون کی طرح انکو بھی قابل تعظیم سمجھتے ہین - ۱۲ مولف

مثل کو اپنی راے لکھکر عدالت مین بھیجدیا کرین اور نایب عدالت حتے الوسع
اُنکی تجویز کو منظور کیا کرین اور اگر کوی وجہ سنگینی کی پائی جاے مثلاً ملزم چوری
پیشہ ہو تو مدعا علیہ اور گواہون وغیرہ کو بھی ساتھ بھیجنا چاہیئے باقی تمام مقدمات
کو اُسقدر تحقیقات کے بعد جو پانچ روز یا ہفتہ کے اندر ممکن ہو اپنی کیفیت کے ذریعہ سے
مع متعلقہ لوگون کے تجویز کیوا سطے عدالت مین بھیجدیا کرین۔

یہہ حال تو صیغہ فوجداری اور دیوانی کا تہا اب صیغہ مال کی کیفیت سنیئے
کہ شروع سے ابتک تحصیلدار مقدمات حقیت اور اُسکے متعلقہ حقوق کے تصفیہ
کے عموماً مجاز تہے اور خاص خاص مقدمات جو کسی وجہ سے دیوان کے محکمہ
مین رجوع ہو جاتے تہے دیوان فیصلہ کر دیتا تہا لیکن جب صیغہ جوڈیشل
مین اپیل کرنیکا قاعدہ مقرر ہوا تو تحصیلدارون کا بھی اپیل دیوان کے محکمہ مین
اُسی ڈھنگ سے ہونے لگا اور جب اضلاع مین ایک ایک عہدہ دار بنام
مہتمم بندوبست مقرر ہوا تو تحصیلدارون کا اپیل اُنکے محکمہ مین اور اُنکے فیصلہ کا
صدر مال یعنی دیوان کے محکمہ مین ہونے لگا اور حکم ہوا کہ تین سو روپیہ تک قیمت
کی زمین وغیرہ کے مقدمات تحصیلدار اور اُس سے زیادہ کے مہتمم بندوبست
کی کچہری مین دایر ہوا کرین اور جب بتقلید طریقہ انتظام قسمت نانوتل اول

ضلع اناحد گڈہ اور پہرب اضلاع مین محکمات صدر کے اختیارات کے ساتھہ ناظم مقرر کئے گئے - نایب عدالت کا عہدہ تخفیف مین آگر دیوانی اور فوجداری کا کام بہی تحصیلدارون کے متعلق ہوگیا جو دیوانی اور فوجداری کے صیغہ مین نایب ناظم اور مال کے صیغہ مین تحصیلدار کہلاتے تہے اور اُنکا اپیل صیغہ وار ناظم کے محکمہ مین اور ناظمون کا عدالت صدر اور محکمہ مال مین کئے جانیکا حکم ہوا لیکن اسوقت حاکم عدالت صدر یا دیوان کو یہہ اختیار نہ تہا کہ اُنکی نسبت کسیطرح کا حکم قطعی صادر کرین بلکہ اپنی راے لکہکر مقدمہ کو بمراد صدور حکم قطعی مہاراج کے اجلاس مین بہیجدیتے تہے اور وہان اہل مقدمہ کے مواجہہ مین حکم اخیر ہوجاتا تہا مگر ایسے احکام کے صادر کرنیکا اُنکو اختیار تہا جو دفترون کی اصلاح اور تہذیب سے تعلق رکہتے ہون اور یہہ بہی اختیار تہا کہ جو قانون اور ضابطے جاری ہوچکے ہون یا آیندہ جاری ہون اُنکی تعمیل اور پابندی کی نگرانی کرین اور جب کوئی فروگذاشت دیکہین اُسکی اصلاح کرین - خلاصہ یہہ کہ اس وقت ناظم با اختیار حاکم تہے اور دیوان اور حاکم عدالت صدر بطور مہاراج کے سکریٹریون کے کام کرتے تہے اور اگرچہ تصفیہ مقدمات حقیت اور دیوانی کیواسطے کوئی مجموعہ بطور اصول قوانین کے جاری نہ تہا مگر رواج ایسا اُصول مسلمہ تہا کہ جسکے باعث سے حکام کو تصفیہ

مقدمات مین کچھ دقت پیش نہ آتی تھی۔

مہاراج مہندر سنگھ بہادر کا عہد دولت

اب ہم تاریخ کے سلسلہ کو جو پیچھے چھوڑ آئے ہین پھر سنبھالتے ہین اور مہاراج مہندر سنگھ بہادر کے عہد دولت کے حالات لکھتے ہین۔

مہاراج انتیسوین جنوری ۱۸۶۳ء مطابق ماگھ سُدی دسمی سمت ۱۹۱۹ کو دس برس چار مہینے بارہ دن کی عمر مین مسند نشین ہوئے اور یہہ رسم ایسی شان و شوکت اور دھوم دھام سے ادا ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہین ہوئی تھی کرنل سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب بیرونٹ کے۔ سی۔ بی کمشنر و ایجنٹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک این دوآب ستلج کے سوا جو منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خلعت لیکر آئے تھے قریب ستر کے اور بڑے بڑے عہدہ دار اور لیڈیان اور راجہ صاحب بہادر جیند و ناہہ اور نواب سکندر علیخان صاحب بہادر رئیس اور محمد ابراہیم علیخان صاحب۔ رستم علیخان صاحب۔ غلام محمد خان صاحب۔ الہ یار خان صاحب خوانین کوٹلہ اور جمون۔ الور۔ کپورتھلہ۔ گڑھوال۔ ناہن۔ کہلور[1]

---

[1] اس ریاست کا علاقہ اگرچہ ستلج کے اُس طرف بھی ہے مگر اس سبب سے کہ زیادہ علاقہ دریا کی اِس طرف ہے اور اسکا دارالحکومت بلاس پور بھی جو سطح سمندر سے پندرہ سو فٹ اونچا ایک پرفضا پہاڑی

بنارس بردوان وغیرہ ریاستون کے اہلکار اور ممالک این روے تلج وغیرہ کے بہت سے چھوٹے چھوٹے رئیس شریک دربار تھے اور ایسی گہما گہمی اور ہجوم تھا کہ اُس بڑے دیوانخانہ کے (جسکا ذکر ہم پہلے لکھ آئے ہین) نیچے اُوپر کے کمرے بہر کر صحن مین لوگون کو دقت سے بیٹھنے کو جگہہ ملی تھی اب اگرچہ مہاراج کی صغر سنی کیوجہہ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی راے مین موافق شرط دوم واجب العرض منظور شدہ ۱۸۵۹ء کے صاحب ایجنٹ ممالک

مقام ہے اسیطرف ہے یہہ ریاست ہی اُن پہاڑی ریاستون مین شمار ہوتی ہے جنکا پولیٹکل تعلق محکمہ کمشنری ممالک این روے تلج سے ہے اسکی آمدنی قریب ایک لاکھہ اور آبادی قریب شش ہزار آدمی کے ہے اور راجہ قوم کا راجپوت ہے - ۱۲ - مولف

---

۵۷ یہہ کاغذ جسکا متن مین ذکر ہے اور واجب العرض کے نام سے مشہور ہے ۱۸۵۹ء مین ہمارے مہاتمون سردارون نے بالاتفاق گورنمنٹ کے حضور مین پیش کیا تھا اور مفصلہ ذیل درخواستین اسمین تھین

اوّل کہ اختیار سزاے قصاص کی نسبت جو صاحب ایجنٹ ممالک این روے تلج کے استمزاج کی شرط موافق اقرارنامہ مورخہ بائیسوین ستمبر ۱۸۴۶ء عاید کی گئی تھی منسوخ کیجاے -

دوسرے یہہ کہ تینون ریاستون مین سے کسی رئیس کی نابالغی کے زمانہ مین صاحب ایجنٹ ممالک این روے تلج اور دو باقی رئیسون کی راے سے ریاست مذکور کے ملازمان قدیم مین سے تین ایسے شخص جو متدین اور نیک و بد اور ذی لیاقت اور خیرخواہ ہون کارپرداز مقرر کیے جائین اور اگر وہ نمکحرامی کرین تو اسیطرح اُنکی جگہہ اور مقرر کیے جائین - مگر کوئی غیر شخص مقرر نکیا جاے اور نہ نابالغ رئیس کا

این روئے تلج اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ کے مشورہ سے تین اہلکار وکالا
انصرام کاروبار ریاست کے واسطے مقرر ہونا لازم تہا مگر دربار کیطرف سے یہہ عذر پیش
ہوا کہ واجب العرض کے منظور ہونیکے بعد ۱۸۶۱ء مین جو سند ملی ہے چونکہ اُسمین
باوجود لکھے جانے اور شرایط مندرجہ واجب العرض کے یہہ شرط درج نہین ہوئی

کوئی رشتہ دار مقرر کیا جائے۔ تیسرے اور چوتھے یہہ کہ اولاد رئیس کو خاندان پہول مین سے
کسی لڑکے کے تبنے بنا لینے کا اختیار ہو اور اگر ایسا اتفاق پیش آئے کہ رئیس لاولد کسیکو تبنے
کئے بغیر انتقال کر جائے تو دونون سردونون رئیس خاندان پہول مین سے کسی شخص کو رئیس متوفی کی جانشینی کیواسطے
تجویز کرین اور گورنمنٹ اُسکو منظور فرمائے۔ پانچوین یہہ کہ رئیس کی نابالغی اور ایسی حالت مین اُسکے خاندان
کی کسی عورت کو ریاست کے کام مین دخیل نکیا جائے اور نہ کسی ایسی عورت کی کسی قسم کی شکایت رئیس کی نسبت
سُنی جائے۔ چھٹے یہہ کہ جیسا کہ شروع سے ابتک گورنمنٹ کا یہہ طریقہ رہا ہے کہ اُن معاملات
مین جو رئیس اور اُسکے اہل خاندان اور ذیلداروں کے باہم واقع ہون اُنمین کبھی مداخلت نہین
کی آیندہ بھی ایسا ہی رہے۔ ساتوین یہہ کہ نسبت استقلال حکومت اور قبضہ دایمی ملک موروثی
اور عطیہ گورنمنٹ کے حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کے وتھہا اور وارثون سے سند ملے۔ آٹھوین یہہ کہ
کوئی دعوی رعایاے ریاست پر عدالت دیوانی سرکار انگریزی مین سماعت نکیا جاے یعنی بجز
ڈگری کی کارروائی نسبت کسی ایسی جایداد کے جو داخل علاقہ ریاست کے اندر رکہتا ہو نکیجاے
چنانچہ انمین سے ساتوین درخواست تو وجوہات خاص کے سبب سے جنکا ذکر ہم ایک مقام پر پہلے کر آئے ہین
منظور نہین ہوئی مگر اور سب باتین کچہہ اُسیوقت اور کچہہ ذرا توقف سے منظور ہو گئین اور باستثناے
شرط دوم سب شرطین اُس سند مین جو ۱۸۶۲ء مین نواب وایسراے و گورنر جنرل بہادر

اور سند مذکور کی رو سے ریاست کو اپنے انتظامی امور مین اختیار تام من کل الوجوہ حاصل ہے اور گورنمنٹ اُسمین تصریح وعدہ کر چکی ہے کہ انتظام ریاست کے طریقہ مین کبھی مداخلت نکیجائیگی اور اسکے حصول کے بعد اکتوبر سنہ مذکور مین جو دستور العمل باتفاق رائے راجہ صاحب بہادر جنید و نایبہ در باب نظم و نسق بعض امور اہم اور ضروری ریاست کے بنایا گیا ہے اگرچہ اُسمین بہت سی باتین ایام خورد سالی رئیس کے متعلق بھی درج ہوئی ہین مگر انتظام مندرجہ شرط دوم واجب العرض کا اُسمین بھی کچھ تذکرہ نہین ہے اور مہاراج نے اپنی زندگی کے ختم ہونیسے تھوڑی دیر پہلے جو وصیت فرمائی تھی وہ یہہ تھی کہ جسطرح ہم گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ رہے ہین اُسیطرح آیندہ بھی ہماری ریاست اُسکی اطاعت اور فرمان برداری مین ثابت قدم رہے اور ہمارے جانشین کو ہمارے اس طریقہ کی پیروی کی تعلیم دیجاے اور انتظام ریاست کا جو طریق مقرر کیا گیا ہے یعنی جسکا اُس دستور العمل مین ذکر ہے اُسیطرح قایم رہے اسلئے دربار یہہ اپنا حق سمجھتا ہے کہ گورنمنٹ کی مداخلت سے علیحدہ تین کارپرداز مقرر نہ کئے جائین انہین چار رکن الکارون کے ہاتھ سے کارروائی ہوتی رہیگی جو دستور العمل مذکور کے منشا کے موافق اسوقت صدر محکمات کے حاکم

ہند کی مہر اور دستخط سے علیحدہ ہاتھی نشان یا شیلکولی تہین مراحت کے تہا مندرج ہوگئین - مولف

ہین اور وہ اپنے ساتھہ مہاراج کے آتالیق کو بہی شامل لیا کرینگے اور بطور کمیٹی
کثرت رائے سے اُن تمام اُمور کا فیصلہ کردیا کرینگے جو قواعد مقررہ کی رو سے
منظوری اور صدور حکم قطعی کیواسطے مہاراج کے حضور مین پیش ہونیکے لایق ہون
- اسپر صاحب ایجنٹ نے راجہ صاحب بہادر جیند و ثانیہ سے اسمعاملہ کی نسبت رائے
طلب کی اور یہہ بہی استفسار کیا کہ اس دستور العمل کی اطلاع گورنمنٹ کو کیون نہین
دیگئی اسکے جواب مین دونون صاحبون نے ہمارے مجوزہ انتظام کی تائید
کی اور دستور العمل کے منشا رسے گورنمنٹ کو مطلع نکرنیکے باب مین ملایمت کے ساتھہ
یہہ لکہا کہ "ریاست کو انتظام مجوزہ کی بابت گورنمنٹ کو اطلاع دینا کچہہ ضرور نتہا کیونکہ
سند کی رو سے اختیار تہا کہ جو انتظام مناسب سمجہین تجویز کرین" - پس صاحب موصوف
نے تا واعی ہونے ضرورت اور پیدا ہونے کسی نقص کے اِس انتظام کا تبدیل
کیا جانا ناواجب سمجہا اور اگرچہ گورنمنٹ پنجاب نے سند کے منشا اور مراد کی نسبت
ایک طول طویل بحث کے بعد قرار دیا کہ سند کے عام مطلب کی رو سے انتظام
مندرجہ واجب العرض جو ایک خاص معاہدہ تہا منسوخ نہین ہوا مگر اسوجہ
سے کہ پانچ کی تعداد مین تین ہی آجاتے ہین اس انتظام کے قایم رہنے کی
سفارش کی مگر گورنمنٹ اعلےٰ نے اسکو منظور نکیا اور منشاے واجب العرض

کے موافق ٹھیک ٹھیک عمل کئے جانیکی ہدایت فرمائی۔

اب یہہ امر تجویز طلب تہا کہ کون کون شخص اس کام پر مقرر کئے جائین چنانچہ اُن پانچون عہدہ دارون نے آپس کے رشک و حسد اور ایسے ہی اور مصالحون کے خیال سے اپنے مین سے تو کسیکا اس نئے عہدہ کو اختیار کرنا نامناسب سمجہا مگر اپنی رائے اور بلا اختلاف مرضی سے **سردار جگدیس سنگہہ** ناظم نارنول اور **سردار رحیم بخش** ناظم ضلع کرنگڈہ اور **سردار اودے سنگہہ** منتظم ڈیوڑہیات زنانہ کو جنمین سے شخص اوّل و ثالث کبہی دیوان اور کبہی عدالتی اور شخص دوم بخشی رہ چکے تہے اسکے واسطے تجویز کیا اور راجہ صاحب بہادر جیند و ناہہ سے جنکے تعلقات ہمارے ساتہہ اسوقت بہت صاف اور بیغرضانہ تہے بلا وقت اتفاق رائے حاصل کر لیا اور یہہ تینون صاحب بنظوری گورنمنٹ اس عہدہ پر مقرر کئے گئے۔

اب اگرچہ یہہ انتظام خود اُنہین لوگون کی رائے اور مرضی سے عمل مین آیا تہا جو اسوقت ریاست مین ذی اثر اور صاحب اقتدار تہے اور کوئی اندرونی یا بیرونی قوّت بہی جو باعث فتنہ و فساد ہو سکے اسوقت موجود نتہی اور کسیکو رشک و حسد یا بیجا دخل کے خیالات دامنگیر تہے اور ممبران کونسل جدید سے یہہ امید

تھی کہ ہر طرح سے احتیاط کے ساتھ کارروائی کرینگے مگر پھر بھی ازراہ دور اندیشی خود مختار حکومت سے جو اکثر بُرے نتیجون کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اُسکی روک تھام کے لئے اِن سب ارکان ریاست کے مشورہ سے ایک دستور العمل بنایا گیا جسمین مفصلہ ذیل شرطین قرار پائین۔

اوّل یہہ کہ ہر محال کے متعلقہ معاملات جسطرح اُس صیغہ کے اہلکار اعلےٰ کی تحریری رائے کے ساتھ مہاراج کے حضور مین پیش ہونیکا دستور تھا اُسیطرح کونسل مین پیش کئے جائین اور کونسل پابندی ضوابط تحریری یا نظایر موجودہ کے اُنکا فیصلہ کرے اور بصورتیکہ کونسل کی تجویز برخلاف قانون یا کسی حکم تحریری عہد مہاراج نراندر سنگھہ بہادر کے ہو تو اُس صیغہ کے اہلکار پر واجب ہوگا کہ اُسکے بیضابطہ اور خلاف قانون ہونیکی نسبت کونسل کو تحریر اًرپورٹ کرے اور اگر کونسل اپنی اُسی تجویز کے موافق عمل کئے جانے پر اصرار کرے تو اُسکی تعمیل مین پھر حجّت و تکرار نکیجائے۔

دوسرے یہہ کہ کونسل کو اختیار ہوگا کہ بشرط ضرورت باتفاق رائے اہلکار اعلےٰ اُس صیغہ کے جس سے اُسکا تعلق ہو کسی قانون یا ضابطہ مجریہ کی ترمیم یا تنسیخ عمل مین لاکر یا ضوابط جدید جاری کرے۔

تیسرے یہہ کہ کونسل کو جایز ہوگا کہ اہلکاران صدر اور مہاراج کے تالیق اور نگران اضلاع اور وکیل حاضر باش خدمت گورنمنٹ پنجاب (جسکو اب معتمد لکہا جاتا ہے) اور وکیل محکمہ ایجنسی انبالہ کا تغیر و تبدل یا عزل و نصب اپنے اختیار سے کرے بلکہ واجب ہوگا کہ بصورت ثبوت کسی الزام شدید کے مذکورہ بالا اہلکارون کے مشورہ سے ایسے معاملہ کی تجویز کرے اور اگر کسی ضلع کا ناظم یا وہ نون وکیلون مین سے کوئی پٹیالہ مین موجود ہو تو اسکو بہی شریک مشورہ کیا جائے اور اختلاف رائے کی حالت مین جس جانب مین ممبران کونسل مین سے دو کی رائے ہو اُس جماعت کی رائے کو ترجیح دیجاوے اور مذکورہ بالا عہدہ دارون کے سوا عند الضرورت کونسل کو اپنی رائے سے تغیر و تبدل اور عزل و نصب کا اختیار ہوگا۔ اور چونکہ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب ایجنٹ ممالک اینرو ستلج نے طریقہ کارروائی کونسل گورنمنٹ کی اطلاع کیواسطے دریافت کیا تہا اسلئے ایک نقل اس دستور العمل کی صاحب ممدوح کی وساطت سے گورنمنٹ مین بہیجی گئی جس سے اور بہی اسکو باضابطہ استحکام ہوگیا جو سب کے لئے نہایت طمانیت کا باعث تہا۔

مہاراج کا لاہور تشریف لیجانا اور مہاراجہ صاحب بہادر جموں سے ملاقات کا ہونا

اکتوبر ۱۸۶۴ء مین جب لارڈ لارنس صاحب بہادر نے لاہور کے مقام دربار کیا اور پنجاب کے سب راجے مہاراجے بلائے گئے اور مہاراج رنبیر سنگھہ صاحب بہادر والی جموں[1] و کشمیر بھی مع اپنے ولیعہد میان پرتاب سنگھہ صاحب بہادر کے پہلے پہل آکر شریک ہوئے اُن سے اور مہاراج سے بطریق ذیل ملاقات ہوئی۔ اوّل درجہ کے دو اہلکار اُنکی طرف سے لینے کو آئے اور ولیعہد صاحب بہادر نے نکپ کے نصف بستر تک اور مہاراج نے ڈیوڑھی کے خیمہ کے دروازہ تک پیشوائی کی اور اپنی داہنی جانب لیجاکر بٹھایا اور گیارہ سو روپیہ اُنھون نے اور سات سو ولیعہد صاحب اور دو ہائی سو روپیہ مہاراج کے چچیرے بھائی راجہ موتی سنگھہ صاحب نے سر قربانی کی اور سب اہلکارون اور سردارون نے نذرین دین۔ رخصت کے وقت اکاون کشتیان تحایف کی اور دو گھوڑے پیش کئے گئے اور ہمراہیون کو علی قدر مراتب خلعت اور دوشالے دیئے گئے اور اُسیطرح مشایعت کی گئی جسطرح استقبال ہوا تھا اور آنے جانیکے وقت فوج نے بھی سلامی کی اسیطرح جب وہ مہاراج کی ملاقات کو آئے اسطرف سے عمل ہوا مگر ولیعہد صاحب بہادر کے عوض اوّل درجہ کے چار اہلکارون نے

[1] خاندان حال رؤسائے جموں اُس خاندان کے ایک شاخ کی نسل مین سے ہے جو

استقبال کیا اور سترہ کی جگہہ اکیس ۲۱ کی سلامی کی گئی کیونکہ یہہ امر قرار پاچکا تہا کہ جسقدر کسیکی سلامی سرکار انگریزی سے ہوتی ہو اُسیقدر کیجائے

اِس ریاست کے ساتہہ اگرچہ ۱۸۰۵ء سے دوستانہ راہ و رسم جاری تہی مگر کبہی ملاقات کا اتفاق نہوا تہا اور یہہ پہلی ہی ملاقات تہی جو ان دو نامور ریاستون کے رئیسون کے باہم ہوئی۔

کئی سو برس سے مُلک جمّون کا فرمان روا تہا اور جسکی ریاست اور حکومت کا خاتمہ سمت ۱۸۶۵ مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ہاتہہ سے ہوا۔ مہاراجہ گلاب سنگہہ صاحب بہادر جمّون نے حالیہ ریاست کو قایم کیا پانچوین کا تاک سمت ۱۸۴۹ کو پیدا ہوے تہے کہتے ہین کہ جب انکی عمر سولہ برس کی ہوئی انہون نے اپنی خالہ سے زیور لیکر گہوڑا خریدا اور سردار نہال سنگہہ اٹاری والہ کے ہان جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا ایک مقتدر ملازم تہا نوکر آہوے اور پہر سردار مذکور کے دیوان خوشوقت رائے کی سفارش سے سمت ۱۸۶۹ مین یہہ اور انکے دونون چہوٹے بہائی میان دیسان سنگہہ اور میان سوہنیت سنگہہ جو آخر کو راجہ دیسان سنگہہ اور راجہ سوہنیت سنگہہ شہور ہوے اور انکے والد میان کشور سنگہہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی سرکار مین جو پاہی کے بڑے قدردان تہے جمعدار خوشحال سنگہہ کے رسالہ مین نوکر ہوگئے اور چونکہ دل چلے اور صاحب ہمت وجرات تہے اپنی شجاعت اور بہادری کے کامون سے مہاراجہ کے ایسے منظور نظر ہوے کہ خود فوج کے سردار ہوگئے اور مہاراجہ نے اگہڑ خان گکہڑ ریس راجوری

مہاراج کا اُس کمیشن مین شریک ہونا جو نابہہ کے مقام ایک مقدمہ قتل کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوئی ہی۔

اسوقت راجہ بھگوان سنگھ صاحب بہادر والی نابہہ جو اپنے بڑے بھائی راجہ بہرپور سنگھ صاحب بہادر کے لاولد وفات پانے کے سبب سے موافق شرط مندرجہ فقرہ سیوم سند موروخہ پنجم مئی سنہ ۱۸۶۱ء کے تخت نشین

کی گرفتاری کے صلہ مین جو اُنکا ایک تکلیف دہ دشمن تہا چوتہی اساڑہ سمت ۱۹۰۷ کو جموں کا علاقہ مہاراجہ گلاب سنگہہ کو بخشدیا اور اپنے ہاتہہ سے اُنکے ماتہے پر راجگی کا ٹیکا لگایا اور سرکاری تحریرون مین اُنکو یون لکہا جانے لگا ،، اُجل دیدار نزہل بندہ مقرب بارگاہ سلطانی خیرخواہ بلاشتباہ راجہ گلاب سنگہہ بہادر راجہ جموں ،، ستلج کی لڑائی کیوقت دربار لاہور کے یہہ ایک بڑے رکن تہے اور اُن معاملات کے درستی کے ساتہہ طے کرانے مین جو ابین سرکار انگریزی اور دربار لاہور کے تصفیہ طلب تہے انہون نے بہت کوشش کی تہی اسلئے صلحنامہ مین جو نوین مارچ سنہ ۱۸۴۶ء کو لاہور کے مقام لکہا گیا سرکار انگریزی نے یہہ شرط درج کرائی کہ یہہ آزاد اور خودمختار رئیس اپنے ملک کے مانے جائین اور ان کو اسبات کا استحقاق دیا گیا کہ سرکار انگریزی کے ساتہہ جدا عہدنامہ کرلین پس ازین عہدنامہ موروخہ سولہون مارچ سنہ مذکور جو امرتسر کے مقام سرکار انگریزی کا خاص اُنکے ساتہہ ہوا اور یا

فروری ۱۸۶۴ء کو مسند نشین کئے گئے تھے ایک سخت آفت مین مبتلا تھے
۔ اسپر یہہ الزام لگایا گیا تھا کہ اُنہون نے اپنے بڑے بھائی راجہ بہرپور سنگھ صاحب
کو زہر سے اور اپنی ایک رشتہ دار عورت کو علاقہ انگریزی مین تلوار سے قتل کرادیا
تھا اور اسیواسطے اُن دنون مین جسکا ذکر ہم ابھی کرچکے ہین شریک نہیون سے روک دیئے گئے تھے ۔ اگرچہ
یہہ اتہام ایک مایوس شخص نے بعد خود اُس عورت کا قتل کرنا ثابت تہا صرف
اپنے بچاؤ کی غرض سے لگائے تھے مگر یہہ الزام ایسے نتھے کہ اُنکی تحقیقات

سندہ اور راوی کے درمیان کا تمام پہاڑی ملک بعوض بچہتر لاکھ روپیہ کے جو بجانب تاوان
جنگ سرکار لاہور کے ذمہ باقی رہگیا تہا اور اُنہون نے اپنے پاس سے ادا کیا اُنکو معہ
خطاب مہاراجگی دیا گیا اُنہون نے بیسویں سالون سمت ۱۹۱۲ کو قضا کی اور اُن کے فرزند
رشید مہاراج رنبیر سنگھ صاحب بہادر مسند نشین ہوے ان کے عہد مین گلگت کا علاقہ جو
کشمیر سے شمال کیطرف ہے فتح ہوکر آوے شامل ریاست ہوا اور جب پہلے پہل ۱۸۶۱ء مین سٹاف انڈیا
کا خطاب جلیل چند ہندستانی رئیسون کو دیا گیا تو بسبب اُنکی خدمات ایام غدر ۱۸۵۷ء کے
اول درجہ کا خطاب اُنکو بھی ملا اور سند اختیاز بنیت بھی گورنمنٹ سے عطا ہوی اور دربار
قیصری کے موقع پر جو یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین ہوا تہا خطاب "اندر مہندر بہادر پرسلطنت"
اور "آنریری جنرل افواج انگلشیہ" اور خطاب "مشیر قیصر ہند" جو اکثر حکام انگریزی کے
لئے اسی موقع پر جدید تجویز ہوا تہا مرحمت ہوا ۔ اور اُنکے حین حیات اُنیس توپون
کی سلامی مقرر ہوی ۔ اور بغرض یادگار افتخار فرمائی لقب قیصر ہند اور عزت افزای اُن اشخاص کے

تنکیجاتی اسلئے گورنمنٹ نے میجر کری کرافٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع راولپنڈی کو انکی تحقیقات کیواسطے مامور فرمایا اور ایک تخایہ کی ملاقات مین جسمین راقم بھی حاضر تہا لارڈ لارنس صاحب بہادر ویسرائے اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے مہاراج اور راجہ گہیبر سنگہ صاحب بہادر والی جیند سے اُنکے ساتہہ تحقیقات مین شریک ہونے کی استدعا کی۔ پس مہاراج لاہور سے واپس آتے ہی ناہہ تشریف لیگئے اور تیسری نومبر سے بائیسوین تک بڑی خوض اور فکر کے ساتہہ تحقیقات ہوتی رہی جسکی نسبت مین بطور ذاتی شہادت کے کہہ سکتا ہون کہ کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا گیا اور جہان تک ممکن تہا بال کی کہال نکالی گئی اور آخر کار کمیشن کی رائے مین راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کو بری کردیا جانا محض بے بنیاد ٹہہرا اور راجہ

جنہون نے سلطنت ہند مین عمدہ خدمات کی ہو جو خطاب جدید "آرڈر آف انڈین امپائر" شروع سال حال یعنی ۱۹۱۱ء مین تجویز ہوا ہے وہ بہی انکو عطا ہوا ہے۔

یہہ ریاست ایک گہوڑا اور شال کی اون والی بارہ بکریان اور تین دوشالے گورنمنٹ انگریزی کو سالانہ خراج دیتی ہے اور آبادی مدافق تخمینہ مندرجہ پوسٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۹۰۷ء پندرہ لاکہہ سینتیس ہزار اور آمدنی بیاسی لاکہہ پانچ ہزار سے کچہہ زاید ہے رئیس کی قوم ڈوگرا راجپوت ہے۔ ۱۲ مولف

بھگوان سنگھ صاحب دونون الزامون سے قطعاً بری ثابت ہوئے اور جو تجویز اُنہون نے اپنے اجلاس مین اُس شخص کی نسبت کی تہی جسنے اپنی جان بچانے کو یہ بیہودہ اتہام لگائے تہے وہ بہی درست معلوم ہوئی اور گورنمنٹ نے اِس مدد وہی کی بابت گرمجوشی کے ساتہہ ہمارے دربار کا شکریہ ادا کیا۔

بات یہہ تہی کہ سردار گوبخش سنگھہ اور منشی صاحب سنگھہ ریاست ہاہہ کے دو پُرانے اور مقتدر اہلکار تہے اور دونون کے باہم مدت سے ایک سخت رقابت چلی آتی تہی اور کبہی وہ غالب آجاتا تہا اور کبہی وہ چنانچہ آخر ۱۸۵۷ء مین سردار گوبخش سنگھہ کا بحکم سرکار انگریزی مدارالمہامی کے عہدہ سے معزول ہوکر مع اپنے خاندان کے ریاست سے خارج کیا جانا ایسے ہی امور کا نتیجہ تہا مگر راجہ بہرپور سنگھہ صاحب بہادر نے اپنے دوست سر رابرٹ اوورڈس صاحب ایجنٹ ممالک اینروے تلج کی اجازت سے ۱۸۶۲ء مین اُسکو پہر بُلا لیا تہا اور اُنکی زندگی کے اخیر برس مین وہ اُنکا بڑا معتمد علیہ تہا اور منشی صاحب سنگھہ وغیرہ نظر سے گرے ہوئے تہے اور اس سبب سے راجہ صاحب بہادر جو قریب پانچ مہینے کے مرض سل مین مبتلا رہے اُسکی معرفت دوا علاج ہوتا تہا اور اور لوگونکی آمد و رفت اُنکے پاس بہت کم تہی۔ چونکہ جس رات

کو اُنکا انتقال ہوا اُسدن اُنکی حالت سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ وہ آج ہی کل مین انتقال
کر جائینگے اور وفات سے چند گہنٹے پہلے اُنہون نے کچہہ کہایا ہی تہا اور
اُسکے بعد معمول کے موافق کچہہ دوا ہی پی تہی جس سے تہوڑی ہی دیر بعد طبیعت
بگڑ گئی اور اُنکا انتقال ہوگیا۔ اِس سے گوربخش سنگہہ کے مخالفون کو اُسپر اکرینکا
موقع ملا اور اُنمین سے ایک نے سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب بہادر
کو انگریزی مین ایک ایسے مضمون کی چٹہی لکہی جس سے راجہ صاحب کی موت
کے سبب کی نسبت شک ہوسکتا تہا مگر اس سبب سے کہ صاحب موصوف
اِس بات سے واقف تہے کہ راجہ صاحب ایک عرصہ سے بیمار تہے اور
بیماری کے صدمے اُٹہاکر سوکہہ کر کانٹا ہوگئے تہے اور طاقت بالکل سلب
ہوگئی تہی جس سے شفایابی کی اُمید قطعاً جاتی رہی تہی اور گوربخش سنگہہ کو
وہ اُنکا نہایت خیرخواہ جانتے تہے اور تہا ہی یون ہی کیونکہ اُسکو کئی برس کے
نابہہ سے نکالے ہوئے کو اُنہون نے بلاکر اپنا مدارالمہام بنایا تہا اور اُن کے
مرنیسے سب سے زیادہ اُسیکا نقصان متصور تہا پہر وہ کیونکر ایسی بات کرسکتا تہا
جس سے اُسکی بازی ہی تمام ہوجاتی اسلئے اُنہون نے اُسپر کچہہ توجہ نہ کی مگر
شدہ شدہ یہہ بات زبان زد ہوگئی کہ راجہ صاحب کو زہر دیا گیا تہا اور اس سے

چند روز بعد جو ایک اُور گل کہلاتا ہے سے یہہ شبہ اور بھی قوی ہو گیا یعنی سردار
مہتاب کنور جو راجہ صاحب کے مامون سردار راجن سنگھہ کی زوجہ تھی اور
جسکے لڑکے اُوتار سنگھہ کی شادی کی دعوت مین سے جو تیئیسوین جون ۱۸۶۳ء
کو ہوئی تھی آتے ہی راجہ صاحب بیمار ہو گئے تھے اور اس سبب سے لوگ اُسکی
نسبت راجہ صاحب پر جادو کرانیکا بہرم رکھتے تھے۔ چوتھی جنوری ۱۸۶۴ء کو
اپنے وطن نگلہ نانگل مین جو ضلع گورداسپورہ مین ایک گانون ہے اپنے گھر کے اندر
سر شام تلوارون سے قتل کی گئی اور زیور پر ہاتھہ ڈالے بغیر مجرم بھاگ گئے
اور تھوڑے عرصہ بعد پولیس نے قاتلون کا سُراغ ریاست نابھہ مین آ لگایا اور
چار آدمی گرفتار ہوئے جنمین سے ایک نے سرکاری گواہ بنکر پوست کندہ حال بیان
کیا اور یہہ بات معلوم ہوئی کہ اصل قاتل ایک شخص مہتابا نامی موضع جیتو علاقہ
نابھہ کا رہنے والا تھا جو سرقہ کے جرم مین نابھہ کے جیلخانہ مین قید تھا اور
میعاد کے گزرنے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا تھا چونکہ اس سے ایک بڑا شک
ہوتا تھا اسلئے صاحب ایجنٹ ممالک اینروے شلج نے راجہ بھگوان سنگھہ
صاحب کو نہایت تاکید کے ساتھہ اسکے اصل حال کے دریافت کرنے اور مجرمون
کو سزا دینے کیواسطے لکھا جسپر راجہ صاحب کے اجلاس مین تحقیقات ہو کر مہتابا

کا بحکم سردار گوربخش سنگھ قید سے چھوڑا جانا ثابت ہوکر مہتاب کنور
کے قتل کرانیکا الزام اُسپر عاید ہوا لیکن جب صاحب ایجنٹ نے گوربخش سنگھ کو
بلاکر پوچھا تو اُسنے یہہ الزام اپنے دشمنون پر اُلٹ دیا اور منشی صاحبا سنگھہ وغیرہ
بلکہ خود راجہ صاحب کو اسکا مرتکب[۱] بیان کیا اور کہا کہ یہہ قتل اس غرض سے
کرایا گیا ہے کہ راجہ بہرپور سنگھہ صاحب کو زہر دلوانے اور جادو کرواکر
مروانے کا حال ظاہر نہونے پائے کیونکہ مہتاب کنور جوان باتون مین
شریک تہی اُسکی عقل پر عدم افشائے راز کا انکو بہروسہ نتہا اور صاحب
موصوف نے شاید اس خیال سے کہ راجہ بہرپور سنگھہ صاحب منشی صاحبا سنگھہ
وغیرہ سے بہت ناراض تہے اُسکے قول کو معتبر سمجھکر منشی صاحبا سنگھہ محمد حسن خان
- ماسٹر امیر علی - سردار بختاور سنگھہ گل - سردار لال سنگھہ اوصاف علی
خان عدالتی اور منشی صاحب سنگھہ کے بتیجے منشی نراین سنگھہ کو جو راجہ
صاحب کے ساتہہ شملہ گئے تہے بغیر اسکے کہ کچھہ تحقیق کرین قید کرکے جیلخانہ مین
بہیجدیا لیکن گورنمنٹ نے ازراہ دانائی اس مقدمہ کی تحقیقات ایک ایسے عہدہ دار
کی معرفت مناسب سمجھی جسکا دماغ ان افواہون سے خالی اور جو اس ملک

[۱] دیکھو فقرہ (۳۱۲) رپوٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۶۶ء مولف

کے معاملات سے محض بے تعلق ہو چنانچہ میجر کریکرافٹ صاحب مقرر
فرمائے گئے اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مہتابا وایم الجبس ہوکر جزایر انڈمن کو
بہیجا گیا اور اگرچہ گوربخش سنگھہ انبالہ کی عدالت ششن سے قانونی
وجوہات کی بنیاد پر جرم اعانت قتل سے بری ہوا مگر چونکہ گورنمنٹ
پنجاب اور گورنمنٹ ہند اور صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ کے نزدیک
کمیشن کا فیصلہ بالکل صحیح تہا وہ اور اوصاف علیخان عدالتی جسکی مرافعت
مہتابا قید سے چہوڑا گیا تہا اور مہتاب کنور کا سوتیلا بیٹا بلونت سنگھہ تمام عمر
کے واسطے ریاست سے خارج کئے گئے اور راجہ بہگوان سنگھہ صاحب
راجائی کے منصب پر جس سے تا تحقیقات علحدہ کئے گئے تہے بہر بحال ہو گئے
میجر کریکرافٹ صاحب نے مجوزہ نسبت مقدمہ جادو اور زہر دی راجہ
بہرپور سنگھہ صاحب کے لکہی تہی دلچسپ سمجہکر ہم اُسکا خلاصہ مسٹر گریفن صاحب
کی کتاب پنجاب راجاز سے یہان نقل کرتے ہین وہ لکہتے ہین کہ ،، راجہ
بہرپور سنگھہ صاحب کی زہر خورانی کا قصہ محض بے بنیاد ثابت ہوا ،،
ہندوستانی ریاستون مین جب کوئی رئیس مرجاتا ہے تو اکثر یہی بیان
کیا جاتا ہے کہ اُسکو زہر دیا گیا تہا اور اسکی وجہہ فقط یہہ ہے کہ اس الزام کا ثابت

ہونا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ہندوؤن مین یہہ دستور ہے کہ مُردہ کو فوراً جلا دیتے
ہین اور زہر خورانی وغیرہ کا کیسا ہی کچھہ شبہ کیون نہو مگر اہل دربار مذہبی
دلایل پیش کرکے لاش کے چیر کر دیکھے جانے مین اعتراض کیا کرتے ہین اس
سبب سے گرفتاری کا خوف جو یورپ مین زہر دینے والون کو اس زمانہ کے
ڈاکٹرون کے عمل کیمیائی یعنی اجزا کے جدا کرنیکے طریق کو دیکھکر ایک یقینی
امر معلوم ہوتا ہے وہ ہندؤن مین کچھہ وقعت نہین رکھتا اور اس باعث سے
زہر دینے والا زیادہ تر محفوظ خیال کیا جا سکتا ہے اور اس قسم کے جھوٹے اور
پرکینہ الزام لگانے کی ہی لوگون کو جرات ہوتی ہے اور ان الزامون کا عموماً
لوگ اسوجہ سے یقین کر لیتے ہین کہ اُسکا جھوٹا ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے علاوہ
اسکے رئیس کے زہر دینے کا الزام ایسا ہے کہ جس فریق کی کچھہ اغراض ہیئں
کی وفات سے متعلق خیال کیجا سکتی ہون اُسپر ایک نہایت قاتل اثر کے
ساتھہ لگایا جا سکتا ہے اور اگرچہ اُس الزام کا کچھہ ثبوت نہو اور روئیداد مقدمہ
سے ہی اُسکا عاید ہونا خلاف قیاس ہوتا ہم اس الزام کا اثر خالی نہین جاتا
یعنی جن لوگون کے سر یہہ کلنک کا ٹیکا لگایا جاتا ہے وہ کبھی سرخرو نہین
ہوتے اور تہمت لگانے والے اِس سے فایدہ اُٹھاتے ہین۔ غرضکہ یہہ باعث

ہین جنسے ہندوستانی ریاستون مین زہرخورانی کا الزام اکثر لوگون پر
لگایا جاتا ہے اور اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ یہہ
جرم اکثر مرد ہی ہوتا ہے بلکہ برخلاف اسکے اس بات کی بہت سی نظیرین
دیجا سکتی ہین کہ اکثر زہرخورانی کے مقدمات ایسے پیش ہوتے ہین جنکی
ابتدا مین لوگون نے بڑا غل مچایا مگر آخرکار وہ بے بنیاد ثابت ہوئے اور
متوفی کے قضای الہی سے وفات پانیکے باب مین کوئی شک باقی نہین
رہا،، پھر وہ لکھتے ہین کہ ،، نابہہ کے مقدمہ کی تحقیقات مین جادو
کا بھی ایک بڑا قصہ تہا اور اسمین شک نہین کہ راجہ بہرپور سنگھہ صاحب متعصب
مزاج کے آدمی تھے اور اُنکے بعض حاضر باشون نے یہہ بات اُنکے دل
مین بٹہادی تہی کہ آپ اس سبب سے بیمار رہتے ہین کہ سردارنی مہتاب کیور
وغیرہ نے آپ پر جادو کرا رکہا ہے چونکہ عموماً ہندو جادو کے قایل ہین اسلئے
راجہ بہرپور سنگھہ صاحب جیسے نازک طبع شخص پر اس خیال سے کہ
مجھپر جو کیان بٹہائی ہوئی ہین غالباً بڑا مضر اثر پیدا ہوا ہوگا کیونکہ جو مضبوط
طبیعت کے آدمی نہین ہوتے اُنکی صحت اور بیماری کی حالت پر ظنّی باتون کا
بڑا اثر ہوا کرتا ہے اسلئے ہم بیدھڑک یہہ نہین کہہ سکتے کہ راجہ بہرپور سنگھہ صاحب

کو جو یہہ یقین تہا کہ مجھپر جادو کرایا گیا ہے اس یقین نے اُنکی شفایابی پر ایک نہایت بُرا اثر پیدا نہین کیا۔"

مہاراج کی شادی

مہاراج کی شادی جو مہاراج نرائندر سنگہہ صاحب بہادر کے انتقال کے سبب سے ملتوی رہگئی تہی دربار نے اب اُسکی تیاری کی اور اس سبب سے کہ اُنکی والون مین اسقدر سکت نتہی کہ ایسی بڑی برات کا بوجہہ اُٹہا سکین اور نہ بونگا[1] ایسا مقام ہی تہا جہان ایسے ہنگامہ کی گنجایش ہو سکے اسلئے مہاراج کے خسر سردار رام نراین سنگہہ کی رضامندی سے نہر ہند کا مقام اسکے واسطے تجویز ہوا اور باغ عام خاص جو سلاطین مغلیہ کے عہد کی ایک ٹوٹی پہوٹی نشانی ہے اُنکے رہنے اور تیاری کرنیکے لئے دیا گیا اور پانچوین مارچ ۱۸۶۵ء کو نہایت دھوم دہام سے شادی ہوئی۔

جو سمین اور تکلفات ہندستانی رئیسون بلکہ عموماً ہم ہندوستان کے رہنے والون کی شادی مین گویا لازم ٹہہر گئی ہین اُنکا لکہنا کسی ایسے شخص کا کام ہے جو رسوم اہل ہند کی نسبت ایک علیحدہ کتاب لکہنے کا قصد رکہتا ہو مگر

[1] انبالہ سے قریب چالیس میل مغرب لطیف شیخ کے بائین کنارہ ایک چہوٹی سی پہاڑی پر قریب پانچسو آدمی کی ایک بستی ہے
مولف

اس موقع پر اتنا بیان کر دینا ہمپر ہی واجب ہے کہ ہماری شادی بیاہ
کی رسمین بہی ایسی ہی قابل اصلاح ہین جیسی کہ ہماری اکثر اور باتین ہین کیونکہ
وہ اکثر محض لغو اور بے سود ہی نہین ہین بلکہ بعض اوقات اُنسے نہایت مضرتین
پیدا ہوتے ہین اور بجز دو چار دن کی واہ واہ اور مدح و ثنا کے کوئی ایسا
پایدار نتیجہ پیدا نہین ہوتا جو واقعی تعریف و توصیف کے لایق ہو اور جو
اس شہرت اور ناموری کو کسیقدر مدت تک قایم رکہہ سکے جسکے حاصل
کرنیکے واسطے شادی مین اندہا دھوندی سے روپیہ خرچ کیا جاتا ہے مثلاً
اسی شادی کو دیکہو کہ اگرچہ قریب ستّر ہزار لاکہہ روپیہ کے اسمین خرچ ہوا تہا
مگر اب کسیکو بہی یہہ خیال نہین ہے کہ اسمین آتش بازی کیسی ہوئی تہی
- روشنی کیسی ہوئی تہی - پہلواری کیسی بنی تہی - گانے بجانے والون
کے کتنے طایفے تہے وغیرہ - اور نہ کوئی ایسی مفید اور پایدار شے یادگار
اس شادی کی موجود ہے جو باعتبار فواید خلق خدا نیر دایمہ یا باعتبار شہرت
اور ناموری کے یادگار کہے جانیکا رتبہ رکہتی ہو - البتہ یہہ بات اس شادی
کی یاد دلانے کے لایق ہے کہ اسمین بکہیرا اور باڑہ دینے کی رسم جو
سب سے زیادہ فضول اور مضر ہے اور جسمین لاکہون روپیہ اور صرف ہو جاتا

چاہیئے تہا اور جواب سے چند سال پیشتر نہایت ضروری سمجھی جاتی تہی اور اس بغیر گویا شادی ہی کچھ نہ تہی) ایک پیسہ بہی خرچ نکیا گیا اور اسکو دیکہکر تمام اس ملک مین سے یہہ رسم جسکے سبب سے لوگ نہایت زیربار اور تباہ ہوتے تہے اور آپس کی شرم ولحاظ کے باعث چہوڑ نہ سکتے تہے موقوف ہوگئی۔

اَرل میو صاحب اور امیر شیر علیخان والی کابل کی ملاقات اور مہاراج کا اُسمین شریک ہونا

آغاز ۱۸۶۹ء مین امیر شیر علیخان والی کابل کا ہندستان مین آنا اور اَرل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کا اُنکی ملاقات کے واسطے ایک عظیم الشان دربار کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو اس ریاست کی تاریخ سے بہی اُسکو کسیقدر تعلق ہے۔

یہہ دربار پانچوین مارچ سنہ مذکور کو انبالہ مین ہوا تہا اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب کے علاوہ نواب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی اور صاحب کمانڈر انچیف افواج ہندستان اور صاحب کمانڈر انچیف افواج احاطہ بمبئی اور نواب گورنر جنرل بہادر کی کونسل کے تمام ممبر اور سکرٹری اور ہندستانی رئیسون مین سے مہاراج اور

راجہ جیند و نابہہ اور کپور تہلہ اور نواب جہانگیر ٹمنڈ اور سردار صاحب کلسیہ جو قرب کے سبب سے بلائے گئے تہے اسمین شریک تہے۔

یہہ ملاقات شاہانہ طور کی تہی اور امیر صاحب اور اُنکے ولیعہد سردار عبداللہ جان کیواسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے دائین بائین ویسی ہی شاہی کرسیان لگائی گئی تہین جیسی خود اُنکی کرسی تہی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ اور کئی اور بڑے بڑے عہدہ دار جاکر اُنکو ملاقات کیواسطے لائے تہے اور نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر نے لب فرش تک استقبال کیا تہا اور فوج نے بہی شاہی سلامی کی تہی مگر اسمین ہندستانی رئیسونکی نشست کا قرینہ ایسا تہا جو اُنکی دلشکنی اور ملال کے علاوہ ایک اور طرح سے بہی گورنمنٹ کی تدبیر ملکی کے برخلاف تہا اور فارن آفس کے عہدہ دارون نے اُسکے تجویز کرنے مین بہت بے احتیاطی کی تہی کیونکہ بہت عرصہ نہین گذرا کہ امیر کابل کیطرح یہہ بہی سرحدی رئیس تہے اور گو اُنکا ملک وسیع اور بڑا ملک نہی مگر آزادی اور خودمختاری مین بہت کچہہ اُس سے مشابہت رکہتے تہے مگر اتفاقات وقت نے اُنکی وہ حالت بدل دی اور اُنہون نے گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت اور فرمان برداری

اختیار کی اور اُسکی قدرشناسی پر اعتماد کرکے اپنی تقدیر اُسکی تقدیر کے شامل کرلی پس امیر کابل کے لئے جسکے کامل مطیع اور فرمان بردار بنانیکی گورنمنٹ دل سے آرزومند ہے یہہ ایک نمونہ تھے اور اسلئے لازم تہا کہ اُسکے روبرو انکی عزّت اور احترام ایسے نمایان طور سے کیا جاتا جسکو دیکھکر اُسکو بہی گورنمنٹ کی دلی اطاعت اور کامل فرمان برداری اختیار کرنیکے فوایدکا خیال ہوتا اور عوام مین اس خیال کے پیدا ہونیکی گنجایش نہوتی کہ جو کوئی گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کرتا ہے اخیر مین وہ اُسکی عزّت اور احترام کی نسبت بے پروائی کرتی ہے لیکن گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ سے حکام اعلی جب ان خیالات سے آگاہ ہوے توحتی الامکان اسکی تلافی مین توجہ کی گئی۔

مہاراج کا عالیجناب ڈیوک آف ایڈن برابہادر کی ملاقات کے لیئے لاہور جانا اور مختلف واقعات

اس ریاست کی تاریخ مین سنہ ۱۸۶۹ء اپنے مختلف واقعات کے لحاظ سے ایک نمایان اور ممتاز سال ہے۔ اسمین سب سے پہلے جو قابل الذکر بات ظہور مین آئی وہ یہہ تہی کہ فروری کے آغاز مین مہاراج پنجاب کے اُن بڑے

بڑے رئیسون کے ساتھہ شریک ہونیکو لاہور تشریف لیگئی جو عالیجناب معلے القاب ڈیوک آف ایڈن برا یعنی حضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اجلالہا کے فرزند ثانی شاہزادہ ایلفرڈ البرٹ بہادر کی تعظیم و تکریم اور ملاقات کے واسطے بلائے گئے تہے اور اُنکو اپنے شاہنشاہ زادہ کی تعظیم و تکریم بجالانے اور اُنسے ملاقات ہونیکا اعزاز حاصل ہوا اور اُنہون نے اُنکی تشریف آوری کی یادگار قایم رکہنے کے لئے پنجاب یونی ورسٹی لاہور کو بیس ہزار روپیہ اس حکم سے عنایت کیا کہ اُسکے منافع سے سال بسال ایک وظیفہ شاہزادہ صاحب بہادر کے نام نامی سے دیا جایا کرے۔

اس موقع پر ہمکو یہہ بات بیان کردینی چاہیئے کہ پہلے کبہی کسی ایسے موقع پر مہاراج اور نواب صاحب بہادر بہاول پور کے جمع ہونیکا اتفاق نہوا تہا اور اسلئے یہہ امر تصفیہ طلب تہا کہ دربار مین نشست کس ڈہنگ سے ہو پس راقم کے بہائی خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب نے جو اُسوقت ریاست کی طرف سے وکالت کے عہدہ پر مامور تہے پیش بینی کرکے اس معاملہ کو حکام گورنمنٹ پنجاب کی خدمت مین پیش کیا اور اگرچہ

کئی ایسے سبب موجود تھے جنکے باعث سے نواب صاحب کے نمبر نشست کی تاخیر مشکل تھی مگر انہون نے ایسے معقول دلائل کے ساتھہ اسکو پیش کیا کہ آخر کار گورنمنٹ اعلیٰ کو پوٹ ہوکر یہہ امر خاطر خواہ طے ہوگیا۔

شاہزادہ صاحب بہادر کا تشریف لانا صرف سیر و سیاحت کی غرض سے تھا اور انگلستان کے خاندان شاہی مین سے وہ پہلے شخص تھے جنہون نے جہاز سے اُتر کر ہندستان کی زمین پر قدم رکھا۔

مہاراج اور نواب صاحب بہادر بہاولپور کی ملاقات

اس موقع پر نواب صاحب بہادر والی بہاولپور[1] کے ساتھہ بھی ملاقات ہوگئی اور موافق اُس دستور العمل کے جو جانبین کے اہلکارون کے مشورہ

[1] رؤسائے بہاولپور اپنے ایک بزرگ داؤد خان کے نام کی مناسبت سے داؤدپوتر کہلاتے ہین کیونکہ پنجاب کے لوگ پوتے کو پوتر بولتے ہین اور انکو اس بات کا دعوی ہے کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے چچا حضرت عباس کی اولاد ہین۔ کہتے ہین کہ جب ۶۵۶ ہجری کے آغاز مین چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کرکے مستعصم باللہ کو جو عباسیون مین کا آخری خلیفہ تھا قتل کر ڈالا یہہ لوگ تاتاریون کے خوف سے خراسان اور سیستان کے راستہ سے دریائے سندہ کے قریب جوار مین آکر آباد ہوگئے اور رفتہ رفتہ ایسی طاقت پکڑ گئے کہ ۱۷۳۹ء مین انکا بزرگ داؤد خان اپنے زور کے گھمنڈ مین صوبہ ملک سندہ کے ساتھہ جو بادشاہ کی طرف سے متعین تھا بگاڑ بیٹھا اور شکست کھاکر

سے قرار پایا تہا اول نواب صاحب مہاراج کی ملاقات کیواسطے تشریف لائے پہر مہاراج اُنکے ملنے کو گئے اور اسطرح سے جو دوستانہ راہ و رسم دونون ریاستون مین ایک عرصہ دراز سے جاری تہی زیادہ مستحکم ہوگئی

مہاراج کی بہن بی بی بختاور کنور صاحب کی وفات

مہاراج ابہی لاہور ہی مین تہے کہ اٹہارہوین فروری کو تاریخ اُنکی بڑی بہن بی بی بختاور کنور صاحب کی وفات کی خبر پہنچی جو معہ اپنے خرد سال فرزند ولیعہد ریاست بہرتپور کے کئی مہینے سے پٹیالہ آئی ہوئی تہین چونکہ آغاز دسمبر سنہ گذشتہ مین اُس نونہال دولت کا پیپڑے کے ورم سے انتقال ہوچکا تہا اور اب تپ کی بیماری سے انہون نے بہی قضا کی

اپنی قوم کے دریاے سندہ کے اس پار ایک جنگل مین آنکلا جہان اُنکو فوج شاہی نے آگیرا لیا اور انہون نے راجپوتون کیطرح بیحرمتی کے خوف سے اپنے جورو بچون کو قتل کرکے دشمنون پر جو اس وحشت ناک اور مہیب حرکت کو دیکہکر دہشت مین آگئے تہے ایسا حملہ کیا کہ جس سے اُنکا مونہہ پہر گیا۔

اب انہون نے سندہ کے شمال کیطرف بڑہنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اُس قطعہ زمین کے مالک ہوگئے جو آجکل بنام ریاست بہاولپور مشہور ہے اور داؤد خان کے بیٹے مبارک خان نے صوبہ دار ملتان کی مہربانی سے (جو شہنشاہ دہلی کیطرف سے متعین تہا) اپنے موروثی مُلک مین سے بہی کچہہ حصہ حاصل کرلیا جو جنوب مین اُس

اِس سے اُن تعلقات کا گویا خاتمہ ہوگیا جو دونون ریاستون کے باہم تھے اور جن سے دونون کے بہت بڑے فواید متصور تھے - اس موقع پر اور دوست رئیسون کیطرح سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب کا تعزیت کے لئے تشریف لانا اور ایک دوست والی مُلک کی دلجوئی کیواسطے خاص اُسی کے مُلک کے طریقہ کا پیرو ہونا ایک قابل تعریف امر تھا کیونکہ یہی باتین ہین جنسے فاتح اور مفتوح قوم مین محبت اور اتحاد پیدا ہوسکتا ہے اور مغایرت اور جدائی کے خیالات کم بلکہ مفقود ہو سکتے ہین جو ہماری

مقام تک پھیلتا تھا جہان اُس زمانہ مین دریاے بیاس و ستلج کا اکٹھا راستہ تھا اور جسمین اب ضلع منٹگمری اور ملتان کا ایک بہت بڑا حصہ شامل ہے -

ابتدا مین پچاس برس تک یہہ ریاست بہت چھوٹے چھوٹے سردارون مین منقسم رہی جو ہر ایک بجاے خود حاکم مستقل اور اپنے اپنے قبیلہ کا سردار تھا مگر داؤد خان کے پوتے نواب بہاول خان اوّل نے اُنکو مغلوب کرکے سب ملک اپنے ماتحت کرلیا اور طوائف کے یکجا ہوجانیکا یہہ نتیجہ ہوا اگرچہ احمد شاہ دُرّانی کا بیٹا تیمور شاہ اُنکا مزاحم بھی ہوتا رہا اور اُسکی فوج نے کچھ دنون تک بہاولپور مین قیام بھی کیا مگر تو بھی اضلاع ملتان وغیرہ مین اُنکا اقتدار قایم رہا بلکہ انہون نے ضلع ڈیرہ غازی خان کو خان قلات سے چھین کر اپنے قبضہ مین کرلیا اور جب ۱۸۰۱ع مین شاہ شجاع الملک کے کابل سے نکالے جانیکے بعد درانیون کی سلطنت مین ضعف آگیا یہہ آزاد اور خودسر بنگئے مگر انکی اخیر عمر مین

راے مین سلطنت کی تقویت اور استحکام کے لئے ایک نہایت ضروری امر ہے۔

کونسل ریجنسی کی موقوفی اور مہاراج کو اختیار کا ملنا

جس بنیاد پر کونسل ریجنسی مقرر ہوئی تہی اور جو دور اندیشی اور احتیاط ممبرونکے انتخاب کے باب مین کی گئی تہی اور جس امر کی روک تہام کیواسطے دستور العمل بنایا گیا تہا وہ ہم پہلے مفصل لکہہ آئے ہین مگر افسوس ہے کہ زیادہ عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ ارکان ریاست کے باہم ناچاقی اور نااتفاقی کے سامان نظر آنے لگے اور جس امر کا اندیشہ تہا آخر وہی ظہور مین آیا یعنی آغاز ۱۸۶۵ء

جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے زور پکڑا دریاے ستلج کے شمال کی طرف کا ملک انکے قبضہ سے نکل گیا اور یہہ انکے خوف سے سرکار انگریزی سے اپنی حفاظت کے ملتجی ہوئے۔ اگرچہ عہدنامہ کی رو سے سرکار انگریزی کو انکی حفاظت کے ذمہ لوٹ لینے کا اختیار تہا کیونکہ دریاے ستلج کے بایین طرف مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا کچہہ حق نرہا تہا مگر کسی مصلحت سے سرکار اس سے انکار کرتی رہی لیکن ۱۸۳۳ء مین انکے پوتے بہاول خان ثالث کے ساتہہ سوا دفعات کا ایک عہدنامہ دوستی اور تجارت کے باب مین ہوگیا جسکی دفعہ دویم و سویم کی رو سے وہ مالک اور خود مختار حاکم اپنے ملک کے مانے گئے اور ۱۸۳۸ء مین جب شاہ شجاع الملک کے دوبارہ تخت کابل پر بیٹہنا نیکی تجویز ہوئی چونکہ اُس زمانہ مین کابل کا سید اماستہ جو

مین جب جنرل سر ہربرٹ ایڈوارڈس صاحب بہادر (جنکا ذاتی رعب داب ہی فتنہ وفساد کے دبے رہنے کا ایک بڑا سبب تہا) ولایت کو چلے گئے اور جنرل ٹیلر صاحب بہادر تشریف لائے چند خود غرض شخصون نے باہم سازش کرکے ایک ایسے عہدہ دار کو جسکا معزول یا تبدیل کرنا بغیر کسی گناہ اور مشورہ سب ارکان ریاست کے دستور العمل کی رو سے جایز نتہا مہاراج سے جو ابہی قریب بارہ ہی برس کے سن مین تہے صاحب ایجنٹ کو کہلاکر معزول اور اُسکی جگہہ ایک اور شخص کو مقرر کرادیا اور صاحب موصوف نے بغیر اسکے کہ اس بات پر لحاظ کرین کہ یہہ مہاراج کی ذاتی راے نہین ہے اور اُنکی راے اور مرضی سے ایسے اُمور کے طے

پشاور ہوکر تہا محفوظ تہا اور اس سبب سے افغانستان کے تاجر درہ بولان کے راستہ سے بہاولپور کے علاقہ مین سے ہوتے ہوے اس مُلک مین آتے تہے اسلئے سرکار انگریزی نے بہی کابل کو اپنی ڈاک اسی راستہ سے قایم کرنی مناسب جانکر آہستہ آہستہ دفعات کا ایک اوز عہدنامہ کیا جسکی رو سے سرکار انگریزی نے ریاست بہاولپور کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور نواب صاحب نے اُنکو مطیع الامر سرکار موصوف قرار دیا اور فریقین کے دوست دوست اور دشمن دشمن قرار پاے اور چونکہ نواب صاحب نے اس موقع پر اچہی خدمات کین اسکے صلہ مین سبزل کا لوٹ اور بہونگ بارہ کا علاقہ عنایت فرمایا اور پہر ۱۸۴۸ء مین ہمہم ملتان کی خدمات کی عوض ایک لاکہہ روپیہ سال نقد عین حیات مرحمت کیا۔

ہونیکا زمانہ ابھی بہت دور ہے اسکو منظور کرلیا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگون کو جو یہہ بھروسہ تہا کہ خلاف منشا دستور العمل ہماری عزت اور منصب مین کوئی خلل انداز نہو سکیگا وہ جاتا رہا اور ہر کسی کو یہہ اندیشہ ہوگیا کہ ایک دن اسیطرح مین بھی معزول کرادیا جاؤنگا اور اس سبب سے ارکان ریاست کے باہم ایک سخت بدگمانی پیدا ہوگئی اور دو فریق بنگئے - اب اس فریق نے جو اس معاملہ مین کامیابی حاصل کرچکا تہا قدم اور آگے بڑہایا اور اس سے تہوڑے ہی عرصہ بعد ایک اور بڑے شخص کو جو مہاراج کی تعلیم انگریزی کے واسطے گورنمنٹ انگریزی کی معرفت بلایا گیا تہا اور جسکا اس عہدہ پر ہونا

۱۸۱۴ء مین انہون نے اپنا یہہ ارادہ ظاہر کیا کہ بجائے ہمارے بڑے بیٹے حاجی خان کے ہمارا میسرالڈ کا سعادت یار خان جانشین نامزد ہو لیکن سرکار انگریزی نے معاملہ خانگی سمجھکر مداخلت اور نیز مشورہ دینے سے انکار کیا اور یہہ امر انکی زندگی تک اسیطرح بلا تصفیہ رہا مگر جب انکا انتقال ہوا سعادت یار خان مسند پر جو بیٹہا اور اپنے کو بلقب نواب صادق محمد خان ملقب کیا لیکن قوم نے بڑے کو حقدار قرار دیا اور کسیقدر جنگ و جدال کے بعد اسکو معزول کرکے حاجی خان کو بلقب نواب فتح خان رئیس بنایا -

یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ رئیس کا لقب فتح خان مقرر ہوا ورنہ دستور یہہ تہا کہ مسند نشین ہونیکے بعد بہادر خان یا صادق محمد خان مین سے کوئی لقب اختیار کرلیا جاتا تہا یعنی اگر باپ کا لقب بہادر خان ہوا تو بیٹے کا صادق محمد خان اور صادق محمد خان ہوا تو بہادر خان

اِس فریق کے ایک رکن اعظم کو بہت ناگوار تہا مہاراج کی ناراضی اور سو مزاجی کا حیلہ اُٹھا کر علیحدہ کرادیا اور صاحب ایجنٹ نے تھوڑی سی ناگواری کے ساتھ اسکو بہی منظور کرلیا اور جب یہہ تدبیر بہی چل گئی اور صاحب ایجنٹ کے مزاج کو دیکھکر بہروسہ ہوگیا کہ جو چال چلی جائیگی وہ خالی نہ جائیگی تو ایک اور منصوبہ اٹھایا جسکے واسطے یہہ دونون معاملے گویا بطور مقدمہ اور تمہید کے تہے یعنی مہاراج کو جو ابہی قریب تیرہ ہی سال کی عمر مین تہے اور میعاد بلوغ کے پورا ہونے مین پانچ برس باقی تہے چپکے چپکے فرمان روائی اور خود مختاری حاصل کرنیکی ترغیب و تحریص شروع کی اور اپنا اسمین ساعی ہونا

مقرر ہوتا تہا غالباً اسکا یہہ سبب ہوگا کہ بہاول خان تو انکے والد کا ہی لقب تہا اور صادق محمد خان کا لقب سعادت یار خان نے اختیار کرلیا تہا پس اب کوئی لقب باقی نتہا جو یہہ اختیار کرتے اسلئے انہون نے بہائی پر فتح پانیکے سبب سے اپنا لقب فتح خان تجویز کیا۔

سعادت یار خان کو بسفارش وکالت سرکار انگریزی سنہ ۱۸۴۱ء سو روپیہ ماہواری کی پنشن اس شرط سے ملی کہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کیطرف سے ریاست کے دعوی سے دست بردار ہو اور علاقہ انگریزی مین اگر سکونت اختیار کرے اور کسیطرح کی سازش نواب صاحب کے برخلاف نکرے مگر وہ نچلا نہ بیٹہہ سکا اسواسطے لاہور کے قلعہ مین نظر بند کیا گیا اور اگست سنہ ۱۸۶۲ء مین وہین مرگیا۔

ہمقوم سردار نکا سعادت یار خان کو ریاست سے معزول کردینا اور نواب فتح خان صاحب

ظاہر کیا جس سے یہہ مقصود تہا کہ مہاراج سب سے زیادہ انکو اپنا خیر خواہ جانین
اور اگر بالفرض یہہ امر ہو جاے تو نام تو انکا ہوا و حکومت خود کرین اتفاقاً
اسی عرصہ مین کونسل کے دو ممبر آگے پیچھے قضا کر گئے اور کونسل مین صرف
ایک شخص باقی رہگیا پس موقع مناسب جانکر انہون نے اسکی تحریک شروع
کی اور صاحب ایجنٹ کے پاس جو دورہ کرتے ہوے آے تہے اور
مہاراج کو تعلیم مین ترقی کرتے ہوے نہ دیکہکر ناراض ہوے تہے انکے
معلم انگریزی سے ایک بیغرضانہ پیرایہ مین یہہ کہلا دیا کہ "مہاراج کے
پڑہنے لکہنے مین دل نہ لگانیکا یہہ سبب ہے کہ وہ جوان اور ہوشیار ہو چلے
ہین اور یہہ دیکہکر کہ کاروبار ریاست مین ہمارا کچہہ دخل اور اختیار نہین ہے پژمردہ

رئیس بنانا اسکا باعث ہوا کہ انکی طبیعتو نمین آزادی اور خودسری پیدا ہوگئی اور نواب فتح خان
صاحب جو ایک ضعیف الرای شخص تہے احسانمندی یا خوف کے سبب سے انکو روک ٹوک کرنے
سے چشم پوشی کرتے رہے پس اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب اکتوبر ۱۸۵۸ء مین انکا انتقال ہوا اور
انکے فرزند اکبر جیم یار خان بلقب بہاول خان رابع جانشین ہوے یہہ لوگ پہر اسی
قسم کے فتنہ و فساد سے اپنی اس آزادی اور خودمختاری کے حاصل کرنیکے درپے
ہوے جس سے انکو نواب بہاول خان اوّل نے محروم کر دیا تہا اور کئی بڑے بڑے
سردار کہلے بندون باغی ہو گئے اور سبزل کے کوٹ پر ایک سخت حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ نواب
صاحب کے تین چچاؤن کو جو قلعہ ڈیراوڑ مین قید تہے چھوڑا لین مگر انکو شکست ہوئی اور نواب

خاطر رہتے ہین اگر اُنکو اختیار دیدیا جاے اور کام کا بوجھ ڈالا جاے تو یقین ہے
کہ خوش ہوکر زیادہ جی لگائینگے" اب اگرچہ یہہ بات صرف ایک بناوٹ
تہی مگر صاحب ایجنٹ کے دل پر اسکا ایسا اثر ہوا کہ اُنہون نے بغیر اسکے
کہ اسکے مآل پر کچھہ غور کرین اور سوچین کہ خلاف منشاء واجب العرض اور
دستور عام کے گورنمنٹ اسقدر مدت پہلے اسکو منظور نکریگی کونسل کے نئے
ممبرون کے باب مین جو پوٹ کرنیوالے تہے اُسکو ملتوی کردیا اور مہاراج
سے یہہ وعدہ کرلیا کہ اگر سب اہلکارون کو آپ برابر اپنا خیرخواہ سمجھین اور کسی
فریق کو بڑہنے نہ دین تو ہم عنقریب آپکو اختیار دینے جانیکے واسطے پوٹ
کرینگے۔ مگر یہہ بات ہونہارکب تہی اور کام اعلیٰ خلاف قاعدہ اسکو کب

صاحب نے اُن تینون کو جو بیچارے محض بیگناہ تہے قتل کرادیا اور ایسی ہی اور چند بدبختیان واقع ہوئین
جنکے باعث سے ملک بہاولپور کی عام امنیت مین خلل آجانیکا اندیشہ ہوا اور بضرورت سرکار انگریزی
کو اپنی سخت ناخوشی کی دھمکی دینی پڑی مگر یہہ پرآشوب عہد جلد ختم ہوگیا یعنی مارچ ۱۸۶۲ء
مین کہانا کہانیکے تہوڑہی ہی دیر بعد غالباً کثرت استعمال شراب کے باعث سے جسکی وہ بہت
عادی تہے یا کسی اور سبب سے یکلیک اُنکا انتقال ہوگیا۔

اسوقت نواب صادق محمد خان بہادر مسند حال بہت بچے تہے اسلیے ہمقوم سردار جنمین
ایک اور شخص کا مسند نشین ہونا تجویز کیا اور فوج باغی ہوکر اُنکے ساتھہ ہوگئی اور نہایت بیکسی کی حالت
اور اُنکے مشیرون نے سرکار انگریزی سے حفاظت کی استدعا کی مگر لارڈ لارنس صاحب نے

منظور کر سکتے تھے پس صاحب موصوف نے جو لارڈ لارنس صاحب وسیرائے وگورنر جنرل بہادر ہند سے جو اُنکے بڑے دوست تھے پرایوٹ طور پر استمزاج کیا تو انہون نے خلاف قاعدہ اور قبل از وقت سمجھکر صاف انکار کر دیا اسی عرصہ مین ان لوگون نے بے صبری کر کے ایک ایسا عہدہ جو دستور العمل کی رو سے بغیر پوری کونسل اور ارکان ریاست کی کثرت رائے کے کسیکو نہین دیا جا سکتا تھا اُس شخص کو جو کونسل کے ممبرون مین سے باقی تھا اور جسکا علم وجود اسوقت برابر تھا مہاراج سے کہلا کر اور دبا کر اپنے ایک رفیق کو دلا دیا اور صاحب ایجنٹ بہادر نے اسی بات کو آگے رکھکر ایک طول طویل پروانہ شعر منسوخی اپنے وعدہ کے وکیل ریاست کے نام جاری کیا اور کونسل جسکا پہر

جو اسوقت وایسرائے وگورنر جنرل تھے زیادہ مداخلت کرنا نا پسند کیا اور اسپر کتفا کیا کہ سید وزیر اشاہ جو سرکار انگریزی کی جانب سے بطور ایجنٹ وہان رہتا تھا اپنی صلاح ومشورہ سے مدد دیتا رہے اس شخص کی سعی البتہ اسقدر کارگر ہوئی کہ سپاہ پر مطلع ہو گئی اور فساد کسیقدر دب گیا۔ مگر بیگم صاحب سے انتظام کا قابو نہ ہنا شوار تھا اسلئے وہ گورنمنٹ سے برابر مداخلت کی درخواست کرتی گئین اور آخر کار بہ پذیرائی اُنکی درخواست کے جولای ۱۸۶۲ء مین نواب صاحب کے بالغ اور جوان ہونے تک سرکار انگریزی نے انتظام اپنے ہاتھ مین لیلیا جو ابتک جاری ہے یہہ ریاست شمال اور مغرب کی جانب دریاے ستلج اور سندہ اور جنوب مین ریاست جیند اور مشرق کیطرف سرسہ وغیرہ اضلاع انگریزی سے ملحق ہے۔ شہر بہاولپور کا عرض

قایم ہونا اب غیر متوقع تہا اخیر ۱۸۶۶ء مین پوری قایم کردی۔

اب اگرچہ صاحب ایجنٹ کا اپنے وعدہ سے پہر جانا اور کونسل کو پہر پورا اور قایم کردینا اس بات کا ثمرہ تہا کہ لارڈ لارنس صاحب بہادر کی رائے مین خلاف دستور ایسی کم سنی مین اختیار کا دیا جانا مناسب نہتہا یا خود ان لوگون کی سوء تدبیرون کا نتیجہ تہا مگر انہون نے اسکو اپنے فریق مخالف کے ذمہ لگایا اور چونکہ امید کے بعد مایوسی کا ہونا خصوصاً جبکہ ایسے بڑے شخص (صاحب ایجنٹ) کے اقرار اور نیز قریب سال بہر کے عمل کے سبب سے مضبوط جڑ پکڑ گئی ہو طبعاً اسکا مقتضی تہا کہ خواہی نخواہی رنج وملال ہو پس مہاراج نہایت افسردہ خاطر ہوے اور چونکہ اُن لوگون کی جانب سے اپنے

شمالی اُنتیس ۲۹ درجے انیس ۱۹ دقیقے اور طول شرقی اکہتر درجے اُنتیس دقیقے ہے اور اگرچہ کل رقبہ پندرہ ہزار مربع میل ہے مگر آباد اور مزروعہ رقبہ صرف چار ہزار یا پانسو چہیاسٹھ ہی ہے۔ جب سے انتظام سرکار انگریزی کے ہاتہہ مین آیا ہے صاحبان پولیٹکل ایجنٹ نے ریاست کے تمام شعبون مین نہایت اصلاح اور ترقی کی ہے جسکے سبب سے آمدنی ہی بیس لاکہہ سے کچہہ زیادہ ہوگئی ہے۔

نواب صاحب کی سلامی سترہ توپ کی سرکار انگریزی سے مقرر ہے اور بعد جیند اور پٹیالہ کے باقی سب رؤسا کا اختیار متعلقہ پنجاب سے اونچا درجہ بالاتر ہے۔

مولف

منصوبے پھر زندہ کرنیکی پیروی اور تحریک برابر جاری رہی اس سبب سے ایسی مشکلیں پیدا ہوگئیں کہ جنکا اندازہ وہی شخص خوب کرسکتے ہیں جو خود ایسی مشکلات میں پھنسے ہوں مگر اسی عرصہ میں اس فریق کے پیش رو کی نسبت سرکاری روپیہ کے تصرف کرلینے کا ایک سنگین مقدمہ عاید ہوگیا اور اسمیں ابھی کچھ حکم نہوا تھا کہ وہ کسولی پر (جہاں گرمی کے موسم میں صاحب کمشنر بہادر ممالک این روے ستلج اور اُنکا دفتر رہتا ہے) وکیل ریاست ناہہ کے کاغذات کی چوری کا جسپر صاحب ایجنٹ بہادر کو بیحد اعتماد تھا اور جسکی وساطت سے ریاستوں کے پولیٹکل معاملات میں اسوقت ایک عجیب طور پر خفیہ کارروائیاں ہوتی تھیں ایک دوسرا مقدمہ کھڑا ہوگیا پس صاحب ایجنٹ نے اُنکو مہاراج کی برہمی مزاج کا باعث خیال کرکے اول انبالہ میں پولیس کے ایک انسپیکٹر کی حفاظت میں رکھا اور پھر دسمبر ۱۸۶۲ع میں منظوری گورنمنٹ معہ چند اور شخصوں کے جو اُن سے رفاقت رکھتے تھے یا قدیم یہاں کے رہنے والے تھے ریاست سے علحدہ کردیا۔

اب اگرچہ صورت معاملات کی بالکل بدل گئی تھی اور مہاراج بھی سب لوگوں سے مہربانی اور التفات کے ساتھہ پیش آتے تھے مگر جن صاحب کی کوشش او۔

تدبیران کامیاب ہونیکا باعث ہوئی تہی اُنکو اپنے مقاصد ترفع اور برتری کے حصول مین خود اپنے دوستون کا وجود بہی ناگوار معلوم ہونے لگا اسلئے اپنے رفیق اور قرابت دار وکیل للہہ کی معرفت جسکے اشارون پر ان ریاستونکے نیک و بد کا مدار آرہا تہا پہر یہ دوانیان شروع کین اور اس نئی مہم کے سر کرنیکے لئے تدبیرین ہونے لگین مگر اسوقت صرف اسیقدر بات پر اکتفا ہوگیا کہ جون ۱۸۶۸ء مین وہ کونسل کے اکسٹرا آرڈنری ممبر بنائے گئے اور صاحب ایجنٹ نے مہاراج کے اختیار پانیکا وقت قریب خیال کرکے اُنکو بہی بطور ایک رکن کے کونسل مین بیٹہنے اور کاغذات پر دستخط کرنیکی اجازت دی۔

اب اگرچہ مہاراج انکی ہر طرحسے دلجوئی اور خاطرداری کرتے تہے اور اس امر مین کوشش کرتے تہے کہ انکے دل سے اپنی ناراضی کے خیال کو دور کردین اور اب واجب یہہ تہا کہ سب لوگ ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ جس سے گذشتہ لڑائی جہگڑا اس نام سے نامزد نہوتا کہ اہلکار اپنے آقا کو اختیار موروثی سے محروم رکہنے اور ریاست کی باگ اپنے ہاتہہ مین لئے رہنے کی خاطر لڑتے ہین مگر بلند نظری اور دوراندیشی سے اُنکو یہہ خیال جم گیا کہ مہاراجکا یہہ طرز سلوک محض دہوکا ہے اور وہ مجہکو فریب دیتے ہین اور بدقسمتی

سے چند صلاح کا بھی انکو ایسے ہی مل گئے کہ جنہون نے انکو اس خیال پر پکا
کر دیا اور کسی حقیقی دوست کی فہمایش اگرچہ محض مخلصانہ اور دوستانہ تھی کام آئی
بلکہ وہ اُنسے بھی سخت بدظن اور مخالف ہو گئے اور انکو یہہ فکر ہو گئی کہ اپنی
حفاظت ذاتی کی خاطر مہاراج کو ہمیشہ کے لئے ضعیف الاقتدار رکھین اور
جس جس کو اپنے اس مطلب کا حارج اور مزاحم سمجھین ریاست سے علحدہ
کرا کر قصہ پاک کرین - پس اُنھون نے ریاست ناہہ کے ایک ملازم
طبیب کو جو جعل اور افترا پردازی مین مشہور ہے اور اُن دنون حسب الحکم
صاحب ایجنٹ ریاست سے علحدہ کیا ہوا تھا یہہ لالچ دیکر کہ پھر ریاست مین داخل کر دیا
جائیگا اپنا اوزار بنایا اور اُسنے ایک ایسا کاغذ تیار کیا جو گویا اس کتاب کے راقم نے
بنام راجہ بھگوان سنگھہ صاحب بہادر والی ناہہ لکھا تھا اور اُسمین
انکو جنرل ٹیلر صاحب بہادر کی رایون کے خلاف معاملات
ریاست مین حکام اعلی کیخدمت مین بوکالت و وساطت مسٹر مورنامے
ایک انگریز کے جو پادری کہلاتا تھا اور پادریون کی کوئی بھی نیک خصلت اُسمین
نتھی اور صرف ایک آوارہ اور مفلس اور شرابی شخص تھا داد فریاد کرنے اور بذریعہ
اخبارات اُن امور کے شایع کرنیکی صلاح دی تھی اور اُسکو گانٹھہ کر اپنے قول کی تصدیق

کیواسطے گواہ بنایا اور صاحب ایجنٹ کے پاس وکیل ریاست نابہہ کی معرفت مخبر
کے طور پر پیش کیا اور کونسل رجنسی نابہہ کو جو پتلی کیطرح وکیل مذکور کے اشارون کی
تابع تہی مدعی بنایا اور تاکہ کوئی چھوٹا یا بڑا مخالف انکا ریاست مین نرہے میر
امداد علیصاحب دیوان کو بہی اسمین لپیٹا اور انکی نسبت یہہ الزام لگایا کہ اب سے
ایک برس پہلے جب وہ مع ایک ممبر کونسل کے جنرل ٹیلر صاحب بہادر
کے استقبال کو نابہہ گئے تہے انہون نے راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر
کو ایک مراسلہ کے مسودہ مین جو صاحب موصوف کے نام ایک اپنے ایسی
ہی معاملہ مین لکہنا چاہتے تہے کچہہ صلاح دی تہی اور انکے ہمراہی شخص سے
اسکی گواہی دلوائی اور مہاراج کو ان معاملات کا راز دار بیان کیا اور صاحب ایجنٹ
نے جو انکو نہایت ہی سچا جانتے ہوئے تہے اسکو واقعی اور سچ سمجہکر آغاز
جولائی ۱۸۶۹ء مین ہماری ریاست کے وکیل کو جو وہ بہی اس سازش مین شریک
تہا مہاراج کے نام اپنا مراسلہ دیکر پٹیالہ بہیجا اور پہلے کیطرح پولیس کے ایک انسپیکٹر
کو اسکے ساتہہ بہیجا جسمین اس مقدمہ کی جو جرم مخالفت باسرکار کے نام سے تعبیر
کیا گیا تہا مخبری کا ہونا اور مسٹر مور کا گواہی دینا وغیرہ لکہکر یہہ لکہا تہا کہ ہم دونون
کو تحقیقات کیواسطے انبالہ بہیجدیون اور مہاراج خود بہی کسولی پر انکے پاس جائین

اور ہمارے کسی رشتہ دار کو اپنے پاس نہ رکھیں۔

اب کسولی پر جو کارروائیاں ہوئیں اور جو ٹھنڈی گرمیاں مہاراج کو دکھلائی گئیں اور جو بعض قدیم اہلکاروں نے صاحب ایجنٹ بہادر کے روبرو مہاراج سے خلاف طریقہ ادب دوبدو نامناسب گفتگو کیں کیں اُنکا لکھنا ہم مناسب نہیں سمجھتے اور صرف اُسی معاملہ کو لکھتے ہیں جو خاص ہمکو پیش آیا۔ واضح ہو کہ خوش قسمتی سے ان سازشوں کا حال ہمکو چند روز پہلے معلوم ہو گیا تھا اور ہماری ریاست کے وکیل محکمہ ایجنسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کاغذ جسمیں اس سازش کی تمام کیفیت مندرج تھی اتفاقاً خاص اُسی گروہ کے ایک شخص نے ہمکو دیدیا تھا اور مہاراج کے ارشاد کے موافق میرے چھوٹے بھائی خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب نے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر و صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو اس سازش کے حال سے آگاہ کر کے پوست کندہ تحقیقات کی درخواست کی تھی پس اسمعاملہ کے پیش آتے ہی ہامین گورنمنٹ اور صاحب ایجنٹ ہور ہی سی خط و کتابت ہو کر مقدمہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر کے ہاتھ سے نکلگیا اور بذریعہ ایک کمیشن کے جسکے میجر ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ اور مسٹر سمایتھ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور ممبر اور مسٹر جیمس ولیم میکناب

صاحب بہادر ڈپلومیٹک کمشنر انبالہ پریزیڈنٹ تھے کونسل ناہہ اور ہماری کونسل کے مواجہ مین جو درپردہ مدعی تھے اسکی تحقیقات ہوئی۔

اب اگر ہم اس مقدمہ کی تفصیل اور اُسکی تردید اور جو جو کارسازیان ہمارے خلاف کی گئی تھین مفصّل لکھین تو اسکے واسطے ایک علحدہ کتاب درکار ہے مگر خلاصہ یہہ کہ وہ الزامات محض ساختہ اور بے اصل ثابت ہوے اور اسی کے ضمن مین اُس طلسم کی بھی قلعی کھل گئی جسمین وکیل ناہہ نے جنرل ٹیلر صاحب بہادر کو پھسایا تھا اور جسکے باعث سے ناہہ اور پٹیالہ کے معاملات مین جو وہ اُنکو کہدیتا تھا وہ اکثر وہی کر دیتے تھے اور کمیٹی نے ایک مفصّل رپوٹ اسباب مین گورنمنٹ کو لکھی مگر چونکہ حکم تھا کہ وہ صاحب موصوف کی معرفت گورنمنٹ مین بھیجی جاوے صاحب موصوف نے اُسپر اپنا ریمارک وغیرہ لکھنے کے لئے اُسکو کئی مہینے اپنے پاس رکھے رکھا۔ اسی عرصہ مین مہاراج کا ہز ایکسی لنسی ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کی ملاقات کیواسطے لاہور تشریف لیجانیکا موقع ہوگیا اور چونکہ گورنمنٹ کو یقین ہوگیا تھا کہ مہاراج کو اختیار دیئے بغیر فساد اور بدانتظامی موقوف نہوگی چنانچہ بیسوین فروری ۱۸۶۲ء کو جبکہ وہ لاہور ہی مین تشریف رکھتے تھے اُنکو

بذاتہ حکمرانی کا اختیار دیا گیا اور اس تمام شور و شر کا جو اسوقت ہو رہا تھا خاتمہ ہو گیا ہمارے دوستون کو یقین تہا کہ ان باتون کی کوئی تحقیقات نکریگا اور گو گو مین جو ہم چاہینگے وہی ہو جائیگا اور اسیواسطے انہون نے انکہون پر پٹی رکہکر یہ عیب طور کے جہوٹے اور بے اصل الزام بنائے تہے اور ظاہر ہر کسکو یہی گمان تہا کہ صاحب ایجنٹ کے لکہنے کو کون رد کر سکتا ہے مگر گورنمنٹ کے حکام اعلیٰ کی دانائی اور انصاف اور میرے بہائی خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب کی کوشش سے یہہ طوفان جو اس ریاست کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگا فرو ہو گیا۔

عُذر

اِس پُر افسوس قصہ کا لکہنا جسکی یاد اور اعادہ سے غالباً اب بہی بہت سے دل رنج ہو سکتے ہین ہم نہین چاہتے تہے لیکن تاریخ پٹیالہ کے ایسے اہم واقعات اس سے متعلق تہے کہ جنکا قلم انداز کیا جانا کسیطرح ممکن نتہا پس مجبوراً ہمکو لکہنا پڑا مگر اسی خیال سے ہمنے حتی الامکان نہایت اختصار اور اجمال سے کام لیا اور تفصیل سے جہان تک ممکن تہا پرہیز کرنا مناسب سمجہا پس اُمید ہے کہ ناظرین ان حالات کی تحریر مین جو صرف ضرورتاً لکہے گئے ہین معذور سمجہکر معاف کرینگے۔

مہاراج کا کپورتہلہ جانا اور راجہ رندھیر سنگھہ صاحب بہادر والی کپورتہلہ کا پٹیالہ آنا

لاہور سے واپس آتے ہوئے مہاراج راجہ رندھیر سنگھہ صاحب بہادر والی کپورتہلہ کیخاطر سے جنکے نہایت بے تکلفانہ اور دوستانہ برتاؤ سے مہاراج نرائندر سنگھہ صاحب بہادر کے وقت سے بہی زیادہ باہم محبت ہوگئی تہی کپورتہلہ تشریف لیگئے اور دو دن کے عیش و نشاط اور سیر و شکار کے بعد اُنسے رخصت ہوکر تہوڑی دیر لہیانہ مین آرام فرماکر چہٹی مارچ کی شام کو راجپورہ مین رونق افروز ہوئے - یہان راقم اور میر امداد علی صاحب دیوان جو (اُس جہگڑے سے فراغت پاکر جسکا ذکر ہم ابہی لکہہ چکے ہین) ایک روز پہلے انبالہ سے آگئے تہے قدمبوس ہوئے اور اگلے دن بڑی دھوم دہام سے سواری پٹیالہ مین داخل ہوئی -

اسوقت لوگون مین ایک عجیب جوش مسرت پایا جاتا تہا اور ہزارون عورت مرد اور بچے اور بوڑہے سواری دیکہنے کو نکل آئے تہے جس سے ثابت ہوتا تہا کہ وہ اپنے مالک اور حاکم کی کامیابی کے نہایت متمنی تہے -

اس سے ایکہفتہ بعد راجہ رندھیر سنگھہ صاحب بہادر جو انگلستان کی

سیر کے ارادہ سے بمبئی کو جاتے تھے حسب وعدہ تشریف لاکے اور مہاراج نے
سُنتے ہی بڑھکر اُنکی خاطر اور مدارات کی۔

مہاراج کا فوجکی تنخواہ مین اضافہ کرنا اور پنجاب یونیورسٹی کالج لاہور کو مدد دینا

اب سب کامون سے پہلے جو کام مہاراج نے کیا وہ یہہ تہا کہ سپاہ کی
حالت پر جو کمی تنخواہ کے باعث سے تکلیف مین تہی توجہ فرمائی اور موافق اُس
تجویز کے جو راقم اور بخشی سردار پرتاب سنگھہ صاحب آنجہانی نے
حسب الحکم پیش کی تہی اضافہ تنخواہ کا حکم دیا اور اسکے قریب ہی پنجاب یونیورسٹی
کالج لاہور کو جو السنہ شرقیہ و علوم قدیمہ کے قیام اور ترقی علوم و فنون مروجہ
زمانہ حال کے واسطے تہوڑے عرصہ سے چندہ کے ذریعہ سے قایم کیا گیا تہا
اور جسکی اعانت مہاراج کو پہلے سے مدنظر خاطر تہی علاوہ اُس روپیہ کے جو
ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کے نام سے سکالرشپ
قایم کرنے کی غرض سے عطا فرمایا تہا چھپن ہزار روپیہ اور عنایت کیا۔

مہاراج کو سٹار آف انڈیا کا خطاب ملنا اور اُنکا ادائے شکر کیواسطے شملہ تشریف لیجانا وغیرہ

اسی عرصہ مین حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا نے ازراہ مکرمت شاہانہ
مہاراج کو نائیٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند کا خطاب عطا فرمایا
اور اسکی مبارکباد مین ہز ایکسلینسی ارل میو صاحب بہادر وایسرائے و گورنر
جنرل ہند نے انکو اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھی جسکے ادائے شکر کیواسطے جولائی سنہ
مذکور مین مہاراج شملہ تشریف لیگئے اور چونکہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر سے
جو قسمت امرتسر کی کشتی پر تبدیل ہوکر جانیوالے تھے رخصتی ملاقات کا کرنا
مناسب تھا کسولی کے راستہ سے شملہ کو گئے اور اثنار راہ مین لارنس ملٹری
اسائیلم کا ملاحظہ کیا جو کرنل سر ہنری لارنس صاحب بہادر
آنجہانی نے اپنے رزیڈنٹ دربار لاہور ہونیکے وقت اپنے ہمقوم سپاہیون
کے لڑکے لڑکیون کی پرورش اور تعلیم و تربیت کیواسطے ۱۸۴۷ء مین کسولی
کے قریب کوہ سناوڑ پر قایم کیا تھا اور ایک ہزار روپیہ بطور انعام عطا فرمایا اور
چونکہ ابتک بیگاریون کو جنکا ذکر ہم مفصل پہلے لکھ آئے ہین خالی بیٹھنے کے دن
کچھ نہین ملتا تھا اور کام کے دن دو آنے ملتے تھے جو مزدوری جسکی عام شرح
سے بقدر نصف کے کم تھا اور یہہ ایک ناانصافی کی بات تھی اسلئے دو آنے کی
جگہہ چار آنے اور جس روز کام نہ لیا جاوے دو آنے روزمرہ بخشنے کا حکم دیا

اور طرک پر جہان جہان غیر ضروری چوکیان تہین یکقلم اُٹھوادین اور شملہ اور کسولی کی چوکیون مین بہی بہت تخفیف کردی اور کچہری ضلع شملہ سے جو اُنکے پہرہ قایم کرنیکے واسطے تاکید ہوئی تو منشی خانہ (فارن آفس) سے وکیل ریاست متعینہ ضلع مذکور کو یہہ لکہا گیا دیہہ سمجہکر کہ حکام انگریزی اُن اُمور کی خود ہی تائید فرماتے ہین جو باعث آزادی و آسایش رعایا ہون یہہ تجویز کیا گیا ہے کہ شملہ - ہری پور - سایری - اور کسولی کی چوکیون پر جو بسبب قلی (بیگاری) پہیڑ بکریون کیطرح جبراً جمع رکہے جاتے ہین آیندہ امکان الوسع کمی کیجاے کیونکہ یہہ لوگ دور دور سے اپنا زراعت وغیرہ کا کام چہوڑکر آتے ہین اور جب تک کوئی کام نکلے بغیر کسیطرح کے معاوضہ کے قیدیون یا بیغر ملکون کے بدنصیب غلامونکی طرح بیٹہے رہتے ہین اور جبری خدمت کا یہہ پرانا طریق حیثیت وقت کے موافق نہین ہے بلکہ ایسی سختی ہے کہ جسپر غور کرنیسے اُمید ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو بہی افسوس ہوگا اور خیال فرمائینگے کہ یہہ ہرگز مناسب نہین ہے کہ ہفتہ مین ایک دو دن مزدوری ملنے کی امید موہوم پر لوگ بجبر اُنکے گہرون سے بُلائے جائین اور وہ اپنے عزیز وقت کو مزدوری ملنے کے انتظار مین صفت بیٹہکر کاٹا کرین اور جبکہ

مسافرون کیواسطے شملہ اور کالکا سے سب طرح کا بندوبست سواری اور باربرداری کا بلا وساطت ریاست آزادانہ طور پر بخوبی ہوسکتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ اثنار راہ کی چوکیون پر قلی بہ جبر حاضر اور جمع رکھے جائین اور جبکہ ہمارے عام عہدنامہ مین کوئی شرط ایسی نہین ہے اور ۱۸۱۵ء کی علاقہ کوہستان کی سند مین صرف یہہ شرط ہے (کہ جنگی ضرورت کیوقت فوج کے لئے قلی مہیا کئے جائین) جو ایک خاص امر ہے تو بغیر کسی جنگی ضرورت اور ہنگامہ کے رعایا پر ایسے دن گذرنے جیسے کہ لڑائی کے زمانہ مین گذرتے ہین قرین انصاف نہین ہے اور ریاست صاحب موصوف سے صرف اتنی رعایت کی خواہشمند ہے کہ وہ جیسے اپنی رعیت کو سمجھتے ہین ویسی ہماری رعیت کو سمجھین اور اگر شملہ کسولی۔ سباٹو۔ ڈگشائی۔ جٹوک وغیرہ مین اپنی رعایا کے لوگون کو برابر مہینون تک بامید حصول مزدوری موہوم جبرا سے اکہٹا کرکے بٹھا سکتے ہین اور بلا اعتراض اسکو پسند فرما سکتے ہین تو خیر ہمکو بھی عذر نہوگا،،

چنانچہ صاحب موصوف نے یہی اسبات کو معقول سمجھا اور ان بیچارے واجب الرحم شخصون کے مصائب مین بہت کچھہ کمی ہوگئی۔

مہاراج کا تعزیت کیواسطے دھولپور تشریف لیجانا اور انبالہ مین سر ڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر سے ملاقات کرنا

شملہ سے لوٹکر مہاراج جب پٹیالہ مین آئے تو اُنکے بہنوئی راجہ بہادر صاحب ولیعہد ریاست دھولپور کی وفات کی خبر آئی اسلئے رسم ملک کے موافق تعزیت کیواسطے وہان تشریف لیگئے اور وہان سے واپس آتے ہوئے انبالہ مین سر ڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب سے جو مستعفی ہوکر ولایت کو جاتے تھے رخصتی ملاقات کی اور چونکہ پنجاب یونیورسٹی کالج صاحب ممدوح کی سرپرستی سے قایم ہوا تھا اور اس سے اُنکو ایک دلی تعلق تھا بیادگار اُنکی دوستی کے اُسمین ایک دایمی سکالرشپ اُنکے نام سے قایم کرنیکی تجویز کی اور مناسب شرایط کے ساتھہ پندرہ ہزار روپیہ کالج کو اس کام کیواسطے عنایت کیا۔

مہاراجہ وزیانگرام اور اُرل میوصاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا

انہیں دنون مین مہاراجہ وجے رام گجپتی راج بہادر کے سی ایس آئی والی وجے نگر (وزیانگرام) لارڈ میوصاحب بہادر کی

لہ خاندان وجے نگر معروف وزیانگرام کا کاس اودے پور کے مشہور راجپوت خاندان سے ہے

ملاقات کیواسطے شملہ جانا چاہتے تہے اور اُنہون نے اپنا ایک اہلکار بہیجکر درخواست کی تہی کہ سواری وغیرہ کا انتظام انبالہ سے کالکا تک کردیا جائے اور مہاراج نے اُنکی خاطر سے سرکاری گاڑیان اُنکے واسطے بہجوادی تہین اور ایک معتبر عہدہ دار تواضع وتکریم کے لئے شملہ تک ساتہہ بہیجدیا تہا اس سبب سے وہ شملہ سے لوٹتے ہوئے مہاراج سے ملنے کو پٹیالہ آئے اور دو روز یہان رہے اور اب سے اس ریاست کے ساتہہ بہی دوستانہ راہ ورسم جاری ہوگیا اور اسی کے قریب پانچوین اکتوبر کو ہز ایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر حسب وعدہ تشریف فرما ہوئے

کہتے ہین کہ اُنکے ایک بزرگ مادہو بر ہمن نامی نے ۵۹۱ء مین رامانند سے لیکر کبیر تک اُن مالک کو جنسے اب پریزیڈنسی مدراس مرکب ہے دو ثلث سے زیادہ فتح کرلیا تہا اور نو سو اکیس برس تک اُسکی اولاد بالاستقلال اُسپر قابض رہی لیکن ۱۵۱۲ء مین انکی وہ آزادی جاتی رہی اور خاندان سلاطین قطب شاہی کے بانی سلطان قلی نے اُنکو اپنا باج گذار بنالیا۔ یہی حالت سلاطین مغلیہ کے عہد مین رہی لیکن ۱۶۹۰ء مین اس خاندان کا ستارہ پہر چمکا اور سیتا رام چند نامی نے بہت سا نیا علاقہ فتح کرکے اپنی طاقت کو بڑہایا اور مہاراجہ کالکا کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ اُسکے بعد اُسکا بیٹا آنند راج اوّل گدی پر بیٹہا۔ اُسکے بیٹے وجے رام راج اوّل نے جسنے قلعہ وجے نگر بنایا تہا جعفر علیخان نواب میسور کا کول کا

اور ایک روز ٹھہر کر بعد سیر و شکار راجپوتانہ کیطرف تشریف لیگئے۔

اس موقع پر جو اُنکی تعظیم و تکریم اور خاطر و تواضع کی گئی اُسکا بیان کرنا غیضروری ہے کیونکہ ایسے مہمان کیواسطے ایسے میزبان کیطرف سے جو کچھ ہونا چاہیئے وہ خود ہی ظاہر ہے۔

مہاراج کا ریلوے کے پل واقع دریائے تلج کو جاری کرنا

اِسوقت دریائے تلج کا آہنی پل جو ریل کے گذرنے کیواسطے بنایا گیا تھا تیار ہو چکا تھا اور رسم فرنگستان کے موافق ریلوے کمپنی نے ہز ایکسیلنسی

علاقہ چھین کر ریاست کو ترقی دی اور دربار دہلی سے مُنہ سلطان کا خطاب پایا۔ (جسکے معنی کی ہمکو تحقیق نہین ہوسکی) مگر ۱۷۲۴ء مین نظام الملک آصف جاہ نے یہہ علاقہ اُس سے چھین لیا اور صلابت جنگ نے مدد کے شکر مین فرانسیسون کو مصاف فوج امدادی کیواسطے دیدیا۔ وجے رام راج نے فرانسیسون کے ساتھہ صلح سے زندگی بسر کی مگر جب ۱۷۵۶ء مین انگریزون اور فرنچون مین لڑائی ہوئی اُسکے بھتیجے آنند راج نے انگریزونکی مدد سے وہ علاقہ پھر حاصل کرلیا۔ اسکے کچھہ اولاد نہین ہوئی اسلئے وجے رام راج اوّل کی زوجہ نے ایک لڑکے کو اپنا متبنیٰ بنا کر وجے رام راج ثانی نام رکھا اور موافق فرمان شاہ عالم بادشاہ دہلی کے نواب نظام حیدرآباد نے

ارل میو صاحب وایسرائے وگورنر جنرل بہادر ہند سے درخواست
کی تہی کہ تشریف لاکر اُسکی اجرا کی رسم کو ادا فرمائین مگر اُنکو راجپوتانہ کیطرف
بہت جلد جانا تہا اسواسطے اس رسم کو جو پندرہوین اکتوبر کو قرار پائی تہی
ادا نہین فرما سکتے تہے اور جنرل سر ہنری ڈیورینڈ صاحب
بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے جو بُعد مسافت اور موسم کے گرم ہونیکے
باعث سے ابہی کوہ مری کو نہین چہوڑ سکتے تہے مہاراج سے بذریعہ تار
درخواست کی تہی کہ براہ مہربانی آپ اس رسم کو ادا فرمائین اسلیئے مہاراج
لدہیانہ تشریف لیگئے اور ایسی رسوم تعظیم وتکریم کے ساتہہ جو اُنکے منصب عالی
اور اس تقریب اہم کے شایان اور مناسب حال تہین اس رسم کو ادا کیا اس

خطاب سابقہ کے علاوہ میرزا کا خطاب اُسکو دیا اور دو لاکہہ نوے ہزار روپیہ خراج مقرر کیا ۱۸۴۶ء
مین جب سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی نے پہلی پٹن وغیرہ کی حکومت صلابت جنگ سے حاصل کی
تو گجپتی راج رئیس وجے نگر کی ایک خاص طرح کی کفالت کی گئی اور ۱۸۵۶ء مین جب اضلاع
ایلور۔ سیکاکول۔ راج مندری۔ مصطفےٰ نگر اور مرتضےٰ نگر عرف گنتور جو شمالی سرکار دن کے
نام سے مشہور تہے مع دیوانی صوبہ بنگالہ و بہار و اوڑیسہ دربار دہلی سے بطور بخشش حاصل
کئے یہہ ریاست بہی سرکار موصوف کے ماتحت ہوگئی اور خراج کے وصول ہونیکے سب
سے جو بقدر نو لاکہہ روپیہ کے باقی رہگیا تہا گورنمنٹ نے خود محاصل ریاست کے وصول

موقع پر ریلوے کمپنی کے ایجنٹ جنرل ایبٹ صاحب نے جو ایڈریس پڑہی اگرچہ کسیقدر لمبی ہے مگر دلچسپ سمجھکر ہم اُسکو بلفظہٖ مع اُسکے جواب کے یہان نقل کرتے ہین۔

ایڈریس

عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر و راجگان و امراء و شرفاء۔ حضور ایرل میو صاحب بہادر وایسرائے اور سر ہنری ڈیوینڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر نہایت افسوس اس بات کی نسبت ظاہر فرماتے ہین کہ وہ اس موقع پر جو تاریخ پنجاب مین اسوجہہ سے یادگار رہنے کے لایق ہے کہ ایک امر اہم یعنی دارالسلطنت پنجاب اور بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی کے درمیان آمد و رفت

کرنیکا عزم کیا اور راجہ کو چھلی پٹن چلے جانیکا حکم ہوا مگر اُسنے انکار کیا اور لڑائی ہوکر بمقام پدمنابہوم مارا گیا۔ اسوقت اسکا لڑکا بالوزراین راج آٹھ برس کا تہا جسکو اُسکے لوگ پہاڑون مین لے بہاگے تہے ۱۷۹۴ء مین یہہ بلاکر پہر مسند نشین کیا گیا مگر زر بقایا خراج کے عوض بہت سا علاقہ گورنمنٹ نے لیلیا اور آیندہ کے واسطے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ مقرر ہوکر ۱۷۹۶ء مین یہہ علاقہ بطور تمرار اُسکو دیا گیا۔ یہہ اچہا منتظم نہ تہا اسواسطے قرضداری کے سبب سے ریاست کو گورنمنٹ کے سپرد کرکے خود بنارس مین جا رہا اور اسجگہہ ۱۸۴۵ء مین مرگیا اور مرزا راجہ وجے رام گجپتی راج بہادر ثالث نہ سلطان

ریل کے ایک غیر منقطع سلسلہ کے جاری ہونیکے اعلان سے متعلق ہے
تشریف نہ لاسکے۔ اگرچہ مجھکو بہی افسوس ہے کہ صاحبان ممدوح مین سے
کوئی صاحب تشریف نہ لاسکے مگر مین **سر ہنری ڈیورینڈ صاحب**
بہادر کا شکرگذار ہون کہ اُنہون نے آپکو بجائے اپنے اس موقع پر رونق
افروز ہونیکے لایق سمجہا اور مجہکو یہہ امر کئی طرح سے باعث مسرت ہے کہ حضور
نے اس کام کو قبول فرمایا جناب **لارڈ لارنس صاحب بہادر**
اور **سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر** اور **سر ڈانلڈ مکلوڈ**
صاحب بہادر ہماری اس لین کے بعض بڑے ٹکڑون کے کہولے
جانیکے موقعون پر رونق افروز تہے لیکن یہہ پہلا ہی موقع ہے کہ یہہ رسم ایک
ہندوستانی رئیس کے ہاتہہ سے ادا ہوئی۔ اور چونکہ حضور ایک بڑے مُلک کے
فرمان روا اور روسا پنجاب کے سرخیل ہین اسلئے آپکی رائے اس مُلک کے تمام

رئیس حال اپنے والد کی جگہہ رئیس قرار پائے مگر قرضداری کے سبب سے ۱۸۵۹ء تک ریاست
کا انتظام سرکار انگریزی کے ہاتہہ مین رہا۔

یہہ ریاست بااختیار نہین ہے مگر تیرہ توپ کی سلامی گونمنٹ سے ہوتی ہے اور صاحب
صاحب بہادر کو جو ایک تربیت یافتہ شخص ہین اُنکی متواتر اور عام فیاضیون کے صلہ مین
جنسے مُلک کو بہت فائدہ ہوا ہے طبقہ ستارہ ہند کے دوسرے درجہ کا خطاب حاصل ہے اور اپنی

اعلے اور ادنے فرقون کے لوگون کی عام رائے سمجھی جاسکتی ہے۔

ہماری ریلوے لین آپکے اور راجصاحب بہادر کپورتہلہ کے ملک مین ہوکر گذری ہے اسلئے آپ اس امر کے ایک مستند طور پر کہنے کا منصب رکھتے ہین کہ روئے زمین کی تجارتگاہون تک رسائی ہونیسے آپکی رعایا کو کسقدر فائدہ حاصل ہوا ہے اور مجھکو یقین ہے کہ حضور اس امر کی تصدیق فرماسکتے ہین کہ اس ریلوے کے آپکے ملک مین تیار ہونیسے آپکی رعایا پر کسیطرح کا ظلم و تعدی نہو مین نہین آیا ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے لوگون کو معاشرت اور روپیہ پیدا کرنیکے فواید حاصل ہوئے ہین۔ علاوہ اسکے سالہاے گذشتہ اور ایام غدر مین مجھکو آپکے والد ماجد یعنی مہاراجہ نرائندر سنگھہ صاحب بہادر مرحوم کے ساتھہ دلی اختلاط رہا ہے اور آپکی ذات کیواسطے بڑی توقیر مرکوز خاطر رہی ہے۔ ان باعثون سے یہہ بات خصوصاً میرے واسطے بڑی خوشی کی ہے کہ حضور نے ہماری لین کے اس جزو اہم کا کہولنا منظور فرمایا مین حضور کو اور اپنے مہمانون کو زیادہ متوقف کرنا نہین چاہتا صرف چند امور جنکا انصرام کمپنی نے جسکا مین ایجنٹ ہون اپنے ذمہ لیا تھا سُنایا

لیاقت کے باعث وہ لیجس لیٹو کونسل ہند کے ممبر بھی رہ چکے ہین۔ ۱۲ مؤلف

چاہتا ہون۔

بندر کراچی اور شہر دہلی کے مابین ریلوے کی تیاری کا کام چار مختلف کمپنیون نے جنکے صدر انجمن مسٹر ڈبلیو پی اینڈرو صاحب بڑے اولو العزم شخص ہین اپنے ذمہ لیا تہا۔ تفصیل کارروائی کی یہہ ہے کہ اوّل سندہ ریلوے بندرگاہ کراچی سے مقام کوٹڑی تک جو دریاے سندہ کے کنارہ پر ہے ایکسو ساڑہے پانچ میل کے فاصلہ مین تیار ہوکر ۱۸۶۱ء مین جاری ہوئی اب اسکی مسافت ایکسو ساڑہے آٹہہ میل ہے۔ دوسرے پنجاب ریلوے کا پہلا حصّہ بتیس ۳۲ میل کا لاہور اور امرتسر کے درمیان جو صرف اُن دو شہرونکو ملاتا ہے جنمین سے اول تو پنجاب کا دارالسلطنت ہے اور دوسرا تجارت کیواسطے ایک نامی شہر ہے جسکو سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر نے ۱۸۶۴ء مین جاری فرمایا باقی حصّہ اس لین کا لاہور سے ملتان اور راجگہاٹ تک جو دریاے چناب پر واقع ہے دو سو چودہ ۲۱۴ میل کی مسافت مین چوبیسویں اپریل ۱۸۶۵ء کو رسم اجرا کے ادا ہونیکے بغیر کہولا گیا۔ تیسرے انڈس[1] فلوٹلا جسکی دخانی کشتیان پونے چہہ سو میل کی مسافت پر دو ریل کے سلسلون کو باہم ملاتی ہین جون

[1] اسکے معنی ہین دریاے سندہ کی کشتیونکا بیڑہ۔ مولف

سنہ ۱۸۶۴ء مین جاری ہوا۔ کمپنی مذکور سالہا سال سے اسباب مین سعی کر رہی ہے
کہ ان دخانی کشتیون کے عوض (جو باعث مشکلات کشتی رانی اس زمانہ
کی خواہشون کے لایق نہین معلوم ہوتین) ایک ریلوے تیار کیجائے اور کمپنی کو
اُمید ہے کہ اسکی تیاری بھی اُسکے سپرد ہو۔ چوتھا کام دہلی ریلوے ہے
جسنے اُس شہر کو امرتسر سے ملایا ہے۔ اخیر کے حصّے اس لین کے یعنی
امرتسر سے دریاے بیاس تک اور غازی آباد سے میرٹھ تک (دہلی سے
غازی آباد تک کی لین ایسٹ انڈیا کمپنی سے متعلق ہے اور اسپر ہماری ٹرین
چلتی ہے) بقدر چون ۵۴ میل سنہ ۱۸۶۷ء مین کھولے گئے تھے۔ مارچ سنہ ۱۸۶۸ء مین
سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب نے دریاے بیاس کے پُل کا جو اس لین کے خوشنما
دریاؤن مین سے ہے پہلا گرڈر یعنی آہنی شہتیر رکھا تھا۔ چودھوین ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۶۵
کو سر جان لارنس صاحب بہادر نے جو اب بلقب لارڈ لارنس ملقب
ہین اس ریلوے کے اُس قطعہ کو جاری کیا جو میرٹھ اور انبالہ کے مابین واقع
ہے اور انبالہ کو جو پنجاب مین سب سے بڑا ملیٹری سٹیشن یعنی چھاونی کا مقام
ہے اُسوقت ریلوے کے ذریعہ سے بندرگاہ کلکتہ کے ساتھ ملایا گیا۔ اسموقع پر
لارڈ لارنس صاحب بہادر نے اپنی پسندیدہ سپیچ مین اس امر اہم کی

کچھہ زیادہ قدر نہین کی - اس قطعہ کے کھلنے سے ایکسو اٹھارہ میل پہلی لین مین جو جاری تھی اور شامل ہوگئی - اسکے بعد بیاس سے جالندہر تک اور جالندہر سے پہلور تک - اور انبالہ سے لدہیانہ تک یہہ تین قطعات بلا ادائے رسم جاری کئے گئے - اب حسب منشا ایک قانون پارلیمنٹ کے جو حال مین جاری ہوا ہے یہہ چارون کمپنیان جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے مشترک قرار دی گئین جنکی ریل اور پلون کی تیاری سے بندرگاہ کراچی شہر ملتان و دارالسلطنت مغلیہ کے ساتھہ ملگیا ہے - اس کمپنی مین سات ہزار سے زیادہ حصہ دار شامل ہین اور سرمایہ دس کروڑ روپیہ سکہ رایج الوقت ہے چونکہ مین اس کمپنی اور اسکے صدر انجمن مسٹر ڈبلیو پی - اینڈرو صاحب کی جانب سے ہندوستان مین بطور ایجنٹ کے ہون اسلئے حضور سے یہہ استدعا کرتا ہون کہ آپ عوام الناس کے روبرو اس اخیر قطعہ کا کھولنا باعلان ظاہر فرماین جو بشمولیت ایسٹ انڈیا اور گریٹ انڈین پینشلا ریلوے کے دارالسلطنت پنجاب کو بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی سے وصل کرتا ہے - یہہ قطعہ جسکے جاری کرنیکی حضور سے مین درخواست کرتا ہون کچھہ بڑا قطعہ نہین ہے اسکی مسافت لدہیانہ اور پہلور کے درمیان ساڑھے آٹھہ میل ہے لیکن یہہ قطعہ (یعنی پل)

ہندوستان کے نہایت خوفناک دریاؤن مین سے ایک دریا پر بنایا گیا ہے
اور کمپنی کو صرف اُن طبعی مشکلات کو جو اسکی تیاری مین مزاحم ہوئین رفع کرنا نہین
پڑا بلکہ ملکی وغیرہ ضرورتون کے سبب سے جو گورنمنٹ نے اس پل کی تیاری کے
واسطے اس جگہہ کو اُس بلند مقام پر جو چند میل ہٹ کر انجنیران ریلوے نے
تجویز کیا تہا ترجیح دی اس باعث سے جبکہ پل پہلے نقشہ کی بموجب قریباً تیار
ہو چکا تہا اُسوقت دریا کے راستہ بدلنے سے بنیں دراور بنائے جانیکی ضرورت
ہوئی اور اسمین کمپنی کو سات لاکھ روپیہ کی زیرباری اُٹہانی پڑی۔ اکیسوین اکتوبر
۱۸۶۹ء کو اس نئے کام کی منظوری ہوئی۔ شہتیر آہنی ولایت سے منگائے
گئے۔ آٹہوین اکتوبر کو کام شروع ہوا۔ اور آج منظوری آنیکے اکیس مہینے بعد
اور از سر نو کام شروع ہونیسے سال بہر کے اندر یہہ پل جاری ہوا۔

اس پل کا طول دونون پشتون کے مابین چوبیس ہزار چار سو ستہر فٹ
یعنی تقریباً سوا میل ہے اور تخمیناً چالیس فٹ نیچے دریا مین ستاون کنوین
اُتارے گئے ہین اور انمین اٹہاون گرڈر یعنی شہتیر آہنی جنمین سے ہر ایک
طول مین ایکسو ساڑہے گیارہ فٹ ہے قایم کئے گئے ہین۔ اس پل کے
کل آہنی کام کا قریب ایک لاکھ ٹن کے وزن ہوگا۔ اینٹ کی چنائی اسمین

آٹھ لاکھ ستاون ہزار آٹھ سو ستتر فٹ مکعب ہے اور اس چنائی کا بڑا حصہ قصور دریا مین ہے۔ پس جسقدر گورے دریا مین گلائے گئے ہین اگر اتنی عمارت سطح پر بنائی جاتی تو طول مین قریب دو میل اور ایک فرلانگ کے ہوتی۔ انیسوین مارچ ۱۸۶۶ء کو اس پل کا اوّل چک رکھا گیا۔ اٹھارہوین اکتوبر ۱۸۶۹ء سے اسکا زاید کام شروع ہوا اور اخیر شہتیر تیرہوین جون ۱۸۷۰ء کو طغیانی آب کے خوف سے جلد چڑھایا گیا۔ اسموقع پر ٹھیکہ دارون نے رات دن کام کیا اور اسکا ثمرہ انکو یہ ملا کہ کامیاب ہوے۔ اگر شہتیر چڑھانیسے پہلے ہی دریا طغیانی پر آجاتا تو کل کارروائی اور اس قطعہ کے اجرا مین چار مہینے کا توقف ہو جاتا کل ساڑھے چار سال کا عرصہ اس پل کی تیاری مین اور امرت سر سے غازی آباد تک اس لین کے تیار ہونیمین صرف ہوا۔

اگست گذشتہ مین ہز ڈانلڈ مکلاڈ صاحب بہادر ہمارے گورنر سابق نے اس پل پر بذریعہ ٹرولی یعنی ٹہیل گذر کر ہمکو افتخار بخشا تھا۔ صاحب موصوف اپنی چٹھی مین جو مقام عدن سے آئی تھی اپنے کو اس کل لین کا مسافر اوّل لکھتے ہین اور یہ بھی لکھتے ہین کہ جیسی جلدی اور فن انجنیری کی خوبی کے ساتھ یہ ریلوے تیار ہوئی ایسی (میرے نزدیک) ہندوستان مین کوئی ریل تیار نہین ہوئی

مجھکو یقین ہے کہ حضور کے نزدیک بھی بریسی صاحب اور وائیس صاحب اور ہنفری صاحب ٹھیکہ داران اسوجہ سے کہ اُنہون نے بڑی خوبی اور سرعت سے اس کارعظیم کو ختم کیا اور نیز مسٹر جوزف ہیریسن صاحب کمپنی کے چیف انجنیر اور اُنکے اہل عملہ جو اس کام کے نگران تھے نہایت قابل تعریف ہین - اس کام کے اسقدر کامیابی کے ساتھ ختم ہونیکا باعث یہہ ہے کہ کمپنی کو گورنمنٹ پنجاب کا اعتماد حاصل رہا اور اُس سے امداد بھی ملتی رہی - سر رابرٹ منٹگمری صاحب اور سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر سرکاری اونچ کے طور پر بھی مساعی جمیلہ فرماتے رہے - کمپنی کو صاحبان مدوح اور نیز کرنل ڈرامنڈ صاحب کنسلٹنگ انجنیر کا (جو اب رخصت پر ہین) اور اُنکے جانشین کرنل پالرڈ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے - ان صاحب کے ساتھ مجھکو بہ حیثیت وکیل کمپنی نہایت ارتباط اور سرکاری تعلق رہا ہے اور ہر ایک سوال کے باب مین جو کمپنی اور لوکل گورنمنٹ کے باہم پیدا ہوا میرا اور اُنکا اتفاق رائے رہا ہے - اور سر ہنری ڈیورینڈ صاحب لفٹنٹ گورنر حال کی ذات پر مجھکو پورا بھروسہ ہے کہ ہمارے مشترکہ کاموں مین ایسی ہی مدد اور توجہ فرماوینگے اور اُمید ہے کہ جب وہ اس کمپنی کے کام کو جو بڑی کامیابی کے

ساتھ ختم ہوا ہے ملاحظہ فرمائینگے تو بیشک کمپنی کے حق مین جیسے حکام ماسبق نے کیا ہے یہہ سفارش فرمائینگے کہ سندہ کی ریلوے لین کی تعمیر بھی بنظر موقوفی دخانی کشتیون کے اس کمپنی کو سپرد کیجائے۔

مین حضور اور راجہ صاحب بہادر کپورتہلہ کا جنہون نے ہمارے کام کی تیاری کو اپنے اپنے علاقہ مین مدد دی ہے کمپنی کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہون۔ آج صبح کو جو بنسی منٹ مین دریائے ستلج کے کنارہ کے میدان سے اور پانچ منٹ مین خاص دریا پر سے عبور کیا ہے اس سے اُس تاخیر اور اُن دقتون اور خوفون کو یاد کر کے جو کثرت بارش کے زمانہ مین اس دریا سے عبور کرنے مین واقع ہوتے تھے حضور کو اُن فواید کا جو اس پُل کی تعمیر سے عموماً اہل ہند کو حاصل ہوئے ہین کچھہ خیال ہوا ہوگا۔ اور ترقی تجارت کے باب مین جن مزاحم امور کو کمپنی نے رفع کیا ہے اُن مین سے ایک اس پُل کی تعمیر ہے۔ ۱۸۴۳ء مین جب دریائے ستلج گورنمنٹ انگریزی کے علاقہ کی سرحد گنا جاتا تھا اُسوقت مجھکو لارڈ ایلنبرا صاحب نے کرنل چیمبرلین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کا اسسٹنٹ مقرر فرمایا تھا اس موقع پر مجھکو کلکتہ سے الہ آباد تک دخانی جہاز کے ذریعہ سے پہنچنے مین ایک مہینا صرف ہوا تھا اور وہان سے

مین بسواری پالکی شب و روز چل کر آٹھہ روز مین لدہیانہ پہنچا تہا۔ مگر اب لاہور
سے کلکتہ تک کی مسافت چہیاسٹھہ گھنٹے مین طے ہو سکتی ہے۔ ایک ہنگی
پارسل کے محصول مین جسکا وزن نرخ حال کے بموجب پچیس سیر سے زیادہ نہوتا
بغیر مدد ریلوے کے کلکتہ سے لاہور تک پچاس روپیہ خرچ کرنے پڑتے تہے اور
اب اسیقدر وزن کا پارسل ریلوے کے ذریعہ سے کل آٹھہ روپیہ نو آنہ خرچ
ہو کر جتنے عرصہ مین پہلے پہونچ سکتا تہا اُس سے کوئی دس روز پہلے پہنچ سکتا
ہے۔ پہلے ایک من کہانڈ کے (مین اس جنس کی مثال اس سبب سے دیتا ہون
کہ یہہ جالندہر دوآب سے وساور کو بہت جاتی ہے) ڈاک ہنگی کے ذریعہ سے اسیقدر
فاصلہ پر لیجانے مین سات روپیہ سوا دو آنہ صرف ہوتے تہے اور اب دو روپیہ
سات آنے نو پائی خرچ ہوتے ہین اور بیس روز کا پہیر بچتا ہے۔ لارڈ الگن
صاحب بہادر نے جو بیچ انبالہ کی لین کہولنے کیوقت فرمائی تہی اُس سے
مترشح ہوتا تہا کہ اُنکے نزدیک یہہ فواید ایک صرف کثیر سے حاصل ہوئے ہین
صاحب ممدوح نے یہہ بہی فرمایا تہا کہ اس لین پر تخمیناً ڈیڑہ لاکہہ روپیہ فی میل صرف
ہوا ہے اور مدراس لین پر ایک لاکہہ بیس ہزار اور اودہ پر اسی ہزار فی میل خرچ
ہوا ہے مگر صاحب ممدوح نے اس بات کو تسلیم فرمایا تہا کہ ہندوستان کی ریلونکی

اوسط پر ایک لاکھ نوّے ہزار بلکہ دو لاکھ بیس ہزار تک بھی فی میل خرچ ہوا ہے۔
اس بڑے مدبّر کی رائے کی تعظیم کے ساتھ اس کمپنی کیواسطے یہہ بڑی مبارکبادی
کی بات ہے کہ بہ لحاظ اس امر کے کہ امرتسر اور غازی آباد کے مابین تین سو
پانچ میل کے قلیل فاصلہ مین دریاے بیاس اور ستلج اور جمنا اور ایسی ہی زور شور کی پہاڑی
ندیون مارکنڈا اور گھگر اور اَور بہت سے ندی نالون پر پُل باندھنے پڑے
اس بات کو خیال کر کے کہ اسملک کو سواحل سمندر سے کسقدر فاصلہ ہے اَور
آہنی راستون کے مصارف کے ساتھہ اس لین کے اخراجات کا مقابلہ بہت
عمدہ ہوتا ہے۔ مدراس ریلوے کے حال سے مین واقف نہین ہون یہہ ریلوے
سمندر کے کنارہ پر واقع ہے اور یہان سے براہ راست انگلستان تک بحری آمد و
رفت جاری ہے اَور وہ ریلوے کے حال سے مین واقف ہون اسکا طول
لکھنؤ سے دریاے گنگا تک بیالیس میل ہے اور اس تمام فاصلہ مین ایک چھوٹی
سی ندّی آتی ہے باقی تمام مُلک ہموار ہے اور دریا کے راستہ سے آمد و رفت
خاص اُن مقامات تک جہان ریلوے کی تیاری کا کام ہوا ہے جاری ہے
اسلئے اس لین کے اخراجات کا مقابلہ اس کمپنی کے دور دراز اور مشکل کاموں
کے ساتھہ نہین ہو سکتا۔

کمپنیون کے ذریعہ سے ریلوے تیار ہونیکی فرضی فضول خرچی کے خیال سے
گورنمنٹ نے صیغہ تعمیرات سرکاری کی معرفت ہندوستان مین ریلون کی تیاری شروع
کی ہے لیکن اس باب مین رائے دینی آیندہ زمانہ کے لوگون پر موقوف ہے کہ
آیا محال تعمیرات سرکاری کمپنیون کے برابر جلد اور معقول مصارف کے ساتھ آمدورفت
کی آسایش ہم پہنچانے مین کامیاب ہوے یا نہین مین اپنی کمپنی کی طرف سے حضور
کو اس بڑی عزت کی بابت مبارکباد دیتا ہون جو منجانب اعلیحضرت ملکہ معظمہ
حضور کو تمغاے سٹار آف انڈیا کے عطا ہونیسے حاصل ہونیوالی ہے۔
یہہ وہی عزت ہے جو حضور کے والد ماجد مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب
بہادر مرحوم نے ۱۸۴۵ء مین سکھونکی یورش کیوقت اور ۱۸۴۸-۴۹ء مین سکھونکی
دوسری لڑای کے موقع پر اور ۱۸۵۷ء کے مفسدہ مین ہوا خواہ سرکار رہکر بڑی
خوبی کے ساتھہ حاصل کی تہی اور ان تمام موقعون پر مجھکو اپنے فرایض منصبی کی
وجہہ سے اس بڑی امداد کی نسبت جو آپکی ریاست کے ذخایر گورنمنٹ کے قبضہ اقتدار
مین ہونیسے ظہور مین آے تعریف کیساتھہ ذکر کرنیکا اتفاق ہوا حضور بھی اس عزت
کے کچھہ کم مستحق نہین ہین کیونکہ حضور نے اس امن وامان کے زمانہ مین ایسی
دوراندیشی اور فیاضی ظاہر فرمای ہے جو ملک ہند کی ہندوستانی عملداری

کی تاریخ مین یادگار رہنے کے قابل ہے۔ حضور نے حال مین نہر ستلج کی تعمیر کی بابت گورنمنٹ سے معاہدہ فرمایا ہے یہ نہر دریاے ستلج سے کاٹی جائیگی اور اس سے علاقجات مشترکہ کی آٹھ لاکھ ایکڑ زمین مین تخمیناً بیس لاکھ یعنی دو کروڑ روپیہ سکہ یا بحالتِ وقت کے صرف سے آبپاشی ہوا کریگی۔

آپ جو اپنے دارالریاست مین تار برقی جاری فرماکر اسکا سلسلہ علاقہ انگریزی کی تار برقی سے ملانا چاہتے ہین اس سے آپکی رعایا کو ہندوستان کی تجارتگاہون کے ساتھ لمحہ بہر مین رسل و رسایل کرنے اور تمام عالم کی خبرون سے واقف رہنے کا بڑا فایدہ حاصل ہوگا۔ جو سعی حضور نے ترقی تعلیم اور نیز اُن اشخاص کے نام قایم رکھنے کیواسطے فرمائی ہے جنہون نے اس باب مین کوششین کی ہین اُسکا اظہار حضور کے فیاضانہ عطیات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک عطیہ تو حضور کیجانب سے منٹگمری ہال کے واسطے دیا گیا جو خاص کر اُن ہندوستانی رؤسا کی امداد سے تعمیر ہوا ہے جو اُس حاکم کو جسکے نام پر اس عمارت کا نام رکھا گیا ہے دل و جان سے یاد رکھتے ہین۔ دوسرا عطیہ حضور نے لاہور کالج کیواسطے عنایت فرمایا جسکے بانی مبانی پنجاب کے ایک اور حکمران یعنی سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر رہتے جنکا نام ہم سبکو عزیز ہے علاوہ ان عطیات کے حضور نے ایک قسم کشمیر لارنس سایلم کی

امداد کیواسطے دی ہے جو اُس شخص کے نام نامی پر بنایا گیا ہے جسکی حکومت کا آفتاب شان وشوکت کے ساتھہ غروب ہوکر ایسی آب وتاب چھوڑ گیا ہے جسپر تاریکی کبھی غالب نہین آئیگی۔

حضور کی روشن ضمیری کی ان نظایر سے جن پر مین اپنے بیان کو محدود کرتا ہون اس بات کے آثار پائے جاتے ہین کہ عنقریب ہم اس بڑی ریلوے کے ساتھہ ایک اور ریلوے کو دیکھینگے جو حضور کی دارالریاست کو اُس سے ملاویگی اور اُمید ہے کہ جس اولوالعزمی کے کام کا ختم ہونا آپ اسوقت ظاہر فرماتے ہین اُسکے ساتھہ تجارتی قصبات کو ایک پختہ سڑک کے ذریعہ سے ملادیتے ہین آپ اپنے علاقہ کی منفعت خیال فرمائینگے۔

اب مجھکو حضور سے صرف یہہ درخواست کرنی باقی ہے کہ حضور ہمارے کام کے اس حصہ کے کھولنے کی رسم جو پنجاب کے دارالخلافہ کو بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی کے ساتھہ ملاتا ہے ادا فرمائین۔

اسکے جواب مین مہاراج نے کہڑے ہوکر مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی۔

سپیچ

میجر جنرل ایبٹ صاحب! اس مبارک تقریب کے لئے آنیسے

جسکے اتمام پر کلکتہ بمبئی اور لاہور کا بلکہ تینون مشہور سلسلہ ہائے ریلوے واقع ہند کا کامل ہونا منحصر تہا اور جسکے واسطے جناب نواب بعلے القاب وایسرائے وگورنر جنرل بہادر کشور ہند خود تشریف لائیگا قصد رکہتے تہے مجہکو فی الواقع نہایت خوشی اور فخر کا مقام ہے۔ بیشک یہہ پہلا موقع ہے کہ جسمین کوئی ہندوستانی رئیس اپنے ملک کے ایسے عظیم المرتبہ کام مین اس حیثیت سے مصروف ہوا ہو جسطرح پر کہ مجہکو اسکے کرنیکا فخر دیا گیا ہے۔ مین اسوجہہ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب و نواب بعلے القاب وایسرائے وگورنر جنرل بہادر کا بہت شکرگذار ہون۔ چونکہ حکام عالیمقام گورنمنٹ موجودۂ ہندوستان کی نیک تجویزین ہمیشہ پیروان فیاض ارادون کی ہین جو ہماری مہربان شاہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ پر وقت نسبت عزت و بہبودی رعایا ہند کو خاطر عالی رکہتی ہین اسلئے مین بصدق دل دعا کرتا ہون کہ خداوند تعالے سایۂ اقبال حضرت ملکہ معظمہ کو ہمارے سرون پر سلامت رکہے۔

اسمین شک نہین کہ اس روشن زمانہ مین ہی بہت سے لوگ منشا گورنمنٹ سے بخوبی آگاہ نہین ہین مگر امید ہے کہ آجکی تقریب سے اس ملک کے لوگ اس بات سے آگاہ ہو جائینگے کہ گورنمنٹ حضرت ملکہ معظمہ کے نزدیک جیسے صاحبان انگریز رکن سلطنت متصور ہین ویسے ہی بلا خیال مغایرت رعایا ہند کی نسبت ہی بذل عنایت سے

اور یقین ہے کہ یہ خیال آیندہ کو اقوام ہند کے دل مین بہ نسبت حال زیادہ تر باعث محبت گورنمنٹ انگریزی کا ہوگا۔

جنرل ایبٹ صاحب۔ بیشک یہ امر نہایت موجب مسرت ہے کہ یہ ریلوے بلا کسی قسم کے جبر و تشدد کے جاری ہوئی ہے اور آغاز کار سے ہی رعایا کو نفع ہونا شروع ہوا ہے۔

کل افسران پنجاب ریلوے کی کوششین قابل تعریف ہین۔ اور بیشک جیسا کہ آپنے بیان کیا مسٹر بریسی اور وائیس اور ہنفری صاحبان ٹھیکہ داران و صاحبان انجنیر جنکے اہتمام سے مختلف حصے اس ریلوے کے تخصیص یہ ستلج کا بڑا پل بہت جلدی سے تیار ہوگیا قابل تحسین ہین اور اُمید ہے کہ نام اُنکا ہمیشہ تاریخ ریلوے ہائے اِشلک مین یاد رہیگا۔ بعض حکام اعلےٰ گورنمنٹ پنجاب کی توجہ و امداد کی جو آپنے تعریف فرمائی میری دانست مین اُنکی توجہ کا شکریہ صرف ریلوے کمپنی پر ہی واجب نہین ہے بلکہ عموماً تمام پنجاب کو اُنکا ممنون منت ہونا چاہیئے۔

فوایدِ اجرائے ریلوے جو آپنے اس عمدہ ایڈریس مین بیان کیے ہین اگر درحقیقت دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ ہین اور اُمید ہے کہ یہ فواید ہمیشہ روز افزون رہینگے اور جبکہ طریقہ مسافرت و تجارت زمانہ سابق کو آج کے طریقہ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے

ہر شخص بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ مبارکات حکومت گورنمنٹ انگلشیہ مُلک ہند مین ریلوے کا جاری ہونا ایک برکت عظیم مقصور ہے۔ آپنے جو براہ مہربانی خطاب سٹار آف انڈیا ملنے کی مبارکباد دی ہے اور میرے والد ماجد سرگرباشی کی بعض مشکل اوقات کی خیرخواہیوں کا ذکر کیا ہے مین دلی شکرگذاری سے اس مبارکباد کو قبول کرتا ہون۔ چونکہ آپ اُن افسرونمین سے ہین جنکو میرے خاندان کے حالات سے بخوبی آگاہی ہے اسلئے یہ کہنا شاید کچھ نامناسب نہین ہے کہ ابتدا ۱۸۰۳ء سے ۱۸۰۴ء سے میرے بزرگ جو بوجہ خیرخواہی ہائے متواترہ پیشگاہ گورنمنٹ سے مورد اعزاز ہوتے رہے ہین یہ امر بیشک موجب میرے فخر کا ہے کہ گورنمنٹ کی خیرخواہی اور قوم انگریز کی محبّت اور سرکار ملکہ معظمہ کی مہربانی وعنایت مجھکو اپنے بزرگون سے گویا ارث ملی ہے اور سب سے زیادہ میرے لئے یہ امر موجب مسرت ہے کہ ریاستہائے ہند مین خاندان پٹیالہ ہی پہلا گھرانا ہے جسمین دوبارہ سٹار آف انڈیا مرحمت ہوا اور سرکار ملکہ معظمہ کی یہ ایسی نوازش ہے کہ جسکا شکریہ مجھسے ادا نہین ہوسکتا۔

آپنے جو چند کلمات خاص میرے حق مین بیان فرمائے یہ آپکی مہربانی ہے لیکن مین یہ خیال کرتا ہون کہ اپنی رعایا اور ہموطنون کی نفع رسانی کے فرض عظیم مین سے مینے ابھی کچھ نہین کیا۔ اور آپنے جو بعض آرزوہائے نیک میری

ریاست کی نسبت ظاہر کی ہین اُسکے لیئے آپکا شکریہ ادا کرتا ہون - خدا آپکی آرزو ئین پوری کرے -

میجر جنرل ایبٹ صاحب - اب مین آپکو اور آپکی کمپنی کو اور تمام میم صاحبان و صاحبان عالیشان اور رؤسا و شرفا ہندوستانی موجودہ دربار کو مبارکباد دیتا ہون کہ آجکی تاریخ سے پل ستلج کہولا گیا - اور پنجاب کی ریلون کا پورا پن جس کام پر منحصر تھا آج بفضل خدا وہ اتمام کو پہنچا -

میعاد بلوغ کا پورا ہونا اور مہاراج کا اس تقریب سے دربار کرنا

جب کونسل ریجنسی موقوف کی گئی اور مہاراج کو بذات خاص حکمرانی کا اختیار دیا گیا تب اٹھارہ برس حد بلوغ کے پورا ہونیمین سات مہینے باقی تھے پس یہ تو اسوجہ سے اور کچھ اس سبب سے کہ **جنرل ٹیلر صاحب بہادر** اس امر مین متفق الرائے تھے گورنمنٹ نے ایک ملایم طور سے یہہ شرط لگادی تھی کہ اُس مدت کے ختم ہونے تک دربار وغیرہ خوشی کی رسمین جو ایسے موقعون پر ہوا کرتی ہین ملتوی رکھی جائین جسکا اصل مقصد یہہ تھا کہ اگر کسی طرح کی بد انتظامی ہوگی تو کچھ اور تدبیر کیجائیگی - مگر مہاراج ریجنسی کے زمانہ کے جھگڑون

سے مختلف طور کے تجربے حاصل کر چکے تھے اور اس امر سے واقف تھے کہ انکو اپنے اس بڑے کام مین کیا کیا مشکلین پیش ہین پس اُنہون نے ایسی احتیاط اور بُردباری اور فیاضی کے ساتھ کارروائی کی کہ باوجود بہت سی مزاحمتون کے وہ سب مشکلات پر غالب آگئے اور مدّت معہودہ ختم ہوگئی اور اسی عرصہ مین جنرل ٹیلر صاحب بہادر بھی کمشنری امرتسر کو تبدیل ہوگئے۔ اور یکم اکتوبر ۱۸۷۶ء سے ہماری تینون ریاستون کا پولیٹکل کام گورنمنٹ پنجاب نے سیدھا اپنے متعلق کر لیا پس بائیسویں نومبر مذکور کو مہاراج نے بڑی شان و شوکت سے دربار منعقد فرمایا اور مسٹر لیپل گرفن صاحب بہادر انڈر سکرٹری اور کرنل کرافٹن صاحب بہادر سکرٹری صیغہ آبپاشی گورنمنٹ پنجاب کو جو نہر شلج کے متعلق ایک معاملہ کے تصفیہ کیواسطے آئے ہوئے تھے اور کرنل ڈوایر صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر سرحد کو جو ولایت کو جاتے تھے دوستانہ طور پر شریک کیا اور حاضرین کو علی قدر مراتب قریب ستّر ہزار روپیہ کے خلعت اور سونیکے کڑے اور دوشالے وغیرہ عطا فرمائے اور راقم اور ماسٹر رامچند صاحب جنکو جولائی ۱۸۶۸ء مین مہاراج نے ازراہ قدرشناسی ہر طلب کر لیا تھا اور جنہون نے گذشتہ فسادمین عمدہ خدمات کی تھین اور سیّد امداد علیصاحب دیوان اور میرے

چھوٹے بھائی **خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب** میر منشی کو کم و بیش ہزار ہزار روپیہ کی آمدنی کا ایک ایک گانو اور **سردار گنڈا سنگھ** (بخشی گنڈا سنگھ صاحب) کو دس بلوں کی زمین دوام کیواسطے عنایت ہوی اور اسکی سند مین مہاراج نے اپنے ہاتھہ سے مرحمت فرمائین اور راقم کو اسکے علاوہ **خان بہادر** کا خطاب بہی عطا ہوا۔ چنانچہ جو سند مجھکو عنایت ہوئی تہی وہ یہہ ہے۔

سند

عاملان جہان و استقبال معلوم کرین کہ بلحاظ نمک حلالی و صداقت قابل قدر رفعت و علو الیمتبت ابہت و معالی منزلت اعتضاد دوستان **خلیفہ سیّد محمد حسن خان بہادر** وزیر اعظم ریاست جو سال گزشتہ مین جبکہ بعض اہلکاران نکوام کی شرارت سے اس ریاست کا حال نہایت ابتر تہا علی الاتصال اُنسے ظہور مین آئین۔ موضع عطاپور پرگنہ چنارتھل جمع ایک ہزار اسّی روپیہ بطور جاگیر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مع خطاب خانی و بہادری و خلعت مفصلہ ذیل برای دوام عطا اور مرحمت کیا گیا لہذا چاہیئے کہ دیہہ مذکور سے کسیطرح متعرض نہون تاکید سمجھین۔

الرقوم ۱۸ شہر شوال پروشتہ ماہ کاتک سمت ۱۹۲۷ مطابق بائیسوین نومبر ۱۸۷۰ع

تفصیل عطیہ

موضع عطا پور پرگنہ چناتہل جمع ایکہزار خلعت دوہزار روپیہ کا جسمین نو پارچہ اسّی روپیہ نصفی حالغہ ایکہزار کے اور ایک ہزار کی تین رقم

الہ ہزار جواہر مین۔

اسموقع پر میرے دوست منشی تلسی رام صاحب ساکن سلطانپور متخلص بہ عزیز نے جو ریاست کے ایک معزز عہدہ دار تہے اور جنکی وفات کا مجھکو بڑا افسوس ہے "اختیار کلی پایا" نہایت عمدہ مادہ تاریخ پایا۔

مہاراج کا ملک بانگر اور پرگنات نارنول اور کانوڈ مین دورہ کرنا

ان دنون پرگنات کانگڑہ (مونک) اور نروانہ مین جو ریاست کی قسمت جنوبی کا ایک حصہ ہین اور جنمین ایک لاکھ آٹھہ ہزار سے زیادہ لوگ آباد ہین قحط کے باعث سے بہت تکلیف تہی اور پرگنات نارنول اور کانوڈ کو بہی مہاراج نراندر سنگھہ صاحب بہادر کی وفات کے بعد کسی نے جاکر نہین دیکہا تہا جہان کے اکثر معاملات توجہ طلب تہے اسلئے آخر نومبر ۱۸۴۵ء مین مہاراج نے اُس طرف کو کوچ فرمایا اور سامانہ کے راستہ سے منزل بمنزل ہر ایک مقام پر

رعایا کا عرض حال سنتے ہوئے روانہ پہنچے جو پرگنہ بالگر کا صدر مقام ہے اور بعد لینے
رپوٹ ناظم ضلع کے ساٹھ ہزار روپیہ بطور تقاوی زمیندارونکو عنایت فرمایا اور یہہ
حکم دیا کہ معاملہ کا روپیہ جو یقدر ایک لاکھ ۱۶۱۵۰۰ پانسو روپیہ کے تہا وقت مناسب
اُسکا وصول ملتوی کیا جاے اور جینداور دادری ہوتے ہوئے نارنول پہنچے اور
قریب دو ہفتہ کے قیام فرمایا اور پانچہزار روپیہ سال سے زیادہ آمدنی کے کئی
محصول جو مختلف ناموں سے نامزد تہے اور حکام سابق کے زمانہ سے لئے جاتے
تہے اور جنسے رعایا کو بڑی تکلیف تہی معاف فرمائے اور آٹھہ ہزار روپیہ سے
زیادہ کی معافیات ریزہ اور سالم جنکی ضبطی کی تجویز مہاراج نرائندر سنگہہ صاحب
بہادر کے عہد مین ہوچکی تہی اور بوجوہات خاص ابتک اُسکی تعمیل نہین ہوئی تہی
حین حیات قابضان حال معاف فرمائین اور ان امور سے فارغ ہوکر آخر دسمبر مین
پٹیالہ مین تشریف فرما ہوے۔

مُلک کے انتظام مین چند نمایان اور مفید اصلاحون کا ہونا

اس سال کے واقعات مین سے چونکہ جوڈیشل اور مال کے انتظام کی اصلاح
وتبدیل ہی ایک قابل الذکر واقعہ ہے اسلئے ہم اُسکو مفصل بیان کرتے ہین۔
واضح ہو کہ مہاراج نرائندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین مُلک تیس

پرگنون مین منقسم تہا اور ہر ایک پرگنہ مین مال اور فوجداری کے کام کیواسطے
ایک ایک تحصیلدار و تھانہ دار مقرر تہا لیکن جب اُنکی زندگی کے اخیر سال
مین مُلک کی جمع نقد مقرر کی گئی تو قلت کار کے خیال سے ایک ایک کی
جگہہ دو دو پرگنے تحصیلدارون کو سپرد ہوے اور نایب عدالت ضلع کا عہدہ تخفیف
مین اگر مقدّمات دیوانی و فوجداری کی سماعت اور تجویز اور نگرانی پولیس کا
اختیار بہی اُنکو دیا گیا چنانچہ مال کے معاملات مین وہ تحصیلدار اور عدالت کے
کام مین نایب ناظم کہلانے لگے۔ اُنکو اختیار تہا کہ ایکہزار روپیہ تک کے مقدّمات دیوانی
اور تین برس تک کی قید کے لایق مقدّمات فوجداری کی سماعت اور تجویز کرین
یہی طریقہ کونسل کے عہد مین بہی جاری رہا اور اسکے نتایج کی نسبت کچہہ غور نہوئی
جس سے یہہ بڑا نقصان ریاست کو پہنچا کہ بحساب اوسط ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ سے
زیادہ سال بسال معاملہ مین سے ٹوٹتا رہا اور سات برس کے عرصہ مین قریب ساڑہے
آٹہہ لاکہہ روپیہ کے وصول سے باقی رہگیا جسکا سبب سنگینی جمع تہا کیونکہ مہاراج
نراندر سنگہہ صاحب بہادر اور ہر کونسل کے زمانہ مین جس بست سالہ
اور دہ سالہ اوسط آمدنی کی رو سے تشخیص جمع کی گئی تہی وہ اُسوقت کی آمدنی
کی اوسط تہی جبکہ ہر ایک پیداوار زمین کا نرخ اُسوقت کے نرخ سے دوچند

سے بھی زیادہ ارزان تہا بلکہ یہہ سبب تہا کہ کثرت کار عدالت کے باعث سے تحصیلداروں کو معاملات مال کی طرف توجہ کرنیکی فرصت نتہی اور تحصیل مال کا مدار صرف اُن دس دس روپیہ ماہوار کے نیم سرکاری محرّروں پر تہا جو گماشتے کہلاتے تہے اور اُنمیں سے ایک تحصیل کے صدر مقام مین اور دوسرا دوسرے پرگنہ مین رہتا تہا پس اس قباحت کے دفعیہ کے واسطے آخر دسمبر مین مقدمات جوڈیشل کی سماعت کا اختیار تحصیلداروں سے لیلیا گیا اور ہر ایک نظامت مین باستثنائے نظامت مہندر گڈہ جہان کام کم تہا اور ایک ہی شخص کافی تہا دو دو نئے عہدہ دار بلقب نائب ناظم اس کام کیواسطے مقرر کئے گئے اور تحصیلداروں کو صرف تحصیل مال اور ایک حد تک سماعت مقدمات اراضی زرعی اور اُسکے متعلق حقوق کا اختیار رہا اور چونکہ اِسوقت تک تہانہ داروں کو بہی پچاس روپیہ تک کے مقدمات دیوانی کی سماعت اور تجویز کا اختیار تہا اور اس سے اُنکے اصل کام (پولیس) مین بڑا حرج رہتا تہا اُنسے بہی یہہ اختیار لیا گیا اور اس انتظام سے قریب سولہ ہزار روپیہ سال کے جو خرچ بڑہتا تہا اُسکا یہہ تدارک کیا گیا کہ تحصیلون اور تہانون اور نظامتون کے عملہ مین مناسب طور سے تخفیف کی گئی جس سے یہہ خرچ نکل آیا۔

یہہ پہلی اصلاح تہی جو اس سال وقوع مین آئی اب دوسری اصلاح کی کیفیت

سُنئے کہ مہاراج نرائندر سنگھ صاحب بہادر کے عہد مین اوّل نظامت
مہندر گڈھ اور پھر اُسکی تقلید سے نظامت اناحد گڈھ مین خزانے مقرر کئے گئے
تھے اور کونسل کے زمانہ مین اگرچہ ایک دفعہ سب نظامتون مین خزانے مقرر کئے
جانیکے واسطے تحریک ہوئی لیکن مہاراج کے اختیار پانے تک اسمین کچھ حکم
نہوا اور یہہ معاملہ اسیطرح زیر تجویز چلا آیا اور نظامت کرم گڈھ امرگڈھ اور بنجور کا روپیہ
سیدھا خزانہ پٹیالہ مین داخل ہوتا رہا جسمین بیشمار قباحتین تھین اور جنکا دفعیہ بغیر
اسکے ممکن نتھا کہ اُنمین بھی خزانے مقرر کئے جائین پس اسی سال مین اُنمین بھی
خزانے مقرر کئے گئے اور عموماً یہہ قاعدہ مقرر ہوا کہ جب روپیہ کے داخلہ کا وقوع
آوے تو پٹواری ایک مناسب تقطیع کے کاغذ پر اسامی وار اپنا لکھا اپنے اور نمبردارونکے
مہر و دستخط سے تحصیل مین داخل کرے اور تحصیل مین سیاہہ کے ساتھہ مقابلہ اور
تحصیلدار کا دستخط ثبت ہوکر واپس دیا جاوے اور وہی کاغذ خزانہ مین پیش کیا جائے اور
خزانہ سے تاریخ داخلہ ثبت ہوکر خزانچی کی تصدیق سے واپس دیا جائے اور یہہ
کاغذ اُسنے لیکر روپیہ وار تحصیل مین بہت احتیاط کے ساتھہ رکھے جائین اور جب
کل ضلع کا روپیہ داخل ہوجائے فوراً خزانہ صدر مین بھیجدیا جائے۔

تیسری اصلاح یہہ ہوئی کہ ترتیب حساب کا طریقہ جس سے فصل وار اور اسامی وار

جمع وصول کا حال معلوم نہین ہوسکتا تہا اور یہہ بہی ایک بڑا سبب باقی رہنے کا تہا بدلا گیا اور حساب کے نئے نقشے تجویز ہوکر دیئے گئے اور گماشتے موقوف ہوکر سرکار کیطرف سے ایک ایک سیاہہ نویس اور دو دو معاون سیاہہ نویس مقرر ہوئے اور تحصیلون مین جو دفتر رہتا تہا اور تحصیلدار کی تبدیلی یا معزولی کے وقت گماشتے صرف گوشوارہ کی ایک نقل نئے تحصیلدار کو دیکر سب کاغذ اپنے ساتہہ لیجاتے تہے جسکا بڑا باعث یہہ تہا کہ محکمہ صدر مال کے عہدہ دارون کی بے معنی حجتون کے سبب سے عرصہ دراز تک حساب کی صفائی نہوتی تہی اور اس سبب سے مجبوراً انکو کاغذ اپنے پاس رکہنے پڑتے تہے اسکی ممانعت ہوئی اور تحصیلون مین باضابطہ دفتر رکہنے کا حکم ہوا

چوتہی اصلاح اوہکاری کے متعلق تہی۔ یہہ ایک رعایت تہی جو زمانہ پیشہ برہمنون اور سیدون اور فقیرون کے ساتہہ مہاراج بابا آلا سنگہہ صاحب بہادر کے عہد سے ہوتی چلی آتی تہی اور جن پرگنون مین عموماً معاملہ کی تہای لینے کا دستور تہا وہان ان سے رعایتاً چوتہائی اور شخصہ کی حالت مین (اگر کبہی ہوتا) اوروں کی نسبت نصف لیا جاتا تہا اور اسکو اوہکاری کہتے تہے مگر کوئی ایسا قاعدہ مقرر نہ تہا کہ جس سے اس رعایت کا استعمال بیجا اور ناجایز طور پر نہو سکے اور وہی لوگ مستفید ہوسکین جو حقیقتاً مستحق ہون چنانچہ نمبردارون کو اختیار تہا کہ جسکو چاہتے

زمین کاشت کیواسطے دیدیتے اور اوہکاری دلادیتے اور ایسا ہی ہوتا تھا کہ یہ پرو
خود اس سے فایدہ اُٹھاتے اور تحصیلدار اور گماشتے بغیر اسکے کہ تحقیق کرین صرف
اُنکے کہنے پر یہہ رقم مجرا دیدیتے اور یہہ ایک ناجایز دست اندازی تہی جو سرکار کے
حق واجب مین کیجاتی تہی - پس بنظر حفاظت حق سرکار اور انضباط قاعدہ کے
یہہ تجویز ہوا کہ جو برہمن یا سیّد یا فقیر زمین کے مالک مستقل ہون یا مالک ہون
مگر اپنے ہاتہہ سے یا اپنے نوکرون سے کاشت نکرتے ہون یا مالک اور خود کاشت
ہون مگر ملازم سرکار ہون اُنکو یہہ حق مجرا نہ دیا جاے اور یہہ رعایت اُنہین دیہات
اور پرگنات مین منحصر سمجھی جاے جہان پہلے سے اسکا عملدرآمد ہوا اور برہمنون کی
طرح سوڈھی ہی (جنکی تعظیم سکہہ مذہب مین واجب ہے) آیندہ سے اس رعایت کے مستحق
سمجھے جاہین چنانچہ تحقیقات ہوکر جو جو شخص مستحق ثابت ہوے اُنکے نام جمعبندی کے
کاغذون مین لکہے گئے - اور ان اصلاحون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر
سٹامپ وغیرہ کی آمدنی قریب اکتالیس ہزار کے بڑہگئی اور اوہکاری کی رقم نوّے
ہزار سے قریب پینتالیس ہزار کے رہگئی اور بمقابلہ رقم ایک لاکہہ پچاس ہزار دو سو
پینتیس ۳۵ روپیہ کے جو سمت ۱۹۲۶ مین وصول سے باقی رہا تہا سمت ۱۹۲۸ مین ایک لاکہہ چونتیس ۳۴
ہزار نو سو بارہ روپیہ باقی رہا جسمین سے بانوے ہزار آٹہہ سو تیس ۳۰ روپیہ پرگنہ بانگر

the choicest dishes relished with saffron. There was a time when you navigated along the coast, and did not venture far out in the sea for fear of losing your way; and now your ships and boats sail about in the sea, miles away from the shore without any fear or danger. There was a time when you used sails to propel your boats and ships, and waited for favourable winds; now you propel them by the force of steam, and do not care whether the wind is with or against you. There was a time when you explained the cause of the eclipse of the moon to be that she was arrested by her creditors, as if she were a living thing; now you have given up such a fanciful theory, have discovered that the lunar eclipse is caused by the shadow of the earth falling upon the moon as the earth comes between the moon and the sun. There was a time when you believed the earth to be the centre of the universe and stationary, and consigned* those to the flames who believed that it moved round the sun, branding them as sceptics and infidels; now you know the earth to be a planet of the illimitable system. There was a time when your messages were delivered orally and verbally; at a further stage of progress, they were conveyed by means of letters and epistles, and now you make use of electric signals which bring you intelligence in a single moment from places thousands of miles away. There was a time when writing was absolutely unknown to you; afterwards you invented the art of writing, now by means of the printing press you can easily make thousands of copies of your writing in a short time. There was a time when you used broad bones of animals, stones, wood, bark, leaves of trees, and leather for writing on; now you manufacture and write upon a variety of elegant and polished paper. This very England which at this day is the brightest star in the firmament of civilization, science and intellect, was but yesterday the abode of utterly ignorant and rude barbarians. The inhabitants of England painted and tattooed their bodies, instead of covering them with clothes. They lived like wild animals, and found sustenance from fruits and herbs. They were so merciless

* The allusion made refers to Jardeno Brono of Italy, who was burnt alive in 1600 A. D., and who like Galelio was a follower of Copernicus in believing the solar system to be an illimitable one. His principal doctrine was to suppose the sun to be the centre of the w hole universe, and that all the celestial bodies moved round it, the earth among them.

IN THE NAME OF GOD, THE MERCIFUL, THE COMPASSIONATE.

INTRODUCTION.

If we study the nature of man, we shall find him possessed of an attribute which distinguishes him above the rest of the animal creation, although apparently, in common with animals, the Creator of the universe has endowed him with the same limbs and organs of sense, *viz.*, hands, feet, eyes, nose, &c. But this special attribute is a faculty which justifies his claim to superiority above animals and is given to him alone. This may be designated the power of descrimination or human intelligence. It is by the aid of this faculty that he emerges from a savage and uncivilized state, attains the highest grade of humanity and civilization, and earns the appellation of *man*, as distinguishing him from animals, who can neither change their condition, nor improve nor reform it. The swallow, for instance, builds its nest now exactly as it did 5,000 years ago; the rat lives in holes similar to those which its forefathers prepared for shelter. The warm and feathery garment of the pigeon, suited for cold, adorns its body even in the hotest season. The turtle-dove preserves to this day the dusky coat allotted to it by the Creator at the beginning of things. In short, all birds and beasts have retained the same condition which nature originally chose for them. But man is capable of changing his state. Nature has conferred upon him the power of altering his condition at will, and of raising himself from low degradation to the summit of improvement and excellence.

Have you not read that at one time your progenitor Adam covered his body with leaves of the fig-tree, whilst you now adorn yourself with garments of varied beauty. He sought shelter from sunshine and rain in the caves of hills, and under the shade of trees; you raise splendid mansions in which you live. There was a time when you fed on bread of unsifted barley flour, but now even the best baked bread *(Sheermal)* sticks in your throat. There was a time when the blossoms and fruit of trees and herbs of the jungle formed your food; now you turn up your nose at

(نروانہ) اور گوبندگڈھ (بٹھنڈہ) مین خشک سالی کے سبب سے حکماً ملتوی رکھا گیا تھا۔

مہاراجہ کا کلکتہ تشریف لیجانا اور اُسکے متعلق حالات

اب چونکہ ٹاراف انڈیا کا دربار عنقریب ہونیوالا تھا۔ اسلئے مہاراجہ نے جنوری ۱۸۷۷ء کو کلکتہ کو سوار ہوئے اور سیر کی غرض سے علیگڈھ اور کانپور مین ایک ایک دن قیام کیا۔ کانپور مین کپڑا بُننے کے کارخانے اور اُن مظلوم انگریزون کی یادگار کو دیکھا جو بدبخت نانا صاحب المشہور نانا راؤ ۱۸۵۷ء کے مشہور باغی نے پندرھوین جولائی سنہ مذکور کو نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے قتل کرکے ایک خشک کنوین

لہ یہہ ایک برہمن کا لڑکا تھا اور دھوندو پنت اسکا نام تھا مگر جب باجی راؤ پیشوا نے ۱۸۱۷ء مین لاولدی کے سبب سے اسکو اپنا بیٹا بنایا تو اسکا لقب نانا صاحب ہوا۔ باجی راؤ کو سرکار انگریزی سے پانچ لاکھ روپیہ سال پنشن ملتی تھی اور وہ بٹھور مین جو کانپور کے قریب گنگا کے کنارے ایک چھوٹا سا قصبہ اور ہندوؤن کا تیرتھ ہے رہتا تھا۔ جب وہ ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو اسنے اُس پنشن کا دعوی کیا مگر باوجود ولایت تک کوشش کرنیکے وہ اسکو نہ ملی شاید یہی سبب اسکو سرکار انگریزی کے ساتھ رنجش کا تھا جو غدر ۱۸۵۷ء مین ظاہر ہوا۔ آخر سرکشی مین یہہ اپنے کو سرکار انگریزی کا بڑا ہوا خواہ ظاہر کرتا رہا لیکن جب پانچوین جون کی رات کو کانپور کی چھاؤنی کی فوج باغی ہوکر دلی کی طرف کوچ کرگئی یہہ یک لخت پھر گیا اور اسکو اپنے ساتھ لوٹا لایا اور انگریزی

مین ہوا تہا اور ہال کے سرے پر عین وسط مین تخت رکہا گیا تہا اور آسمانی رنگ کا ریشمی سائبان لگایا گیا تہا جو سامنے کے سوا سب طرف سے تخت کو گہیرے ہوئے تہا جب دربار مرتب ہو گیا تو ٹہیک پانچ بجے نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر بہ حیثیت گرینڈ ماسٹر یعنی رئیس اعظم طبقہ اعلے سٹار آف انڈیا انگلستان کی اس رسم قدیم کے موافق کہ ادنے درجہ والے آگے اور اعلی درجہ والے پیچہے ہون پروسیشن (جلوس) کے ساتہہ جو بترتیب ذیل مرتب تہا داخل دربار ہوے یعنی اوّل بگم بردار پہر چوبدار پہر پروسیشن کا مارشل (یعنی حکمران) پہر صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند۔ پہر صاحب سکرٹری آرڈر یعنی سکرٹری طبقہ جلیل ستارہ ہند۔ پہر صاحبان خطاب درجہ سوم ستارۂ ہند جو آٹہہ شخص تہے دو دو کر کے پہر صاحبان خطاب درجہ دوم ستارۂ ہند جو تین آدمی تہے یکے بعد دیگرے۔ پہر صاحبان خطاب درجہ اوّل ستارہ ہند جنمین سے صرف ایک **مہاراجہ رام سنگہہ صاحب بہادر** والی جیپور موجود تہے۔ پہر مہاراجہ صاحب بہادر موصوف کے ہمراہی دو دو کر کے۔ پہر صاحب ملیٹری سکرٹری وایسرائے بہادر پہر صاحب پریوٹ سکرٹری وایسرائے بہادر۔ پہر صاحب علم بردار حضور گرینڈ ماسٹر بہادر پہر ہز ایکسیلنسی گرینڈ ماسٹر بہادر اور اُنکے دو پیش خدمت لڑکے جنکو انگریز یمین پیچے کہتے

ھین اور جو سٹار آف انڈیا کے جُبّہ کا دامن جو بہت لمبا ہوتا ہے تہامے رہتی ھین
جب پروسیشن ہال مین داخل ہوا تو شاہانہ سلامی سر ہوئی اور تمام حاضرین کہڑے
ہو گئے اور اُسیطرح کہڑے رہے جبتک ہز اکسیلینسی گرینڈ ماسٹر بہادر نے تخت پر
جلوس فرمایا۔ پہر صاحب سکرٹری آرڈر نے حسب الحکم بیان کیا کہ دربار شروع ہُوا
اور صاحبان خطاب درجہ اوّل کے نام پکارے۔ مہاراجہ صاحب بہادر والی جیپور
نے کہڑے ہوکر اپنی طرف سے اور صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ نے غیر حاضرین
کیطرف سے بموجب ضابطہ اس دربار کے جواب دیا۔ جب صاحب سکرٹری بہادر یہہ
بیان کر چکے کہ فرمان شاہی کے بموجب اِس دربار مین یہہ کام درپیش ہے کہ عالیجناب
مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ اور شاہزادہ **غلام محمد صاحب** اور **سر ولیم گرے**
صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر بنگالہ کو تمغہ عطا کیا جاے تو مع صاحب انڈر سکرٹری بہادر
فارن ڈپارٹمنٹ مہاراج کے استقبال کیواسطے دربار سے باہر آئے۔ مہاراج پانچ بجنے
سے چند منٹ پیشتر قیامگاہ سے گورنمنٹ ہوس کیطرف روانہ ہو چکے تہے چنانچہ پانچ
بجے پانچ منٹ پر سواری داخل ہوئی اور گورنمنٹ ہوس کی بڑی ڈلوڑھی کے نیچے
کے زینہ پر صاحب فارن سکرٹری اور انڈر سکرٹری نے اور جب زینہ کی چوٹی پر
پہنچے تو **سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر** اور **مہاراجہ سر جی منگل سنگہہ صاحب**

بہادر صاحبان خطاب درجہ دوم ستارہ ہند نے استقبال کیا اور پھر بترتیب ذیل پریسیشن تیار ہوکر ہال مین داخل ہوا۔ یعنی اوّل تلم بردار پھر چوبدار پھر مسٹر وِن صاحب بہادر انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ اثیار علامت آردر یعنی تمغہ وغیرہ کو دونون ہاتھون پر رکھے ہوئے پھر مسٹر ایچیسن صاحب بہادر سکرٹری آرڈر پھر سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر ممبر کونسل پھر مہاراجہ سر جے منگل سنگھہ صاحب بہادر جو ممالک بنگالہ مین ایک بہت بڑے زمیندار ہین پھر کپتان منی صاحب بہادر جو منجانب گورنمنٹ مہاراج کی خاطر تواضع کے لئے مامور تھے اور جنکے ہاتھہ مین مہاراج کا لپٹا ہوا نشان تھا پھر مہاراجہ صاحب بہادر اور اُنکے پیچھے (پیش خدمت) پھر آٹھہ اہلکار اور مصاحب دو دو کرکے یعنی راقم اور پروفیسر رامچند صاحب سیّد امداد علیصاحب دیوان۔ اور خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی۔ سردار پرتاب سنگھہ صاحب آنجہانی سپہ سالار۔ اور سردار دیوا سنگھہ صاحب حاکم صدر عدالت۔ سردار گنڈا سنگھہ صاحب مصاحب خاص و منتظم ڈیوڑھی یعنی لیٹری سکرٹری اور سیّد محمد علیصاحب معتمد تعینہ محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب۔

جب مہاراج داخل دربار ہوئے تو گارڈ تعظیمی نے سلامی ادا کی اور وہ نواب ویسرائے

بہادر کی مراسم تعظیم ادا کرکے قاعدہ کے موافق اپنی کرسی کے آگے کھڑے ہوگئے جو تخت کے بائین جانب مہاراجہ صاحب بہادر جیپور کی کرسی کے مقابل تھی اور سب ہمراہی اپنی اپنی کرسیون پر جو انکی کرسی کے عقب مین تھین بیٹھ گئے۔ مگر دونون پیچ انکی کرسی کے پیچھے کھڑے رہے بعد اسکے صاحب سکرٹری بہادر نے آداب بجالاکر فرمان شاہی ہز ایکسلینسی گرینڈ ماسٹر بہادر کے حوالہ کیا اور حکم ہوا کہ رسومات آرڈر ادا کیجائین۔ پس مہاراج تخت کے قریب گئے اور صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ اُس میز پر سے جسپر تمغہ وغیرہ رکھا ہوا تھا تمغہ کا گلوبند (جو طلائی منکا کا ہوتا ہے) اُٹھاکر آداب بجالائے اور حضور گرینڈ ماسٹر بہادر کے حوالہ کیا اور صاحب سکرٹری نے فرمان موصوف الصدر حضور ممدوح کے ہاتھ سے لیکر باواز بلند پڑھا جسکا یہہ ترجمہ ہے۔

فرمان

وکٹوریا بالفضل خدا مالک سلطنت متحدہ گریٹ برٹن وآیرلینڈ اور ملکہ جامی الذہب اور ساورن یعنی سلطان طبقہ جلیل ستارہ ہند عالیجناب مہاراجہ مہندر سنگھہ والی پٹیالہ کو سلام سنچار فرماتی ہین چونکہ ہماری خواہش ہے کہ آپکو ایک ایسا نشان اپنے الطاف شاہانہ کا عطا فرمائین جو ہمارے اُس خیال قدردانی کو ظاہر کرے جو

ہم آپکی ذات اور اُن خدمات کی نسبت رکھتے ہین جو آپنے ہماری سلطنت واقع ہندہین کی ہین ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ آپکو ایک رکن جماعت اوّل طبقہ اعلےٰ ستارۂ ہند کا نامزد اور مقرر کرین - پس ہم آپکو بذریعہ اِن پریزنٹس یعنی (عطیات یا ہدایا) کے منصب نایٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ مذکور کا عطا فرماتے ہین اور معہذا ہم اختیار دیتے ہین کہ آپ اُس عزّت اور منصب پر جو ایک نایٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ مذکور کو حاصل ہے قابض ہوکر اُن تمام حقوق سے جو من حیث الجمع والانفراد تعلق اور مضاف اس منصب کے ہین مستفید ہون عطا کیا گیا - ہمارے دربار واقع بال مورل کیسل (یعنی قلعۂ بال مورل) سے ساتھہ ہمارے دستخط اور مہر ہمارے طبقہ موصوفہ کے بتاریخ امروزہ یعنی اٹھائیسوین مئی ۱۸۸۳ء مطابق ۳۳ جلوس -

اور مہاراج کو میز کے پاس لیگئے اور حسب ایما حضور گرینڈ ماسٹر بہادر ایک جونیر نائیٹ یعنی صاحب خطاب درجہ دوم نے خطاب کا تمغہ اور پرتلا اور دوسرے نائیٹ نے خطاب کا ستارہ صاحب موصوف کے ہاتھہ سے لیکر مہاراج کے زیب لباس کیا پھر دونون نے خطاب کا جُبّہ پہنا دیا بعد اسکے مہاراج آداب بجا لائے اور حضور گرینڈ ماسٹر بہادر نے کھڑے ہوکر اپنے ہاتھہ سے گلوبند مہاراج کو پہنایا اور کلمات مندرجہ ذیل ارشاد کئے ،، بنام و بحکم حضرت ملکہ معظمہ مین یہان آکر تمکو

ہون آپکو معزز نشانیون سٹار آف انڈیا سے جس طبقہ اعلےٰ کا ملکہ معظمہ نے براہ عنایت خوش ہوکر آپکو ایک نائیٹ گرینڈ کمانڈر مقرر کیا ہے،،

اِن رسمون کے ادا ہونیکے بعد مہاراج کی ستارہ توپونکی سلامی سر ہوئی اور صاحب سکرٹری آرڈر نے حسب قاعدہ نئے نائیٹ یعنی مہاراج کا پورانے نائیٹ یعنی مہاراجہ صاحب بہادر والی جیپور سے مصافحہ کرایا اور پھر اُس میز کے پاس لائے جہان اُس معمولی اقرارنامہ پر مہاراج نے دستخط کئے جو موافق قوانین اس خطاب جلیل کے ہر ایک صاحب خطاب سے لکھوایا جاتا ہے۔ اسکے بعد مہاراج آداب بجالاکر اپنی کرسی کے آگے کھڑے ہوگئے اور انکا نشان کھولا گیا جسکو خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی تا اختتام باقی رسوم رسم کے موافق مہاراج کے سر پر ہلاتے رہے اور بربم بجنے لگا اور صاحب سکرٹری آرڈر نے فخریہ طور پر مہاراج کے القاب کو بالفاظ مندرجہ ذیل باواز بلند بیان کیا۔ ہز ہائی نس فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دھراج راجیشوری مہاراجہ اجگان مہندر سنگھ مہندر بہادر والی پٹیالہ نائیٹ گرینڈ کمانڈر آف دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا۔ جب یہہ رسمیں ختم ہوچکین تو مہاراج اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اسکے بعد شاہزادہ غلام محمد

صاحب خلف سلطان ٹیپو مرحوم اور سر ولیم گرے صاحب لفٹنٹ گورنر بنگالہ کو درجہ دوم کا تمغہ عطا ہوا اور اسی تاریخ کی شب کو مہاراج کے اعزاز اور توقیر کے لئے گورنمنٹ ہوس کے احاطہ مین آتشبازی چھوٹی اور ایک بڑا ڈنر (دعوت) ہوا جسمین بہت سے ہندوستانی امرا و شرفا بھی عزت شریک کئے گئے تھے گو مذہب کی پابندی سے خورد و نوش مین شریک نتھے۔ جب کھانیسے فراغت ہو چکی تو نواب ویسرائے گورنر جنرل بہادر نے اوّل حضرت ملکہ معظمہ قیصرہند دام اقبالہا کے نام نامی کا ٹوسٹ[1] پیا اور پھر مہاراج کے نام سے ٹوسٹ کی تحریک کرتے وقت اہل مجلس کی طرف مخاطب ہو کر مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی

سپیچ

سر ولیم گرے۔ لیڈیز۔ جنٹل مین مجھے بیحد مسرت آمیز فرض ہے کہ مین آپ صاحبون کے سامنے عالیجناب مہندر سنگھ مہاراجہ پٹیالہ نائیٹ گرینڈ

---

[1] فرنگستان مین رسم ہے کہ جس شخص سے محبت رکھتے ہین اُسکے نام سے خوشی کی تقریبات یا احباب کی ملاقات کے جلسون مین شراب پیتے ہین اور مراد یہ ہوتی ہے کہ شراب پینے والا اُس عزیز یا دوست کی سلامتی چاہتا ہے اور یہ طریق خاص کمال محبت کی نشانی سمجھا جاتا ہے اور اسکو انگریزی مین ٹوسٹ کہتے ہین۔ ۱۲ مولف

کمانڈر آف دی سٹار آف انڈیا کا ٹوسٹ پیون۔ اس جلسہ عظیم کا ہر ایک ممبر آجکی شب اپنے مقام پر حاضر ہونیسے ضرور خوش ہوا ہوگا کہ اُسکو ہندوستان کے بیس خاندانون مین سے ایک نہایت ممتاز خاندان کے رئی پریزنٹیٹیو (قایم مقام) کی مراسم تعظیم کے ادا کرنیکی قابلیت حاصل ہوئی۔ آغاز ۱۸۰۹ء سے جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ نے ازروے عہدنامہ تلج کے اِس پار کی ریاستون کی سرداری کے دعوی سے دست برداری کی والیان پٹیالہ اور گورنمنٹ برطانیہ کے بامین مستقل محبّت اور خیال فوایدطرفین بلاتغیر قایم رہا ہے اگرچہ یہہ امر ممکن ہے کہ احیاناً بعض اختلاف واقع ہوے ہون لیکن جانچنے سے معلوم ہوگا کہ اختلافات مذکورہ بعض امور خفیفہ ہی مین ہوے ہونگے۔ چنانچہ ایک عام طور پر مین کہہ سکتا ہون کہ حال کی صدی کے آغاز سے جسقدر زمانہ گذرا ہے اُس کُل مدّت کے اندر اس گورنمنٹ اور والیان پٹیالہ کی دوستی مین کبھی خلل واقع نہین ہوا۔ بہت دُور تک ماضیہ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ ہنگام جنگ گورکھا اُسوقت کے فرمانروائے پٹیالہ نے ہماری فوجونکو جو اگنیو صاحب کے تحت حکومت تہین کسقدر باسامان اور عمدہ مدد دی تہی اور جبکہ پہلے پہل سکھون سے لڑائی شروع ہوی تو مہاراجہ کرم سنگھہ نے باوجود شدت مرض لارڈ ہارڈنگ صاحب کو موجنگ

اور حصار اور بہت سے اضلاع قرب و جوار سے آیا کئے جگہ دی[1] ہم سبکو یاد ہے کہ آیندہ سال یعنی (۱۸۵۸ء) مین اُنکی فوج نے ریاست دھولپور کے اندر انتظام بحال کرنیمین کسطرح سے مدد دی۔ ریاست گوالیار مین اُنکی فوج نے کیسے اچھے کام کئے اور کسطرح سے اُنہون نے اودہ مین خدمت کرنیکے لئے ایک فوج خاص تیار کردی۔ مین جانتا ہون کہ وہ ممتاز شخص جو اجکل افواج ہند کا رہنما ہے یعنی (لارڈ نیپیر آف مگڈالا سپہ سالار کشور ہند) اگر اسوقت یہان حاضر ہوتا تو سب سے پہلے شہادت عینی کے طور پر اُس امداد عظیم کی نسبت تصدیق کرتا جو والی پٹیالہ نے ۱۸۵۷ء ۱۸۵۸ء کے نیمین بدین دی تھی۔

مجھے شک نہین ہے کہ آپ لوگون نے آج کے روز مشاہدہ کیا ہے کہ مینے کسطرح سے حسب الحکم محکم حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا مہاراجہ پٹیالہ اپنے ممتحن اور وفادار دوست کے خلف کو وہ نہایت عظیم عزت عطا کی ہے جو ملکہ معظمہ کسی بڑے ہندوستانی رئیس کو عطا کرسکتی تھین۔

دو سال سے مہاراجہ صاحب کے ساتھہ مجھے بذات خود اتفاق دوستی حاصل ہے

---

[1] اُن لیڈیون اور صاحبان انگریز سے مُراد ہے جو اُن اضلاع مین غدر ہوجانیکی وجہ سے بھاگ کر عملداری پٹیالہ مین آتے رہے تھے۔ ۱۲ مولف

اور مین تعمق کی نظر سے اُنکے طریق کو دیکھتا رہا ہون - پس کہہ سکتا ہون کہ اُنہون نے اپنے باپ کے قدم بقدم چلنے کی نسبت بہروجوہ رغبت ظاہر کی ہے سرکار کی نسبت سے برابر ایسے ہندوستانی رئیس کی نسبت اعانت کیجاتی ہے کہ جو ایمانداری اور ہوشیاری سے ریاست اور رعایا کے فرایض ادا کرنیمین کوشش کرتا ہے - مہاراجہ صاحب نے دانائی اور خوبی سے اپنی ریاست کے انتظام کرنے مین بہت سے موقعون پر سرکار کی اس اعانت کی کامل قدرشناسی کی ہے - چنانچہ اُنہون نے اپنے اختیار کے زمانہ مین جو تھوڑے ہی دنون سے حاصل ہوا ہے ظاہر کردیا کہ اُنکو اپنی رعایا کی تعلیم کے باب مین کسقدر توجہ ہے جسکی نسبت مین امید کرتا ہون کہ زیر نگرانی رامچندر جو کچھ دنون تک مہاراج کو پڑہایا کرتے تہے اور اب سررشتہ تعلیم پٹیالہ کے ڈایرکٹر ہین ترقی پذیر ہورہی ہے - ہمکو یقین ہے کہ ہندوستان کی کسی اور ریاست کی نسبت معاملہ تعلیم اس ریاست مین کچھ کم رونق پذیر نہوگا اور توجہ مین ہی کمی نہوگی (چیرز) حاضرین مین سے جو صاحب اس امر سے بخوبی آگاہ ہونا چاہین وہ صرف اُس عمدہ اور مفید رپورٹ کو ملاحظہ فرمائین جو مہاراجہ صاحب کے ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم نے چند روز ہوئی چھاپی ہے -

آجکل مہاراج پٹیالہ اور انبالہ کے درمیان اپنے صرف سے تار برقی قایم کرنے مین مصروف ہین اور ایک بہت بڑا معاملہ حال مین نہر سرہند کی بابت مہاراج کی ہدایت کے بموجب ختم ہوا ہے۔ اُنہون نے آبپاشی کے کام کے لئے اپنی ریاست کے زر آمدنی سالانہ سے ساڑھے سات لاکھ روپیہ تک اس امر عظیم (یعنی نہر) کے لئے مقرر فرمایا ہے مجھے یقین کامل ہے کہ عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر نے جیسا کہ شروع کیا ہے حتی الوسع ہمہ وجوہ نیک نیت اور عقلمند حاکم کے فرایض ادا کرنیمین کوشش کرینگے۔

خدا نکرے کہ ایسا موقع ہو کہ اُنہین میدان جنگ مین اپنے آباو اجداد کیطرح ہمکو مدد دینا پڑے اُمید ہے کہ لڑائی کے دن کبھی نہ آینگے اور یہ ضرورت کبھی نہ واقع ہوگی لیکن اگر ایسا اتفاق ہو تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے والداو۔ بزرگون کی مانند وفادار اور خیر خواہ اور راست باز پائے جائینگے۔

اب مین جناب معلے کو اس پسندیدہ رتبہ آف انڈیا کی دلی مبارکباد دیتا ہون اور مین خوش ہون کہ خوش قسمتی سے یہان اُن رسمیات کی بجا آوری مین مجھکو بڑا حصّہ ملا جنکے سبب سے حسب الحکم حضرت ملکہ معظمہ کا نام شاہیر کی اُس فہرست مین درج ہوا جسمین اُن اکابر کا نام مندرج ہے جنہون نے سالہا سال

ہندوستان کی خدمت کی ہے اور اس مُلک کی نسبت محبّت ظاہر کی ہے اور وہ فہرست اُن لوگون کے اسمار پر مشتمل ہے کہ جو قدامت خاندان یا ہنرمندی یا زبان دانی یا علُوم یا شجاعت کے سبب سے مشہور ہین - خدا کرے آپ ہمیشہ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا کا ایک لایق ممبر اپنے آپکو ثابت کرین

اس عمدہ تقریر کے ختم ہونے پر سب صاحبون نے مہاراج کے نام سے ٹوسٹ پیا اور پھر مہاراج نے کھڑے ہوکر نواب وایسرائے بہادر کے پیہم کے جواب مین ایک مختصر مگر سنجیدہ تقریر کی جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کی نوازش اور مرحمت اور نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر کی مہربانی کا گرمجوشی کے ساتھہ شکریہ ادا کیا اور اس سبب سے زیادہ تر اظہار شکرگذاری کیا کہ ہندوستان کے رئیس خاندانون مین سے صرف اُنہین کا خاندان ایسا ہے جسکو دوبارہ خطاب جلیل ستارہ ہند کی عزّت حاصل ہوئی ہے اور یہہ بات اُنکے بلکہ تمام خاندان چھول کیواسطے باعث افتخار ہے -

نہز ایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر کا مہاراج کو اپنے ساتھہ شکار کو لیجانا اور مہاراج کا ٹون ہال کلکتہ مین امرا و شرفا انگریزی اور ہندوستانیکی دعوت کرنا

ہز ایکسیلینسی ارل میو صاحب بہادر کو شکار کا بہت شوق تہا اور جب وہ اکتوبر
گذشتہ مین پٹیالہ تشریف لائے تہے تو مہاراج کے ساتہہ شکار کو بہی تشریف لیگئے تہے
پس اب جو دربار وغیرہ کے کام سے فراغت ہوگئی تو پنگشا کو جو کلکتہ سے قریب
ایکسو چالیس ۱۴۰ میل کے شرق کیطرف ایک مقام ہے شکار کیواسطے تشریف لیگئے
اور مہاراج کو بہی اپنے ساتہہ لیگئے۔ اور بعد سیر و شکار پانچوین مارچ
کی شام کو لوٹ کر کلکتہ مین آئے اور ساتوین کی رات کو ٹون ہال مین ہماری طرف
سے دعوت کا جلسہ ہوا جسکا اہتمام مہاراج کی خواہش سے میجر آنریبل برک
صاحب بہادر ملیٹری سکرٹری و برادر خورد جناب لارڈ میو صاحب
بہادر نے بڑی خوبی سے کیا تہا۔ اس دعوت مین صاحبان انگریز اور
لیڈیون کے سوا قریب سو کے کلکتہ کے ہندوستانی امرا و شرفا بہی بلائے
گئے تہے۔ مہاراج کا منشا بال (رقص) کیواسطے تہا مگر بسبب ایام لنٹ
(صیام) جو ملت عیسوی مین مقدس ایام ہین نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر
نے بال کا ہونا مناسب نسمجہا اسواسطے کانسرٹ کی مجلس ہوئی جسمین صرف
گانا بجانا اور تفریحاً کچہہ کہانا پینا ہوتا ہے۔ ٹون ہال نہایت تکلف سے سجایا گیا
تہا اور اندر اور باہر گیاس کی روشنی کے نہایت خوشنما پہول اور حلقے وغیرہ بنائے

گئے تھے جسکے سبب سے فرش پر چیونٹی تک چلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ آٹھ بجے گونگی
آمد شروع ہوئی اور نو بجے بعد نواب ولیسرائے بہادر تشریف لائے اور مہاراج نے سواری
تک استقبال کر کے بجا مناسب لاکر بیٹھایا اور گانا شروع ہوا۔ گانے والے اٹلی کے
ملک کے آدمی تھے اور کہتے تھے کہ نہایت ہی عمدہ گاتے تھے کیونکہ ہمتو نہیں سمجھتے
تھے کہ کیا گاتے ہیں اور کیسا گاتے ہیں غرض کئی گھنٹہ تک یہہ جلسہ رہا اور قریب
بارہ بجے کے ختم ہوا اور اگلے دن شام کو مہاراج پٹیالہ کو سوار ہوآئے۔ اور دیوین
کو بنارس مین رونق افروز ہوئے۔ اسی روز شام کو مہاراج **الیشری پرشاد**
نرائن سنگھ صاحب بہادر مہاراجہ بنارس جنکے ساتھ مہاراج نرائن سنگھ
صاحب بہادر کے عہدے دوستانہ راہ و رسم جاری تھی اور **محمد الج**
وجے رام گجپتی راج بہادر مہاراجہ وزیانگرام جنسے تازہ ملاقات تھی ملاقات کے
کیواسطے تشریف لائے اور چونکہ عنقریب یہان ایک بڑا میلہ ہونے والا تھا (جسکو ہمارے
لوگ بڑا ہوا سنگل کا میلہ کہتے ہین) اُنکے کہنے سے پندرہوین تک اُسکے دیکھنے
کیواسطے ٹہر گئے اور اس عرصہ مین معابد اور مکانات کی پوجا اور سیر کی اور دونون صاحبون
کی ملاقات بازدید کیواسطے تشریف لیگئے۔ اور جب میلہ کا دن آیا تو اُنکو مہاراجہ
صاحب بنارس کی ایک عمدہ کشتی مین سوار ہوکر اُسکے دیکھنے کو گئے اور قریب

چار بجے واپس آئے - چونکہ رات تھی اور موسم بھی کسیقدر ٹھنڈا تھا اور گرد و غبار اور اور اسی قسم کی کثافتین جو ہمارے ہندوستانی میلون کے لوازم معین نہین تھین سب لوگ اس سیر سے خوش ہوئے - یہہ میلہ دریا مین ہوتا ہے اور لوگ اپنی اپنی کشتیون کے سجانے اور سامان ناچ رنگ وغیرہ کے بہم پہنچانے مین بہت کوششین کرتے ہین چنانچہ مہاراجہ صاحب بہادر بنارس اور زیارتگاہ کے ان جو کئی بڑی بڑی کشتیان جوڑکر پاٹ دیجاتی ہین اور اُسکو یہان کے لوگ گیہا کہتے ہین اُسکے سجانے اور آراستہ کرنے مین بڑا ہی تکلف کیا جاتا ہے - غرض یہان سے فارغ ہوکر پندرہوین کی شام کو الہ آباد کو سوار ہوئے اور سر ولیم میور صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر اضلاع شمالی اور مغربی سے ملکر اٹھارہوین کو پٹیالہ مین رونق افروز ہوئے

راجہ بہگوان سنگھہ صاحب بہادر والی نابہہ کی وفات اور راجہ ہیرا سنگھہ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا اور خاندان نابہہ کی مختصر تاریخ

راجہ بہرپور سنگھہ صاحب بہادر والی نابہہ کا لاولد وفات پانا اور مواقی منشار فقرہ سوم سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۳ء کے اُنکے چھوٹے بھائی راجہ بہگوان سنگھہ صاحب بہادر کا مسند نشین کیا جانا ناظرین پہلے پڑھ چکے ہین افسوس ہے

کہ قضا نے انکو بھی زیادہ مہلت ندی اور انکا بھی سِل کی بیماری سے اکتیسویں مئی
۱۸۷۱ء کو قریب تیس ۳۰ برس کے سن مین انتقال ہوگیا اور چونکہ انہون نے بھی لاولد
ہی قضا کی اسلئے پھر اُسی قاعدہ پر عمل کرنیکی ضرورت ہوئی جسکی رو سے ہمنے نشیر
کئے گئے تھے چنانچہ خبر کے پہنچتے ہی مسٹر لیپل ہنری گرفن صاحب بہادر
سکرٹری گورنمنٹ پنجاب اس معاملہ کے تصفیہ کیواسطے تشریف لائے اور مہاراج
اور راجہ رگھبیر سنگھ صاحب بہادر والی جیند کی راے دریافت کی چونکہ
سند کی رو سے ایسی حالت مین خاندان پھول کا ہر ایک شخص بیس متوفی کی
جانشینی کیواسطے منتخب کیا جاسکتا ہے اور یہہ ضرور نہین ہے کہ اُسکا قرابت دار
ہی ہو اسلئے ممکن تہا کہ مہاراج اپنے خاندان یعنی سردار رامچند صاحب عرف راما
کی اولاد کی شاخون تلوکا۔ پھدڑ وغیرہ مین سے کیسکو منتخب فرماتے مگر انہون نے
اسکو خلاف مصلحت و انصاف خیال کیا اور انکے بڑے بھائی چودہری تلوک چند
صاحب عرف تلوکا کی اولاد مین سے ہی کسیکا منتخب کیا جانا پسند کیا اور چونکہ
خاندان ناہہ مین سے کوئی باقی نہہا اسلئے ضرور ہوا کہ چودہری صاحب کی اولاد کی
دوسری شاخ مین سے جسمین خاندان دیال پورہ اور جیند اور اُسکی شاخ بڈرکہان
ہین کوئی شخص تجویز کیا جاے۔ پس بڈرکہان کی شاخ مین سے جو کسیقدر ذی مقدرت

بہی تھے مہاراج نے سردار ہیرا سنگھ صاحب کو جو شجرہ کی رو سے زیادہ حقدار تھے منتخب فرمایا۔ راجہ رگھبیر سنگھ صاحب بہادر اگرچہ یہہ تو چاہتے تھے کہ ریاست ناہہ بہی اُنکے خاندان مین آجائے مگر سابقہ رنجشون کے سبب سے سردار ہیرا سنگھ صاحب کا رئیس ناہہ ہونا جو اُنکی برابر کی مدتی نہین چاہتے تھے بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ سردار ہیرا سنگھ صاحب کے چھوٹے بہائی سردار بہگوان سنگھ کے نابالغ لڑکے کو رئیس بنایا جائے مگر نابالغ لڑکے کے مسند نشین کئے جانہین بہت قباحتین تہین اور بڑے بہائی کے ہوتے چھوٹے بہائی کے لڑکے کو بیوجہہ رئیس نہین بنایا جا سکتا تہا اسلئے مسٹر گرفن صاحب نے بہی مہاراج کی راے سے اتفاق کیا اور آخرکار راجہ صاحب بہادر بہی راضی ہوگئے اور منظوری گورنمنٹ ہند بہادون سدی دسمی سنہ ۱۹۴۳ مطابق دہم اگست ۱۸۸۶ء کو راجہ ہیرا سنگھ صاحب بہادر معمولی رسوم کے ساتہہ مسند نشین کئے گئے اور یہہ امر مہاراج کی ناموری کا باعث ہوا چونکہ ہمنے اپنی اس کتاب مین ایک موقع پر مختصر طور پر خاندان جیند کی تاریخ لکہی ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاندان ناہہ کی تاریخ بہی لکہین تاکہ ہماری یہہ کتاب جو دراصل خاندان فیضان پٹیالہ کی تاریخ ہے تقریباً تمام خاندان پھول کی تاریخ بن جائے۔

واضح ہو کہ چودہری تلوک چند صاحب کے انتقال کے بعد ۱۶۸۷ء مین
جب انکا تر کہ انکے بیٹون چودہری گوردت سنگھہ اور سردار سکھیہ جین سنگھہ
مین تقسیم ہو گیا چودہری گوردت سنگھہ کے بیٹے سردار صوتیا سنگھہ نے
دھنولہ اور سنگرور کو آباد کیا اور قرب وجوار کے اور کئی مقامات اپنے ہمسایون
کو مغلوب کر کے دبالئے مگر ۱۷۵۵ء مین باپ کے ساتھی انکا انتقال ہو گیا - اسلئے ۱۷۵۴ء
مین جب چودہری گوردت سنگھہ صاحب نے قضا کی سردار صوتیا سنگھہ
کے فرزند اکبر چودہری ہمیر سنگھہ صاحب بہادر خاندان تابہ کے سرپرست
ہوئے اور سنگرور انکے چھوٹے بھائی سردار کپور سنگھہ کے حصہ مین آیا جنہون نے
کچھہ عرصہ بعد کپور گڈھہ کو آباد کیا مگر انہون نے لاولد قضا کی اور انکی زوجہ راج کنور سے جو اخیر کو
رانی راج کنور کہلائین چودہری ہمیر سنگھہ صاحب بہادر نے کریوہ کر لیا اور اس سبب سے
سنگرور اور کپور گڈھہ بھی انکے قبضہ مین آگیا اور چونکہ یہ شجاع اور مستعد شخص تھے اپنے
علاقہ کو بڑہانا شروع کیا چنانچہ ۱۷۵۸ء مین قصبہ تابہ جسکے نام سے یہ ریاست مشہور
ہے آباد کیا اور اسکے چار برس بعد موضع بہادسون پر قبضہ کیا - ۱۷۶۱ء کی سرہند
کی مشہور لڑائی کے موقع پر جسمین نواب زین خان مارا گیا پرگنہ املوہ انکے حصہ مین
آیا اور ۱۷۷۲ء مین جب ملا رحیم داد خان جو سلطنت دہلی کیطرف سے اضلاع حصار

دسرے کا حاکم تہا ہماری فوج کے مقابلہ مین جیند کے مقام مارا گیا یہہ روڑی کے پرگنہ پر جو سرسہ کے قریب ایک مقام ہے قابض ہوگئے مگر سنگرور انکے قبضہ مین رہا۔

راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر والی جیند نے چہین لیا جیسا کہ ایک موقع پر ہم پہلے لکہہ آئے ہین۔ انہون نے اپنا سکہہ بہی جاری کیا جو ایک علامت خود مختاری کی ہے۔ ۱۸۳۴ء مین جب انکا انتقال ہوا انکے ولیعہد **راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر** جو رانی راج کنور صاحب کے پیٹ سے ۱۸۲۷ء مین پیدا ہوے تہے آٹہہ برس کے تہے اسواسطے انکی سوتیلی والدہ **رانی دیسو صاحب** جو چودہری صاحب بہادر کے قید ہوجانیکے وقت **راجہ گجپت سنگہہ صاحب** کے ساتہہ بہت جرات سے لڑتی رہی تہین اور اس سبب سے کہ انکی لڑکیان **بی بی سہاگ کنور** اور **سدا کنور** سردار صاحب[۱] **سنگہہ بہنگی** رئیس گجرات اور **سردار جے سنگہہ کنہیا** رئیس بٹالہ سے بیاہی ہوئی تہین بہ نسبت اپنی ہمسر رانیون کے زیادہ اقتدار رکہتی تہین ۱۸۵۹ء تک ریاست کے کاروبار کا سرانجام کرتی رہین اور سنہ مذکور مین جب انکا انتقال ہوگیا راجہ صاحب بہادر بذاتہ حکمران ہوے اور ۱۸۱۹ء مین **مسٹر سیٹن صاحب** رزیڈنٹ دہلی کی وساطت سے بادشاہ

---

[۱] ان دونون سردارون کا کسیقدر تاریخی حال ہماری اس کتاب کے حاشیہ مین ملیگا۔ المولف

دہلی سے ہز اڑنبس سر مورمالوندر راجہ جسونت سنگھہ بہادر کا خطاب
حاصل کیا اور اب سے چودھری کے عوض نابہہ کے رئیس بھی راجہ کہلانیکے مستحق
ہوئے۔ اگرچہ یہہ بڑے دانشمند اور مآل اندیش شخص تھے مگر کنور رنجیت سنگھہ کے
ساتھہ باوجودیکہ صرف وہی ایک لڑکا تہا انکی بڑی ناچاقی رہی اور محکمہ بخبٹی
انبالہ مین نالشین اور جھگڑے ہوا کئے اور یہان تک نوبت پہنچی کہ ۱۸۴۲ء مین
راجہ صاحب نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ ہمارے قتل کے درپے ہے اور مقدمہ نواب گورنر
جنرل بہادر ہند کے حضور تک پہنچا مگر چونکہ کوئی معقول وجہ اس الزام کے صحیح ہونے
جانیکی نتہی کنور رنجیت سنگھہ بری ہوا اور سردار اجاسنگھہ لدہڑان والا ہی
جسکو راجہ صاحب نے کنور رنجیت سنگھہ کی اغوا کی علت مین قید کر لیا تہا اور
جو اسکی ننہیال مین سے تہا رہا کرا دیا گیا۔

جب سے یہہ ان بن شروع ہوئی تہی راجہ صاحب نے ایک اور شادی کر لی
تہی اور اُس سے جو لڑکا پیدا ہوا تہا اُسکو بہت چاہتے تہے اور اُنکا یہہ ارادہ ہو گیا
تہا کہ کنور رنجیت سنگھہ کو محروم الارث کر کے اسکو ولیعہد بنائین مگر اُنکو اپنے
اس ارادہ پر عمل کرنیکی نوبت نہ آئی تہی کہ قضا نے اسکا خود ہی فیصلہ کر دیا یعنی
شہر جون ۱۸۴۵ء کو کنور رنجیت سنگھہ کا دفعتاً انتقال ہو گیا اور چونکہ اُسکی

لاش پر ایسے نشان معلوم ہوتے تھے جن سے قتل کا گمان ہوتا تھا اسکی رانیون نے راجہ صاحب کے ذمہ اسکے مرواڈالنے کا الزام لگایا مگر کچھ دنون بعد اُسکی والدہ رانی دیا کئور صاحب نے جو اس دعوی مین اپنی بہوؤن کے ساتھ شریک تھین سر جارج کلارک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل لہنا کو لکھ بھیجا کہ مجھکو ہرگز یقین نہین کہ راجہ صاحب نے اپنے بیٹے کو قتل کرایا ہو اور یہ مقدمہ رفع دفع ہوگیا لیکن تعجب ہے کہ اس سے دو برس پہلے کنور رنجیت سنگھ کا بیٹا کنور سنتوکھ سنگھ بھی اسیطرح دفعتاً مرگیا تھا اور اُسوقت بھی عموماً لوگون کو یہ یقین تھا کہ اُسکے دادا نے اُسکو زہر دلوایا ہے۔

یہ اگرچہ ہماری ریاست کو ہمیشہ رشک و حسد کی نظر سے دیکھتے اور ایسی تدبیرین کرتے رہے جن سے ہمکو نہایت نقصان پہنچ سکتا تھا چنانچہ اُن حالات کے پڑھنیسے جو ہم اپنی ریاست کی خاص تاریخ مین مفصّل لکھ چکے ہین معلوم ہو سکتا ہے اور ہمسایہ ریاستون کے ساتھ بھی اُنکا برتاؤ اسی قسم کا تھا مگر خاص اپنی رعایا کے ساتھ اُنکا طرز سلوک بہت اچھا تھا اور انتظام بھی خوب تھا۔

بائیسوین مئی سنہ ۱۸۴۰ء کو چھیاسٹھ برس کی عمر مین انکا انتقال ہوا اور پانچوین اکتوبر سنہ مذکور کو اُنکے جانشین بیٹے راجہ دیوان رنگھ صاحب اٹھارہ برس کے

سن مین مسند نشین ہوے اِنکو ابتداے عمر سے ہی طبعی فتور عقل اور خوشامدیون
کی صحبت کے باعث سے طبیعت مین ایک عجیب طرح کا خیال پیدا ہوگیا یعنی
وہ اپنے کو سری کرشن مہاراج کا اوتار سمجھنے اور لوگون سے عموماً اپنے سامنے
ڈنڈوت اور سجدہ کرانے اور سری مہاراج کہلانے لگے اور نابہہ کا جو چھوٹا سا قصبہ
ہے ،، سری نابہہ کول ،، نام رکھدیا اور بعض خوشامدی برہمنون سے جنہون نے
اِنکو کچھ پڑھایا بھی تھا اپنے اقبال اور طاقت کی تعریف کے شلوک اور استتیان سُن
سُن کر اُنکی طبیعت مین یہہ خیال جم گیا کہ ہم ضرور بہت بڑے
مہاراجہ ہوجائینگے اور مزاج مین ایسی رعونت سما گئی کہ حکّام انگریزی کو بھی خفّت کی
نظر سے دیکھنے لگے اور مُہم افغانستان کے نتیجہ سے جو ایک اتفاقی امر تھا سرکار
انگریزی کی کمزوری اُنکے دلمین جم گئی اور اسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ستلج کی لڑای کے موقع
پر اُنکی طرف سے رسد رسانی وغیرہ مین پہلوتہی اور اغماض کا ہونا حکّام انگریزی کو
تیقن ہوگیا اور اس الزام مین ریاست کی چوتھای ضبط ہوگئی اور وہ معزول
کرکے متھرا کو بھیجے گئے مگر اب بھی وہ خیالات اُنکی طبیعت سے نگئے اور وہانکی رعایا سے
بھی اُسی قسم کی تعظیم و تکریم کے طالب ہونے اور تکلیف دینے لگے جس سے گورنمنٹ
اضلاع مغربی و شمالی کی یہہ رای ہوئی کہ یا تو وہ زیر حراست کسی جایئن یا کسی اور جگہ

بھیجدئے جائین چنانچہ ۱۸۵۵ء کے اخیر مین لاہور بھیجے گئے اور ۱۸۶۵ء مین وہان ہی قضا کر گئے۔

انکی معزولی کے وقت انکے بڑے صاحبزادے **راجہ بہرپور سنگھ صاحب بہادر** جو سات برس کے تھے مسند نشین کئے گئے۔ اور انکی سوتیلی دادی **مائی چندکنور** صاحب جو بڑی عقلمند اور دانا رانی تھین سرپرست اور **سردار گوبند سنگھ** دیوان بحالی ہل۔ اور **سردار فتح سنگھ گل** بطور کونسل انکے پیشدست مقرر کئے گئے۔

انکو سولہوان برس تہا کہ ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر برپا ہوا اور لڑیسانہ کا انتظام اور حفاظت انکے ذمہ ہوی جہان مفسدہ کے فرو ہونے تک کبہی وہ اور کبہی انکے چہوٹے بہای **کنور بھگوان سنگھ صاحب** نے اپنی فوج کے موجود رہے۔ جالندہر کی باغی فوج سے انکی سپاہ کی کسیقدر موٹہبیڑ بہی ہوئی جسمین طرفین کے کچہہ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اسکے علاوہ انکے تین سو سپاہی دلّی کے مورچہ پر حاضر رہے اور ڈہائی لاکہہ روپیہ بہی گورنمنٹ کو قرض دیا اور جو خدمت طلب کی گئی اُسکو نہایت ہوا خواہی اور نیک مزاجی کے ساتہہ بجالائے دہلی جانیکا بہی ارادہ ظاہر کیا مگر کم عمری کے باعث سے بہیجا جانا مناسب سمجہا گیا اور

ان خدمات کے صلہ مین باول اور کانٹی کے پرگنون مین سے جو ریاست جیجر کی ضبطی مین گورنمنٹ کے ہاتہہ آئے تہے قریب ایک لاکہہ روپیہ کا علاقہ دوام کے واسطے انکو ملا اور سات پارچہ سے پندرہ پارچہ کا خلعت آیندہ کے لئے اور گیارہ توپ کی سلامی مقرر ہوئی اور ملاقات کے موقع پر نواب وایسرائے گورنر جنرل بہادر ہند کیطرف سے صاحب فارن سکرٹری کا بازدید کیواسطے آنا مقرر ہوا جو بعد کو نواب وایسرائے گورنر جنرل بہادر ہند کا بذات بازدید فرمانا تجویز ہوا اور خطاب مین الفاظ **فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ** بڑہائے گئے اور **لارڈ کیننگ صاحب بہادر** نے دربار انبالہ مین شکریہ ادا کیا اور وہ سب حقوق عطا ہوئے جو ہمکو اور راجہ **سروپ سنگہہ صاحب بہادر** والی جیند کو ملے مگر ایک یہہ نقصان بہی ہوا کہ نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے موقع پر جو رواج تہا کہ رواسا جیند پر تقدیم ہوتی تہی وہ جاتی رہی اور راجہ **سروپ سنگہہ صاحب بہادر** والی جیند نے اسی دربار کے موقع پر جہگڑا کرکے اپنا نمبر پہلے کرالیا۔

سنہ ۱۸۶۲ء مین یہہ کونسل واضع آئین و قانون کے ممبر بنائے گئے مگر بیماری کے سبب سے کلکتہ جا نہین سکے اور اس سے چند روز بعد اُنکا انتقال ہوگیا۔

نابالغی کے زمانہ مین انکو فارسی پڑہائی گئی تہی مگر جوان ہوکر انگریزی کا انکو خود شوق ہوا چنانچہ ریاست کے کام سے جب فرصت ملتی برابر انگریزی کی کتابون کا مطالعہ کرتے یا تصویر کشی کی مشق کرتے جسکا انکو بڑا شوق تہا۔ انکی حالت سے امید ہوتی تہی کہ اگر زندہ رہتے تو ایک ایسے شخص ہوتے جیسا کہ اس بڑے منصب (ریاست) کے لئے شایان ہے۔

انکی وفات کے بعد انکے چہوٹے بہائی راجہ بہگوان سنگہ صاحب بہادر مسند نشین کئے گئے مگر گدی پر بیٹہتے ہی وہ خوفناک جہگڑون مین پہنس گئے اور اگرچہ اُس سخت و سنگین الزام سے بچ گئے جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین مگر اہلکارون کے باہمی فساد خصوصاً اُنکے وکیل متعینہ محکمہ ایجنسی انبالہ کی خودغرضیون کے باعث سے جو یہہ چاہتا تہا کہ راجہ صاحب بے اختیار رہین اور اسکا باپ جو اس مقدمہ کی تحقیقات کے وقت عارضی طور پر مدارالمہام بنایا گیا تہا بدستور مختار ریاست رہے۔ آغاز ۱۸۴۵ء تک نہایت تکلیف مین رہے اور ریاست کی باگ وکیل مذکور کے ہاتہہ مین رہی اور ریاست اور رئیس کا طریقہ ایسا بے طور ہوگیا جو اُنکے انتقال تک کسیطرح درست نہوسکا۔ انکو مسکرات سے رغبت تہی مگر وفات سے تہوڑا عرصہ پہلے شراب کی چاٹ لگ گئی اور خلاف توقع اسکی طرف اسقدر مایل ہوگئے کہ کمبخت اوڑہنا بچہونا ہوگئی اور اسی

بے اعتدالی سے مبتلا مرض سل ہوکر انکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اور ریاست ناہہ چودھری تلوک چند صاحب کی اولاد کی بڑی شاخ سے چھوٹی شاخ مین منتقل ہوگئی جیسا کہ ہم ابھی لکھہ چکے ہین۔

مہاراج کا ارل میو صاحب بہادر کی ملاقات کے واسطے شملہ جانا اور وہان کے مختلف رفاہ عام کے کارخانونکو مدد دینا

ستمبر ۱۸۷۱ء مین مہاراج نے ایکسلنسی ارل میو صاحب بہادر وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی ملاقات اور تبدیل آب وہوا کے واسطے معمول کے موافق شملہ تشریف لیگئے اور لارڈ ممدوح اور سر ہنری ڈیوس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب اور لارڈ نیپیر آف مگڈالا کمانڈر انچیف افواج ہند اور اور ڈویژنل سے ملاقات کی اور چونکہ کرنل ٹیٹلر صاحب کی رحمدل میم صاحبہ نے جو ایک پنشن خوار تھے اور شملہ پر رہتے تھے کچھہ اپنے اور کچھہ چندہ کے روپیہ سے بڑی محنت سے شملہ پر عیسائی لڑکے لڑکیون کے لئے ایک یتیم خانہ قایم کیا تھا جسکا نام ہیملیہ کرسچن آرفنیج رکھا تھا اور اسوقت چونتیس ۳۴ لڑکے لڑکیان اُسمین پڑھتے اور پرورش پاتے تھے اور پانسو روپیہ مہینے کا خرچ تھا اور قلت آمدنی کے باعث سے اُسکی سوپرنٹنڈنٹی کا کام ایک معزز مس صاحبہ جنہون نے اپنی خوشی سے شادی نہین

کی تھی للہ انجام دیتی تہین مہاراج نے صاحب موصوف کی درخواست سے اُسکا لحاظ فرمایا اور اس سبب سے کہ اُنکی طبیعت ازبس وسیع تہی اور اُنکی فیاضی کسی قوم اور مذہب سے مخصوص نہ تہی بارہ سو روپیہ سال اُسکی مدد کیواسطے تجویز فرمایا اور اسکی سند اپنی مہر اور دستخط سے آرفنج کو عنایت فرمائی۔ اور اسکے سوا پانچ ہزار روپیہ خیراتی شفاخانون اور متفرق سکولون کو عطا فرمایا۔

یہہ آرفنج سنہ ۱۹۰۲ء مین گورنمنٹ نے اپنے زیر حمایت کرلیا ہے اور چند وجوہ خاص سے بہ تغییر اصول سابقہ صرف یتیم یا غریب یورپین اور یورشین لڑکیونکی ایسی تعلیم و تربیت کیواسطے جو اُنکی حالت غریبی کے مناسب ہو (جسمین سوی کا کام اور کہانا پکانا اور کپڑے دہونا وغیرہ ضروریات خانہ داری کا سر انجام کرنا بہی داخل ہے) اس کارخانہ کو مخصوص کردیا ہے اور بلحاظ تغیر اصول پہلا نام بدلکر میو انڈسٹیریل سکول آف شملہ فار یورپین اینڈ یورشین رکہدیا ہے۔

مہاراج کا تقسیم انعام اور وظایف مہندر کالج کیواسطے دربار کرنا

سنہ ۱۸۷۱ء سے پہلے ہماری ریاست مین بجز ایک چہوٹے سے مدرسہ کے جو شہر کے اندر تہا اور کچہ نہ تہا اب مہندر کالج کے نام سے مشہور ہے کوئی ایسا مدرسہ نہتا کہ جسکے مصارف کی سرکار ذمہ وار ہو اور وہ بہی بہت بے رونق اور حقیر تہا اور لوگ اُسکی بہت کم قدر کرتے

تھے مگر جب آغاز سنہ مذکور مین مہاراج کو حکمرانی کا اختیار حاصل ہوا تو سب سے پہلے جو کام ملک کی ترقی اور اصلاح حال رعایا کیواسطے کیا گیا وہ یہہ تھا کہ انہین اصول کی بنیاد پر جو سرکار انگریزی کے سررشتہ تعلیم مین مروج ہین تیرہوین جون سنہ مذکور مطابق یکم اساڑھ سمت ۱۹۰۲ کو ایک عام صیغہ تعلیم قایم کیا گیا اور ستائیس ہزار روپیہ سے کچھ زیادہ اسکے مصارف کیواسطے منظور ہوا اور مہاراج کے اتالیق پروفیسر **رامچندر صاحب** دہلوی نامور ریاضی دان ڈایرکٹر اور **لالہ گردہاری لال صاحب** انسپیکٹر مقرر ہوئے اور مختلف مقامات مین جو بیس ۲۰ مدرسے قایم کئے گئے جنمین اختتام سال پر ایکہزار سات سو طالبعلم پڑھتے تھے اور چونکہ یہہ مدرسے ملک کی ضرورت کے مقابلہ مین بہت کم تھے اسواسطے سال آیندہ مین اس سررشتہ کو اور وسعت دیگئی اور ستائیس ہزار کی جگہہ ساٹھہ ہزار روپیہ درج بجٹ ہوا جسمین سے نصف خزانہ سے دیا جانا تجویز ہوا اور نصف کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک روپیہ فیصدی معاملہ پر بڑہایا جاکر زمینداروں سے لیا جاوے جسکے باعث سے اڑتیس ۳۸ مدرسے اور قایم ہوگئے اور طالبعلمون کی تعداد قریب چار ہزار کے پہونچگئی اور انسپکٹر کے ماتحت دو نئے عہدہ دار ڈپٹی انسپکٹر کے لقب سے مقرر ہوئے اور مہندر کالج مین انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ گورمکھی۔ اور اردو اور تاریخ۔ جغرافیہ۔

طبعیات اور ریاضیات کی تعلیم جاری ہوگئی۔ اب چونکہ اس سررشتہ کو قایم ہوے قریب ڈیڑھ برس کے ہوچکا تہا اور امتحان سالانہ ہوکر انعام اور وظایف تجویز ہوچکے تہے لوگون کی ترغیب و تحریص کی غرض سے مہاراج نے انکا اپنے ہاتہہ سے تقسیم فرمانا منظور فرمایا۔ اور پانچوین کاتک سمت مذکور مطابق بیسوین اکتوبر ۱۸۱۸ء کو ایک عام دربار مین جو اس معاملہ کی عزت اور عظمت کے اظہار کی غرض سے بہت شان و شوکت سے کیا گیا تہا بعد سننے رپوٹ ڈایرکٹر صاحب کے اپنی کرسی سے کہڑے ہوکر طالبعلمون اور عام اہل دربار کو مخاطب کرکے ایک موثر تقریر فرمائی اور طالبعلمون کو وظایف کی سندین اپنے ہاتہہ سے عنایت کین اور چونکہ دربار دسہرہ عنقریب ہونے والا تہا جن مدرسون کی کارگزاری کی تعریف کی گئی تہی انکو بطور عزت خاص اسمین شامل کئے جانے اور معمول کے موافق دوشالے وغیرہ دیئے جانیکا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ انکے نام بٹیالہ اخبار[1] مین جو اسی نوین اکتوبر کو جاری ہوا تہا چہاپے جائین

[1] - یہ اخبار سرکاری نہین ہے لیکن موافق ایک شرط ایگریمنٹ کے جو مالک مطبع کے ساتہہ ہوا ہے اسکا ایک حصہ سرکاری احکام وغیرہ کے واسطے مختص ہے جو بطور ضمیمہ کے چہپتا ہے اور عمدا مالک مطبع سے یہ شرط کی گئی ہے کہ چہپنے سے پہلے کاپیان سرکار کے فارن آفس مین دکہایا جائین ۱۲ مولف

یہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اس ریاست کے مالک اور زمان روا نے ترقی تہذیب اور ترغیب تحصیل علم و ہنر کے لئے دربار کیا اور یہ پہلا ہی سال تہا کہ جسمین ایک اخبار اس ریاست مین جاری ہوا۔

مختلف انتظامی اصلاحین

سنہ ۱۸۷۰ء کی طرح سنہ ۱۸۷۱ء بہی انتظامی اصلاحون سے خالی نہین رہا اسمین خاص شہر پٹیالہ کے مقدمات دیوانی کی سماعت اور تجویز کیواسطے ایک سول جج مقرر ہوا۔ پولیس کے لیئے ایک مناسب وردی تجویز ہوئی اور شہر پٹیالہ کی کوتوالی مین عملہ بڑہایا گیا اور حکم ہوا کہ انگریزی شہرونکی کیطرح ونکو بہی پولیس کے پہرے عام گذرگاہون وغیرہ مناسب مقامات پر رہا کرین۔

حکام محکمات مدد جو مہاراج نرائندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد سے اپیلون کی نسبت صرف رائے لکہنے کے مجاز تہے اور حکم قطعی مہاراج کے اجلاس سے ہوتا تہا یہ قید اٹہادی گئی اور انکو اپنی رائے سے فیصلہ صادر کرنیکا اختیار دیا گیا۔

پرگنات نارنول و کانوڑ مین محصول گذر کے لئے جانیکا جو قریب بیس ہزار روپیہ سال کے تہا اور جس سے تجارت مین ایک بڑی روک تہی امتناع ہوا اور اسکی جگہہ خاص شہر کے مقامی مقاصد صفائی وغیرہ کے واسطے صرف بکری پر محصول

مقرر کیا گیا۔

فوج مین کم عمر لڑکون کے جو آبائی استحقاق کی رو سے نوکر ہوتے تھے عوض خدمت لینے کی ممانعت ہوئی اور حکم ہوا کہ سولہ برس سے کم عمر کا لڑکا بھرتی نکیا جائے اور بنظر قیام اُسکے استحقاق کے تا سن بلوغ شرایط خاص کے موافق اُسکو وظیفہ تعلیم ملا کرے جسکی تعداد دو روپیہ سے تین روپیہ ماہوار تک تھی اور سولہ برس کے ہونے پر مناسب جگہہ بھرتی کیا جاے اور جو اسامیان اسطرح سے باقاعدہ رسالون مین جنکی تنخواہ سالگذشتہ مین تیرہ سے سولہ روپیہ ماہوار ہوگئی تھی خالی ہون اُنکی جگہہ بے قاعدہ رسالون مین سے جنکی تخفیف مدنظر تھی اور جنکو گیارہ کی جگہہ اب تیرہ روپیہ ماہوار ملتے ہے انتخاب ہوکر سوار بھرتی کئے جائین تاکہ سرکار کا منشا بھی پورا ہو جائے اور کسیکو تکلیف بھی نہو اور اسی نسبت سے عہدہ دارون کی اولاد کیواسطے وظیفہ ملنے کا قاعدہ مقرر ہوا جسکی تعداد چار روپیہ سے تین روپیہ ماہوار تک تھی

سرکشی قوم کوکا

قبل اس سے کہ فرقہ کوکا کی سرکشی کا حال بیان کیا جائے توضیح مطلب کیواسطے اسکی وجہ تسمیہ اور نشو ونما کی کیفیت بیان کرنا ضرور ہے۔

اسکا بانی بالک سنگھہ نامے ایک شخص موضع حضرون کا رہنے والا تھا

جو دریا سندھ کے کنارے قلعہ اٹک کے قریب ایک گانو ہے اسنے ۱۸۴۱ء
مین اس فرقہ کو اصلی سکھون کے ایک ترمیمی فرقہ کے طور پر ایجاد کیا مگر ان لوگون کا
دعوی یہہ تہا کہ ہیٹ سکہہ ہی ہین - اسکے وقت مین اس فرقہ کو کچھہ زیادہ ترقی نہین
ہوئی لیکن اسکے جانشین رام سنگھہ کے عہد مین جو موضع بہینی ضلع لدہیانہ کا رہنے
والا ایک بڑہئی قوم کا شخص تہا اسکی تعلیم بڑہنی شروع ہوئی اور چونکہ ہر شخص کو
اسمین داخل ہونیکی اجازت تہی اکثر چہوٹی ذاتون کے ہزارہا آدمی اسمین شامل ہوگئے
اور اگرچہ اس فرقہ کے لوگ جیسا کہ اور سکہہ مسلمانون کو اپنا شریک اکل و شرب نہین کرسکتے
کہانے پینے مین شامل نہین کرسکتے ہے مگر تاہم اُنکی روز افزون ترقی کے زمانہ مین
دس پانچ جاہل مسلمان ہی جو کسی کسی گورو سے خدمتگاری وغیرہ کا تعلق رکہتے تہے
بطور بیٹہ یا چال اُنکے عقاید کے پابند ہوکر گورو کہلانے لگے -

گورون کی ظاہری علامت یہہ تہی کہ اون یا سوت کی مالا ہاتہہ یا گلے مین
اور ایک بہت بڑی پگڑی جو سید ہے طور سے پیشانی پر زیادہ لپیٹی جاتی تہی سر پر اور
ایک چہوٹی سی کچھہ (جانگیا) جو پوری ران ہی نہین چہپا سکتی تہی پانون مین
اور ٹانکوا یعنی چہوٹی سی کلہاڑی ہاتہہ مین رکہتے تہے اور اکثر سپید لباس پہنتے تہے
نیلا اور سرخ کپڑا ممنوع تہا - اصلی لقب اس فرقہ کا نام داری رکہا گیا تہا یعنی

صرف خدا کے نام کی دہائی (اعتقاد) کرنے والے مگر یہہ لقب اتفاقات سے
ایسا بے رونق رہا کہ سوائے خاص اشخاص کے اسکو کوئی جانتا ہی نہین بلکہ ان
لوگونکی اس عادت کے باعث سے کہ ایک جگہہ جمع ہوکر بھجن کرنیکے بعد اکثر بطور وجد ناچتے
اور روتے اور چیختے تہے لوگون نے انکو از راہ طنز عموماً کوکا کہنا شروع کردیا کیونکہ
پنجاب مین چیخ کر رونے کی آواز کو کوک کہتے ہین جسکو پہلے پہل یہہ لوگ مکروہ
جانتے تہے مگر جب رام سنگھہ نے انکو اس لقب کے قبول کرنے کی اجازت دیدی
تو پھر خود ہی کوکا کہلانے لگے۔

یہہ لوگ رام سنگھہ کی اسقدر عزّت اور تعظیم کرتے تہے کہ ست گورو کے
سوا جو گورو گوبند سنگھہ صاحب کے بعد کسیکو یہہ لقب حاصل نہین ہوا تہا
اُسکا نام نہ لیتے تہے اور اُسکو گیارہوین بادشاہی یعنی گورو گوبند سنگھہ صاحب کا
اوتار جانتے تہے اور اُسکے موضع مسکن بہینی کو سکہون کے متبرک مقامات پٹنہ
صاحب۔ آنند پور صاحب وغیرہ کیطرح تعظیماً بہینی صاحب کہتے تہے۔

رام سنگھہ کا قول تہا کہ انسان کی اعلی نیکیان یہہ ہین۔ حلم۔ استعمال طبع
کی حالت مین تحمل۔ شرم و حیا۔ اور تسلیم و رضای خدا تعالی۔ اور جو شخص خدا پر بہروسہ
کرتا ہے خدا اُسکا محافظ ہے۔ جہوٹہ بولنا۔ چوری کرنا اور زنا نہایت قبیح

گناہ ہین - اور اُسکا حکم تہا کہ جو شخص ایسے گناہ کرینگے وہ اس پنتھ سے خارج کیے جائینگے
روپیہ لیکر لڑکی کی شادی کرنیکو جو فی زمانہ پنجاب کی اکثر کم رتبہ قومون مین زیادہ
رواج پاگیا ہے وہ بہت بُرا کہتا تہا - شراب جسکے پینے کے سکہ لوگ عموماً عادی
ہین اور تمباکو کے استعمال کو بہی جو سکہون مین ممنوع ہے وہ حرام بتلاتا تہا اُسکا
قول تہا کہ آدمی کو اپنی وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے واسطے محنت کرنی چاہیے
برہمن اور سوڈہی اور بیدی جو لوگون سے خیرات اور نذرین لیتے ہین اسکو بُرا کہتا
تہا - اُسنے اپنے پنتھ کے لیے ۱۸۶۶ء مین ایک تلقین نامہ جاری کیا تہا جسکا انجام
ہم یہان لکہتے ہین - "سکو لازم ہے کہ نیکی کرین اور اپنے نفس کو ضبط مین رکہین
سچے خدا کی آٹہون پہر عبادت کرتے رہو اَوروں کی بہوؤن اور بیٹیون کو اپنی
بہوؤن اور بیٹیونکی طرح دیکہو - کوئی آدمی کسی اور آدمی کی بُرائی نکرے نہ اُسکی
نسبت سخت کلمہ کہے - حلیم رہو - جو آدمی تمکو سخت باتین کہین سب کی برداشت
کرو - اگر تمکو کوئی مارے تب بہی نرم اور حلیم رہو - خدا تعالی تمہارا حافظ ہے جسے
کام جو تم کرو ہمیشہ اُنکو چہپاتے رہو - اگر کوئی شخص چوری یا زنا کرے اپنی مجلس
مین کبہی اسکو آنے نہ دو - کوئی آدمی اپنی لڑکی یا بہن کے بدلے روپیہ نہ لے
ہمیشہ خدا کا نام لیتے رہو - گوشت نکہاؤ - شراب نہ پیو - ہمیشہ خدا تعالی سے

ڈرتے رہو۔"

مگر تعجب ہے کہ اُسنے باوجود جھوٹہ بولنے کی بیحد مذمت کرنیکے اپنی لڑکی کے قتل کی اصلی وجہ کو جو اُسکے داماد نے بدرو گی کے شبہ مین قتل کرڈالی تھی اپنے اعتبار اور بزرگی کے قایم رکھنے کی غرض سے چھپایا اور وہ اس بات پر بھی قایم نرا کہ اپنے مریدون سے نذرانے اور تحایف نے بلکہ رفتہ رفتہ اُسنے اِس ذریعہ سے بہت دولت جمع کرلی اور اپنی شان بڑہانیکو رئیسونکی طرح چوبدار وغیرہ رکھ لئے اور چند سال کے عرصہ مین اپنے چیلون مین سے کئی شخصون کو صوبہ اور نایب صوبہ کا خطاب دیکر جابجا متعین کیا جنہون نے ہزارہا آدمیون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا چنانچہ ۱۸۷۱ء مین اُسکے ایک صوبہ نے نیپال تک سفر کیا اور وہان سے مع چند تحایف کے واپس آکر بطور فخریہ یہہ مشہور کیا کہ نیپال مین بھی ہمارے مذہب نے دخل پالیا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب کی رپوٹ ۶۷-۱۸۶۶ء کے دو فقرون سے جنکو ہم یہان نقل کرتے ہین معلوم ہوگا کہ اب سے چند برس پہلے اِس فرقہ کی نسبت گورنمنٹ موصوف کی کیا راے تھی قولہٗ (فقرہ ۲۲۷) "اس نیتہ کے آدمیون کا چال چلن عموماً صالح اور شایستہ رہا ہے مگر بعض لوگون کو اس سبب سے سزا ہوئی ہے کہ اُنہون

نے کہین کہین لوگون کے حقے توڑ ڈالے اور قبرین ڈھا دین جنکو وہ مثل بتون کے گنتے ہین اور جب پنتھہ کی مجلس ہوتی ہے تو جو لوگ موجود ہوتے ہین جیسا نئے نرقون والونکا اور ملکونمین بہی حال ہوا کرتا ہے اکثر جوش مین آجاتے ہین"

(ایضاً فقرہ ۴۴۸) "ایک وقت ایسا گمان کیا جاتا تہا اور اب بہی کیا جاتا ہے کہ رام سنگہہ اور اُسکے پنتھہ کے آدمیون کا منشا فقط مذہبی نہین ہے اور اصلاح کنندہ رسوم مذہب اور واعظ مسایل اخلاق کے لباس مین اُسکی نیّت امور سلطنت سے تعلق رکہتی ہے۔ افواہ رہی ہے کہ اُسکے پنتھہ کے آدمی نصف شب کو قواعد جنگ کرتے رہے ہین اور بہینی مین سامان جنگ پوشیدہ جمع کیا ہوا ہے اور اس پنتھہ کے آدمی مُمتون مین ایسی باتین کہتے ہین جو سرکار انگریزی کے مخالف ہین اور ایسی ہی افواہون کے سبب سے رام سنگہہ کئی سال سے اپنے گانو بہینی مین زیر نظر رکہا گیا تہا لیکن چار سال کی تحقیقات کے بعد باوجودیکہ مسلمان اور ہندو دونون اس فرقہ کے دشمن ہین کوئی وجہ ثبوت ایسی کہ جو لایق گرفت ہو رام سنگہہ یا اُسکے پنتھہ کے مفسدہ کی حاصل نہین ہوئی۔ ایسی حالت مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے درحالیکہ اس گروہ کے آدمیون کے افعال اور کارروائی پر نگرانی رہنے مین فرق نہ آئیگا رام سنگہہ کو نظربندی سے رہا کر دیا ہے اور جیسی آزادی سرکار انگریزی کی

حکومت مین خوش طریق سرکردگان مذاہب کو حاصل ہے راجہ رنجیت سنگھ کیواسطے جایز کردی ہے۔"

گورنمنٹ پنجاب کا یہہ عمل اگرچہ نیک نیتی پر مبنی تہا اور اُس تدبیر ملکت کے موافق تہا جو سرکار انگریزی نے ابتدا حکومت سے ہندوستان مین رعایا کے مذہب کے معاملہ مین کمال دانشمندی اور دوراندیشی سے قرار دی ہے لیکن یہہ کہنا مناسب نہین ہے کہ اس تدبیر کے عمل مین لوکل افسرون نے دہوکا کہایا اور راجہ رنجیت سنگھ اور اُسکے فرقہ پر ایسا بہروسہ کیا جسکا وہ مستحق تہا اور اس آزادی کی بدولت اسکے صوبون اور نایب صوبون کو بعض مذہبی اور غیر مذہبی یا خود ایجادی تقریبون سے جابجا ملک مین اپنے فرقہ کے لوگون کو جمع کرنے اور اسطرح سے اُنمین اتفاق بڑہانے اور عوام الناس کو اپنی شان و شوکت دکہانیکا موقع ملا جس سے جاہل اور بے سمجہہ آدمیونکو اس فرقہ مین شامل ہونیکے واسطے ایک ذی اثر ترغیب ہوئی اور شدہ شدہ ایک جماعت کثیر اسمین شامل ہوگئی اور اُنہون نے بڑی فکر اور تردد اور احتیاط سے ایک نظم و نسق کامل کرلیا یہانتک کہ مختلف مقامات پر اپنے فرقہ کے لوگون کے پاس معاملات مذہب یا دیگر معاملات مین وہ بدیہہ خفیہ پیغام بطور ڈاک بہیج سکتے تہے[1] اور اپنی جمعیت کے بہروسہ پر ملک

[1] دیکہو فقرہ ۶۷۴ رپوٹ گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۴۷ء - ۱۲ - مؤلف

مین مفسدہ برپا کرنے اور لوگون کو گورنمنٹ کے برخلاف برانگیختہ کرنیکی تدبیرین
شروع کردین چنانچہ اپریل اور مئی ۱۸۴۸ء مین امرتسر مین جو سکھون کا مشہور اور
معروف معبدگاہ ہے اور ہندوؤنکی آبادی بھی اُسمین بہت ہے عام مذہبی جوش
پیدا کرنیکو یہہ بات مشہور کی گئی کہ گورنمنٹ نے جو قواعد گاؤکشی اور گائے کے گوشت
کے فروخت کی بابت مقرر کئے تھے سرکار اُنپر قایم نہین رہی اور قصاب شہر کے اندر
لاکر یہہ گوشت بیچتے ہین جس سے بہت جوش پیدا ہوا اور لوگونکی طبیعتین برانگیختہ ہوئین
جسکو وہان کے حکّام نے مناسب تدبیرون سے فرو کیا اور لوگون کو یقین دلایا کہ گورنمنٹ
کا منشا نہین ہے کہ جو رسم مقرر ہے اُسکے خلاف کوئی بات عمل مین آئے اور جو لوگ
اس فساد مین بڑھکر پیش ہوئے تھے اُنکو سزا دی گئی مگر اس سے چند ہی روز بعد بوجہ دو آدمی
پر مسلح مین جو شہر کے باہر تھا سونیکی حالت مین بارادہ قتل ایک حملہ کیا گیا جسمین
چار آدمی مارے گئے اور تین زخمی ہوئے اور اگرچہ قاتلونکا کچھ پتہ نہ لگا مگر بعض علامتین
جو گوکون نے اپنی طرف سے خیال پہیردینے کی غرض سے بموقع واردات فریقا
قایم کردی تھین ایسی پائی گئین جس سے یقین ہوا کہ یہہ کام اکالیون[1] کا ہے۔ اور

[1] یہہ سکھون کے ایک درویش فرقہ کا نام ہے جو ایک نوع کے انتہا جنگ جو اور متعصب ہوتے ہین اور اکثر
نیلا لباس رکھتے ہین اور گوکون کو ایک بدھتی فرقہ خیال کرکے اُن سے بہت نفرت کرتے ہین۔ مولف

اس سے ایک مہینہ بعد آدہی رات کیوقت ایسا ہی ایک دوسرا حملہ قصبہ رائے کوٹ ضلع لدہیانہ مین ہوا مگر جنکے مارنے کا منشا تہا یا تو وہ موجود نتہے یا بہاگ گئے اور قاتلون نے از راہ نامردی ایسے نو آدمی مجروح و مقتول کئے جنمین سات عورتین اور بچے تہے۔

جیسا امرت سر والے مقدمہ کا سُراغ ابتک نامعلوم تہا اسیطرح اس مقدمہ کا بہی اوّل اول کچہ پتہ نہ لگا جسکے باعث سے حکام اور رعایا کو ایک عام تشویش تہی مگر آخر کار ہمارے عہدہ داروں سیّد احمد حسن وکیل متعینہ لدہیانہ اور سیّد محمد حسن تہانہ دار احمد گڑہ اور سیّد مقبول حسین تہانہ دار ہسڈور نے اسکا کھوج نکالا اور منجملہ قاتلون کے چار گرفتار ہوئے اور انکے علاوہ ایک شخص کو سیّد احمد حسن نے بامداد سیّد محمد حسن تہانہ دار بڑی محنت سے بیکانیر کے جنگلون سے گرفتار کیا اور ان واردات کا ہونا بطریق غیب ایک شخص رتن سنگہہ نامے کے جو مہوبہ تہا اور رام سنگہہ نے اُسکو گیانی یعنی عارف باللہ کا لقب دیا ہوا تہا اور چند سال قبل ازین ہماری ریاست سے ایک ایسی ہی فساد انگیز مُقدّمہ مین کئی برس قید رہ چکا تہا اور جسنے واردات امرت سر کے بعد ایک موقع پر یہہ بات کہی تہی کہ ،، گورو کے بہاو نے بہت جگہہ ایسی ہی برتینگے ،، یعنی خدا نے چاہا تو بہت جگہہ ایسی ہی وارداتین ہونگی اور یہہ بہی کہا تہا کہ ،، ابہی ہمکو مالا پکڑینگا

حکم ہے تہوڑے عرصہ مین تلوار پکڑینگا حکم ہوگا" ثابت ہوا اور معلوم ہوگیا کہ دونون واردااتون کے مجرم ایک ہی تھے اور یہہ خون کونون نے کئے تھے اور کو کے ہی بانی فساد تھے - پس امرت سر کے مقدمہ کے بہی اصلی مجرم گرفتار ہوگئے اور چند بیگناہ شخص جو پولیس نے ناحق گرفتار کرکے بطور واقعی مجرمون کے تعویض عدالت کردیے تھے سزا سے بچگئے اور تین مجرمونکو امرتسر مین اور چارکو لدہیانہ مین پہانسی دیگئی اور کئی شخص واجب الحبس ہوئے - چونکہ یہہ واردااتین خاص طور کی اور ایک عام پولیٹکل تزویر کی باعث تہین مہاراج نے عہدہ داران مذکورۃ الصدر اور اُنکے ہمراہیون کو بڑے بڑے انعام عطا فرمائے اور عہدونکی ترقی کی اور گورنمنٹ سے بہی خلعت اور انعام مرحمت ہوئے اور حکام ضلع سے لیکر صاحب وزیر سلطنت ہند تک نے گرمجوشی کے ساتہہ شکرگذاری کا اظہار کیا - اب امید تہی کہ اس سزا کا معقول اثر ہوگا اور کوئی اور واردات نہوگی مگر اسپر بہی ان لوگون نے بیدہرک وہ حرکت کی جسکو بغاوت اور سرکشی کہنا بیجا نہین -

واضح ہو کہ پہلے پرو شٹہ ماہ ماگہہ کو یعنی شروع جنوری مین پنجاب مین ہندوونکا ایک تہوار ہوتا ہے جسکو عموماً لوہڑی اور سکہہ لوگ ماگہی کہتے ہین - سکہون مین یہہ دن نہایت خوشی کا سمجہا جاتا ہے اور دستور ہے کہ امرت سر وغیرہ متبرک مقامات مین سکہہ

بطور میلہ کے جمع ہوتے ہین اسلیے بارھوین جنوری ۱۸۰۷ء کو تقریباً دو ہزار کو کے اس تقریب سے بہینی مین بھی جمع ہوے تھے پس جب تہوار ہو چکا اور لوگ رخصت ہوے تو لہنا سنگھہ اور ہیرا سنگھہ جو اس فرقہ کے سرگرم سرغنون مین سے تھے رام سنگھہ سے رخصت ہوکر قریب دو سو آدمیون کے ساتھہ چودھوین ماہ مذکور کو قصبہ بلوو مین جہان کے جاگیردار مجسٹریٹ سردار بدن سنگھہ کو جو خاندان پٹیالہ کے ہم جدّی تھے کو کے ایک مذہبی نزاع کے باعث سے اپنا مخالف جانتے تھے آئے اور سرشام جاکر قلعہ کا دروازہ بزور کھلوانا چاہا اور جب نہ کھولا تو کلہاڑیو نسے کہڑکی توڑکر اندر گھس گئے اور زبردستی سردار کی سواری کا گھوڑا کھول لیا اور چند تلوارین جو موجود تھین لے لین اس حیص بیص مین سردار کے دو آدمی مارے گئے اور وہ خود بھی زخمی ہوے دو تین آدمی انمین سے بھی مارے گئے اور اس کشت وخون کے بعد مفسد یہان سے تین گھوڑے لیکر مالیر کوٹلہ کو جو چند میل جنوب کیطرف ہے روانہ ہوے۔ چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر لدھیانہ نے اہل کوٹلہ کو اطلاع کردی تھی کہ غالباً یہ لوگ بارادہ فساد وہان آنے والے ہین اور شہر کے دروازے بند تھے اسواسطے یہ فصیل پر سے جو بے مرمت پڑی ہوی تھی شہر مین گھس گئے اور جاتے ہی اُسی گاؤکشی کے حیلہ کو آگے رکھکر قصابون کو دھمکایا اور اس بہانہ سے آمادۂ جنگ و جدل ہوے اور پھر سیدھے نواب سکندر علیخان مرحوم رئیس کوٹلہ

کے مکان پر جاکر پہلے اُنکے اصطبل مین اور پھر اُس جگہہ جہان اُنکے ہتھیار وغیرہ رہتے تھے پہنچے اور اس وقت بُرد مین چند تلوارین وغیرہ لے لین مگر کوتوال شہر نے چند سپاہیون کے ساتھہ دلیرانہ مزاحمت کی اور سخت مقابلہ ہوکر کوتوال مذکور مع دس آدمیون کے مارا گیا اور کچھہ لوگ زخمی ہوے اور مفسدون مین سے بھی نو آدمی مقتول اور بہت سے مجروح ہوے اور چونکہ عوام نے بھی اپنے کوٹھون سے انپر برابر اینٹین وغیرہ برساکر سپاہیون کی مدد کی آخرکار مجبور ہوکر رڑ کی طرف نکل گئے جو کوٹلہ سے قریب آہ میل کے ہماری عملداری کا ایک گانو ہے۔ اسوقت ہر ہنری ڈیوس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب جو ابھی پٹیالہ ہوکر گئے تھے اور الارڈ نیپیر صاحب بہادر کمانڈر انچیف فوج کے شیمر فایٹ یعنی قواعد جنگ مصنوعی کے ملاحظہ کیواسطے دہلی مین تشریف رکھتے تھے اور مہاراج بھی جو بار نول جانیکے ارادہ سے تشریف لیگئے تھے صاحبان ممدوح کی ملاقات اور قواعد فوج کے دیکھنے کیواسطے وان ہر ہوے تھے۔ پس پندرھوین جنوری کو جب بلوہ کے حملہ کی خبر پہنچی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی زبانی جو ملاقات کیواسطے تشریف لاے تھے یہہ حال معلوم ہوا چونکہ ان لوگون کی مختلف گستاخانہ اور مفسدانہ حرکتون کے باعث سے جو امرتسر سے کوٹ اور بلوہ کی سنگین تر وارداتون کے سوا ابتک وقوع مین آچکی تھین فساد کے پھیل جانیکا

قوی اندیشہ تہا اور بنظر مزید نگرانی و انتظام کے انکا پٹیالہ مین موجود ہونا مناسب اور مصلحت تہا مہاراج نے ازراہ دور اندیشی نارنول کا جانا ملتوی کردیا اور بمشورہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اُسی دن شام کی ریل پر پٹیالہ کو روانہ ہوے۔

جب لودہ کے حملہ کی خبر پہنچنے کے چند گھنٹہ بعد کوٹلہ پر حملہ ہونیکی دوسری خبر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس پہنچی تو اُسی رات کو سپیشل ٹرین پر سپاہ انگریزی دہلی اور جالندہر سے لدہیانہ کو روانہ ہوئی اور مسٹر فورسایتھ صاحب کمشنر انبالہ کو جو دہلی مین تہے حکم ہوا کہ رام سنگھ کو بمشورہ صاحب کمانڈنگ افسر کمپ انبالہ جلکر فوراً گرفتار کرلین اور جس جس جگہ اس فرقہ کے باقی سرگروہ ایسے تہے جن سے اندیشہ تہا وہان کے حکام کو تار پر حکم بہیجا گیا کہ انکو گرفتار کرکے قلعہ الہ آباد کو بہیجدین۔ اسوقت لدہیانہ بہت خوف کی حالت مین تہا اور وہانکے حکام کو یقین تہا کہ مفسد کوٹلہ کیطرح نگرور (ریاستگاہ جیند) وغیرہ پر بہی حملہ کرینگے اور اور اضلاع مین بہی جہان کوکے زیادہ تہے عموماً بہت بے اطمینانی پہیلی ہوی تہی۔ چنانچہ فیروزپور مین جہان پنجاب کا سب سے بڑا سلح خانہ ہے حکام نے ازراہ احتیاط چپراسیون تک کو ہتہیار دیدیے تہے اور جابجا جنگی حفاظت کی گئی تہی۔ جیلخانہ کے پہرے بڑہادیے گئے تہے۔ شہر اور چہاونی مین رات کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے روند و گشت ہوتی تہی۔

الغرض جب ہماری ٹرین جہاونی انبالہ کے سٹیشن پر پہنچی تو کپتان ہیڈن صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراج کے پہنچنے کے منتظر تھے مہاراجکو جگاکر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کیطرف سے تار کا پیغام دیا کہ "کوکون نے پاسنو آدمی کی جمعیت سے کوٹلہ پر بھی حملہ کیا" اور مسٹر روصاحب جج عدالت خفیفہ لدھیانہ جو مسٹر کوان صاحب ڈپٹی کمشنر کے ملود جانیکے سبب سے پیچھے ضروری کام کے ذمہ دار رہے راجپورہ مین اُنکی چٹھی ملی جسکو صاحب موصوف نے نواب علی محمد خان صاحب کی تحریک اور مشورہ سے بسبب ہمارے موجود نہونیکے میرے چھوٹے بھائی

سلہ - یہہ صاحب نواب عبدالرحمن خان آنجہانی حیدرآباد دکن کے چچا ہین جب ستمبر ۱۸۴۵ء مین انکے بڑے بھای نواب فیض علیخان صاحب نے قضا کی تو انہون نے برخلاف وصیت نامہ کے جو انکے والد نواب فیض محمد خان صاحب مرحوم نے لکھا تھا عبدالرحمن خان کو جو لونڈی کے پیٹ سے تھا غیر مستحق قرار دیکر ریاست کا دعوی کیا مگر کامیاب نہوے اور سیاست عبدالرحمن خان کو ملی اور اسکے بعد ایک طول طویل جھگڑا ہوکر تیرہ سو پچاس روپیہ ماہوار کی پنشن انکے واسطے مقرر ہوئی اور یہہ لکھا گیا کہ بعد وفات انکی والدہ کے جسکی ایک ہزار روپیہ مہینہ کی پنشن مقرر ہوئی تھی پانسو روپیہ مہینہ انکو اوملتا رہے - ۱۸۴۶ء مین انہون نے پھر اپنے اوسی دعوی کو زندہ کرنا چاہا مگر پھر بھی ناکامیاب ہی رہے اور ۱۸۵۳ء سے مارچ ۱۸۵۵ء تک انکے اور نواب کے باہم پنشن کے متعلق مختلف جھگڑے ہوتے رہے جسمین آخر کار یہہ کامیاب ہوے لیکن فیصلہ یہ حکمرانہ ایجنٹی کی جو اسباب مین صادر ہوا تھا سو تعمیل نہوئی تھی کہ ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر برپا ہوگیا اور عبدالرحمن خان نے غالباً اس خیال سے کہ سرِدست باغی اُسکو اپنا طرفدار سمجھکر راضی

خلیفہ سیّد محمد کاظم صاحب معاون میر منشی کے نام جو پٹیالہ مین تھے لکھا اور نواب صاحب نے اپنے بیٹے فیض الدّین خانصاحب کے ہاتھ بھیجی تھی جو ہمارے یہان پہنچنے سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے اس قوی ضرورت کے باعث بسبب گذر جانے وقت پیسنجر ٹرین کے مال گاڑی پر بیٹھکر آئے تھے۔ اسمین لکھا تھا کہ کوکے نگر پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین اور شاید پٹیالہ کیطرف بھی آئین اور اسی مضمون کی ایک چٹھی راجہ صاحب بہادر جیند کے پاس پہنچانیکو اُنکے سپرد تھی جو فوراً اُنکے پاس روانہ کی گئی اور چونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ مسٹر کوان صاحب فساد کوٹلہ کے تدارک کے

ہو جائین اور سرکار انگریزی کی فتحیابی کی حالت مین حکّام انگریزی کا عتاب ہو تو انپر ہو وہ بری الذمہ سمجھا جاے انکو باغیونکی امداد کیواسطے دہلی پہنچا جانا کیونکر کہا جا سکتے تھے کیونکہ انکی معاش کا اور ہر طرح کے فواید کا مدار صرف حکّام انگریزی ہی پر تھا اور نواب دشمن تھا پس انہون نے انکار کیا اور جب باوجود نواب کے اصرار کے وہان نگئے تو اُسنے انکو قید کر دیا اور اُسوقت تک کہ جب فتح دہلی کے بعد سپاہ انگریزی ہجو کے ضبط اور عبدالرحمن کے گرفتار کرنیکو آئی یہ اسی حالت مین رہے لیکن تاہم جسطرح ہو سکا بعض صاحبان انگریز موجودہ کمپ دہلی کے پاس خیرخواہانہ خبرین بھیجتے رہے اور نواب کے گرفتار ہونیکے بعد خوف و یاس کی حالت مین اپنی صفائی اور بے جرمی کے ہر دسہ پر مہاراج نرائن سنگھ صاحب بہادر کے پاس باُمید معاش چلے آئے اور مہاراج نے مسٹر باینس صاحب کمشنر انبالہ کے استمزاج سے مفسدہ کے بالکلیہ فرو ہونے تک انکو پٹیالہ مین ٹھہرائے رکھا اور جب فساد فرو ہو گیا اور ہجو مین امن و امان ہو گیا یہ ہجو چلے گئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر ہجو سے سارٹیفکٹ صفائی حاصل کیا اور بالآخر

لئے کوٹلہ آنیوالے ہین اور اندیشہ تہا کہ مبادا کوٹ کے جمعیت کرکے اُنپر اور کوٹلہ پر کر
حملہ کرین اسواسطے دو توپین اور دو سو سوار اور دو سو پیادے زیر حکم کرنیل رنجیت سنگھ
مہتہ کا فوراً کوٹلہ کو بہیجے گئے اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور مسٹر روصاحب
کو بذریعہ تار اسکی اطلاع دیگئی اور چونکہ دو انگریزی جمعیتین اور توپخانہ عنقریب کہنہ مین
(سرہند اور لدہیانہ کے مابین ایک مقام ہے) پہنچنے والے تہے اور صاحب کمشنر
انبالہ اور صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب نے اِنکے واسطے باربرداری بہم پہنچانے
کے لئے بذریعہ تار درخواست کی تہی دو سو اونٹ اور تیس ہاتہی سرکاری ذخیرہ
مین سے فی الفور کہنہ کو روانہ کئے گئے اور قرب کے باعث ناظم ضلع امرگڈہ کے نام حکم
گیا کہ جسقدر ہوسکے اونٹ اوگاڑیون کے بہم پہنچانیمین مدد دین۔

بشمول دیگر اہل خاندان رئیس ۱۰۰۰ روپیہ ماہوار کی پنشن انکیواسطے تجویز ہوئی چونکہ صاحب کمشنر صاحب
نے باوجود اعتراف انکی بے جرمی اور صفای کے طول قیام پٹیالہ کو انکی کمی پنشن کیواسطے سبب قرار
دیا تہا حالانکہ مسٹر بائس صاحب کے اتہمزاج سے یہہ یہان ٹہہرائے گئے تہے اسواسطے مہاراج
نرائندر سنگہ صاحب بہادر نے اکتوبر ۱۸۶۲ء مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ اور نواب لفٹنٹ گورنر
بہادر پنجاب کے نام کا سفارشی خریطہ جسمین یہہ سب حال درج تہا انکو دیا مگر بدقسمتی سے حکام موصوف
کیخدمت مین پیش نہوسکا اور یہہ بیچارے بدستور ناکامیاب ہے اور بلحاظ اس امر کے کہ انکو قیام پٹیالہ کے
باعث سے نقصان پہنچا دہای سو روپیہ ماہوار کے اور نوہ روپیہ انکے دونون بیٹون محمد عباس خان

جب کوکے کوٹلہ مین فساد کرکے رڑمین آئے اُسوقت سیّد نیاز علیصاحب خود
سامانوی نایب ناظم ضلع امرگڈہ دورہ کی تقریب سے یہان سے قریب چار میل کے شیرپور
مین وارد تھے قریب گیارہ بجے دن کے جب اُنکو اُنکے اسطرح آنیکا حال معلوم ہوا
تو عین بارش اور سردی کی شدّت مین اپنی اردلی کے دو سوارون اور چند اور رفقا
کے ساتھہ جو پیچھے سے آملے تھے فوراً چڑھہ کھڑے ہوئے اور بہت جلد وہان جا پہنچے
گانو مین کوی آدمی نہین ملا جو کسیطرح کی خبر بلتی یا کسیکو ساتھہ لیتے خوف کے مارے سب
ادھر اُدھر بھاگ گئے تھے پس کمال دلیری سے اپنی ہی ہمّت پر بھروسہ کرکے جہان
وہ گروہ ٹھہرا ہوا تھا گئے۔ مفسد انکو آتے دیکھکر خون آلودہ تلوارون کے ساتھہ انکی
طرف بڑھے جب چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہگیا تو سیّد صاحب گھوڑے سے
اُتر پڑے اور نہایت استقلال اور دلیری کے ساتھہ اُنکو کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مین
مہاراج کا ناظم ہون اور تمہارے گرفتار کرنیکو آیا ہون۔ اگرچہ اسمین شک نہین ہے
کہ ہم چند آدمی تمہارے مقابلہ مین یقیناً مارے جائینگے مگر یاد رکھو کہ پھر مہاراج تم
مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے،، یہ سنکر مفسد اپنی عادت کے موافق بڑی
تعلّی کے ساتھہ کہنے لگے کہ،، کوٹلہ والون سے لڑائی کیا تھی البتہ ان سے لڑنا چاہیے

اور فیض الدین خان صاحب کے نام سے بطور پنشن ریاست ملنے مقرر ہے۔ ۱۲۔ مولف

ورنہ لوگ کہینگے کہ کو کے بڑی سرکار سے ڈر گئے " اور یہہ کہکر انکا محاصرہ کرلیا۔
پس یہہ ہی ناچار ہتیار سنبھال کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے مین سردار پنجاب سنگھہ
راے پور یہہ مع اپنے بھائی پرتاب سنگھہ کے جنکا مقام سکونت یہان سے
قریب تہا اور خصت پر اپنے گہر آئے ہوے تہے یہہ سنکر کہ ہماری سرکار کا نایب ناظم
کوکون کے مقابلہ مین گیا ہے دونالی بندوقین لئے ہوے انکی مدد کو آپہنچے۔
سیّد صاحب نے باغیون سے پہر تاکید و تنبیہہ کیا کہ ہماری تمہاری زندگی اسیمین ہے
کہ ہتیار ڈالدو پس پہلے تو انہون نے تامل کیا مگر پہر کچہہ سوچکر اطاعت قبول کرلی
اور ہتیار دیدیئے۔ جب ہتیار لے لئے گئے تو انکے باہم جھگڑا ہوا کہ کیون دیدیئے
اور ایک شخص کو استقدر طیش آیا کہ خودکشی کے ارادہ سے کوین مین کودپڑا جو زندہ
نکال لیا گیا۔ غرض اڑسٹہہ آدمی گرفتار ہوے جنمین انتیس زخمی تہے اور دو ایسی
عورتین تہین جنہون نے کوٹلہ مین چند آدمیون کو زخمی کیا تہا اور سیّد صاحب نے بجد و
جہد تمام رات کے دس بجے انکو شیرپور کی گڑہی مین پہنچاکر بڑی خبرداری سے رکہا
اور چونکہ یقین تہا کہ انکے ساتہہ کے بہت سے آدمی ادہر اُدہر منتشر ہو گئے ہین اور
اس فرقہ کے لوگ قرب و جوار مین آباد بہی تہے اور گڑہی مین جو چندان مستحکم نہین
نہین ہے صرف چند سپاہی تہانہ کی حوالات کیواسطے تہے اسلئے وہ رات بہت

اندیشہ کے ساتھہ بسر ہوئی مگر اگلے روز نظامت اناحد گڑھ سے جہان فوراً خبر بھیجدی گئی تھی کسیقدر مدد آگئی اور بیڑیان بھی آگئین جو اُن شخصون کے ڈالی گئین جو زخمی تھے اور زخمیون کے زخم سئے گئے جس سے براہ تمرد بمراد انہا جو انمردی وہ بہت انکار کرتے تھے۔ چونکہ میر نیاز علی صاحب کی جرات اور جانبازی سے وہ لوگ جو اہل فساد کے سرگروہ تھے گرفتار ہو گئے تھے اور اسطرح سے مفسدہ کا پھیلاؤ رک گیا تھا اسلئے فوج سے کام لینے کی ضرورت نہین ہوئی۔

مہاراج نے میر نیاز علی صاحب کو اس جرات اور جلادت کے صلہ مین ایک بہاری خلعت عطا فرمایا اور مہندر گڈھ کی نظامت کے عہدہ پر جو خالی تھا ترقی فرمائی اور اُنکے ہمراہیون کو بھی بڑے بڑے انعام عطا ہوئے اور عہدون کی ترقی کی گئی اور گورنمنٹ سے بھی بڑی تحسین اور آفرین کے ساتھہ سید صاحب کو ایک بیش بہا خلعت مع شمشیر عطا ہوا اور گورنمنٹ نے گرمجوشی کے ساتھہ ریاست کی خیرخواہی اور خیراندیشی کا اعتراف کیا اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ پنجاب کی سالانہ رپورٹ مین اس مفسدہ کا ذکر لکھکر مہاراج کی نسبت یہہ تحریر فرمایا کہ ،، اس عمل اور اعمال دیگر سے جو اُنکے ملازمون سے ظہور مین آئے ویسی ہی ہمت اور خیراندیشی سرکار انگلشیہ ظاہر ہوئی جیسی ہمیشہ

اُنکے امتیاز کا موجب رہی ہے اور کارگذاری اہلکاران ریاست پٹیالہ[۱] ایسی چست تھی کہ قبل پہنچنے مہاراجہ صاحب بہادر اور فوج سرکاری کے جو دہلی سے روانہ کی گئی تھی تمام باغی گرفتار کرلیے گئے تھے اور قضیہ تمام ہوگیا تھا[۱]، اور جناب لارڈ ناتھبروک صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے انیسوین ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۱ء کے انبالہ کے دربار عام مین علانیہ شکرگذاری گورنمنٹ کا اظہار کیا۔

اب مفسدون کا انجام کار سُنیے کہ یہہ حرامی بمقام ملودکوٹلہ سرزد ہوے تھے حسب دستور مقررہ مابین ہمارے اور گورنمنٹ اور ہمارے اور ریاست کوٹلہ کے کوٹلہ کے مقام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ کے حوالہ کئے گئے (کیونکہ بسبب لاولدی نواب سکندر علیخان صاحب مرحوم کے مقدمہ مسند نشینی کوٹلہ ہنوز زیر تجویز تھا اور ریاست زیر اہتمام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ تابع احکام صاحب کمشنر انبالہ کے تھی) تاکہ حسب مقتضائے ضابطہ وانصاف عمل کرین اٹھارہوین جنوری کی شام کو صاحب موصوف نے بغیر تحقیقات اور کسیطرح کے امتیاز کے ارٹھہتر ۷۸ مین سے اونچاس ۴۹ کو توپ سے اُڑوادیا اور چونکہ اس عرصہ مین رات ہوگئی اٹھارہ ۱۸ آدمیون مین سے جو باقی رہگئے تھے عورتون کے

---

[۱] دیکھو فقرہ نمبر ۶۶۷ رپورٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۷۱ء ص ۱۴۔ مولف

سوا سو لہ آدمی اگلے دن بعد قلعبندی اظہارات صاحب کمشنر انبالہ کے حکم سے جو اُس روز کوٹلہ پہنچگئے تھے اور جنہون نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کارروائی کو بحیثیت پولیٹکل افسر اور اعلیٰ منتظم ریاست کوٹلہ کے متحکم اور منظور کیا تھا اوڑا دیئے گئے۔

یہہ طریق سزا جو ضابطہ معینہ عدالت اور اصول سلطنت انگریزی کے برخلاف تھا اگرچہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو ناپسند ہوا مگر اُنہون نے اس سبب سے کہ موقع وقت بہت مشکل تھا اور جو حکام اس کارروائی سے تعلق رکھتے تھے اُنکو کچھہ تحقیق نہ تھا کہ آیندہ کیا صورت پیدا ہو اور تمام ملک مین اضطراب تھا بلحاظ مصلحت اس فرقہ کے لوگون کے اور نیز بلحاظ اس بات کے کہ جو جرایم مفسدون سے سرزد ہوئے تھے قابل سزا کے ثابت تھے مناسب اور قرین مصلحت سمجھکر صاحبان موصوف کی اس کارروائی کو منظور رکھا اور اپنی رائے یہہ تحریر فرمائی کہ ،، اگرچہ حکام موصوف نے کارروائی مین غلطی کی لیکن تاہم نیک نیتی سے اور امن و حفاظت مخلوق کی غرض سے کی تھی مگر لارڈ **نیپیر آف مرچسٹن** بہادر گورنر مدراس قایمقام وسیسرے وگورنر جنرل ہند نے اس کارروائی کو قابل الزام قرار دیا اور **مسٹر کوان صاحب** ملازمت گورنمنٹ سے علحدہ کئے گئے اور **مسٹر فورسایتھہ صاحب** پنجاب سے اودہ کو تبدیل ہوئے اور حکم دیا گیا کہ آیندہ کوی پولیٹکل خدمت اُنکے سپرد نہو گی

بعد ازین لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر مستقل وائسرائے و گورنر جنرل کی سفارش سے صاحبان موصوف کی خدمات سابقہ اور اُور امور پر لحاظ ہو کر کوان صاحب کی پنشن مقرر ہوگئی اور فورسایتھ صاحب کی نسبت جو شرط لگائی گئی تہی وہ منسوخ کی گئی اور صاحب موصوف کو سفارت یارقند (جسمین اُنہونے بہت تکلیف اُٹھائی تہی) اور سفارت برہما کی کامیابی کے صلہ مین کے سی آئیس۔ آئی ای کا خطاب دیا گیا اور کونسل قانونی گورنمنٹ ہند کے ممبر مقرر کئے گئے۔

رام سنگھہ اب رنگون مین ہے اور بہینی مین اُسکا چھوٹا بہائی بُدھ سنگھہ اُسکا جانشین ہے۔ جو لوگ پکّے کوکے تہے وہ اپنے طریق پر قایم ہین اور بُدھ سنگھہ کا ادب و تعظیم کرتے ہین مگر جو لوگ صرف دیکھا دیکہی کوکے ہو گئے تہے اُنہون نے علانیہ اس مذہب کو ترک کر دیا ہے اور آیندہ لوگون کا اسمین شامل ہونا بند ہو گیا ہے۔

لارڈ میو صاحب بہادر کا پورٹ بلیر کے مقام ایک قیدی کے ہاتھہ سے قتل ہونا اور مہاراج کا اُنکی یادگار مین ایک فیلو یا سکاشپ کا قایم کرنا

ہز ایکسلینسی ارل میو جب بہادر وسیرائے و گورنر جنرل ہند جنکا نام اس عمدہ
مصلحت کے ترقی دینے کے باعث سے کہ حکام انگریزی کو ہندوستانی رؤسا
و شرفا کے ساتھ ذاتی دوستی اور ارتباط پیدا کرنا اغراض سلطنت کے واسطے نہایت
مفید ہے ہندوستانیون خصوصاً ہندوستانی رئیسون کو ہمیشہ محبت کے ساتھ
یاد رہے گا جب دہلی کے کیمپ آف اکسرسائز یعنی فوج کی مشق جنگ مصنوعی
کا ملاحظہ فرما کر کلکتہ تشریف لیگئے تو انکا ارادہ ہوا کہ اول ملک برہما کو دیکھین اور
پھر جزایر انڈمن کا ملاحظہ کرین جنکو انگریز پوٹ بلیر اور عوام کالا پانی کہتے ہین اور
جہان ہندوستان سے بغرض آبادی اُن جزایر اور نیز السند و جزایر نکوبار کے واسطے
یا میعادی جلاوطن اور سنگین مقدمات کے قیدی بھیجے جاتے ہین اور جنکو ابتک کسی
گورنر جنرل یا وسیرائے نے نہین دیکھا تھا۔ چنانچہ آٹھوین فروری ۱۸۷۲ء کو وہان
تشریف لیگئے اور اس آبادی کے صدر مقام اس کے گھاٹ پر جہاز سے اُترے
اور قیدیون کے مکانات بود و باش اور ہندوستانی پیادہ فوج کے مکانات اور
ہسپتال اور نئے گرجا گھر اور اور تعمیرات سرکاری کو دیکھا اور تھوڑی دیر آرام فرما کر
فوج گورہ اور یورپین قیدیونکی بارگون اور کتاب خانہ کا ملاحظہ کیا اور تین بجے ایک
چھوٹی دخانی کشتی پر مقام ابرڈین اور ہیڈو کے پاس سے گذر کر واپس نام

جزیرہ مین جو اس سے قریب پانچ میل کے ہے اُترے جہان ایسے قیدی رہتے تھے جو شہور بدمعاش دیا اس جزیرہ کے قیام کی حالت مین سخت سلوک کے قابل ثابت ہوے ہون اور اسکو دیکھہ بھال کر چیٹہم مین جو چھوٹے سے جزیرہ مین ہے آرون کے کارخانے اور کوئلہ کے گودام کا ملاحظہ فرمایا اور یہان سے قریب پانچ بجے کے کوہ ہیری ٹیٹ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے جسکی نسبت یہ تجویز تھی کہ فرصت ہوگی تو دیکھہ لیا جائیگا۔

ہیری ٹیٹ ایک اُونچا پہاڑ سب سے بڑے جزیرہ مین چیٹہم کے سامنے ہے اور اسکے نیچے ایک جگہہ ہوپ ٹون نامے ہے جہان ایسے قیدی رہتے ہین جو ضعیف یا معذور ہون یا جنکو ٹکٹ آف لیو یعنی بے روک ٹوک چلنے پھرنیکا اجازت نامہ ملا ہو یا چند ایسے لوگ جو اس آبادی کے کاروبار کے لئے مطلوب ہون۔ نواب ویسرائے جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو اگرچہ آفتاب چھپگیا تھا مگر تاہم ایسی روشنی تھی جسمین کل آبادی کی سیر ہوسکتی تھی اور سب جزیرے اور کہاڑیان دکھائی دیتے تھے۔ یہان سے پھرتے ہوئے راستہ مین دو قیدیون نے جنکے پاس اجازت نامے تھے اُن سے کچھہ عرض کیا اور میجر جنرل سٹوارٹ صاحب سوپرنٹنڈنٹ یعنی جزائر آبادی ہاے مذکورہ کے حاکم اعلے نے جو ہمراہ

تھے اُنکو کہدیا کہ حسب ضابطہ عرضیان دینگے تو اُنکے مقدمات کی تحقیقات کیجائیگی۔ انکے سوا پہاڑ پر اَور کوی قیدی نہین ملا۔ سب ہوپ ٹون مین اپنی اپنی جھونپڑیون مین تھے۔ اسوقت سوا سات بج چکے تھے اور بالکل اندھیرا ہوگیا تھا اور اسواسطے دو شخص مشعلین لیئے ہوئے آگے آگے تھے۔ پس جب نواب ممدوح اُن جھونپڑیون سے آگے نکل گئے جہان چالیس پچاس قیدی صف باندھے کھڑے تھے اور صاحب سوپرنٹنڈنٹ ایک شخص کو کچھ حکم دینے کیواسطے ٹھہر گئے اور گھاٹ تک جو مسافت تھی قریب دو ثلث کے باقی رہگئی تو یکایک ایک آدمی پیچھے سے اُنپر آن پڑا اور ایک عام قسم کی چھری سے جو کھانا پکانے یا اَور خانگی کامون مین کام آتی ہے اُنکو زخمی کیا۔ ایک زخم بائین شانہ پر اور دوسرا دائین شانہ کی ہڈی کے نیچے تھا اور یہہ ایسے زخم تھے کہ ہر ایک جان کے لینے کو کافی تھا۔ نواب دیسرے زخمی ہوکر چند قدم گھاٹ کیطرف بڑھے۔ اور یہہ الفاظ یا ایسے الفاظ اُنکی زبان سے نکلے کہ "مجھے ضرب لگی" اور چند لحہ بعد اُنکا انتقال ہوگیا۔

یہہ وحشی صفت انسان جسنے نواب ممدوح کو قتل کیا تھا اور جسکا نام شیر علی تھا کوکی خیل کا آفریدی پٹھان تھا اور پیرون از حدود عملداری سرکار انگلشیہ جمرود کے قریب خیبر کے علاقہ کا رہنے والا تھا اور اپریل ۱۸۶۰ء مین ایک قتل عمد

کی پاداش مین جو اُس سے پشاور مین سرزد ہوا تھا حبس دوام بعبور دریائے شور کا سزا یاب ہوکر یہان بھیجا گیا تھا اور مئی ۱۸۶۹ء سے ہوپ ٹون مین حجام کا کام کرتا تھا اس نے اس قابل نفرت حرکت مین کسیکو شریک نہین بتلایا اور نہ کوئی سبب بیان کیا صرف یہہ بیہودہ جواب دیا کہ یہہ کام مینے خدا کے حکم سے کیا ہے۔

اس حادثہ کی خبر جب چودھوین فروری کو جگادھری کے مقام سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے مہاراج کو دی تو انکو نہایت غم الم ہوا اور اُنہون نے حکم دیا کہ وہ تمام نامبارک رسمین عمل مین لائی جائین جو موافق دستور اس ریاست کے ماتم کے موقعون پر عمل مین آتی ہین اور اس غرض سے کہ اہل پنجاب کے دلونمین لارڈ ممدوح کی یادگار اور احترام ہمیشہ کے لئے قایم رہے اور پنجاب یونیورسٹی کے مفید اور فیضرسان سرمایہ کو ترقی ہو پندرہ ہزار روپیہ اس حکم سے عنایت فرمایا کہ ایک سکالرشپ یا فیلوشپ پٹیالہ میو سکالرشپ یا فیلوشپ کے نام سے قایم کیجائے اور وہ ایسے طالبعلمون کو ملتی رہے جو انگریزی اور سنسکرت یا انگریزی اور عربی مین لیاقت حاصل کرین اور اشتہار مندرجہ ذیل پٹیالہ اخبار کے ایک زاید اور ضروری پرچہ مین چھاپا گیا۔

اشتہار

حضور سر مہاراجہ صاحب مہندر بہادر بالقابہ کو مضمون تار برقی صاحب
پرائیوٹ سکرٹری جناب نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب ہے جو کپ جگادھری سے
تیرہوین فروری کی شکو اور نواب ممدوح کی پرائیوٹ چٹھی سے جو آج صبحکو پہنچی
دریافت ہوا کہ جناب معلے القاب ارل میو صاحب بہادر وایسرائے و گورنر
جنرل کشور ہند بمقام پورٹ بلیر آٹھوین فروری کو سات بجے شام کے قتل کئے
گئے۔ قاتل ایسا شخص تہا جسکے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور کا فتوی دیا گیا
تہا۔ حضور محتشم الیہ نہایت قلق و ملال کے ساتہہ اس واقعہ جانکاہ کو اطلاع عام
کیواسطے اپنی قلمرو مین مشتہر فرماتے ہین اور تمام ملازمان و رعایا اپنی قلمرو کو ہدایت
فرماتے ہین کہ وہ بہی اس غم والم مین حضور ممدوح کے شریک حال ہون جو
ہماری نہایت مہربان شہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ کے ایک نہایت لیئق اور
مستعد اور خیرخواہ خلایق اور ہردل عزیز نایب السلطنت کی وفات سے انکو ہوا ہے
جو موت کے بیرحم ہاتہون نے ہمسے بیوقت چہین لیا ہے اور جسکی ہردل عزیزی
خوش اخلاقی۔ رعیت پروری رحم اور انصاف نے ایک دایمی یادگار ان
لوگون کے دلون مین چہوڑدی ہے جو جناب مرحوم سے کسی طرح کا عام یا
خاص تعلق رکہتے تہے۔ حضور سر مہاراجہ صاحب مہندر بہادر بالقابہ نہایت

افسوس کے ساتھ فرماتے ہین کہ یہہ سخت ناگوار واقعہ نہ صرف اسوجہہ سے ہمارے لئے باعث رنج وملال ہے کہ حضور مرحوم ہماری شہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ کے نائب السلطنت اور قایم مقام اوّل تہے بلکہ زیادہ تر اسوجہہ سے بہی کہ جناب ممدوح ایک خاص دوستانہ اور مشفقانہ تعلق ہمسے رکہتے تہے اور ہمیشہ یادگار اُس تعظیم وعزت کے جسکے جناب مرحوم مستحق تہے حکم دیتے ہین کہ جسوقت یہہ حکم دفاتر نظامت وغیرہ مین معمول ہو فی الفور وہ تمام نامبارک رسمین عمل مین لائی جائین جو حسب دستور اس ریاست کے عظیم سے عظیم غم کے واقعات کی حالت مین عمل مین آتی ہین یعنی تین دن تک تمام قلعہ کے اندر سرکاری دفتر بند رہین اور صدر مقامات کے بازار بند کئے جائین گہڑیال بجنا اور معمولی توپ کا رات اور دنکو چلنا موقوف کیا جائے"

یہہ اشتہار پٹیالہ اخبار سے نقل ہوکر استحساناً گورنمنٹ گزٹ پنجاب مین بہی چہاپا گیا تہا اور اسکی اطلاع بطور ضمنی گورنمنٹ ہند یہہ مراسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے مہاراج کو دی تہی اور یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ایک جلیل الشان انگریزی حاکم کی وفات کے موقع پر اس ریاست مین غم وماتم کی رسمین علانیہ طور پر عمل مین آئین اور گورنمنٹ انگریزی کے غم کو اپنا غم سمجہا گیا۔

تہنیت ختم قران مجید و لیعہد بہوپال کی تقریب سے ہمارے اہلکاروں

کا بھوپال جانا اور وہان کے اہلکارون کا یہان آنا

ہندوستان مین جسطرح اولاد کی شادی مین طرح طرح کے تکلف اور دھوم دھام کے جانیکی رسم ہے خاندان روسار بھوپال مین لڑکے کے ختم قران مجید کرنیکے موقع پر بڑی دھوم دھام کیجاتی ہے جسکو وہان کی اصطلاح مین ہار ہموّسے نشرہ کہتے ہین اور اس تقریب سے دوستون کے ہان سے لڑکے کے والد اور والدہ اور اُسکے اُستاد کیواسطے زیور اور جوڑے اور خلعت آتے ہین اور یہانسے وہان بھیجے جاتے ہین چنانچہ اکتوبر ۱۸۷۱ء مین ہمارے ہان سے بھی نواب سُلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہد بھوپال کے ختم قران مجید کرنیکی تقریب سے دو اہلکار جوڑے دیکر بھیجے گئے تھے کیونکہ مہاراج نراندر سنگھ صاحب بہادر کے عہد سے جبکہ جناب ممدوح اور نواب سکندر بیگم صاحبہ مرحومہ والیہ بھوپال کو نومبر ۱۸۶۱ء مین تقریب شمول دربار سٹار آف انڈیا الہ آباد جانیکا اتفاق ہوا تھا دونون ریاستون کے باہم دوستانہ خط و کتابت اور راہ رسم جاری تھی پس اب اُسی تقریب سے جبکہ مہاراج دہلی مین سپاہ انگریزی کے شیم فائٹ (جنگ مصنوعی) کے دیکھنے کیواسطے ٹھہرے ہوئے تھے بھوپال کے دو اہلکار جوڑے لیکر آئے اور چند روز قیام کے بعد اُسی عزّت اور احترام کے

ساتھہ رخصت کئے گئے جیسا کہ ہمارے اہلکارون کے واسطے ریاست موصوف کی طرف سے عمل مین آیا تہا۔ یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ اس ریاست مین جو ایک دور دراز ریاست ہے اور جسکو اس ملک سے کچھہ تعلق نہین ہے ایک دوستانہ تعزیت سے اہلکار بہیجے گئے اور وہان سے یہان آئے۔ ۵

پٹیالہ مین تار برقی کے دفتر کا قایم ہونا

مہاراج کو جب اختیار حکمرانی حاصل ہوا تو تہوڑے ہی عرصہ بعد تسہیل کارروائی امور ریاست اور ترقی معاملات تجارت و رفاہ رعایا کیواسطے انکا ارادہ ہوا کہ ریاست کے خرچ سے خاص پٹیالہ مین دفتر تار برقی قایم کیا جائے لیکن چونکہ

۵۔ ریاست بہوپال کا بانی دوست محمد خان نامے میرانزی قبیلہ کا ایک پٹہان تیراہ متصل درہ خیبر کا رہنے والا تہا جو ۱۱۲۸ھ مطابق ۱۷۱۶ء ہجری مین ہندوستان مین آکر فوج شاہی کے تہانہ مالوہ کو گیا اور اُس انقلاب سے جو اورنگ زیب کی وفات کے بعد ہوا مستفید ہو کر حکمت اور جنگ سے رفتہ رفتہ اس حصہ ملک کا مالک ہو گیا جو بالفعل ریاست بہوپال کے نام سے مشہور ہے ۱۱۵۳ھ ہجری مین جب اسنے قضا کی اسکا بڑا بیٹا یار محمد خان جسکو ۱۱۵۱ھ ہجری مین نواب نظام الملک دکن کو جاتا ہوا اول مین اپنے ساتھہ لیگیا تہا بہوپال مین نہتا اسلئے اہل خاندان اور ارکان ریاست نے اسکے علاّتی بہائی سلطان محمد خان کو جو سات آٹھہ برس کا تہا مسند پر بٹہلایا لیکن نظام الملک نے یار محمد خان کی تائید کی اور اسکو نوابی کا خطاب دیکر اپنی فوج کے ساتھہ بہوپال بہیجا

یہاں بغیر شمولیت اور استصواب گورنمنٹ انگریزی کے ممکن نہ تھا اسلئے جولای ۱۸۰۱ء مین
بوساطت گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ اعلی مین اسکی تحریک ہوئی اور بعد خط وکتابت از روے
ایک عہدنامہ خاص کے جسپر گورنمنٹ ہند کیجانب سے کرنل مری صاحب قایم مقام ڈاریکٹر
جنرل صیغہ تاربرقی ہند اور ریاست کیطرف سے خلیفہ سید محمد حسین صاحب
میر منشی ریاست نے بمقام شملہ دستخط کئے تھے چند مناسب شرطین قرار پاکر شروع مارچ ۱۸۷۶ء
مین دفتر کھولا گیا اور پہلے پہل تین پیغام بنام نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب اور نواب وایسرائے

اور وہ سلطان محمد خان کو علحدہ کرکے مسند نشین ہوا۔ ۱۱۷۶ ہجری مین جب اسکا انتقال ہوا تو انکا بیٹا
فیض محمد خان گیارہ برس کے سن مین گدی پر بیٹھا اور سلطان محمد خان کے ساتھ جو علحدہ ہوکر بیٹھا
تھا لڑای ہوی جسمین سلطان محمد خان کو شکست ہوی اور وہ ایک پرگنہ جاگیر مین لیکر دعوی ریاست سے
دست بردار ہوا۔ فیض محمد خان سے آسامی سیہور۔ اپھاور۔ دودراہہ۔ دیوی پور وغیرہ پرگنات
پیشوا نے بحوالہ شاہ دہلی کے نام سے حکومت کرتا تھا دہلی سے لوٹتا کو جاتے ہوے دھمکا کر
لے لئے اور صرف گونڈوانہ کا وہ حصہ جو اسکے قبضہ مین تھا اسکے پاس رہگیا یہ واقعہ اُس مشہور و معروف
لڑای سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے کا ہے جو پانی پت کے مقام مرہٹون اور احمد شاہ درانی کے باہم
ہوئی تھی۔ فیض محمد خان کے کوئی لڑکا نہ تھا اسواسطے ۱۱۹۱ ہجری مین اُسکے انتقال کے بعد
مسند نشینی کی بابت جھگڑا ہوا اور آخرکار اسکا بھای حیات محمد خان مسند نشین ہوا۔ اسوقت ریاست
کی آمدنی قریب تین لاکھ روپیہ سال کے تھی اسکے عہد مین پنڈاریون اور نانپور والون نے اسملک پر
متواتر حملے کئے اور بڑی خرابی اور بربادی پھیلای مگر دوست محمد خان کے بڑھوتے وزیر محمد خان

دگورنر جنرل بہادر ہند اور صاحب سکریٹری آف سٹیٹ کے بھیجے گئے جنمیں مہاراج
کی طرف سے مناسب الفاظ مین اس واقعہ کے کہوے جانیکی اطلاع دیگئی اور صاحب
سکریٹری آف سٹیٹ سے استدعا کی گئی کہ براہ مہربانی حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا
اور ہز رائیل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہند و انگلنڈ
کے حضور مین عالیجناب پرنس ممدوح کی شفایابی کی دلی مبارکباد گذارش کرین جسکا
جواب ممدوحین نے بالفاظ مناسب بھیجا اور صاحب سکریٹری آف سٹیٹ نے حضرت

کی شجاعت اور ہمت سے جسکا باپ شریف محمد خان ایک خانگی جھگڑے کے باعث باغی ہو کر ۱۲۱۲ھ
مین مع اپنے پانچ بھائیون کے مارا گیا تھا اور جب سے ہی یہ ریاست سے نکلا ہوا تھا اور اب پھر ریاست مین
آگیا تھا ریاست بربادی اور تباہی سے بچگئی اور اکثر علاقے جو چھن گئے تھے پھر قبضہ مین آگئے مگر اُسکی قوت
اور لیاقت پر نواب کے بیٹے غوث محمد خان کو بڑا حسد ہوا اور وہ گوالیار جاکر وزیر محمد خان کے برخلاف سیندھیا
کی فوج کو چڑھا لایا مگر وزیر محمد خان نے سیندھیا کے سردار کو اپنے ساتھ ملالیا اور اُسنے نواب سے اُسکی صفائی
کرادی اور گوالیر کی فوج واپس چلی گئی۔ تب وزیر محمد خان کی بن آئی اور اُسنے تمام انتظام اپنے ہاتھ مین
کرلیا اور حیات محمد خان جو ایک تن آسان اور بے ہمت شخص تھا برائے نام نواب رہکر ۱۲۵۳ھ میں
کی عمر مین ۱۲۵۳ھ ہجری مین قضا کر گیا۔ جب اسکا بیٹا غوث محمد خان گدی پر بیٹھا اسنے اپنے تئین
قوت دینے کی غرض سے پھر گوالیر اور ناگپور والون کی فوج کو بلایا اور اپنے بیٹے مسمّی محمد خان کو
ناگپور کے پرسالار صدیق علیخان کے ساتھ ناگپور بھیجا۔ وزیر محمد خان یہہ دیکھکر قلعہ گنور مین جو بھوپال سے
جنوب کیطرف ایک مضبوط اور دشوار گذار پہاڑی قلعہ ہے جا رہا تھا پس جب صدیق علیخان

ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اجلالہا کیطرف سے گرمجوشی کے ساتھ اظہار شکرگذاری کیا۔

یہ لین جو پٹیالہ سے راجپورہ ہوکر چاوڑی انبالہ کے دفتر ٹیلیگراف سے ملائی گئی ہے چونکہ ریاست کے خرچ سے قایم ہوئی ہے عہدنامہ کے موافق پٹیالہ ٹیلیگراف لین کے نام سے نامزد ہے اور اگرچہ عہدنامہ کی رو سے یہ دفتر بھی سررشتہ ٹیلیگراف ہند کا ایک شعبہ سمجھا جاتا ہے اور اسکی نگرانی حکام سررشتہ مذکور کے متعلق ہے اور علاوہ تنخواہ لوکل عہدہ داروں اور عملہ کے بنام نہاد مصارف نگرانی ریاست سے ایک

ناگپور کو چلا گیا اور تھوڑی سی فوج بھوپال میں رہگئی وزیر محمد خان نے دفعتاً اکثر پر حملہ کیا اور شکست دیکر نکالدیا اور جن جن لوگوں نے نواب کو اُسکے برخلاف ناگپور والوں سے سازش کرنیکی سزا دی تھی انکو سخت سزا دی۔ اسکے بعد ہی اس سبب سے کہ وزیر محمد خان سیندیا اور ناگپور والوں کے برخلاف پنڈاروں کی مدد کرتا تھا ایک دو لڑائیاں سیندیا اور ناگپور والوں سے ہوئیں اور آخر یہ دونوں وزیر محمد خان کی بربادی کے درپے ہوئے اور ۱۸۱۳ء میں انکی متفقہ فوج نے جو بہت کثرت سے تھی بھوپال کا محاصرہ کرلیا اور نو مہینے تک برابر گھیرے رکھا جس سے بھوپالیوں کو سخت تکلیف ہوئی مگر انکی خوش قسمتی سے غنیم کی فوج میں وبا اور ہیضہ پھیل گئی اور ناگپور کا پیسالار صدیق علیخان جو ہم مذہبی کے باعث سب لڑائی میں زیادہ زور نہ دیتا تھا ایک ہولناک خواب دیکھنے کا بہانہ بنا کر ناگپور کو چلا گیا اور گوالیر کا پیسالار جگوا باپو ناکامیابی کی غیرت سے بیمار ہوکر مرگیا اور فوج واپس چلی گئی اس لڑائی کے بعد غوث محمد خان کا اختیار بالکل جاتا رہا اور وزیر محمد خان خود مالک ملک ہوگیا۔ اگلے برس سیندیا نے پھر فوج کشی کی مگر وزیر محمد خان نے سرکار انگریزی سے حمایت چاہی اور سرکار

رقم معیّن گورنمنٹ کو دیجاتی ہے مگر ریاست کو اختیار ہے کہ اس دفتر کے جس عُہدہ دار کو جب چاہے فوراً یہان سے علحدہ کرادے اور خلاف ورزی احکام ایکٹ ٹیلیگراف کے جُرم مین ہندوستانی انگریزی رعایا کو اپنی عدالت سے سزا دیوے اور تا مرضی گورنمنٹ ضروری معاملات مین لین کا لیکر انے کا بھی اختیار ہے اور یہہ بھی اختیار ہے کہ اگر کسی خاص وقت سے کسیوقت اس دفتر کا برخاست کیا جانا چاہے چھ مہینے پہلے گورنمنٹ کو مُطلع کرے اور گورنمنٹ نے قبول کیا ہے کہ اس دفتر مین کوئی یورپین یا یورپ نشین شخص مقرر

انگریزی نے یہہ دیکھکر کہ انکپور والونکی دوستی پر چندان اعتبار نہین اور پنڈارون کے استیصال اور جانیکے واسطے بھوپال کے ساتھہ اتفاق کرنا زیادہ مفید ہوگا سیندھیا کو بھوپال پر چڑھکر نیسے روکا اور اس سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ۱۸۱۶ء مین وزیر محمد خان کا انتقال ہوگیا اور اُسکا چھوٹا بیٹا نظیر محمد خان جسکی شادی غوث محمد خان کی بیٹی گوہر بیگم معروف قدسیہ بیگم کے ساتھہ ہوئی تھی بسبب نالیاقتی اپنے بڑے بھائی امیر محمد خان کے مسند نشین ہوا - اب سرکار انگریزی نے پنڈارون کے استیصال کا ارادہ کیا اور فوج انگریزی بسرکردگی کرنل آدم صاحب ہوشنگ آباد مین آئی اور نواب کیطرف سے جو شرطین بطور بنیاد عہدنامہ اقرار ۱۸۱۷ء مین پیش ہوئی تھین اور ابتک زیر تجویز تھین گورنمنٹ سے اُنکا جواب آگیا اور نواب نے پنڈارون کے مغلوب کرنیمین تہ دل سے سپاہ انگریزی کو مدد دی اور گورنمنٹ نے خوش ہوکر تسلیم انکی خدمات کے پرگنات آشٹا - اچاور - سیہور - دیوری پورہ بذریعہ عہدنامہ جسپر ۱۶ فروری ۱۸۱۸ء اور قلعہ اور شہر اسلام گڑھ مع اُسکے ٹھانات کے بذریعہ سند مورخہ ۴ اکتوبر مذکور دوام کیواسطے عنایت کیے اور نواب نے چھ سو سوار اور چار سو پیادہ بطور کمکی دینے کا اقرار کیا اور سیہور مین اُسکی چھاؤنی

کیا جائیگا۔ دفتر بیغامون کے لینے اور بھیجنے کیواسطے ہر وقت کہلا بھیجا ہے لیکن ریاست کو اختیار ہے کہ باتمہ ایجنٹ گورنمنٹ پنجاب اگر چاہے اوقات خاص معین کردے ازروے معاہدہ تقسیم محصول کی بابت یہہ شرط ہے کہ موافق اوسط فاصلہ پٹیالہ اور انگریزی لینون کے باہم گورنمنٹ اور ریاست کے تقسیم کیا جائے مگر سہولیت جانبین کی غرض سے اب عمل یہہ ہے کہ پٹیالہ کے دفتر کی تمام وکمال آمدنی داخل خزانہ ریاست ہوتی ہے اور جو محصولات گورنمنٹ کے دفترون مین بابت پیغامات پٹیالہ کے وصول

تجویز ہوئی اور پولیٹکل ایجنٹ سرکار انگریزی کا وہان رہنا قرار پایا۔ ۱۸۱۹ء مین نظر محمد خان ایک اتفاقیہ پستول کی گولی لگ کر مرگیا اسکے صرف ایک لڑکی نواب سکندر بیگم ایک برس تین مہینے کی عمر مین تھی اسواسطے ارکان ریاست اور گورنمنٹ کی رائے سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل قدسیہ بیگم کارپرداز ہے اور جس شخص کے ساتھہ شادی سکندر بیگم کی ہووے وہ آیندہ فرمان روائے ریاست ہو چنانچہ قدسیہ بیگم کی اطاعت کا اقرارنامہ نصیر محمد خان سے اور عدم مداخلت امور ریاست کا اسکے باپ امیر محمد خان سے لکھوایا جاکر سکندر بیگم کی نسبت اُس سے کی گئی۔ ۱۸۲۶ء تک قدسیہ بیگم کارفرما رہین مگر نہ کور مین جب نصیر محمد خان نے ریاست کی باگ اپنے ہاتھہ مین لینی چاہی تو قدسیہ بیگم کو ناگوار ہوا اور اُنہون نے نصیر محمد خان کو نامرد ٹھہرا کر ترک نسبت کرنا چاہا اسپر باہم لڑائی ہوئی آخر کار نصیر محمد خان تو سرکار انگریزی سے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر لیکر دعوی سے دست بردار ہوا اور سکندر بیگم صاحبہ کی نسبت اُسکے چھوٹے بھائی جہانگیر محمد خان کے ساتھہ ہوئی ۱۸۳۵ء مین جہانگیر محمد خان کے ساتھہ بھی وہی باعث لڑائی اور جھگڑے کا ہوا۔ چنانچہ جہانگیر محمد خان فساد کے سبب مین نظر بند کیے

ہوتے ہین وہ ازان خاص گورنمنٹ سمجھے جاتے ہین - سررشتہ ٹیلیگراف ہند پر فخر ہے کہ اس دفتر کی کارروائی کی کشش ماہی یا سالانہ ریوٹ گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے ریاست مین پہنچتا رہے اور واسطے درستی اور یکسان رہنے انتظام کے ریاست نے قبول کیا ہے کہ جو قوانین اور ضابطے بالفعل سررشتہ ٹیلیگراف ہند کے متعلق ہین یا آیندہ متعلق ہون پٹیالہ الین سے بھی متعلق کئے جائینگے اور سرکار انگریزی نے منظور کیا ہے کہ انکا صحیح ترجمہ اردو زبان مین وقتاً فوقتاً ریاست کو دیتی رہیگی -

---

گئے جہان سے وہ پوشیدہ نکل بہاگے اور کسیقدر فوج نوکر کیکر آمادہ جنگ ہوے اور عرب لڑی ہوئی اور بہت سے آدمی طرفین کے مارے گئے اور آخر کار سرکار انگریزی نے پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر جو پہلے سے قدسیہ بیگم کے مصارف خاص کے لئے مقرر تھی انکو دیکر نواب صاحب کو مسند نشین کیا - چندے سکندر بیگم سے انکی موافقت رہی پھر لوگون نے باہم اتفاق کراوی اور انہون نے بے پردگی کے رنج سے بیگم صاحب کے ہاتھ پر بلوا رہی اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ اسلام نگر مین جا رہین اور یہان انکے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ پیدا ہوئین - جہانگیر محمد خانصاحب کا جنکی برس کی عمر مین انتقال ہو گیا اور گورنمنٹ نے تجویز کیا کہ انکی لڑکی شاہجہان بیگم صاحبہ ریس سمجھی جائین اور تا انکے بلوغ کے قدسیہ بیگم کا بھائی فوجدار محمد خان زیر نگرانی صاحب پولیٹکل ایجنٹ کے کارپرداز رہے - اسوقت امیر محمد خان نے جو پہلے ریاست سے دست بردار ہو چکا تہا بغاوت اختیار کی اور کلیانپور کے مقام جو بہوپال سے جنوب کیطرف ایک مقام ہے لڑائی ہو کر گرفتار کیا گیا اور قلعہ آسیہ کو بھیجا گیا - اب چونکہ فوجدار محمد خان اور سکندر بیگم صاحبہ علحدہ علحدہ حکومت کرتے تہے اور یہہ بات

جناب معلی القاب ہز رایل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر کی شفایابی کی خوشی مین مہاراج کا جشن کرنا

اخیر ۱۸۷۲ء مین جناب معلی القاب پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہند وانگلنڈ دام اقبالہ تپ کے مرض سے سخت علیل ہوگئے تھے اور آنکی بیماری ایسی خوفناک ہوگئی تھی کہ تمام ہند و انگلنڈ مین تہلکہ پڑگیا تھا بارے خدا نے فضل کیا اور حضور ممدوح کو صحت کامل حاصل ہوئی اور تردد و تفکر دور ہوا اور جناب ممدوح کی تندرستی اور شفایابی کا

مرحب نقصان تھی اسلئے گورنمنٹ نے فوجدار محمد خان کو علحدہ کرکے تن تنہا سکندر بیگم صاحبہ کو مختار بنایا۔ سکندر بیگم صاحبہ نے شاہجہان بیگم صاحبہ کا نکاح اہل خاندان مین سے کسی کے ساتھ نامناسب اور باعث قباحت سمجھکر بمنظوری گورنمنٹ ریاست کے ایک معزز ملازم بخشی باقی محمد خان کے ساتھ کردیا اور گورنمنٹ سے یہ منظور کرالیا کہ آئندہ وارث ریاست لڑکی ہو تو وہی وہی رئیس سمجھی جاوے اور اسکے شوہر کو ریاست کے کام مین کچھ دخل نہو اور درخواست کی کہ شاہجہان بیگم صاحبہ کے بالغ ہونے پر بھی وہی مختار اور کارپرداز ریاست رہین جو آخر کار نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی استدعا سے یہہ بھی منظور ہوگیا اور سکندر بیگم صاحبہ رئیس اور شاہجہان بیگم صاحبہ ولیعہد قرار پائین۔ سکندر بیگم صاحبہ نے ریاست کا انتظام بہت نیکنامی کے ساتھ کیا اور انکی ہوشیاری اور لیاقت انتظامی سے انکی بہت عزت ہوئی۔ غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ مین پرگنہ بیرسیہ اور درجہ اول کا سٹار آف انڈیا کا تمغہ اور سند اختیار تبنیت جیسی اکثر رئیسونکو دی گئی تھی انکو ملی۔ نومبر ۱۸۶۸ء مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مسند نشین ہوئین جو اپنی نامور والدہ کیطرح لیاقت سے حکومت

مژدہ پہنچتے ہی مہاراج کا یہ ارادہ ہوا کہ اس تقریب سے اپنی ریاست کی رسم کے موافق ایک جشن مسرت منعقد کریں لیکن بسبب واقعہ قتل لارڈ میو صاحب بہادر کے اُنکے ایام ماتم کے منقضی ہونے تک ضرورتاً انتظار کرنا پڑا اور اسکے ختم ہوتے ہی اسکی تیاری کا حکم دیا اور پانچوین اپریل ۱۸۷۲ء اس جشن کے واسطے قرار پای اور تمام قلمرو مین احکام جاری ہوئے کہ بروز معہود ہر ایک شخص خداوند تعالیٰ کی اس عنایت و رحمت کے شکریہ مین کہ اُسنے اپنے فضل و کرم سے اُنکے عادل اور مہربان شہنشاہ کے ولیعہد کو صحت عطا فرمائی خوشی منائے اور سب شہرون اور قصبون مین روشنی کیجائے اور آتشبازی چھوڑی جائے اور دفترون اور سرکاری اور پرائیوٹ مدرسون اور پاٹ شالاؤن مین تعطیل کیجائے۔ اور اپنے انگریز دوستون سے استدعا کی کہ براہ مہربانی وہ بھی اگر اس تقریب مین شریک ہون اور دعوتی چٹھیان اور کارڈ بھیجے گئے اور اُنکی دعوت کا اہتمام

کرتی ہین۔ سٹار آف انڈیا کا تمغہ انکو بھی ہو گیا ہے۔ انکی والدہ کی طرح لکھنے پڑھنے کی لیاقت انکی بھی اچھی ہے۔ شعر بھی کہتی ہین اور شیرین تخلص کرتی ہین۔ اب ملک کی آمدنی قریب ستائیس لاکھ اور رقبہ بحساب سرحد ۶۶۴۴ ہزار سات سو چونسٹھ میل اور آبادی قریب ساڑھے سات لاکھ آدمی کے ہے۔

فرمان روائے ریاست کی سلامی گورنمنٹ سے اُنیس ۱۹ توپ کی مقرر ہے۔

(ماخوذ از کتاب عہد نامہ جات مسٹر ایچیسن صاحب و تاریخ بھوپال مولفہ شاہجہان بیگم صاحبہ الیہ حال)

مہاراج کی خاطر سے سر ڈگلس فورسایتھ صاحب کمشنر انبالہ اور مسٹر ڈورڈ
پرنسپ صاحب کمشنر بندوبست پنجاب نے جو اتفاقاً انبالہ مین آئے ہوئے تھے
اپنے ذمہ لیا - دیوانخانہ وغیرہ مکانات قلعہ اور موتی باغ مین بڑے تکلف سے آراستہ
کی گئی اور ایک خاص نوتیار محل جسمین تا حال کوئی جلسہ نہوا تھا اور بالفعل اسی غرض کیواسطے
بالتخصیص سجایا گیا تھا دعوت کیواسطے تجویز ہوا اور مہمانون کے قیام کیواسطے موتی باغ
مین تیاری کی گئی اور ہر قسم کا سامان آسایش مہیا کیا گیا اور چوتھی اپریل کو جب مہمان
عزیز جوشہ مارین بیٹھے تھے اور جنمین قریب نصف کے لیڈیان تھین سرکاری گاڑیون پر
جو اُنکے لانیکے واسطے راجپورہ کے ریلوے سٹیشن پر بھیجی گئی تھین شہر کے قریب پہنچے
تو مہاراج نے جائے مناسب تک بڑی شان و شوکت سے استقبال کر کے اُنکو قیامگاہ
مین پہنچایا اور وہ ایک پرتکلف مکان مین جو شیش محل کے نام سے مشہور ہے رات کو
ہنسی خوشی اور ناچنے گانے مین مصروف رہے اور صبحکو بارہ بجے ایک بڑے خیمہ
مین جو متعدد خیمون کے ساتھ مناسب طور سے لگایا گیا تھا اور ہر طرح کے تکلف سے آراستہ
تھا فلڈریس و دیان پہنچکر مہاراج کی ملاقات کیواسطے جمع ہوے جہان مہاراج نے
بھائی کپتان بڈن صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ جو استقبال کو قلعہ مین آئے تھے
جاکر اُنسے ملاقات کی اور سر ڈگلس فورسایتھ صاحب نے سول افسرون اور

ایک کرنل صاحب نے فوجی عہدہ داروں کو پیش کیا اور ملاقات کرائی اور شام کو معمولی رسوم کے ساتھ دیوانخانہ مین بڑی شان و شوکت سے دربار ہوا اور چونکہ یہہ دربار ہندوستانی وضع کا تھا مہاراج کی مسند کے دائین طرف صاحبان انگریز بھی فرش پر تشریف فرما تھے لیکن لیڈیون کیواسطے انکی تکلیف کے خیال سے مہاراج کی مسند کے پس پشت شہ نشین کے کمرہ مین عمدہ کوچین اور کرسیان رکھی گئی تھین جب سلامی کی معمولی توپین چل چکین تو مہاراج کھڑے ہوے اور عہدہ داران ریاست کو مخاطب کرکے یہہ تقریر فرمائی۔

تقریر

عہدہ داران و ملازمان ریاست پٹیالہ تمکو معلوم ہے کہ بہت تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ جناب معلے القاب سلطنت و جلالت انتساب ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہند و انگلنڈ دام ظلہ ایک خطرناک اور مہلک مرض مین مبتلا ہو گئے تھے اور اسوجہ سے تمام اقوام ہند و انگلش کو ایک سخت تردد اور تفکر نے گھیر لیا تھا اور حضرت ملکہ معظمہ شہنشاہ ہند و انگلنڈ دام اجلالہا کو مادری شفقت اور محبت نے ایک ناقابل برداشت غم و اندوہ مین مبتلا کر دیا تھا لیکن شکر ہے اس خدا کے اقتدار مطلق کا جسنے ایک سخت نا امیدی کے بعد اپنے فضل و کرم سے حضور ولیعہد بہادر

دام ظلہ کو صحت و شفا عطا فرمائی اور تمام اقوام ہند و انگلش علی الخصوص حضرت
قدر قدرت بلقیس حشمت کوئین وکٹوریا ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کے دلکو تسکین اور
اطمینان بخشا ہر چند ہندوستانی ریاستین بظاہر حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ سے علحدہ شمار
ہو سکتی ہین لیکن اگر غور کیا جاے تو درحقیقت اُسی آسمان کے ستارے اور اُسی آفتاب
کے ذرّے اور اُسی دریا کے قطرے اور اُسی باغ کے بوٹے ہین - اقلیم ہندوستان
کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چند خاندان مغلیہ کے عہد سلطنت مین بھی
مطیع و ولدارون اور خیر خواہ رئیسون کے ساتھ گورنمنٹ شاہی کو بڑی رعایت ملحوظ رہتی
تھی اور اُنکی جاٸداد اور مُلک اور حکومت مین کبھی دست اندازی نہین کیجاتی تھی
لیکن اصل یہ ہے کہ جو اطمینان حضرت ممدوحہ نے معرفت اپنے نہایت قابل التعظیم
وٸسرایون اور خود اپنے اشتہار قبضہ سلطنت اور احکام دیگر کی رو سے رئیسون کو بخشا ہے
اور اُنکے حقوق واجب کو تسلیم فرماکر اپنی اور اپنے جانشینون کیطرف سے وعدہ اُسکے
ایفا کا فرمایا ہے اور تبنیت کا اختیار عطا فرماکر ہر ایک خیر خواہ ریاست کو ایک دایمی بنیاد
پر قایم فرمایا ہے اور یوماً فیوماً رئیسون کی عزت اور احترام مین افزایش مدنظر فیض اثر ہے
شاید ہی ایسا کبھی کسی گذشتہ سلطنت مین ہوا ہووے پس لہذا اس تمام شاہانہ اور منصفانہ
سلوک کے جو حضرت ممدوحہ کی جانب سے رؤساے ہندوستان کے ساتھ کیا جاتا ہے اور

باعتبار اُس عزّت اور احترام کے جو گورنمنٹ موصوف کیطرف سے عمل مین آتا ہے اور بوجہ
اُس امن و امان اور صلح و عافیت کے جو گورنمنٹ موصوف کی بدولت ہندوستان مین قایم
ہے جو عموماً موجب ہر ایک طرح کی ترقی مُلک اور ریاستہاے ہندوستانی کا ہی علی الخصوص
بسبب اُس عمدہ اور مفید تعلیم کے جو روسا ہندوستان کو گورنمنٹ موصوف کے طرز حکومت
کے بغور دیکھنے سے اپنے ملک پر حکمرانی کیواسطے حاصل ہوتی ہے اضافاً واجب اور
لازم ہے کہ ہم روساے ہندوستان گورنمنٹ شاہی کی ترقی کو اپنی ترقی اور گورنمنٹ
موصوف کے شاہنشاہ کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھین اور نہایت خلوص دل سے اُسمین
شریک ہون۔ شکر ہے خُدا کا کہ اِس دربار مین جسمین ہمارے مُعزز اور شفیق مہمان مسٹر
فوریسایتھ صاحب اور **مسٹر پرنسپ صاحب** و دیگر صاحبان
عالیشان اور خانوادان عصمت نشان معزز قوم انگریز نے ہماری خواہش کے موافق
شریک ہوکر اِس جلسہ تہنیت کو ایک رونق خاص بخشی ہے علانیہ طور سے ہم وہ فرض ادا
کرتے ہین اور اپنی نہایت مہربان شہنشاہ کے فرزند ارجمند وارث تاج و تخت کی
صحت کی خوشی اور مسرت ظاہر کرتے ہین۔ اے خُداوند ہماری مہربان ملکہ معظمہ کو ایک
عرصہ دراز تک بدولت و اقبال ہمارے سرون پر قایم اور سلامت اور اُنکے عزیز فرزند
ارجمند ہز رایل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ اور تمام اعیان

خاندان شاہی کو اُنکی اغوش مرحمت مین بلیات زمانہ سے محفوظ اور مصون رکھے آمین
جب مہاراج نے لفظ آمین اپنی زبان مبارک سے فرمایا تو ساتھ ہی جو شن مواخواہی
اور مسرت سے ارکان ریاست اور اہل دربار نے بھی پکار کر اس لفظ کا اعادہ کیا۔ بعد
اسکے مسٹر فورسایتھ صاحب نے اردو زبان مین مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی۔

سپیچ

الحمدللہ کہ یہہ جلسہ نہایت درجہ کی مبارکبادی اور بہت سرور کا ہے جس سے
فرحت دل پیدا ہوتی ہے مین نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ سب حاضران عالیشان
حاضرین دربار کیجانب سے بصد خوشی شکریہ ادا کرتا ہون کہ ہم جمیع صاحبان کو مہاراجہ
صاحب بہادر نے اس جلسہ مبارکبادی مین شامل کیا جسکی بنیاد نہایت درجہ
کی خوشی پر ہے۔ ایام گذشتہ مین بسبب علالت طبیعت دشمنان جناب شاہزادہ
ولیعہد دولت انگلشیہ کے ایک خوفناک اندیشہ کی صورت تمام مملکت زیر فرمان
ملکہ معظمہ کو ہوگئی تہی کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل وکرم سے رفع کردی یعنی شاہزادہ
عالیجاہ کو شفائے کلی عطا فرمائی بلکہ زندگی دوبارہ بخشی۔ یہہ خدائتعالی کی بڑی مہربانی
ہے کہ یہہ موقع شکرگذاری کا نہ صرف انگریزون کے واسطے ہے بلکہ تمام رعایا و یسان
عالیشان تحت فرمان دولت انگلشیہ کے واسطے ہے۔ بیشک ایسی موقع پر جسقدر اظہار

خوشنودی کیا جاوے اُسیقدر تھوڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمیشہ سے ریاست پٹیالہ ہر موقع اور ہر وقت مین دل سے خیر طلب اور خیر خواہ دولت انگلشیہ رہی ہے اور جب کوی وقت مدد وہی کا پہنچا تو مال اور جان سے دریغ نکر کے خصوصیت اپنی سرکار انگریزی سے حاصل کرلی بلکہ اس امر مین ایک طرحکی سبقت پیدا کی۔ مین کوئی ضرورت نہین دیکھتا کہ تفصیل اُن خدمات کی جو ریاست پٹیالہ کی طرف سے ادا ہوئین مین اسوقت بیان کرون لیکن اسوقت اسیقدر کافی اور مناسب ہے کہ جسطرح سے ریاست پٹیالہ کو راسخ الاعتقادی سرکار انگلشیہ سے ہے اُسیطرح جمیع صاحبان انگریزیہ جو ملازم دولت انگلشیہ ہین غیر ملازم مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو اپنا دوست صادق اور ہوا خواہ دلی سمجھتے ہین اور دل سے اُنکی الفت کا شکریہ ادا کرتے رہتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ آیندہ کو بھی ہمیشہ اسیطرح ریاست پٹیالہ کیجانب سے اظہار خیر خواہی اور وفاداری بنسبت سرکار انگلشیہ ہوتا رہیگا اور صاحبان انگریز اس ریاست مین شادی اور غم کے موقعون پر مثل برادری شریک ہوا کرینگے"

جب مسٹر فورسایتھ صاحب سپیچ ختم کر چکے تو حسب الحکم توپخانہ سے شاہی سلامی سر ہوی اور گارڈ سیودی کوئین (ملکہ معظمہ کو خدا سلامت رکھے) بجایا گیا۔ جبتک باجا بجا کیا مہاراج اور سب اہل دربار تعظیما کھڑے رہے اسکے بعد ملازمان

ریاست کیجانب سے مہاراج کے حضور مین ہندوستان کی رسم کے موافق مبارکباد کی نذرین گذرین اور ناچ گانا ہوتا رہا۔ آٹھ بجے دربار برخاست ہوا اور آتشبازی دیکھی گئی اور اسکے بعد مہاراج اپنے عزیز مہمانون کو کہانیکے کمرہ مین لیگئے جو طرح طرح کے تکلفات اور انواع واقسام کے طعام و شراب سے آراستہ و معمور تہا جب کہانا کہا چکے تو مسٹر فوریسایتھ صاحب نے اوّل حضرت ملکہ معظمہ قیصرہند اور بعدہ ہز ایکسالٹڈ ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر کے توسٹ کی تحریک کی جو بڑے جوش و خروش سے پیا گیا بعدہ ریورینڈ ڈاکٹر راٹن صاحب چیلن کیپ انبالہ نے کہڑے ہوکر حمد الہی کی اور ایک راگ گایا گیا جو عالیجناب پرنس ممدوح کے شکریہ صحت کے باب مین تہا پھر مسٹر فوریسایتھ صاحب نے ایک نہایت فصیح و بلیغ سپیچ کے ساتہہ مہاراج کے توسٹ کی تحریک کی جسپر بڑے شد و مد سے چیرز ہوئی۔ اور مہمانون نے اپنے میزبان کی سلامتی کا ٹوسٹ پیا اور مسٹر پرنسپ صاحب اور اَور صاحبون نے فصیح و بلیغ سپیچیز کین اور مہاراج نے اُسکے شکریہ مین ایک مختصر تقریر کے ساتہہ فوریسایتھ صاحب کے ٹوسٹ کی تحریک کی جو بڑی خوشی کے ساتہہ پیا گیا اور نہایت مسرت کے ساتہہ یہہ جلسہ ختم ہوا اور اگلے روز سب مہمان رخصت ہوگئے مسٹر فوریسایتھ صاحب نے جو سپیچ کی دلچسپ سمجھکر اُسکا ترجمہ یہان لکھتے ہین۔

تسبیح

یہہ بات واجب ہے کہ ہم لوگ جو عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کی دعوت ملوکانہ
مین شریک ہوئے ہین اُس مہارت اور خوش اخلاقی کی نسبت جس سے یہہ ممتاز رئیس
ہر ایک اور تمام ہمارے اُن ہموطنون سے نمایان طور پر پیش آتا ہے جنکو اُنکے ساتھہ
تعارف کی خوش نصیبی حاصل ہے عالیجناب ممدوح کا شکریہ ادا کرین بلکہ یہہ حالیہ موقع کہ
جسمین ہم لوگ جمع ہوئے ہین ایسا ہے کہ یہہ بات شایان ہے کہ ہم لوگ اپنی خوشی
اور شکوری اس بات کی نسبت ظاہر کرین کہ رئیس ممدوح نے ہمکو ایک ایسی امر کی یادگاری
کی تقریب مین شامل ہونیکو بلایا ہے کہ جو نہ صرف ہر ایک انگلستانی کے دل پر بلکہ
ہر فرد رعایا سے وفادار حضرت ملکہ معظمہ کے قلب پر خواہ وہ کسی ولایت کا باشندہ ہو
موثر ہے۔ یہہ بات نہ صرف حضور ممدوح کے لئے موجب نازش ہے بلکہ تمام
قوم کی مسرت و اطمینان کا باعث ہے کہ ممالک شرقیہ مین سلطنت انگلشیہ کا
استحکام نہ صرف سنگین کے زور پر منحصر ہے بلکہ رعایا کی رضامندی اور اُن رؤسا
کی عقیدتمندانہ اور مخلصانہ وفاداری پر کہ جنکو مشرقی محاورہ کے موافق رکن سلطنت
کے لفظ سے تعبیر کرنا فی الواقع صحیح ہے۔ جسپت وفاداری اور موقع ضروری پر مستعدانہ
امداد دینے سے رؤسا پٹیالہ نے پشت بہ پشت اپنے ہمسروں مین نمایان امتیاز حاصل

کیا ہے ہم حاضرین جلسہ مین سے ایسے بہت کم ہونگے کہ جو پر تکلیف زمانہ جنگ اوّل
سکھان مین موجود تھے مگر تاریخ ہمکو بتلاتی ہے کہ اُسوقت سے بھی پہلے رئیس پٹیالہ
نے کسطرح اپنے مقدّر کو ہمارے مقدّر کے ساتھہ شامل کرلیا تھا اور کسقدر امداد ہمکو نہیں
دی کہ جب ہم اسکی قوم کے ساتھہ لڑ رہے تھے تو سرد مہری اور بے تعلقی کے
ساتھہ اپنی قوم سے کنارہ کش رہا بلکہ بہت کچھہ اس سے بڑھکر کیا۔ بعض ایسے ہین کہ
اُس سے تھوڑے ہی زمانہ مابعد کی بابت بذات خود ہمارے مُتاہ مہاندار کے والد
ماجد کے اُس عمدہ سلوک کی شہادت دیسکتے ہین کہ جب مہاراجہ صاحب بہادر مرحوم
نے لفور پر پا ہونے غدر کے قبل آگاہ ہونے اس حال سے کہ ایلچی اور کسیجگہہ آنکو کمک
پہنچیگی اپنی افواج بسرعت تمام دہلی کیطرف جھونک دی تھین اور اب دوبارہ پھر بروقت
برپا ہونے فساد کے ریاست پٹیالہ کے ہمسایہ مقامات مین پٹیالہ ہی کی فوجین سب سے
اوّل تھین کہ جنھون نے موقع پر پہنچکر کارگر مدد دی اور اسطرح تاریخ کے صفحہ کو پھر دوہرا دیا
کہ جسکے ملاحظہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے اخیر مین جبکہ سکھہ لوگون نے
پچھم کیطرف سے ایک پرجوش تعصّب مذہبی کے باعث مالیر کوٹلہ پر حملہ کیا تو وہ بیچاری
ریاست رئیس پٹیالہ ہی کے بروقت خبر لینے پہنچ رہی تھی اور اگر پہلے رئیس اس
خاندان کے لڑائی کے میدان مین پشیدست ہوتے رہے ہین تو بہرحال انمین

ایک ایسا ہی ہوا ہے جو کونسل و سیسرائے و گورنر جنرل ہند کو بیش بہا امداد دینے مین بسطیح قاصر تہا اور ہملوگ اس بات پر تیقن ہونیسے خوشی ظاہر کرتے ہین کہ رعیت پروری اور کمال دانائی اپنے ملک کے انتظام مین مہاراجہ صاحب سندنشین حال کی رہنما ہے اور مجہکو یقین کامل ہے کہ جس طریق گرمجوشی سے آپ لوگ اس ٹوسٹ کو نوش فرمائینگے وہ عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر کو ہم لوگون کے صدق دل سے انکی ترقی عمر اور خاندان پٹیالہ کے افزایش اقبال کی خواہش اور دعا کا منشا بخوبی ظاہر ہوگا۔

نہر ستلج اور اُسکے متعلق حالات

نہر ستلج جسکو سرکار انگریزی کے کاغذات مین سرہند کنال[1] یعنی نہر سرہند لکہا جاتا ہے اور جو مہاراجکے عہد دولت کی ایک نہایت فیضرسان اور بے نظیر یادگار ہے۔ پہلے پہل اسکی تجویز ۱۸۴۱ء مین سرکار انگریزی نے کی تہی مگر پیمایش وغیرہ ہوکر ۱۸۴۹ء یعنی ضبطی ملک پنجاب تک پہر کچہہ

[1] ۱۸۶۲ء مین جب ہماری خواہش سے نہر کی پیمایش کی گئی تہی تو سرکار انگریزی کے کاغذات مین اسکا نام پٹیالہ ستلج کنال لکہا جاتا تہا مگر جب ۱۸۶۵ء مین گورنمنٹ نے اپنی شمولیت کا ارادہ کیا تو پہلا نام بدلکر اس خیال سے کہ سرہند اس ملک کا قدیم دارالحکومت اور اُمور تاریخی کے اعتبار سے ایک باوقعت مقام ہے سرہند کنال رکہا گیا۔

مولف

کارروائی ہوئی اور نہ مذکورین مہاراج نرائندر سنگھ صاحب بہادر
سے اسمین شریک ہونیکی استدعا کی جاکر (جسکو اُنہون نے بخوشی منظور کیا) پر
کسی سبب سے یہہ تجویز ملتوی ہوگئی مگر ۱۸۵۸ء اور ۱۸۶۰ء مین حضور ممدوح نے
اس منصوبہ کو پھر زندہ کرنا چاہا اور سر جان لارنس صاحب بہادر جیف
کمشنر پنجاب اور لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے اور سر رابرٹ
منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب کیخدمت مین بروقت ملاقات
وقتاً فوقتاً زبانی تحریک کرتے رہے اور آخر کار جولای ۱۸۶۰ء مین مسٹر رابنسن
صاحب بہادر کمشنر و ایجنٹ ممالک این دے تلج سے بحوالہ کارروائی ۱۸۶۰ء
تحریراً دریافت کیا کہ ہمارا کون کون سا علاقہ سیراب ہوسکیگا اور صحیح تخمینہ خرچ کا
کیا ہوگا اور حصہ کے موافق ہمکو کسقدر روپیہ دینا ہوگا جسکے جواب مین صاحب موصوف
نے لکھا کہ، سرہند سے کچھ اوپر تک جو ملک مقبوضہ سرکار انگریزی ہے وہان
قدرتی سیرابی کے باعث سے چندان خواہش پانی کی نہین ہے۔ سرہند سے
نیچے اپکا علاقہ اکثر خشک ہے وہان بیشک نہر سے فایدہ ہوگا اور آپکے علاقہ سے
نکلکر جہان نہر ختم ہوجائیگی وہ تھوڑا سا علاقہ حصار اور سرسہ کا ہے اور اس سے ظاہر
ہے کہ سرکار انگریزی کا فایدہ نہایت قلیل ہوگا پس آپ کل خرچ سے دو ثلث

یا پانچ دو کے حساب سے تین حصے دینا پسند کرتے ہین یا کیا،، چونکہ یہہ جواب بہت مجمل اور کسی حساب کی رو سے ناکافی تھا اسلئے نقشہ اور تخمینہ مجوزہ طلب کیا گیا مگر اُنہون نے لکھا کہ کوئی نقشہ ہمارے دفتر مین نہین ہے لیکن **کپتان ہیگر صاحب** (جنہون نے ۱۸۴۱ء مین پیمایش کی تھی) کی یہہ تجویز تھی کہ ایک نہر سو فٹ چوڑی موضع بُنگہ[1] کے قریب سے نکالی جاکر سرہند تک لائی جاے اور یہان سے دو شاخین ہو جائین جنمین سے ایک حصہ کیطرف جاے دوسری ابوہر ضلع سرسہ کیطرف اور لکھا کہ بُنگہ سے سرہند تک نہر کے پہنچنے مین کمال مشکلین واقع ہین کیونکہ سرسہ اور کئی اور پہاڑی ندیان راستہ مین پڑتی ہین،، اور ہیگر صاحب کے مجوزہ تخمینہ کو غلط خیال کرکے اپنے قیاس سے قریب چالیس لاکھ روپیہ کے صرف ہونیکی اُمید ظاہر کی۔ ابھی یہہ معاملہ زیر تجویز ہی تھا کہ ۱۸۶۰ء کے قحط کے سبب سے جسکا حال ہم **مہاراج نرائندر سنگھ صاحب بہادر** کے عہد کے ذکر مین لکھہ آئے ہین **سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر** کو بسبب آنکی اور مہاراج کی اُس گفتگو کے جو کچھہ عرصہ پہلے بمقام لاہور ہو چکی تھی اسکا خیال آیا اور اُنہون نے تحریراً مہاراج سے اُنکے ارادہ کا حال دریافت فرمایا جسکے جواب

---

[1] اسکا پتہ اور مقام ہم پہلے لکھہ چکے ہین دیکھو صفحہ ۵۴۸۔ ۱۲ مؤلف

مین مہاراج نے لکھا کہ ہما اُسطی ارادہ اس کام کے کرنیکا ہے لیکن اوّل وہ تجاویز معلوم ہونے ضرور ہین جن پر تجویز اخیر کا ہونا منحصر ہے انہین دنون مین بخور کے مقام صاحب ممدوح سے جو بہ تقریب دورہ تشریف لائے تھے ملاقات ہوئی اور بعد گفت و شنید اُنہون نے مہاراج سے فرمایا کہ بلحاظ حالت خزانہ اور اُور اُمور کے گورنمنٹ اس کام مین شریک نہین ہوسکتی لیکن اگر آپ اپنے صرف خاص سے چاہین تو نہر نکال سکتے ہین پس مہاراج نے بغرض فایدہ عام اور خصوص ریاست کے اُن اضلاع بارانی کے جو جنگل اور بانگر کے نام سے نامزد ہین اور جنمین اکثر خشک سالی کا اندیشہ رہا کرتا ہے براہ بلند حوصلگی اس امر عظیم کے تنہا انجام دینے کا ارادہ کیا اور اس سبب سے کہ مسٹر بارس صاحب کو اس مین شک تھا کہ پانی چل سکیگا یا نہین مزید اطمینان کیواسطے یہ درخواست کی کہ امتحاناً مکرر پیمایش کرائی جاوے اسکا خرچہ ہم دینگے پس بمنظوری گورنمنٹ ۱۸۷۲ء مین مکرر پیمایش کی گئی اور کپتان جیمس کرافٹن صاحب رایل انجنیر نے رپوٹ کی کہ اس ملک مین آبپاشی کی نہایت ضرورت ہے اور نہر سے آبپاشی کا ہونا بخوبی ممکن ہے اور بلحاظ وفور آب ستلج اور ضرورت آبپاشی ملک کے اُن بارانی قطعات کے جو ستلج کے شرق مین واقع ہین یہہ رائے دی کہ نہر

کی چند شاخین پٹیالہ کے اضلاع بانگر و جنگل کے لئے اور کچھ قلمرو انگریزی کے
اضلاع لدہیانہ و فیروزپور وغیرہ کیواسطے نکالنی چاہئین۔ لیکن اسی عرصہ مین
مہاراج کا انتقال ہوگیا اور کونسل بچینی کیطرف سے جو بوجہ نابالغی مہاراج مہندسنگھ
صاحب بہادر کے مقرر ہوئی تہی کوئی خاص توجہ نہوئی اور گورنمنٹ نے بہی
کچھ سلسلہ جنبانی نہ کی اور اسلئے کئی برس تک یہہ معاملہ اسیطرح پڑا رہا گر جب ۱۸۶۷ء
مین اوڈیسہ کے قحط کے نہایت سخت اور شدید نتایج نے گورنمنٹ ہند کی
توجہ عموماً آبپاشی کے وسایل کے ترقی دینے کیطرف مایل کی تو اسکی طرف
بہی توجہ ہوئی اور بلحاظ کپتان کرافٹ صاحب کی اُس رائے کے
گورنمنٹ نے تجویز کیا کہ گورنمنٹ اور ریاست دونون ملکر اس نہر کو بنائین اور
اس بنا پر چند شرطین بطور معاہدہ پیش کین جنکا بعد طول وطویل بحث کے
قطعی تصفیہ مہاراج کے آغاز حکومت مین ہوا اب چونکہ منظور شدہ شرایط مین ایک
یہہ شرط بہی تہی کہ نہر کی وہ شاخین جو پٹیالہ کیواسطے تیار ہونگی تین کنال سے نیچے
بہہ وجوہ بلاشرکت و مداخلت گورنمنٹ انگریزی یا کسی ریاست کے پٹیالہ کے ضبط
اور اختیار مین رہینگی اور اسکی رو سے گورنمنٹ انگریزی اور ریاست کوٹلہ
کی زمینون کے علاوہ جنیندوآبہ کی بعض اراضیات پر بہی نہر کے پانی مین

حایل ہونیکے باعث سے ضرور تا ہمکو اختیار حاصل ہوتا تہا ریاست جیند اور ناہہ نے جابتک بالکل خاموش اور الگ تہین کچہہ تو اس سبب سے اور کچہہ اس باعث سے کہ اُنہون نے دیکہلیا کہ نہر کے کامیابی کے ساتہہ جاری ہوجانیمین اب کچہہ شک نہین رہا ہے اور پٹیالہ نے ایک صرف کثیر کا ذمہ دار ہوکر اُنکو اس قابل کردیا ہے کہ اگر چاہین تو تہوڑا سا خرچ کرکے نہر کو اپنے دروازہ کے سامنے پائین اور اُس سے فائدہ اُٹہائین بالاتفاق گورنمنٹ سے اس کام مین شریک ہونے اور اپنے اپنے حصہ کے موافق خرچ کے ادا کرنے اور اپنے اپنے علاقہ مین نہر کے انتظام کے اپنے ہاتہہ مین رکہنے کی استدعا کی اور درخواست کی کہ اگر یہہ امر منظور نہو تو تمام انتظام گورنمنٹ اپنے ہاتہہ مین رکہے اس پر گورنمنٹ اعلیٰ کے ایما سے **جنرل سر ہنری ڈیورینڈ صاحب بہادر** لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے اپنی چٹھی مورخہ اٹہائیسوین اکتوبر ۱۸۷۰ء مین مہاراج کو لکہا کہ "غالب نہین معلوم ہوتا کہ یہہ باتین اپنی بیان کی ہوئی خواہشون سے ہٹ جائین پس چونکہ نہر انکے علاقہ مین سے خصوصاً شہر ناہہ کے نزدیک سے گذرتی تو بہت پسندیدہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی خواہشون پر لحاظ کیا جائے تاکہ برخلاف ایسے مفید اور عظیم کام کے کسی طرحکی مخالفت نرہے اور یہہ امر ہی

پسندیدہ ہے کہ کئی ریاستین اور سرکار اس مفید اور عظیم کام مین شامل ہون اور ایک نمونہ یکدلی کا ظاہر ہو اور لکھا کہ "میری دانست مین ان ریاستون کی شرکت کی منظوری اُس عزّت اور نیکنامی مین جو آپکا حق ہے (کیونکہ اس عمدہ تجویز کے موجد آپ ہی ہین) کچھ نقصان نہین کر سکتی بلکہ برخلاف اسکے مجھکو یقین ہے کہ یہ امر زیادہ تر آپکی نیکنامی اور شہرہ آفاقی کا باعث ہوگا اور اس طریق سے ان چھوٹی ریاستون کے حسد کو میری ہو جائیگی اور انکو اور سب کو ثابت ہو جائیگا کہ آپنے جو ارادہ فیاضی اس نہر کے بانی ہوئے ہین یہ کام صاف اور عالی خیالات سے کیا ہے اور آپکا ذرا بھی ارادہ اور آرزو نہین کہ چھوٹی ریاستون کی عزّت اور حقوق مین نقصان ہو"، اور گورنمنٹ پنجاب کے انڈر سکرٹری **مسٹر ایل گرفن صاحب بہادر** اور **کرنیل جیمس[1] گرافٹن صاحب بہادر** جائنٹ سکرٹری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ صیغہ آبپاشی کو جن دونون صاحبون پر مہاراج اور ہمارے دربار کو ذاتی اور سرکاری تعلقات سابقہ اور حسن خلق اور دانشمندی کے باعث سے دلی بھروسہ اور اعتماد تھا اس معاملہ کے تصفیہ کیواسطے پٹیالہ بھیجا۔ اب اگرچہ ان ریاستون کی یہہ حجت اور تکرار کئی طرح سے نا واجب تھی کیونکہ اول تو نہر بہت دور تک

[1] یہہ وہی صاحب ہین جنہون نے ۱۸۶۴ء مین اس نہر کی پیمایش کی تھی۔ مؤلف

ہمارے علاقہ مین سے ہوکر انکے علاقہ مین پہنچی تہی اور بغیر اسکے پہنچنا ممکن نہتا
دوسرے اس عہدہ اور مفید تجویز کے بانی ہم تہے۔ تیسرے دس سال گذشتہ
سے جب سے کہ تجویز مذکور پر غور اور بحث ہورہی تہی اور اُسکی تعمیل کیواسطے بدترین
عمل مین آرہی تہین این روے تسلیم کی ریاستونمین سے کسی کو اسقدر ہمت نہین ہوئی
کہ پیش قدمی کرکے اس امر عظیم کی جوکہون کو اپنے ذمہ لیلے اور اسکی وجہ نہیز
ہوسکتی تہی کہ یہہ ریاستین اس تجویز سے ناواقف تہین یا اسکے باب مین غلط
خیالات رکہتی تہین کیونکہ ہر ایک شخص جسکو ان ریاستون سے تعلق تہا اس
معاملہ کی حالت سے بخوبی واقف تہا اور ہر ایک بات مثل پیمایش اور فیصلہ شرایط
معاہدہ جو مابین ہمارے اور گورنمنٹ کے ہوا تہا اُنکی انکہون کے سامنے ہوئی
تہی یہان تک کہ پوٹ سالانہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک ایک چہپا ہوا نسخہ
جسمین اس معاملہ کا مختصر ذکر تہا ان ریاستون مین سرکاری طور پر گورنمنٹ سے بہیجا
جائیگا اور اسطرح پر یہہ معاملہ گویا باضابطہ بہی اُنکے سامنے پیش ہوچکا تہا اور ان
وجوہات سے ہمارا حق تہا کہ شرکت کی قبولیت کیحالت مین اُس منافع مین سے جو
ناہہ اور جیند کو اُنکے علاقہ کی آبپاشی سے حاصل ہوگا کسیقدر حصہ پانیکا دعوی
کرتے مگر مہاراج نے از راہ فیاضی ان تمام باتون کو نظرانداز کرکے کشادہ دلی

کے ساتھہ گورنمنٹ کو لکھدیا کہ جو شرطین وہ پیش کرتے ہین ہمکو منظور ہین پس گورنمنٹ نے آخر دسمبر ۱۸۷۱ء مین بلحاظ حالات موجودہ ایک نیا عہدنامہ جسکی شرطین علاوہ تغیر اصول خود اختیاری ریاست کے (جسکا ذکر ہم اوپر لکھہ چکے ہین) فوایدمالی و انتظام پولیس و فوجداری نہر کے لحاظ سے بھی قابل صلاح تہین پیش کیا اب اگرچہ مناسب یہہ تہا کہ یہہ دونون ریاستین ہمارے اتفاق سے اسمعاملہ کو طے کرتین چنانچہ ہمنے اِس امر مین کوشش بھی کی مگر باوجود ہماری اِس رعایت کے اُنہون نے اپنے نفع و نقصان کا بھی خیال نکیا اور بغیر ہمارے مشورہ کے سب شرطون کو منظور کرلیا اور بناچاری ہمکو تہا اُن مطالب مین گورنمنٹ کے ساتھہ ایک عرصہ تک خط و کتابت اور مباحثہ کرنا پڑا جسکو گورنمنٹ نے ازراہ واجب پسندی قریب کُل کے تسلیم کیا اور ہماری مقبولہ شرایط کے موافق عہدنامہ مرتب ہوکر مسٹر گوراوسلی صاحب بہادر کمشنر انبالہ نے گورنمنٹ ہند کیجانب سے اور خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی نے (جنہون نے شروع ۱۸۶۶ء سے ابتک اوّل بحیثیت عہدہ وکالت گورنمنٹ پنجاب اور پھر بمنصب میر منشی ریاست ایک خاص شوق اور گرمی اور محنت سے نہایت لیاقت کے ساتھہ اس عہدنامہ کے اصول و فروع اور

مسودات کی ترتیب اور چہان بین مین فایدہ مند اور کامیاب غور و بحث کی تہی) ہماری طرف سے اٹھارہوین فروری ۱۸۴۶ء کو بمقام انبالہ اُسپر دستخط کئے اور اس سبب سے کہ نہر کی مشترکہ شاخون کا نام اسمین پٹیالہ برنجیر یعنی شاخہاے پٹیالہ لکھا گیا تہا جیند اور ناہہ کے اہلکارون نے دستخط کرنیسے عذر کیا لیکن آخرکار اُنہون نے بہی دستخط کردیئے اور اسطرح سے جو کام کہ مہاراج نرائندر سنگہہ صاحب بہادر نے ازراہ عالی ہمتی کرنا چاہا تہا اور اُنکی وفات کے سبب سے ملتوی رہگیا تہا بقول شخصے ،، اگر پدر نتواند پسر تمام کند - مہاراج مہندر سنگہہ صاحب بہادر کی سیر چشمی اور بلند حوصلگی سے انجام کو پہنچگیا

اس عہدنامہ کی رو سے جسمین چوالیس شرطین ہین نہر اور راجہون کا تجویز اور تعمیر کرنا گورنمنٹ انگریزی کے اختیار مین ہے مگر جہان تک اصول انجنیری کے برخلاف نہو یا شہاے معاہدے کے منشا کا لحاظ کیا جائیگا اور انکو استحقاق ہے کہ مصارف کا حساب ہمیشہ سمجہتی رہین -

نہر کی کل شاخون کا ہر ایک طرح کا انتظام گورنمنٹ انگریزی کے ہاتہہ مین رہیگا مگر راجہے جو ریاستہاے معاہد کی اراضیات متصلہ کی حالت کو ملحوظ رکہکر تیار کروئے جائینگے ریاستہاے معاہد کے اختیار مین دیدیئے جائینگے اور اُن سے جو آمدنی

ہوگی ریاستہائے معاہد خود وصول کرینگی اور حسب ضرورت اپنے اپنے علیحدہ صرف سے اُنکی مرمت وغیرہ کا خود انتظام رکھینگی۔

انگریزی اور پٹیالہ کی شاخون سے اُن زمینون کو جنکی آبپاشی فایدہ کے ساتھ ہوسکے بلالحاظ اس بات کے کہ وہ زمینین کسکی قلمرو مین ہین عموماً پانی دیا جائیگا۔

نہرون اور راجبہون کے ساتھ مین مختلف عملداریون کی جو زمینین آئین معمولی قیمت لیکر اُنکے دینے مین عذر نکیا جائیگا اور مابین دو ریاستون کے اختلاف رائے کی حالت مین قیمت وغیرہ کا فیصلہ انگریزی عہدہ دار کریگا۔

مشترکہ وغیر مشترکہ نہرون اور راجبہون وغیرہ کی آمدنی ہر ایک حصہ دار کو باعتبار حصہ خرچ کریگی یعنی جو چیز مشترک خرچ سے متعلق ہے اُسکی آمدنی حصون کے موافق تقسیم کیجائیگی اور جو شے علحدہ صرف سے تیار یا پیدا ہوئی ہو اُسکی آمدنی صرف اُسی حصہ دار کی ملکیت سمجھی جائیگی جسکے خرچ سے وہ تیار یا پیدا ہوئی ہو۔ کشتیون اور لکڑیون کے بیڑون وغیرہ پر خواہ کہین سے روانہ کیے جائین شرح محصول یکسان ہوگی اور ایسے مال پر محصول راہگذر کسی جگہ نہ لیا جائیگا۔

نہر کی اُن شاخون پر جو پٹیالہ پر نچیز کے نام سے موسوم ہین مجرمان صلاور فی قوانین نہر سزا دہی کیواسطے اُس ریاست کے حوالہ کردیئے جائینگے جنہین سے اُن

نہرون کا گذر ہوگا یا جنکو اُسسے پانی پہنچیگا۔

چونکہ دریاے ستلج گورنمنٹ انگریزی کی ملکیت ہے بعوض استعمال اُسکے پانی کے گورنمنٹ سینیویج یعنی حق مالکانہ موافق قواعد مندرجہ خلاصہ دفعات جنمیں ہمنے نمبر لگادیئے ہین مستحق ہوگی۔

دفعہ ۱۵ ریاستہاے معاہد ستلج کے پانی کی بابت جو پٹیالہ کی شاخونکو دیا جائیگا ایک مقدار روپیہ کی سال بسال سرکار انگریزی کو بنام نہاد حق مالکانہ ادا کرتی رہینگی۔

دفعہ ۱۶ جو حق مالکانہ سرکار پٹیالہ بابت اُس پانی کے دیگی جو سرکار انگریزی اُسکو دیگی اُسکی شرح چار آنے ایکڑ سے زیادہ نہوگی۔

دفعہ ۱۷۔ جو روپیہ سال بسال دیا جائیگا اُسکا حساب اُس رقبہ پر کیا جائیگا جسکی سال معین مین نہر کی انگریزی شاخون سے آبپاشی ہوئی ہوگی اور بحساب نسبتی مقدار پانی کے جو انگریزی اور پٹیالہ کی شاخون مین علحدہ علحدہ جاتا ہوگا یعنی اگر پانی انگریزی شاخون مین دو ہزار فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی جاتا ہوگا اور پانی کی اُس مقدار سے دو لاکھ ایکڑ کی آبپاشی ہوئی ہوگی اور اُسی وقت مین پٹیالہ کی شاخون مین ایکہزار فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی پانی جاتا ہوگا تو حق مالکانہ ایک لاکھ ایکڑ پر

بحساب چار آنہ فی ایکڑ پچیس ہزار روپیہ سالانہ واجب الادا ہوگا۔

دفعہ ۱۸۔ جبتک انگریزی نہرون سے منافع حاصل ہوگا اور تاوقتیکہ انگریزی شاخون کا منافع استقدر کم رہیگا کہ چار آنہ فی ایکڑ حق مالکانہ کا مطالبہ زیادہ نا واجب ہوگا تو باندازہ نسبتی حسب اقتضائے رائے سرکار انگریزی حق مالکانہ ایک یا دو یا تین آنہ تک فی ایکڑ گھٹا دیا جائیگا۔

دفعہ ۱۹۔ حق مالکانہ کے ادا کرنیکا مطالبہ پٹیالہ کی شاخون مین پانی داخل ہونیکے بعد گیارہوین سال ہوگا۔

چونکہ سرکار انگریزی کو انبالہ کی چھاونی اور شہر کیواسطے پانی کی بہت ضرورت تھی اسلئے مندرجہ ذیل شرطا حتیاطاً لیگئی اور اسکے عوض ستلج کے حق مالکانہ مین سے ایک حصہ کے چھوڑدینے کا گورنمنٹ نے اقرار کیا۔

دفعہ ۲۰۔ بلحاظ اُن فوایدکے جو نہر ستلج سے حاصل ہونگے اگر سرکار انگریزی چاہے تو ریاست پٹیالہ سرکار موصوف کو ایک چھوٹی نہر دریا گھگر کی جسمین بمقدار قریب بیس فٹ مکعب فی ثانیہ پانی بہتا ہے پانی جائیگا انبالہ کی چھاونی اور شہر مین پانی پہنچانیکے واسطے نکال لینے دیگی اور اندرین صورت اسکے عوض مین ایک حصہ حق مالکانہ ستلج کے پانی کا چھوڑدیا جائیگا۔

اور اس غرض سے کہ نہر کا انتظام ہمیشہ خوبی کے ساتھ قایم رہے
اختیاماً شرط مندرجہ ذیل درج عہدنامہ ہوئی

دفعہ ۴۴ - سرکار انگریزی کو اس امر کا استحقاق ہے کہ اگر کسی ریاست
کے علاقہ مین فرایض مندرجہ ذیل پورے نہون تو اُس ریاست کے متعلق
کل انتظام نہر اپنے ہاتھ مین لیلے - اوّل تنخواہ ہونگا ادا نہونا - دوسرے ضروری مطلوبہ
تعمیرات وغیرہ کا بہم نہ پہنچنا اگر ایسے حالات مین سرکار انگریزی اپنے خزانہ سے
روپیہ صرف کرے تو سرکار ممدوح کو استحقاق ہے کہ تا اصلاح قباحت مذکورہ
اور بحال ہوجانے انتظام کے کل انتظام نہر اور شعبون اور آبپاشی کا اپنے
اختیار مین لیلے - تیسرے ہر ایک ریاست کی رعیت کو جو نہر سے
تعلق رکھتی ہو پانی کی تقسیم مین بطور واجب حصہ ندینا اور اُنھین
اصول پر رعایا ے غیر کے ساتھ معاملات نہر مین عمل نکرنا جو عہدہ داران
انگریزی کو ملحوظ ہون چوتھے پنجاب گورنمنٹ کے عہدہ داران اعلیٰ
صیغہ آبپاشی کی ایسی درخواستون کو جو کل سلسلہ انہار کے قیام اور پرداخت
واجب کیواسطے لابد ہون بلا تامل اور دوستانہ طور پر نہ ماننا -

اس دفعہ کے متعلق اگر کسی ریاست کو عہدہ داران مذکورہ بالا کی نسبت

یہہ شکایت ہو کہ اس تجویز کے منشا کی پوری تعمیل نہین ہوتی تو نواب گورنر جنرل
باجلاس کونسل اس ریاست کے بیان کی سماعت کو جملہ اوقات مین مستعد ہونگے
نہر کے اوّل کیرت پور کے پاس سے کاٹنے کی تجویز تہی جو روپڑ سے
اوپر کیطرف چند میل کے فاصلہ پر ایک بلند مقام ہے اور اس سے ہمارے
علاقہ بانگر کو بہی پانی پہنچ سکتا تہا مگر علمی مشکلات اور خصوصاً ندی سرسہ اور
بالدہ کے حایل ہونیکے باعث سے جن پر پل باندہنے مین قریب چالیس لاکہہ
روپیہ کے صرف ہوتا اور کسیوقت پل کو صدمہ پہنچنے کی حالت مین تمام روپیہ کے
برباد ہو جانیکا احتمال تہا یہہ تجویز ملتوی ہو کر روپڑ کے پاس سے نکالی گئی ہے
اور یہان سے قریب دوراہہ تک جو قصبہ پایل کے نزدیک ہماری عملداری
کا ایک گانون ہے اکتالیس ۴۱ میل کے فاصلہ مین مشترک خرچ سے بنی ہے
اور مین کنال یعنی نہر اعظم کہلاتی ہے اسکا قعر دو سو فٹ چوڑا ہے اور خشک
موسم مین تہہ فٹ اور بارش اور طغیانی کیوقت نو ۹ فٹ تک پانی اسمین ہیگا
اس مین سے غرب کیطرف ایک چہوٹی سی لین نکلکر دو شاخون مین منقسم ہوگئی
ہے جو ابوہر برنچ اور بہٹنڈہ برنچ کے نام سے موسوم ہین اور یہہ دونون
خالصتاً سرکار انگریزی کی ملکیت ہین انمین سے پہلی اکیسو پچیس اور دوسری

جو ہماری عملداری کے مشہور مقام بٹھنڈہ کے نزدیک سے جائیگی سو میل لمبی ہے۔ تجویز ہے کہ ابوہر برنچ مین سے جو فرید کوٹ کے علاقہ کو سیراب کرتی ہوئی جائیگی پینتالیس ۴۵ میل لمبی ایک شاخ تجارتی کشتیون کیواسطے بنائی جاے جو فیروزپور کے قریب (جو ایک چھوٹا مگر پررونق قصبہ ہے اور جہان سے نیچے کے ملک کے ساتھہ غلہ اور روئی اور اور اس قسم کی چیزونکی تجارت کثرت کے ساتھہ ہوتی ہے) ستلج مین ملجاے۔ مین کنال مین سے جو دوسری شاخ پچہتر فٹ قعر کی چوڑی اور اٹھانوے ۹۸ میل لمبی جنوب کیطرف نکلکر بایاج مشرق ہوگئی ہے فیڈرلین کہلاتی ہے اور اسمین سے تین شاخین مناسب مناسب فاصلہ سے مغرب کیطرف نکالی گئی ہین جو پٹیالہ برنچز کے نام سے نامزد ہین۔ انمین سے پہلی کوٹلہ برنچ دوسری جو ناہہ کے قریب فیڈرلین سے جدا ہوی ہے گہگر برنچ اور تیسری جو پٹیالہ سے چھہ میل مغرب کیطرف موضع رڑوی کے پاس سے کاٹی گئی ہے جوابرنچ کہلاتی ہے اور انمین سے پہلی جو کوٹلہ کے علاقہ کے قریب سے گذری ہے نوے ۹۰ میل دوسری جو گہگر تک پہنچکر ختم ہوجائیگی پچین ۲۵ میل تیسری جو ایک برساتی نالہ مین جو چوا کہلاتا ہے اور سرہند کے قریب ہوکر نکلا ہے پہنچاکر ختم کردیجائیگی پچیس ۲۵ میل ہے

تجویز ہے کہ جسطرح نہر کے سلسلہ کو دریاے ستلج سے ملادیا گیا ہے اُسی طرح چوابرنج مین سے پچپن میل لمبی ایک شاخ کشتیون کے واسطے نکال کر قصبہ اندری ضلع کرنال کے قریب دریاے جمنا کی نہر غربی سے ملادی جاے۔

چوابرنج مین سے چھہ میل لمبی ایک تجارتی لین پٹیالہ کو بہی آئی ہے جو پٹیالہ نیوی گیشن چینل کہلاتی ہے اور جس سے بہ نسبت آبپاشی کے جو تھوڑی سی ہوگی زیادہ تر کشتی رانی کا فایدہ ملحوظ رکہا گیا ہے۔

اس کل سلسلہ انہار کا طول بحساب میل نہری جو پانچہزار فٹ کا ہوتا ہے پانسو چوراسی میل اور بحساب میل متعارف پانسو ترپن میل ہے اور راجہون سمیت دو کروڑ اٹہانوے لاکہہ چار ہزار دو سو ستتر روپیہ خرچ کا تخمینہ ہوا ہے جسمین سے ایک کروڑ چھہ لاکہہ بائیس ہزار ایک سو سڑسٹہہ روپیہ جسمین سے چار لاکہہ تاون ہزار چھہ سو بیس جینڈ اور نو لاکہہ ستانوے ہزار چار سو ستتر نابہہ کے ذمہ ہے ہمکو ادا کرنا ہوگا۔

مین کنال مین خشک موسم مین فی ثانیہ زمانی تین ہزار اور برسات مین چار ہزار پانسو فٹ مکعب پانی رہیگا اور طغیانی کیوقت چھہ ہزار فٹ مکعب کی گنجایش ہوسکیگی اسمین سے ڈیڑہ ڈیڑہ سو فٹ مکعب دونون بڑی تجارتی لینون مین جایگا

باقی سے آبپاشی کیجائیگی جسمین سے ایک ثلث سے کچھ کم ہمارے حصہ مین آئیگا۔

اراضیات مندرجہ نقشہ بحساب میل مربع اگرچہ قابل آبپاشی ہین

نام علاقہ	شاخہای انگریزی	شاخہای پٹیالہ	میزان
انگریزی	۳۹۰۰	۴۰۰	۴۱۰۰
پٹیالہ	۶۳۴	۴۴۸۸	۴۹۴۰
فریدکوٹ	۶۴۰	۰	۶۴۰
نابہہ	۴۴۰	۴۷۶	۴۹۶
جیند	۱۶	۱۳۲	۱۴۸
کوٹلہ	۱۱۲	۵۲	۱۶۴
کلسیہ	۴۸	۰	۴۸
میزان	۵۵۸۸	۴۹۴۸	۸۴۴۸

لیکن بسال بسال آبپاشی صرف بقدر ایک ثلث کے ہی ہوسکیگی اور از روے تخمینہ مجوزہ کرنل گالوے صاحب سوپرنٹنڈنٹ انجنیر مرتبہ ۱۸۸۱ء بعد منہای اخراجات دایمی مرمت وغیرہ کے اصل لاگت پر گیارہ روپیہ فیصدی منافع کی امید ہے۔

ریاستہاے فریدکوٹ اور کوٹلہ اور کلسیہ جنکا تھوڑا تھوڑا علاقہ ان

متعلق صفحہ (۷۰۹)

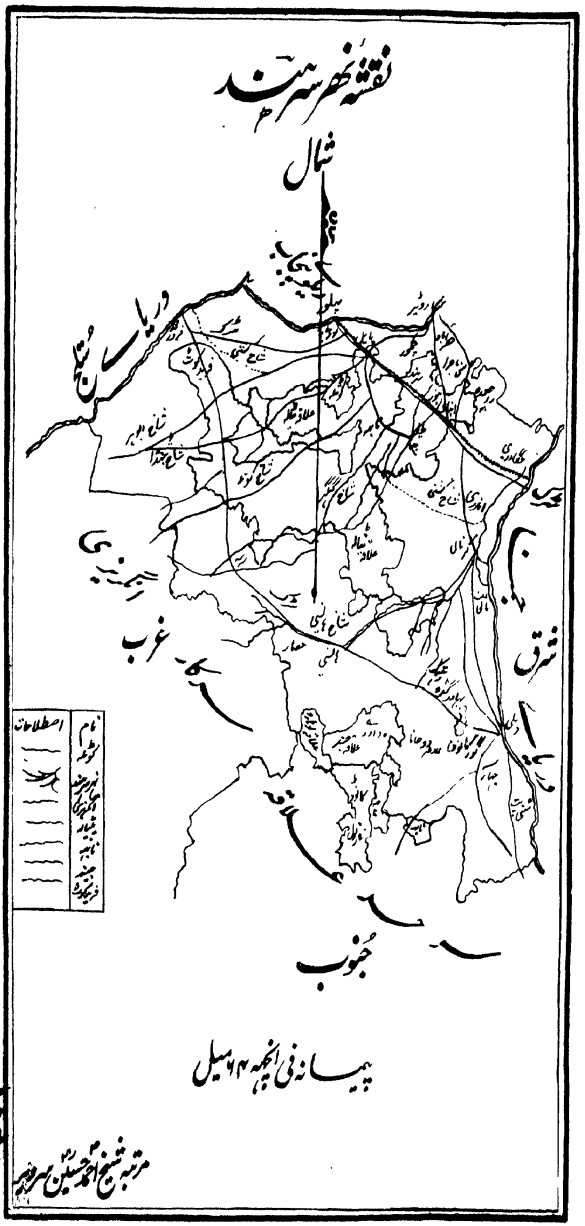

نہرون سے فیضاب ہوسکیگا اُنکو اِنمین کچھہ داخلت نہین ہے اور وہ صرف عام طور پر مالکان نہر کو آبیانہ دیکر پانی لے سکتی ہین اسموقع پر مناسب جانکر نہر کا نقشہ درج کیا جاتا ہے جس سے زیادہ تر اسکا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

ریاست جیپور کے ساتھہ عہدنامہ کی ترمیم کا ہونا

علاقہ نارنول و کانوڈ جنکی حد غربی اور جنوبی علاقہ جیپور اور شرقی علاقہ الور اور پرگنہ باوڑ علاقہ ریاست نابہہ سے ملحق ہے زمانہ وراز سے موروثی اور مشہور چور اور بہزنون قوم مینا وٹہا کران معروف شیخاوت علاقہ جیپور اور الور کے شکارگاہ تھے اور وہ ہمیشہ انکو لوٹتے اور تکلیف دیتے رہتے تھے۔ پس جب ۱۸۵۸ عیسوی مین یہہ ملک ہمارے قبضہ مین آیا تو اگرچہ الور کی رعایا کے ہاتھہ سے بھی جو شایستہ یا جیسا کہ چاہیئے اپنے حکام کے قابو مین نہی ہماری رعایا محفوظ نہی مگر اس سبب سے کہ ہمارے اور الور کے باہم پہلے سے راہ و رسم اور دوستانہ ربط و ضبط تہا علاوہ بریں مہاراو راجہ شیودان سنگہہ صاحب بہادر کی نابالغی کیوجہہ سے گورنمنٹ انگریزی انتظام کی نگران حال تہی ہماری رعایا کو دعا علیہم علاقہ الور سے وادیابی مین زیادہ دقت نہ اُٹہانی پڑتی تہی

مگر جیپور کی رعایا کے ہاتھہ سے جو نہایت سرکش اور مسلح اور بے قابو تہی
تکلیف ہی پہنچتی تہی اور اس سبب سے کہ جیپور کے ساتھہ کچھہ دوستانہ راہ و رسم
نہتی اور نہ کوئی ایسا ذریعہ تہا جو داد رسانی مین سہولیت کا باعث مدعا علیہم علاقہ
جیپور سے ہو مدعیون کی حق رسی قریب ناممکن کے تہی کیونکہ حکام جیپور کا یہہ
حال تہا کہ اگرچہ ہمارے حکام کیطرف سے انکو برابر لکہا جاتا تہا مگر داد دہی تو کیا
الٹا بدمعاشونکی حمایت کرنے لگتے تہے اور اندرین حالت مظلوم لوگ
اگرچہ کبہی کبہی کسی ناجایز وسیلہ سے اپنی کچھہ کارروائی کر لیتے تہے اور
بطور معاوضہ نقصان انکو کچھہ دلا دیا جاتا تہا مگر سزا جس سے آیندہ انتظام ہو
کسیکو نہین ملتی تہی اسلیے بناچاری ہمکو اپنے پولیٹکل افسرون سے رجوع
کرنا پڑا اور بعد خط و کتابت شروع ۱۸۶۱ء مین ہمنے ایک مسودہ عہدنامہ باہمی
اپنے اور جیپور کے پیش کیا جسکا یہہ منشا تہا کہ ملزمان جرایم مندرجہ عہدنامہ اور
وہ اشخاص جو جیلخانہ یا حوالات سے بہاگ گئے ہون خواہ طرفین سے کسیکی
رعایا ہون عدالت محل وقوع واردات کو بلا اعتراض سپرد کر دئے جاوین
اور پولیس ریاست معاہد کو اپنی قلمرو مین مجرمان کے آزادانہ تعاقب کی
اجازت دیجاوے اور جب پولیس محل وقوع واردات موافق شرایط مقررہ

(جو صحت سراغ کیواسطے تجویز کئی گئی تھے) کسی کانون عملداری ریاست
معاہدین سراغ پہنچادے تو ریاست محل منتہا سراغ سے مدعی کو معاوضہ
نقصان دلادے مگر کوئی ملزم بربنا دلیل سراغ تفویض عدالت محل وقوع
واردات نکیا جائیگا اور معاملات دیوانی مین یہہ شروط ہوا تہا کہ مدعیان کو اختیار
دیا جاوے کہ جہان مدعا علیہ رہتا ہو یا جہان اُسکی جایداد موجود ہو یا جہان بنا
مخاصمت قایم ہوئی ہو برعایت وشہورات اُس ریاست کے اپنے دعووں کو
پیش کرین اور عدالت معاہد کی ڈگری بلا عذر اپنی قلمرو مین جاری کیجاے لیکن
جیپور والون نے اس سبب سے کہ اُنکا انتظام نہایت ناقص اور حکومت از بسر
ضعیف اور سست تہی اور رعایا پر بہروسہ نتہا کہ وہ بلا مزاحمت ان شرایط
کی تعمیل ہونے دیگی شرایط متعلقہ فوجداری مین کچہہ کچہہ ترمیمات پیش کین اور
شرایط معاملات دیوانی کی نسبت یہہ عجیب جواب دیا کہ "راجپوتانہ مین اس طریقہ
جاری نہین ہے اسلیے ہم پٹیالہ کے ساتہہ جاری نہین کر سکتے اور جو ترمیمات
اُنہون نے پیش کی تہین اگرچہ اُنکے باعث سے آزادی اور اطمینان کے ساتہ
کارروائی کا ہونا ناممکن تہا مگر ہمنے مصلحتاً منظور کرلین" اور ایک تاریخ مقرر کرکے
شرایط مقررہ کے موافق عمل ہونیکا اشتہار دیدیا اور چونکہ جیپور والون نے تائید

انصاف وعدالت کے پیرایہ مین بڑے اصرار کے ساتھہ یہہ خواہش ظاہر کی تہی
کہ ریاست جہجر کیطرح (اِن نئے علاقون مین جسکے ہم قایم مقام تہے) پٹیالہ
کا وکیل اپنی رعایا کے معاملات کی تائید کیواسطے جیپور کے محکمہ ایجنٹی مین
حاضر رہا کرے اور بعد متواتر خط وکتابت کے جو ہم ہمارے پولیٹکل افسرون
اور صاحب ایجنٹ جیپور کے ہوئی تہی ہمنے اس شرط پر وکیل کا بہیجنا منظور
کیا تہا کہ،، جیپور کا وکیل بہی انبالہ کی ایجنٹی مین حاضر رہے اور جو برتاؤ شست
وغیرہ کے باب مین ہمارے وکیل کی نسبت کیا جائے وہی اُنکے وکیل کی
نسبت یہان ملحوظ رہے،، محکمات ایجنٹی مین وکلا کا بلانا بہیجنا تو ملتوی ہوگیا مگر
جولای ۱۸۶۲ء مین اُنہون نے اپنی نظامت شیخاواٹی کیطرف سے ہماری نظامت
مین وکیل بہیجدیا جسکے عوض یہان سے بہی وکیل مقرر کیا گیا اور اسکا نتیجہ یہہ
ہوا کہ جانبین کے محکمات نظامت مین جو کثرت سے مقدمات ملتوی پڑے تہے
اور جنمین اکثر ہماری رعایا مدعی تہی فیصل ہوگئے مگر مئی ۱۸۶۵ء مین ایک اتفاقیہ
سبب ایسا پیدا ہوگیا جس سے عہدنامہ کی شرایط کی تعمیل قریبًا مسدود ہوگئی
اور جو امر اسقدر محنت اور کوشش سے حاصل کیا گیا تہا اُسمین خلل آگیا
یعنی جنوری سنہ مذکور مین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بغرض

ذمہ داری بڑہانے اور انتظام کیجانب مایل کرنے روسار راجپوتانہ کے جنگلی رعایا
کے عادات واخلاق اور حالت بدنظمی قریب قریب یکسان تھی روسار مذکور
کے استمزاج سے ایک عام حکم اس مضمون کا جاری کردیا کہ باستثنا اُس
حالت کے کہ جب فوراً تعاقب کی حالت مین کچہہ مال وغیرہ کسی گانون کی حد کے
اندر مل جائے یا کوئی اور ایسی ہی قوی وجہہ ہو صرف بربناء سُراغ کوی دعوی
سنا نہ جائیگا بلکہ وہی ریاست ذمہ دار حق رسی شخص مظلوم کی ہوگی جسکے علاقہ
مین واردات ہوئی ہو،، اور جیپور والون نے جو عہدنامہ ۱۸۱۷ء مین رخنہ
ڈالنے کیواسطے گویا منتظر ہی تہے اسکی آڑ مین یہہ عمل اختیار کرلیا کہ جب کبہی
ہمارا کوئی عہدہ دار پولیس سُراغ براری کرتا ہوا حسب معمول اُنکی حد مین پہنچا
اور اُنکے عہدہ پولیس کو طلب کیا تو اُسنے بحوالہ حکم مذکور محل واردات کو ذمہ دار
حق رسی بتاکر اپنے آنیسے صاف انکار کردیا جسکے باعث سے بڑی بدنظمی
پیدا ہوی اور وارداتین زیادہ ہونے لگین پس ہمنے اس بنا پر کہ ہمارا اور جیپور کا
عملدرآمد ایک خاص عہدنامہ کی بنیاد پر ہے اور روسار راجپوتانہ کے باہمی قول و
قرار سے کہ (جسکی اطلاع ہی ہمکو نہین دی گئی تہی اور نہ استمزاج کیا گیا تہا) ہمکو کچہہ تعلق
نہین ہے اور محل واردات کے ذمہ دار حق رسی ہونیسے یہہ بات لازم آتی

ہے کہ ظالموں کی جگہہ مظلوم ذمہ دار حق رسی ٹھہرائے جائین اور جیپور کی رعایا مسلح اور بالتخصیص اس امر کی عادی ہے کہ دور دور فاصلون پر جاکر چوری اور غارتگری کرے اور ہماری رعایا غیر مسلح اور غریب ہے اس معاملہ کو صاحب ایجنٹ ممالک ایسٹ کے روبرو تدارک کیواسطے پیش کیا لیکن مہاراج کے اختیار پانے یعنی قریب پانچ سال تک یہہ ضروری معاملہ یکسو نہوا اور جانبین سے الزامی اور تردیدی شکوی اور شکایت ہوتے رہے اور جون ۱۸۱۰ء مین جیپور والون نے ترمیم عہدنامہ کی خواہش ظاہر کی اور ستمبر ۱۸۱۰ء مین عدم تعمیل عہدنامہ کی شکایت مین ایک خاص مراسلہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت مین ہماری جانب سے بھیجا گیا اور آخر کار گورنمنٹ ہند کے حکم سے بمقام لاہور ایک کانفرنس[1] کا ہونا قرار پایا جسمین مسٹر لیپل ہنری گرفن صاحب بہادر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب پنجاب کیطرف سے اور کرنل ولیم ہون مین صاحب بہادر پولیٹکل ایجنٹ جیپور راجپوتانہ کیجانب سے اور سید امداد علی صاحب دیوان اور خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی اور سید محمد علی صاحب معتمد حاضر باش خدمت گورنمنٹ پنجاب پٹیالہ کیجانب سے

---

[1] انگریزی مین پنچایت کے طور کے ایک مجمع کو کہتے ہین - ۱۲ مؤلف

اور پنڈت موتی لال صاحب دیوان اور لالہ رامہ کو صاحب وکیل متعینہ محکمہ انجنئی جیپور معہ لالہ کنہیا لال صاحب وکیل ریاست پٹیالہ[۵۱] جیپور کیطرف سے اسمین شریک ہوے مقصود اس کانفرنس کا یہہ تہا کہ جو جو امور باعث ہرج کارروائی ہین وہ دریافت کئے جائین اور آیندہ کے لئے ایسی سبیل نکالی جاے جس سے کارروائی مین آسانی ہو۔

ہمارا دربار مفصلہ ذیل امور کا خواہشمند تہا۔ اوّل یہہ کہ جب ۱۸۶۱ء کے عہدنامہ کا مسودہ پیش کیا گیا تہا اسمین یہہ بات درج کی گئی تہی کہ رعایا پٹیالہ و جیپور خواہ فی الحقیقت مجرم ہون یا مشتبہ الجرم عند الطلب عدالت محل واردات کو تحقیقات اور تجویز سزا کیواسطے سپرد کئے جائین لیکن جیپور نے اسمین یہہ ترمیم کروی تہی کہ اشخاص مشتبہ الجرم سرسری تحقیقات کے بعد سپرد ہوا کرین اور تجربہ سے اس ترمیم کا یہہ نتیجہ ثابت ہوا کہ جیپور کو ہماری عدالت کو اپنی رعایا کے سپرد کرنیکے واسطے گنجایش ملتی ہے اور وہ اپنی رعایا کے ہمکو سپرد کرنے مین اپنی کسر شان سمجھتے ہین اور گویہ امر سچ ہے کہ منجملہ بیس مقدمات کے غالباً اُنیس مقدمات مین اُنکی رعایا کو ہماری عدالت مین حاضر ہونا پڑتا مگر عہدنامہ

[۵۱] علاقہ شیخاوائی مین ہماری سرحد پر جیپور کی ایک وجاگیر ریاست ہے ۱۲۔ مؤلف

جانبین کے لئے مساوی تہا اسلئے یہہ قید دور ہونی چاہیئے دوسرے
یہہ کہ سرکار مجریہ ۱۸۶۵ء کا تعلق ہمسے نہین ہے اور محل واردات کا ذمہ دار
حق سی بنایا جانا خلاف منشاء عہدنامہ اور نیز بہ لحاظ حالت ہماری رعایا کے
ہماری رعایا کے مقاصد کیواسطے مضر ہے۔ تیسرے یہہ کہ بموجب منشاء عہدنامہ
بالفعل یہہ امر عدالت محل منتہار سراغ کے اختیار مین ہے کہ چاہے مدعی کے
دعوی کو خارج کردے یا تسلیم کرے اور بسبب کثرت دعاوی ہماری رعایا کے
اس عمل سے ہم اپنی رعایا کے حق مین انصاف کامل کی کم امید رکہتے ہین اسلئے
اختیار تجویز ایسے مقدمات کا عدالت محل واردات پر منتقل ہونا چاہیئے
جیپور والے اسکے خلاف سرکار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر
راجپوتانہ کے موافق عمل ہونا چاہتے تہے اور اُنکی خواہش تہی کہ دفعہ عہدنامہ
متعلقہ سراغ کی ترمیم اسکے موافق کیجائے لیکن **مسٹر گرفن** اور **کرنل سفن**
صاحب کی راے ہمارے زیادہ تر موافق ہوگئی اور انکی ذی اثر فہمایش سے
آخرکار جیپور والون نے ہماری باتون کو مان لیا۔ اور معاملہ سراغ کی بابت یہہ
امر قرار پاگیا کہ عدالت محل واردات مقدمہ کو اپنے مان مرتب اور تحقیقات کرے
وکیل ریاست معاہد کو حاضر کرنا ایسے اشخاص مطلوبہ عدالت کا جنسے اُس مقدمہ کا

حال دریافت کرنا منظور ہو واجب ہوگا اور اُسکے مواجہہ مین اُنکے اظہارات تحریر
اور تصدیق ہونگے جسپر بطور تصدیق اور شہادت اُسکے بھی دستخط کرائے جائینگے
اور اگر حاکم عدالت محل واردات کی رائے مین مقدمہ کی حالت ایسی ہو کہ اُسکی
رو سے زرمعاوضہ نقصان محل منتہا سراغ سے مدعی کو دلانا واجب ہو تو مثل کو
اپنی رائے کے مفصل وجوہات لکھکر حاکم عدالت محل منتہا سراغ کے پاس اتفاق
رائے کیواسطے بھیجدیگا اور دونون کے اتفاق رائے کی حالت مین زرمعاوضہ
نقصان بذریعہ عدالت محل منتہاء سراغ عدالت محل واردات کے سپرد ہوکر
مدعی کو دلا دیا جائیگا اور اختلاف رائے کی حالت مین مثل معہ وجوہات رائے طرفین
بحیثیت پنچ مقبول جانبین صاحب پولیٹکل ایجنٹ جیپور کیخدمت مین بذریعہ عدالت
محل واردات مرسل ہوگی اور جس فریق کی رائے سے بحیثیت مذکورہ وہ
اتفاق کرینگے اُسکی موافق فیصلہ عمل مین آئیگا اور فہرست جرایم مندرجہ عہدنامہ
بھی آپس کے اتفاق رائے سے ترمیم کی گئی اور جانبین نے پندرہوین پانچ
۱۸۷۳ء کو بمواجہہ مسٹر گرفن صاحب اور کرنل مین صاحب کے عہدنامہ
کی ایک ایک نقل پر دستخط کرکے ایک دوسرے کو دیدیا۔

شفاخانون اور شعبہ ویکسی نیشن کا قایم ہونا

جون ۱۸۵۳ء مین مہاراج کی توجہ اپنی رعایا کے حفظ صحت کیطرف مایل ہوئی اور مناسب مقامات مین چند باقاعدہ شفاخانے اور مرض چیچک کے دفعیہ کے واسطے ایک مستقل شعبہ ویکسی نیشن زیر اہتمام ڈاکٹر کرسیٹ فرولیم کلتھرات صاحب کے جو مہاراج نے اپنے ذاتی علاج معالجہ کیواسطے سرکار انگریزی سے مانگ لئے تھے اور جو ایک نہایت لایق اور تجربہ کار طبیب ہین اور جنکو آنکھون کے علاج مین ایک خاص دستگاہ حاصل ہے قایم کیا گیا۔

مرض چیچک جسکے نتایج نہایت خوفناک ہین منجملہ ان نہایت قدیم اور کثرت سے پہلے ہوئے امراض کے ہے جو دنیا مین مشہور ہین۔ ملک مصر مین اسکا وجود بطور وبا تین ہزار تین سو اسی برس سے خیال کیا گیا ہے اقوام شرقی خصوصاً اہل چین اور ہند مین ہی اسکا آغاز اسی زمانہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ یونان اور اٹلی مین دو ہزار برس سے زیادہ سے اسکا وجود پایا جاتا ہے۔ عرب مین اسکا ظہور پہلے پہل جب ہوا جبکہ ۵۶۶ء مین ابرہہ حبشی حاکم یمن نے جو عیسای تھا کعبہ کے مسمار کرنیکی غرض سے ایک بڑی فوج کے ساتھ جسمین ہاتھی بھی تھے مکہ معظمہ پر حملہ کیا چنانچہ اسکا اشارہ

قرآن مجید بھی پایا جاتا ہے۔ ۱؎

اسکا قدیم علاج جسکو انگریزی مین انا کیولیشن اور ہمارے اِس مُلک مین چُھوپ کہتے ہین اسطرح کیا جاتا تہا کہ چند مُوئون کی نوک پر چیچک کا مادہ جو اُسکے چھلکے کو پانی مین گھسکر قابل استعمال بنایا جاتا تہا لگا کر بچے کے دائین یا بائین کلائی پر گود دیتے تہے جس سے پہ کر اور اُسجگہہ ایک بڑا سا آبلہ ہوکر تہوڑی سی چیچک نکل آتی ہی اور آیندہ کا خوف جاتا رہتا تہا چنانچہ بہت چھوٹی سی عُمر مین خود میرے دائین ہاتہہ کی کلائی پر ایک ہندو پہاڑی جراح نے جو یہان نوکر تہا یہہ عمل کیا تہا۔ اور عرب۔ چین۔ ہندوستان۔ فارس۔ ارمینا۔ گرجستان۔ یونان۔ اٹلی۔ فرانس۔ جرمنی۔ سوئیڈن۔ ڈنمارک۔ انگلستان غرض سب جگہہ یہی علاج مختلف طریقون مین مروج تہا لیکن اسمین یہہ بڑا ضرر تہا کہ چیچک کے وبائی مادہ کو تحریک ہوکر مرض تمام مُلک مین پہیل سکتا تہا جسکا پہر روکنا ناممکن تہا۔ پس ۱۷۹۸ء مین ڈاکٹر جینر صاحب ایک مشہور انگریز طبیب نے اس علاج کا دوسرا طریقہ ویکسی نیشن نکالا جسمین

۱؎ دیکہو تفسیر کبیر رازی صفحہ ۶۸۰ جلد ہشتم مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ ہجری اور تفسیر صافی صفحہ ۳۰۱ مطبوعہ بمبی ۱۲۸۲ ہجری اور تفسیر کشاف صفحہ ۱۶۲۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۸۶ ہجری۔ ۱۲ مؤلف

اس مرض کے وبائی مادہ کے تحریک مین آنیکا عیب نہین ہے اور نہایت
ہی فایدہ مند ثابت ہوا ہے - اسمین گائے کے تہن پر جو کبھی کبھی
دانے بطور چیچک نکل آتے ہین اُنکا مادہ نشتر کی نوک سے بچہ کے بازو پر
ایسی غیر محسوس صورت مین جلد کے اندر داخل کیا جاتا ہے کہ خون کا ایک
قطرہ بہی نکلنے نہین پاتا بلکہ خون کا نکلنا مضر سمجہا جاتا ہے کیونکہ اُسکے ساتہہ
دوا کے بہہ جانیکا جو مقدار مین بہت ہی قلیل ہوتی ہے احتمال ہوتا ہے جس
سے اثر باطل یا ضعیف ہو جاتا ہے اور اس عمدہ علاج کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ
خفیف سا بخار ہو کر صرف اُسجگہ ایک چیچک کا سا دانہ اُبہر آتا ہے اور اُسیطرح
بہر کر اور خشک ہو کر گر جاتا ہے اور کچہہ اُسیطرح تکلیف نہین ہوتی - اگرچہ اپنے
وقت مین بجز کوہستانی لوگون کے انا کیولیشن بہی عام پسند علاج نہا مگر
افسوس ہے کہ ویکسی نیشن بہی باوجودیکہ اسمین بہت ہی کم تکلیف ہوتی ہے
اور اگر عمل کامل طور سے دو یا تین بار ہو جائے تو چیچک کا نہ نکلنا ایک یقینی امر ہے
لوگون کے نزدیک نامرغوب اور موجب خوف و نفرت ہے اور اسکی وجہہ
ہمارے کروڑون جاہل اور وہمی ہموطن زیادہ تر ہر وسہ جہاڑ پہونک اور اور
ایسی ہی لغویات پر کرتے ہین اور گورنمنٹ انگریزی اور اُن بعض ریاستون

بلکہ کوشش اور تحریص و ترغیب جنہوں نے اس عمدہ علاج کو اپنی قلمرو میں جاری کیا ہے ابتک لوگوں کے وہم اور تعصبات پر بہت ہی کم غالب آئی ہے اور تمام ہندوستان میں جو ہر ایک بچہ کا اس مہلک مرض میں ایکبار مبتلا ہونا گویا ضروریات سے ہے بچے اس کثرت سے ضایع ہوتے ہیں کہ اور کسی بیماری سے اسقدر موتیں بچوں میں واقع ہوتی ہیں اور نہ جوان اور بوڑھوں میں نگاہ امید ہے کہ ہندو ہیوں تعلیم کو ترقی ہوتی جائیگی وہم اور تعصبات ہی کم ہوتے جائینگے اور کوئی وقت آئیگا کہ آئرلینڈ ملکیطرح ہمارے ملک میں بھی اس مرض کا نام و نشان نہ رہیگا اور یہ کمبخت مرض اپنے خوشامدی خطابوں ماتا۔ سیتلا ٹھنڈی کے ساتھ جو ہمارے وہمی اہل وطن نے اسکو دیئے ہیں پکاری نہ جائیگی۔

یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ اس ریاست کے فرمان روا نے اپنے اور اپنی اولاد کے علاج معالجہ کیواسطے ایک انگریز طبیب کو نوکر رکھا اور اپنے ملک میں ترقی یافتہ فن طب انگریزی کے علاج کے رواج دینے میں کوشش کی۔

مہاراج رگھوراج سنگھ بہادر والی رایان کا پٹیالہ آنا

مہاراج ایشری پرشاد نارائن سنگھ بہادر مہاراجہ بنارس اور

مہاراج رگھوراج سنگھہ بہادر والی ریوان اس دربار مین شریک ہونیکو
جونرایکسلنسی لارڈ نارتھہ بروک صاحب بہادر وایسرائے گورنر جنرل
ہند نے نومبر ۱۸۸۳ء مین راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے اکثر خود مختار والیان
ملک کی ملاقات کیواسطے آگرہ مین منعقد فرمایا تہا تشریف لائے ہوئے تہے
پس جب دربار ہوچکا مہاراجہ صاحب بہادر بنارس معہ مہاراجہ صاحب بہادر
ریوان جو انکے دوست حسین متہرا اور بندرابن ہوتے ہوئے سیر کے
ارادہ سے دہلی آئے اور ہمارے مکان مین اگر ٹہرے جو انکی آرام و
آسایش کیواسطے درست کردیا گیا تہا۔ پس مناسب سمجہکر مہاراج نے
سلطان الشعرا مرزا محمد اکبر خان صاحب سیستانی خاور تخلص کو معہ اپنے
ایک اور معزز اہلکار کے انکی خاطر اور مدارات کیواسطے وان بہیجا اور پیغام دیا
کہ اگر تشریف لاوین تو پٹیالہ بہی کچہہ دور نہین ہے چنانچہ مہاراجہ صاحب بہادر
بنارس تو اسوجہہ سے تشریف نہ لاسکے کہ انکو میور کالج کے فونڈیشن کی رسم
مین شریک ہونا تہا جو دسوین دسمبر سنہ مذکور کو نرایکسلنسی لارڈ نارتھہ
بروک صاحب بہادر کے ہاتہہ سے الہ آباد کے مقام عمل مین
آئی تہی مگر مہاراج رگھوراج سنگھہ بہادر نے پٹیالہ کا قصد فرمایا اور

اور اس ضمن مین کرچھر کے اشنان کی بہی نیت کی جو لاکہ مشہور و معروف تیرتہ ہے اور اُنکی دوستانہ درخواست پر مہاراج نے انبالہ سے تہانیسر تک انکے آرام و آسایش کے انتظام کیواسطے شیخ فخرالدین صاحب سول جج پٹیالہ اور سردار اجمیر سنگہہ کرنیل کا نوہ کیا اور تیرتہہ سے فارغ ہوکر گیارہوین دسمبر سنہ مذکور کو وہ پٹیالہ تشریف لائے۔ مہاراج نے بڑی شان و شوکت سے اپنے مہمان عزیز کا استقبال کیا اور لیجاکر موتی باغ مین اُتارا اور پانچ روز یہان رکہا اور اُنکی اور اپنی شان و منزلت کے موافق اُنکی خاطر و تواضع کی جس سے وہ نہایت خوش ہوئے اور جوش مسرت سے مہاراج کی تعریف مین ایک کبت تصنیف کیا اور سولہوین دسمبر کی شب کو جب انکی ملاقات رخصت کے بعد بے تکلفانہ طور پر مہاراج اُنکی ملاقات کو تشریف لیگئے انگریزی مین جسمین بات چیت کرنیکا اُنکو نہایت ہی شوق ہے مہاراج سے یہہ کہا کہ "مینے مسرت خاطر کے تقاضا سے آج صبح کو آپکے اوصاف مین یہہ کبت تصنیف کیا ہے اور اپنے ہاتہہ سے شیش محل (موتی باغ مین ایک مکان ہے) کی دیوار پر اسواسطے لکہدیا ہے کہ اس مکان مین میرے قیام کی یادگار رہے اور ہمیشہ جب آپکو اسکے ملاحظہ کا اتفاق

ہو تو فوراً مین یاد آؤن ۔ اور ایک پنڈت اپنی کونسل کے ایک ممبر کو جسکا نام بتقلید ریاست جیپور بایل کونسل (شاہی کونسل) رکھا ہے پڑھنے کو دیا اور کہا کہ مجھے چشمہ لگانے کی عادت ہے اسلئے مین خود اسوقت نہین پڑھ سکتا ۔ چنانچہ وہ کبت یہ ہے ۔

कवित्त ॥ मंत्रीमाल कविउदारमाल्हाल मैपंडित की मंडलीसीमंडितसमाजको सेरहोशिकारबागमं झुलतडागकेतेबांधेमुख्यादसभाजुद्धराजसाजको भनेबांधबेसमहाराजाराघूराजसिंघ कीनीसत्त कारप्रेमपूरनदराजको श्याला श्याला विपुल मरातबाविशालदेयकेपावकृपालापटयालाम हाराजको ॥१॥

ترجمہ وزرا اور شاعران خوش بیان اور امراء سخاوت پیشہ سے دربار ایک فاضلون کا مجمع معلوم ہوتا ہے ۔ سیر و شکار کی چراگاہین اور نفیس باغ اور تالاب ریاست مین اکثر ہین اور انتظام رزم و بزم ریاست نہایت پاکیزہ ہے مہاراج رگھوراج سنگھ ان صفات کو موزون کرکے بیان کرتے ہین کہ

یہان مہمان کی تواضع و تکریم اعلی درجہ کی ہوتی ہے پس نہایت بلند مرتبہ
خدا کی عنایت سے والی پٹیالہ کو حاصل رہے۔"

جب کہت ختم ہو چکا تو مہاراج نے بھی اپنے عزیز مہمان کے میلان طبع
کے لحاظ سے انگریزی ہی مین جواب دینا مناسب سمجھا اور فرمایا کہ آپنے
جو کچھ فرمایا ہے اُس سے مین بہت خوش ہوا۔ میری خوشی اسوجہ سے
نہین ہے کہ آپنے میری اور میری ریاست کی تعریف کی بلکہ اسوجہ سے
ہے کہ آپکی مہمانداری کے لئے جو سامان کئے گئے تھے وہ آپکی مطبوع خاطر
ہوئے اور آپکو اُنسے رضامندی حاصل ہوئی۔ آپنے جو یہان تشریف
لانیکی تکلیف گوارا فرماکر مجھکو اپنی دوستانہ ملاقات سے معزز اور مسرور کیا
مین اسکی نسبت آپکا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون۔ خدا کے فضل سے اُمید ہے
کہ ہمارے اور آپکے درمیان دوستی اور محبت کے جس سلسلہ کی ابتدا ہوئی
ہے یہہ نہ صرف زمانہ دراز تک بلکہ پشتہا پشت تک قایم رہیگی۔ اگرچہ ہم اور آپ
اب بظاہر جُدا ہوتے ہین مگر اُمید ہے کہ دوستانہ مکاتبات کے ذریعہ
سے مراسم ارتباط کو ترقی ہوتی رہیگی اور خدا کے فضل سے یہہ بھی اُمید ہے کہ
کسی مبارک موقع مین پھر ملاقات حاصل ہو کر جانبین کی خوشی کو تازگی حاصل

ہوگی"

اگرچہ مہاراج رگھوراج سنگھ بہادر سنسکرت مین اچھی استعداد رکھتے
صین اور ہندی کہا کے تو شاعر بھی صین اور انگریزی مین بھی اسقدر مہارت ہے
کہ گفتگو کر سکتے صین اور کچھ لکھ بھی لیتے صین۔ مگر افسوس ہے کہ باستثنائے ہمارے
پنجاب کے رئیسون کے ہندوستان کے اکثر والیان ملک کیطرح انکے بھی سونے جاگنے
کھانے پینے اور پاٹ پوجا کے اوقات عام دنیا سے نہایت ہی مختلف ہین
جسکے سبب سے ان کو اور اُن لوگون کو جنکو ان سے ملاقات کا اتفاق پڑے
بہت تکلیف ہوتی ہے۔ [1]

---

[1] ریاست پٹیالہ ہندوستان کی نہایت ممتاز اور قدیم ریاستون مین سے ہے چنانچہ مسٹر
ایچیسن صاحب کی کتاب عہدنامجات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر حال
سے بانی ریاست تک بتیس ۳۲ پشتین ہوتی ہین۔ اس خاندان کے رئیس سورج بنسی
راجپوت ہین اور عرفاً بگیسلے کہلاتے ہین۔ خاندان اودیپور۔ جودہ پور۔ جے پور یہ تینون
سے جو بہت پرانی ریاستین ہین انکی برادری اور قرابت ہے۔ مسندنشین کی سترہ توپ
کی سلامی سرکار انگریزی سے ہوتی ہے۔ مہاراجہ حال گورنمنٹ کے دوست صادق ہین
اور غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ مین پرگنہ سہانگ پور اور امرگڑھ اور اول درجہ
کا تمغہ سٹار آف انڈیا انکو ملا ہے ریاست کا رقبہ بارہ ہزار آٹھ سو بتیس ۱۲۸۳۲ میل مربع

مہاراج کا راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر کی مسند نشینی کی تقریب سے فرید کوٹ تشریف لیجانا

می ۱۸۳۸ء مین مہاراج راجہ وزیر سنگھ صاحب بہادر کی تعزیت اور اُنکے ولیعہد راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر کی مسند نشینی کی تقریب سے فرید کوٹ تشریف لیگئے چونکہ فیروزپور کے راستہ سے جانا ہوتا تھا میجر گرے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے فیروزپور سے دو میل اسطرف معہ صاحبان یورپین افسر ضلع یعنی کنٹونمنٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کمشنر اور سول سرجن اور ڈسٹرکٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس کے استقبال کیا اور جب فرودگاہ پر پہنچے تو مہاراج سے اجازت لیکر سندوستانی عہدہ دارون یعنی مولوی سید ذوالفقار علیخان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدارون اور میونسپل کمیٹی کے ممبرونکو پیش کیا اور سرکار کیطرف سے بطور دعوت رسد پہنچائی اور شہر مین روشنی کرائی اور آتشبازی چھڑوائی غرض نہایت اخلاق اور مدارات سے پیش

اور آبادی بارہ لاکھ ایکہزار آدمی کی ہے مگر کچھ زمین کی خرابی کے سبب سے اور زیادہ بدانتظامی کے باعث سے آمدنی بحسب شہرت عام تیس پینتیس لاکھ سے زیادہ نہیں ہے اور اس زمانہ مین تو اس سے بھی بہت گھٹ گئی ہے۔ ۱۲۔ مولف

آئے اور مہاراجہ نے انکو ۱۹ توپ کی سلامی دی بعد دیر تک تعریف اور آؤ بھگت کے
اگلے دن منصلی فریل سوم کے ساتھ ملاقات اور بازدید فرمائی یعنی سوم درجہ
کے دو اہلکار راجہ صاحب کو مہاراج کی ملاقات کیواسطے جا کر لائے اور دوم
درجہ کے دو اہلکاروں نے سواری تک استقبال کیا اور مہاراج نے مسند سے
علحدہ مخملی نمودنی پر اپنی بائین طرف ہاتھ کے اشارہ سے بٹھایا اور انکی
ہمراہیون نے مہاراج کو نذرین دین اسیطرح مشایعت ہوئی اور جب مہاراج
بازدید کیواسطے تشریف لیگئے چونکہ رات تھی ولیعہد صاحب فرید کوٹ صغیر سنی
کے باعث سے دستور العمل کے موافق قیام گاہ پر استقبال کو نہ آسکے انکے
عوض اقل درجہ کے چار اہلکار آئے اور سواری تک راجہ صاحب نے خود استقبال
کیا اور مہاراج نے علحدہ مسند پر جو راجہ صاحب کے دائین طرف بچھائی گئی تھی
جلوس فرمایا اور سب اہل دربار نے مہاراج کو نذرین دین - اگلی صبح صاحب
کمشنر بہادر لاہور جنسے اس ریاست کا پولیٹکل تعلق ہے تشریف لائے اور
گیارہ بجے رسم مسند نشینی عمل مین آئی اور اگلے دن راجہ صاحب نے مہاراج
کو کوٹ کپورہ کی بیڑ مین شکار کھلایا -

فرید کوٹ کی حیثیت اگرچہ ایک گانو سے کچھ ہی زیادہ ہے مگر اس

ریگستانی خشک ملک مین راجہ صاحب کا چھوٹا سا باغ جسمین ایک چھوٹا سا مکان بہی ہے گرمی کے موسم مین بہت غنیمت ہے - کوٹ کپورہ فرید کوٹ سے قریب سات میل کے ایک بڑا گانو ہے اور راجہ صاحب کے رہنے کیواسطے یہان بہی انگریزی وضع کا ایک چھوٹا سا مکان اور ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے -

مہاراج کا اس موقع پر فرید کوٹ تشریف لیجانا صرف خانگی تعلقات قرابت داری کے باعث سے تہا اور یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ہمارے عالیقدر رئیسون مین سے ایک رئیس کو اس چھوٹی سی ریاست کے رئیس کی مسند نشینی کی تقریب مین بذاتہ شریک ہونیکا اتفاق ہوا -

نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کا پٹیالہ آنا

آغاز اپریل ۱۸۷۳ء مین کرنل حال پرس منچن صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہاولپور نے نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کی ہمت اور جرات بڑہانیکے خیال سے یہہ تجویز کیا کہ چند روز دہرہ دون مین وہ شیر کا شکار کہیلین چونکہ بہاولپور سے اسجگہہ کو بہت فاصلہ تہا اور بہاولپور سے شکاری ہاتہیون کے بہیجے جانمین ایک طرح کی دقت تہی اسلئے بسبب دوستی خاندان ریاست بہاولپور اور ہماری ریاست کے صاحب موصوف نے مہاراج سے شکار کے موقع پر

چند ہاتھیون کے بھیجے جانیکی درخواست کی اور نواب صاحب بہادر کے
اتالیق مسٹر ڈوین صاحب کو فہمایش کی کہ شکار سے واپس آکر اگر مہاراج
کی مرضی ہو تو نواب صاحب پٹیالہ ہی تشریف لیجائین چنانچہ آغاز جون مین نواب
صاحب شکار سے واپس تشریف لائے اور ہمارے مکان واقع سول لین انبالہ
مین ہونکے واسطے درست اور آراستہ کیا گیا تھا ٹھہرے اور بمعیت ہمارے دو معزز
اہلکار دن کے جو اُنکے لینے کو انبالہ بھیجے گئے تھے بارہوین جون کو پٹیالہ تشریف
لائے مہاراج نے معہ مناسب تک استقبال فرمایا اور فوج نے جو تعظیماً کھڑی کی گئی
تھی سلامی اُتاری اور توپخانہ سے سلامی کی توپین سر ہوئین اور اگرچہ ضابطہ مقتضی اسکا
تھا کہ پہلے نواب صاحب مہاراج کی ملاقات کیواسطے تشریف لاتے مگر مہاراج
نے بنظر خوش اخلاقی اور مہمان داری بلا رسوم ضابطہ بے تکلفانہ اپنے عزیز مہمان
کے پاس اپنا پہلے تشریف لیجانا مناسب سمجھا اور باضابطہ ملاقات مین جو اگلے
دن ہوئی اوّل نواب صاحب تشریف لائے اور پھر مہاراج اُنکے ہان تشریف
لیگئے اور معمول رسمین ادا ہوئین اور چودہوین کو نواب صاحب ایک بے تکلفانہ
رخصتی ملاقات کرکے بہاولپور کو تشریف لیگئے اور راجپورہ کے ریلوے
سٹیشن تک ہمارے دو معزز اہلکار اُنکے ہمراہ گئے - علاوہ تحایف معمولی

کے جبکالیا بجا نا رسمی ملاقات مین مقرر ہے ملاقات رخصت کیوقت مہاراج نے ایک نہایت خوبصورت اور چالاک پاٹھا نواب صاحب کو دیا جسکو بمقتضائے سن لیکر وہ نہایت ہی خوش ہوئے۔

نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والئی حال کے پڑدادا نواب بہاول خان ثالث آغاز ۱۸۵۱ء مین خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کو جبکا مزار اجمیر مین ہے تشریف لیگئے تہے اور اس تقریب سے انکا قیام اثنار راہ مین ہماری عملداری کے قدیم شہر سامانہ مین بہی ہوا تہا اور مہاراج نرائندر سنگھہ صاحب بہادر سرگیاشی نے راقم کے والد اور ایک اور معزز اہلکار کو انکی خاطر تواضع اور اس غرض کیواسطے انکی خدمت مین بہیجا تہا کہ انکے پٹیالہ تشریف لانیکے باب مین تحریک کرین لیکن رسوم ملاقات کے تصفیہ نہونے کے باعث سے وہ تشریف نہ لاسکے۔ پس یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ ریاست بہاول پور کا ایک فرمان روا دوستانہ اور بے تکلفانہ طور سے پٹیالہ مین مہمان ہوا اور اس دوستی اور اتحاد کو جو دونون ریاستون کے باہم مدت سے چلا آتا ہے۔ زیادہ تر استحکام حاصل ہوا۔

مہاراج کا امرتسر کے اشنان اور ملتان کی سیر کو تشریف لیجانا

نومبر ۱۸۳۸ء مین دیوالی کے میلہ کے موقع پر مہاراج امرت سر تشریف لیگئے اور درشن اور اشنان کیا اور علاوہ اٹھارہ ہزار روپیہ کے جو مختلف مقامات پر چڑہایا گیا اکاون ہزار روپیہ اس غرض سے دربار صاحب کی بہینٹ کیا گیا کہ اُسکی آمدنی سے ایک عام خیراتی لنگر جاری رہے اور یہان سے فارغ ہوکر لاہور مین بعض انگریز دوستون سے ملاقات کی اور پھر تفریحاً ملتان کی سیر کو تشریف لیگئے اور شیر شاہ کے مقام جو یہان سے دس میل دریا کے کنارہ ایک بستی ہے دخانی کشتی پر دریائی جانورونکا شکار کیا جو تفریح سے خالی نتھا۔

ملتان اگرچہ بہت پرانا اور قدیم شہر ہے مگر قریب اسّی ہزار کے اب بھی لوگ اُسمین آباد ہین لیکن قلعہ جسکا تاریخ مین اکثر ذکر ہے زمانہ حال کے طرز جنگ کی موافق نہ دیکھکر سرکار انگریزی نے مسمار کرادیا ہے اور اُسکے عوض ایک اور قلعہ بنانیکی تجویز ہے۔ یہان نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کے دو معزز اہلکار دوستانہ پیغام اور تحایف لیکر آئے

اور مسٹر برانڈرتھ صاحب بہادر کمشنر اور آور ایگریز دوستون سے
ملاقات ہوئی - اور آخر نومبر مین ہم پٹیالہ پہنچگئے -

مہاراج کا شمولیت دربار گورنری کیواسطے دہلی تشریف لیجانا اور لارڈ ناتھ بروک صاحب بہادر کا پٹیالہ آنا

مارچ ۱۹۱۲ء مین جب ہز ایکسلینسی لارڈ ناتھ بروک صاحب بہادر
ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے دہلی مین ایک شاہانہ دربار منعقد فرمایا
مہاراج ہی بہ معیت کپتان لنسبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور جو ہمراہی
کیواسطے حسب الحکم گورنمنٹ تشریف لائے تھے جاکر اسمین شریک ہوئے
اور اس موقع پر علاوہ اور دوست رئیسون کے مہاراو راجہ منگل سنگھ
صاحب بہادر والی آلور سے جنکے ساتھ خاندانی راہ و رسم چلا آتا تھا
ملاقات ہوئی جو ایک پہلی ہی ملاقات تھی جو پٹیالہ اور آلور کے عالیقدر رئیسون
کے باہم ہوئی - اور چونکہ ہز ایکسلینسی لارڈ ممدوح نے براہ مہربانی شملہ کو جاتے
ہوئے پٹیالہ مین مہمان ہونا منظور فرمایا تھا - یہان سے فارغ ہوتے ہی فوراً
پٹیالہ تشریف لے آئے اور نہایت توجہ اور سرگرمی سے آپکی مہمانداری کے

انتظام مین مصروف ہوئے اور انتیسوین مارچ کو لارڈ ممدوح تشریف فرمائے پٹیالہ ہوئے اور اگلے دن شام کو بعد سماعت ایڈریس جو راقم نے مہاراج کے حکم سے متضمن حالات تاریخی اس مدرسہ اور سررشتہ تعلیم پٹیالہ کے پڑھکر سنائی تھی اور جسکا ترجمہ لارڈ ممدوح اوّل ملاحظہ فرما چکے تھے مدرسہ اعظم پٹیالہ کی بنیاد رکھی جسکا نام مہاراج کے نام کی مناسبت سے مہندر کالج رکھا گیا اور مندرجہ ذیل تقریر فرماکر ایک سونیکا تمغہ اپنی طرف سے اس مدرسہ کے اوّل درجہ کے ایک طالبعلم کیواسطے سال بسال دینا تجویز فرمایا۔

سپیچ

مین نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہون کہ مہندر کالج کی بنیاد احسن طور سے رکھی گئی۔ سر مہاراجہ صاحب بہادر کے وزیر اعظم کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ریاست مین مدارس کی تعداد نوّے کے قریب ہے جنمین چھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہین اور تعلیم مین تدریج ترقی ہوتی جاتی ہے چونکہ رفاہ عام کے ہر کام سے آیندہ زمانہ کی ترقی کی امید ہوتی ہے اسلئے مین امید کرتا ہون کہ اس ریاست کے صیغہ تعلیم کو جو ابھی ابتدائی حالت مین ہے زمانہ آیندہ مین بہت فروغ حاصل ہوگا اور اس صیغہ سے

بتدریج ملک کو بڑا نفع حاصل ہوگا۔ مگر میری صلاح یہہ ہے کہ ترقی تعداد طلبار کی نسبت اصلی ترقی علوم کو زیادہ تر مدّ نظر رکھنا چاہیئے۔ مین دہلی مین ایک موقع پر بیان کر چکا ہون کہ اشاعت علم اور اعانت تعلیم مین مہاراجہ صاحب بہادر کی توجہہ اور فیاضی نہ صرف اپنے ملک اور اپنی رعایا پر منحصر ہے بلکہ غیر علاقہ کے کارخانجات تعلیم مین بھی اپنی عالی ہمتی اور دستگیری سے امداد فرماتے رہتے ہین۔ جیسا کہ لاہور یونیورسٹی کو زر خطیر عطا فرمایا ہے۔

چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر نے ازراہ مہربانی مہندر کالج کے فونڈیشن کی رسم مین مجھے بھی شریک فرمایا ہے اسلئے میری یہہ خواہش ہے کہ اگر مہاراجہ صاحب بہادر منظور فرمائین تو اس شرکت کی یادگار کیواسطے مین ایک تمغہ اوّل درجہ کے طالبعلم کیواسطے پیش کرتا ہون جس صیغہ کے طالب علم کو جس طور پر مہاراجہ صاحب بہادر مناسب سمجھین یہہ تمغہ عطا فرماتے رہین۔

واضح ہو کہ ہندوون مین مکان کی بنیاد مین سونے کا ایک چھوٹا سا سانپ بنا کر رکھنے کی رسم ہے جو اس اعتقاد پر مبنی ہے کہ زمین ایک بہت بڑے سانپ کے سر پر جسکا نام سیس ناگ ہے اور جسکے ہزار سر ہین اور جو چارون طرف سے زمین کو گھیرے ہوئے ہے قایم ہے جس سے بطور تفاول یہہ مراد ہوتی

ہے کہ گویا شیس ناگ کے سر پر جو زمین کا محافظ ہے بنیاد قایم کیجاتی ہے۔
پس اس رسم کے موافق اس مکان کی بنیاد مین ہی علاوہ ریاست اور سرکار
انگریزی کے سونے چاندی کے سکوّن کے جو ایک فرنگستانی رسم ہے ایک
چھوٹا سا سونے کا سانپ بھی ایک بوتل مین ڈالکر رکھا گیا اور بوتل کے مونہہ پر
ایک چاندی کا پتّر رکھا گیا[1] جسپر مندرجہ ذیل عبارت فارسی حروف مین کندہ
تھی "آج بتاریخ اُنتیسوین چیت سمت ۱۹۳۱ ہندی مطابق سوم مارچ ۱۸۷۵ء موافق
بست ویکم ماہ صفر ۱۲۹۲ ہجری روز سہ شنبہ حضور رایٹ آنریبل لارڈ طامس
جارج بیرنگ صاحب بہادر بیرن آف ناربہ بروک جی۔ ایم۔
ایس۔ آئی نے جو از طرف علیا حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ کوئین وکٹوریا
شہنشاہ ہند و انگلنڈ کشور ہندوستان کے وایسرائے و گورنر جنرل ہین

---

[1] کسی چیز پر کچھ کہودکر یا لکھکر مکان کی بنیاد مین بطور یادداشت رکھدینے کی رسم
ہندوستان مین بہت عرصہ سے پائی جاتی ہے چنانچہ شاری پتّر اور موگلان کے شیو
(میناز) مین سے جو گدھ دیش (بہار) کے راجہ اشوک نے جو سن عیسوی سے ۲۶۳ برس
برس پہلے تخت نشین ہوا تھا بہیلسہ کے قریب سانچی مین بطور اُنکی یادگار کے بنوایا تھا شادی
پتّر اور موگلان کی ہڈیان جو بودہ مذہب کے بانی شاکمنی گوتم بدھ کے چیلے اور اس مت کے
بہت بڑے آچارج تھے ایک ڈبیا مین سے نکلی ہین جسپر پالی یعنی پراچین دیوناگری حروف مین ان

موافق خواہش حضور عالیجناب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ راجگان مہاراج راجیشر سپہ مہاراجہ مہندر سنگھ مہندر بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی والی پٹیالہ کے بنیاد مکان مہندر کالج یعنی مدرسہ اعظم دار الریاست پٹیالہ اپنے دست مبارک سے رکھی۔

مہاراج کا ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ کی ملاقات کے لئے کلکتہ جانا اور راجپورہ مین آنکی تشریف آوری کی یادگاری واسطے ایک گنج کی بنیاد کا رکھنا

جناب معلے القاب عالیجاہ رفیع پایگاہ ہز رایل ہائینس البرٹ اڈورڈ پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ ولیعہد سلطنت ہند و انگلینڈ کا ہندوستان مین تشریف لانا اگرچہ ایک ایسا واقعہ ہے جو اس ملک کی عام تاریخ سے علاقہ رکھتا ہے مگر اس سبب سے کہ مہاراج کو اوّل کلکتہ مین آنکی ملاقات اور تعارف ذاتی کا اعزاز حاصل ہوا اور پھر براہ نوازش وہ راجپورہ مین انکے مہمان ہوئے اور آنہون نے اسکی یادگاری واسطے اُنکے نام نامی پر وہان ایک نئے گنج کی آبادی کی بنیاد رکھی

دونون کے نام کندہ ہین۔ ۱۲۔ مؤلف

اس ریاست کی تاریخ خاص کے لئے بھی کچھ کم زیب و زینت کا باعث نہین ہے اسلئے ہم اس شاہانہ سیر و سفر کے متعلق چند ضروری اور عام مطالب لکھکر وہ خاص حالات قلمبند کرتے ہین جو اس ریاست سے متعلق ہین۔

واضح ہو کہ جب ۱۸۵۷ء کے غدر کے رفع ہونیکے بعد از روے ایکٹ پارلیمنٹ موسومہ (ایکٹ برائے احسن انتظام ہند) مصدورہ ۱۸۵۸ء جلوس حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا دام سلطنتہا اس مُلک کی حکومت آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی سے لیجاکر سیدہی تخت شاہی کے متعلق کریگئی تو ارل کیننگ صاحب نے جو اُسوقت اس مُلک کے وایسرے و گورنر جنرل تھے حضور شاہی مین اپنی یہہ راے پیش کی کہ اس نقل و تحویل حکومت کے اہل ہند کے ذہن نشین کرنیکی غرض سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصل علامت شاہی انکے پیش نظر کیجاے اور اسلئے مناسب ہے کہ جناب معلے القاب ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلز بہادر (جنکا سن شریف اسوقت ۱۸ سترہ سال کا تھا) اس مُلک مین بطور سیر و سیاحت تشریف لائین تاکہ جو امتیاز ایسٹ انڈیا کمپنی اور گورنمنٹ شاہی کے مفہوم مین ہے اور جسین سے ابتک بہت کم لوگ واقف ہین ہر کسکو معلوم ہو جاے۔ پس اگرچہ اُنکی یہہ راے پسند ہوئی اور سب ارکان دولت

نے حضور ممدوح کے اس سیر و سفر کے باب مین اپنی رضامندی ظاہر کی لیکن
ارل البگین جب ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی وفات اور چند امور کے
باعث سے یہہ مبارک امر وقوع مین نہ آسکا مگر جب ۱۸۶۹ء مین حضور ممدوح کے
چھوٹے بھائی ہز رایل ہائینس ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کے تشریف لانیکے
وقت اس ملک کے روسا و رعایا نے عموماً نہایت خوشی اور دلی تعظیم و تکریم اور
محبت ظاہر کی تو اس خیال سے کہ لوگون کو اپنے آیندہ شہنشاہ اور وارث تخت
و تاج کے دیکھنے سے زیادہ تر اطمینان اور گورنمنٹ شاہی پر اپنے سرایک طرح
کے سود و بہبود کا بھروسہ ہوگا اور بادشاہ و رعایا کے باہم ذاتی تعارف ہوجانیسے
سلطنت کو زیادہ تر استحکام ہوجائیگا اس امر کی پھر تحریک ہوئی اور ۱۸۷۵ء
مین بعد بہت سی غور اور بحث اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ شاہی کے باہم خط و
کتابت کے یہہ امر قرار پایا کہ حضور ممدوح شروع نومبر مین ہندوستان مین پہونچ
جائین اور یہہ سیر و سفر صرف بحیثیت ولیعہد سلطنت اور مہمان نواب ویسرائے
و گورنر جنرل کے ہو نہ بحیثیت قایمقام حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کے مگر
بطور نیابت ایک امر خاص کے یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو کلکتہ مین دربار فرما کر حضرت
ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کے نام سے جن جن رؤسا اور شرفا اور عہدہ داران سرکار

کو سٹار آف انڈیا کا معزز خطاب عطا فرمائے جانیکا منشا ہے اُنکو اُسکے تمغے وغیرہ
عنایت فرمائین تاکہ ہز ایکسلینسی وایسرائے کے رعب و داب اور وقار و منزلت مین
بھی فرق نہ آئے اور جو مقصود اُنکے اس مُلک مین تشریف لانیسے ہے وہ
حاصل ہو جاوے - چنانچہ ان اُمور اور حضور ممدوح کے کوچ و مقام کی مفصّل اور
باضابطہ اطلاع تیرہوین جولائی سنہ مذکور تار کے ذریعہ سے لارڈ نارتھ بروک
صاحب بہادر وایسرائے و گورنر جنرل ہند کو دیگئی اور اس سبب سے
کہ صاحبان خطاب جلیل سٹار آف انڈیا کا حسب قاعدہ اس دربار مین شریک ہونا
ضرور تھا اُنہون نے اُسی روز شملہ سے مہاراج کے نام اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھی
جسمین خیریت لکھکر تحریر فرمایا کہ ،، مجھے اُمید ہے کہ آپ اس مبارک موقع پر کلکتہ تشریف
لاسکینگے اور مجھکو یہ موقع حاصل ہوگا کہ جسطرح آپنے پٹیالہ مین میری دعوت کی
تھی مین بھی نیاز مندی کے ساتھ کلکتہ مین آپکو ویل کم (خیر مقدم) کہون اور
آپکے لئے کلکتہ کی سیر کو حتی المقدور ایک پسندیدہ سیر بناؤن ،، اور لکھا کہ بہ نسبت
تاریخ دربار اور انتظامات کے پہلے طور پر آپکی خدمت مین اطلاع پہنچیگی - ،،
چنانچہ تیسوین اگست کو صاحب سکرٹری آرڈر (خطاب) کی طرف سے انتظام
دربار کا معمولی سمن (اطلاعی پرچہ) آیا اور گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے مسٹر سی

ایل ٹیپر صاحب انڈر سکرٹری گورنمنٹ موصوف تشریف لائے اور پانچویں دسمبر کو مہاراج پٹیالہ سے سوار ہوکر علیگڈھ - بریلی - لکھنؤ - اور عظیم آباد ہوتے اور سیر کرتے ہوئے ستر ہویں کو تشریف فرمائے کلکتہ ہوئے - اور رسوم مقررہ کے ساتھہ (جنکا ذکر پہلے کئی دفعہ کیا جا چکا ہے) نواب لیسرائے بہادر کی ملاقات اور بازدید ہوکر تیئیسویں کو اپنے شہنشاہ زادہ کے استقبال اور انکی جناب میں ویل کم گذارش کرنیکو پرنسپ گھاٹ پر ان بڑے بڑے رؤسا صاحب ملک اور امرا اور شرفا کے ساتھہ شریک ہوئے جو باستثنائے سفیران شاہ ہند جو بطور نیابت اپنے بادشاہ کیطرف سے صرف مبارک باد دینے کو حاضر ہوئے تھے اکثر طبقہ جلیلہ سٹار آف انڈیا کے ممبر یا اس خطاب کے دینے کے لئے بلائے گئے تھے مثلاً مہاراجہ صاحب بہادر جموں - گوالیار - اندور - جیپور - جودھپور - ٹریوانکوڈ - ریوان - پٹنا - جوہور - سر سالار جنگ بہادر وزیر حیدرآباد دکن - راجہ صاحب بہادر جیند - ناہن - اور جنرل رندیپ سنگھہ رانا بہادر سپہ سالار نیپال وغیرہ -

اسوقت جو خوشی اور اُمنگ خاص و عام خصوصاً ان رئیسون اور امرا و شرفا کی حالت سے جنکو نواب لیسرائے بہادر نے حضور ممدوح الشان کی عقد

عالی مین خود پیش کیا اور جناب ممدوح الالقاب نے بکمال الطاف سے ہاتھہ بڑہاکر اُسنے مصافحہ فرمایا اور عنایت آمیز کلمات ارشاد فرمائے ظاہر تہی اُس سے یہہ بات خود بخود عیان تہی کہ لارڈ کیننگ صاحب آنجہانی نے جو خیال کیا تہا اور جسکے اظہار کی تہی وہ نہایت ہی صحیح اور مستحسن تہی۔

اب جسطرح ملاقات اور بازدید ہوئی اور مہاراج کو اپنے شہنشاہ زادہ اور آیندہ شہنشاہ سے ذاتی تعارف کا اعزاز حاصل ہوا اُسکی کیفیت سُنیئے کہ حضور معلےٰ نے چوبیسوین کی صبح کو دس بجے سب رئیسون سے پہلے مہاراج کو ملاقات کیواسطے یاد فرمایا۔ چنانچہ مہاراج ہمراہی مسٹر ٹپر صاحب اور اپنے نو اعلیٰ عہدہ دارون کے تشریف لیگئے اور گورنمنٹ ہوس کے شمالی مشرقی دروازہ سے پانسو گز کے فاصلہ پر حضور ممدوح کے دو مصاحبون اور میجر سارٹوریس صاحب نے جو میجر ہنڈرسن صاحب کی نیابت مین کام کرتے تہے استقبال کیا اور گاڑی سے اُترنیکے بعد صاحب موصوف اور ایک مصاحب نے ہمراہ ہوکر گورنمنٹ ہوس کے اُوپر کے زینہ تک پہنچایا اور گارڈ آف آنر نے سلامی کی اور فورٹ ولیم سے معمولی توپین سر ہوئین۔ یہان میجر ہنڈرسن صاحب جو بمنزلہ فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند حضور ممدوح کے

سٹاف مین پولیٹکل اُمور کے انجام دینیے کیواسطے مقرر کئے گئے تھے ملے
اور ہمراہ ہوکر ملاقات کے کمرہ مین جو گورنمنٹ ہوس کے تحت کے کمرہ کی
دائین طرف ایک بہت چھوٹا سا کمرہ تھا لیگئے اور حضور معلی نے جو فیلڈ مارشل
کی فُلڈریس وردی پہنے ہوئے تھے استقبال فرماکر اُسی کوچ پر جسپر تشریف
فرما تھے اپنی دائین طرف بٹھایا اور چند کلمہ وکلام کے بعد اپنا سونے کا بینوی
تمغہ جسکے ایک طرف حضور ممدوح کی شبیہ مبارک اور مہاراج کا نام نامی اور خطاب
سٹار آف انڈیا اور دوسری جانب حضور ممدوح کا اسم گرامی اور القاب و خطاب
اور انکی پلوم (کلغی) کی شکل منقوش تھی اور آسمانی فیتہ پڑا ہوا تھا اپنے
ہاتھہ سے پہنایا۔

اسوقت صرف مسٹر پیر صاحب مہاراج کے ساتھہ تھے اور حضور ممدوح کے
سٹاف مین سے صرف ڈیوک آف سدرلینڈ جو انگلینڈ کے بہت بڑے
امرا مین سے ہین اور سر بارٹل فریر صاحب جی۔ سی۔ ایس۔ آئی جو لارڈ
کیننگ صاحب کے عہد مین کونسل کے ممبر اور بمبئی کے گورنر رہ چکے ہین اور
جو اپنی مشہور و معروف دانشمندی اور واقف کاری اُمور سلطنت ہند کے باعث سے
تخصیص حضور ممدوح کے سٹاف مین مامور کئے گئے تھے حاضر تھے اور ہم گو

تحت کے کمرہ کی بائین جانب ایک گوشہ مین جہان حضور ممدوح کے شاف کے
جلو صاحبان عالیشان بلباس فلڈریس اسی غرض خاص کے لئے تشریف رکھتے
تھے بٹھائے گئے تھے مگر تھوڑی دیر کے بعد ہمکو بھی باریابی کی اجازت ہوئی
اور کھڑے کھڑے سلام ہوکر ہمارے حاضر ہوتے ہی حضور ممدوح نے مہاراج کو
اپنے ہاتھہ سے عطر و پان عنایت فرمایا اور اگرچہ پروگرام مین لکھا تو یہہ گیا تھا کہ ہمارے
سرداروں کو میجر ہنڈرسن صاحب کے سوا کوئی ایک اور عہدہ دار عطر و پان دیگا
مگر دیا اُنہون ہی نے کیونکہ کوئی اور شخص موجود ہی نہ تھا اور اُسیطرح مشایعت اور
سلامی وغیرہ ہوئی جسطرح استقبال ہوا تھا۔

اُنتیسوین کو ایک بجے حضور معلی مہ ڈیوک آف سدرلینڈ اور سر بارٹل
فریر اور جنرل بروون اور جنرل پروبن اور میجر ہنڈرسن اور آور اپنے
عالیقدر رفقا اور مصاحبین کے جو شمار مین بائیس آتے تھے ملاقات بازدید کیواسطے تشریف
لائے۔ راقم اور سردار دیوا سنگھہ صاحب دیوان۔ خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب
میر منشی اور سیّد امداد علی صاحب حاکم عدالت صدر جو استقبال کو گئے تھے
ساتھہ آئے اور جب سواری مکان کی دہلیز (پورٹی کو) مین پہنچی تو مہاراج نے
مع مسٹر ٹیپ صاحب کے پیشوائی کی اور ہاتھہ مین ہاتھہ دیئے ہوئے دربار کے

کمرہ مین لیگئے۔ تہوڑی دیر کے بعد مسٹر ٹیر صاحب نے سب اہل دربار کو پیش
کیا۔ اور اسکے بعد حضور ممدوح نے چند تحایف جنپر اُنکا اور مہاراج کا نام نامی مع
القاب و خطاب کے کندہ و مرقوم تہا اور پہلے سے ایک علحدہ مکان مین لاکر رکہے
گئے تہے طلب فرمائے اور براہ اخلاق کہڑے ہوکر اور چند مناسب کلمات ارشاد
فرماکر عنایت فرمائے جنمین سے کرچ کو جو حضور ممدوح نے اپنے دست خاص سے
عنایت فرمائی تہی مہاراج نے فخریہ طور پر فوراً زیب کمر فرمالیا اور جب عطر و
پان دینے کی رسم ہوچکی اور دربار برخاست ہوا تو حضور ممدوح نے اُن تحایف
کو ملاحظہ اور منظور فرمایا جو مہاراج نذر کرنا چاہتے تہے اور دربار کے ساتہہ ملے ہوئے
ایک کمرہ مین مناسب طور سے رکہے ہوئے تہے یعنی مہاراج کی تصویر جسکا دس ہزار
روپیہ کی قیمت کا مرصع فریم تہا اور مرصع البم جسمین مہاراج آلا نگہہ صاحب بہادر سے
لیکر مہاراج تک سب مہاراجگان پٹیالہ کی تصویرین اور دارالریاست پٹیالہ کے
خاص خاص مکانات کے عکسی نقشے تہے اور ڈہال اور تلوار جسکے پہول اور قبضہ وغیرہ
مرصع تہے اور سونیکی گہڑی جسکے اوپر کے ڈکنے مین مینے کی بنی ہوئی مہاراج
کی تصویر اور نہایت عمدہ موتیونکا چین تہا جسکو اجازت لیکر مہاراج نے اُنکے
زیب گلو فرمایا اور باتین کرتے ہوئے ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے خوشی خوشی سواری تک

تشریف لائے اور رخصت ہوکر دولتخانہ کو تشریف لیگئے اور استقبال کیطرح ہم لوگون نے مشایعت اور گارڈ آف آنر نے سلامی کی اور فورٹ ولیم سے توپین سر ہوئین۔

چونکہ اُن رسوم کے معلوم ہونیسے جنکے ساتھہ مہاراج اور مہاراجہ صاحب بہادر اندور۔ جودہپور۔ جیپور۔ کشمیر۔ گوالیار۔ بیگم صاحبہ بھوپال اور مہاراجہ صاحب بہادر ریوان۔ سے اسی ترتیب سے ایک ہی روز مُلاقات ہوئی تھی اس ریاست اور اُن ریاستون کا درجہ اور رتبہ اور وہ تفاوت جو گورنمنٹ اس باب مین ملحوظ رکھتی ہے معلوم ہوسکتا ہے اسلئے اِس موقع پر ان رسوم کی مُلاقات کی رسوم کا بیان کیا جانا خالی از فایدہ نہوگا۔ واضح ہو کہ ہمارا اور جودہپور کا پروگرام بالکل مطابق تھا۔ اندور۔ جیپور اور گوالیار کا پروگرام اگرچہ اور سب باتون مین ہمارے موافق تھا لیکن اس امر مین کہ ایک دو خاص ہمراہی سردارون کو میجر ہنڈرسن صاحب اور باقی کو کسی ایک اور عہدہ دار کے ہاتھہ سے عطر و پان کا دیا جانا لکھا تھا مختلف تھا۔ ریوان کا پروگرام بھی وہی تھا جو ہمارا تھا مگر ایک اِس بات مین کم تھا کہ اُنکے ہمراہی سردار آٹھہ تھے اور ہمارے نو۔ بھوپال کا پروگرام ریوان کے موافق تھا مگر اسمین اور اُسمین یہہ تفاوت

تہا کہ آندرو وغیرہ کی طرح اِنکے بہی خاص خاص اہلکارون کو عطر و پان کا میجر ہنڈرسن صاحب کے ہاتہہ سے ملنا لکہا تہا۔ کشمیر کے پروگرام مین اَور رون کی نسبت یہہ امتیاز تہا کہ اٹہارہ سردارون تک کے ہمراہ بہیجانے کی اجازت تہی اور گاڑی سے اُترنیکے بعد خود میجر ہنڈرسن صاحب اور ایک مصاحب ساتہہ ہوکر اُنکو ملاقات کے کمرہ مین لیگئے تہے۔

اب ہم حضور ممدوح کے راجپورہ مین مہمان ہونے اور اسکی یادگار کیواسطے وہان کے نئے گنج کی بُنیاد کے رکہے جانیکا ذکر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ حضور معلے کے سیر و سفر کا پروگرام جو ہندوستان مین تشریف لانیسے پہلے ہی تجویز ہوکر مشتہر ہوچکا تہا اُسمین جمون۔ جیپور۔ گوالیار اور اندور کے سوا کسی چہوٹے یا بڑے رئیس کی دارالریاست یا کسی اور مقام مین قدم رنجہ فرمانیکی تجویز نہ تہی لیکن جب مہاراج نے باصرار درخواست کی اور نواب ولیرسے مہاراو نے براہ مہربانی اسکی پیروی کیواسطے سعی فرمائی تو جناب ممدوح نے براہ نوازش اپنے سفر کا ہرج گوارا فرکر تہوڑی دیر کیواسطے راجپورہ مین جو پٹیالہ سے قریب پندرہ میل کے مشرق کیطرف ایک چہوٹا سا قصبہ ہے اُترنا اور کہانا نوش فرمانا منظور فرمایا۔ پس جب یکم جنوری ۱۸۷۵ء کو سٹار آف انڈیا کا دربار ہوکر قیصری کو حضور ممدوح بنارس کیطرف نہضت فرما ہوئے

تو مہاراج بہی نواب ولیم ایئے بہادر سے ملاقات رخصت فرماکر پٹیالہ کو سوار ہوئے
اور دعوت کی تیاری اور اہتمام بڑے شوق سے کرنے لگے اور چونکہ راجپورہ مین
کوئی ایسا مکان نتہا جو اس مقصد کے لایق ہوا سلئے چند بہت بڑے اور عمدہ
عمدہ خیمے ریلوے سٹیشن کے قریب مناسب طور سے لگائے گئے اور نہایت
عمدہ سامان سے انکو آراستہ اور پیراستہ کیا گیا اور سٹیشن بہی نہایت خوبی سے
سجایا گیا اور ہر ایک طرحکا تکلف جو مناسب اور ممکن نتہا کیا گیا۔ پس چوبیسوین
جنوری کو رات کے گیارہ بجے جب شاہی ٹرین سٹیشن پر پہنچی مہاراج نے جو پہلے
سے مع مسٹر جیمس ولیم میکناب صاحب کمشنر انبالہ جنکو گورنمنٹ پنجاب نے بطور خاص
رسومات تعظیم و تکریم مین مدد دہی کیواسطے بہیجا یا تہا موجود تہے حضور معلے کو دست
بدست گاڑی سے اُتارا اور خیمہ گاہ کو لے آئے اور ایک بڑی زرین کرسی پر جو
حضور ممدوح کے اجلاس کیواسطے مخصوص تہی بٹہایا اور اجازت لیکر اپنے اوّل درجہ
کے نو عہدہ دارون کو جنکو اس موقع پر حاضر رہنے کی اجازت تہی پیش کیا اور ہر ایک
کا عہدہ اور نام بتایا جنکی نذرین جناب ممدوح نے نہایت مہربانی سے ہاتہہ پہیرکر
معاف فرمائین اور اسکے بعد ایک دوسرے خیمہ مین جو آرام کے لئے مخصوص تہا
تشریف لیگئے اور تہوڑی دیر بعد باہر آکر اپنے عالیقدر رفقا اور مصاحبین کو مہاراج

کے پیش کیا اور تعارف کرایا اور سب کے نام اور عہدے بیان فرمائے اوجس خیمہ
مین کہانیکی میز لگی ہوئی تھی تشریف لیگئے اور مہاراج سے جو باین طرف بیٹھے ہوئے
تھے باتین کرتے اور کہانا نوش فرماتے رہے۔ جب کہانیسے فراغت ہوچکی تو
مہاراج نے کھڑے ہوکر اوّل حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے توسٹ کی تحریک کی
اور پھر چند منٹ بعد مندرجہ ذیل تقریر فرماکر (جسکا ترجمہ مسٹر میکناب صاحب نے انگریزی
مین پڑھکر سنایا) حضور ممدوح کی صحت وسلامتی کے لئے جام مسرت پیئے
جانیکی تحریک فرمائی۔

سپیچ

حضور عالیجناب معلے القاب پرنس آف ویلز بہادر۔ آجکی تاریخ خاندان
پٹیالہ کے لئے ایک نہایت خوشی اور فخر کی تاریخ ہے کہ حضور نے جو ہماری نہایت
ذی شوکت اور نہایت رحیم شہنشاہ علیا حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے فرزند ارجمند
اور خود ہمارے آیندہ شہنشاہ ہین میری ناچیز دعوت کو قبول فرماکر ریاست پٹیالہ کو
افتخار بخشا۔ خاندان پٹیالہ کو اس بات کا بڑا گھمنڈ ہے کہ تہتر برس سے یعنی جب سے
کہ اسکو سرکار عظمت مدار انگلشیہ کے ساتھ دوستانہ تعلق حاصل ہوا ہے تمام ریاستہائے
ہندوستان مین سے یہہ خاندان اپنی متواتر اور مسلسل اور غیر منقطع خدمات کی بدولت

سے ایک خاص طرحکی برتری اور امتیاز اور شہرت رکھتا ہے اور انہین وجوہ سے ہمیشہ گورنمنٹ شاہی کی نوازش ہائے بیشمار کا مورد رہا ہے اور اُمید ہے کہ آیندہ بھی ایسی ہی عنایت اس خیرخواہ خاندان پر ہیگی - یہہ مقام (راجپورہ) اگرچہ اب تھوڑے عرصہ سے قریب تر ریلوے سٹیشن کے اس جگہہ ہونیکے باعث سے دارالریاست پٹیالہ کا دروازہ گنا جاتا ہے لیکن اس جگہہ نہ تو کوئی بڑا شہر ہے اور نہ کوئی ایسی عمدہ عمارت ہی ہے جو حضور کے شوق سیر کو اپنی طرف مایل کرے نہ کسی اور تاریخی واقعہ سے یہہ جگہہ قابل توجہ اور ممتاز ہے پس ایسے مقام مین جو حضور نے محض میری توقیر اور عزّت افزائی کے لئے اپنے سفر کا حرج گوارا فرماکر مجھے اعزاز بخشا ہے یہہ ایک نمایان ثبوت اُسی خاص شاہانہ نظر عاطفت کا ہے جس سے حضور کی گورنمنٹ نے ہمیشہ اس ریاست کو دیکھا ہے - پس مین نہایت صدق دلسے حضور کے اس لطف خاص کا شکریہ ادا کرتا ہون اور گذارش کرتا ہون کہ ہرچند یہہ چند خیمے جنمین میری اس ناچیز دعوت کا سامان ہے حضور کی شاہانہ قدر و منزلت کے لایق نہین ہین مگر ہمارے اُسلاف ہندوستان مین یہہ ایک مثل مشہور ہے کہ "صدر ہر جاکہ نشیند صدر است"

آجکی رات ریاست پٹیالہ کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار ہیگی اور مجھے اس امر

کے خیال کرنیسے بڑی مسرت ہے کہ اپنے خاندان مین مین وہ اوّل شخص ہُون جسنے اپنے آیندہ شہنشاہ سے شرف ملازمت حاصل کیا۔ مین اس امر سے واقف ہون کہ حضور اور علیا حضرت ملکہ معظمہ دام ظلہا خاندان پٹیالہ کی خدمات اور اُسکی وفاداری اور فرمان پذیری کی تاریخ سے بخوبی آگاہ ہین پس خدا نکرے کہ پھر کوئی ایسا موقع پیش آئے کہ سرکار کو میری خدمات کی ضرورت ہو لیکن بالفرض اگر کوئی ایسا اتفاق پیش آئے تو مین نہایت صداقت سے عرض کرتا ہُون کہ مین اپنی فوج اور خزانہ اور اپنی جان سے سرکار کی خدمت کے لیئے حاضر ہون اور مجھے امید ہے کہ جسطرح میرے بزرگون سے خیرخواہی اور اطاعت گورنمنٹ کے خیالات مجھے بطور میراث ملے ہین اسیطرح پشت بہ پشت میری اولاد بھی اس امر پر فخر کیا کریگی۔ اب مین اپنے اس التماس کو حضور اور حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا اور تمام خاندان شاہی کی صحت اور سلامتی اور حضور کی سلطنت کی بقا کی دُعا پر جو ہمارے لئے بہت سی برکتون کا باعث ہوئی ہے ختم کرتا ہون اور سب صاحبان عالی منزلت سے جو اس مجمع مین میرے ساتھ اس خوشی مین شریک ہین خواہشمند ہون کہ حضور کی صحت اور سلامتی کا ٹوسٹ پئین۔"

اسکے بعد حضور ممدوح الشان اپنی کرسی سے کھڑے ہوئے اور مہاراج کو مخاطب

فرما کر ایک تقریر فرمائی جسکا مطلب قریب قریب یہہ تہا کہ،، آپنے جو نہایت گرمجوشی اور صداقت دلی سے ہماری دعوت اور مہمان داری اور استقبال وغیرہ کیا مین اسکی بابت آپکی خدمت مین دلی شکریہ ادا کرتا ہون - آپکے خاندان کی خیرخواہی اور وفاداری کا اظہار جسکے لئے آپکا خاندان مشہور ہے آج جو میری اس دعوت اور استقبال اور اپنی دلچسپ تقریر مین آپنے کیا ہے مین بہت خوشی سے اسکا ذکر حضرت ملکہ معظمہ کے حضور مین کرونگا اور ہمیشہ آپکی صحت اور سلامتی اور آپکی ریاست کی بقا اور بہبودی میری عین مراد ہے،، اور اہل مجلس کیجانب متوجہ ہوکر مہاراج کی سلامتی کے ٹوسٹ کی تحریک فرمائی اور تہوڑی دیر چرٹ پیتے رہے پہر ملاقات کے خیمہ مین تشریف لاکر تصویرات وغیرہ سامان آرایش کو جو اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا تہا دیکہا اور مہاراج کی ایک تصویر پسند فرماکر ازراہ عنایت خاص لے لی اور سوار ہوکر سٹیشن پر آئے اور چند لمحہ آتشبازی کا ملاحظہ فرمایا اور رخصت ہوکر بدولت و اقبال آگے کو تشریف لیگئے اور اس جلسہ کے کامیابی کے ساتہہ ختم ہونیکی بابت نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے تار کے ذریعہ سے مہاراج کو مبارکباد دی اور چونکہ یہہ پُرمسرت واقعہ ہمیشہ یاد رکہنے کے قابل تہا مہاراج نے چھبیسوین کو بساعت سعید اُس مقام پر جہان خیمے نصب تہے اپنے ہاتہہ سے ایک

نے گنج کی بنیاد رکھی جسکا نام حضور ممدوح اور مہاراج کے نام نامی کی مناسبت سے البرٹ مہند گنج رکھا گیا۔ اس موقع پر جو دو عمدہ قطعہ تاریخ میرے سب سے چھوٹے بھائی خلیفہ سید محمد محسن صاحب مہاراج کے مصاحب نے لکھکر پیش کئے اور مہاراج نے ازراہ قدردانی اسکے صلہ مین مرصع کڑونکی جوڑی انکو مرحمت فرمائی تضمن طبع ناظرین کے لئے ہم یہان نقل کرتے ہین۔

قطعہ

ولیعہد شہنشاہ فلک قدر — چو مہمان شہ باعز و شان شد
مہاراجہ مہندر سنگھ صید شکر — ازین اعزاز فخر خاندان شد
پر از شادی و عشرت زین ملاقات — ہمانا از زمین تا آسمان شد
بگو تاریخ خوش از روئے حشمت — متین (خورشید با مہ ہمقران شد)

۱۸۷۶ء

قطعہ دیگر

بنام نامی شہزادہ البرٹ اڈورڈ — نہادہ شد چو بنائے عمارت این گنج
شد از حضور مہاراجہ حکم تاریخش — بنام داعی دولت متین قافیہ سنج
بگفت سال بنایش ز روی استحکام — سروش غیب بمن با صدائے خوش آہنج
بگو (جناب مہاراجہ مہندر سنگھہ — بنا نہادہ البرٹ مہند گنج) ۱۸۷۶ء

کلکتہ جانیکے موقع پر علاوہ اُن رئیسوں کے جنسے پہلے ملاقات ہی مہاراج جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندیہ والی گوالیار اور مہاراج رام راج صاحب بہادر والی ٹریوانکور۔ اور نواب سید تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ وزیر حیدرآباد دکن سے ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار کے ہان اوّل مہاراج تشریف لیگئے اور پھر وہ تشریف لائے اور اسطرح پر ملاقات ہوئی کہ اُنکے وزیر سر راو راجہ گنپت راؤ دادا صاحب کہڑ کے شمشیر جنگ بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی نے سواری تک استقبال کیا اور ملاقات کے کمرہ کے دروازہ تک خود سیندیہا صاحب بہادر تشریف لائے اور رخصت کیوقت مہاراج کو خود اُنہوں نے اور ہمراہیوں کو ایک بڑے عہدہ دار نے عطر دیان دیا اور اُسیطرح مشایعت

۱؎ ڈاکٹر ولیم ہارورڈ رسل صاحب جنہوں نے حضور پرنس آف ویلز بہادر کا سفر ہندوستان بحیثیت اُنکے اردی اور عارضی پرائیوٹ سکرٹری کے تحریر کیا ہے لکھتے ہیں کہ "مہاراجہ صاحب بہادر ٹریوانکور قوم کے راجپوت اور اپنے مذہب کے نہایت پابند ہیں اور سنسکرت میں اچھی استعداد ہے اور سنسکرت زبان کے علوم میں پنڈتوں کے ساتھ مباحثہ کا بڑا شوق رکھتے ہیں اور مرہٹی۔ تامل۔ تلنگانی اور اردو زبانوں کے علاوہ انگریزی کو بہت صفائی کے ساتھ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ علم سیاسی کے بھی شایق ہیں اور خود بھی اُنکو اسمیں بڑی دستگاہ حاصل ہے۔ ریاست کے کاروبار میں ہمیشہ عجیب شخص ہیں اور اُنکا جو کام ہے نہایت ٹھیک ٹھاک ہے" اس ریاست کا قبیہ ۷۶ ہزار مربع میل مربع اور آبادی بقول ڈاکٹر صاحب موصوف تینتیس لاکھ دس ہزار اور بقول مسٹر ایچیسن صاحب مصنف

ہوئی جسطرح استقبال ہوا تھا۔ علی ہذا جب وہ تشریف لائے اسطرف سے عمل ہوا اور جیسا کہ سینڈیسیا صاحب بہادر کا منشا تھا کچھ تحفہ تحایف جیسا کہ اکثر دستور ہے طرفین سے لیا دیا نہین گیا مگر صرف ایک بیش قیمت گھڑی جسکے اوپر کے ڈکھنے مین مہاراج کی سینے کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت تصویر تہی جو مہاراج نے بطور یادگار انکو دی اور اُنہون نے اُسکو قبول کیا۔

مہاراجہ صاحب بہادر ٹریوانکور جنکے مزاج مین اس قسم کے تکلفات کہ کون پہلے آئے اور کون پیچھے جائے نہین ہین اور جو اپنے پرائیوٹ سکرٹری کو بھیجکر از خود محرک ملاقات ہوئے تھے تشریف لائے اور بلحاظ اُنکے حسن اخلاق اور بے تکلفی کے مہاراج نے سواری کے قریب تک استقبال فرمایا اور جب مہاراج تشریف لے گئے

کتاب عہد نامجات بارہ لاکھ باسٹھ ہزار روپیہ سونسینا لیس ہے مگر ہمکو شک ہوتا ہے کہ کتاب عہد نامجات کے ترجمہ نے شاید غلطی سے بائیس کی جگہہ بارہ لکھدیا ہے ورنہ اسقدر تفاوت کا ہونا تعجب سے خالی نہین ہے۔ آمدنی بقول مسٹر ایچیسن جو بائیس لاکھ پچاسی ہزار ہے لیکن خود مہاراجہ صاحب موصوف نے مہاراج سے ایک تذکرہ مین پچپن لاکھ بیان کی تہی۔ اس ریاست کا دارالحکومت تریونیدم آٹھ درجے عرض البلد شمالی اور ستتر درجے طول البلد شرقی پر مدراس پریزیڈنسی کے جنوبی حصہ مین ساحل ملابار کی جانب عین سمندر کے کنارہ آباد ہے۔ رئیس کی سلامی گورنمنٹ سے اُنیس توپ کی مقرر ہے اور آٹھ لاکھ دس ہزار روپیہ ریاست گورنمنٹ کو خراج دیتی ہے۔

تو اسیطرح اُنہون نے عمل کیا۔ اُنکے مزاج کی سادگی اور بے تکلفی اسی سے سمجھلینی چاہیئے کہ باوصفیکہ پچپن لاکھ روپیہ کا مُلک اُنکے زیرنگین ہے کلکتہ مین صرف شاہ شیا شاستری صاحب دیوان اور دو تین اَور اہلکار ساتھ تھے اور جب مہاراج کی ملاقات کو تشریف لائے تو صرف پرائیوٹ سکرٹری جو قوم کا برہمن اور ایک ہوشیار شخص ہے اور ایک چوبدار ہمراہ تھے۔

سر سالار جنگ بہادر کی ملاقات اسطرح پر ہوئی کہ اُنکو مہاراج کے دولت صاحب سواری تک استقبال کر کے لائے اور مہاراج نے سر و قد تعظیم کی اور ہاتھ ملایا اور اپنی داہنی طرف ایک چھوٹی کرسی پر بیٹھایا اور اوّل اُردو مین اور پھر جب اُنھون نے فارسی مین پوچھا کہ "مینے سُنا ہے کہ آپ فارسی مین بخوبی بات چیت کر سکتے ہین" تو فارسی اور پھر اسی سوال کے انگریزی مین کرنے پر انگریزی مین اُنسے گفتگو فرماتے رہے اور اپنے ہاتھ سے عطر و پان دیا اور کھڑے ہو کر رخصت فرمایا اور دو مصاحب سواری تک چھوڑ آئے۔

اِس سفر مین مہاراج نے اپنے دلی شوق کے باعث سے کلکتہ جاتے ہوئے چند گھنٹہ ٹھہر کر علیگڈھ انسٹیٹیوٹ اور مدرسۃ العلوم کو ملاحظہ فرمایا جو میرے شفیق اور قوم کے سرگرم اور دلی خیرخواہ آنریبل مولوی سیّد احمد خان صاحب بہادر

سی۔ ایس۔ آئی ممبر لیجس لیٹو کونسل گورنمنٹ ہند کی دردمندانہ اور بے بہا کوششوں کا نتیجہ ہین اور جنسے ملک اور قوم کو بے انتہا فایدہ پہنچنے کی اُمید ہے اور ازراہ فیاضی وعلم دوستی اٹھارہ سو روپیہ سالانہ کا ایک دایمی وظیفہ اس شرط سے عطا فرمایا کہ اُسکا صرف صرف دنیوی عُلوم کی تعلیم مین ہوتا رہے اور اپنی مُہر اور دستخط سے اِسکی سند مدرسۃ العلوم کی کمیٹی کو عنایت فرمائی۔

مہاراج کی وفات اور اُنکے عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور لارڈ لٹن صاحب بہادر وایسرائے گورنر جنرل ہند کے

اگرچہ یہہ بات انسان کی جبلّی ہے کہ جس سے جسکو محبّت ہوتی ہے اور جس سے جسکو تعلق ہوتا ہے اُسکی جُدائی سے اُسکو رنج والم ہوتا ہے اور اُسکی مفارقت سخت صدمہ پہنچاتی ہے خصوصاً جبکہ جُدای ایک دایمی جُدائی اور مفارقت ایک ابدی مُفارقت ہو مگر جو لوگ دنیا کے نشیب و فراز کو سوچتے اور موجودات کے تغیّر اور انقلاب پر غور کرتے رہتے ہین وہ موت کو بھی خواہ وہ کسی کی جوانی ہی کی موت کیون نہو ایک معمولی اور طبعی امر خیال کر کے اپنے دلکو لاحاصل رنج وغم کے جال مین نہین پھنساتے اور طبیعت کو بیفایدہ غم واندوہ مین مبتلا ہونے نہین دیتے کیونکہ جب وہ دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے نبی اور پیغمبر جنکا فرشتے

بھی دم بھرتے تھے قضا کے سامنے اُنکی بھی کچھ نہ چلی اور اُنکو اپنے وقت پر اس
دنیا کو چھوڑنا ہی پڑا اور بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہ جو کوس لمن الملکی بجاتے
تھے اور ہزاروں لاکھوں آدمی اُنکے محکوم تھے جب موت آئی تو کوئی بھی اُنکو
بچا نہ سکا اور اُنہوں نے تن تنہا بے یار و مگسار اپنی راہ لی اور بڑے بڑے
عاقل اور حکیم جو علم و عقل کے زور سے آسمان کے تارے توڑتے تھے وقت
کے پہنچنے پر ٹھہرنے کی کوئی بھی تدبیر نکر سکے اور بُلاتے کے ساتھ ہی اُنکو جانا ہی
پڑا اور بڑے بڑے بہادر پہلوان اور جنگجو شہسوار جنکے نام سے دنیا کو لرزہ چڑھتا
تھا اجل کے پانوؤں کے تلے چیونٹی کیطرح کچل گئے اور ذرا بھی ہاتھ پانوں
نہ ہلا سکے تو سمجھ لیتے ہین کہ امیر ہو یا غریب جوان ہو یا بوڑھا جو موجود ہوا ہے اُسکو
ایکدن معدوم ہونا ہے اور زبردست ہو یا کمزور عاجز ہو یا توانا جو آیا ہے اُسکو
ایک روز جانا ہے اور اُنکی یہہ سمجھ اُنکے دلکو تسلی اور طبیعت کو اطمینان دلاتی رہتی
ہے اور وہ سخت سے سخت حادثون مین بھی اپنے خالق اور مالک کی مرضی
پر جو کسیطرح ٹالے نہین ٹل سکتی راضی اور شاکر رہتے ہین پس ہمکو بھی مناسب ہے
کہ ایسے لوگون کی تقلید سے گذشتہ لوگون کے حال پر نظر کرکے اپنے غمزدہ دلکو
تسلی دین اور مہاراج کی وفات کے واقعہ کو جو اُنکے دوستون اور ہواخواہون

کے لئے فی الواقع ایک سخت حسرت ناک واقعہ ہے صرف تاریخی طور سے قلمبند کرین۔

واضح ہو کہ مہاراجکی طبیعت قریب تین سال سے اکثر نادرست رہتی تھی جسکا باعث ابتدا یہہ ہوا کہ اپریل ۱۸۷۳ء مین جب اُنکے لخت جگر ولیعہد ریاست کا جسکی پیدایش کا سنہ ۱۸۷۴ء مین ہوئی تھی اور جس سے اُنکو ایک بیحد محبت تھی انتقال ہوگیا تو غم علط کرنیکو کمبخت شراب کا زیادہ استعمال کیا اور عمر اور موسم کے ناموافق ہونیکے سبب سے طبیعت بگڑ گئی اور اگرچہ بڑی کوشش سے علاج ہوا کیا مگر سبب کے منقطع نہونیکے باعث سے بگاڑ بڑہتا ہی گیا اور جگر مین خرابی آجانیکی وجہہ سے رفتہ رفتہ بھوک بالکل جاتی رہی اور روزمرّہ کے استفراغ اور مسہل اور کم غذائی کے باعث سے جسم سوکھکر کانٹا ہوگیا اور اعضا رئیسہ خصوصاً دماغ مین نہایت ضعف آگیا اور آخرکار اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آٹھوین اپریل ۱۸۷۶ء کو جبکہ وہ طلبا پٹیالہ کالج کو سالانہ انعام تقسیم فرمانیکے لئے مہندر باغ کی کوٹھی کو جاما چاہتے تھے درباری لباس پہنکر محل کے کمرے سے باہر آنیکو تھے کہ یک بیک مرگی کی بیماری لاحق ہوئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور چونکہ تھوڑی سی زندگی اور باقی تھی علاج معالجہ کے ہونیسے گھنٹہ بھر کے بعد ہوش آگیا مگر اسی صدمہ نے جو دماغ

کی کمزوری اور خرابی کا نتیجہ تہا ایسا مضمحل کردیا کہ **مسٹر لیپل گرفن صاحب** سکرٹری گورنمنٹ پنجاب (جو دو تین دن سے دوستانہ ملاقات کے لئے آئے ہوئے تہے) جب عیادت کو تشریف لائے تو اٹہکر بیٹہہ نہ سکے اور لیٹے ہی لیٹے بہت آہستہ آہستہ اُنسے باتین کرتے رہے اسکے بعد بارہوین کی صبح تک طبیعت اچہی رہی اور چونکہ اُس روز تہوڑا سا پانی برس گیا تہا اور ہوا ٹہنڈی اور فرحت ناک تہی شکار کے ارادہ سے (جسکا انکو بہت ہی شوق تہا) گاڑی مین بیٹہکر شکار کو تشریف لیگئے مگر اتنی طاقت کہان تہی کہ شکار کھیلتے ناچار تمام دن بنگلہ مین (جو شکارگاہ مین بنا ہوا ہے) لیٹے رہے اور رات کو گاڑی مین لیٹے ہوئے واپس آئے اور اُسی شوق اور طبعی ہمت و جرات کے سبب سے اگلے دن علی الصباح پہر جانیکو تیار ہوے اور اگرچہ اُنکے معالج **حکیم کریم اللہ صاحب** اور **خلیفہ سید محمد حسین صاحب** میر منشی نے (جو ایک سرکاری ضرورت کے سبب سے اُسوقت چلے گئے تہے) بہت روکا مگر وہ یہہ خیال کرکے کہ چلنے پہرنے سے طبیعت کو فرحت ہوگی تشریف لے ہی گئے اور حکیم صاحب کو بہی ساتہہ لیگئے لیکن اسدن بہی کچہہ شکار نہ کہیل سکے اور غروب آفتاب کے قریب جو واپس آنیکے ارادہ سے ہاتہی پر سوار ہوکر چند قدم چلے اور چہرّے سے ایک خرگوش مارا تو معاً اُسی

مرض نے پھر عود کیا اور ہاتھی ہی پر بیہوش ہو گئے۔ حاضرین نے یہہ حال
دیکھکر ہاتھون ہاتھہ پہلے ایک چھوٹے ہاتھی پر اور پھر زمین پر اُتارا اور وہین لیجاکر
ہاتھہ پانون کی مالش کرنے لگے اور ہم لوگون کو جو پٹیالہ مین تھے اطلاع کی۔ رات
کے آٹھ بجے کو تھے کہ جب یہہ وحشت خبر میرے پاس پہنچی۔ پس مین فوراً سردار
دیوا سنگھہ صاحب دیوان۔ سیّد امداد علی صاحب حاکم عدالت صدر اور
خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی کو ساتھہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا مگر
بدقسمتی سے ہمارے پہنچنے مین عجیب پیچ پڑا یعنی جہان مہاراج تشریف رکھتے تھے
شہر سے وہان کو دو راستے جاتے ہین جنمین سے ایک ذرا لمبا ہے مگر صاف
ہے اور گاڑی بآسانی چل سکتی ہے۔ دوسرا چھوٹا ہے مگر صاف نہین ہے
اور بارش مین اکثر جا بجا پانی بھر جاتا ہے۔ پس اگرچہ اسمین کسیقدر پانی ہی بھرا ہوا
تھا مگر جلد پہنچ جانیکے خیال سے ہم اسی راہ سے گئے۔ اُدھر یہہ اتفاق ہوا کہ بخشی
گنڈا سنگھہ صاحب اور ہماری سردارون نے جب کچھہ افاقہ ہوتا نہ دیکھا تو اُنکو
گاڑی مین لٹاکر دوسرے راستہ سے قلعہ مین لے آئے چنانچہ جب ہم ایک
سوار کے کہنے سے نصف راہ سے پھر کر آئے تو ہم سے چند منٹ پہلے وہ قلعہ
مین پہنچگئے تھے مگر اُسوقت سے یعنی جبسے کہ بیماری نے عود کیا اسوقت تک

برابر بیہوش تھے ناچار سب سرکاری طبیب بلائے گئے اور انبالہ کے سول سرجن کے
بلانیکے واسطے تار بھیجا گیا اور طبیبون نے جو مناسب وقت دیکھا کیا مگر ڈاکٹر صاحب پہنچنے
پایا اور نہ ہندوستانی طبیبون کے علاج سے کچھ ہوسکا اور یہہ سرخیل رؤسا پنجاب بغیر
کچھ کہے سنے اور نصیحت و وصیت کے قریب چوبیس برس کی عمر مین رات کے ایک
بجے دنیا سے سدھار گیا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل
سیر ندیدم و بہار آخر شد۔

مہاراج کے عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور ہز ایکسلینسی لارڈ ایلن
صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی رائے جو اس سال (۱۸۴۳ء) کی
رپوٹ مین درج ہوئی اور جو ہز ایکسلینسی نے چٹھی جنوری ۱۸۴۳ء کو حضور مہاراج
راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کو مسند نشین کرتے وقت دربار مین
علانیہ ظاہر فرمائی ہمارے لئے اس امر کی ضرورت باقی نہین رکھتی کہ ہم بھی
اسباب مین کچھ بیان کرین۔ اسلئے ہم گورنمنٹ موصوف کی صرف اس رائے کا
یہان نقل کردینا کافی سمجھتے ہین اور ہز ایکسلینسی لارڈ ایلن صاحب بہادر
کی رائے عنقریب آیندہ نقل کرینگے مگر اتنا لکھدینا ہمپر بھی فرض ہے کہ اگرچہ
مہاراج کے عہد مین کونسل رجنسی کے عہد کی نسبت اسیقدر بلکہ اس سے ایک

برس کم مدت مین صیغہ مال کی بعض فروعات کی اصلاح اور درستی کے سبب سے غیر کسیطرحکی وقت یا رعایا کی تکلیف کے اور باوجود چھوڑے جانے بہت سے تکلیف دہ محصولون کے ملک کی آمدنی مین قریب چالیس لاکھہ روپیہ سال کے اضافہ ہوگیا اور سب قسم کے اخراجات کے بعد جنمین بتیس لاکھہ تیس ہزار روپیہ مصارف نہر ستلج اور اٹھارہ لاکھہ ساٹھہ ہزار قیمت جواہرات نو خرید موجودہ ریاست بھی شامل ہے چھ برس کے عرصہ مین قریب اٹھائیس لاکھہ روپیہ کے نقد پس انداز رہا اور دیگر زر جو اس موجودہ خزانہ ریاست کے سوا پونے تین لاکھہ روپیہ سال کی آمدنی کے ستر لاکھ روپیہ کے گورنمنٹ پر امیسری نوٹ انکی وفات کے وقت موجود تھے مگر تب بھی بعض خود غرضون نے انکہون پر ٹھیکری رکھکر انکے انتظام کو دھبہ لگانیکی خاطر انکی وفات کے بعد انکو دیندار اور مقروض مشہور کیا اور ان بیشمار اصلاحون اور ترقی ملک کے عمدہ کامون سے جو انکے عہد مین وقوع مین آئے چشم پوشی کرکے طرح طرح سے انکے زمانہ کو ایک تاریک زمانہ اور انکے عہد کو ایک خراب عہد مشہور کرنیمین کوشش کی۔

رائے گورنمنٹ پنجاب مندرجہ فقرہ دوم پیروٹ مجموعی ۱۸۷۶-۷۷ء

"نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اس برس کی رپوٹ مین مہاراجہ رنجیت سنگھ

صاحب بہادر والی پٹیالہ کے انتقال کا حال نہایت افسوس کے ساتھ درج فرماتے ہین جو بہت سی صورتون مین ایک نہایت روشن ضمیر و سا رپنجاب مین سے تھے انکو ایک نامور ہندوستانی عالم نے نہایت احتیاط کے ساتھ تعلیم دی تھی اور انکی ریاست کا انتظام بابت چند سال گذشتہ کے ایسا تھا کہ اگر اُسکا ہندوستان کی کسی اور ریاست سے مقابلہ کیا جائے تو اسکو ترجیح ہو سکتی ہے انکی حیات کے پچھلے مہینون مین بلاشبہ بعض صیغون مین بہت بدانتظامی اور بے ضابطگی ظہور مین آئی تھی مگر اسکا باعث حوادث اتفاقیہ تھے اور خیر یہہ کہ بسبب فتور صحت اور ضعف قوا کے اپنے تئین قابو مین نہین رکھہ سکتے تھے لیکن یہہ امر اس عام بیان کو ضعیف نہین کرتا کہ وہ اپنی جبلی لیاقت اور انتخاب وزرا و دانشمند سے اپنی ریاست کا انتظام بڑی لیاقت اور کامیابی کے ساتھہ کرتے رہے۔ ضوابط کارروائی جو اس ریاست مین معمول ہے تھے وہ وہی ہین جو برٹش گورنمنٹ مین ہین۔ بجٹ سالانہ بھی تیار ہوتا تھا اور عدالتون مین انگریزی قواعد سہل تر بنا کر جاری کئے گئے تھے اور باوجود صرف کثیر نہر سرہند کے جو آخر الامر ریاست کے بڑے انتفاع کا باعث ہوگی اخراجات ریاست معمولی طور سے بڑی احتیاط کے ساتھہ آمدنی کے اندر ہی رکھے جاتے تھے "

مہاراج راجندر سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہ کی نابالغی کے سبب سے کونسل بجنسی کا مقرر ہونا

مہاراج مہندر سنگھ صاحب بہادر کے انتقال کیوقت یہ حضور مہاراج راجندر سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہ کا سن شریف اس حساب سے کہ ولادت باسعادت پچیسوین مئی ۱۸۷۸ء کی ہے کچھ کم چار برس کا تھا اور اسلئے موافق منشا واجب العرض منظور شدہ ۱۸۵۹ء جسکا ذکر ایک موقع پر ہم پہلے کر آئے ہین اور جسپر اس پر اندوہ حادثہ کے باعث اسوقت دوبارہ عمل کئے جانیکی ضرورت ہوئی اجرا کاروبار ریاست کیواسطے انتخاب اور تقرر ایک کونسل بجنسی کا ضرور تھا اور چونکہ یہہ امر بسیقدر وطلب تھا اسواسطے مسٹر لیپل گرفن صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے جبکہ وہ بموقع انتقال مہاراج مہندر سنگھ صاحب بہادر یہان تشریف لائے تھے یہہ تجویز کردیا تھا کہ تا تجویز اخیر اس معاملہ کے انتظام ریاست بطور عارضی زیر نگرانی راقم ہوتا رہے چنانچہ اسوقت سے تیرہوین اگست سنہ مذکور تک اسیطرح کام ہوتا رہا اور چونکہ اس عرصہ مین سپریم گورنمنٹ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی رپوٹ کی جو اسباب مین کی تھی منظوری آگئی تو مسٹر گرفن صاحب بہادر معہ کپتان مارٹن صاحب پرائیوٹ سکرٹری نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب مکرر تشریف لائے اور چودہوین اگست

کی شام کو دربار میں جسمیں راجہ صاحب بہادر جیند و نابہ بھی صاحب موصوف نے بُلاکر شامل کر لئے تھے تقرر کونسل کا اعلان فرمایا اور یہہ تقریر کی۔

تقریر

مہاراجہ صاحب بہادر راجہ صاحبان و اہلکاران و سرداران چند مہینے گزرے جب میں بعد انتقال مہاراجہ مہندر سنگھہ صاحب بہادر سر گباشی جنکی وفات کا گورنمنٹ کو بھی اسیقدر افسوس ہے کہ جسقدر ریاست کے لوگوں کو ہے پٹیالہ آیا تھا اُس موقع پر میںنے حسب الحکم نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اسوقت تک کے واسطے کہ جبتک حکم اخیر پیشگاہ گورنمنٹ سے صادر ہو کاروبار ریاست کے جاری رہنے کا انتظام کر دیا تھا۔ جہانتک کہ میں رائے دیسکتا ہوں یہہ چند روزہ انتظام جو اس موقع پر کیا گیا تھا عمدہ طور پر چلتا رہا اور اہلکارون نے کاروبار ریاست کو قابلیت کے ساتھہ انجام دیا۔ میں نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں رپوٹ کرونگا کہ میںنے ہر ایک امر کا انتظام درست پایا اور یہہ خصوصاً خلیفہ سید محمد حسن صاحب اور پریم اعظم اور دیوان دیوا سنگھہ صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جسکا میں اس حسن کارگذاری کی بابت گورنمنٹ کیطرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن یعنی مہاراجہ صاحب بہادر یکنٹھہ باشی

کے فرزند اجمند بہت خورد سال ہین اور اس بات کو ایک عرصہ دراز چاہیئے کہ
وہ امور ریاست کے انتظام کو اپنے ہاتھہ مین لین اسلئے یہہ بات ضرور ہے کہ
انکی نابالغی کے زمانہ مین ریاست پٹیالہ کے واسطے مستقل انتظام کیا جاے۔
آپ سب صاحب اس بات سے واقف ہین کہ اعلی حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ
نے ۱۸۵۹ء مین رد سا پٹیالہ جیند اور ناہہ کی اس درخواست کو کہ اگر ان
ریاستونمین سے کسی ریاست کا رئیس نابالغ ہو تو اسصورت مین ایک کونسل آف
ریجنسی جسمین تین قدیم اور معتبر ملازم شامل ہون بمراد انتظام ریاست قایم کیجاے
جسکا انتخاب سرکار انگریزی بمشورہ ہر دو رئیسان دیگر فرمائیگی۔ چنانچہ اس فیصلہ
کے موافق آنریبل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بعد انتقال مہاراجہ مہندر سنگہہ
صاحب بہادر راجگان جیند و ناہہ سے بندیہ مراسلہ ہیہ درخواست کی کہ
پٹیالہ کے تین اہلکارون کو جو آپکی رائے مین کونسل ریجنسی مین مقرر ہونیکے نہایت
لایق ہون نامزد فرمائین۔ رد سا ممدوح نے اسکے جواب مین بالاتفاق تین
اہلکارون کے نام پیش کئے جنکے مقرر کیجانیکے باب مین بعد غور کامل نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ ہند کیخدمت مین سفارش کی میران کونسل جنکا تقرر
نواب جاے سرداد گورنر جنرل بہادر نے منظور فرمایا یہہ ہین۔ سردار دیوا سنگہہ پریذیڈنٹ

چودہری چرنجیت رام اور نامدار خان ممبران۔

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بہروسہ کرتے ہین کہ پٹیالہ کا انتظام کونسل کے تحت جو مذکورہ بالا طور پر مقرر ہوئی ہے دیانت اور لیاقت کے ساتھ ہوتا رہیگا باین ہمہ وہ یہہ بات فراموش نہین کرتے کہ بعہد نابالغی مہاراجہ مہندر سنگھہ صاحب بہادر کے پہلی کونسل بجنسی ریاست کی بھلائی کیطرف متوجہ ہونیکی نسبت جوڑ توڑون اور پارٹی وسپیوٹس یعنی اُن جھگڑون مین جو دو گروہون مین اپنے اپنے گروہ کی جانب داری کے سبب سے پیدا ہون زیادہ تر مصروف رہی اسلئے مین ممبران کونسل اور دیگر کارکنان اور اہلکاران ریاست پٹیالہ کو تہ دل سے یہہ نصیحت کرتا ہون کہ پیچ اور طرفداری کو چھوڑکر اپنے آقا کی خیرخواہی اور اُسکے ملک کی سرسبزی کیواسطے اتفاق کے ساتھہ کام کرتے رہین گورنمنٹ انگلشیہ نے جو ہمیشہ عہدنامون اور معاہدون کو ملحوظ رکھتی ہے۔ روسنار صاحب اور نابہہ کی سفارش سے حسب قرارداد مذکورہ بالا ایک کونسل آف ریجنسی مقرر فرمائی ہے مگر گورنمنٹ انگلشیہ سب باتون سے اس امر کو مقدم سمجھتی ہے کہ ریاست پٹیالہ کے حسن انتظام اور اُسکی رعایا برایا کی رضامندی اور خوشی اور مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کی سلامتی اور حفظ عزت کے باب مین (جنکے رتبہ اور حقوق کو گورنمنٹ اُنکے والد

اور وادا کی ہوا خواہی اور خدمات کو یاد کرکے قایم اور برقرار رکھنا چاہتی ہے) امور
کرے پس جبتک کونسل اپنے فرض کو ادا کریگی اور انتظام ریاست دیانت اور انصاف
کے ساتھ ہوتا رہیگا اسوقت تک گورنمنٹ برطانیہ جو ہندوستانی ریاستوں کے اندرونی
معاملات مین مداخلت نہین کیا چاہتی اُسکی حامی ہیگی۔ لیکن اگر یہہ لوگ اپنے
آقا کے فرض کو بھول جائین اور یہہ خیال کرین کہ ریاست اسواسطے ہمارے سپرد
ہوئی ہے کہ ہم خوب روپیہ کمائین اور لوگون پر ظلم و تعدّی کرین تو جو اختیار
اُنکو عطا ہوئے ہین وہ اُنسے لے لئے جائینگے اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر فوراً اور
بلا تامّل گورنمنٹ ہند کیخدمت مین کونسل کی موقوفی اور انتظام ریاست کی نگرانی
کیواسطے ایک انگریز عہدہ دار کے تقرّر کے باب مین تجویز فرمائیگی۔

مہاراجہ راجندر سنگھ صاحب بہادر رئیس صغیرسن کی مسندنشینی کا
جلسہ اس باعث سے کہ ایک انبوہ کثیر کے جمع ہونیکے واسطے یہہ موسم اچھا نہین ہے
بالفعل ملتوی رہا اور غالب ہے کہ یہہ جلسہ موسم سرما مین ماہ جنوری منعقد ہو اور اُس موقع
پر ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر وایسرائے و گورنر جنرل ہی بشرط موجودگی
مہاراجہ صاحب بہادر صغیرسن کے مسندنشین کرنیکے واسطے خود رونق افروز پٹیالہ
ہونگے۔

جب صاحب ممدوح اپنی تقریر ختم کر چکے تو راقم نے اپنی چوکے سے کھڑے ہوکر حسب ذیل گذارش کیا ،، جناب مسٹر گرفن صاحب بہادر آپنے جو میری کارروائی کی تعریف کی اور گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے اُسکا شکریہ بیان فرمایا مین تہ دل سے اسکا شکریہ ادا کرتا ہون - اور جو آپنے از جانب گورنمنٹ ارشاد فرمایا میرے لئے نہایت موجب فخر ہے - جو خیالات عنایت آمیز آپنے نسبت عزّت اور احترام ہمارے خداوند نعمت سریمہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ اور بہبودی ریاست منجانب گورنمنٹ اس موقع پر ظاہر فرمائے مین اپنی طرف سے اور میزانالیان کونسل ریجنسی اور اپنی کل دربار کیجانب سے اُسکا نہایت درجہ کا شکریہ گذارش کرتا ہون اور ایکو یقین دلاتا ہون کہ جو حکومت اسوقت گورنمنٹ عالیہ نے ریاست مین قایم فرمائی ہے ہم اُسکی دل و جان سے اطاعت کرینگے اور اپنے مالک اور آقا کی نمک حلالی اور خیرخواہی مین ہمیشہ ثابت قدم رہینگے -،،

اِس موقع پر یہہ بات بہی قابل بیان ہے کہ گورنمنٹ نے علاوہ اُس وہکی کے جسکا ذکر مسٹر گرفن صاحب نے اپنی سپیچ مین کیا اور جو ایک نہایت معمولی طلب اور قابل توجہ امر ہے ایک یہہ بات بہی نئی کی کہ اپنا ایک ہندوستانی عہدہ دار اخبار نویس کے نام سے اس غرض سے یہان مقرر فرمایا کہ کونسل کی کارروائی

اور پولیٹکل حالات کی اطلاع مخفی طور پر گورنمنٹ کی خدمت مین کرتا رہے۔

حضرت ملکہ معظمہ کے نئے لقب قیصر ہند کا اعلان اور اُسکے متعلق حالات

سلاطین مغلیہ جنکی سلطنت نہ تو ایسی قوی ہی تہی اور نہ ایسی وسیع کہ جیسی حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند کی سلطنت ہے مگر اسپر بہی وہ شہنشاہ ہند کہلاتے تہے اور اُنکا یہہ کہلانا عموماً زیبا متصوّر تہا۔ پس یہہ امر واجب اور مناسب تہا کہ جب اس بڑے اور وسیع مُلک کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے لیجاکر سیدہی تخت شاہی سے متعلق کرلی گئی تہی اُسیوقت حضرت ملکہ معظمہ کے القاب و خطاب مین شہنشاہ کا لفظ جسکی عظمت و وقعت ایک مدّت سے اِسملک کے لوگون کے دلونمین بیٹہی ہوئی تہی اور جو بلحاظ بدل مطیع اور فرمان بردار ہونے بڑے بڑے صاحب مُلک اور عظیم الاقتدار راجون مہاراجون اور نوّابون کے جو بمنزلہ چہوٹے چہوٹے خودسر بادشاہون کے ہین ہر طرحسے زیبا اور شایان تہا بڑہایا جاتا مگر کسی مصلحت سے یہہ امر وقوع مین نہ آیا اور اسکے باضابطہ اعلان واشتہار کیواسطے گورنمنٹ کسی مناسب موقع کی منتظر رہی۔ چنانچہ آخار ۱۸۷۵ء مین جب حضور پرنس آف ویلز بہادر اِسملک کی سیر فرماکر واپس تشریف فرمائے انگلینڈ ہوئے موقع مناسب جانکر وزرائے

سلطنت نے پارلیمنٹ مین یہہ تجویز پیش کی کہ حضرت ملکہ معظمہ کے القاب و خطاب شاہی
مین لفظ امپرس آف انڈیا (جو لفظ شہنشاہ کے قریب المعنی سمجھا جاتا ہے) بڑہایا
جائے اور حسب معمول کسیقدر بحث ہوکر (جو اس بنیاد پر تہی کہ امپرس کا لفظ (جسکا مؤنث
امپرس ہے) باعتبار اپنے مفہوم کے ایسی حکومت کیطرف اشارہ کرتا ہے جو مقید
بقوانین نہو اور بادشاہ معاملات سلطنت مین صرف اپنی مرضی اور اختیار سے جو چاہے
حکم کرے اور یہہ امر سلطنت برطانیہ کے اصول کے برخلاف ہے) کثرت رائے سے
یہہ امر منظور ہوگیا اور از روے ایکٹ پارلیمنٹ مصدورہ تائیسوین اپریل ۱۸۷۶ء حضرت
ملکہ معظمہ کو اختیار دیا گیا کہ موجودہ القاب و خطاب شاہی مین جو مناسب سمجھین اضافہ
فرمائین پس اسی تاریخ کو سلطنت کی مہر اعظم اور حضرت ملکہ معظمہ کے دستخط مبارک سے
اشتہار مندرجہ ذیل اس حکم سے جاری ہوا کہ حضرت ممدوحہ کے القاب و خطاب قدیم
مین لفظ امپرس آف انڈیا (جسکا سرکاری طور پر قیصر ہند ترجمہ ہوا ہے)
بڑہایا جائے اور بہ تعمیل اسکے دہلی مین جو اس ملک کا قدیم دار السلطنت ہے
یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ایک ایسے عظیم الشان مجمع مین جسکی نظیر اس ملک کی تاریخ
مین پائی نہین جاتی اور جسمین سلطنت کے تمام گورنر اور لفٹننٹ گورنر اور چیف کمشنر اور
اور حکام اور اس سرے سے اس سرے تک کے تمام راجے مہاراجے

اور نواب ہز ایکسلینسی وسیرائے و گورنر جنرل بہادر کے تخت کے سامنے حاضر اور موجود تھے اس مبارک اور عظیم الشان لقب کا اعلان کیا گیا اور چونکہ اُن ریاستون کو جنکے رئیس بوجہ خورد سالی یا کسی اور ایسے ہی قوی سبب معذوری کے حاضر ہو سکتے تھے ایما ہوا تھا کہ اُسیدن اپنی اپنی قلمرو مین مناسب طور پر اسکے اعلان کا انتظام کرین اور حکم تھا کہ وہان کے پولیٹکل ایجنٹ یا وہ عہدہ دار جنکو گورنمنٹ اس امر خاص کے لئے مامور فرمائے مجمع عام مین اُنکو اشتہار شاہی پڑھکر سنائین اس سبب سے کہ مہاراج بوجہ صغیر سنی اور نیز اسوجہ سے کہ حضور موصوف حکمی مسندنشینی کا وقت قریب تھا اور حضور وایسرائے بہادر اسموقع پر خود تشریف لانے والے تھے دہلی مین حاضر ہونیسے معاف کیے گئے تھے اشتہار موصوف کے سُنانیکے لیئے **کپتان آر۔ پی نسبٹ صاحب** ڈپٹی کمشنر لاہور بحکم گورنمنٹ پنجاب تشریف لائے اور بڑے تزک و احتشام سے دربار ہوکر اشتہار شاہی پڑھا گیا اور ایکسو ایک توپین جو بجائے اکیس توپ مروجہ سابق کے شاہنشاہی سلامی مقرر ہوئی تھی سر ہوئین اور اُسی روز ریاست کی تمام قلمرو مین بڑی خوشی کے ساتھ اسکا اعلان کیا گیا اور اضلاع کے صدر مقامون اور شہرون اور قصبون اور خاص قلعہ معلے اور شہر پٹیالہ مین روشنی کی گئی اور آتشبازی چھوڑی گئی۔ اشتہار جسکا اوپر ذکر ہوا یہہ ہے۔

اشتہار

چونکہ پارلیمنٹ کے حال کے اجلاس سے ایک ایکٹ اس نام کا (ایکٹ نمبر ۱ واسبات کے کہ جناب مرحمت قباب ملکہ معظمہ اُس خطاب والقاب شاہی مین جو سلطنت متحدہ اور اسکے تابع مُلکون کی بادشاہی سے متعلق ہین ایک اور لقب اضافہ کرسکین) صادر ہُوا ہے اور اُسمین لکھا ہے کہ از روے ایکٹ بابت متحد کرنے ممالک برطانیہ عظمیٰ اور ایرلینڈ کے یہہ حکم ہوا تھا کہ بعد اسکے متحد ہونیکے سلطنت متحدہ اور اُسکے تابع مُلکون کی بادشاہی کے متعلق خطاب والقاب وہی ہوا کرینگے جو بادشاہ اپنے اشتہار شاہی کے ذریعہ سے جو سلطنت متحدہ کی مُہر اعظم سے مزین ہو مقرر فرمائین اور اُس ایکٹ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ حسب منشار ایکٹ مذکور اور اشتہار شاہی کے جو مُزین بمُہر اعظم اور مورخہ یکم جنوری ۱۸۰۱ء ہے بادولت کے حال کے خطاب اور القاب یہہ ہین "وکٹوریا بہ فضل خدا سلطنت متحدہ برطانیہ عظمیٰ اور ایرلینڈ کی ملکہ اور حامیہ دین عیسیٰ" اور اُس ایکٹ مین یہہ بھی لکھا ہے کہ ایکٹ بابت احسن انتظام گورنمنٹ ہند کے بموجب یہہ حکم نفاذ پایا ہے کہ گورنمنٹ ہند جو اسوقت تک بادولت کیطرف سے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی تفویض مین بطور امانت کے تھی بادولت کے تفویض ہوئی اور یہہ کہ اب آیندہ کے لئے ہند پر بادولت کی حکمرانی ہوگی اور

مابدولت کے نام سے اُسپر حکمرانی کیجائیگی اور قرین مصلحت یہہ ہے کہ نقل و تحویل
گورنمنٹ جو حسب مذکورہ بالا کی گئی اُسکی تسلیم و پذیرائی اِس نہج پر ظاہر کیجائے
کہ مابدولت کے خطاب و القاب مین ایک اور لقب اضافہ کیا جاے اور اُس ایکٹ
مین بعد بیانات مذکور کے یہہ حکم ہُوا ہے کہ مابدولت کو جایز ہوگا کہ نقل و تحویل
گورنمنٹ ہند کی تسلیم و پذیرای مذکور الفوق کی نظر سے اُس خطاب و القاب مین جو
سلطنت متحدہ اور اسکے تابع مُلکون کی بادشاہی سے بالفعل متعلق ہین بذریعہ
اشتہار مُشتہر مابدولت مزیّن بمُہر اعظم سلطنت متحدہ ایسا لقب اضافہ کرین جو مابدولت
کو مناسب معلوم ہو لہذا مابدولت نے حسب صلاح مشیران پریوی کونسل کے یہہ
مناسب سمجھا کہ یہہ تعیّن اور اعلان کردین (اور اُس صلاح کے بموجب اِس تحریر
کی رو سے تعین اور اعلان کیا جاتا ہے) کہ اب سے جہان تک بسہولت
ہو سکے تمام موقعون اور تمام دستاویزون مین جنمین مابدولت کے خطاب و القاب
مُستعمل ہُون بجز اور باستثنا چارٹر (معاہدات مُلکی) اور کمیشن (فرامین منصب)
اور لیٹرس پیٹنٹ (مکاتیب عامہ) اور گرانٹ (ہبات و عطایا) اور ریٹ
(پروانجات) اور اُپائینٹمنٹ (تقررات) اور اُسیطرح کے جملہ دستاویزات
کے جو سلطنت متحدہ کے باہر اثر پذیر ہُون اُس خطاب و القاب مین جو سلطنت

متحدہ اور اُسکے تابع ملکونکی بادشاہی سے متعلق ہین زبان لاطن مین یہہ الفاظ
"انڈی امپیراطر یکس" اور زبان انگریزی مین یہہ الفاظ "امپرس آف
آنڈیا" یعنی قیصر ہند اضافہ کئے جائین سوائے اسکے بادولت کی مرضی اور
خوشی یہہ ہے کہ جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو سکجات رایج الوقت
اور جایز الرّواج ہین اور جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو آج یا آج کے
بعد بادولت کے حکم سے اُسی طرح کے نقوش سے مسکوک ہون بلالحاظ اُس اضافہ
کے جو بادولت کے خطاب والقاب مین کیا گیا ہے سلطنت متحدہ مذکورہ کے سکجات
رایج الوقت اور جایز الرّواج متصوّر ہون اور سمجھے جائین اور سوائے اسکے یہہ کہ
جملہ سکّے جو سلطنت متحدہ کے تابع ملکون مین سے کسیکے لئے اور کسی مین مسکوک
اور جاری ہوئے ہین اور بادولت کے اشتہار کی رُو سے اُن تابع ملکون کے
سکجات رایج الوقت اور جایز الرّواج قرار دئے گئے ہین اور اُنپر بادولت کے خطاب
والقاب یا اُنمین سے کوئی جزو یا اجزا منقوش ہوئے ہین اور جملہ نقود جو مطابق اشتہار
مذکور کے بعد ازین مسکوک اور جاری ہون بلالحاظ ویسے اضافہ کے اُن تابع ملکون
کے سکّجات جایز الرّواج اور رایج الوقت رہا کرین تاوقتیکہ بادولت کی کوئی اور مرضی
اُسکی نسبت ظاہر نکیجائے۔

جناب معلی القاب حضور مہاراج راجندر سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہ کی مسند نشینی اور ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا

موسم گرما ۱۸۷۶ء مین جب حضور پر نور عالیجناب معلی القاب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دھراج راجیشر سریمہاراجہ راجگان **راجندر سنگھ صاحب** مہندر بہادر دام اقبالہ کی مسند نشینی کا معاملہ ہز ایکسیلنسی **لارڈ لٹن صاحب بہادر** ویسرائے و گورنر جنرل ہند کے روبرو معمول طور پر پیش ہوا تو ہز ایکسیلنسی نے براہ مہربانی بنظر اعزاز و امتیاز خاندان فیشان پٹیالہ کے یہ تجویز فرمایا کہ شروع جنوری ۱۸۷۷ء مین (کیونکہ گرمی کا موسم اس عظیم الشان تقریب کے مناسب حال نتھا) ہم خود پٹیالہ تشریف لاکر اس معزز اور مبارک رسم کو ادا فرمائینگے۔ پس جب امپیریل اسمبلج کے عظیم الشان کام سے فراغت ہوگئی تو لارڈ ممدوح معہ **سر ہنری ڈیوس صاحب بہادر** کے سی۔ ایس۔ آئی لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب اور اپنے ذاتی سٹاف اور صاحب سکریٹری گورنمنٹ ہند فارن ڈپارٹمنٹ کے چھٹی جنوری سنہ مذکور کو تشریف فرمائے پٹیالہ ہوئے اور موافق پروگرام مجوزہ فارن آفس گورنمنٹ ہند

اوّل درجہ کے چار عہدہ داروں یعنی تینوں ممبران کونسل و بخشی اور راقم نے راجپورہ کے ریلوے سٹیشن اور مہاراج نے معہ جناب کنور صاحب بہادر اپنے چھوٹے بھائی کے (جنکا ابھی نام نہین رکھا گیا) اور راجہ صاحب جیند و ناہہ و فرید کوٹ کے بہادر گڑھ تک استقبال فرمایا اور جب سواریان قریب ہوئین تو مہاراج اپنی گاڑی اور ویسرائے بہادر اپنی گاڑی سے اُترے اور ہاتھہ ملاکر مہاراج کی گاڑی مین سوار ہوئے۔ کنور صاحب بہادر کے ساتھہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب اور راجہ صاحب بہادر جیند ناہہ اور فرید کوٹ کے ساتھہ صاحبان سکرٹری گورنمنٹ سوار ہوئے اور بڑی شان و شوکت سے شہر مین ہوتے ہوئے سواری خیمگاہ مین جو موتی باغ کے محاذی بڑے تکلّف سے لگائے گئے تھے داخل ہوئی اور فوج نے جو شہر کے دروازہ سے حضور ویسرائے بہادر کے خیمہ تک دو رویہ صف بستہ تھی شاہی سلامی کی اور اس سبب سے کہ دربار کا وقت قریب تھا اور اس سے پہلے حضور ویسرائے بہادر سے ایک تعظیمی ملاقات کا کرنا ضروری تھا نواب ممدوح کو اُنکے خیمہ مین پہنچاکر مہاراج موتی باغ مین تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر کے بعد معمولی مراسم تعظیم و تکریم کے ساتھہ جو منجانب گورنمنٹ مقرر ہین ملاقات کیواسطے تشریف لیگئے اور اس سے فارغ

ہوکر قلعہ مین آئے اور جب نوّاب مُمدوح کے تشریف لانیکا وقت قریب ہوا
تو حسب دستور اوّل درجہ کے چار اہلکار استقبال کے واسطے خیمگاہ پر بھیجے گئے
اور نصف راستہ تک خود مہاراج نے پیشوائی کی اور نوّاب ممدوح کے ساتھہ دائین جانب
بیٹھکر قلعہ مین تشریف لائے۔ دیوانخانہ کے عام زینہ سے نصف صحن تک ہماری
ایک پلٹن اور اُس سے آگے دربار کے کمرہ تک یورپین پلٹن کا ایک دستہ
جو انبالہ کی چھاونی سے آگیا تھا استادہ تھا انہون نے سلامی اُتاری۔
توپخانہ سے بھی اکتیس ۳۱ توپ کی سلامی ہُوئی اور لارڈ ممدوح مہاراج
کے ہاتھہ مین ہاتھہ دیئے ہوئے دربار مین تشریف فرما ہوئے اور اُسی
چوبی بلند نشستگاہ پر جسپر ضرورتاً مہاراج کیواسطے مسند تکیہ لگایا گیا تھا مہاراج
کے ساتھہ اُنکے دائین طرف بیٹھے اور اُنکے دائین جانب ایک نیچی
کرسی پر نوّاب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور مکلّف اور سادہ کرسیون پر صاحبان
سکریٹری گورنمنٹ ہند و پنجاب و صاحبان کمشنر انبالہ و امرتسر و حصار اور دیگر
بہت سے حکّام انگریزی جو دوستانہ طور پر بُلائے گئے تھے اور جو تعداد
مین اکاون ۵۱ تھے تشریف فرما ہوئے اور پس پشت لیڈی لٹن اور لیڈی
ڈیوس صاحبہ اور اَور لیڈیان شہ نشین کے کمرے مین مکلّف کونچون اور

کرسیون پر جا گزین ہوئین اور مہاراج کی بائین طرف اوّل راجہ صاحب بہادر جیند پھر نابھہ پھر فرید کوٹ اور اسی ترتیب سے اُنکے ہمراہی اور اُن کرسیون پر جو محرّف رکھی گئی تھین اور جنسے دربار کی کمرہ تمام بھرا ہوا تھا ہمارے معزز مہمان جو بہت کثرت سے تھے بیٹھے۔ اسکے بعد اوّل مہاراج اور پھر راجہ صاحب بہادر جیند و نابھہ و فرید کوٹ اور پھر ہم لوگون نے نواب وایسرائے بہادر کے حضور مین نذرین پیش کین اور جب دربار کی معمولی رسمین طے ہو چکین تو حضور ممدوح نے موتیون کی مالا مہاراج کو پہنائی اور بطور علامت اس بات کے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصریہ اُنکو مین خود مختار اور مسند نشین پٹیالہ ہونا تسلیم فرماتی ہے اپنے ہاتھ سے مرصع کلغی پگڑی مین لگائی اور شلّہ توپ کی سلامی جو مہاراجگان اس ریاست کیواسطے گورنمنٹ سے مقرر ہے سر ہوئی اور بعد سماعت ایڈریس جو سردار **دیوا سنگھ صاحب** پریسیڈنٹ کونسل بجنسی نے متضمن شکریہ الطاف و عنایات گورنمنٹ عالیہ قیصریہ اور اُس اعزاز و احترام کے جو ریاست کو اُنکی تشریف آوری سے حاصل ہوا پڑھکر سنائی تھی اور جسکا مجمل انگریزی مین مسٹر تھارنٹن صاحب سی۔ ایس۔ آئی فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کرتے جاتے تھے کھڑے ہو کر مہاراج اور اہل دربار کو مخاطب کرکے یہہ تقریر فرمائی۔

تقریر

"مہاراجہ صاحب بہادر مین اس اہم اور مبارک موقع پر دارالریاست پٹیالہ مین آنے سے بہت خوش ہوا اور خصوصاً اس بات سے کہ مجھے آپکو اس ریاست کی مسند پر جو اس صدی کے آغاز سے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ نہایت اتحاد اور ارتباط رکھتی ہے جلوہ افروز کرنیکے سبب سے اُس تپاک دلی اور محبت باطنی کے جو اعلیٰ حضرت قیصر ہند کو آپکے خیرخواہ خاندان کے ساتھ ہے علانیہ طور سے نہ فقط آپ پر بلکہ آپکی تمام رعایا اور برایا پر ظاہر کرنیکا موقع ملا۔ ۱۸۰۸ء یعنی آپکے بزرگ مہاراجہ صاحب سنگھ بہادر کے عہد مین ریاست پٹیالہ کو گورنمنٹ انگریزی کی خاص حمایت مین لیا گیا تھا اور اُسوقت جو اعتبار رؤسا خاندان پھول نے گورنمنٹ انگریزی کی راستبازی اور دانشمندی اور طاقت پر کیا تھا وہ کچھ بے محل نتھا چنانچہ اسکا ایک قابل اطمینان ثبوت یہہ ہے کہ ریاست پٹیالہ کو جو دولتمندی اور اعزاز اور طاقت بالفعل حاصل ہے وہ معاہدہ کے وقت سے جو اس کے اطمینان کا باعث بنسبت حراست اُس گورنمنٹ کے ہوا تھا جس پر اس ریاست کے فرمان روا نے اسقدر وفاداری کے ساتھ بھروسہ کیا تھا بدرجہا زاید ہے۔

ہمدرین حال تمام مہاراجگان پٹیالہ بہی خصوصاً آپکے والد ماجد اور جدّ امجد غیر متزلزل اور غیر منقطع اور مستعدانہ ہواخواہی کے ساتہہ اپنے شرایط کو جنکا ادا کرنا اُنپر فرض تہا ادا کرتے رہے ہین - ۱۸۵۷ء مین مہاراجہ نرائندر سنگہہ صاحب بہادر نے اپنے تمام وسائل قوّت اور اپنا عظیم الشان ذاتی رعب و داب بہہ جہت گورنمنٹ کے تصرف مین کردیا پہر اُنہون نے ایک سیاہ دہلی کو روانہ کی جسکی قیمتی خدمات ہمکو تبتک احسانمندی کے ساتہہ یاد ہین اور جو امداد مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح نے اُس موقع پر دی اُسکا احسان حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ قبول کرچکی اور صلہ بہی عطا فرماچکی ہے -

آپکے والد مہاراجہ مہندر سنگہہ صاحب بہادر جنکے بموقت انتقال کا ہم سبکو افسوس ہے وفاداری اور دانشمندی کے ساتہہ اپنے نامور والد کی کامل تقلید کرتے رہے اور اُنکے عہد حکومت کو صرف گورنمنٹ برطانیہ کے ساتہہ غیر متزلزل اور دلی خلوص رکہنے ہی سے نہین بلکہ بہت سی اہم اصلاحون کے جاری کرنے اور عام رعایا مین تعلیم و تربیت پہیلانے اور اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی دینیسے شہرت اور ناموری حاصل ہوئی جسوقت سے مین یہان آیا ہون اُسوقت سے مجہکو لوگون کے بشاش چہرے اور سیاہ کی آراستگی اور

اِس دلچسپ شہر کی بہتیرسیاحت اور پررونق بازارونکو دیکھکر گذشتہ عمدہ حکومت کے آثار جابجا عیان نظر آتے ہین۔

پس آپ اِس نامور خاندان مین صرف رئیس بننے کیواسطے ہی پیدا نہیں ہوئے بلکہ آپکو ابتداے عمر مین ہی اِس خاندان کی قابل احترام اور وفادارانہ قدیم باتین ہی سکھائی جائینگی اور مجھے اُمید ہے کہ جب آپ اُس سن کو پہنچینگے جو سن تمیز کہلاتا ہے اور خدا کے فضل سے مجھکو اُمید ہے کہ آپ ضرور اُس سن کو پہنچینگے اور اپنے مُلک موروثی پر اختیار ذاتی حاصل کرینگے تو مجھکو یقین ہے کہ آپ بھی اُن روسا کی نسبت جنکے جلوس سے مسند پٹیالہ نے آپ سے پہلے رونق پائی ہے حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کے الطاف اور اشفاق ولی کے کچھ کم مستحق نہونگے۔

اے راجہ صاحبان جیند و نابہہ مین آپ صاحبون سے دوبارہ اور علی الخصوص یہان (پٹیالہ) ملکر بہت خوش ہوا آپ جو اشتراک نسل کی جہت سے اِس نوعمر رئیس کے قدیمی خاندان کے ساتھہ الحاق رکھتے ہین مین یقین کرتا ہون کہ آپ یہان میرے آنمین اعلی حضرت قیصر ہند کے دوستانہ ارتباط کا ایک ثبوت ملاحظہ فرمائینگے اور اُن الطاف آمیز اقرارون کا استحکام معاینہ کرینگے جنکا اس

سال کی پہلی تاریخ کو حضرت ممدوحہ کیطرف سے روسائے ہند کے روبرو بیان کرنا میرا خاص فرض تہا اور وہ اقرار گورنمنٹ انگریزی کی حکومت ہند کے عمدہ اصول ہین جن پر وہ عمل کرتی رہیگی۔

اے ممبران کونسل آف ریجنسی آپکو مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کی نابالغی کے زمانہ مین اس ریاست کے انتظام کا بہت بڑا اور معزز کام سپرد کیا گیا ہے مین بہروسہ کرتا ہون کہ آپ اسکو دانشمندی کے ساتہہ بے رورعایت اور رعایا کے فایدہ پر نظر رکہکر انجام دینگے اور اسی مطلب کیواسطے آپکو اختیارات عظیم دیئے گئے ہین اور اُنکے عوض مجکو آپسے یہہ توقع ہے کہ آپ مہاراجہ صاحب بہادر کیخدمت نمکحلالی اور دیانت اور جانفشانی کے ساتہہ کرینگے اور جبتک رعایا کی خوشحالی اور ریاست کی بہبودی اور مہاراجہ صاحب بہادر کو اُن فرایض عظیم کی جو آیندہ اُنکو ادا کرنے پڑینگے ہوشیاری کے ساتہہ تعلیم و تربیت کئے جانیسے آپکے انتظام کی خوبی ثابت ہوگی اُسوقت تک آپ میری گورنمنٹ کی جسنے نواب لفٹنٹ گورنر کی سفارش اور راجہ صاحب جیند و نابہہ کی رائے سے آپکو اس منصب اعلے پر مامور کیا ہے دلی امداد پر بہروسہ رکہین۔

جب سپیچ ختم ہوچکی تو حضور ممدوح نے بیادگار جشن قیصری ایک نہایت

عمدہ تلوار اور ایک اپنی شبیہ مہاراج اور چاندی کے چار تمغے جن پر ایک طرف حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند دام اقبالہا کی شبیہ مبارک اور نام می اور تاریخ یکم جنوری ۱۸۷۷ء اور دوسری جانب فارسی انگریزی اور دیوناگری مین الفاظ "قیصر ہند" "ایمپرس آف انڈیا" "ہند کی قیصر" منقوش تھے اور جو دہلی مین بیادگار اس عظیم الشان موقع کے امراو شرفاء ہند و ستانی اور بعض انگریز عہدہ داروں کو دیئے گئے تھے ممبران کونسل بمبئی اور راقم کو اپنے ہاتھ سے عطا فرمائے

یہ پہلا ہی موقع تہا کہ حضرت قدر قدرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کے وایسرے و گورنر جنرل ہند نے حضرت ممدوحہ کے ایک عالیقدر اور خیر خواہ فیلدار کی مسند نشینی کی تقریب مین بذاتہ شریک ہوکر گورنمنٹ شاہی کیطرف سے اس رسم کو ادا فرمایا۔

اس مبارک موقع پر جو مادہ تاریخ پورا پورا بلا تعمیہ و تخرجہ بطور بیان واقعی راقم کے چہوٹے بہائی **خلیفہ سیّد محمد محسن صاحب متین** تخلص نے موزون کرکے پیش کیا تضمن طبع ناظرین کیواسطے ہم یہان درج کرتے ہین۔

قطعہ

جبکہ عالیجناب لارڈ لٹن	صاحب جاہ و منصب والا
بہر اظہار لطف قیصر ہند	شاہ انگلینڈ حضرت اعلےٰ
ہوئے باصد شکوہ و شوکت و شان	رونق افزائے شہر پٹیالہ

کھل گئے سب کے غنچہ ہائے دل	فرط شادی سے جون گل و لالہ
دست قدرت نے حرف رنج و الم	صفحہ دہر سے مٹا ڈالا
سال تاریخ پوچھا مینے تین	بولا یون ہاتف کہن سالہ
کہ (مہاراج راج اندر سنگھہ	ہوئے مسند نشین پٹیالہ
	۱۸۷۷ء

خاتمہ

یہہ کتاب جسکا ہم آج خاتمہ لکھنے کو بیٹھے ہین فروری ۱۸۷۶ء مین لکھنی شروع ہوئی تہی اور آج اُنتیسوین ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو تمام ہوئی اسمین جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ اکثر ریاست کے دفتر کا انتخاب یا راقم کا اپنا تجربہ اور مشاہدہ ہے یا اُن کتابون سے لیا گیا ہے جو معتبر اور قابل سند ہین مثلاً جناب مسٹر گریفن صاحب کی کتاب پنجاب راجہ اور پنجاب چیفس وغیرہ اور چونکہ انتظام ریاست کے حسن و قبح اور مہاراجگان فرمانروا کی عادات اور خصایل کے بیان کرنے مین (جہان تک تاریخ کے لئے ضرور ہے) خلاف واقع تعریف اور چشم پوشی کو دخل نہین دیا گیا اور واقعی حال لکھا گیا ہے ناظرین والا تمکین سے اُمید ہے کہ اسکو بے اعتباری کی نظر سے نہ دیکھین گے اور چونکہ راقم ایک ایسے شہر (پٹیالہ) کا رہنے والا ہے جہان اُردو زبان صحیح طور پر نہین بولی جاتی اگر کہین کسی محاورہ یا روزمرّہ

مین غلطی اور چوک ہوئی ہو معاف فرمائینگے۔

قطعہ تاریخ اختتام کتاب لاجواب تاریخ پٹیالہ از نتاج طبع بندہ عجز آئین سیّد محمد محسن متخلص بہ متین کہین برادر حضرت مصنّف دام ظلہ

اِس عمدہ کتاب کو کیا جب تالیف	دستور معظّم نے بشرح و تفصیل
جو لطف بیان و خوبی مضمون ہے	ہے آپ ہی اپنی ہمتائی کی دلیل
اور حکم ہوا متین کو تاریخ اِسکی	کہہ جلد کہ چھپنے مین بہت ہے تعجیل
تب مینے کہا یہہ فوراً از روے حساب	پٹیالہ کی ہسٹری ہے بیمثل و عدیل

۱۸۷۸ء

الحمد للہ والمنۃ کہ این کتاب صدق انتساب تاریخ پٹیالہ حسب الارشاد واجب الانقیاد حضرت مصنف دام اقبالہ بقلم خام رقم زدہ بیمقدار خاکسار محمد حسین ابن شیخ خادم حسین صاحب متوطن مراد آباد و تجاوز اللہ عن سیئاتھما فی الدارین بتصحیح و مقابلہ جناب خلیفہ سید محمد محسن صاحب متخلص بہ متین کہین برادر حضرت ممدوح و جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب سابق ممتحن پٹیالہ کالج خلف الرشید مولوی علاء الدین صاحب مرحوم سلمہما اللہ تعالے بتاریخ بست و نہم نومبر ۱۸۷۸ء مطابق سوم ذی الحجہ ۱۲۹۵ ہجری

بمقام پٹیالہ باتمام رسیدہ مطبوع طبع خلایق گردید۔ فقط ٭
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

امرتسر پنجاب
سفیر ہند پریس باہتمام پادری رجب علی صاحب
مالک و اڈیٹر اخبار سفیر ہند
سنہ ۱۸۷۸ء

تنبیہ۔ جس کتاب پر مصنف کے قلمی دستخط نہ ہونگے وہ مال مسروقہ سمجھا جائیگا۔

*

صحت نامہ تاریخ پٹیالہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	کبوتر دن کا	کبوتر پر دن کا	۵۹ حاشیہ	۵	انکلا علاقہ	انکا قریب جملہ لاکھ پونہ کی آمدنی کا علاقہ
۵	۱۵ حاشیہ	برونون	برونو	ایضاً	۱۰	۱۸۵۷ء	۱۸۵۸ء
۶	۱۵ ایضاً	گیلیلو	گیلیلیو	۶۰ حاشیہ	۶	اٹھائیس کی	اٹھائیس سال کی
۷	۷	زمین	زمین مین	ایضاً	۹	ہے	ہے
ایضاً	۱۰	کرکیون	لرکیون	۶۷ حاشیہ	۱۳	سوکر چکیلہ	سوکر چکیا
ایضاً	۱۱	اوار	اور	۷۱ حاشیہ	۱۸	رسد اکنور	سد اکنور
۸	۱۲	لکھکر وہ اسکے	اُسکے	۷۲ ایضاً	۱۲	دریاے تلج	دریاے بیاس
۱۴	۲	مطالبہ	مطالعہ	۷۵	۱۰	کڑہ بوانہ	کرہ بوانہ
۲۶	۶ حاشیہ	انچا	اونچا	ایضاً حاشیہ	۱۳	چہلوٹدی	چہلوندی
۲۹	۳	شادی	شادی کی	۹۲	۵	کالیکا کا	کالیکے کا
۳۲	۱۵ حاشیہ	ٹہنڈ	ٹہنڈہ	ایضاً	۷	بیر رحم	بیرحم
۴۰	۱	۱۳۷ ہجری	۱۱۳۷ ہجری	۹۸	۶	اُتر	اُترا
۴۱	۶ حاشیہ	سادنی	سردانی	۱۰۱	۱۵	راج تک	راج تلک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۳	۶	دسونڈھا	دسوندھا	۱۳۳ حاشیہ	۱۶	راجے سنگھہ	جے سنگھہ
ایضاً	۷	دار	سردار	۱۳۶	۳	دونون	دنون
۱۰۴ حاشیہ	۳	سندھو	سدھو	۱۳۷	۱۳	انبا راؤ سے	انبا راؤ
۱۰۶ حاشیہ	۹	مندیالہ	منڈیالہ	۱۳۹	۵	تین سو چار سو	تین چار سو
۱۱۴	۱۴	اثر گا	اثر ہوگا	۱۵۱	۱۳	کود یکھتی تھی کو دیکھتی تھی	کود یکھتے تھے
۱۱۵	۱۱	عبدالاحد خان سے	عبدالاحد خان کے	۱۵۳	۷	آنکھہ کھلی	آنکھہ کھلی
۱۱۷	۳	رخصت اپس کر دیا	رخصت کر دیا	۱۶۳	۱۵	کولا سنگھہ	کولا سنگھہ
ایضاً حاشیہ	۷	محاصر	محاصرہ	۱۸۴	۵	پایل	ہایل
ایضاً	۹	صاحب مارگیا	صاحب سنگھہ مارگیا	۱۹۴	۳	تیس	تبیس ۳۳
۱۲۰	۱۲	فتنہ فساد	فتنہ و فساد	۱۹۵	۲	جولا گھی	جوالا گھی
۱۲۵	۸	موے پر	موے پور پر	۲۰۶	۱۱	مہیلے	مجھیلے
۱۳۰ حاشیہ	۱۵	یہہ خان	یہہ خاندان	۲۰۹	۳	فایدہ کے فایدہ سے	فایدہ کے واسطے
۱۳۱ حاشیہ	۱۶	او	اور	۲۱۲	۳	کرم سنگھہ شاہ آباد	کرم سنگھہ شاہ آبادی
ایضاً	ایضاً	لودیانہ	لودیانہ	۲۱۴	۱۴	ماہ اگہر	ماہ مگہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۵	۳	ردابطہ	روابط	۴۸۴	۵	طور وطریقہ	طور وطریقے
ایضاً	ایضاً	مراتبات سابقہ	مراتبات سابقہ	۴۹۲ حاشیہ	۱۳	دُرجن لال	دُرجن سہال
ایضاً	۱۱	معزی الیہ	معزالیہ	ایضاً	۱۵	اٹاوہ	الہ آباد
۲۳۱	۶	واقع	واقعہ	ایضاً	۸	کہاون	کہانون
۲۳۶	۱۲	کام	حکام	۴۹۲	۹	اسکے محکمہ کے متعلق ہوگیا اور اس کی	اُسی کے محکمہ کے متعلق ہوگیا اور اُن کی
۲۴۰	۱۰	پٹیالہ ئے	پٹیالہ آئے	ایضاً	۷	اسوقت اس	اسوقت اسی
۲۴۴	۴	حالت سے کچھ	حالت کچھ سے کچھ	۴۹۳	۱۰	عضہ	عضو
۲۴۸	۱	کہ اور کہا کہ	اور کہا کہ	۴۹۷	۲	بعد	مع
۲۴۹	۱	خاطر	حاضر	۴۹۸	۱۴	اُسیقدر	اُسقدر
۲۵۱	۹	چکوبیان جیپر	چکوبیان کا جھگڑہ جیپر	ایضاً حاشیہ	۵	اور کسی	اور اگر کسی
۲۵۲	۱	بابت	باب	۴۹۹	۱۱	میہارمہاراج	میہارمہاراج مرہٹہ
۲۵۶	۱۰	منصوبہ	منصوبے	۳۰۵	۹	سکّہ	سکّہ
۲۵۸	۴	شریک ہونگے	شریک ہون گے	۳۰۸	۳	اُسکے	اُنکے
۲۵۹	۷	خلت	خلعت	۳۰۹	۱	اور اس سبب	اور اسی سبب
۲۸۲	۹	اصلیت سے	اصلیت اُسنے	۳۱۰			

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۲	۴	تعاقب مین ہوئی	تعاقب مین روانہ ہوئی
۳۱۷	۴	بڑ سکین	بڑہ سکین
ایضاً	۸	ہوسگا	ہوگیا
۳۲۱	۱۳	بہیڑ	ہیر
۳۲۳	۲	کو اچلے	کو چلے
۳۳۱	۱۳	ریاست فیصلہ	ریاست اس فیصلہ
۳۳۳ حاشیہ	۱۴	ایک عہدہ دار	ایک ایک عہدہ دار
۳۳۷ حاشیہ	۸	خصواصًا	خصوصاً
۳۴۰	۸	ملہاراؤ	ملہار راؤ
۳۴۶	۳	اکُل	اکَل
۳۵۳ حاشیہ	۱۴	عقیقہ	عفیفہ
۳۵۴	۹	درنجواست	درخواست
ایضاً	۱۰	گرہ ون	گردون
ایضاً حاشیہ	۱۳	اور ہاست	اور ریاست
۳۵۹	۴	تعاقب مین روانہ ہوئی	تعاقب مین روانہ ہوئی
۳۶۱	۲	بڑہ سکین	بڑہ سکین
ایضاً	۵	چلتے ایک	چلتے انکا ایک
۳۶۴	۸	رہینگے	رہے گی
۳۶۵	۱۳	پہر سنہاے	پہر تہیار سنہاے
۳۷۵	۸	لاکہہ روپیہ کے	لاکہہ روپیہ
۳۷۹	۹	آباد	آیا
۳۹۲	۵	ادویات	ادوات
۴۰۰	۵	سبب کے	سبب سے کہ
۴۱۹	۷	ہوائے	ہوئے
۴۵۲	۱	تدبیر کے عملی	تدبیر عملی کے
۴۵۴	۱۲	سٹیں	سٹیٹس
۴۵۸	۱۵	اور مال کی	اور مال
۴۸۰	۶	خراج	خرچ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۴ حاشیہ	۱۱	اسمین اور مین	اسمیں اور اسمیں
۴۹۱	۱۱	بانہہ	بہان
۴۹۲	۱۱	جاجنون	مہاجنون
۵۰۲	۶	ہمیشہ اپنی	ہمیشہ ہی
۵۰۸	۷	نسبت	بسبب
۵۲۲	۴	جرم	حَرَم
ایضاً	۵	والی	دلی
۵۲۳	۹	بر پر	پر
۵۲۵	۳	قوم پر برہمن	قوم کا برہمن
ایضاً	۱۲	دس روپیہ کی	دس روپیہ تک کی
۵۲۷	۵	محکمہ مال	محکمہ صدر مال
۵۳۱	۱۳	چارون	چارون
۵۳۲	۱	شامل لیا	شامل کرلیا
۵۳۷	۱	اونیل	اونیل ۱۹ ڈویژن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴۰	۱۱	کے ہو	کی ہون
۵۶۰	۱۲	وکالت	کفالت
ایضاً	۱۴	اگر	آکر
۵۸۶	۱	کہکنی	کہلنے
ایضاً	۷	در السلطنت	دار السلطنت
۵۸۷	۱۳	انمین	انپر
۵۹۵	۸	ملا دیتے ہین	ملا دینے مین
۶۰۴	۲	او تھانہ دار	اور تھانہ دار
۶۲۳	۱۵	کور کنور	کو کنور
۶۵۹ حاشیہ	۱۶	ماہوار نکے	ماہوار انکے
۶۶۰ حاشیہ	۱۵	ریاست منے	ریاست سے
۶۶۳	۶	کہ یہہ جرایم	کہ یہہ لوگ بسبب اسکے کہ یہہ جرایم
۶۷۶ حاشیہ	۷	اکثر	اکر
۶۷۹ حاشیہ	۱۶	آسیہ	آسید

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۹۸	۱۲	جائیگا	جاچکا
۶۹۹	۴	اِب	اَب
۷۰۰	۵	کردینے	کردئے
۷۱۹	۱	مجیدہی	مجیدمیں ہی
۷۴۶	۲	گارڈر	گارڈ
۷۵۰	۱۵	یادگارہیگی	یادگارہیگی
۷۵۴ حاشیہ	۱۰	ہارورڈ	ہاورڈ
۷۵۵	۷	ازخود	خود
۷۵۹	۱۵	مگراسی	مگراس
۷۶۰	۷	شکارکو	شکارگاہ کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶۴	۶	ندیدم	ندیدیم
۷۶۵	۱۴	توسطر	اسلئے مسطر
۷۶۷	۸	فرائیگی	فرمائیگی منظور فرمایا تھا
۷۶۹	۹	تجویز فرمائیگی	تحریر فرمائینگے
۷۷۲	۵	اپنی	اپنی ہی
۷۸۰	۳	ہمارے معزز	ہمارے اور معزز
ایضاً	۸	قیصریر	قیصریہ
ایضاً	۱۱	پریسڈنٹ	پریسیڈنٹ
۷۸۴	۱۳	ترتیت	تربیت

تمت

noble direction of art with a view to do some good to my fellow-men. As my ancestors have been for generations subject to and in the service of the Puttialah State, and as no detailed history has been written before, I think it proper to attempt a history for the benefit of the subjects of this State and my fellow-countrymen.

I commence the task; may God complete it! AMEN!

our view. Such are the conclusions of those who read history with the eye of discernment and learn lessons from its pages. But even the ignorant and the simple do not fail to derive some benefit from a study of history. If it does nothing else, it at least entertains them in their solitary leisure and lulls them to repose.

In short, every one profits by history according to his taste. Mark the dear and impressive terms in which the celebrated poet and philosopher Petrarch, who flourished in Italy in the fourteenth century, dwells upon the advantages of the study of history when reproached by his friend for retiring from the world and devoting days and nights to the study of books? He writes:—

"You set the greatest value upon the pleasures of the world and deem it improper to renounce them. Here am I surrounded by a circle of friends whose society is extremely agreeable to me. They are men of all countries and all ages. They have distinguished themselves in war, in politics, in science and literature. Their society is not difficult to reach. Their services are always at my command. I can call for them and send them away at my pleasure. They do me no injury, on the contrary they always answer my questions patiently. Some relate to me the events and incidents of past ages; while others unveil to me the mysteries of nature. Some suggest the plans of spending time with joy and comfort; others impress on my mind the plans by which my end may be happy and my soul may depart from the world in peace; some drive away the sorrows of my heart by their counsel of wisdom and liveliness of wit, others give me good advice which, when followed, renders it easy to endure affliction incidental to human life. Some eloquently teach me to depend upon the labours of my own arms as far it lies in my power; others open to my view the wonderful exhibition of art and science. In return for these services they but require a corner in which they may repose in peace."

Such are the reasons which induced the able and the learned to write accounts and histories of their own and foreign countries. The progress made by the people of Europe in the art of history is beyond all praise. Though I possess neither their ability nor their knowledge to write the history of some large country or great kingdom, I am tempted to make an attempt in this excellent and

zeal and undiminished energy, we learn to do disinterested good to our nation and to overcome steadily the troubles and difficulties which confront us in such noble undertakings. Sometimes history preaches to us lessons which inspire religious awe in our hearts. When we read in the Sacred Scriptures the account of the nations which paid no heed to the warnings of prophets and thus drew upon themselves the wrath of their offended God, our hair stands on end and our hearts are softened to obey His sacred commands. And sometimes the virtues and pious lives of the servants of God console our troubled hearts and inspire faith in the true promises of the compassionate and merciful God. Living in hopes of His infinite mercy and goodness, we live in happiness. Sometimes history encourages us to leave the comforts of home in pursuit of some noble object, like Columbus who discovered the New World with the aid of the Queen of Spain, and keeps us from giving up the pursuit in disappointment when the accomplishment of the object of desire is delayed.

By telling us that Socrates, that Greek philosopher, on his death bed, requested a friend to offer a hen at the shrine of his God, history teaches us that heroic courage is required to break through the adamantine chains of superstitious customs. By recording the wholesale murders perpetrated by Taimur and Nadir, it teaches us that even man, under the impulse of the passion of wrath, at times becomes more bloodthirsty than the wild beasts. It tells us: "Luxury and Administrative capacity clash with "each other. If you do not credit testimony, witness how kings "in debauchery lost their kingdoms for mere trifles." It tells us in language not to be mistaken that knowledge is the source of all blessings. It is through knowledge that man acquires all accomplishments and perfections. If any one doubts this, let him witness the people of Europe who by means of knowledge, have gradually attained the highest pinnacle of civilization. It teaches us that discord and selfishness ruin kingdoms and degrade nations. You daily hear and read the account of India. Listen to the recent story of the French who, on account of this baneful habit, but a few years ago sustained defeat at the hands of the Germans and lost their pre-eminence. It tells us that unity and patriotism are the most potent powers, and holds up Prussia as a model to

Court to entercede in behalf of a friend—his wrathful attack upon the Judge when the latter disregarded the illegal recommendation, the Judge's order to confine him in prison, and the king's approval of the Judge's proceedings—do not all these facts of history teach us to administer the law impartially like the Judge who in order to preserve the authority of law, disregarded such a great personage—to obey the Law like the heir-apparent of England who though of exalted position, bowed to its authority and went to prison—and to uphold the law-like Henry, the king, who acknowledged its superiority over the rank of his son.? Various are the lessons which our heart instinctively learns when we read how the brothers of Joseph deceived their father and took Joseph with them to a wilderness where they threw him into a well—how Joseph was taken out by a passer by who sold him as a slave to the king of Egypt, how in courseof time he himself became king of Egypt, how he recognised his brothers, detained them by pretext and behaved towards them in a manly spirit when in time of famine in their native land they came to buy corn in Egypt. The life of Joseph first of all reminds us that the mean feeling of jealousy sometimes estranges even the hearts of brothers and tempts them to do forbidden deeds. Then again it recalls to our mind the noble quality of benevolence which Joseph showed to his brothers in return for the harsh treatment which he had received at their hands. Then again it makes us reflect upon the mysterious ways of Providence who made the very enemies of Joseph, who had taken him from home and thrown him into a well, the means of his accession to the throne of Egypt. He was taken out of the well by some wayfarers who sold him to the king of Egypt, and he gradually rose to the exalted position of his royal purchaser. God gave him authority over the brothers who had illtreated him. The memoirs of Ayoub (Job), the pious servant of God, encourage us to bear adversity with patience, when we read how our own and the world's true guide Mahomed (may God's blessing and peace be on him and his descendants) and his pious and chosen friends were subjected to various tortures by their nation in return for their disinterested and pious teachings, and how the prophet and his pious companions bore persecution with patience and persevered in their great mission of preaching and instruction with unabated

ism, and can attain the highest stage of progress and civilization. But knowledge of history is the chief means which guides human progress. It enables man to compare his present state with that of his ancestors, to gain experience of good and evil from knowledge of the deeds of his ancestors and, by profiting by that knowledge to inherit the fruit of their life-long labours and the rich patrimony of accumulated experience which his forefathers have left behind in black letters formed of straight and crooked lines. Can any one in the limited span of life, learn, without a knowledge of history all the useful facts which Nature, during centuries, has revealed for the benefit of mankind? Can it be that all those various events, which according to the tendency of the age have happened to different men during hundreds nay thousands of years, should fall to the lot of a single man? Certainly not! History is therefore the only means which enables us to learn, with very little perseverance, such facts as are useful to us, and to teach ourselves the precious and valuable conclusions, which different men have derived from varied experiences in various ages. When we read in history of the heroic exploits of some brave and patriotic man, challenging his enemy in the field of battle, we feel our hearts filled with martial ardour, and wish to overcome our foes in a fight for the cause of our country and our nation, and to win the well-merited name of the brave and valiant. Again when we read the memoirs of some generous man, we desire to spend what we have earned by 'the sweat of the brow' for the benefit of our fellow-beings, and to obtain the reputation of being liberal and generous. The amours of Zullekha the wife of the king of Egypt—her endeavours to tempt Joseph in a secluded place to sin—Joseph's escape from her wiles, saying "shall I steal the reputation of my master and inflict injury on me by behaving unjustly?" Zullekha's tearing off Joseph's garment and charging him before her husband with violence—the testimony to Joseph's innocence borne by an unweaned infant—do not all these historical facts teach us to control the impure and unworthy desires of our wicked and strong passions, to copy the chastity and continence of Joseph, to guard against the machinations of the cunning and to fear their calumnies; and to have faith in God's support of the truth? The appearing of the heir apparent of Henry III, King of England, in

and godless, that they attributed their defeat in a battle with a hostile tribe to the wrath of their great idol, and, to propitiate the god, immolated at his altar four hundred innocent children of their own tribe. These very Englishmen who are at this day the avowed enemies of slavery, and who in their zeal for humanity and philanthropy are ready to have recourse to arms to compel other nations to abolish slavery, were, but a few days ago its warm supporters. They had several hundred-thousand slaves whom they emancipated at an expense of many crores of rupees defrayed by their Government. There was a time when the Arabs were so shameless, cruel, and ignorant that thousands of men and women marched round the sacred shrine of the "Kaba" during the days of pilgrimage; when they interchanged wives, and to avoid the shame of becoming fathers-in-law through their daughters, buried them alive or threw them down from the hill tops, when not a single man in the whole country knew how to read or write, and thereby earned for their nation the name of "*Ummis*" the Illiterate. They afterwards abolished such indecent customs, regarded with horror the interchange of wives, and considered infanticide a heinous crime. They made such rapid progress in knowledge that the people of Europe not unfrequently visited Andelusia to study various arts and sciences with the Moors, whom up to this day, they acknowledge as their teachers. Then came a time when the very Musalmans, whose large cities were the centres of knowledge and civilization, and seats of numerous Schools and Colleges, were shorn of all their literary glory and degenerated into their former state of primitive society. The far-reaching lustre of the sun of their knowledge and literary excellence dwindled into the dim light of a flickering lamp. And now again those very Mahomedans have begun to establish a Mahomedan University in Hindustan to meet the peculiar wants of their co-religionists. They have roused themselves from the deep lethargy and torpor of ages, and sanguine hopes may be entertained that if they but persevere in their efforts, they will regain at no distant period the valuable treasure which they had lost.

It is thus evident that the Creator of the universe has undoubtedly endowed man with a power by the aid of which he can merge from the low and degraded state of rudeness and barbar-

HISTORY OF PATIALA,

COMPILED

FROM

AUTHORITATIVE WORKS, OF THE RECORDS OF THE STATE

AND

PERSONAL INFORMATION,

BY

KHALIFA SYED MOHAMMAD HASAN,
KHAN BAHADUR,
Prime Minister of the State.

Amritsar,

PRINTED AND PUBLISHED

AT THE SAFIR-I-HIND PRESS, BY REVD. RAJAB ALLI,

1878.

☞ *The Books not bearing the Author's signature will be considered, counterfeit, and will be dealt with likewise according to Law.*

V. P. L.